



انوار البکيا

فی جیل

لغات القرآن

حصہ اول

تالیف

علی محمد پی۔ سی۔ ایس ایڈیشنل کمشنر (ریٹائرڈ)

الناشر

مکتبہ سید احمد شہیدؒ

۱۰۔ الکریم مارکیٹ۔ اردو بازار، لاہور



انوار البنا

فِي حَلِّ

لُغَاتِ الْقُرْآنِ

حَصْرًا

تأليف

على محمد ایدیشیل کشن ریٹائرڈ

الناسخ

مکتبہ سید احمد شہید

۱۰۔ الکمریم مارکیٹ، اردو بازار، لاہور

الانساب

میں اپنی اس تالیف کو مقصود کائنات تاجدار مدینہ
حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بابرکت
نام کے ساتھ منسوب کرتا ہوں۔ جن کے متعلق اللہ تعالیٰ
نے فرمایا ہے،

لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا
مِّنْ أَنفُسِهِمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ
الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوا مِن قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ
مُّبِينٍ ۝ اور میں اس کو اپنے لئے ذریعہ نجات و مغفرت سمجھتا
ہوں۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ آمین۔

نام کتاب	انوار البیان فی حل لغات القرآن
نام مؤلف	چوہدری عسلی محمد ریاض ایڈیشنل کمشنر
پاشر	مکتبہ سید احمد شہید، مارکیٹ اردو بازار لاہور
دوسرا ایڈیشن	۲۰۰۵ء
سرورق	حضرت سید نفیس شاہ صاحب زید محمد ہم
کتابت	عبدالرشید میلسوی جامعہ اشرفیہ فیروز پور روڈ لاہور
تعداد	ایک ہزار
مطبع	عظیم عظیم پرنٹرز داتا دربار روڈ لاہور
قیمت	

پیش لفظ

نَحْمَدُكَ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِكَ الْكَرِيمِ اَمَّا بَعْدُ !

.....

یہ کتاب قرآن حکیم کے اُن طالب علموں کے لئے لکھی گئی ہے جو زبانِ عربی کا کم از کم ابتدائی علم رکھتے ہوں اور صرف و نحو کی مبادیات سے واقف ہوں اور اس سلسلہ میں مزید معلومات کے خواہشمند ہوں۔ یہ کتاب نہ صرف اُن کو قرآنی عبارت کے مختلف الفاظ اور جملوں کی تفسیل صرفی اور ترکیب نحوی میں مددگار ثابت ہوگی بلکہ ربط الفاظ و آیات میں بھی معاونت کرے گی۔

عام لغات (ڈکشنری) کی کتابوں میں الفاظ کے مواخذ و معنی بیان کرنے پر اکتفا کیا گیا ہے اور ان کے صرفی و نحوی پہلو کو چھوڑ دیا گیا ہے اس طرح طالب علم، پنج عبارت اور نشست الفاظ کی اصولی وجوہ سے ناواقف رہ جاتا ہے۔ بقول مولانا محمد نذیر عرشی مصنف مفتاح العلوم شرح مثنوی مولانا روم رحمہ :

» ترکیب نحوی نہ جانتے والے لوگوں کی زبان دانی کی مثال اس کو تباہ نظر راہرو کی سیلے جس کی نظر پگھل گئی کے صرف جتنے ہی حصے پر ہے جو اس کے پاؤں کے سامنے ہے اور وہ اس تسلسلِ نظر کے ساتھ اپنی مسافت طے کرتا جا رہا ہے بخلاف اس شخص کے جو جانتا ہے کہ یہ کلمہ فعل ہے یہ فاعل ہے یہ اسم موصول ہے یہ جملہ اس کا صلہ ہے، یہ کلمہ مقدم آنا واجب ہے اور یہ مؤخر ہونا چاہئے اس کلمہ میں ضمیر کا ہونا ضروری ہے اس کا مرجع یہ ہے وغیرہ وغیرہ، اس پر عبارت کا مطلب و مدعا خود بخود آئینہ ہو جاتا ہے اور جب وہ عبارت کا ترجمہ کرتا ہے تو ایک مبصر کی حیثیت سے کرتا ہے اس کی مثال اس وسیع النظر اور دور بین راہرو کی سی ہے جس نے سفر پر روانہ ہونے سے پہلے نقشہ کے ذریعہ، سفرناموں کے مطالعہ سے اور واقفانِ راہ سے گفتگو کر کے تمام منازلِ سفر پر نظر ڈال لی ہو۔ خلاصہ یہ کہ اس کا سفر خطر سے محفوظ ہو سکا۔«

ایسی ہی وجوہات کو مد نظر رکھتے ہوئے ضروری الفاظ، جملوں اور آیات کی صرفی و نحوی لحاظ سے وضاحت کر دی گئی ہے اس طرح اصطلاحاً یہ کتاب نہ تو ایک لغات (ڈکشنری) ہے نہ تفسیر نہ ترجمہ، اس بناء پر اس کا نام **انوار البیان فی حل لغة القرآن** رکھا گیا ہے۔

سورت اور اس کی آیات کو یا آیات میں مندرجہ جملوں یا الفاظ کو اس ترتیب سے لکھا گیا ہے کہ پہلے

سورت کا نمبر دیا ہے اس کے بعد آیت کا نمبر ہے۔ ازاں بعد جملہ یا الفاظ کا حوالہ ہے۔ مثلاً ۳: ۱۱۹ میں ۳: سورۃ آل عمران کو ظاہر کرتا ہے اور ۱۱۹: سورۃ آل عمران کی آیت ۱۱۹ کو، اور اس آیت میں مندرج مشکل الفاظ کو اس آیت کے محاذ درج کیا ہے۔

چونکہ اس کتاب میں صرف مشکل الفاظ کی تشریح کی گئی ہے لہذا ضروری نہیں کہ ہر سورۃ یا ہر پارہ اس کے انہی الفاظ سے شروع ہو جو قرآن میں ہیں۔

جن کتابوں سے کتاب ہذا کی تالیف میں استفادہ کیا گیا ہے ان کی فہرست آخر میں درج کی گئی ہے۔ چونکہ کتاب ہذا کا مقصد طالب علم کو قرآن حکیم کے سمجھنے میں معاونت کرنا ہے لہذا اللہ کتب سے دل کھول کر مدد لی گئی ہے۔ مولف کتاب ہذا کو اپنی کوتاہی علم کاشدیت سے احساس ہے لہذا کتاب ہذا میں جو محاسن نظر آئیں ان کے لئے متراوا رحمتیں وہ ہستیاں ہیں جن کے گلستان تصنیف سے خوشہ چینی کی گئی ہے البتہ جو خامیاں رہ گئی ہیں ان کے لئے ذمہ دار وہ خود مولف ہے جس کے لئے وہ بارگاہ ایزدی سے معافی کا خواستگار ہے۔

جملہ حقوق ہر قسم کی بندش سے مبرا ہیں یہ کتاب محض قرآن حکیم کی حقیر سی خدمت کے طور پر تفصیل ثواب کے لئے لکھی گئی ہے لہذا اس کو بہر صورت میں پیش کرنے میں مولف کو کوئی اعتراض نہیں ہوگا سوائے اس کے کہ کتاب کا عنوان اور مولف کا نام بدستور باقی ہے صرف اس اسناد ما کی یاد دہانی کے طور پر کہ جب بھی کوئی قاری اس کتاب کو پڑھے مولف کے حق میں خدائے ذوالجلال کے حضور میں دعائے خیر کرے۔

اعتذار

خداوند تعالیٰ کو کچھ ایسا ہی منظور تھا کہ جب تالیف کا کام آخری مراحل میں تھا تو مولف کو رعشہ کا عارضہ لاحق ہو گیا۔ جس سے مولف کی کارکردگی اور قوت حافظہ بری طرح متاثر ہوئی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ کتاب کا موقد مکمل ہونے پر اس کو دوبارہ دیکھنے اور اغلاط کو درست کرنے کی طاقت نہ رہی۔

لیکن بایں ہمہ کتاب کی اہمیت و عقلت کو مد نظر رکھتے ہوئے اپنے کرم فرما مولانا مبشر احمد صاحب استاذ الحدیث دارالعلوم الاسلامیہ لاہور کے سپرد کردی جنہوں نے ماشار اللہ پوری توجہ اور حسب استطاعت بشری نظر ثانی کر دی ہے جس کے لئے میں ان کا بیحد مشکور و ممنون ہوں۔

مشورہ

وہ طالب علم جو قرآن حکیم کو لغات (ڈکشنری) یا امدادی کتابوں کا سہارا لے کر پڑھتے ہیں

ان کو مشورہ دیا جاتا ہے کہ وہ اپنے نظریہ کے مطابق کسی مستند ترمیمہ کو زیر نظر رکھیں
تاکہ آیات کا ربط اور مضمون کا تسلسل قائم رہے

فقط والسلام

طالب دُعا
راجی رحمۃ اللہ علیہ محمد

غفرَ اللہُ لہُ وَلِوَالِدَیْہِ

تقریظ

یادگار سلف شیخ طریقت سلطان القلم جناب حضرت سید الوری حسین شاہ صاحب مدظلہ العالی۔ خلیفہ ہجاز حضرت راتپوری رحمۃ اللہ علیہ

بِاسْمِهِ سُبْحَانَهُ

الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى مَنْ لَا نَبِيَّ بَعْدَكَ۔

پیش نظر کتاب ”النَّوَارُ الْبَيَّانُ فِي حَلِّ لُغَاتِ الْقُرْآنِ“

جو کہ چوہدری علی محمد صاحب زاد اللہ محاسنہ نے تقریباً عرصہ ۱۳ سال میں تصنیف فرمائی ہے لاریب بڑی محنت سے یہ کام سرانجام دیا ہے۔ ہمارے مخدوم مولانا مفتی مبشر احمد صاحب زید مجدہم نے ازاوّل تا آخر اس پر نظر ثانی فرمائی ہے جو اس کتاب کے قابل اعتماد ہونے کی دلیل ہے اللہ تعالیٰ مولف مدوح کی سعی مشکور فرمائے اور مسلمانوں کو اس سے متمتع ہونے کی توفیق نصیب فرمائے۔

تقریظ

حضرت العلامة المفتی مکبشیر احمد صاحب اُستاد الحدیث

جامعہ دار العلوم الاسلامیہ اقبال ٹاؤن لاہور

الحمد لله رب العلمین والصلوة والسلام علی سید المرسلین وعلیٰ آلہ وصحبہ

اجمعین ؎ اما بعد

قرآن مجید کا اصل موضوع انسان کے لئے ایسی راہنمائی فراہم کرنا ہے کہ جس کے ذریعہ سے وہ الہی زندگی گزار سکے۔ جو بعد کی زندگی کے لئے مفید ہو۔ جیسے کہ حضرت مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے فرمایا ہے کہ نزول قرآن کا مقصد اصل انسانوں کی تہذیب و تربیت اور ان کے عقائد باطلہ اور اعمال فاسدہ کی اصلاح ہے۔

قرآن کریم کی دو شاخیں ہیں ایک شانِ تعبّد اور دوسری شانِ تدبیر۔

شانِ تعبّد کا مفہوم ہے کہ اس کی تلاوت کرنا بہت بڑی عبادت ہے اور نبوت کے مقاصد میں سے ایک مقصد یہ بھی ذکر ہوا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے **يَسْكُوْا عَلَيْهِمْ اٰلِهَتُنَا** کہ وہ ان پر ہماری آیات تلاوت کرتا، اور شانِ تدبیر کا مطلب ہے کہ اس میں غور و فکر اور نزول قرآن کے مقاصد کو سمجھ کر اس پر عمل پیرا ہونا تو اس کے لئے تعلیم قرآن کو ضروری قرار دیا گیا۔ اور یہ بھی مقاصد نبوت میں سے ایک مقصد ہے جیسے کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے **وَبُعِدْهُمْ اَلْكِتٰبَ وَ اَلْحِكْمَةَ**۔ یعنی وہ انہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا، حالاتِ حاضرہ پر جب ہم نظر ڈالتے ہیں تو ہمیں محسوس ہوتا ہے کہ تلاوت قرآن کی گرمی کچھ مسلمانوں میں موجود ہے۔ لیکن بڑے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ مسلمانوں کی عمومی زندگی کا تدبیر قرآن سے رشتہ ٹوٹ چکا ہے اس ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے کہ پھر سے مسلمانوں کا تعلق قرآن نبوی سے جڑ جائے ہمارے محترم بزرگ جناب چوہدری علی محمد صاحب دام اقبالہ (بی لے آئزم پی سی ایس) بٹارڈ ایڈیشنل کمشنر نے قلم اٹھایا اور رات دن محنت کر کے اختصار کے ساتھ لغات قرآن کے حل کے لئے ایک مسودہ مرتب کیا جس کا نام **النوار البیان فی حل لغات القرآن** تجویز کیا۔

اس تالیف سے ان کا اولین مقصد توجّاتِ اخروی ہے اور حصولِ رضائے الہی ہے۔

اور ثنائیاً یہ مقصود ہے کہ شاید میری اس حقیر سی کاوش سے مسلمان استفادہ کر کے تدبیر قرآن کی طرف راعب ہو جائیں اور اپنی آخرت بھی سنوار لیں۔

چوہدری صاحب موصوف کی اس تالیف کو بندہ نے حقائقاً پڑھا ہے اور اس نتیجہ پر پہنچا ہے کہ یہ تالیف موجودہ دور کے اردو تعلیم یافتہ طبقہ کے لئے نہایت ہی مفید ہے۔
 چوہدری صاحب موصوف نے حل لغات کے علاوہ کہیں کہیں آیات کا مفہوم بھی اس اچھوتے انداز میں واضح کیا ہے کہ پڑھ کر دل عیش عیش کراٹھتا ہے۔

خُصُوصِیَاتِ تَالِیفِ اِسْ

اس تالیف کی خصوصیات یہ ہیں !

۱۔ حل لغات و تراکیب آیات

۲۔ بیان نحوی و صرفی تحقیقات

۳۔ مختصر و آسان تشریحات

۴۔ عمدہ و عجیب و غریب نکات

۵۔ قیمتی و بہترین اشارات

۶۔ مسائل پر جدید استدلالات

۷۔ مستند اور مضبوط حوالہ جات

بندہ بارگاہ الہی میں دعا گو رہے کہ یہ تالیف چوہدری صاحب موصوف کے لئے اور ان کے اولاد کے لئے ذخیرہ آخرت بنے اور عوام و خواص کو اس سے استفادہ کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین یا رب العالمین۔

احقر مبشر احمد غفرلہ الاحد

خادم الحدیث بجامعہ دارالعلوم الاسلامیہ

اقبال ٹاؤن لاہور

خلاصہ تقریظ از جناب ڈاکٹر محمد اکرم صاحب

صدر شعبہ عربی اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

زیر نظر کتاب لغات القرآن الکریم صرف منہجی حضرات کے استفادہ کے لئے ہے اس سے عام قاری کی بجائے وہی استفادہ کر سکتا ہے جو عربی زبان و ادب سے بنیادی واقفیت رکھتا ہو۔ ایک شخص جس نے عربی گرامر کبھی نہیں پڑھی اس کے لئے قواعد یا حذف یا الفاظ کے باہم مقلوب ہونے یا تقدیم و تاخیر کی بحثیں چننا مفید نہیں۔

اگر مصنف کا مقصود ہی یہی ہے کہ بنیادی عربی قواعد و زبان سے واقفیت رکھنے والوں کے لئے مزید فہم القرآن کے لئے یہ کام کیا گیا ہے۔ تو نہایت مفید ہے اور اردو زبان میں شاید یہ پہلا کام ہے جس میں پرانی جملہ تفاسیر کے محاسن کو جمع کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

انڈاز بیان نہایت سستہ اور رواں ہے۔ یہ تالیف ترکیب بخوبی پر مبنی ہے۔ اس میں احکام پر مشتمل آیات میں تاریخی و دیگر تفسیری ہدایات کی بجائے قواعد زبان کی نشاندہی پر زور دیا گیا ہے اردو میں اس نوع کی تفسیر یقیناً ایک غلام کو پڑ کر رہے گی!

تاہم اس قسم کی لغوی بحثیں زیادہ شرح و بسط کے ساتھ افراد ۲۰۷۷ ہر کی معانی القرآن میں وارد ہیں زیر نظر کتاب لغات القرآن عربی طلبہ کے استفادہ کے لئے ترتیب دینا مقصود ہے تو مذکورہ کتاب سے استفادہ اس کے حسن کو اور بڑھائے گا۔

جناب چوہدری علی محمد صاحب نے ایک نہایت علمی کام مکمل فرمایا ہے۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اس محنت شاقہ اور کاخیر پر خیر کثیر عطا فرمائے۔ واللہ الموفق

ڈاکٹر محمد اکرم چوہدری

صدر شعبہ عربی اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور

يَا رَهُ أَلَمَ
(١)

سورة الفاتحة
و
البقرة

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

(۱) سُورَةُ الْفَاتِحَةِ مَكِّيَّةٌ (۵)

سُورَةٌ، جس طرح دنیا کی دوسری کتاب میں مختلف ابواب میں تقسیم ہوتی ہیں اسی طرح قرآن حکیم کو بھی مختلف حصوں یا محلوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ ہر ایک حصہ کو سورۃ کہتے ہیں اس صورت میں یہ سُورَةُ (مہموز العین) سے مشتق ہے جس کے معنی کسی شے کے بقیہ اور بچے ہوئے حصہ (مکڑہ) کے ہیں۔ اور سورۃ بھی قرآن کا ایک مکڑہ اور حصہ ہے۔ اس صورت میں واو کو ہمزہ سے بدلا ہوا قرار دیا جائے گا۔

۲۔ السُّورَةُ، کے معنی بلند مرتبہ کے ہیں۔ جیسا کہ نالیہ کا ایک شعر ہے:

اَللّٰهُ تَرَاتُّ اَللّٰهُ اَعْطَاكَ سُورَةً - تَرَى حُلَّ هَلَاكِ دُرِّ نَجَايَةِ بَدَنٍ

بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہیں ایسا مرتبہ بخشا ہے۔ جس کے در سے ہر بادشاہ متذہب نظر آتا ہے۔
قرآن کی ہر صورت اپنی بلند مرتبہ کی وجہ سے سورۃ کہلاتی ہے۔

۳۔ یا سورۃ القرآن، سورۃ المدینہ سے مشتق ہے جس کے معنی شہر بنیاد یا شہر کے گرد حفاظت کے لئے بنائی گئی فصیل کے ہیں اور ہر سورۃ القرآن بھی فصیل کی طرح اپنے مضامین کا احاطہ کرتے ہوئے ہے۔ ۲۔ اور ۳ کی صورت میں یہ سورۃ مشتق ہے اور اس کا واو اصلی ہے کسی سے بدلا ہوا نہیں ہے۔

قرآن حکیم کی سورتیں طویل، درمیان، اور مختصر ہیں، مختصر سے مختصر سورۃ تین آیات کی ہے۔ مثلاً سورۃ العمر (۱۰۳) اور سورۃ الکوتر (۱۰۸)

اَلْفَاتِحَةُ، اسم فاعل واحد مؤنث، فَتَحَ مَا وَدَّ مِنْ شَيْءٍ، اَلْفَتْحَةُ کے معنی کسی چیز سے بندش اور پیمیدگی کو زائل کرنے کے ہیں۔ یہ ازالہ دوسم کا ہے ایک وہ جس کا کچھ سے ادراک ہو سکے جیسے فَتَحَ بَابَ (دروازہ کھولنا) مثلاً قرآن مجید میں ہے وَلَمَّا فَتَحُوا مَتَاعَهُمْ (۶۵: ۱۲) اور جب انہوں نے اپنا اسباب کھولا۔
دوم: جس کا ادراک بصیرت سے ہو مثلاً فَلَمَّا تَسَوَّأْتَ حَظًّا وَمَتَاعًا كَيْدُ اِيْمٍ فَتَحْنَا عَلَيْهِمُ ابْوَابَ
كُلِّ شَيْءٍ (۶: ۴۴) جب انہوں نے اس نصیحت کو جو ان کو دی گئی تھی فراموش کر دیا۔ تو ہم نے ان پر ہر چیز کے دروازے کھول دیئے۔ یعنی ہر چیز کی فراوانی کر دی۔

اس سورۃ کے کئی نام ہیں۔ اَلْفَاتِحَةُ، کھولنے والی۔ اس لئے کہ قرآن حکیم کی سب سے پہلی سورۃ ہے

باقی قرآن حکیم کے لئے مثل دروازہ کے ہے اور اس دروازہ کے کھلنے سے باقی قرآن حکیم آئندہ ۲۷ ہر چیز کے بعد انکو الفاختۃ کہا جاتا ہے جس کے ذریعہ اس کے بابت کو شروع کیا جائے اس لئے سورۃ فاتحہ کو خاتمۃ الکتاب کہا جاتا ہے۔ ۲۷، سبع مثانی لمسات «ہر آئی جانے والی آیتیں» کیونکہ بالاتفاق اس کی سات آیات ہیں جو نماز میں بار بار پڑھی جاتی ہیں۔ ۲۸، اَھمّ الکتاب و اَھمّ القرآن، کہ قرآن حکیم کے جملہ مضامین کو مشتمل ہے۔ ۲۹، سورۃ الصلوۃ: کہ اس کا ہر نماز میں پڑھنا واجب ہے۔ ۳۰، سورۃ الحمد: کہ لفظ الحمد سے شروع ہوتی ہے ۳۱، سورۃ الشفاء: کہ یہ سورۃ ہر مرض کی شفاء ہے ۳۲، سورۃ الرزق: یعنی پڑھ کر دم کرنے یا سمونک ماننے والی سورۃ۔

حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ساپ کے کاٹنے ہوئے شخص کو یہ سورۃ پڑھ کر دم کیا اور وہ اچھا ہو گیا۔ ۳۳، اساس القرآن: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ صورت قرآن کی جڑ ہے اور نبوے۔

۳۴، سورۃ الکفر: کیونکہ یہ مطالب اور معارف کا خزانہ ہے (۱۰) سورۃ الوافہ: کہ ہر قرأت میں اسے سالم ہی پڑھا جاتا ہے توڑ کر نہیں پڑھا جاتا۔ جبکہ بعض دیگر سورتوں کو پڑھنا جائز ہے (۱۱) سورۃ الکافیہ: کہ نماز میں یہی سورۃ بدول کسی دوسری سورۃ کے کافی تو ہو سکتی ہے لیکن کوئی دوسری سورت بدول اس سورۃ کے کافی نہیں ہو سکتی۔ وغیرہ وغیرہ

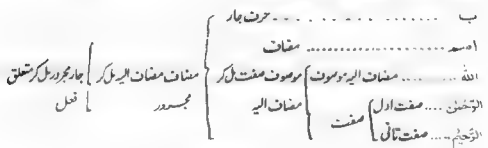
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ ب حرف جار ہے۔ جو مصاحبت یا استعانت کے لئے استعمال ہوا ہے۔ اگر مصاحبت کے لئے ہو تو ترجمہ ہوگا۔ شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ برکت حاصل کرتے ہوئے۔ اور اگر استعانت کے لئے ہو تو ترجمہ ہوگا۔ اللہ کے نام کے ساتھ مدد حاصل کرتے ہوئے دگر یا اس کے معنی ہیں ساتھ مدد کے ساتھ، اِسْمُ۔ نام۔ مادہ س۔ م۔ و۔ سے مشتق ہے۔ مَسَامُ بِسْمُ (باب نعر) مَسْمُو، یعنی بلند ہونا جیسے عربی میں کہتے ہیں مَسْمُوْتُ الْاِیْدِ بِصَرْحِی۔ میں نے اس کی طوط نظر اٹھائی۔ جب کسی کا نام لیا جاتا ہے تو گویا اس کو بلند کیا کرتے ہیں تاکہ وہ آنکھوں میں نہج جائے۔ اِسْمُ کی جمع اَسْمَاء ہے بعض کے نزدیک اس کا مادہ وُسْم ہے جس کے معنی علامت کے ہیں اور مادہ مزہ سے بدل گئی ہے لیکن یہ صحیح نہیں ہے، عربی زبان کا نام مضابطہ ہے کہ کسی لفظ کے مادہ کے اصلی حروف تصریف میں ظاہر کرتے جاتے ہیں اس قاعدہ کے موافق اگر اسم مادہ وُسْم سے قرار دیا جائے تو اس کا اسم تصغیر وُسْمِیْم اور جمع اُوسْم ہوگی مگر ایسا نہیں ہے بلکہ اسم کی تصریف سُحْی اور جمع اَسْمَاء ہے جو قاعدہ کے موافق ہے، لہذا اِسْمُ مَسْمُو سے مشتق ہے نہ کہ وُسْم سے۔

بِسْمِ۔ میں اسم کا الف کثرت استعمال کے باعث ساقط ہو گیا ہے اور اس کے بدلے میں ب لیں کھیں باقی ہے بِسْمِ اللّٰهِ میں ب کا تعلق فعل سے ہے یا اسم سے جو ہر دو زبان محذوف ہیں۔ قرآن مجید میں اس کا استعمال دو دنوں طرح آیا ہے۔ معلق اسم ہونے کی صورت میں عبارت کچھ یوں ہوگی بِسْمِ اللّٰهِ اَبَدِیْنِ اَیْ (اللہ کے نام سے ہمیری ابتداء ہے)۔ قرآن مجید میں اس کی مثال۔ وَقَالَ اذْکُبُوْا فِیْہَا بِسْمِ اللّٰهِ مَخْرُجًا مِّنْہَا وَمَوْتًا (۱۱: ۴۱) سورہ ہود اور کثرت میں اللہ کے نام سے اس کا چنا اور اللہ کے نام سے اس کا تھیرنا ہے۔ معلق فعل کی صورت میں عبارت یوں ہوگی۔ اَبَدِیْنِ بِسْمِ اللّٰهِ (میں)

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں قرآن مجید میں اس کی مثال اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ۔ (۱:۱) پڑھ اپنے رب کے نام سے
اللہ۔ اللہ کا لفظ خداوند تعالیٰ کے لئے بطور اسم ذات آیا ہے یہ کسی خاص صفت کے لئے نہیں بولا جاتا۔ باقی تمام صفات
خداوندی اس کی طرف منسوب کی جاتی ہیں۔ نزول قرآن سے پہلے بھی اللہ کا لفظ خداوند تعالیٰ کے لئے بطور اسم ذات کے
مستعمل تھا تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو ترجمان القرآن (از مولانا آزاد)۔

الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ۔ یہ دونوں نام رَحْمَۃ سے مشتق ہیں، دونوں میں مبالغہ ہے رَحْمٰن کے معنی میں رَحِیْم کی
نسبت زیادہ مبالغہ پایا جاتا ہے اس میں رَحِیْم کی نسبت ایک حرف زائد ہے اور زِیَادَۃً اَنْطَبَطَّ نَدْلُکَی زِیَادَۃً اَنْطَبَطَّ
بین نامزد حرفت زیادہ معنی پر دلالت کرتے ہیں۔ رَحْمٰن کا لفظ اللہ کی طرح ذات باری تعالیٰ کے ساتھ مختص ہے اور
اس کی دلیل یہ آیت شریفہ ہے: قُلْ اِذْ حُوِّلَ اللّٰهُ اِذْ حُوِّلَ الرَّحْمٰنُ اٰیْمًا مَّا دَعَا غَوَاظِلُہُ اِلَاسْمَاعُ الرَّحْمٰنِ (۱۱:۱۶) کہہ دو
تم (خدا کو) اللہ کے نام سے (پکارنا یا وطن (کے نام سے) جس نام سے پکارا اس کے سب نام اچھے ہیں۔ بخلاف اس کے رحیم
کا لفظ ماسوی اللہ کے لئے بھی مستعمل ہے مثلاً رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو رُوْفٌ رَحِیْمٌ کہا گیا ہے آیت شریفہ ہے
لَقَدْ جَاءَکُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْہِ مَا حَنِیْتُمْ حٰوِیْصٌ عَلَیْکُمْ مَّا اَلْمُوْمِنِیْنَ رُوْفٌ رَحِیْمٌ (۱۳۸:۱۰)
(گو) تمہارے پاس تمہی میں سے ایک پیغمبر آئے ہیں جو چیز جس میں مغفرت پہنچائی ہے انہیں بہت گراں گذرتی ہے تمہاری جھللی،
کے حریص ہیں ایمان والوں کے حق میں توڑے ہی شفیق اور مہربان ہیں۔

بعض کے نزدیک اللہ تعالیٰ دنیا میں رحمت اور آخرت میں رحیم ہے کہ دنیا میں مومن اور کافر سب اس کی رحمت
متمتع ہوتے ہیں اور آخرت میں رحمت سے فائدہ اٹھانے والے صرف مومن ہوں گے۔ اس بارہ میں اور بھی بہت سے اقوال ہیں
گرامر کے لحاظ سے الرَّحْمٰن الرَّحِیْمُ کی دو صورتیں ہیں، ۱) یہ اللہ کی صفت ہیں اس صورت میں ترجمہ ہوگا اللہ کے
نام سے جو کہ رحمن اور رحیم ہے (۲) یہ اللہ کا بدل ہے اور ترجمہ ہے اللہ رحمن و رحیم کے نام سے جیسا کہ اوپر ذکر ہو چکا ہے۔
بِسْمِ اللّٰهِ کی تَب کا تعلق اسم (محدود) سے ہے یا فعل (محدود) سے۔ اول الذکر کی صحت میں یہ جملہ اسمیہ ہوگا اور مؤخر الذکر
کی صورت میں جملہ فعلیہ۔ اس کی ترکیب بخوبی کچھ یوں ہوگی



اَبْدًا
اَنَا
..... ضمیر نازل مستر و فعل محدود (پس فعل اپنے فاعل اور متعلق فعل سے
..... فعل محدود)

کی کر حمد فضیلہ ہو۔

کیا اِنہم اللہ الرحمن الرحیم قرآن مجید کا حصہ ہے یا نہیں۔ اس کے متعلق مختلف اقوال ہیں۔ مکہ اور کوفہ کے قاری لے قرآن مجید کا حصہ سمجھتے ہیں۔ لیکن مدینہ، بصرہ اور شام کے قاری کہنا ہے کہ یہ قرآن کا حصہ نہیں (شوکانی زیارت ۱:۱) مؤخر الذکر قاری کے ایک گروہ کا خیال ہے کہ یہ آیت سورۃ فاتحہ کا حصہ ہے باقی سورتوں کا نہیں۔

جو اس کو سورۃ فاتحہ کا حصہ سمجھتے ہیں ان کے نزدیک یہ ایک مکمل آیت ہے لہذا اس کو علیحدہ نمبر دیتے ہیں اور باقی آیات کی تعداد چھ شمار کر کے کل سات آیات (سبع مثانی) مکمل کرتے ہیں اور جو اسے سورۃ فاتحہ کا حصہ شمار نہیں کرتے وہ آیت صَوَاطِ الْأَنْفُسِ عَلَیْہِذَا غَیْرِ الْمَذْمُومِ عَلَیْہِذَا لَا الدِّمَ الْبَیْزِ میں اَنْفُسُ عَلَیْہِمْ پر وقف کر کے علیحدہ آیت نمبر شمار کرتے ہیں۔ جبکہ اول الذکر گروہ اسے ایک ہی آیت شمار کرتا ہے۔

الْحَمْدُ: حَمْدٌ یَحْمَدُ (باب رَمَح) سے مصدر ہے۔ شاکرنا۔ تعریف کرنا۔ اللہ تعالیٰ کی فضیلت اور ثناء کو حمد کہتے ہیں۔ یہ مدح سے خاص اور شکر سے عام ہے۔ کیونکہ مدح ان افعال پر بھی ہوتی ہے جو کہ انسان سے اعتقاری طور پر سرزد ہوتے ہیں اور ان اوصاف پر بھی جو پیدا انشی طور پر اس میں پائے جاتے ہیں چنانچہ جس طرح مال کے خرچ کرنے اور علم و سخا پر انسان کی مدح ہوتی ہے اسی طرح اس کی رازنی قدومات اور چہرہ کی خوبصورتی پر بھی تعریف کی جاتی ہے۔ لیکن حمد صرف افعال اعتبار پر ہوتی ہے نہ کہ اوصاف اضطراب پر۔ اور شکر تو صرف کسی کے احسان کی وجہ سے اس کی تعریف کو کہتے ہیں۔ لہذا ہر شکر حمد ہے مگر ہر حمد شکر نہیں ہے اور ہر حمد مدح ہے مگر ہر مدح حمد نہیں ہے۔

مولانا ابوالکلام آزاد فرماتے ہیں 'عربی میں حمد کے معنی ثناء جمیل کے ہیں یعنی اچھی صفیوں یا کرنے کے۔ اگر کسی کی بُری صفیوں بیان کی جائیں۔ تو یہ حمد نہ ہوگی۔

حمد۔ پرافت لام (ال) تعریف کا ہے یہ یا تو جنس کے لئے ہے اور حمد کے اس مضمون کی طرف اشارہ کر رہا ہے جسے ہر شخص باغالب یا یہ استغراق کے لئے ہے۔

لِلّٰہِ میں لام اختصاص کا ہے جیسا کہ کہتے ہیں اَلَّذِیْ اَرْزٰیْدِ۔ پس الْحَمْدُ لِلّٰہِ کے معنی یہ ہوئے کہ حمد و ثناء میں جو کچھ اور جیسا کچھ بھی کہا جاسکتا ہے وہ سب اللہ کے لئے ہے کیونکہ خوبیوں اور کمالوں میں ہے جو کچھ بھی ہے سب اسی سے ہے اور اسی میں ہے

الْحَمْدُ لِلّٰہِ بجزیرۃ اسمیہ ہے اور استحقاق حمد کے استمرار پر دلالت کرتا ہے اس جملے سے ثناء کرنا مقصود ہے اور بندوں کو حمد کی تعلیم دی گئی ہے تقدیر جملہ یہ ہے قَدْ لَوْ الْحَمْدُ لِلّٰہِ (گو کہ الحمد للہ کہا کرو) اس تقدیر کی ضرورت اس لئے ہے کہ آیت اِنَّا کَانَ الْعَبْدُ سے مناسبت پیدا ہو جائے

کیونکہ تعبد کے قابل بندے ہیں۔

دَبَّ الدُّبَابُ۔ مضارع مضاعف الیہ۔ دَبَّ کا لفظ اصل میں مصدر ہے دَبَّ یَذُبُّ اَبابَ نَصْرًا سے۔ استعارۃً بمعنی فاعل استعمال ہوتا ہے مطلق صورت میں یعنی اضافت اور ظرف سے خالی ہوئے کی صورت میں سَوَّاهُ اللہ تعالیٰ کے اور کسی پر اس کا اطلاق نہیں جونا۔ اور اضافت کے ساتھ اللہ تعالیٰ پر بھی بولا جاتا ہے اور دوسروں پر بھی جیسے دَبَّ الدُّبَابُ (اللہ تعالیٰ کی صفت) تمام حیوانوں کا پالنے والا۔ دَبَّ الدَّارُ (ما سون اللہ کے لئے) گھر مالک) دَبَّ بمعنی کسی پر سیاست رالی کرنا مثلاً دَبَّ الْفَوَہِ کسی کا کام درست کرنا۔ جیسے دَبَّ الْأُمُورِ کسی کو اپنا بیٹے دَبَّ الْمَوْلَدَ۔

دُبّ، تربیت کے معنی میں بھی دسکانہ ہے تربیت دینا۔ یعنی کسی چیز کو اس کی اذلی استعداد اور فطری صلاحیت کے مطابق آہستہ آہستہ مرتبہ کہاں کو پہنچانا۔ اس پرورش میں محبت، شفقت، حفاظت، نگہداشت، اور امانت کا عنصر موجود ہوتا ہے، جیسے ماں کا بچے کو پالنا۔ یا ماں باپ کا بچے کی نشوونما میں اس کی نگہداشت کرنا اور ہر قدر کو بروقت اور حسبِ وقت اس کی استعداد کے مطابق پورا کرنا۔ اس سے دُبّ، یعنی پروردگار پالنے پر پالنے والا آتا ہے۔

عَالَمِیْنَ - عالمہ کا جمع ہے استعمال میں اس کے لفظ سے اس کا واحد نہیں پایا جا سکتا۔ یعنی قرآن مجید میں لفظ عالم بلیغ منفر استعمال نہیں کیا گیا، اللہ تعالیٰ کے سوا ہر نے کو عالم کہتے ہیں اس میں تمام وہ مخلوق شامل ہے خواہ وہ زمین پر ہو یا آسمانوں میں اور جو کچھ ان کے درمیان ہے (سب کا) ماتک و پروردگار ہے عالم نام سے اس ہنر کا جس کے ذریعہ کسی چیز ۲ طرح جو پھر علت استعمال ہونے لگا ان چیزوں میں جن کے ذریعہ صانع یعنی باری تعالیٰ کا علم حاصل ہو۔

چونکہ عالم کے تحت میں اجناس مختلف موجود ہیں اس سے عالمین بصیرت لایا گیا ہے۔ رَبِّ الْعَالَمِينَ۔
بدل ہے اللہ کا یا اس کی صفت ہے بدیں و جبر مجرد ہے۔

۲:۲۱. التَّائِبُ وَالتَّوَّابُ، ہر دو کی وضاحت اوپر لکھ اللہ الرحیم سے بیان میں ہو چکی ہے اللہ کی صفت دوم، سوم یا اللہ کا بدلہ ہے

(۳:۲۱) هَالِكِ يَوْمِ الدِّينِ - مَالِكِ مضاف یَوْمِ الدِّینِ مضاف مضاف الیہ مل کر مضاف الیہ ہذا مَالِكِ یَوْمِ الدِّینِ صفت چہارم ہے اللہ کی۔ بعض کے نزدیک یہ اللہ کا بدلہ ہے صفت نہیں کیونکہ اللہ موقوف ہے۔ اور یہ نکرہ۔ اس کے نکرہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اسم ناعل جب حال یہ مستقبل کے معنی میں مشغول ہوتا ہے تو مضاف الی الموقوف بھی معرف نہیں بنتا۔ اطوار جزا و حساب کے دن کا مالک۔ یَوْمِ الدِّینِ کی قرآن مجید میں آیات وضاحت کی گئی ہے۔ وَ اَذْرَاۤءُ مَا یَفْقَہُ الدِّیۡنِ وَ اَذْرَاۤءُ مَا یَہۡدِی الدِّیۡنَ یَوْمَ لَا تَمَلٰکُ نَفْسٌ

لَيْسَ شَيْءٌ وَالْأَمْرُ يُفْعَلُ بِهِ (۸۲: ۱۶۱۰) جس دن کو کسی کے کچھ ہی کام نہ آ سکیگا اور ہم تمام تر اس روز صرف اللہ ہی کا ہوگا۔

علامہ پانی پتی رقمطراز ہیں: يَوْمَ الدِّينِ قِيَامَتِ كَادِنٍ بِهٖ دِيْنٍ جزاء اور بدلے کو کہتے ہیں اور كَمَا تَدْرِيكَ تَدَاتِ دِيْنٌ ہي سے مستحق ہے (یعنی جیسے تو فعل کر کے گاویا ہی بہ لے لیا.....) بالغرض دین سے اسلام اور افاضت مراد ہے کیونکہ ایسا دن ہے کہ جس میں اسلام اور اطاعت کے سوا کوئی چیز نفع نہ دے گی مجاہد کہتے ہیں کہ یَوْمَ الدِّينِ یعنی یوم الحساب ہے چنانکہ قرآن مجید میں آیا ہے ذٰلِكَ الدِّينُ الْقَیِّمُ یعنی یہ سید صاحب ہے

(۳۰) اِيَّاكَ لَبَدْتُ وَاِيَّاكَ سَتَعْبَتُ

لَبَدْتُ فعل
لَبَدْتُ (ضمیر مستتر) فاعل
اِيَّاكَ مفعول (جو ضمیر کے لئے مقدم کر دیا گیا ہے) جملہ علیہ ہوا
فعل اپنے فاعل
اور مفعول سے مل کر معطوف علیہ

وَسَتَعْبَتُ فعل
سَتَعْبَتُ ... (ضمیر مستتر) فاعل
اِيَّاكَ ... مفعول (مقدم برائے ضمیر)
فعل اپنے فاعل «مفعول»
مل کر جملہ علیہ ہوا معطوف

اِيَّاكَ - اِيَّا اور اِک سے مرکب ہے یعنی خود ہی سے۔ علامہ راقب الصغفانی لکھتے ہیں کہ یہ کلمہ ضمیر منصوب منفصل کے لفظ کے لئے وضع کیا گیا ہے۔ جب ضمیر منصوب اپنے مال پر مقدم ہو یا اس پر کسی کلمہ کا عطف ڈالا جائے یا الّا کے بعد آئے تو اس کے ساتھ (یعنی اِيَّا کے ساتھ) استعمال ہوتا ہے «اخْلَافاً» کہ یہ صورت میں ہے اِيَّاكَ لَبَدْتُ (ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں) (۲) عطف کی صورت میں قرآن مجید میں ہے ذٰلِكَ وَرَدُّهُ وَاِيَّاكَ (۱۶-۳۱) ان کو اور تم کو ہم ہی رزق دیتے ہیں اور (۳) الّا کے بعد: وَخَضَىٰ ذٰلِكَ اِلَّا لَبَدْتُ اِلَّا اِيَّاكَ (۱۰-۱۲) اور تیرے پر۔ دیکھنے کے لئے قطعی طور پر ارشاد فرمایا کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو!

مفعول مقدم کی صورت میں ضمیر کے معنی پائے پائے ہیں گویا جب کہا جائے لَبَدْتُ تو اس سے خبر ہوں گے کہ ہم نیز عبادت کرتے ہیں۔ لکن جب کہا جائے اِيَّاكَ لَبَدْتُ تو اس کے معنی ہوں گے ہم صرف تیرے ہی عبادت کرتے ہیں

لَبَدْتُ مَضَارِعَ كَاصِفٍ جَمْعِ مُكَلِّمٍ - اسْتِعَانَةً رَّاسْتِفْعَالٌ هُوَ عَوْنٌ - مَادَّةٌ مِمَّنْ دَرَجَاتِهِ هِيَ، ہم مدد مانگتے ہیں اِيَّاكَ صرف تجھی سے۔

فَائِدہ اول: یہاں اِيَّاكَ جو کہ بطور مفعول مستقل ہے اسے فعل سے قبل لانے اور پھر اسے دہرائے مقصود اس کی اہمیت کو ذہن نشین کرانا ہے اور عبادت اور طلب کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ مخصوص کرنا ہے یعنی ہم صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد طلب کرتے ہیں تیرے سوا کسی کی عبادت نہیں کرتے اور تیرے سوا کسی سے امداد و نصیب نہیں کرتے۔ اس حدیث و تفصیل کے مد نظر اللہ کے سوا کسی اور کی عبادت کرنا یا اس سے مدد مانگنا قطعاً منہور اور حرام ہے خواہ وہ کوئی انسان ہو، جن ہو، فرشتہ ہو، حیوانات سے ہو نباتات سے، پر پائیاوت سے ہو، استغاثت (مدد طلب کرنا) سے یہاں اعانت کے بنیادی معنی مراد ہیں جس میں اس کے جملہ پہلو شامل ہوں، اور نہ اس عالم اسباب میں بعض قسم امداد ماسوی اللہ سے طلب کرنا منع نہیں ہے مثلاً آپ کمزوری کے اسٹانٹ نہیں کیے اور کسی اور کو اسٹانٹ میں مددینے کو کہتے ہیں، آپ طالب علم ہیں اور استاد سے یا کسی عالم سے اپنے علم کی تحصیل کے لئے امداد کے طالب ہیں۔ علیٰ ہذا القیاس۔ حالانکہ آپ فی الواقع اسٹانٹ کے قابل ہوتا۔ یا مرض سے شفا پانا یا علم کا حاصل کرنا بالاتر قدس قدرت میں ہے آپ صرف دنیاوی اسباب سے استفادہ چاہتے ہیں اور حقیقتاً ان اسباب کے مہیا کرنے کا مسبب وہی اللہ تعالیٰ ہی ہے۔

ابن کثیر لکھتے ہیں کہ کامل الطاعت اور پورے دین کا حاصل صرف یہی دو چیزیں ہیں (عبادت اور استغاثت) بعض سلف کا قول ہے کہ سائے قرآن کا راز سورۃ الفاتحہ میں ہے۔ اور پوری سورۃ کا راز اس آیت اِيَّاكَ لَعِبْدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْذُ میں ہے۔

فائدہ دوم: خداوند تعالیٰ کی حمد ہو چکی، اس کی ربوبیت اس کی رحمانیت اور اس کی رحیمیت اس کا روز جزا و سزا کا مالک مطلق ہونا بیان ہو چکا اس کی حقیقت دل کی گہرائیوں میں اتر چکی اس کا اثر جسم کے رگوں میں بس گیا۔ تو بندہ بعد عجز و انکسار عبادت میں اس ذات و وحدہ لا شریک کے آگے جھک گیا۔ اور صرف اور صرف اسی کو حامی و ناصر جانتے اور مانگتے ہوئے پکارا تھا۔ اِيَّاكَ لَعِبْدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْذُ۔ اس ایک نکتہ غیب کے درجہ سے مرتبہ خطاب کی جانب عدول کے متعلق تفسیر منظر ہی میں یوں تحریر ہے:-

”اگر کسی چیز کے احوال و صفات ناقابل اشتراک اور مخصوص ہوں اور وہ صفات ذکر کردہی جائیں تو اس چیز کی ذہن میں ایسی تعین ہو جاتی ہے کہ گویا وہ سامنے آگئی، شدت تخیل غیر محسوس کو محسوس کر کے دکھاتی ہے۔ علم غائبانہ شہود سے بدل جاتا ہے، حضور ذہنی وجود خارجی کے قائم مقام ہو جاتا ہے۔ علم حصولی معائنہ میں تبدیل ہو جاتا ہے پس جب ذات، ربوبیت کا نام ذکر کر دیا اور مخصوص صفات کو بھی بیان کر دیا تو ذات غائب شدت استحضار کی وجہ سے عارف کی نظر کے سامنے آگئی۔ اس لئے اس نے غائبانہ طرز محاکم سے انتقال کر کے مخاطب کا اسلوب اختیار کیا، جس ذات کا وہ غائبانہ ذکر کر رہا تھا۔ وہ اس کے سامنے حاضر ہو گئی اور اس نے

عافزہ ہنی سے اس طرح بات کرنی شروع کر دی جیسے حاضر مرزا خارجی سے کی جاتی ہے ۱۔

۱۱ د۔ ۱۔ اِنْذِرْنَا - امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ نا ضمیر مفعول جمع متکلم ھذا آیت باب ضرب، مصدر سے تو ہم کو راہ بتلا، تو ہماری رہنمائی کر، اصل میں فعل لازم ہے اور لی الی کے ساتھ متعدی کے معنی دیتا ہے لیکن بغیر صلہ کے بھی بطور متعدی استعمال ہوتا ہے مثلاً ھَذِی الرِّجُلُ اَدْمٰی کا ہدایت پانا۔ (فعل لازم) اور ھَذَا اَلطَّرِيقُ کسی کو راہ بتانا۔

بمعنی ھَذَا اِلَى الطَّرِيقِ وَلِلطَّرِيقِ فعل متعدی ہے۔

ہدایت کے اصل معنی لطف و مہربانی کے ساتھ رہنمائی کرنے اور راستہ بتانے کے ہیں یہی وجہ ہے کہ اس کا استعمال ہمیشہ خیر و نیکی میں ہوا کرتا ہے۔ اور جب اس کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف ہو تو سچر مقصد تک پہنچانے کے معنی میں ہوتا ہے۔

الْقِسْرَاطُ راہ، راستہ، سیدھے اور آسان راستے کو قِسْرَاطُ کہتے ہیں اس کی جمع صُورَاطُ ہے۔ الْقِسْرَاطُ یہاں موصوفہ ہے اس کی صفت الْمُسْتَقِيمُ آگے آتی ہے۔

الْمُسْتَقِيمُ اسم فاعل واحد مذکر منصوب۔ اِسْتَقَامَ (استفعال) نوز۔ مادہ معنی سیدھا۔ صبیح۔ الْقِسْرَاطُ کی صفت ہے۔ اِنْذِرْنَا الْقِسْرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ کی ترکیب یوں ہوگی۔

اِغْدِ..... فعل	فعل اپنے فاعل اور دو مفعولوں سے مل کر جملہ فعلیہ ہوا۔
اَنْتَ - ضمیر مستتر فاعل	
نَا..... مفعول اول	
الْقِسْرَاطُ..... موصوفہ	
الْمُسْتَقِيمُ..... صفت	موصوفہ و صفت مل کر مفعول ثانی

۶: ۱۔ سِرَاطَ الذِّبْنِ اَنْصُرْتْ عَلَيْنَا۔ یہ جملہ بدل کل ہے۔ الْقِسْرَاطَ الْمُسْتَقِيمُ سے۔ ترکیب یوں ہوگی۔

سِرَاطَ	مضات	موصول	موصول و مل	مضات الیہ	مضات مضات الیہ مل کر بدل کل الْقِسْرَاطَ الْمُسْتَقِيمُ سے
الذِّبْنِ					
اَنْصُرْتْ عَلَيْنَا۔ فعل با فاعل و ضمیر مفعول عامہ الی الذین مل کر جملہ فعلیہ ہو کر					

یعنی الْقِسْرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ سے مقصود وہ سیدھا راستہ ہے جس کی طرف رہنمائی کی دعا کی گئی ہے جو انعام یافتہ لوگوں کا ہے۔ یہ انعام یافتہ کون لوگ ہیں؟ خدا تعالیٰ کا ارشاد ہے وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ يَجْعَلْ لَهُ

اللّٰهُمَّ اِنِّكَ اللهُ عَلَيْهِمْ بِنْتُ النَّبِيِّنَ وَالصِّدِّيقِیْنَ وَالشَّهِداءِ وَالصَّالِحِیْنَ وَحَسُنَ وَذٰلِكَ وَذٰلِكَ (۶۶:۴)

اے جو لوگ خدا اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں، وہ قیامت کے روز ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر خدا نے انعام کیا یعنی انبیاء، صدیقین، شہداء اور نیک لوگ۔

انعام سے معنی ہیں وہ کیفیت جسے انسان لذت مند پاتا ہے مگر اس کا استعمال ان اشیاء پر ہونے لگا جو اس لذت کا سبب بنتی ہیں

۴۔ عِلْوُ الْحُكْمِ عَلَيْنَا وَلَا الضَّالَّةَ هِيَ الَّذِينَ أَلْفَعَتْ عَلَيْنَا سے بدل ہے۔ یعنی تیرے انعام یا نبرد وہ ہیں، جو تیرے غضب اور گمراہی سے سالم اور محفوظ ہیں۔ یعنی جن پر نہ تیرا غضب نازل ہوا اور نہ وہ گمراہ ہوئے۔

وہی۔ کسی۔

جسمانی - روحانی۔

وہی کہ نہادار۔ بچہ۔ روح۔ قتل، پینائی۔ قوت، تیزائی، قوت گریائی وغیرہ۔

کسی۔ جراحی غنت سے حاصل ہو۔ } بیسے نفس کہ رذائل سے پاک کرنا، اور عمدہ انطلق۔۔۔ آراء سے کرنا
اور بدن کو خوبصورت کیلئے اور زخموں سے زینت دینا۔

اور مال و جائداد و عہدہ حاصل کرتا۔

اخب۔ بڑی - یہ سنہ کہ اللہ تعالیٰ اس کی کوتاہیوں کو معاف کرنے اور راضی ہو کر اس کی علیحدہ میں حاکمہ قرین کے ساتھ ٹھکانہ ہے۔

فائدہ ۵ : اگر مضمون کی خاطر غیبی کی تکرار مطلوب ہو تو دوسری دفعہ غیبی کی بجائے دلاتے ہیں جس کی بابت
موجودہ کا مثلاً **مِنْ غَيْبٍ اَبٍ وَلاَ اُمٍّ** بغیر باپ کے اور بغیر ماں کے۔ **يَا دَاوُدُ النَّاسُ مِنْ مَتِّحَجَاتٍ فِي**
اَللّٰهِ يَغِيْبُوْهُمُ وَلاَ هَا هُنَا و لا کتاب غیبیہ (۱۲۰۱۳۱) اور بعض لوگ ایسے ہیں کہ نہ کہ باپے میں مخفی تے
میں بغیر علم کے اور بغیر ہدایت کے اور بغیر روشن کتاب کے، **يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا** اے ایمان والو! **اَلْعَمَلُ**
غَيْبٌ اَلْمُخْتَوَّبُ عَلَيْهِمْ وَلاَ الضَّالِّيْنَ ان لوگوں کا راستہ جن پر تیرا انعام و فضل ہوا۔ جن پر تیرا غضب نہ ہوا اور جو نہ
گمراہ ہوئے، بعض کے نزدیک **وَلاَ الضَّالِّيْنَ** میں لازماً تاکید کے لئے لایا گیا ہے۔

[illegible]

فائدہ: بعض کے نزدیک مغضوب علیہم سے مراد اہل یہود ہیں اور الضالین سے نصاریٰ؛

ترندی نے عدی بن حاتم سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَلْیَہُودُ مَغْضُوبٌ عَلَیْہِمْ وَاَلْمَنْصَرَدُی ضَلَالٌ۔ لیکن علامہ پانی پتی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ مَغْضُوبٌ عَلَیْہِمْ وَلَا الصَّالِیْنَ۔ ایسے دو عام لفظ ہیں جس کے تحت تمام کفار اور خدا کے نافرمان اور بدعتی سب لوگ داخل ہو سکتے ہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس شخص کے حق میں جو کسی ممنوع القتل کو عمدًا قتل کرے غَضِبَ اللہُ عَلَیْہِ (۹۳:۴) فرمایا ہے اور کفار اور بدعتیوں کے بارے میں ارشاد فرمایا فَمَاذَا جَعَلَ اِلَّا الضَّلَالُ (۳۲:۱۰) اور حق پرست کے ظاہر ہونے کے بعد گمراہی کے سوا ہے ہی کیا اور الذِّیْنَ خَلَتْ سَخِیْمٌ فِی الْخُبُورِ الدُّنْیَا (۱۱۴:۱۸) (وہ لوگ جن کی سعی دینا کی زندگی میں برباد ہو گئی) اَلْمَغْضُوبُ عَلَیْہِمْ۔ غَضِبَ یَغْضِبُ (باب سماع) فعل لازم ہے بمعنی غضبناک ہونا۔ علی کا صلاہ لگا کر مَغْضُوبُ علی اسم مفعول بنایا گیا ہے وہ جس پر غضب نازل ہوا۔

لغضب کے اصل معنی ہیں انتقام کے لئے دل میں غور کا ہوش مارتا۔ لیکن غضب الہی سے مراد سزا اور عذاب ہوتا ہے غَضِبَ اللہُ عَلَیْہِ (۹۳:۲) اور نہ ان پر غضبناک ہو گا۔ غَضِبَ الْمَغْضُوبُ عَلَیْہِمْ میں غیر نفس کے لئے ہے جملہ کا مطلب ہے جن پر غضب نازل نہیں ہوا وَلَا الصَّالِیْنَ۔ و عاطفہ ہے لا۔ غَضِبَ کی جگہ تکرار کی خاطر لایا گیا ہے وَلَا الصَّالِیْنَ کا عطف جملہ سابقہ غَضِبَ اللہُ عَلَیْہِمْ پر ہے۔ الصَّالِیْنَ اسم فاعل کا صیغہ جمع نہ کرے صَالٌ واہر بحالت رفع، بکثرت ہونے گمراہ، راہ بھولے ہوئے۔ اَلضَّلَالُ کے معنی سیدھی راہ سے ہٹ جانے کے ہیں اور یہ ہِدَایۃ بِالْمَقَابِلِ استعمال ہوتا ہے۔

فَاِنَّکَ: سورۃ فاتحہ کے ختم پر قدرے فصل کے ساتھ آمین کہنا مسنون ہے، صحیحین میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (لوگو!) جب امام دِلَا الصَّالِیْنَ تک پہنچ جائے تو آمین کہنا کر دو کیونکہ اس وقت فرشتے بھی آمین کہتے ہیں۔ اور جس شخص کی آمین فرشتوں کی آمین موافق پڑ جائے گی اس کے تمام گزشتہ گناہوں پر قلم غفور کھینچ دیا جائیگا۔

اٰمَنَیْنَ کے معنی ہیں: (اَسْمَعُ وَاسْتَجِبُ) (یعنی خداوند! ہماری دعا سن اور قبول فرما) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما، یا اِنْعَلِ: (یا اللہ! ایسا ہی کر)

یاد رہے کہ آمین قرآن مجید کا حصہ نہیں، اور اسی لئے اسے مکھا نہیں جاتا، بعض کے نزدیک، مَنْ قَالَ اِنَّ اٰمَنَیْنَ مِنَ الْقُرْآنِ کَفَرَ: جس نے کہا کہ آمین قرآن کا حصہ ہے اس نے کفر کیا۔ (روح المعانی)

کوئی چیز دور ہوتی ہے تو مخاطب کو یہ بتلانے کے لئے کہ وہ چیز تجھ سے دور ہے اسم اشارہ خدا کے ساتھ
نق خطاب کا اور تاکیدی تاکید ہے۔ پس ذلک اگرچہ عرف عام میں اشارہ بعید کے معنوں میں آتا ہے
اس کے بنیادی معنوں میں یہ مفہوم نہیں پایا جاتا۔

جس طرح بعض دفعہ هَذَا کالفظ تحقیر و تنقیص کے لئے بولتے ہیں مثلاً اِنَّمَا اَخَذُوا مَقْرَبَ هَذَا الَّذِي
هُوَ مَقْبُولٌ وَ لَا يَكَادُ يُبَيِّنُهُ (۵۲: ۴۳) بے شک میں اس شخص سے بہتر ہوں جو کچھ عزت نہیں کرتا
اور نہ صاف گفتگو کر سکتا ہے۔ اسی طرح یہاں ذلک کے لفظ کے استعمال سے الذلک کی تعظیم شان کی طرف
اشارہ کرنا مستحسن ہے۔

الْكِتَابُ، مشارالہ۔ اس سے مراد قرآن مجید کا وہ حصہ ہے جو سورۃ البقرہ سے بیشتر نازل ہو چکا تھا۔
۱۲) یہ بھی ممکن ہے کہ سارے قرآن مجید کی طرف اشارہ ہو۔ ۱۳) آل عہد کا ہے وَالْكِتَابُ الْمَوْعُودِ اَنْزَالَهُ
اور الْكِتَابُ سے مراد وہ کتاب جس کے انزال کا عہد کر رکھا ہو، جیسا کہ آیت شریفہ رَبَّنَا ذِكْرُكَ فِيهِمْ رَسُولٌ
فِيهِمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ (۱۲۹: ۲) سے ظاہر ہے کہ انبیاء
سابقہ کو بعثت جنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا پیشگی علم تھا اور الْكِتَابُ (القرآن) کا ان پر منزل من اللہ ہونا بھی معلوم تھا
۱۳) آل تحمیل سے لئے بھی ہو سکتا ہے یعنی ایسی کامل کتاب کہ اس کا ثانی نہ ہو، جس کے سامنے اور کتاب
کتاب کہلانے کی مستحق نہیں۔

لَا يَبْغِيكَ هَٰذَا لِلْمُتَّقِينَ۔ ذل نفی جنس کے لئے ہے۔ بدین وجہ لا رَبَّ يَبْغِيكَ ہوتے ہوئے کہ
قاعدہ ہے کہ لا جنس کے بعد مجرد مفرد ہو تو مبنی بر فتح ہوتا ہے۔ جیسے لَا تَجْعَلْ فِي الدَّارِ۔

ذِي رَأْيٍ (باب ضرب کا مصدر ہے اور ذِيَّت اس شک یا گمان کو کہتے ہیں جس کی حقیقت
بعد میں اس کے برخلاف منکشف ہو جائے۔ ذِيَّت: ذہنی اضطراب، تہمت، اور سوء ظن کے معنوں میں بھی آتا ہے
ہیں: جار مجرور ہے ضمیر واحد مذکر غائب الْكِتَابُ کے لئے ہے۔ یا اس کا مرجع کلام ماضی بھی ہو سکتا ہے
هُدًى: ہدٰی بھنی (باب ضَوْب) کا مصدر ہے۔ ہدایت کے معنی لطف و کرم کے ساتھ کسی کی
رہنمائی کرنے کے ہیں۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر ہدایہ کے معنی لطف و کرم کے ساتھ رہنمائی کرنے کے ہیں
تو پھر قرآن مجید میں ہے فَاهْدُوهُمْ إِلَى صِرَاطِ الْجَحِيمِ (۲۲: ۳۴) پھر ان کو جہنم کے راستہ پر چلا دو۔ اور
وَيَهْدِيهِ إِلَى عَذَابِ الشَّعِيرِ (۲۲: ۲۳) ہم اور دوزخ کے عذاب کا راستہ دکھائے گا۔ کیوں استعمال ہوا ہے۔
اس کا جواب یہ ہے کہ یہاں طنز کا قول کے لئے اس کا استعمال کیا گیا ہے جیسا کہ اگرچہ ارشاد الہی ہے کہ:

فَيَهْدِيهِمْ إِلَى عَذَابِ آيٍ هُمْ (۲۴: ۸۴) تو (لے پیغمبر) انہیں عذاب الیم کی خوشخبری سنا دو۔

لِلْمُتَّقِينَ۔ مُتَّقِينَ اسم فاعل۔ جمع مذکر۔ مجرور، لِلْمُتَّقِينَ۔ متقیوں کے لئے، تقویٰ کرنے والوں

کے لئے رشرع میں تقویٰ سے مراد ہر اس چیز سے بچنا ہے جو گناہ کی طرف لیجانے والی ہو۔

یہاں لآ کرِیْب کے بعد چھ نشان وقف مندرج ہے اور فیہ کے بعد خ کا نشان وقف اور عاشیہ، مع درج ہے، مع معانقہ کا مخفف ہے جس کے لغوی معنی گنگاٹنے کے ہیں۔ یہاں دو جگہ قریب قریب ہیں جن پر بنی نقطے لکھے ہوئے ہیں اس سے مراد یہ ہے کہ ان دونوں لفظوں میں سے دوسرے کو پہلے سے وہ ارتباط ہے جو دوسرے لفظ کو اگلے لفظ کے ساتھ ہے پس خواہ پہلے لفظ پر وقف کرو اور دوسرے کو اس سے اگلے لفظ کے ساتھ لگا کر پڑھاؤ۔ اس صورت میں دوسرے لفظ کا رابطہ پہلے لفظ کے ساتھ ہوگا۔ مذکورہ لفظ کے ساتھ بہر صورت اگر ایک پر وقف کرو تو دوسرے پر گزروں وقف نہ کرو۔

تمام قرآن مجید میں متعقبات من کے نزدیک ۱۶ معانی ہیں لیکن متاخرین کے نزدیک ان کی تعداد ۱۸ ہے۔ آیت زیر غور کی مندرجہ بالا کی روشنی میں مندرجہ ذیل دو صورتیں ہوں گی۔

۱۔ ذٰلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيْهِ : یہ کتاب اس میں کچھ شک نہیں۔ اس صورت میں هُدًى لِلْمُتَّقِيْنَ سے پہلے فیہ مخذوف سمجھا جائے گا۔ اور عبارت یوں ہوگی، ذٰلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيْهِ (فِيْهِ هُدًى لِلْمُتَّقِيْنَ) یہ کتاب اس میں کچھ شک نہیں۔ اس میں متقیوں کے لئے رہنمائی ہے۔ وقف کی یہ صورت بہتر سمجھی جاتی ہے کیونکہ اس میں نسبتاً سب سے زیادہ ہے اس کی تائید قرآن مجید میں اور جگہ بھی ہوتی ہے مثلاً تَنْزِيْلُ الْكِتَابِ لَا رَيْبَ فِيْهِ مِنْ دَرِّ الْعَالَمِيْنَ (۲۳:۳۲) اس میں شک نہیں کہ اس کتاب کا نازل کیا جانا تمام جہانوں کے پروردگار کی طرف سے ہے۔

۲۔ دوسری صورت میں عبارت یوں ہوگی۔ ذٰلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيْهِ هُدًى لِلْمُتَّقِيْنَ اس صورت میں لآ کرِیْب کے بعد فیہ مخذوف سمجھا جائیگا۔

عربی میں فیہ کے معنی کی مثالیں کثرت سے ملتی ہیں۔ چنانچہ جب یہ کہنا مقصود ہو کہ اس بات میں کوئی حرج نہیں تو لَا بَأْسَ فِيْهِ کی بجائے صرف لَا بَأْسَ کہہ لیتے ہیں۔ قرآن مجید میں اس کی مثال قالوا لا خَيْرَ اِنَّا اِلٰهِي رَبَّنَا مُتَغَلَّبُوْنَ ؕ (۵۰:۱۲۶) وہ بولے کچھ ڈر نہیں ہم اپنے پروردگار کی طرف لوٹ جانے والے ہیں۔ (یعنی تمہارے ہمارے ہاتھ پاؤں کاٹنے اور ہمیں سولی پر لٹکانے میں کوئی ڈر نہیں۔ یہاں لَا خَيْرَ فِيْهِ کہنے کی بجائے صرف لَا خَيْرَ کہہ دیا۔

علامہ پانی پتیؒ لآ کرِیْب فیہ ... کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں لآ کرِیْب فیہ یعنی اس کتاب کے دلائل ایسے واضح اور اس درجہ روشن ہیں کہ نظر صحیح کے بعد منصف آدمی اس کے وحی اور متجانب اللہ ہونے میں ذرا شک نہیں کر سکتا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہاں خبر انشاء کے معنی میں ہے، یعنی گوگو! اس کتاب کے منزل اللہ ہونے میں شک و شبہ نہ کرو۔ لآ کرِیْب میں لَا لغوی جنس کے لئے ہے رَيْب اسم اور فِيْهِ خبر یا یوں کہا

کہ فیہ صفت اور للمُتَّقِیْنَ خبر اور هُدًی بلفظ حال منصوب، یا لَآ کی خبر تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ صبیحہ رَضِیَہُ
میں اور فیہ کو هُدًی کی خبر کہہ دو جو هُدًی کے نکرہ ہونے کی وجہ سے اس پر مقدم ہو گئی ہے۔ تہذیب عبارت
یوں سمجھو لَا تَنْتَبِہْ، فِیہ هُدًی (یہ سب تو ہمیں گویا بچائے خود درست اور بجا ہیں، لیکن بہتر اور
سب سے بہتر تو جبریل علیہ السلام ہے کہ یہ سب مسلسل مگر علیحدہ علیحدہ جملے قرار دینے جائیں اور ہر جملہ لاحقہ کو سابقہ کی
تائید مانا جائے۔ یہی وجہ ہے کہ دونوں کے بیچ میں حرف عطف نہیں لیا گیا۔ پس ذلک الذی یکسب الیہ
مطلب ہے جو اس بات کا فائدہ دیتا ہے کہ یہ کتاب ایسے اعلیٰ درجہ کی کتاب ہے جو غایت کمال کے ساتھ موصوفہ
اور اس حیثیت سے اس میں کس طرح کا شک و شبہ نہیں ہو سکتا۔ اسی پر قیاس کر لو هُدًی للمُتَّقِیْنَ کو،

هُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ، متقیوں کے لئے ہادی و رہنما اس کتاب کو اس لئے کہا گیا کہ جو ایمان اور شاد باری تعالیٰ
شَہْرُ مَصَّاتِ الذِّی اُنْزِلَ فِیہ الْقُرْآنُ هُدًی لِّلنَّاسِ ۝ (۲: ۱۸۵) تمام انسانوں کے لئے رہنما و ہدایت
ہے لیکن اس سے فائدہ صرف متقی اور پرہیزگار ہی حاصل کر سکتے ہیں، جن میں اس سے استفادہ حاصل کرنے کی
صلاحیت ہوتی ہے۔ اسی مضمون میں اور جگہ قرآن مجید میں ہے۔

(۱) وَنَزَّلْنَا مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شَفَاءٌ وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ وَلَا یَزِیْدُ الظَّالِمِیْنَ اِلَّا اُخْسَارًا
(۸۲: ۱۶) اور ہم قرآن میں ایسی چیزیں نازل کرتے ہیں جو ایمان والوں کے حق میں شفا و رحمت ہیں اور ظالموں کو
اس سے اور نقصان بڑھتا ہے۔

(۲) فَلَا تُؤْمِنُوْا بِالْاٰیٰتِ الْاُولٰٓئِکَ لَئِیْذَٰلِکَ فِیْ اٰیٰتِہُمْ وَفُرُوْغِہُمْ یُتْلٰی عَمٰیؕ (۴۴-۴۱) کہہ دو کہ جو ایمان لاتے ہیں ان کے لئے یہ قرآن ہدایت اور شفا ہے اور جو ایمان نہیں لاتے
ان کے کانوں میں گرائی ہے اور یہ ان کے حق میں موجب ناپائیداری ہے۔

(۳-۲) اَلَّذِیْنَ اسم موصول جمع مذکر۔

یُؤْمِنُوْنَ بِالْغِیْبِ، اٰمَنَ یُؤْمِنُ بِالْغِیْبِ (افعال) سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر غائب۔ وہ
ایمان لے سکتے ہیں۔ ایمان لاتے ہیں۔ اٰمَنَ متعدی اور لازم دونوں طرح استعمال ہوتا ہے بت اور دل کے صلہ
کے ساتھ بھی متعدی مستعمل ہے بت کے صلہ کے ساتھ بمعنی ماننا اور قبول کرنا جیسے اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ میں نے
اللہ کو مانا۔ قبول کیا۔ اللہ پر ایمان لایا۔ اور اٰمَنَ کہ۔ تابعدار اور مطیع ہونا۔ شرع کی اصطلاح میں ایمان کے معنی
ہیں اِخْلَاصًا بِاللِّسَانِ وَکَصْدًا بِالْقَلْبِ زبان سے اقرار اور دل سے تصدیق کرنا۔

الْغِیْبِ: غائب یعنی غیب (باب مُزَبَّیْفٌ) کا مصدر ہے غَیْبَہٌ وَغَیْبٌ، وغیرہ
ہیں۔ اس کے معنی کسی چیز کے نگاہوں سے پوشیدہ اور اوجھل ہونے کے ہیں۔ اور ہر وہ چیز جو انسان کے علم اور حواس
سے پوشیدہ ہو اس پر غیب کا لفظ بولا جاتا ہے اس میں اللہ تعالیٰ، ملائکہ، حشر و نشر، جنت و دوزخ سب شامل ہیں

جملہ یُؤْمِنُونَ بِالْقَيْبِ صلہ ہے اَلَّذِينَ۔ اسم موصول کا۔ اور معطوف علیہ اگلے جملہ دَعِيْمُونَ الصَّلَاةَ کا۔
دَعِيْمُونَ الصَّلَاةَ۔ واو عاطفہ یُعِيْمُونَ الصَّلَاةَ جملہ فعلیہ ہے اور معطوف جس کا عطف جملہ سابقہ
یُؤْمِنُونَ بِالْقَيْبِ پر ہے۔

یُعِيْمُونَ: مضارع کا صیغہ جمع نکر غائب اِنْقَاۡمَۃً (باب افعال) مصدر وہ ٹھیک ٹھیک ادا کرتے
ہیں۔ اقامت بمعنی سیدھا کفر کرنا ہے یعنی تبدیل ارکان، نہایت خشوع و خضوع اور حضورِ قلب سے نماز ادا کرنا
دَعِيْمُونَ الصَّلَاةَ اور نماز کو صحیح صحیح ادا کرتے ہیں۔

وَمِمَّا زَكَّٰهُمْ يُنْفِقُونَ۔ واو عاطفہ مِمَّا مرکب ہے مینِ جار اور ما موصول سے دَفَنَّا فاعل
بافاعل مَعْمُ مفعول زَكَّٰهُمْ جملہ فعلیہ ہو کر ما موصول کا صلہ۔ موصول اپنے صلہ سے مل کر مینِ حرف جار
کا مجرور ہوا۔ اور جار اپنے مجرور سے مل کر فعل یُنْفِقُونَ سے متعلق ہے، فعل و فاعل و متعلق فعل مل کر جملہ فعلیہ
ہو کر جملہ یُؤْمِنُونَ بِالْقَيْبِ کا معطوف ہوا۔ یُنْفِقُونَ مضارع جمع نکر غائب اِنْفَاۡقًا (افعال) مصدر
وہ خرچ کرتے ہیں۔

تینوں جملے جو ایک دوسرے پر معطوف ہیں صلہ ہوتے موصول اَلَّذِينَ کے۔ اور موصول اپنے صلہ سے مل کر
مُتَّقِينَ کی صفت ہوتی۔ یعنی متقین وہ ہیں جو راغیب پر ایمان لاتے ہیں (۲) نماز کو صحیح صحیح ادا کرتے ہیں اور
(۳) خورد و زنی ہم نے ان کو دی ہوئی ہے اس سے (ہماری راہ میں) خرچ کرتے ہیں۔

(۲) اَلَّذِينَ۔ واو عاطفہ ہے۔ اَلَّذِينَ موصول ثانی۔ یُؤْمِنُونَ پ فعل با فاعل۔ ما اَنْزَلَ
اَنْزَلَ۔ ما موصولہ اَنْزَلَ ماضی مجہول واحد نکر غائب۔ اِنَّكَ جار مجرور مل کر متعلق فعل اَنْزَلَ۔ فعل اپنے
نائبِ نعل (مفعول مالم لیس فاعل) اور متعلق فعل سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر صلہ ہوا۔ ما موصولہ کا موصول و سذل کر
معطوف علیہ ہوا اگلے جملہ کا۔

وَمَا اَنْزَلَ رَبُّ قَبْلِكَ۔ واو عاطفہ۔ ما موصولہ۔ اَنْزَلَ ماضی مجہول واحد نکر غائب (ضمیر مالم لیس فاعل)
یا نائبِ فاعل کی طرف راجع ہے) مینِ حرف جار۔ قَبْلِكَ مضاف مضاف الیہ مل کر مجرور۔ جار اور مجرور مل
کر متعلق فعل اَنْزَلَ۔ فعل اپنے نائبِ فاعل اور متعلق فعل سے مل کر ما موصولہ کا صلہ ہوا۔ موصول اپنے صلہ سے مل کر
معطوف ہے جملہ سابقہ پر، معطوف علیہ اور معطوف دونوں جملے مفعول ہوئے یُؤْمِنُونَ کے، یُؤْمِنُونَ اپنے فاعل
ضمیر اور مفعول سے مل کر جملہ فعلیہ ہوا۔ اور صلہ ہوا۔ اَلَّذِينَ کا۔ اَلَّذِينَ موصول اپنے صلہ سے مل کر معطوف ہوا پہلے
اَلَّذِينَ پر یا مُتَّقِينَ پر۔

وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ۔ واو عاطفہ۔ بِالْاٰخِرَةِ جار مجرور مل کر متعلق فعل یُوقِنُونَ کے۔ یُوقِنُونَ
فعل با فاعل اور متعلق فعل سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر خبر ہوئی ہُم کی، جو مبتدا ہے، مبتدا انہی خبر کے ساتھ مل کر مبد

اسمیرہ اور جملہ اسمیرہ یوں ہوتے کہ معطوف ہوا۔ معطوف و معطوف علیہ مل کر صلہ ہوئے اپنے موصول الذین کا۔ الذین موصول اپنے صلہ کے ساتھ اس کے پہلے الذین پر معطوف ہوا۔ اور معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر صفت ہوئی۔
العتیقین کی:

وَالَّذِينَ..... يُؤْتُونَ (آیت ۴) کا ترجمہ ہوا۔ (وہ کتاب ہدایت بنے پر ہیزگاروں کے لئے جو غیب پر ایمان رکھتے ہیں اور جو ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اور جو ایمان رکھتے ہیں اس پر جو نازل کیا گیا آپ پر اور جو نازل کیا گیا آپ کے پہلے اور وہ قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں۔
گویا متقین کی مندرجہ ذیل تین مزید صفات ہیں۔

۱۔ وہ ایمان رکھتے ہیں اس پر جو (لے) محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ پر نازل کیا گیا۔
۲۔ وہ ایمان لاتے ہیں ان کتب الہیہ اور ان صحیفوں پر جو آپ سے قبل (دوسرے پیغمبروں پر) نازل کئے گئے۔
۳۔ وہ آخرت پر بھی ایمان رکھتے ہیں۔

الاخوة: مذکر بہ دینا کہ: دنیا مشتق ہے دُؤ سے جس کے معنی قریب ہونا کے ہیں۔ خواہ یہ قرب ذاتی، حکمی، مکانی، زمانی، یا بلحاظ مرتبہ کے ہو۔ چونکہ وہ حال کے بہت ہی قریب ہے اس لئے اسے دینا کہتے ہیں۔ اسی طرح آخرت کو اس کے متاخر اور پیچھے ہونے کی وجہ سے آخرت کہتے ہیں۔ سل میں دینا اور آخرت دونوں دو صفتیں تھیں اب ان پر اسمیت غالب آئی اور استعمال میں دینا و آخرت اسم کہلائے جانے لگے۔
هُدً: ضمیر جمع کے فائدہ کی غرض سے يُؤْتُونَ پر مقدم کی گئی۔ یعنی آخرت کے گھر کا یقین صرف انہی پر ہر گاہ کو حاصل ہے جن کی چند صفتیں اوپر مذکور ہو چکیں۔

يُؤْتُونَ، مفاع جمع مذکر غائب اِيْقَاتُ (افعال) مصدر، وہ یقین کرتے ہیں۔

۲: ۵۔ اُولَئِكَ اسم اشارہ بعید جمع مذکر۔ وہ سب، یعنی وہ مومن اور متقی لوگ جن کا ذکر اوپر کیا گیا ہے۔

عَلَى هُدًى مِّن ذُرِّيَّتِهِمْ کلمہ علی متقی لوگوں کے ہدایت خداوندی پر تمکین و مستقر ہونے پر دلالت کرتا ہے
۱۔ قَائِلُونَ عَلَى الْهُدَى ہدایت پر ثابت قدم رہنے والے۔ هُدًى کو نکرہ تعلیم کے لئے لایا گیا ہے اور اس ہدایت کا مَن تَبَهَّد ہونا تعلیم کی مزید تاکید ہے۔

وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ، واذا عطف کی ہے۔ اُولَئِكَ مبتدا، هُمُ مبتدا، الْمُفْلِحُونَ خبر دونوں کے
أُولَئِكَ کی خبر ہونے۔ یہ مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیرہ ہو کر جملہ سابقہ کا معطوف ہوا۔

هُدً ضمیر مقدم برائے حیرانی گئی ہے۔ یعنی تلاح بھی انہی کا حصہ ہے جو مذکورہ بالا اوصاف سے متصف ہیں
الْمُفْلِحُونَ۔ اسم فاعل جمع مذکر فروع الْمُفْلِحُ واحد اِفْلَاحٌ وَاِضْلَاحٌ، مصدر۔ تلاح پانے والے، مراد پانیوالے

کا میابی حاصل کرنے والے۔۔۔

یہاں آیت نہ امیں بھی ختم اللہ عَلٰی قُلُوبِهِمْ کے معنی ہیں: خدا نے ان کے دلوں پر مہر لگا رکھی ہے کہ نصیحت و نہی ان کا دل میں دخل نہیں ہوتا۔

وَعَلٰی سَمْعِهِمْ: اواز، عطف ہے۔ عَلٰی سَمْعِهِمْ معطوف ہے عَلٰی قُلُوبِهِمْ پر۔ اِنِّیْ وَخَتَمَ اللّٰهُ عَلٰی سَمْعِهِمْ اور اللہ تعالیٰ نے ان کے کانوں پر مہر لگا دی۔ سَمْعٌ اصل میں مصدر ہے اور مصداق جمع کی صورت میں نہیں لائے جاتے اس لئے یہاں لفظ سَمْعٌ مفرد لایا گیا ہے۔ اَلْبَصَارُ هِیَ مَصَافٍ مَّصَافٍ اِلَیْہِ، ان کی آنکھیں۔ اَلْبَصَارُ بَصَرٌ کی جمع ہے۔ اور اس کا معنی ہے کسی چیز کا آنکھ سے ادراک کرنا۔ لیکن کبھی اس کا اطلاق قوتِ بصرہ پر بھی ہوا کرتا ہے۔ کبھی نفسِ آنکھ کو بھی بصر کہتے ہیں۔

غَشَاوۃٌ غَشٰی یَغْشٰی (باب سجع) کا مصدر ہے۔ غَشٰیہُ، غَشَاوۃٌ، غَشَاوۃٌ اس کے پاس اس چیز کی طرح آیا جوات چھپائے۔ غَشَاوۃٌ (اسم) وہ پردہ جس سے کوئی چیز ڈھانپ دی جائے۔ وَعَلٰی اَلْبَصَارِ هِیَ غَشَاوۃٌ اور ان کی آنکھوں پر پردہ پڑا ہوا ہے اور مقرر آنجمید میں ہے وَجَعَلَ عَلٰی بَصَرِیْ غَشَاوۃً (۲۳: ۲۵) اور اس کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا۔ اور وَاللَّیْلِ اِذَا یَغْشٰی (۱: ۱۰۲) رات کی قسم جو دن کو چھپالے۔

فائدہ: علامہ پانی پتیؒ فرماتے ہیں ختم اللہ الخ۔ یہ اس دعویٰ کی دکران پر ہدایت کا کچھ اثر نہ ہوگا۔ وعظ کرنا نہ کرنا برابر ہے، دلیل ہے اور یہ دلیل اس لئے بیان ہوئی ہے کہ بظاہر اس دعویٰ کا ثبوت نظر نہیں آتا تھا۔ اس کے ثبوت میں فرمایا کہ یہ اس لئے کہ خدا تعالیٰ نے ان کے دلوں اور کانوں پر مہر کر دی ہے۔ اور ان کی آنکھوں پر پردہ پڑا ہوا ہے یعنی ان کی جبلت میں تاریکی ہے اور بہیمیت کی اندھیریوں نے ان کو ہر طرف سے محیط ہو کر اس امر کے قابل ہی نہ رکھا۔

(۸: ۲) وَمِنَ النَّاسِ - میں مِّنْ تبعض ہے۔ یعنی بعض ایسے بھی ہیں۔ یہ آیت عبداللہ بن ابی بن سلول اور منسب بن قیس، اور عبد بن قیس اور ان کے رفقاء کے بارہ میں نازل ہوئی ہے جن میں اکثر یہودی تھے۔ اور بعض منافق۔ نامی اصل میں اُناسی تھا۔ ہمزہ کو حذف کر کے اس کے عوض حرف تعریف یعنی الف لام لے لے گئے یہ جمع ہے انسان کی۔ اور بعض کے نزدیک جمع نہیں بلکہ اسم جمع ہے کیونکہ جمع کے اوزان میں نعال نہیں آیا۔ یہ یا تو اَنْتَ یا نَنْتَ اَنْتَ مصدر باب سجع سے۔ یعنی مانوس ہونا۔ یا اَنْتَ یُؤْنِسُ اِیْناسی (باب افعال) سے مشتق ہے جس کے معنی دوسرے دیکھنا یا محسوس کرنے کے ہیں۔ چونکہ آدمی ایک دوسرے کو دکھائی دیتے ہیں اس لئے انہیں ناسی کہتے ہیں۔ جس طرح جنوں کو ان کے مخفی اور پوشیدہ ہونے کی وجہ سے جوت کہتے ہیں۔

مَنْ یَّقُولُ: مَنْ اسم موصول بقول اَمَّا یَا اللّٰہُ وَاَلْیَوْمِ الْاٰخِرِ صلہ ہے بِاِللّٰہِ معطوف علیہ

سے اور بِالْيَوْمِ الْآخِرِ معطوف۔ اِی ۲ صابانہ وَاَمَّا يَوْمَ الْآخِرِ۔

وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِينَ۔ وادعالیہ ہے اور جملہ مابعد جملہ عالیہ۔ ترجمہ یوں ہوگا۔ اور کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جو زبان سے ہو، کہتے ہیں کہ ہم اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان لائے۔ حالانکہ وہ ایماندار نہیں ہیں۔

۱۰۰۔ یُحْذِرُ عُتُونَ۔ مضارع جمع مذکر غائب۔ مَخَاضَةٌ۔ مفاعلة۔ مصدر۔ دھوکہ دینا کہتے ہیں وہ دھوکہ دیتے ہیں الْخِدْعَ کے معنی ہیں کہ جو کچھ دل میں ہو اس کے برعکس ظاہر کر کے کسی کو اس چیز سے بہہ دینا جس کے وہ درپے ہو۔

امام راغب رحمہ اللہ فرماتا ہے: (اس میں) اللہ تعالیٰ کو دھوکہ دینے سے مراد اس کے رسول اور اولیاء کو فریب دینا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا نام ذکر کے اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کوئی سامع نہ کرنا گویا اللہ تعالیٰ کے ساتھ معاہدہ ہوتا ہے۔ اس بنا پر فرمایا اِنَّ الَّذِيْنَ يَبْتَغِيْعُونَكَ اِنَّمَا يَبْتَغِيْعُونَ اللهَ۔ (۱۰۴۸) جو لوگ تم سے بیعت کرتے ہیں وہ خدا سے بیعت کرتے ہیں۔

اِنَّهٗ۔ فعل یُحْذِرُ عُتُونَ کا مفعول ہے وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا۔ واذ عطف کا ہے۔ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا۔ موصول و سلم مل کر معطوف اور اِنَّهٗ معطوف علیہ۔ اِی ۱ وَیُحْذِرُ الْخِيْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا۔ اور وہ دھوکہ دیتے ہیں ایمان لانے والوں کو۔

وَمَا يَحْذِرُ الْاَنْفُسُ جَمْعُ مَذْكَرُ غَائِبٍ۔ جملہ عالیہ ہے۔ حالانکہ وہ اپنے آپ ہی کو دھوکہ دے رہے ہیں۔ مَا تَائِيْدُ۔ يَحْذِرُ عُتُونَ مضارع جمع مذکر غائب۔ حَذَعٌ۔ مصدر۔ باب فتنہ سے اَنْفُسُهُمْ مضاف۔ مضاف الیہ مل کر مفعول یَحْذِرُ عُتُونَ کا۔ ترجمہ: حالانکہ وہ اپنے آپ ہی کو دھوکہ دے رہے ہیں

اَنْفُسُ جمع ہے نَفْسُ کی۔ نفس ذات شے کو کہتے ہیں خواہ جوہر ہو یا عرض۔ (جو بذات خود قائم ہو وہ جوہر ہے مثلاً ذات باری تعالیٰ کو اس کے لئے بھی نفس کا استعمال ہوا ہے۔ مثلاً تَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِيْ ذَا عِلْمٌ مَا فِيْ نَفْسِكَ (۵: ۱۱۶) تو جانتا ہے جو میرے دل میں ہے اور میں نہیں جانتا جو تیرے ضمیر میں ہے) عرض۔ وہ چیز جو دوسری چیز کی وجہ سے قائم ہو۔

وَمَا يَشْعُرُ ذُرِّيَّتٌ۔ واذ عالیہ۔ مَا يَشْعُرُ ذُرِّيَّتٌ۔ مضارع منفی جمع مذکر غائب۔ جملہ عالیہ ہے۔ اور یہ یُحْذِرُ عُتُونَ کی ضمیر سے حال ہے۔ يَشْعُرُ ذُرِّيَّتٌ۔ شَعُوْرٌ مصدر۔ (باب نصر) سے ہے۔ مطلب یہ ہے وہ عوام سے اس کا اور اک نہیں کر سکتے۔ وہ نہیں سمجھتے۔ یہ الشُّعْرُ سے ہے جس کے معنی بال ہیں اور اس کی جمع اشْعَارٌ ہے۔ امام راغبؒ لکھتے ہیں اَشْعُرْتُ کے معنی بالوں پر مانے کے ہیں اور اسی سے شَعْرَتٌ کذا مستعار ہے جس کے معنی بال کی طرح باریک۔ علم حاصل کر لینے کے ہیں۔ اور شاعر بھی اس کی فحاش اور لطافت نظر کی وجہ سے ہی شاعر کہا جاتا ہے۔ تَوَلَّيْتُ سَخِرَیْ کذا کے محاورہ میں شواہد میں علم لطیف کا

نام ہے۔ پھر عرف میں موزوں اور متقی کلام کو شعر کہا جانے لگا۔

(۱۰:۲) مَوْحًى - الْمَوْحًى کے معنی ہیں انسان کے مزاج خصوصاً کا اعتدال اور توازن کی حد سے نکل جانا یہ دو قسم پر ہے ۱۰ مرض جسمانی جیسا کہ ارشاد ہے۔ وَلَا عَلَى الْأَعْيُنِ حَرَجٌ (۶۱:۲۴) اور نہ یہاں پر کچھ گناہ ہے۔ ۲۰ مَوْحًى کا غلط اخلاق کے بگڑنے پر بھی لڑا جاتا ہے اور اس سے اخلاق کو ردیہ مثلاً جہالت، شک، بزدلی، سبیل، نفاق وغیرہ مراد ہوتے ہیں۔ چنانچہ قرآن مجید میں ہے کہ ۱. وَمَا الذِّينُتْ فِي قُلُوبِهِمْ مَوْحًى فَرَادَ لَهُمْ رَجْسًا إِلَى رَجْسِهِمْ (۱۲۵:۹) اور جن کے دلوں میں مرض ہے ان کے حق میں سخت پریشانی زیادہ کیا۔ آیت نہ ایں یہی دوسرے معنی لئے گئے ہیں۔ کیونکہ جس طرح مرض جسمانی انسان کے بدن کو کمزور کر دیتا ہے اسی طرح یہ اخلاق ردیہ بھی انسان کے دین کو ضعیف کر دیتے ہیں۔

فَرَادَهُ اللَّهُ - ت - نتیجہ کے لئے ہے۔ اى يَتَّبِعُهُ - زاد - يَزِيدُ - (باب ضرب) ذَبْدًا وَزِيَادَةً مصدر ماضی کا صیغہ واحد نکر غائب بت۔ اس نے زیادہ کیا۔ اس نے بڑھایا۔ زَادَ فعل لازم اور متعدی ہر دو طرح استعمال ہوتا ہے۔ یہاں یہ بطور فعل متعدی استعمال ہوا ہے۔ فعل لازم کی مثال قرآن مجید میں ہے۔ وَادْرَسْتَهُ إِلَى يَاقْتَنِزَ الْأَنْفِ اذْ يَزِيدُ ذُتْ (۱۴۷:۲۷) اور ہم نے اس کو بھیجا ایک لاکھ یا اس سے زیادہ لوگوں کی طرف (اَذْ يَزِيدُ ذُتْ - یادہ زیادہ تھے)

هُنَّ ضَمِيرٌ مفعول جمع مکر غائب۔ اللَّهُ فاعل۔ مَوْحًى مفعول ثانی زَادَ فعل کا۔ فَرَادَهُ اللَّهُ مَوْحًى - خدا نے ان کے مرض کو اور بڑھا دیا۔ مطلب یہ ہے کہ ان منافقین کے دلوں میں شک و نفاق کا مرض ہے۔ انہوں نے اس مرض کو دفع کرنے کی کوشش نہیں کی حتیٰ کہ وہ بڑھ کر گئی اور قانون قدرت کے مطابق بڑھتی گئی۔

عَدَّ ابَّ الْيَسْرِ - موصوف صفت، اَيْلَهُ يَأْتِيهِ اَلْعَبَابُ (سمع) اَيْلَهُ اسم فاعل فعل لازم قرآن مجید میں ہے يَأْتِيهِ كَمَا تَأْتِي السُّورُ (۱۰:۴۱) تو جس طرح تم شدید درد ہاتے ہو اسی طرح وہ بھی شدید درد پاتے ہیں۔ اَلْعَبَابُ (اَيْلَهُ) (افعال) دکھ درد دینا۔ مَنَّهُ اسم فاعل۔ یہاں اَيْلَهُ بمعنی مَوْلًى ہے۔ دکھ دینے والا۔ دردناک۔ (راعنب)

بِهَا كَانُوا يَكْنِي بُولَهُ - بت سبب ہے۔ اور مَا مصدر یہ۔ حَافِذًا اَيْلَهُ كُنُوتَ ماضی استمرار جمع مکر غائب۔ بہ سبب اس کے کہ وہ جھوٹ بولا کرتے تھے۔ بہ سبب ان کے کذب کے (كَذَبَ يَكْذِبُ كَذِبًا جھوٹ بولنا)

۱۱:۲ وَادِ اَيْلَهُ اَيْلَهُ لَا تَقْصِدُ ذَاتِي الْاَرْحَفِ - وَاَدَ عالم ہے۔ اِذَا شرطیہ، قَبْلَ ماضی مجہول واحد نکر غائب قَوْلُ - مصدر یہ کثیر المعانی لفظ ہے۔ اور قرآن مجید میں مختلف معانی میں استعمال

ہوا ہے۔ مثلاً بولنا۔ راستہ، نظیر کسی کو کوئی بات الہام کرنا، حکم دینا۔ روایت کرنا۔ وغیرہ۔

قِيلَ اگرچہ ماضی کا صیغہ ہے لیکن قرآن مجید میں جس بد حرف شرط کے بعد آیا ہے وہاں مضارع کا ترجمہ کیا جائے گا۔ کہیں حال کا کہیں مستقبل کا۔ کہا گیا۔ کہا جاتا ہے کہا جائے گا۔

لَا تُفْسِدُوا فَعْلَ نَهْيِ جَمْعِ مَذْكَرِ حَاضِرٍ تَمْ فَسَادُهُ كَرُوْا فِي الْأَرْضِ جَارِ مُجْرَدٍ مَلِكٍ مُتَعَلِّقٍ لَا تُفْسِدُوا
لَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ، مَقُولَةٌ نَائِبٌ فَاعِلٌ قِيلَ كَابَسَ، سَارًا حَلَبَ حَلَبٌ فَعِلٌ يُوْكَرُ شَرْطٌ هُـ، اَكْلًا جَلَدًا قَالُوا...
مُضِلُّ حُوتٍ تَمَّ، اس شرط کی جزا ہے۔

إِنَّمَا۔ یہ مرکب ہے اِنْ اور ن۔ بنے شک۔ تحقیق۔ سوائے اس کے نہیں، اِنْ حرفِ مشبہ بالفعل ہے اور مَا کا فہم ہے جو جمع کے لئے آتی ہے اور اِنْ کو عملِ نفی سے روک دیتی ہے۔
مُضِلُّ حُوتٍ، اسم فاعل جمع مذکر، درست اعمال کرنے والے، نیک، اصلاح کرنے والے، بگاڑ کرنے والے۔

۱۲: ۲۱۔ ۱۲: ۲۲۔ خِزَارٌ يُّوجَاوُ، مَن لُّو، جَان لُّو، حرف تنبیہ ہے۔

هُمُ الْمُفْسِدُونَ۔ هُمُ ضمیر بن مذکر غائب، تاکید کے لئے ہے۔ الْمُفْسِدُونَ، اسم فاعل کا صیغہ جمع مذکر ہے۔ الْمُفْسِدُ، واحد۔ فساد ڈالنے والے، بگاڑ کرنے والے (بے شک) یہی فساد ڈالنے والے ہیں لَا تَشْعُرُونَ، مضارع منفی جمع مذکر غائب، وہ شعور نہیں رکھتے ہیں۔ وہ سمجھتے نہیں ہیں، نیز ملاحظہ ہو (۱۲: ۲۱)۔ اِمْنُوا، فعل امر جمع مذکر حاضر، اِيْمَانًا، افعال، مصدر تم ایمان لاؤ۔

كَمَا مَرْكَبٌ بَنِي كَتَّ اور قَتَّ سے ک حرف تشبیہ، مَا مصدر یہ ہے، اِيْ اِمْنُوا اِيْمَانًا مِثْلَ اِيْمَانِ النَّاسِ

السَّيْفُ السَّيْفُ، کی جمع۔ بے وقوف، کم عقل، بے سمجھ، احمق۔ السَّيْفُ کے اصل معنی جسمانی ہتھیار کے ہیں۔ عرب بولتے ہیں سَهْمٌ الرَّيْحُ الشَّيْءُ۔ اس چیز کو ہوائے ارسی۔ پھر بسبب نغیف ہونے عقل کے اس کا اطلاق بے وقوفی اور حماقت پر ہونے لگا۔ سَيْفُهُ بُرْزَنٌ قَيْلٌ، اسم فاعل ہے یعنی بے وقوف النَّاسُ، اے جنس کے لئے ہے۔ جس سے مراد مرد کامل ہے کیونکہ جنس بول کر فرد کامل مراد لیا جاتا ہے۔ جیسے کہ ہم بولتے ہیں فلاں انسان ہے، یعنی کامل انسان ہے اس تقدیر پر النَّاسُ سے مراد اہل ایمان ہیں جو صحیح معنی میں انسان ہیں۔ ۲، اے عہد کا بھی ہو سکتا ہے۔ یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم،

۱۴: ۲۱، لَقُوا، ماضی جمع مذکر غائب، لَقِيَ مَذْكَرًا ابَابَ مَسِيحٍ، مصدر، لَقُوا اصل میں لَقِيًا۔ تھا، تھاپر منہ دسوار تھا۔ ماقبل کر دیا۔ ہی بسبب اجتماع اسکن گز گئی۔ لَقُوا ہو گیا۔ جب وہ ملے ہیں، جب وہ سامنے آتے ہیں۔ لَقُوا ماضی کا صیغہ ہے۔ لیکن حرف شرط کے بعد آنے کی وجہ سے معنی مضارع آیا ہے۔ ملاحظہ ہو ۱۱: ۲۱

الذی ب اسم موصول. امّا اصل موصول اپنے منہ سے مل کر نشو کا مفعول ہے

خَلَّوْا ۱ ماضی جمع مذکر غائب۔ امانی معنی مضارع بحوالہ (۱۱:۲) خَلَّوْا بَعْدُ۔ (۲) لَصَّوْا خَلَّوْا۔
وہ تنہا ہوا۔ وہ اکیلا ہوا۔ خَلَّوْا غُلوْتُ میں زونا یا اکیلا ہونا۔ خَلَّوْا اِلٰی کسی کے ساتھ اکیلا ہونا۔ یا غلوْتُ میں ہونا
وَإِذَا خَلَّوْا إِلَىٰ شِبَاطِئِهِمْ ۖ وَارْجَبِ وَہ اپنے شیطان ساتھیوں کے پاس اکیلے ہوتے ہیں۔ یعنی جب اہل
ایمان ان کے پاس نہیں ہوتے۔

مُسْتَحْضِرُ ذَاتِ اسْمِ فاعِلٌ مَجْمُوعٌ نَكَرٌ - اِسْتَحْضَرَ (اِسْتَعْلَا) مصدر، هَزَّوْءٌ - بادہ۔ مذاق کرنے والے، مَسْخَا کرنے والے۔ مذاق بگاڑنا، مَکَا کرنے والے

۲: ۱۵) یَسْتَهْزِئُ مَضَارِعَ وَاهِدٍ مِّنْ غَنَابٍ۔ اِسْتَهْزَأَ (اِسْتَهْزَعَالُ) مصدر۔ عربی زبان میں جب وہی یا یساری فعل جواباً استعمال کیا جائے تو اس کے معنی ہوتے ہیں اس فعل کی مزاحیہ یا اس کی مذاقت کرنا۔ اِنَّهُ یَسْتَهْزِئُ بِہِم کے یہ معنی نہیں کہ انہوں نے مذاقت کرے گا۔ بلکہ اس کے معنی ہیں جو جمع۔ بال الاستهزاء علیہم ان کے استہزاء کا ہوجا یا عذاب ان ہی پر لوٹا دے گا۔ (بیضاوی)

بعض علماء نے الفاظ پر مبنی دیگر تاویلات بھی کی ہیں۔ جو کتب تفسیر میں دیکھی جاسکتی ہیں
 يَمْذُ هَمْذٌ يَمْذُ فعل مضارع واحد مذکر غائب۔ يَمْذُ يَمْذُ (باب نصر) مَذً مصدر۔ وَه
 ڈھیل سے رہا ہے وہ مہلت دے رہا ہے۔ هَمْذٌ منیر مفعول جمع مذکر غائب۔ ضمیر کا مرجع وہ لوگ
 ہیں جو (۸:۲) میں مذکور ہوئے۔ جو کہتے تو یہ ہیں کہ ہم اللہ اور آخرت پر ایمان لائے لیکن حقیقت وہ
 ایمان نہیں رکھتے۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّكَ فَرَّ إِلَىٰ ذِيكَ كَيْفَ مَدَّ الظِّلَّ (۲۵: ۲۵) کیا تم نے نہیں دیکھا کہ تمہارا رب سامنے کس طرح دروازہ کر کے پھیلا دیتا ہے مَدَّ ذُو عَيْنِي اِلَىٰ كَذَا۔ لپٹائی ہوئی نظروں سے دیکھنا۔ مثلاً۔ لَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ اِلَىٰ مَا مَتَّعَا بِهِ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ (۱۵-۱۶) اور ہم نے کفار کے کئی جوڑوں کو جو فوائدِ دنیا سے متع کیا ہے۔ تم ان کی طرف لپٹائی ہوئی نظروں سے نہ دیکھنا اور۔ مَدَّ ذُو عَيْنِي عَلَيْهِ یعنی گراہی پر مہلت دینا۔ فَرَّ اِذَا كَرِهْتَ الْكَرَارَ۔ باب افعال سے اَمَدٌ بُدِدٌ بمعنی مدد کرنا وغیرہ۔

طُعْيَانِيمُ - منافع معنای الہ ان کی سرکشی، طُعْيٌ یَطْعُوْنَ - باب سَمِعَ - اور طُعْيٌ یَطْعُوْنَ (باب فَتْح) طُعْيَانٌ - اپنی مدد سے بڑھ جانا، نافرمانی اور معصیت کو کسی میں مدد سے بڑھ جانا - هَمْ ضمیر جمع مذکر غائب - یَحْمِلُوْنَ - ناسر جمع مذکر غائب - عَمَلُهُ (باب فَتْح - سَمِعَ) مصدر

بمعنی حیرانگی کی وجہ سے سرگردان و متروکہ چھڑا۔ یَعْمَهُونَ جملہ غیر خبریہ ہو کر جہد کا حال ہے۔

عَنْهُ کے معنی لغوی یہ ہیں کہ کسی معاملہ میں سرگشتہ و حیران ہوا جیسا کہ اعلیٰ (الف) کے کاحال ہوتا ہے ترجمہ یوں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ ٹھٹھا کر تا ہے یعنی انہیں ٹھٹھا کرنے کی سزا دیتا ہے اور ان کو ان کی سرکشی میں ڈھیل دیتے جاتا ہے۔ (اور ان کی حالت یہ ہے کہ وہ حیرانگی کی وجہ سے سرگردان و متروکہ و بہک رہے ہیں۔

(۱۶:۲) اَدْلَيْتُ اسم اشارہ۔ جمع مذکر۔ وہ لوگ۔ یہی وہ لوگ ہیں

اِسْتَوْذَا۔ ماضی جمع مکر غائب۔ اِسْتَوْذَا (افعال) مصدر، بچنے اور خریدنے کے دو معنوں میں آتا ہے اور یہاں بمعنی خرید کرنا ہے۔ انہوں نے خرید کیا۔ انہوں نے مول لیا۔ کُشتَرْتَنی خرید کرنے والا۔

الضَّلَّةَ۔ گمراہی، بھٹکانا، گمراہ ہونا۔ ضَلَّ يَضِلُّ (باب ضَوَب) کا مصدر ہے بمعنی گمراہ ہونا، مارا حق سے بھٹک جانا۔ هَذِیْة کی ضد ہے اِسْتَوْذَا کا مفعول ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔

بِالْهُدٰی۔ بت عوض اور بدل کے لئے ہے۔ هُدٰی بمعنی ہدایت، یعنی انہوں نے ہدایت دے کر اس کے بدل میں گمراہی مول لے لی۔

فَعَا۔ فاعل۔ تفریغیہ (متنبط)۔ مَا نَفِیْہ۔ دَیْجَتْ۔ ماضی واحد مؤنث

غائب۔ رَیْجَ دَرَبَاؤُ (باب مَنِیْہ) کا مصدر۔ تجارت کا نفع دینا، آدمی کی تجارت میں نفع کمانا۔

یَتَجَارَتُنَّ۔ مضارع، مفات الہ۔ ان کی تجارت (پس ان کی تجارت نفع آور نہ ہوئی)

مُفْتَدِیَاتٍ۔ اسم فاعل بتن مذکر۔ بحالت نصب۔ ہدایت پانے والے۔

اِسْتَوْقَدَ۔ ماضی واحد مذکر غائب۔ اِسْتَوْقَدَ (استفعال) مصدر۔ اس نے آگ جلائی۔ اسی سے ہے

دَقْدُقٌ۔ ایندھن جس سے آگ جلائی جاتی ہے۔

فَلَمَّا۔ فاء عطف اور ترتیب کے لئے ہے لَمَّا حرف شرط ہے اَصْنَاءَت مَحْذُوْلَةٌ جملہ شرطیہ ہے اور اگلا جملہ

اس کی جزاء پس جب۔

اَصْنَاءَتٌ۔ ماضی واحد مؤنث غائب۔ ضَمِیْر فاعل۔ نَادَا کی طرف راجع ہے اِصْنَاءَةٌ (باب افعال) مصدر

ضَدَّ مَادَہ۔ روشن کرنا یعنی جب اس نے آگ کو روشن کر دیا۔

مَحْذُوْلَةٌ۔ مآ۔ مَحْذُوْلَةٌ مضارع، مفات الہ مل کر موصول حَوَّل۔ ارد گرد، آس پاس جو اس کے گرد

یا آس پاس تھا۔ ضَمِیْر واحد مذکر غائب کا مرجع المَحْذُوْلَةُ۔ آگ جلائے والا ہے، موصول وصل مل کر اَصْنَاءَتُ

کا مفعول ہے

بِیَنْوَرٍ هِیْذ۔ بت حرف جار تعقید کا ہے۔ یَنْوَرٌ هِیْذ۔ مضارع، مفات الہ مل کر، مجرور، بار بار مجسور و مل کر

متعلق فعل۔ ذَهَبَ اللّٰهُ بِیَنْوَرٍ هِیْذ۔ (تم اللہ تعالیٰ ان کی روشنی کو نے گیا ان کی روشنی سلب کر لی۔

وَتَرَكْنَهُ فِي ظُلُمَاتٍ دَائِدٍ عَالِقَةٍ تَرَكْنَهُ فِي ظُلُمَاتٍ يَهْلِكُ بِهَا مَعْلُوفٌ بِجَهْلٍ سَالِقٍ هُمُ ضَمِيرُ
مَسْئُولٍ مَعَ مَذْكَرٍ غَائِبٍ فِي ظُلُمَاتٍ مُتَعَلِّقٍ فَعْلٌ تَرَكَ - اور ان کو اندھیروں میں چھوڑ دیا۔

لَا يُبْصِرُونَ. مفارِعِ مُنْفِيٍّ مَعَ مَذْكَرٍ غَائِبٍ. الْبَصَارُ. اِفْعَالٌ، مصدر، یہ جملہ حال ہے اپنے ذوالحال ہُمُ
کا۔ درآں حاکم وہ کچھ نہیں دیکھتے۔

فَأَمَّا آيَةُ الَّذِينَ اسْتَغْلَبُوا فَهُمْ فِي شَكٍّ أَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ آيَةٌ أَنْ يَأْتِيَ الْبُشْرَىٰ بِالْحَقِّ فَعُلُوا بِآيَاتٍ كُنُوزًا لَهُمْ لَمْ يُحْدِثْ لَهُمْ كُنُوزًا فَلَمْ يَرْجِعُوا إِلَىٰ رَبِّهِمْ أَفَلَمْ يُدْرِكُوا الْيَوْمَ الَّذِي فِيهِ يَصْعَدُ الْبُشْرَىٰ أَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ آيَةٌ أَنْ يَأْتِيَ الْبُشْرَىٰ بِالْحَقِّ فَعُلُوا بِآيَاتٍ كُنُوزًا لَهُمْ لَمْ يُحْدِثْ لَهُمْ كُنُوزًا فَلَمْ يَرْجِعُوا إِلَىٰ رَبِّهِمْ أَفَلَمْ يُدْرِكُوا الْيَوْمَ الَّذِي فِيهِ يَصْعَدُ الْبُشْرَىٰ
اسم، یہ ہے۔ مثلاً وَخُضُّهُمْ كَالَّذِي خَاصُوا (۶۹:۹) اور تم لوگ جی گئے ہو سادہ لوگ گھیسے تھے
اور وَالَّذِي جَاءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهِ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ (۳۲:۳۹) اور بنو لوگ
سچی بات لے کر آئے اور (خود بھی) اس کو سچ بانا، تو یہی لوگ پرہیزگار ہیں۔

(۱۸:۲) صُمُّ، بہرے، اَصْمَمُ کی جمع ہے اَفْعَلُ كَفَلًا فَعْلٌ کے وزن پر، صُمُّ صفت مشبہ کا میغ
ہے، واحد مذکر

بَنَدُ، گوئگے، اَبَنَدُ کی جمع جس کے معنی پیدا نشی گوئگے کے ہیں۔

عُمِّيٌّ، آغٹی کی جمع۔ آغٹی کا استعمال آنکھوں کے اندھے اور دل کے اندھے دونوں کے لئے ہوتا ہے
صُمُّ خبر اول ہے مبتدا محذوف ہُذْ کی بَنَدُ خبر دوم اور عُمِّيٌّ خبر سوم، مبتدا محذوف اپنی ہر سہ اخبار سے مل کر
عمل اسمیہ ہے اور یہ معطوف علیہ ہے اگلے جملہ کا۔

فَهْمُ لَا يَرْجِعُونَ۔ فاء حرف عطف بجز ترتیب کے ہُذْ مبتدا۔ لَا يَرْجِعُونَ فَعْلٌ بَانَا عَلِ جَوہر علیہ
ہو کر خبر ہے مبتدا کی، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ ہوا۔ یہ ہُذْ معطوف ہے جملہ ساقی پر۔

وہ بہرے ہیں، گوئگے ہیں۔ اندھے ہیں پس وہ کسی طرح سیدھے راستہ کی طرف نہیں لوٹیں گے؛
(۱۹-۲) اَذْ۔ اَذْ۔ اذل میں شک کے لئے وضع کیا گیا ہے کہ جہاں دو باتوں میں شک کے طور پر برابری ہو وہاں
اس کا استعمال ہوتا تھا۔ پھر مطلقاً دو چیزوں کی برابری بیان کرنے میں استعمال ہونے لگا کہ جہاں شک متفقہ نہیں
جیسا کہ بولتے ہیں جَالِيسُ الْحَسَنِ اَذْ اِنَّ سَلْبِيْنَ۔ کہ خواہ تو حسن کے پاس بیٹھ یا ابن سیرین کے، دونوں
کے پاس بیٹھنا برابر ہے۔ اس مقام پر (آیت ہذا) بھی یہ کلمہ اسی معنی میں استعمال ہوا ہے کہ منافقوں کو خواہ آگ
جلاسنے والوں سے تشبیر دو خواہ مینہ سے بھاگنے والوں سے دونوں برابر ہیں (تفسیر حرقانی) اَذْ کے معنی یا
ہیں یہ حرف عطف ہے۔

كَصَيْبٍ، کت تشبیہ کا ہے، صَيْبٌ، صَوْبٌ مصدر باب نصر سے مشتق ہے اور فِعْلٌ کے
وزن پر مبالغہ کا میغ ہے جس کے معنی بارش یا مینہ برسانے والا بادل ہیں۔

صَيِّب سے پہلے مضاف مخدوف ہے ای اصْحَابِ صَيِّب۔ تقدیر کلام یوں ہوگی: اَوْ مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ اصْحَابِ صَيِّبٍ مِنَ السَّمَاءِ يَأْخُذُونَ كَالْمِثْقَالِ مِنَ الْمَاءِ (مطلب یہ ہے کہ، منافقوں کو دونوں قصوں سے تشبیہ دینا برابر ہے،

السَّمَاءُ)۔ (مسو مادہ) ہر شے کے بالائی حصہ کو سَّمَاءُ کہا جاتا ہے جس طرح ارض بول کر کسی چیز کا نیچے کا حصہ مراد لے لیتے ہیں۔ جیسے شاعر نے گھوڑے کی صفت میں کہا ہے،

دَاخِرُهُ كَالِدِيْنِيَّاتِجِ اَمَّا سَمَاؤُهُ - فَرَبَّاءُ اَمَّا اَرْضُهُ فَمَحْوُلُ

(وہ دیا کی طرح سُرخ ہے اس کا بالائی حصہ سونا اور گداز ہے۔ اور اس کا زیریں حصہ (یعنی ٹانگیں) لاغراور صحت ہے)

بعض نے کہا ہے کہ یہ اسمائے نسبیہ سے ہے کہ ہر سارا اپنے ماتحت کے لحاظ سے سَّمَاءُ ہے لیکن اپنے مافوق کے لحاظ سے اَرْض ہے۔ مجر سارا عیار فلک الافلاک کے کہ وہ ہر لحاظ سے سَّمَاءُ ہی ہے اور کسی کے لئے ارض نہیں بنتا۔

نیز بارش کو بھی سَّمَاءُ کہا جاتا ہے کیونکہ وہ بھی اوپر سے آتی ہے۔ بادل اور آسمان مراد لینا بھی ممکن ہے آیت ہذا میں مراد بادل ہے۔

فِتْنَةً۔ میں فیر واد مذکر غائب کا مرتب صَيِّب ہے یا سَّمَاءُ، کیونکہ لفظ سماء مذکر و مونث دونوں کے لئے استعمال ہوتا ہے مثلاً قرآن مجید میں ہے اَوَّسَّ السَّمَاءُ مُنْفِطِرًا (۳: ۱۸) اور جس سے آسمان پھٹ جائیگا (مذکر ۲) اِذَا السَّمَاءُ انْفَطَرَتْ (۸۲: ۱) جب آسمان پھٹ جائے گا۔ (مونث) ظَلُمْتُ۔ جمع ہے ظُلُمَةٌ کیا کیا۔ اندھیرے۔

رَعْدٌ۔ گرج کو کہتے ہیں مثلاً بولا جاتا ہے رَعَدَتِ السَّمَاءُ وَرَعَدَتْ۔ بادل گرجا اور چمکا۔

بَرْقٌ۔ بادلوں میں پیدا ہونے والی چمک۔ ملاحظہ ہو رَعْدٌ۔ متذکرہ بالا۔

يَجْعَلُونَ۔ معنای جمع مذکر غائب۔ جَعَلَ (باب فَعَّلَ) مصدر،

جَعَلَ۔ یہ لفظ بکار کرنے کے لئے بولا جاسکتا ہے اور فَعَلَ۔ صَنَعَ کی نسبت عام ہے، یہ پانچ طرح پرستگار ہوتا ہے۔

۱) بمعنی صَادَقَ وَفَعَلَ۔ اس صورت میں یہ متعدی نہیں ہوتا۔ مثلاً جَعَلَ زَيْدٌ يَقُولُ كَذَا۔ نذیر یوں کہنے لگا۔

۲) بمعنی اَوْجَدَ۔ (یعنی ایجاد کرنا۔ پیدا کرنا) بَيْتٌ وَجَعَلَ الظُّلُمَاتِ وَالنُّوْرِ۔ (۱: ۶) اور اندھیرے اور روشنی بنائی۔

۳، ایک کو دوسری شے سے پیدا کرنا اور بنانا مثلاً وَجَعَلَ لَكُم مِّنْ أَنفُسِكُمْ أَزْوَاجًا (۲۱: ۲۱) یہی تمہارے لئے تمہاری ہی جنس کے جوڑے بنائے۔ اور وَجَعَلَ لَكُم مِّنَ الْجِبَالِ الْكَأْسَ (۸۱: ۸۱) اور تمہارے لئے پہاڑوں میں غاریں بنائیں۔

۴، بمعنی تصدیق یعنی کسی شے کو ایک حالت سے دوسری حالت میں تبدیل کرنا جیسے قرآن: ۱۱۱: ۱۱۱ جَعَلَ لَكُمُ الرِّاضَ قَرَارًا (۱۲: ۱۲) جس نے تمہارے لئے زمین کو بچھونا بنایا۔

۵، کسی چیز پر کسی چیز کے ساتھ حکم لگانا۔ ماد اس سے کہ وہ حکم حق ہو یا باطل۔ حق کی مثال: إِمَّا رَوْفَةُ الْعَبَدِ بِعَبْدَةٍ مِّنَ الْعَرَبِ (۲۸: ۲۸) ہم اس کو تمہارا سپاہی واپس پہنچا دیں گے اور ہجرہ اسے بغیر بنا دیں گے باطل کی مثال: وَيَجْعَلُونَ بَيْنَ الْبَيْنِ (۱۶: ۱۶) اور یہ لوگ خدا کے لئے بیٹیاں تجویز کرتے ہیں اَسْمَاءُ لَكُمْ۔ منصف منصف الیہ ان کی انگلیاں اَضْبَعُ کی جمع۔

اِذَا نَحِمَ۔ منصف منصف الیہ۔ ان کے کان۔ اُذُنُ کی جمع۔

مِنَ الصَّوَابِقِ۔ جار مجرول کر اپنے فعل يَجْعَلُونَ کے متعلق ہے۔ الصَّوَابِقُ جمع الصَّاعِقَةُ کی۔ کرک کی صاعِقَةُ یا تو صَبَقَ يَصْبِقُ (صَبَعَ) کا مصدر ہے جس کے معنی بے ہوش ہونے کے ہیں۔ یا صَبَقَ سے بمعنی نہ کرنا مَنَعُ کا محذور احد ٹوٹا ہے۔ اور آواز رعد کی صفت ہے یا نور رعد کی صفت ہے اخیر صورت میں قے اس میں مبالغہ کے لئے ہوگی۔

حَدَّثَ النُّوُتُ۔ منصف منصف الیہ دونوں مل کر اپنے فعل يَجْعَلُونَ کا مفعول لہ ہیں۔ موت کا ڈر۔ موت کے ڈر سے یعنی بجلی کی کرک کے باعث موت کے خوف سے اپنی انگلیاں کانوں میں لے لیتے ہیں۔ مُحِيطٌ۔ اسم فاعل واحد مذکر قیاسی اِحَاطَ۔ مصدر (باب افعال) حوط۔ مادہ۔ ہر طرف سے گھیر لینے والا ہر طرف سے گھیر لینے والا۔ وَاللّٰهُ مُحِيطٌ بِالْغَيْبِ۔ جملہ معترضہ ہے

يَكَادُ الْبَرْقُ۔ يَكَادُ۔ مضارع واحد مذکر غائب۔ قریب ہے۔ يَكَادُ۔ كَوَدُ۔ مصدر (باب سجع) افغانِ تار میں سے ہے۔ اگرچہ یہ فعل تاتر ہے لیکن استعمال میں اس کے بعد کوئی دوسرا فعل ضرور ہوتا ہے جس کے واقع ہونے کے قریب کو کَادُ سے ظاہر کیا جاتا ہے جیسے آیت ہذا میں: يَكَادُ الْبَرْقُ يَخْطَفُ أَبْصَارَهُمْ قَرِيبٌ هُوَ كَرَبَلَىٰ انْ كِي الْكُحُولِ كَوَا جِک لے۔ نیز ملاحظہ ہو (۲: ۶۱)

يَخْطَفُ۔ مضارع واحد مذکر غائب۔ خَطَفَ مصدر (باب سجع) ایک لے۔ جھپٹ لے جائے۔ بازِ مُحْطَفٌ۔ باز جو اپنے شکار پر جھپٹتا ہے۔

يَكَادُ الْبَرْقُ يَخْطَفُ أَبْصَارَهُمْ۔ جملہ مستانفہ۔ گویا کہ کوئی پوچھتا تھا کہ اس کرک میں ان کا کیا حال ہے فرمایا کہ گویا بجلی کی چمک سے وہ اندھے ہی ہو جاویں گے۔

کُلَّمَا۔ جب کبھی کلمہ شرط ہے۔ یہ لفظ مرکب ہے کُلُّ اور مَا سے۔ اس ترکیب میں ظرفیت کی وجہ سے لفظ کُلُّ ہمیشہ منسوب رہتا ہے اس میں ظرفیت مَا کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے کیونکہ مَا حرف مصدری ہے۔ کُلَّمَا کے بعد اکثر فعل ماضی آتا ہے۔ جیسے آیت ہذا میں کُلَّمَا أَصَاةً لَقَدْ آتَاہُ یَا جِبۡلِہٖمۡ قَرۡنِہٖمۡ میں دوسری جگہ آتَاہُ کُلَّمَا دَعَوۡا تَحۡتَہٗ (۷۷: ۷۸) جب بھی میں نے ان کو بلایا۔ یا جیبۡلِہٖمۡ قَرۡنِہٖمۡ دَخَلَ عَلَیہَا زَکَرِیَّا الْمَخۡرَابَ۔ (۳: ۳۷) حضرت زکریا جب کبھی عبادت گاہ میں اس کے پاس جاتے۔ وغیرہ۔

اَصَاةً۔ ماضی واحد مذکر غائب۔ اَصَاةً (افعال) مصدر اس نے روشن کیا صَوَّءَ مادہ ۱۔ الصَوَّءُ۔ کے معنی نور اور روشنی کے ہیں۔ صَاَدَتِ النَّارُ۔ آگ روشن ہو گئی۔ فعل میں فیہ ناظر مرجع التَّبَوُّعُ ہے۔ اس میں مفعول محذوف ہے ای اَصَاةُ الصَّوَابِ لہذا جب پہلی کی روشنی ان کے لئے راستہ کو روشن کرتی ہے۔ مَتَوَّافِیۡہِ۔ ماضی جمع مذکر غائب۔ مَتَوَّافِیۡہِ (باب ضَرَبَ) سے مصدر فِیہ میں و فنیہ واحد مذکر غائب الصَّوَابِ (محذوف) کے لئے ہے۔ اَظْلَمَ۔ ماضی واحد مذکر غائب اَظْلَمَ (افعال) کا مصدر اس نے اندھیرا کیا۔ اَظْلَمَ عَلَیْہِمْ وہ ان پر اندھیرا کرتا ہے یعنی جب ان پر اندھیرا طاری ہو جاتا ہے (برق کے نہ چٹکنے سے)

کَوَّ۔ حرف شرط ہے۔ اگر۔ حرف تناسل بھی استعمال ہوتا ہے۔ کَاش۔

شَاءَ۔ ماضی واحد مذکر غائب۔ مَشِیۡۃً (باب سَمِعَ) سے مصدر۔ چاہنا۔ ارادہ کرنا۔ شَاءَ۔ اصل میں شِیۡۃً (سَمِعَ) تھا۔ شِیۡۃً متحرک ماقبل مفتوح۔ اس لئے شِیۡۃً کو الف سے بدل دیا گیا۔ شَاءَ ہو گیا۔ اس نے ارادہ کیا۔ اس نے چاہا۔ کَوَّ شَاءَ اللہ۔ اگر خدا چاہے۔ اگر خدا چاہتا۔

لَذَٰہَبَ سَبۡعِہِمْ۔ لام جزا میں تاکید کے لئے ہے بَ تہنید کا ہے سَمِعَ۔ السَّمِیعُ کے معنی قوتِ سامعہ کے ہیں لیکن کبھی بطور مصدر یعنی سننا بھی استعمال ہوتا ہے۔ اور کبھی اس سے خود کاں بھی مراد ہوتے ہیں۔ آیت ہذا میں قوتِ سامعہ مراد لی گئی ہے یعنی اگر خدا چاہتا (تو ان کی سننے کی قوت کو لے جاتا یا نازل کر دیتا)۔

کَانَ کے معنی میں بھی آیا ہے۔ خَتَمَ اللہُ عَلٰی قُلُوۡبِہِمْ وَعَلٰی سَمِیعِہِمْ۔ (۷: ۷۸) اور بطور مصدر اَنْتُمْ عَلٰی السَّمِیعِ لَعَنُوۡا وَلُوۡنَا۔ (۲۱۲: ۲۶) اور وہی کے، سننے سے محروم کئے جا چکے ہیں۔

وَالۡاَبۡصَارِہِمْ۔ اس جملہ کا عطف جملہ سابق پر ہے۔ اَتٰی لَذَٰہَبَ بِالۡاَبۡصَارِہِمْ۔ اور لے جاتا۔ یا زائل کر دیتا ان کی قوتِ بینائی کو، یا ان کی آنکھوں کو، اَبۡصَارَ۔ بمعنی آنکھیں (۷: ۷۸) میں مستعمل ہے۔ وَعَلٰی اَبۡصَارِہِمْ عَشَادَۃً۔ اور ان کی آنکھوں پر پردہ ہے۔

قَدِّرْ۔ نصف مشبہ کا میز ہے۔ قَدِّرْ۔ اس کو کہتے ہیں جو حکمت کے مطابق جو کچھ چاہے کرے۔ اسی لئے اللہ کی ذات کے سوا کسی مخلوق کو قَدِّرْ نہیں کہہ سکتے۔

۲۱:۲۲ اَعْبُدُوا۔ فعل امر، جمع مذکر حاضر، عِبَادَةٌ عِبَادَةُ مَعْبُودٍ کا مصدر، باب نصر، تم بندگی کرو، تم عبادت کرو لَعَلَّكُمْ۔ لَعَلَّ کی اصل وضع امید یا اندیشہ کے لئے ہے لیکن جس چیز کی امید کی جائے اس کا ممکن ہونا ضروری ہے۔ اسی لئے لَعَلَّ النَّبَايَ يَعُوذُ کہنا غلط ہے کیونکہ حوالی کا لوٹنا ممکن نہیں۔

قرآن مجید میں نِعْوَن کا جو قول لَعَلِّي اَنْبَلُغُ الْاَسْبَابَ (شاید میں آسانی اسباب تک پہنچ جاؤں) آیا ہے۔ (مالہ) اس کا آسان تک پہنچنا ناممکن تھا، اس کی یہ دو بات دی گئی ہیں۔

۱۔ اس کی جہالت کہ وہ جانتا ہی نہ تھا کہ آسمان کہاں ہے اور یہ کہ اس کا وہاں تک پہنچنا ناممکن ہے، —
۲۔ نِعْوَن اِل دربارِ کودھو کہ دینا چاہتا تھا۔ وہ فریق کے ساتھ یہ ظاہر کرنا چاہتا تھا کہ اس کے لئے آسمان تک پہنچنا ممکن ہے۔

اگرچہ لَعَلَّ امید اور اندیشہ کے معنی ظاہر کرنے کے لئے آتا ہے لیکن جب اس کا استعمال اللہ تعالیٰ کے لئے ہو تو اس کے معنی میں قطعیت آجاتی ہے۔ کیونکہ ذات باری تعالیٰ کے حق میں توقع اور اندیشہ کے معنی مراد لینا صحیح نہیں۔

لَعَلَّكُمْ: شاید کہ تم۔ امید ہے کہ تم۔
تَتَّقُونَ: مضارع، جمع مذکر حاضر، اِتَّقَاءُ (افتعال) مصدر۔ تم پتہ ہو۔ تم پرہیز کرتے ہو۔ تم پرہیزگار ہوتے ہو۔ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ: شاید کہ تم پرہیزگار بن جاؤ۔
الَّذِي۔ اسم موصول۔ رَبِّكُمْ کے لئے ہے۔

رَبِّ اَشَاءَ جس کو بچھایا جاتا ہے۔ یعنی بستر

بِنَاء۔ چھت، عمارت، جو چیز بنائی جائے۔ بِنَاء کبلاقی ہے۔

الْاَرْضِ۔ جمل۔ کا مفعول اول ہے۔ رَزَا مَثَا مفعول ثانی، دونوں مل کر معطوف علیہ ہوئے اِلِیْمَا بِنَاء کے۔ داؤ غافلہ ہوا۔ اِلِیْمَا مفعول اول اور بِنَاء مفعول ثانی، دونوں مل کر معطوف جملہ سابقہ کے معطوف علیہ معطوف مل کر مفعول اول و دوم ہونے جَعَلَ کے جمل فاعل اور دونوں مفعول سہ ہوئے اَلَّذِي کا۔

رَزَقًا۔ روزی، رزق، اَخْرَجَ کا مفعول بہ ہے

اَنْذَرَا۔ مفعول ہے لَا تَجْعَلُوْا کا۔ یعنی مقابل، برابر، رِند کی جمع ہے۔ رِند اس کو کہتے ہیں جو کسی شے کی ذات اور جوہر میں شریک ہو۔

وَأَنْتُمْ لَمَعُونٌ۔ یہ جملہ نالیہ ہے۔ یہ مال بہ لا تعجلوا کی غیر سے۔

(۲۳:۲) اِنْ كُنْتُمْ - اِنْ شرطیہ ہے

رَيْبٌ - رَابٌ - يُرِيْبُ - رَيْبٌ (باب صَوَّبَ) کا مصدر ہے بمعنی شک میں ڈالنا۔ اَرَاتَ يَرْيِبُ اِرَابَةً (باب اَفْعَال) سے بھی شک میں ڈالنا کے معنی آتے ہیں، ریب۔ اس شک یا دہم کو کہتے ہیں جس کا بعد میں انزال ہو جاتے۔ جیسے آیت نذا۔ يَا اِنْ كُنْتُمْ فِي رَيْبٍ مِّنَ الْبَيْتِ (۲۵:۲) اگر تم کو قیامت کے دن پھر جی اٹھنے میں کسی طرح کا شک ہو۔

رَيْبٌ الْمُنَوَّنُ (۳۰:۵۲) گردشِ زمانہ، زمانہ کے حوادث کہ ان کے وقوع میں شک رہتا ہے کہ کب وقوع پذیر ہو باویں۔

مِنَّا۔ مِنْ اور مِّنْ مرکب ہے مِنْ جار ہے اور مَا موصول ہے۔ اس کا ملکہ اگلا جملہ نَزَّلْنَا عَلٰی عَبْدِنَا ہے۔ نَزَّلْنَا۔ ماضی کا صیغہ جمع حکم ہے۔ نَزَّلْنَا (النَّحْلُ) مصدر

نَزَّلْنَا کے معنی ہیں ٹکڑے ٹکڑے کر کے نازل کرنا اور اِنْزَال کے معنی ہیں یکبارگی نازل کرنا۔ اور مجید قرآن مجید میں ہے۔ اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ۔ (۱:۹۴) بے شک ہم نے اس (قرآن) کو شبِ قدر میں اتارا ہے۔ یعنی اس شب میں یہ کلام لوحِ محفوظ سے بیت المعمور تک یکبارگی نازل ہوا۔ اور وہاں سے دینا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حسبِ ضرورت ٹکڑے ٹکڑے ہو کر نازل ہوتا رہا۔

فَاَنْزَلْنَاهُ - جزائیہ ہے (یواب شرطیں) اِنْشُوا۔ امر کا صیغہ جمع مذکر ماضی۔ اِنْشَاؤُ مصدر۔ اَنْشَا۔ اَنْشَاؤُ (باب صَوَّبَ) ات۔ ی۔ مادۃ۔ ب کے ملکہ کے ساتھ تولاد تم۔

سُوْرَةٌ۔ سورت (ملاحظہ ہو ابتداء سورۃ الفاتحہ) یہاں سورۃ سے مراد ایک سورۃ کی مقدار ہے (جو کم از کم تین آیات پر مشتمل ہو) ذکر فرد سورۃ مراد ہے۔

مِنْ قَبْلِہِ۔ یہ سورت کی صفت ہے یعنی قرآن کی سورتوں جیسی کوئی سورت لے آؤ۔ جو بلاغت اور حسنِ نظم میں قرآن کی سورتوں جیسی ہو۔ اس صورت میں مِنْ تبغیضہ ہے۔ اور مثلبہ کی ہمنیہ واعد مذکر غائب کا مرجع مَا نَزَّلْنَا ہے یعنی قرآن مجید

فَاَنْزَلْنَاهُ۔ یہ امر، امر تعہیز ہے کہ مخاطب ایسا کرنے سے عاجز رہے گا۔ خود قرآن مجید میں اور جگہ ارشاد ہے۔ قُلْ لَّئِنْ اٰجَعْتُمُ الْاَشْجَدَ وَالْجَبَّ عَلٰی اَنْ يَّآتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ

لَا يَأْتُوْنَ بِمِثْلِہِ وَكَذٰلِكَ كَانَ بَعْضُہُمْ لِبَعْضٍ ظَہِرًا (۸۸:۱۶) کہہ دو، اگر انسان اور بن اس بات پر مجتمع ہوں کہ اس قرآن جیسا بنالائیں۔ تو اس جیسا بنالائیں گے۔ اگرچہ وہ ایک دوسرے کے مددگار ہوں۔

ادْعُوا۔ فعل امر۔ جمع مذکر حاضر صغۃ مصدر باب نصر، تم بلاؤ۔

مِنْ دُؤْنِ اللَّهِ۔ مِنْ حرف بار۔ دُؤْنِ اللہ۔ مضاف الیرمل کر مِنْ بار کا مجرور۔ دُؤْنِ بمعنی دوسے سوائے۔ جو کسی شے سے چھوٹا اور قاصد ہو وہ دُؤْن کہلاتا ہے اصل میں دُؤْن کے معنی پاس اور قریب جگہ کے ہیں۔ اور اسی لئے کتابوں کے تصنیف کرنے کو تدوین کہتے ہیں کہ ایک مضمون کو دوسرے مضمون کے قریب اور منسلک پاس کیا جاتا ہے پھر بطور جہاز کے رتبہ میں بھی اس لفظ کا استعمال ہونے لگا۔ مثلاً ذب دُؤْن سہ۔ د۔ زید عمرو سے کم رتبہ ہے اسی لئے سقیر حیز کو دُؤْن یا دَبَّیٰ کہتے ہیں۔ اس عالم کو کہ حقیر اور ذلیل عیبہ دُنیاء (موت کا صیغہ) کہتے ہیں۔ یا اس لئے کہ قریب اور پاس ہے اور آخرت عالم بعید ہے۔ پھر اس میں بھی وسعت دی گئی ہے اور اس کلمہ کا ایک چیز کو چھوڑ کر دوسری کو اختیار کرنے پر اطلاق ہوا۔ اور لفظ غیر سے لے المعنی ہو گیا۔ اس مقام پر یعنی آیت ہدایں، اس کے معنی غیر کے ہیں یعنی خدا کے غیر اور اس کے سوا۔ (تفسیر حقانی)

إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ۔ جملہ شرطیہ ہے۔ جواب شرط محذوف ہے۔ اِی فَاخْلَوْا تُوکرو دیکھو۔

۲۴، ۲ فَاَنْتَ۔ ف۔ عاطفہ ہے۔ اِنْ شرطیہ۔ لَنْ تَفْعَلُوْا۔ فعل مضارع نفی جہد نم (معنی ماضی) تم نہ کر کے۔ تم نے نہ کیا۔

وَلَنْ تَفْعَلُوْا (اور ہرگز نہ بنا سکو گے) یہ جملہ معترضہ ہے لَنْ تَفْعَلُوْا۔ مضارع نفی تاکید مِنْ فَاخْلَوْا النَّارِ الَّتِي دَفَعُوْا هَا النَّاسُ وَالْجِبَادُ۔ ف۔ جزائیہ ہے۔ جملہ جواب شرط ہے (جزائیہ اِتَّقُوا۔ امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر اتقاء، اِنتعال، مصدر، تم ڈرو، تم بچو، تم پرہیزگاری اختیار کرو۔

وَنُور۔ ایندھن جس سے آگ مبلال ہوتی ہے۔ وَقَدْ يَقْدُ اباب ضرب آگ کا سنگن۔ باب اِنتعال سے اَوْقَدْ يُوْقِدُ۔ آگ ملانا۔ روشن کرنا۔ هَا نَمِیر واحد مَوْنُث مَائِب۔ النَّار کے لئے ہے اُعِدَّتْ لِلْكَافِرِيْنَ۔ جملہ خبریہ ہے اور النَّار سے موضع حال میں ہے اُعِدَّتْ ماضی مجہول اُمد مَوْنُث مَائِب۔ اُعِدَّتْ اباب اِنتعال سے مصدر۔ وہ تیار کر گئی۔ ع۔ د۔ مادہ۔

۲۵، ۲ دَلَّشِيْ۔ فعل امر۔ واحد مذکر حاضر تَشْيِيْر (تفعیل) سے مصدر۔ تو خوشخبری لے، تو بشارت دے۔

اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصَّالِحٰتِ۔ صلہ اور موصول مل کر جملہ فعل بَشِيْر کا مفعول ہے۔ اَنْتَ لَهُمْ جَنَّتْ تَجَرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهَارُ۔ یہ جملہ اپنے فعل بَشِيْر کے متعلق ہے۔ اس کی اپنی ترکیب یہ ہے۔ اَنْتَ حرف مشبہ بالفعل جَنَّتْ موصوف۔ تجری من تحتها الْاَنْهَارُ جملہ فعلیہ ہو کر جَنَّتْ کی صفت۔ موصوف، صفت مل کر اَنْتَ کا اسم۔ لَهْمُ۔ اَنْتَ کی خبر۔

ترجمہ: کہ ان کے لئے باغات ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ اس کی مندرجہ ذیل صورتیں ہیں۔
(۱) نہریں ان باغوں کے نیچے زیر زمین بہتی ہیں۔ اور درختوں کی جڑیں ان سے مطلوبہ بنی حاصل کرتی ہیں
اصل عبارت تَحْتَ اسْتَجَارَ ہا ہے۔ مضاف مذکر کر دیا گیا ہے۔ اور مضاف الیہ اس کا قاف مقام بنایا
گیلا ہے۔ یعنی باغات کے درختوں کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ جیسا کہ عام طریقہ آبپاشی ہے۔

(۲) تَحْتِهَا بمعنی تحت اَدَامِیَ اَحْدَبًا یعنی ان باغات میں نہریں ہیں جو باغات میں بہنے والوں کے
حکم کے تحت چلتی ہیں۔ ابھی معنوں میں اور جگہ قرآن مجید میں آیاتہ وَمَا دَاوُدُ جَزَعُونَ فِیْ خَوَاصِیْہِ
قَالَ یَقُومُ اَلْیَسْرِ لِیْ مُنْتَفِیْضٌ وَهَذِهِ الْاَنْهَارُ جَارِیْہِ مِنْ تَحْتِیْ۔ (۵۱: ۴۲)
اور فرعون نے اپنی قوم میں پکار کر کہا اے میری قوم کیا مہر کی سلطنت میری نہیں اور کیا یہ نہریں میرے
(حکم کے) تحت نہیں بہہ رہیں۔

(۳) یہ نہریں نہ صرف باغات کی آبپاشی کی ضروریات کے لئے ہوں گی۔ ان کی دیگر صفات بھی قرآن میں
مذکور ہیں۔ مثلاً۔

(۱) فِیْہَا اَنْهَارٌ مِنْ مَّاءٍ غَیْرِ اَسِنٍ (۱۵: ۴۷) (جنت) میں پانی کی نہریں ہیں جو بو نہیں کریگا۔
(۲) وَاَلْاَنْهَارُ مِنْ لَبَنٍ لَّمْ یَتَغَیَّرْ طَعْمُہُ (الیناء) اور دودھ کی نہریں جس کا مزہ نہیں بدلے گا۔
(۳) وَاَلْاَنْهَارُ مِنْ خَمْرٍ لَّدَیْہِ تَلْشِیْبِیْنٍ (الیناء) اور شراب کی نہریں جو پینے والوں کے لئے (مراہ) لذت ہیں

(۴) وَاَلْاَنْهَارُ مِنْ سَعِدٍ مَّحْقَقَہِ (الیناء) اور شہد مصفی کی نہریں ہیں
جنت جمع ہے جَنَّةٍ کی، جنمیں، بہتیشیں۔ باغات۔ یہ مشتق ہے الْجَنَّتِ (باب لفتح) سے جس کے
اصل معنی کسی چیز کو جو اس سے پوشیدہ کرنے کے ہیں۔ قرآن مجید میں ہے فَلَمَّا جَنَّ عَلَیْہِ السَّيْلُ
(۶۷: ۶) جب رات نے ان کو (اپنے پردہ تاریکی سے چھپایا) الْحَمْدُ ہر وہ باغ جس کی زمین تختوں
کی وجہ سے نظر نہ آئے۔ بہشت کو جنت یا تو دنیاوی باغات سے تشبیہ دے کر کہا گیا ہے۔ اگرچہ
دونوں میں بُعد بعید ہے۔ اور یا اس لئے کہ بہشت کی نعمتیں ہم سے مخفی رکھی گئی ہیں۔ جیسا کہ فرمایا
فَلَا تُعْلَمُہُ اَنْفُسٌ مَّا اُخْفِیْ لَہُمْ مِنْ قُدْرَۃِ اَعْیُنِہِ (۱۷: ۳۲) کوئی متفہم نہیں بانٹا کہ ان کے
لئے کسی آنکھوں کی ٹمٹک چھپا کر رکھی گئی ہے۔ جنت بوجہ اسم آن ہونے کے منصوب ہے۔ بسبب
جمع مؤنث سالم کے نصب تابع جر کے آئی ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ:

جنت جمع لانے کی وجہ یہ ہے کہ بہشت سات ہیں (۱) جنت الف (دوس ۲) جنت عدن

(۳) جنت النعیم (۴) دارالند۵ جنت امادی، ۶) دارالسلام (۷) علیین

تَجَرُّی۔ مضارع واحد مَوْتُ غائب، جَوَّی، جَوَّیْتُ (باب شَرَب) سے مصدر وہ بہتی ہے وہ جاری ہے وہاں جمع کے لئے آیا ہے۔

تَحْتَہَا۔ مضاف، مضاف الیہ، تَحْتَ یعنی نیچے اس طرف ہے یہ فوق کی ضد ہے ہا صغیر واحد مَوْتُ غائب جَنَّتِ کے لئے ہے

مَدَّاً۔ جب بھی۔ جس بار بھی۔ یہ لفظ مرکب ہے کُلَّ اور مَدَّ سے۔ اس ترکیب میں ظرفیت کی وجہ سے لفظ کُلَّ ہمیشہ منصوب رہتا ہے اس میں ظرفیت مَدَّ کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے کیونکہ مَدَّ حرف مصدری ہے یا ام محروم ہے یعنی وقت کے، اکثر کُلَّ کے بعد فعل ماضی آتا ہے
منہا میں ہا صغیر واحد مَوْتُ غائب کا مرجع جَنَّتِ ہے۔

رَزَقًا، رَزَقُوا اکا مفعول پر ہے، حبیب بھی ان کو ان میں سے کسی قسم کا میوہ کھانے کو دیا جائے گا۔
کُلَّمَا رَزَقُوا مَنہَا مِنْ ثَمَرَةٍ رَزَقًا جملہ شرطیہ ہے، اور اگلا جملہ قَالُوا هَذَا الَّذِیْ رَزَقْنَا مِنْ قَبْلُ۔ جواب شرط ہے۔

هَذَا اکا اشارہ نوع رزق کی طرف ہے اور الَّذِیْ رَزَقْنَا سے قبل مِثْلَ مذكوف ہے، تقدیر، کلام یوں ہے، هَذَا مِثْلُ الَّذِیْ رَزَقْنَا مِنْ قَبْلُ یہ پہلے رزق کی مثل ہے لفظ مِثْلَ تشبیہ بلغ کرنے کے لئے حذف کر دیا گیا۔ گویا یہ دوسری دفعہ کا میوہ بعینہ پہلا ہی ہے۔
مِنْ قَبْلُ۔ سے مراد دنیا کے میوے ہیں یا ہمیشہ کے میوے جو کہ صورت سب یکساں نظر آئیں گے۔ لیکن ذالغہ اور لذت میں مختلف۔

قَبْلُ۔ ظرف زمان اور ظرف مکان ہر دو طرح متعلق ہے، بَعْدُ کی ضد ہے اضافت اس کو لازم کی جب بغیر اضافت کے آئے تو ضمہ پر مبنی ہوگا جیسے آیت ہذا میں ہے۔

اُنْزِلَ اِیْہَا۔ اُنْزِلَ۔ ماضی مجہول کا میخفہ جمع مذکر غائب اِنْزَالٌ مصدر (باب ضَرْب) ہا کے صلہ کے ساتھ یعنی لانا، ان کے پاس لایا جائے گا۔ (ماضی یعنی مستقبل) ہا صغیر واحد مذکر غائب، رَزَقُوا کی طرف راجع ہے۔

مُتَشَابِهًا اسم فاعل واحد مذکر، منصوب، اَلْثَّیْبَةُ، اَلْثَّیْبَةُ کے اصل معنی مماثلت مباحظ کیف کے ہیں، اس کا استعمال ان چیزوں میں ہوتا ہے جو اندرونی یا بیرونی کیفیت میں ایک جیسی ہوں مثلاً رنگ، شکل، انصاف، ظلم وغیرہ، اگر دو چیزیں محض ایک ہی طرح کی ہوں، تو ایک چیز دوسری چیز کی شبیہ کہلاتے گی، لیکن اگر حسی یا معنوی متماثل اتنا گہرا ہو کہ دونوں چیزوں میں امتیاز نہ ہو سکے، تو

اس کو شہتہ کہا جائے گا۔ پس مَشَّاهَا (ہام متا جلد) ایک دوسرے کی مانند کا مطلب یہ ہے کہ (اور) ان کو ایک دوسرے کے ہم شکل میوے دیئے جائیں گے۔ حواصل اور مزہ میں مختلف ہونے کے باوجود رنگت اور شکل میں ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہوں گے (راغب)۔ وَأَنزَلْنَاهُمْ مِّنْهُمَا جُلُودًا مُّغْتَرَضَةً۔ اَزْوَاجٌ مُّطْفَرَّةٌ۔ موصوف، صفت، اَزْوَاجُ کی جمع ہے یعنی جوڑے ہم مثل پیریں اِذْوَانِ حیوانات کے جڑب میں سے نہ ہو یا مادہ ہر ایک کو زون کہتے ہیں اور اسی طرت غیر حیوانات میں ہر اس شے کو جو دوسری شے کے قرین ہو۔ خواہ مماثل ہو یا متضاد زون کہتے ہیں۔

یہاں آیت میں اَزْوَاجُ سے مراد بیبیاں، عورتیں، مراد ہیں۔

مُطْفَرَّةٌ۔ تَطْفِيرٌ (تغیل) مادہ طفر سے اسم مفعول کا صیغہ واحد مؤنث ہے، پاک کی ہوئی، پاکیزہ، اَزْوَاجٌ مُّطْفَرَّةٌ۔ پاکیزہ بیبیاں۔

وَهُنَّ فِيهَا خِلْدُونَ۔ وَادُّعَالِیہ ہے هُنَّ فِيهَا خِلْدُونَ۔ جملہ اسمیہ ہے اور لُحْدُ سے حال ہے اور حال یہ ہے کہ وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

فِيهَا۔ اِی فی جَنَّتِ۔ خِلْدُونَ۔ خُلْدُ سے اسم فاعل کا صیغہ جمع مذکر ہے۔ کس شے کے برابر اس سے بچنے اور اپنی اصل حالت پر باقی رہنے کا نام خُلْدُ ہے۔ اسی بنا پر اہل عرب عام طور پر خلود کا استعمال اس چیز کے لئے کرتے ہیں جو دیر پا ہو۔ اور اس میں تغیر و فساد مدت کے بعد پیدا ہو۔

(۲۶: ۲۱) لَا يَسْتَنجِي۔ مضارع منفی واحد مذکر غائب۔ اسْتَجْدَّ (استغفال) سے مصدر۔ وہ نہیں جھکتا وہ نہیں شرماتا۔ وہ نہیں جھپٹتا۔

أَن يَضْرِبَ۔ اَن مصدر یہ ہے۔ يَضْرِبُ مضارع منصوب بوجہ عمل اَن ہے۔ کہ وہ بیان کرے۔ مَثَلًا مَّا۔ مثلاً۔ مفعول ہے فعل يَضْرِبُ کا۔ مَّا۔ ابہام یہ ہے جو نکرہ کے ابہام کو زیادہ کرتا ہے۔

کوئی کی مثال۔ جیسے کہتے ہیں اَعْطِنِي كَيْتًا مَّا (ای آئی کتاباً) مجھے کوئی سی کتاب دیدو بغوصَّة۔ واحد اس کی جمع بغوصٌ ہے یعنی چھر، پر بعض سے مشتق ہے چونکہ حیوانات کی نسبت اس کا جسم ذرا سا ہوتا ہے اس لئے اس کو بغوصَّة کہنے لگے۔ یہ مَثَلًا کا عطف بیان ہے۔

فَمَا خُوِّقَهَا۔ فَا، عطف کے لئے ہے۔ مَا موصول، اور خُوِّقَهَا مضاف الیہ مل کر صلہ، موصول وصلہ مل کر معطوف ہے بغوصَّة معطوف علیہ کا۔ یا وہ بیان کرے مثال اس سے کسی بُری شے کی۔

فَمَا أَتَى النَّبَاتِ أَمْثَلًا فَيُخَلِّقُونَ أَمَّا الْحَقُّ مِنْ رَبِّهِمْ

فَا، تعقیبہ ہے اَمَّا شرطیہ تفصیل ہے اَمَّا وہ حرف ہے کہ جو کسی اور صیغہ کی تفصیل کے لئے آتا ہے اور اس میں شرط کے معنی بھی پاتے جاتے ہیں اس لئے اس کے جواب میں فَا، آتی ہے اس کے بعد جو اسم آتا ہے اس کو

مبتدا اور جس پر فاعل داخل ہوتی ہے اس کو خبر کہتے ہیں (ہیں) اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا موصول وصلل کر مبتدا اور يَكْفُلُوْنَ مبتدا مِنْ ذٰلِكَ ہذا تمام ترکیبی تفصیلات کے ساتھ اس کی خبر ہوئی۔

اِنَّہٗ میں ضمیر واحد مذکر غائب مثلاً کے لئے ہے۔

وَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَيَعْمَلُوْنَ مَاذَا اَرَادَ اللّٰهُ بِهٖذَا امْتَلَا اس جملہ کا عطف جملہ سابقہ کے لئے ہے۔ الخ پر ہے۔ جملہ سابقہ کی طرح اَمَّا شرطیہ تفصیل ہے۔ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مبتدا متضمن معنی شرط ہے۔ باقی جملہ اپنی تمام تفصیلات ترکیبی کے ساتھ خبر ہے اپنے مبتدا کی۔

(مَا استفہامہ ذَا) یعنی اَلَّذِيْ اور جملہ مَاذَا اَرَادَ اللّٰهُ بِهٖذَا امْتَلَا مقولہ ہے اپنے قول ہا ترجمہ اور جو کافر ہیں وہ کہتے ہیں اس مثال سے خدا کی مراد ہی کیا ہے؟

يُجِزِلُہٗ بِہٖ کَثِيْرًا اَوْ يَمْدِدُہٗ بِہٖ کَثِيْرًا معطوف علیہ ومعطوف مل کر جملہ مستأنف اینا جملہ ہے یا جو اس سے مَاذَا کا یا ان دونوں جملوں کا کہ جن کے ابتداء میں اَمَّا ہے بیان ہے۔

الْفٰسِقِيْنَ اسم فاعل جمع مذکر۔ النَّاسِیْقُ واحد۔ فَسَقَ يَفْسُقُ (باب صَرَب) فَسَقَ يَفْسُقُ (باب نَصَرَ) فَسَقَ يَفْسُقُ مصدر۔ فَسَقَ کے معنی نکلنے کے ہیں۔ عرب بولتے ہیں فَسَقَ الرَّطْبُ عَنْ شَرِّہٖ: چھوڑ دیا اپنے پھلکے سے باہر نکل آیا۔ عَنِ شَرِّہٖ میں فَسَقَ خدا کی فرمانبرداری سے گناہ کر کے خارج ہوئے کو کہتے ہیں۔ قرآن مجید میں ہے وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدْوا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْا اِلَّا الْیٰسِیْقَ کَانَ مِنَ الْغٰیۡۃِ فَفَسَقَ عَنْ اَمْرِ رَبِّہٖ (۱۸: ۵۰) اور جب ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کرو تو سب نے سجدہ کیا مگر ابلیس نے نہ کیا وہ جنات میں سے تھا پس اپنے پروردگار کے حکم سے باہر نکل گیا۔ شَرِّہٖ میں فسق کے تین درجے ہیں (۱) تغابی۔ باوجودیکہ گناہ کو برا سمجھتا ہے مگر کبھی خواہش نفسانی سے اس کا مرتب ہو جاتا ہے (۲) انہماک یعنی گناہ کرنے کی عادت کر لے اور کچھ پرواہ نہ کرے (۳) تجرد۔ یہ کہ گناہ کو اچھا بان کر عمل میں لاوے اور خدا و رسول کے فرمان کی کچھ حقیقت نہ سمجھے۔ اس تیسرے درجے میں انسان کافر ہو جاتا ہے۔

(۲۴-۲۱) یَنْقُضُوْنَ مضارع جمع مذکر غائب۔ لَقَضَ مصدر (باب نَصَرَ) وہ توڑتے ہیں۔

مِیْثَاقِہٖ مضاف مضاف الیہ۔ اَلْمِیْثَاقُ اس عہد کو کہتے ہیں جو قسموں کے ساتھ منوکہ کیا گیا ہو اسم واحد۔ مذکر۔ اس کی جمع مواثیق ہے۔ معنی عہد اَوَّلَیْقُ یُوْثِقُ (باب اَفْعَال) رکی سے مضبوط باندھا۔ زنجیر میں بکڑنا۔ جیسے قرآن مجید میں ہے وَلَا یُوْثِقُ ذٰلَکَ اَحَدٌ (۸۹: ۶۶) اور نہ کوئی ایسا جکڑنا کا مجھے گا: اور وُلِّیْ یَبُوْ (صَرَب) دُلُوْقُ..... یُعْلَیْقُ اعتبار کرنا، مبروسہ کرنا۔ رِقْۃً قابل مبروسہ آدمی۔

ضمیر واحد مذکر غائب کا مرجع سجدہ ہے۔ مِنْ اِلٰہِ مِیْثَاقِہٖ اس عہد کو پختہ اور مضبوط باندھنے کے بعد

يَقْطَعُونَ. مضارع جمع مذكر غائب. قَطَعَ مصدر باب فتح. دو کاٹتے ہیں۔

مَا مَرَّ اللَّهُ بِهِ لِيُخَوَّلَهُ مَا مَوَّلَهُ. آمَرَ اللَّهُ بِهِ أَنْ يُدْخَلَ. جملہ فعلیہ مرکبہ صلیہ۔ اَنْ مصدر یربے۔ یُوْخَلَّ مضارع مجہول واحد مذكر غائب۔ اِنْخَلَّ وَاغْضَلَّ مصدر بمعنی چڑھا جانا۔ اَنْ یُوْخَلَّ کہ اس کو چڑھا جائے۔ مطلب یہ کہ جس چیز کے لئے اللہ تعالیٰ نے جوڑنے کا حکم دیا ہے اس کو قطع کرتے ہیں (مثلاً صلہ رحمی)

الْخُسُوفُ ۱۰ اسم فاعل جمع مذكر۔ گھٹانا پانے والے۔ نقصان اٹھانے والے۔ خُسُوفٌ دُخْرَانٌ مصدر اباب صحیح ہے۔

(۲۸: ۲) کینف حرف استفہام ہے۔ کیسے، کیونکہ کس طرح۔ یہاں سوال سے مقصود کفار کی جرأتِ انکار پر استعجاب ہے یا براے درجہ تو بیخ آیا ہے۔ کینف کا استعمال قرآن کریم میں جہاں کہیں بھی آیا ہے سیاق ہمیشہ تو بیخ و تنبیہ ہی رہا ہے۔

وَكُنْتُمْ... الخ۔ جملہ ماریہ ہے۔ جملہ کینف تَنْفُوزَاتٍ سے حال ہے (تو حیب کے لئے ملا سٹہ ہو تفسیر حقانی آئینہ ہدایا)

الف: كُنْتُمْ اَمَوَاتًا۔ (طلائع) تم بے جان تھے۔ پیدائش سے پہلے، صلب پر میں تشکیل سے پہلے۔

ثُمَّ۔ حرف عطف ہے ماقبل سے مابعد کے متاخر ہونے پر دلالت کرتا ہے خواہ یہ متاخر ہونا بالذات ہو۔ مثلاً۔ اَذْمَرْتُ اِذَا مَأْوٰی اَمْسَتْ اَبْمَ ۱۰۱۰۱ کیا جب وہ آوایں ہوگا تب اس پر ایمان لاؤ گے۔

یہ متاخر ہونا ترتیب یا مرتبہ کے لحاظ سے ہو ایسے موقع پر اس کے معنی ہوتے ہیں: اس سے بھی بڑھ کر مثلاً اگلے ہی آیت (۲۹: ۲۱) میں ارشاد ہوتا ہے۔ ثُمَّ اَسْكُوْا اِلٰی السَّمَآءِ فَسُوفَ مِنْهُنَّ نَسُوْا اس کے معنی یہ ہیں (اس سے بڑھ کر یہ ہے کہ) وہ آسمان کی طرف متوجہ ہوا اور انہیں سات آسمان درست کر کے بنائے۔ زمین و مانیہا کی خلقت کے بعد آسمانوں کی تخلیق کا ذکر مؤخر الذکر کی عظمت و تفضیل کے لئے ہے۔ ورنہ قرآن مجید میں آسمانوں کے بنائے جانے کے بعد زمین کا بنایا جانا صاف ظاہر ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ ذٰلَکَ اَجَدَ ذٰلِکَ دَحٰیظًا (۹: ۶) اور اس کے بعد اس نے زمین کو پھیلایا۔

تِراخِی فی المرتبہ کی دوسری مثال وَبَدَا خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ طِیْنٍ ۱۔ ثُمَّ جَعَلَ نَسَابًا مِنْ سُلٰلٰةٍ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِیْنٍ (۸) ثُمَّ سَوَّیْہُ وَنَفَخَ فِیْہِ مِنْ رُّوْحِہِ ۱۰ (۲۲: ۷-۹) اور اس نے انسان کی پیدائش کو مٹی سے شروع کیا۔ پھر اس کی نسل خلاصے سے یعنی حقیر پانی

سے پیدا کیا۔ پھر اس کو درست کیا۔ پھر اس میں اپنی طرف سے روت بھونکی۔ اس میں تراخی فی الوقت بھی ہے۔
تراخی فی المرتبہ میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا شعر ہے۔

فَعَارِثُ عَاثٌ ثُمَّ عَادٌ - شِقَاءُ الْمَرْءِ مِنْ أَكْلِ الطَّعَامِ

شرم کی بات ہے۔ بیعت ہی شرم کی بات ہے۔ بیعت ہی شرم کی بات ہے۔ کہ آدمی کھانا کھا کر بیمار ہو جائے یا مقرر ہونا وقت کے لحاظ سے ہو۔ مثلاً ثُمَّ عَمَوْنَا عَمَلًا مِنْ بَعْدِ ذَلِكَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ

(۵۲:۲) پھر اس کے بعد ہم نے تم کو معاف کر دیا تاکہ تم شکر کرو،

ثُمَّ عام طور پر تراخی وقت کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ بمعنی پھر۔ اس کے بعد۔

(ب) ثُمَّ يُعَذِّبُكُمْ۔ پھر تمہیں ماریگا دنیوی زندگی ختم ہونے پر۔

(ج) ثُمَّ يُعَذِّبُكُمْ۔ پھر تمہیں زندہ کرے گا۔ یعنی جس دن صور پھونکا جائیگا۔ تو پھر تمہیں دوبارہ زندہ کرے گا۔

(د) ثُمَّ إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ۔ پھر تم اسی کی طرف پٹائے جاؤ گے (حساب و کتاب اور سزا و جزا کے لئے) تُرْجَعُونَ۔ منسارہ بجمول جمع مذکر حاضر۔ رَجَعَ (باب ضَرَبَ) مصدر سے۔

(۲۹:۲) ثُمَّ اسْتَوَىٰ إِلَى السَّمَاءِ۔ پھر وہ آسمان کی طرف متوجہ ہوا۔

ثُمَّ کی بحث کے لئے آیت (۲۸:۲) متذکرہ بالا ملاحظہ ہو۔ یہاں تراخی فی المرتبہ کے لئے استعمال ہوا ہے۔ اس سے بڑھ کر، مزید برآں۔

اسْتَوَىٰ۔ اس نے قصد کیا۔ اس نے قرار پکڑا۔ وہ قائم ہوا۔ وہ سنبھل گیا۔ وہ چڑھا۔ وہ سیدھا ہو کر بیٹھا اسْتَوَاءٌ (فَاعْلَمْ) مصدر سے۔ ماضی واعد مذکر غائب کا صیغہ ہے۔

اسْتَوَىٰ کے جب دو فاعل ہوتے تو اس کے معنی دونوں کے برابر اور مساوی ہونے کے آتے ہیں جیسے لَا يَسْتَوِي الْأَعْمَىٰ وَالْبَصِيرُ (۲۰: ۵۹) اہل دوزخ اور اہل جنت برابر

نہیں۔ اور اگر فاعل دو نہ ہوں تو سنبھلنے، درست ہونے، اور سیدھے ہونے کے معنی آتے ہیں جیسے فَاسْتَوَىٰ ۖ وَهُوَ بِالْأُفُقِ الْأَعْلَىٰ (۵۱: ۵۶) پھر سیدھا بیٹھا اور وہ آسمان کے اونچے کنارے پر تھا۔

اور لَمَّا بَلَغَ أَشُدَّهُ فَوَسَّوْا (۱۴: ۲۰) جب وہ پہنچ گیا اپنے زور پر اور سنبھل گیا۔ اس صورت میں اسْتَوَىٰ کے معنی کسی شے کا اعتدال ذاتی مراد ہے۔

جب اس کا اتہا پر علی کے ساتھ ہو تو اس کے معنی چڑھنے، قرار پکڑنے اور قائم ہونے کے آتے ہیں جیسے وَاسْتَوَتْ عَلَى الْجُودِيِّ (۱۱: ۴۴) اور وہ (کشتی) جو دی پہاڑ پر باٹھ پڑی یا جا لگی۔ اور لَيْسَتْ عَلَى ظُہُورِهِ

(۱۳: ۴۴) تاکہ تم ان کی پیٹھ پر چڑھ بیٹھو۔

اور جب اس کا تقدیر الہی کے ساتھ ہو تو اس کے معنی قصد کرنے اور پہنچنے کے ہوتے ہیں۔ جیسے آیت ہدایم۔
ثُمَّ اسْتَوَىٰ اِلَى السَّمَاءِ۔ پھر اس نے قصد کیا آسمان کی طرف۔ پھر اس نے توجہ کر آسمان کی طرف۔
فَسَوَّيْنَاهُ (تفحیل) مصدر اس نے پورا پورا بنایا۔ هُنَّ ضمیر جمع مؤنث غائب جس کا مرجع السَّمَاء ہے۔
سَبَّحَ سَمَوَاتٍ سَاتِ آسمان۔ یہ هُنَّ کا بدل ہے۔

(۲۰۱۲) وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ۔ حاضراً ماضی ہے۔ اِذْ بالعموم بطور اسم ظرف زمان مستعمل ہے لیکن بطور ظرف مکان یا حرف مقابجات یا حرف مؤکد بھی استعمال ہوتا ہے۔

قرآن مجید میں جہاں کہیں بھی وَاِذْ آیا ہے تو وہاں لفظ اِذْ کُزْ مضاف ہے۔ اِی وَاِذْ کُزْ اِذْ۔ اور آپ ان سے بیان کر دیجئے کہ جب (یا جبکہ جس وقت) آپ کے رب نے فرمایا۔

الْمَلَائِكَةُ۔ مَلَکٌ سے جمع ہے، جیسے سَمَلٌ کی جمع سَمَائِلٌ ہے الْمَلَائِكَةُ میں تائینث الجمع کی ہے۔ مَلَکٌ و مَلَائِکٌ بھی بمعنی فرشتہ ہے

اِیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً دیر بجا متولہ ہے قول قَالَ رَبُّكَ لِنُفُثِکَ کا۔ جَاعِلٌ واحد مکر اسم فاعل۔ جَعَلَ سے۔ بنانے والا۔ کرنے والا۔ خَلِیْفَةٌ مفعول بہ ہے جَاعِلٌ کا۔ میں زمین میں ایک خلیفہ بنانا چاہتا ہوں، مقرر کرنے والا ہوں۔

خَلِیْفَةٌ۔ فَعِلٌ کے وزن پر (خَلِیْفٌ ہے اس نے اس کی جمع خُلَفَاءُ آتی ہے۔ مگر مبالغہ کے لئے ق کو زیادہ کر کے خلیفہ بنایا گیا ہے۔ اس کے معنی نائب کے ہیں کہ جو پیچھے کام کرے۔ خَلْفٌ سے مشتق ہے فِیْہَا میں۔ ہا ضمیر واحد مؤنث غائب اَلْاَرْضِ کی طرف راجع ہے۔

مَنْ موصولہ ہے۔ جو

یَسْفِکُ الدِّمَاءَ۔ یَسْفِکُ مضارع واحد مکر غائب۔ سَفَکٌ (باب صَرَب) مصدر۔ بہانا۔ الذَّی غون۔ واحد مکر مفعول ہے اپنے فعل یَسْفِکُ کا۔ (جو) خون بہانے کا۔ یعنی قتل و خون کر بگا۔ غون ریزیاں کر بگا۔

نَسِیْتُ۔ مضارع جمع مکمل۔ نَسِیْتُ مصدر۔ (باب تَفْعِل) ہم پاکی بیان کرتے ہیں۔ تسبیح خدا تعالیٰ کی جین عیوب سے پاکی بیان کرنا ہے، خواہ زبان سے ہو یا دل سے ہو۔ دلالت حال سے بیان کی جاتے

نَسِیْتُ۔ مضارع جمع مکمل۔ ہر تیری پاکی بیان کرتے ہیں۔ تَقْدِیْنِی (تَفْعِل) مصدر۔ تقدیس کے معنی اس تطہیر الہی کے ہیں جو آیت دَلِیْطُہُمْ کُذَّ طُہِیْمًا (۲۳: ۲۳) میں مذکور ہے (اور تمہیں بالکل پاک صاف کرنے) اس تطہیر کے معنی انزال نجاست موسومہ کے نہیں۔ آیت ہذا میں معنی یہ ہوں گے کہ ہم تیرے

باب نَصَرَ سے مصدر تم سجدہ کرو

إِبْلِيسُ شَيْطَانُ كَانَامُ هُوَ مَوْفُودٌ عِزِّكَ فَيُضْرَبُ بِهِ. بعض نے اسے ابلیس (افعال) یعنی سخت ناامیدی کے باعث ٹمکین ہونا سے مشتق کہا ہے۔

ابنی، ماضی واحد مذکر غائب۔ اَبَدَ (باب ضَرَبَ وفتح) مصدر اس نے سختی سے انکار کیا۔

اِسْتَكْبَرَ ماضی واحد مذکر غائب اِسْتَكْبَرْنَا (اِسْتَفْعَال) مصدر اس کے تکبر کیا۔ اس نے گھنڈ کیا۔ اس نے غرور کیا۔

كَانَ ماضی واحد مذکر غائب۔ كَانْتُ (باب نَصَرَ) مصدر یہ بطور فعل ناقص و فعل تام آتا ہے۔ یہاں بطور فعل تام آیا ہے۔ یعنی صادر ہو گیا۔ قرآن مجید میں اور جگہ آیا ہے۔ وَاسْتَوَتْ الْجِبَالُ فَكَانَتْ سَبَاطًا (۲۰: ۴۸) اور پہاڑ چلائے جائیں گے تو وہ ریت ہو کر رہ جائیں گے۔

۲: ۳۵ اُسْكُنْ۔ امر کا صیغہ واحد مذکر ماضی اَنْتَ فَمِمَّا اُسْكُنْ کی تاکید کے لئے ہے۔ الْجَنَّةُ مَفْعُولٌ فِيهِ اُسْكُنْ کا۔ یعنی تو اوتیری بیوی جنت میں رہو۔

اَنْتَ وَرَوْحُكَ اَنْتَ مَعْطُوفٌ عَلٰی وَ حَرْفُ عَطْفٍ ذَٰلِكَ مَصْنُوعٌ مِّنْ اِلِیْلٍ مَّرْمُوفٌ تَوَادَّ تِیْرٍ یُّوۤی۔

گلا۔ امر کا صیغہ تثنیہ مذکر ماضی تم دونوں کھاؤ۔ مِنْهَا میں حاضِر واحد نونث غائب الْجَنَّةُ کے لئے ہے۔ حَيْثُ، جہاں۔ جس جگہ طرف مکان ہے۔ یعنی بہنہ، مکان مبہم کے لئے آتا ہے جس کی تہا بید سے تشریح ہوتی ہے۔ شَتَا۔ ماضی تثنیہ مذکر ماضی مَشِیۡۃً (باب سَمِعَ) مصدر سے مَشِیۡۃً۔ شَتَا۔ اصل میں شِیۡۃً تھا ہی متحرک ماقبل مفتوح اس۔ شِیۡۃً کی حالت سے بدل دیا گیا۔ تم دونوں نے پایا حَيْثُ شَتَا۔ جہاں سے چاہو حَيْثُ مَصْنُوعٌ شَتَاً مَبْدِیۡۃً ہر مَصْنُوعٌ مِّنْ اِلِیْلٍ مَّرْمُوفٌ مَصْنُوعٌ مِّنْ اِلِیْلٍ مَّرْمُوفٌ فیہ گلا کا۔

رَعَدًا بِافْرَاقَتِ، وسیع، خوب، یہ اصل میں باب سَمِعَ سے مصدر ہے رَاغِدًا کی جمع بھی ہو سکتی ہے جیسے خَلَدٌ کی جمع خَلَدٌ ہے رَعَدًا مَصْنُوعٌ ہے رَعَدًا (مصدر مَحْدُوف کی) اِی وَكَلًا مِنْهَا اَعْلًا رَعَدًا حَيْثُ مَشِیۡۃً اور وہاں جنت میں (جہاں سے چاہو) دل بھر کر خوب کھاؤ۔

لَا تَسْأَلْہَا۔ فعل نہی تثنیہ مذکر ماضی تَوَدَّ (باب سَمِعَ) مصدر تم دونوں مت قریب جاؤ۔ ذَلُولًا۔ جواب بھی کے لئے ہے تَلَوْنَا مَسَارِعَ تثنیہ مذکر ماضی تَوَدَّ (باب سَمِعَ) مصدر تم دونوں ہونا۔

لَمَجَارِدٍ مِّنْہَا

رَعَدًا۔ اِنَّا ماضی واحد مذکر غائب ہے۔ اَوَّلًا (افعال) مصدر سے۔ الذَّلَّةُ کے اصل معنی بلا قصد کے قدم پھسل جانے کے ہیں۔ جو گناہ بلا قصد سرزد ہونا ہے اسے بھی بطور تشبیہ ذَلَّةً کے تعبیر کیا جاتا ہے چنانچہ

قرآن مجید میں ہے فَإِنَّ زَلْزَلَةً (۲۰۹، ۲) اگر تم لغزش کھا جاؤ، حُماً ضمیر مفعول بہ تشبیہ غائب حضرت آدمؑ اور حضرت حواؑ کے لئے ہے یعنی اس نے شیطان نے، ان دونوں کو پھیلادیا ان دونوں کے قدم ڈگمگائیے عَنْهَا۔ حامیر و امیر نعت غائب شجرہ کی طرف راجع ہے بعض کے نزدیک اس کا مرجع جنت ہے مِمَّا خَلَا فِيهِ۔ مثلاً مرکب ہے مِمَّنْ حرف جار اور قاتل اسم موصول ہے۔ كَانَ ذُو صُلْبٍ موصول کا ضمیر و امیر مذکر غائب یا الجنة کے لئے ہے یا جنت کی نعمتوں اور راحتوں کے لئے۔ اگلے جملہ میں لفظ اَصْبَحَ (تم اترو۔ تم اتر جاؤ) آیا ہے اس کی رعایت سے یہاں کا مرجع الجنة زیادہ موزوں ہے۔ ترجمہ ہوگا اور اس نے نکلوا دیا ان دونوں کو وہاں سے جہاں وہ تھے۔

اَصْبَحُوا امرا کا صیغہ جمع مذکر حاضر اَصْبَحُوا باب ضرب مصدر جس کے معنی کسی چیز کے بے انتہائی حالت میں نیچے اترنے کے ہیں۔ جیسا کہ پتھر ٹہنی سے گر پڑتا ہے۔ اَصْبَحُوا (تم سب نیچے اترو) جمع کا صیغہ استعمال ہوا ہے کیونکہ حضرت آدمؑ اور بنت اور شیطان بہشت کو: جس سے نکل جانے کا حکم دیا گیا۔ یا مہبوط آدمؑ کے ان کی نسل ان کے ساتھ شامل ہو گئے۔ اس لئے صیغہ جمع کا استعمال ہوا ہے

بِعِصْمَةِ الْيَمِينِ سَدًّا۔ (تم ایک دوسرے کے دشمن رہو گے) یہ جملہ اَصْبَحُوا سے موقع حال میں ہے ابن تہبازی نسل میں باہر عداوت، حسد، بغض، خود غرضی وغیرہ رہیگی۔ مُتَنَزِّرٌ۔ اسم ظرف مکان استعمال، قرار گاہ، ٹھہرنے کی جگہ۔ یہ مصدر بھی ہو سکتا ہے مَتَلَعٌ اسم مفرد اُمتنع جمع۔ معین اور طویل مدت تک فائدہ اٹھانا، معاش، فائدہ، نفع، دوسرا بننا اور ہم آہنگ ہونا۔ جس سے کسی طرح فائدہ حاصل کیا جاتا ہے۔ محاورہ ہے۔ متع الله بكذا۔ وامتنعه الله اسے دیکھ فائدہ اٹھانے کا موقع ہے۔

جہنم، وقت، زمانہ، مدت، اختیار، جمع۔ الیٰ جہنم ایک مدت تک فتنیٰ ف معذرت عمارت پر دلالت کرتا ہے۔ نلتی باب نقل اور انشتی باب انفصال، انشتی منہ بمعنی اخذ فائدہ۔ پانا اصول کرنا، جب بہشت سے نکل جانے کا حکم ہوا تو حضرت آدمؑ علیہ السلام فرط مذلت سے مدت مرید و عریض تک روئے اور اتنا روئے کہ رحمت خداوندی کو ترس آگیا۔ یا رحمت خداوندی جوش میں آئی اور اللہ تعالیٰ نے ان کے دل پر کلمات القاء کئے جو حضرت آدمؑ نے اخذ کرنے، اور ان پر عمل کرتے ہوئے توبہ کی وہ کلمات کون سے تھے؟ مجبور کا خیال ہے کہ وہ کلمات یہ تھے۔ رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنْفُسَنَا وَإِنْ لَدُنَا لَغَفْرَةٌ لَّنَا وَتَوَخَّيْنَا لِقُدُوتِكَ مِنَ الْعَذَابِ (۲۳: ۴) اسے ہمارے پروردگار ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اور اگر تو ہمیں نہیں بخشگا اور ہم پر رحم نہیں کرے گا تو یقیناً ہم گھانا پانے والوں میں سے ہو جائیں گے۔ یہی حضرت

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے۔ اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ وہ کلمات یہ تھے
 سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَلَعَالَى جَدُّكَ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ . حَكَمْتُ لِنَفْسِي
 فَاغْفِرْ لِي فَإِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ . اے اللہ میں تیری پاکی بیان کرتا ہوں تیری حمد کے ساتھ
 تیرا نام بڑا بابرکت ہے اور تیری شان بہت بلند ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں میں نے اپنی جان پر ظلم
 کیا۔ مجھے بخش دے۔ بے شک تیرے سوا کوئی گناہ کو بخشے والا نہیں۔
 فَتَابَ عَلَيْهِ۔ پس اس نے اس کی توبہ قبول کی۔

فَأَمَّا كَذِبٌ۔ یہاں بھی معذوف عبارت پر دلالت کرتا ہے۔ جب خداوند تعالیٰ نے کلمات مغفرت حضرت
 آدم علیہ السلام کے دل پر انعقاد کئے انہوں نے یہ کلمات افکار کر لئے۔ ان پر عمل کرتے ہوئے ان کلمات سے
 دماغ مغفرت شروع کر دی۔ خداوند تعالیٰ کو اپنے بندہ کی گریہ و زاری پر رحم آیا اور اس کا گناہ (نفس) سے
 معاف کر دیا۔

فَتَابَ عَلَيَّ۔ تَوْبٌ دُوبَةٌ مصدر سے تَابَ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب، التَّوْبُ يَتُوبُ
 کے معنی گناہ سے باز آنے کے ہیں امام خطابی فرماتے ہیں التَّوْبَةُ عَوْدُ الْعَبْدِ إِلَى التَّوْبَةِ بَعْدَ
 الْعَصِيَةِ تَوْبُور کے معنی گناہ کے بعد بندہ کا نیکی کی طرف پلٹنا۔ امام راغب فرماتے ہیں (گناہ کا باحسن جو
 چھوڑ دینے کا نام، توبہ ہے یہ تَابَ يَتُوبُ کا مصدر ہے باب نعر سے اور لازم و متعدی دونوں طرح استعمال ہوتا ہے
 جب اس کا تقدیر الی کے ساتھ آئے توبہ کا اللہ کی طرف توجہ کرنا اور جو عکس کرنا کے معنی ہوتے ہیں اور بندہ
 کے گناہ سے باز آنے کے ہیں اور جب اس کا تقدیر علی کے ساتھ آئے تو اللہ تعالیٰ کا بندہ کی توبہ قبول کرنا یا
 توبہ کی توفیق دینے کے معنی ہوتے ہیں تَابَ بمعنی: اس نے توبہ کی اوہ پھر آیا۔ وہ گناہ سے باز آیا۔ وہ متوجہ ہوا
 اس نے معاف کیا۔

فَأَمَّا كَذِبٌ۔ خداوند تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کا توبہ اور اس کی توبہ قبول کرنا بیان فرمایا ہے حضرت عوا کا توبہ کرنا
 ذکر نہیں کیا۔ یہ اس لئے کہ عورت احکام میں تابع ہے مرد کے۔ اسی لئے قرآن مجید میں اکثر مرد ہی مخاطب ہیں
 إِنَّهُ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ مایہ جملہ اسمیہ معترضہ ہے۔

التَّوَّابُ۔ تَوْبَةٌ سے بوزن فَعَالٌ مبالغہ کا صیغہ ہے۔ بہت توبہ کرنے والا۔ بہت معاف کرنے والا
 بہت توبہ قبول کرنے والا۔ لغت میں توبہ کرنے والے اور توبہ قبول کرنے والے دونوں کو تَوَّاب کہتے ہیں۔
 بندہ توبہ کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرتا ہے جب بندہ کی صفت میں آئے تو اس کے معنی کثرت سے
 توبہ کرنے والے بندہ کے ہوں گے۔ اور جب اللہ کی صفت میں استعمال ہوتا ہے تو اس کے معنی کثرت سے
 بار بار بندوں کی توبہ قبول کرنے والے کے ہیں۔ قرآن مجید میں تَوَّاب کا لفظ جہاں بھی آیا ہے خداوند تعالیٰ کی

عہد نئی۔ مضاف مضاف الیہ میرا عہد۔

اُذِنَ، مضاف کا سید واحد مکمل۔ الذا، انزال مصدر میں پورا کروں گا۔

اُذِنَ، یعنی وہ وعدہ جو میں نے تم سے کیا ہے اُذِنَ اصل میں اُذِنَ تھا۔ لیکن اُذِنَ لَہُ ذِکْرُہُ تہذیباً، ہے عیب کہ عہد اولیٰ شرط کی خبر دے رہا ہے اس لئے اُذِنَ میں حَی حذف ہو گئی۔

وَاِیَّائِیْ فَارْهَبُوْنَ، واو عاطفہ ہے اِیَّائِیْ میں فعل محذوف ہے گویا عبارت یوں ہے اِیَّائِیْ ارْهَبُوْا اِیَّائِیْ۔ ضمیر منسو منغسل مفعول ہے۔ اور حرف کا فائدہ دیتی ہے، اور مفعول کو تخصیص کے لئے فعل سے مقدم لایا گیا ہے (ملاحظہ ہو: ۴۴) ارْهَبُوْا امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر ہے۔ ترجمہ ہوگا۔ اور تم خوف مجھ سے ڈرو۔

فَارْهَبُوْنَ، دوسرا جملہ بے ف جزا کہے۔ اس سے قبل جملہ شرط محذوف ہے گویا کلام یوں ہے ان کہ تم راہیں شیئا فَاْرْهَبُوْا اگر تم کسی شے سے ڈرتے ہو تو مجھ سے ڈرو۔ ارْهَبُوْنَ، ارْهَبُوْا۔ امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر ہے۔ ن وقایہ اور ی مکمل محذوف ہے ارْهَبُوْا رَهْبَةً۔ مصدر باب سَمِعَ سے ہے رَهْبَةً ایسے خوف یا ڈر کہتے ہیں۔ جس میں اعتیاد اور اضطراب ویسے چینی شامل ہو۔

(۴۱:۲) مَا اَنْزَلْتُ ماموصول اور اَنْزَلْتُ اس کا صلہ۔ اس کی تقدیر یوں

بِئَا اَنْزَلْتُ جو میں نے نازل کیا ہے۔ یعنی قرآن مجید

مُصَدِّقًا۔ اسم فاعل واحد مذکر منصوب (تفعیل) مصدر سے۔ سپہا سننے والا، سپہا کہنے والا۔ تصدیق کرنے والا۔ یہ حال مذکور ہے حال محذوف ہے جو کہ اَنْزَلْتُ میں ہے اِی اَنْزَلْتُہُ مُصَدِّقًا۔

مَا مَعَكُمْ، مَا موصول معکم مضاف مضاف الیہ مل کر صلہ اپنے موصول کا۔ مراد اس سے تورات ہے۔

یہ میں ضمیر واحد مذکر نائب کا مرجع، مَا اَنْزَلْتُہُ ہے، یعنی قرآن مجید۔

لَا تَسْتَوُوا۔ فعل نہی جمع مذکر حاضر (اشتقاق) مصدر۔ تم مت خریدو، تم مت مول لو۔ لَا تَسْتَوُوا بِاٰیٰتِیْ ثَمًا قَلِيْلًا اور میری آیات میں (تخریف کر کے) ان کے بدلے سٹھوڑی قیمت (یعنی دنیاوی منفعت) نہ حاصل کرو،

اس کا یہ مطلب نہیں کہ زیادہ قیمت کے عوض ایسا کرنا رہا ہے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ایسا کر کے جو قیمت بھی وصول کرو گے وہ حقیر ہے۔ کیونکہ دنیا کا مال غماہ کناری ہو۔ آخرت کی لذات کے مقابل میں وہ لاشی اور حقیر ہے۔ قرآن مجید میں ہے فَخَاْمَتَاکَ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا فِی الْاٰخِرَةِ الْاٰخِرَةُ۔ (۳۸:۹) سود دنیا کی زندگی کا سامنا آخرت کے مقابل میں تو بہت ہی قلیل ہے

وَاِیَّائِیْ فَارْهَبُوْنَ، اور مجھ ہی سے ڈرتے رہا کرو (ملاحظہ ہو: ۴۲:۴) پہلی آیت میں فَاْرْهَبُوْنَ فرمایا کیونکہ خطاب نبی اسرائیل کے لوگوں سے تھا۔ اور یہودیوں جو خدا ترس تھے ان کو راہب کہتے تھے۔ بعد میں اِیَّائِیْ

مراد نماز بھی لی جاتی ہے اور یہاں اشارہ نماز باجماعت ادا کرنے کی طرف ہے، محض عاجزی اور کمزاری کے معنوں میں بھی آتا ہے۔ مثلاً لبید کا شعر ہے۔

أَخْبَرُ أَخْبَارَ لَقُورٍ النَّبِيِّ مَقْصَتْ
أَدَبٌ كَأَنِّي كَلَّمَا قُمْتُ دَاكِعٌ ،

میں گزشتہ لوگوں کی خبر دیتا ہوں (میں سن سیدہ ہونے کی وجہ سے) ریگ کر چلتا ہوں اور غیدہ پشت کھرا ہوتا ہوں۔

۴۴:۲ - اَنَا مُؤَدٌّ - الف استفہامیہ ہے اور جملہ فَا مُؤَدُّ النَّاسِ ... الخ پر داخل ہے یہ استفہام انکاری ہے یعنی ایسا مت کرو۔ فَا مُؤَدُّ مفسر جمع مذکر حاضر اَفُوْ مُصَدُّ باب نَعَزَ تم حکم دیتے ہو۔ اَنَا مُؤَدُّ النَّاسِ بِالْبَيِّنِ کیا تم لوگوں کو نیکی کرنے کا حکم دیتے ہو اور ... الخ اَلْبَيِّنِ نیکی کرنا، سچائی کرنا۔ نیکو کاری مصدر ہے۔

وَأَمُّنْتُمْ تَتَلَوْنَ الْكِتَابَ یہ جملہ حال ہے ضمیر فاعل تَتَلَوْنَ ہے۔

تَتَلَوْنَ مفسر جمع مذکر حاضر تِلَادَةٌ (باب نَعَزَ) مصدر۔ تم پڑھتے ہو، تم تلاوت کرتے ہو۔ اَلْكِتَابِ سے مراد یہاں توراہ ہے۔

أَفَلَا تَعْقِلُونَ - الف استفہامیہ ہے اور فارعاطفہ ہے۔ اس صورت کی مندرجہ ذیل توجیحات ہیں۔
(۱) جیسا کہ اجزائے جملہ معطوف کا عام قاعدہ ہے کہ حرف استفہام حرف عطف کے بعد آتا ہے مثلاً قَاتِلِينَ تَذْهَبُونَ فَلَيْفَ تَتَّقُونَ وغیرہ۔ لیکن ہمزہ استفہامیہ حرف عطف پر اس امر پر آگاہ کرنے کے لئے پہلے لایا جاتا ہے کہ مصدر کلام میں آنے کے واسطے اصل حرف ہی ہے۔ اس کی چند اور مثالیں قرآن مجید میں یہ ہیں۔ اَذْكُمَا عَلٰهُدًّا اَعْلٰهُدًّا (۲: ۱۰۰) اَفَا مِتَّ اَهْلُ الْفُرْقَى (۶: ۹۷) اور اَتَقْتُمُ اِذَا مَا دَقَعَ (۱۰: ۵۱)

(۲) ہمزہ استفہامیہ کے بعد عبارت مقرر ہے جو اس کے تلبہ معطوف کے لئے معطوف علیہ ہے۔ یعنی تقدیر کلام یہ ہے اَتَتَلَوْنَ اَلْكِتَابَ فَلَا تَعْقِلُونَ۔ کیا تم کتاب پڑھتے ہو۔ پھر کیوں نہیں سمجھتے؟

(۳: ۲۵) اِسْتَعِیْذُوا امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر (مُسْتَعَانَةٌ) (اِسْتِعْجَالٌ) مصدر۔ تم مدد طلب کرو۔

لاحظہ ہو (۱: ۴)

اِنْتَهَا۔ میں ہامیہ واحد متروٹ فاعل کا مرجع الصلوٰۃ ہے۔

لَکِبْسَیْرَةٌ۔ میں لام تاکید کے لئے ہے کِبْسَیْرَةٌ صفت مشبہ کا صیغہ واحد متروٹ ہے۔ الصلوٰۃ کی صفت ہے بمعنی شاق، دشوار۔

اَلْخِشَعِیْنِ۔ اسم فاعل جمع مذکر خشوع مصدر باب فَعَّ، ڈرنے والے۔ عاجزی کرنے والے۔ قوتی کرنے

والے۔

۴۶:۲ الَّذِينَ لَيْسَ بِأَحْيَوتٍ ۖ هِ اِنی حلیہ ترکیب نحوی کے ساتھ صفت ہے اپنے موصوف الخشعیین کی۔

مَلَأُوا أَرْبَعَهُ ۖ مَلَأُوا ۱۔ اسم فاعل جمع مذکر مضارع، رُبْعُهُ مضاف مضاف الیه مل کر مضاف الیه (اف) کی وجہ سے مَلَأُوا کا فاعل جمع کر گیا ہے) اپنے رب کو پہنچنے والے، اپنے رب کو پاسنے والے۔
وَأَحْيَوْنَ ۲۔ اسم فاعل جمع مذکر رُبُوعٌ مصدر رَاجِعٌ واحد لوٹنے والے۔ پھر آنے والے۔

۴۶:۲ ۱۔ عَلَى الْعِلْمَيْنِ ۲۔ تمام عالموں پر، تمام جہانوں پر۔ اگرچہ عالم کا اطلاق ماسویٰ اللہ کے جمع مخلوق پر ہوتا ہے۔ اور جب اس کو جمع کر کے عالمین بولا جاتے تو اور بھی شمول اور عموم کا فائدہ دیتا ہے لیکن یہ ایک عاوارہ ہے جس سے مراد اکثر لوگ ہیں، یعنی ہم نے تم کو دنیا کے اکثر لوگوں پر فضیلت بخشی ہے۔

اسی طرح کُل بول کر اکثر چیزیں مراد لی جاتی ہیں۔ شَلَا قرآن مجید میں مکہ بلقیس کے متعلق وارد ہے وَادُتِيتْ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ اور اسے دیا گیا تھا ہر چیز سے حصہ۔ حالانکہ بہت سی چیزیں اس کو ملتی تھیں۔ تو مطلب یہ ہے کہ اسے اکثر چیزیں دی گئی تھیں۔

۴۸:۲ ۱۔ لَا تَجْزِي ۲۔ فعل فی واحد متو ث غائب (جس کا مرجع لَفْظ ہے) جَزَاءً (باب ضَوْب) وہ کام آئے گی۔ وہ بدلہ ہوگی۔

شَيْئًا ۳۔ اس کی مندرجہ ذیل صورتیں ہیں۔

۱) اگر شَيْئًا سے مراد حق ہو تو اس وقت لفظ شَيْئًا آیہ میں مفعول ہونے کی وجہ سے منصوب ہوگا اور آیہ کے معنی ہوں گے۔ کہ کوئی کسی کے لئے حق کا بدلہ نہ دے گا۔

۲) اگر شَيْئًا سے مراد جزاء ہو تو مفعول مطلق ہونے کی وجہ سے منصوب ہوگا۔ اور آیت کے معنی ہوں گے، کہ کوئی کسی کو بدلہ نہ دے گا۔ خواہ کسی قسم کا بدلہ دینا ہو

۳) بعض نے یہ معنی بیان کئے ہیں کہ کوئی کسی کے کچھ کام نہ آوے گا

۴) یہ بھی کہا ہے کہ کوئی قیامت کی سختیوں اور عذاب میں کسی کے لئے کفایت نہ کرے گا۔

لَا تَجْزِي الْخِ يَوْمًا کی صفت ہے

شَفَاعَةٌ ۱۔ شفاعت شفع بمعنی جفت ہے۔ یعنی طاق کی ضد۔ گویا شفاعت کرنے والا۔ اپنے آپ کو اس کے ساتھ ملا کر (کہ جس کی یہ سفارش کرتا ہے) اس ایک لہ کو چڑا کرتا ہے۔

لَا يُؤْخَذُ ۲۔ مضارع منفی مجہول واحد مذکر غائب أَخَذَ (باب نَصَر) مصدر وہ نہیں لیا جاتا ہے۔
منہا۔ ضمیر ہا کا مرجع نفس ماضیہ (مگر بکار شخص بھی ہو سکتا ہے) اور نفس شافعہ (سفارش کرنے والا شخص)

بھی، راجح قول نفس ماصیر ہے۔

عَدْلٌ کے معنی برابری کے ہیں۔ چونکہ معارضہ اور فدیہ کے دونوں برابر ہو جاتے ہیں اس لئے معارضہ اور فدیہ اور بدل کو بھی عدل کہتے گئے۔ اور اسی لئے انصاف کو بھی عدل کہتے ہیں۔

وَلَا هُمْ يُنْصَرُونَ ۝ وَادْعُهُمْ لَّا يُنْصَرُونَ ۝ مضارع منفی مجہول جمع مذکر غائب۔ اور ان کی مدد کی جائے گی۔

۴۹: ۲۔ وَاذْ ۝ وَادْعُهُمْ ۝ اِذْ ۝ یعنی جب۔ جبکہ جس وقت، چونکہ اسم ظرف ہے (اِذْ ۝) کبھی مضامبات یعنی کسی بات کے اہمک واقع ہونے کے لئے بھی آتا ہے، اس سے قبل عبارت مقدر ہے تغیریوں ہے۔ وَاذْ ۝ کُذِّرَ اِذْ ۝..... اور یاد کیجئے ایسا ان سے ذکر کیجئے جب..... قرآن مجید میں جہاں بھی وَاذْ ۝ آیا ہے وہاں لفظ اُذْ ۝ کو محذوف ہے۔ یہاں یہ جملہ اُذْ ۝ کُذِّرَ اِذْ ۝ لَعْنَتِي (۴۷: ۲) کا معطوف ہے۔ اور اس کی طرح وَاذْ ۝ قُرْآنًا (۵۰: ۱۲) وَاذْ ۝ وَدُّنَا (۵۱: ۲) وَاذْ ۝ اَتَيْنَا مُوسٰی (۵۳: ۲) وَاذْ ۝ قَالَ مُوسٰی (۵۴: ۲) وَاذْ ۝ قُلْتُمْ (۵۵: ۲) وغیرہ کا عطف اُذْ ۝ کُذِّرَ اِذْ ۝ لَعْنَتِي پر ہے۔

نَجَّيْنٰكُمْ۔ نَجَّيْنَا ماضی جمع متکلم (تفعیل) مصدر کُتْمَ منیر مفعول جمع مذکر ماضی ہم نے تم کو بچایا۔ ہم نے تم کو نجات دی۔

يَسْؤُكُمْ۔ مضارع جمع مذکر غائب۔ کُتْمَ منیر جمع مذکر ماضی مفعول سُؤْمٌ۔ باب نصر مصدر۔ وہ تم کو تکلیف دیتے تھے وہ تم کو مجبور کرتے تھے۔ (انیز ملاحظہ ہو ۱۴-۶)

سُوءَ الْعَذَابِ۔ منافی منافی الیہل کہ یُسْؤُونَ کا مفعول ثانی۔ سُوءٌ۔ بُرائی اہرام سُوءَ الْعَذَابِ۔ عذاب کی سختی یعنی سخت عذاب۔

جملہ یُسْؤُونَ تَلَمَّ سُوءَ الْعَذَابِ۔ حال ہے اِلٰی فِرْعَوْنَ سے یا ضمیر نَجَّيْنٰكُمْ یا دونوں سے۔ دونوں جملہ یُسْؤُونَ تَلَمَّ سے حال ہیں

ذٰلِكُمْ۔ یہ۔ یہی۔ ذٰ ۝ اسم اشارہ بعید ہے اور کُتْمَ منیر جمع خطاب کے لئے ہے اس کا اشارہ التذبیح اور الاستیحاء (بیٹوں کا ذبح کرنا اور عورتوں کو زندہ رکھنا) کی طرف ہے

يَذَّحَّجُونَ اَيْتَاءَ کُتْمَ۔ جملہ معطوف علیہ ہے۔ اور جملہ وَاِستَحْيَوْنَ اَيْتَاءَ کُتْمَ معطوف۔ بَلَاءٌ مِّنْ رَّحْمَتِكُمْ عَظِيمٌ۔ بَلَاءٌ موصوف، عَظِيمٌ صفت مِّنْ جار۔ رَحْمَتِكُمْ منافی منافی الیہل کہ مجبور، جار مجبور الیہل کہ متعلق موصوف،

(۵۰: ۲) وَاذْ ۝..... ملاحظہ ہو ۴۹: ۲

فَرَقْنَا۔ ماضی جمع متکلم ہم نے چھاڑ دیا۔ ہم نے الگ الگ کر دیا۔ فَرَقٌ مصدر معنی الگ الگ ہونا

الک الگ ہونا۔ اسی سے فرق ہے جو بابت سے الگ ہو گیا ہو۔ تَبَّ مَعْنَى بے۔ وَادُّوْهُ فَوَدَّ بِكَسْرُ
الْبَاءِ۔ جب ہم نے تمہارے لئے دریا کو پھاڑ دیا فَخَلَقَ بھی قریب قریب اپنی معنوں میں آتا ہے قرآن مجید
میں تَبَّ فَاَنْشَقَّتْ فُجَارٌ كُلُّ فَرْقٍ كَالْعُطْرِ الْعَظِيمِ۔ ۶: ۶۳) تو دریا پھٹ گیا اور ہر ایک ٹکڑا ہوا ہو گیا۔
گو یا برا پہاڑ ہے البحو سے مراد بحیرہ قلزم ہے جسے حضرت موسیٰ اور ان کی قوم نے مصر سے ہجرت کے وقت لئے
کیا تھا۔

فَاَنْشَقَّتْ۔ تَبَّ تعقیب کی تَبَّ اَنْشَقَّتْ ماضی کا صیغہ جمع مکمل۔ اِنْجَاءً (افعال) مصدر بخو مارہ۔
پھالینا، نجات دینا۔ کُمُ مَفْعِلُ مَفْعُولِ جمع مذکر حاضر پس ہم نے تم کو پھال دیا دریا میں ڈوبنے سے، یا فرعون اور
اس کی قوج کے ہاتھوں پکڑنے ہانے سے

وَ اَنْتُمْ تَنْظُرُونَ۔ جملہ عالیہ ہے اَنْتُمْ تَنْظُرُونَ۔ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُونَ۔ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُونَ۔ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُونَ۔
۵۱: ۲۔ اَنْتُمْ تَنْظُرُونَ۔ ماضی جمع مکمل موعداً (مفاعلة) مصدر باب ساقطہ اگرچہ اشتراک عمل پایا جاتا ہے لیکن
اہل عرب کے روزمرہ میں واحد کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے مثلاً کُتِبَ میں اَوْفِيتُ الْعِلْمَ۔ میں نے میرا علم
کیا۔ تَبَّتُ اللَّيْصَ میں نے جوہ کو مزاد۔ اس صورت میں ترجمہ ہوگا۔ ہم نے (موسیٰ سے) وعدہ کیا
اشتراک کی صورت... یہ بھی ہو سکتی ہے کہ نہ اندہ تعالیٰ نے وعدہ کیا۔ اور حضرت موسیٰ نے اسے قبول کیا ہوگا۔

حضرت موسیٰ کا وعدہ کو قبول کرنا وعدہ سے متبادل ہونے کی وجہ سے وعدہ ہی کے ضمن میں آتا ہے
فَاَنْتُمْ تَنْظُرُونَ۔ جب بنی اسرائیل غلانی کی لعنت سے نجات حاصل کر کے آؤا ان کی نعمت سے مراد کہتے
گئے۔ تو مشیت ایزدی یہ ہوئی کہ انہیں ایک کتاب شریعت دی جائے جس میں پورا نظام شریعت اور دستور
زندگی مندرج ہو جس پر عمل کر کے وہ بے راہ روی سے بچتے رہیں۔ اس لئے حضرت موسیٰ کو کوہ طور پر چالیس
روز کا چل پورا کرنے کا حکم ہوا۔ جسے حضرت موسیٰ نے تسلیم کیا۔ یہی یہ وعدہ ہے جو اوپر مذکور ہوا۔

اربعين لَيْلَةً۔ چالیس راتیں مراد چالیس دن اور رات۔

ثُمَّ۔ پھر۔ حرامی زمان کے لئے ہے۔

اِتَّخَذْتُمْ۔ ماضی جمع مذکر حاضر، اتَّخَذَ (افعال) مصدر تم نے اختیار کیا۔ تم نے بنایا۔ الْعَجَلُ بجھڑا۔
گاتے کا بجر۔ اس کی جمع عَجُولٌ اور تَوْنُثٌ عَجَلَةٌ۔ اِتَّخَذْتُمْ کا مفعول ہے۔

اس جملہ اِتَّخَذْتُمْ الْعَجَلُ میں مفعول ثانی مضاف ہے۔ تقدیر کلام یوں ہے اِتَّخَذْتُمْ الْعَجَلُ
الَّذِي تَمَّ بَجْهَرٍ کے موصوب بنایا۔

وَ اَنْتُمْ تَنْظُرُونَ۔ جملہ عالیہ ہے فاعل اِتَّخَذْتُمْ سے اور حال یہ ہے کہ ایسا کرنے سے تم نے عبادت
کو اس کی غلط جگہ پر بٹھرایا لہذا اپنی جانوں پر ظلم کرنے کے مرتکب ہوئے

۵۲:۲ - عَفَوْنَا عَنْكَ - عَفَوْنَا (الصلاة عَنْ) ماضی کا صیغہ جمع مکمل ہے۔ عَفَوْا باب (فص) سے مصدر عَفَا کے صلا کے ساتھ۔ بمعنی معاف کرنا۔ عَفَا عَنْ ذَنْبِهِ۔ اس نے اس کا گناہ معاف کر دیا عَفَا اللَّهُ عَنْهُ اللہ تعالیٰ اس کے گناہ معاف کرے۔

لَعَلَّكُمْ - لَعَلَّ حرف متشابہ بالفعل ہے امید یا خوف پر دلالت کرنے کے لئے لایا جاتا ہے اسم کو نصب اور خبر کو رفع دیتا ہے جیسے لَعَلَّ السَّاعَةَ قَرِيبٌ (۲۴: ۱۴) شاید قیامت قریب ہی آپہنچی ہو، کُفَّ اسم ہے لَعَلَّ کا۔ شاید نرم۔

تَشْكُرُونَ - مضارع جمع مذکر حاضر، تَشْكُرُوا (باب فَعَلَّ) مصدر - شکر ادا کرنا۔ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ شاید کہ تم شکر گزار بن جاؤ۔

(۵۳: ۲) اَلْكِتَابُ - سے مراد تورات ہے

اَلْعُرُوقَاتُ کے لغوی معنی ہیں وہ چیز جس سے حق و باطل کے درمیان فرق کیا جاسکے۔ راعب امصفاہی کہتے ہیں۔ اَلْعُرُوقَاتُ فُرْقٌ سے ابلغ ہے کیونکہ یہ حق اور باطل کو الگ الگ کر دینا کے معنی میں استعمال ہوتا ہے فُرْقٌ کا لفظ عام ہے جو حق اور باطل کو الگ الگ کرنے کے لئے بھی آتا ہے اور دوسری چیزوں کے متعلق بھی آتا ہے۔

علماء کے اس کے متعلق مختلف اقوال ہیں۔ (۱) اَلْكِتَابُ اور اَلْعُرُوقَاتُ کے درمیان عطف تفسیر ہے۔ اور مراد دونوں سے ایک ہی ہے (۲) اس سے مراد یہاں توریت اپنے احکام و شرائع کے لحاظ سے ہے۔ (۳) اس سے مراد وہ معجزات ہیں جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو عطا ہوئے تھے۔ (۴) اس سے مراد وہ فتح و غلبہ ہے جو بنی اسرائیل کو حکومت فرعون کے مقابل میں عطا ہوا تھا۔

۵۴: ۲ - وَاِذْ قَالَ - ملاحظہ ہو ۴۹: ۲ - يٰاَقَوْمُ - يٰاَحْمَدُ اَقَوْمٍ مِّنَادِي - اَقَوْمٍ اصل میں قَوْمِي تھا۔ حق مکمل بذات کر کے کسرہ کو اس کے قائم مقام کر دیا گیا۔

يٰاَتَخَذِكُمُ الْعِجْلُ - بآء سببیہ ہے اِتَّخَذَ مصدر - (ملاحظہ ہو: ۵۱) مضاف کُمُ ضمیر جمع مذکر حاضر، مضاف الیہ - اَلْعِجْلُ مفعول اِتَّخَذَ مصدر کا۔ اپنی گوسالہ گیری کے سبب سے۔ یعنی گائے کے بچھڑ کو بطور معبود اپنا لینے کے سبب سے تم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا۔

فَتَتُوبُوا - ت سببیہ ہے۔ تَوُوبُوا امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر ہے۔ پس تم توبہ کرو۔

بِتَارٍ مُّكَمَّ مَضَاتٍ مَضَاتٍ الیہ - بآء یاء اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنہ میں سے۔ ایجاد و اختراع کرنے والا۔ پیدا کرنے والا۔ اس کا مادہ بَضَّ ہے اَلْبُزُّ مَوَدَّ الْبَرِّ اَرَادَ الْكَوْا اء کے اصل معنی کسی کھود امر سے نجات حاصل کرنے کے ہیں یا بیماری ظاہر کرنے کے۔ ثَلَا بَرَاتٍ مِّنَ الْمَرْحُومِ میں نے بیماری سے

نجات پائی یعنی میں تندرست ہو گیا۔ اور جَلَّاتٌ مِّنْ خَلَابٍ ذَبَّابَةٍ مِّنْ نَّدَا سے بیزاریوں قرآن مجید میں ہے بَرَاءَةٌ مِّنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ (۱:۹) اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے بیزاری کا اعلان ہے۔
 بَارِئٌ مِّنْكُمْ تبار خالق، تبارا پید کرنے والا

فَاَقْتُلُواْ اَنْفُسَكُمْۙ فَارْتَقِبْ كَآبَ اَقْتُلُواْ فِعْل امر متع مذکر ماضی قتل مصدر رباب لغز سے اَنْفُسُكُمْ
 منہاں منہاں الیراء مکر مفعول اَنْتُمْ اکا۔ پس قتل کرو اپنی جانوں کو، یعنی تم میں سے جو بڑی ہیں وہ مجرموں کو قتل
 کریں (خواہ وہ ان کے قرابت دار ہی کیوں نہ ہوں)

ذٰلِكُمْ۔ یہی یعنی التوبة والقتل۔ توبہ اور قتل جو اوپر مذکور ہے

خَبَرٌ۔ افعِل الغفیل کا صیغہ ہے، ہمزہ محذوف ہے ای ذٰلِكُمْ خَبَرٌ لَّكُمْ مِّنَ الْعَصِيٰۤاتِ وَالْاَصْرَارِ
 علی الذنب یعنی عصیان اور اہل گناہ کے مقابلہ میں۔ توبہ اور قتل تمہارے لئے بہتر ہے
 فَنَابَ عَلَيْكُمْ۔ اس کی مندرجہ ذیل دو صورتیں ہو سکتی ہیں۔

۱۔ اگر معرفت موسیٰ علیہ السلام کا کلام ہے تو اس کا حملہ شرطیہ محذوف ہے تقدیر کا یہ ہے ان فعلکم، اْمُرْتُمْ
 بدفعۃ قاتب علیکم۔ اگر تم نے وہی کیا جس کا تمہیں حکم ملا تو اللہ تعالیٰ تمہاری توبہ قبول کر لیا

۲۔ اور اگر یہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے تو فَنَابَ عَلَيْكُمْ جملہ محذوف ہے جس کا عطف محذوف عبارت پر ہے ای
 فعلکم ما امرتم به فَنَابَ عَلَيْكُمْ۔ تم نے وہی کیا جس کا تم کو حکم ہوا۔ پس اللہ تعالیٰ نے تمہاری توبہ قبول کر لی
 ۵۵:۲۔ وَاِذْ قُلْتُمْ (۴۹:۲) (۴۹:۲)

لَنْ تُوْمِتَ۔ مفارغ منفی تاکید لکن۔ لَنْ کے علی وجہ سے منصوب ہے صیغہ جہ منکلم۔ ہم بزرگ ایمان
 نہیں لائیں گے۔

جَهَنَّمَ۔ جَهَنَّمَ۔ باب فتح۔ سے مصدر ہے، جس کا مطلب آواز کو بلند کرنا ہے۔ حَقَقْتُ بِالْغَرْهِ
 میں نے پڑھنے میں آواز کو اٹھایا۔ یا بلند کیا۔ گرمیاں دیکھنے کے معنی میں مستعار لیا گیا ہے کھلم کھلا یا رو برو دیکھنا
 جَهَنَّمَ یَا لَوْ نَزَّلْنٰی کا مفعول مطلق ہونے کی وجہ سے منصوب ہے کیونکہ جَهَنَّمَ میں بھی ایک قسم کی رویت پانی
 جاتی ہے یا فاعل ضمیر فاعل نَزَّلْنٰی یا مفعول بہ اللہ سے حال ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔

الضَّبْعَةُ۔ سبکی کی کرک، ہولناک دھماکہ، بعض علماء کے نزدیک صاعق تین قسم پر ہے۔ ۱۔ یعنی موت
 و ہلاکت، جیسے فَصَّعَتْ مَنَ فِی السَّمٰوٰتِ وَمَنَ فِی الْاَرْضِ (۲۱:۲۹) اور جو لوگ آسمانوں میں ہیں
 اور جو زمین میں ہیں سب م جائیں گے۔ ۲۔ یعنی عذاب مثلاً اَمَّا الَّذِیْ نَزَّلْنٰکُمْ صَبِغَةً مِّثْلَ صَبِغَةٍ عَادٍ وَّ تَمُوْدُ
 (۱۳:۴۱) میں تم کو وہلک عذاب سے آگاہ کرتا ہوں جیسے عادی اور ثمود پر وہ عذاب آیا تھا۔ ۳۔ یعنی آگ اور سبکی کی کرک
 جیسے وَیُزِلْ السَّوَاعِقُ فِیْ عِصِیْبٍ بِمَا مَنَ یَشَآءُ (۱۳:۱۳) اور وہی بجلیاں بھیجتا ہے پھر جس پر چاہتا ہے گرا بھی

دیتا ہے۔

وَأَنْتُمْ تَنْظُرُونَ۔ جملہ عالیہ ہے۔

۵۶:۲ بَعَثْنَاكَ۔ بَعَثْنَا۔ ماضی جمع محکم۔ بَعَثْتُ (باب فتح) مصدر اٹھا کھڑا کرنا۔ دوبارہ زندہ کرنا۔
چنانچہ یَوْمَ الْبَعْثِ اس سے ہے یعنی دوبارہ اٹھنے کا دن۔

لَعَلَّكُمْ شَاكِرُونَ۔ (ملاحظہ ہو ۲: ۲۱، ۲: ۲۵)

۵۷:۲۔ وَظَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ۔ اور اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّاءَ وَالسَّلْوٰی ہر دو جہلوں کا مطفئہ یعنی
پر ہے۔ ظَلَّلْنَا۔ ماضی جمع محکم ظَلَّلْتُ (اَنْزَلْتُ) مصدر سے، ہم نے سایہ کیا۔ ہم نے سایہ لگن کروا۔
عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ۔ عَلَيْكُمُ۔ جار مجبوریل کر متعلق فعل ہے اور الْغَمَامَ اسم مبسب ہے اور فعل ظَلَّلْنَا کا مفعول
ہے بمعنی ابر، بادل۔ اَلْمَنَّاءُ اسم ہے شبنمی گوند جو اودی تیر میں جھنگنے والے اسرائیلیوں کے کھانے کے لئے اللہ
تعالیٰ روزانہ دشمنوں پر جمادیتا تھا۔

السَّلْوٰی۔ ایک پرندہ ہے جس کو شیر کہتے ہیں

مَلَا۔ امر کا صیغہ جمع ذکر حاضر، اَحْلُ (باب نصر) مصدر سے اصل میں اَزْكُوا تھا۔ تم کھاؤ

طَبِيبَاتٍ، سحری چیزیں۔ پاکیزہ چیزیں۔ طَبِيبَةٌ کی جمع طَبِيبَاتٍ مفات ہے مَا رَزَقْنَاكُمْ ماموصول
رَزَقْنَاكُمْ جملہ فعلیہ ہو کر صلب ہے موصول اور صلح کر مضاف الیہ طَبِيبَاتٍ کا۔

جو بطور رزق ہم نے تمہیں عطا کیا ہے اس میں کامات سحر اور پاکیزہ حصہ۔

وَمَا ظَلَمُونَا۔ مانا فیہ ہے جملہ کا عطف محذوف عبارت پر ہے

ظَلَمُوا اَدَّكُمْ لِقَابِ الْبَلَاءِ النِّعَمَ بِالشُّكْرِ۔ پس انہوں نے ظلم کیا اور نعمتوں کو شکر کے ساتھ قبول نہ کیا۔ وَمَا
ظَلَمُونَا (اس ناشکری سے) انہوں نے ہم پر تو ظلم نہ کیا (یعنی ہمارا تو کچھ نہ بگاڑا) وَلَكِنْ كَانُوا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ
لیکن اپنی جانوں پر ہی ظلم کرتے رہے۔ یعنی اپنا ہی کچھ بگاڑتے رہے۔ كَانُوا اَيْظَلِمُونَ۔ ماضی استمراری کا صیغہ
جمع مکررات ہے۔

فَاِنَّ لَكُمْ مَا رَزَقْنَاكُمْ لَكُمْ فَاَطِيعُوا سَاطِرَ خَطَابِهَا۔ اب ان کی امانت کے لئے ضمیر غائب لائی
گئی ہے کہ تم نے ہماری نعمتوں کی قدرہ ان کی اور کفران نعمت کے مرتکب ہوئے لہذا تم خطاب کے لائق نہیں رہے۔
اِس التَّحَاثُّرِ مِمَّا تَرَكِ ثَمَانِیْنَ قُرْآن مجید میں موجود ہیں۔

۵۸:۲۔ فَمِنْهَا۔ ہاں ضمیر واحد نوث غائب اَلْفُرْقَانِہ کی طرف راجع ہے اِی مِنْ طَعَامِ الْقُرْآنِہ و شمارہا یعنی اس قرآن
میں جو طرح طرح کی نعمتیں اور میوے ہیں وہ کھاؤ۔

اَلْفُرْقَانِہ بقی۔ منصوب بوجہ ظرفیت یا بوجہ مفعول ہے اس کی جمع خُورِی ہے۔ یہ کوئی بستی تھی اس کے متعلق

مختلف اقوال ہیں۔ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں اس سے مراد اربعہ ہے بعض کے نزدیک اس سے بیت المقدس مراد ہے۔ بعض نے کہا ہے کہ اس سے ماوا یا مدینہ ہے۔ اور بعض اس سے شام مراد لیتے ہیں۔

حَيْثُ شِئْتُمْ۔ حَيْثُ جہاں جس جگہ۔ ظرف مکان ہے بنی بصرہ ہے۔ شِئْتُمْ شَاءَ لِسَاءَ مَبْنِيَّةٌ أَبَابِ سَمْعِ ماضی کا مینونہ ذکر کرنا ہے۔ اصل میں شِئْتُمْ مَقْضَايَ کی حرکت ماقبل کو دی اور یہی اجتماع ساکنین کی وجہ سے گر گیا۔ شِئْتُمْ ہو گیا تم نے چاہا۔ حَيْثُ شِئْتُمْ جہاں سے چاہو۔

رَعْنَدًا بِفِرْعَوْنَ، غُوبٌ، اچھی طرف۔ وسیع۔ یہ اصل میں رَعْنَدًا بِرَعْنَدًا بِبَابِ سَمْعِ کا مصدر ہے بمعنی بہت نعمت ہونے کے۔ اور صفت مشبہ ہو کر مسند ہے رَعْنَدًا کی جمع میں ہو سکتی ہے۔ جیسے خَادِمٌ کی جمع خَدَائِمٌ۔ مطلب یہ کہ کھاتے پیچھے اس میں جہاں چاہو محظوظ ہو کر رغبت سے خوب اچھی طرح منصوب ہو کر مصدر کے بیانیہ نکلوں سے حال ہے۔

أَبَابٌ۔ دروازہ۔ أَبَابٌ معروف الایا گیا ہے کہ اس سے مراد القریۃ کا دروازہ ہے جو القریۃ سے ایسا دروازہ ہے۔ ان کے نزدیک، أَبَابٌ سے مراد اس شہر کا کوئی بھی دروازہ ہے اور اس کے سات دروازے بتائے جاتے ہیں۔ فَمِنْ قَالَ ان لَسِيَّةَ اَرِيحَا قَالَ اَدْخُلُوا مِنْ اِي بَابٍ كَانَتْ اَلْبُؤَابُ اِبَادَ كَانْ لَهَا سَبْعَةُ اَبْوَابٍ۔ اور جن کے نزدیک القریۃ سے مراد بیت المقدس ہے، أَبَابٌ سے مراد بیت المقدس کا خاص دروازہ ہے جسے باب حطیۃ میں د من قال ان القریۃ ہی بیت المقدس قال ہو باب حطۃ۔

نَسَجْدًا اَعْمِیْرًا دُخْلًا سے حال ہے سجدہ کرتے ہوئے۔ سَجْدًا سَاجِدًا کی جمع ہے بعض نے سجدہ کے یہاں لغوی معنی مراد لئے ہیں یعنی تذلیل و انکسار، خشوع و خضوع۔ اور تہذیب کا مطلب ہے کہ جب تم دروازے سے داخل ہو تو نہایت انکساری اور تواضع سے مطیع اور فرمانبرداروں کی طرح داخل ہو۔

اور جنہوں نے اس کے شرعی معنی لئے ہیں ان کے نزدیک مطلب یہ ہو گا کہ جب تم دروازہ کے اندر داخل ہو جاؤ تو سجدہ کر کے بالاول۔ بعض نے اس سے جہنم اور کوہ مراد لیا ہے۔

حِطَّةٌ۔ حِطَّةٌ بِحِطَّ (بَابِ نَصْرٍ) حِطَّ مصدر، اِزْنًا، نَازِلٌ، یُنَازِلُ، اِیْ اَنْزَلَهُ۔ اس نے اسے اونچی جگہ سے نیچی جگہ رکھا چنانچہ کہتے ہیں حِطَّطْتُ الرُّخْلَیْنِ میں نے سواری سے پاؤں اتار کر نیچے رکھ دیا اور یہاں حِطَّةٌ سے مراد یہ ہے حِطَّ مَعْنَا ذُلٌّ بَنَی۔ (اے اللہ، ہمارے گناہ ہم سے اتار دے) یعنی اپنے گناہوں کے بوجھ کو ہلکا کرنے کی دعا کر دو۔

بعض کے نزدیک اس کے معنی معلوم نہیں محض امثالہ مقصود تھا۔ بعض نے اسے توبہ کے معنی میں لیا ہے۔ اور یہ قَوْلُہُ کا مفعول بھی ہو سکتا ہے یعنی تہ حِطَّةٌ حِطَّةٌ کہتے ہوئے داخل ہو۔

لَعْنَةُ لَكُمْ مَضَارِعُ مَجْزُومٌ مَجْمَعٌ حُکْمٌ۔ بوجہ جواب امر کے مجزوم ہے۔ تو تم تمہیں معاف کر دیں گے۔ خَطِیئَتُہُمْ مَضَارِعُ مَضَارِعُ اَلِیہ مہتاری خطائیں۔

الْفَجَزَتْ ماضی واحد مؤنث غائب (انْفَجَارٌ) مصدر۔ ثوب پھوٹ نکلا۔ اَلْفَجَزَ کے معنی کسی چیز کو دینے
 طور پر پھاڑنے اور شق کر دینے کے ہیں۔ مثلاً بولتے ہیں فَجَزْنَا ثَوْبًا فَالْفَجَزَ میں نے پانی کو پھاڑ کر بہا دیا تو وہ بہ گیا۔
 صبح کو فوج اس لئے بولتے ہیں کہ صبح کی روشنی بھی رات کی تاریکی کو پھاڑ کر نمودار ہوتی ہے۔

اور مجز قرآن مجید میں آیا ہے اِنَّ اضْرِبَ لَفَصَاكَ الْحَجَوْنَ فَانْجَسَتْ مِنْهُ اَثْنَتَا مِثْرَةً عَلَيْنَا (۱۷۰: ۴)
 تو ہم نے ان کی طرف وحی بھیجی کہ اپنی لامسحی کو پتھر پر مار دو تو اس میں سے بارہ مٹسے پھوٹ نکلے۔

الْفَجَارُ اور اِنْجَاسٌ میں فرق یہ ہے کہ اِنْجَاس صرف کسی تلک چیز سے بہہ نکلنے کا نام ہے اور اِنْجَارُ
 کا استعمال تلک مقام ہو یا قراخ دونوں کے متعلق ہوتا ہے۔

كُلُّ اَمَانٍ۔ اَمَانٌ جمع جس کی لفظی طور پر واحد نہیں ہے بعض کے نزدیک غیر لفظی طور پر اِئْتِنٌ کی جمع ہے
 یا اِئْتِنٌ کی۔ اس کے معنی ہیں لوگ۔ یہاں کُلُّ اَمَانٍ کے معنی کُلُّ سَبْطٍ ہر قبیلہ نے ہر گروہ نے۔

مَشْرَبٌ مضاف مضاف الیہ۔ مَشْرَبٌ اسم ظرف مکان ہے ہُنَّ ضمیر جمع مذکر غائب ہے بنی اسرائیل
 قوم موسیٰ کے لئے ہے۔

لَا تَعْتَوُوا۔ فعل ہی جمع مذکر حاضر عِثٌّ اور عِثٌّ اَبابِ سَمِعٍ مصدر سے جس کے معنی فساد کرنے کے ہیں۔
 مُضَيِّدُونَ۔ اسم فاعل جمع مذکر فساد ڈالنے والے، فساد کرنے والے۔ یہ لَا تَعْتَوُوا کا حال مؤکد ہے۔

وَإِذْ قُلْتُمْ: اٰیٰ دَاكِرُ الْوَقْتِ اِذْ قُلْتُمْ اور وہ وقت بھی یاد کرو جب تم نے کہا۔
 طَعَامًا وَّاحِدًا۔ مراد اس سے وہ خوراک تھی جو موصوئے تیر میں ان کو بصورت من دسلوئی ملتی تھی۔ طَعَامٌ وَّاحِدٌ
 اس لئے کہا کہ روزیہ دو چیزیں ایک ہی قسم کی یا تنوع ملتی تھیں اور بس۔

فَاذْكُ لَنَا۔ فَاذْ عاطفہ بربیت۔ ہا سے عدم صبر کے سبب سے ہمارے لئے مانگو۔ اَذْكُ فعل امر واحد مذکر نداء
 دَعْوَةً بَابِ ثَمَرٍ۔ مصدر سے۔ تو مانگو۔ تو دعا کرو۔

يُخْرِجُ لَنَا۔ يُخْرِجُ مضارع مجزوم بوجہ جواب امر، صیغہ واحد مذکر غائب ضمیہ کامر جمع ذَنَبٌ (تیرا رب) ہے
 کہ ہمارے لئے پیدا کرے۔ يُخْرِجُ لَنَا کے بعد شَيْئًا محذوف ہے کہ کوئی ایسی شے پیدا کرے۔

مِنَّا مرکب ہے مِنْ تَجْهِيزٍ اور مَّا موصول سے۔

تُبْنِتُ الارضُ۔ تَبْنَتُ مضارع واحد مؤنث غائب۔ اِنْ بَنَتْ (انْفَعَالٌ) مصدر۔ جو زمین اگاتی ہے۔
 مطلب یہ کہ اپنے رب دعا کرو کسی ایسی چیز کے پیدا کرنے کی جو زمین سے اگتی ہو یا از قسم ساگ ... الخ،

مِنْ بَقْلَهَا۔ مِنْ بیانیہ بے نقل ساگ۔ ترکاریا۔ مضاف حاضیہ واحد مؤنث غائب (الارض) کے
 لئے، مضاف الیہ۔

قَتَّارُهَا مضاف مضاف الیہ۔ قَتَّارُ۔ اسم جنس ہے۔ اس کی جمع نہیں آتی۔ گڑھی۔ یا ککڑیاں۔

قَوْمٌ ۱۔ مضاف مضاف الیہ۔ قَوْمٌ۔ گیہوں۔ (در اغلب ابن عباس) نبوہاشم کی زبان میں بھی قَوْمٌ گیہوں کے معنی میں استعمال دیا تھا بعض کے نزدیک جس اناج کی روٹی پختی ہو اسے قَوْمٌ کہتے ہیں۔ اکثر مفسرین کے نزدیک یہ اصل میں قَوْمٌ تھا جس کے معنی لہسن کے ہیں۔ ثناء کو خفاء سے بدل دیا ہے اور یہ باربے جیسا کہ مَخَافَتِیْہُ مَعْتَرٌ کی جمع ایتھے کی گوند ہے) مَخَافَتِیْہُ مَعْتَرٌ کی جمع ایک درخت کی گوند کہا جاتا ہے

عَدَّیْہَا مضاف مضاف الیہ عَدَّیْہَا بمعنی مسور

بَصَلِیْہَا۔ مضاف مضاف الیہ۔ بَصَلٌ بمعنی پیاز۔

ان سب میں حکایتیں واحد مونث نائب الْأَرْضُ کے لئے ہے۔

قَالَ اٰی قَالَ مُوسٰی اَوْ قَالَ اللّٰہُ۔ اس سے اگلی عبارت مَاسَلَمٌ تک اس قول کا متوالہ ہے۔

اَلتَّيْبِدِ لَوْنٌ۔ الف استفہامیہ ہے۔ تَسْبَدَ لَوْنٌ مضارع کا میفرج جمع مذکر ماضی ہے۔ اِسْتَبَدَّ اَلْ (اِسْتَبَدَّ اَلْ) مصدر سے۔ تم بدلتے ہو۔

اَلَّذِیْ هُوَ اَدْنٰی۔ اپنی جملہ تراکیب کے ساتھ یہ جملہ مفعول بہ ہے فعل تَسْبَدَ لَوْنٌ کا۔ اور اَلَّذِیْ هُوَ خَیْرٌ متعلق فعل تَسْبَدَ لَوْنٌ کا۔

اَدْنٰی مادہ دَلُو سے مشتق ہے۔ اور دَانَ دَلَنَ کا اسم تفضیل ہے اس کے استعمال کی مندرجہ ذیل صورتیں ہیں۔ ۱۔ اگر اَقْصٰی کے بالمقابل آئے تو اَخْرَبَ کے معنی دیتا ہے مثلاً اِذَا مَشْتُمْ بِالْعُدُوَّةِ الدُّنْيَا دَلْتُمْ بِالْعُدُوَّةِ اَلْقُصْوٰی (۴۲-۴۳) جب تم دینے کے قریب کے ناکہ پر تھے۔ اور وہ (کافر) بعید کے ناکہ پر اَدْنٰی فَنَشَبَ۔ اَدْنٰی کی اور قُصْوٰی مَوْت ہے اَقْصٰی کی۔

۲۔ اگر اَلْکِبَر کے مقابل آئے تو یعنی اَصْغَرَ آتا ہے۔ مثلاً وَلَمَّا يَفْقَهُمُ فَوْنَ الْعَذَابِ اَلَّذِیْ ذُكِرَ الْعَذَابُ اَلْکِبَرُ۔ (۳۱-۳۲) اور ہم ان کو قیامت کے دن بڑے عذاب کے سوا عذاب اصغر دینا کے عذاب کا بھی مزہ چکھائیں گے۔ (۳) کبھی یعنی اول (نشأہ اولی) استعمال ہوتا ہے اور اَلْاٰخِر (نشأہ ثانیہ) کے مقابل میں بولا جاتا ہے مثلاً خَيْرَ الدُّنْيَا ذَا الْاٰخِرَةِ (۳۲-۳۳) اس نے دنیا میں بھی نقصان اٹھایا اور آخرت میں بھی۔

۳۔ کبھی اَدْنٰی بمعنی اَزْدَل بھی آتا ہے جیسا کہ آیت ہذا میں اَلتَّيْبِدِ لَوْنٌ اَلَّذِیْ هُوَ اَدْنٰی اَلَّذِیْ هُوَ خَیْرٌ (۹۱:۲) مبتلا عندہ چیزیں جھوڑ کر ان کے عوض ناقص چیزیں کیوں چاہتے ہو۔

جب اَدْنٰی بمعنی اَزْدَل ہو تو دَلَنَ کا اسم تفضیل ہوگا۔ دوسری صورتوں میں ذاب سے۔

اِهْبِطُوْا۔ امر کا میفرج جمع مذکر حاضر ہے۔ هَبْطًا باب مَضَرَبَہ تم سب اترو، نیز ملاحظہ ہو ۳۶:۲ متذکرۃ الصدق

مَضَرًا۔ اسم مکہ باتوں بمعنی کوئی شہر۔ مَضَرٌ باب نَصَر (شہر بنانا۔ شہر کو آباد کرنا۔ اِهْبِطُوْا مَضَرًا۔

جاؤ کسی شہر میں جا رہو۔

فَإِنَّ لَكُمْ مَّا سَأَلْتُمُوهُ بِالْبَاطِلِ كَلِمَاتٍ مِّن بَيْنِ يَدَيْهِ لَعَلَّكُمْ تَعْلَمُونَ۔ اِس بے شک جو تم مانگتے ہو تم کو مل جائیگا
ضَرَبَتْ عَلَيْكُمُ الدِّمَازَ الْمُسْكَنَةَ۔ الضَّرْبُ کے معنی ایک چیز کو دوسری چیز پر واقع کرنے یعنی مارنے کے ہیں۔
اور مختلف اعتبارات سے یہ لفظ بہت سے معانی میں استعمال ہوتا ہے مثلاً (۱) ہاتھ لٹکنا وغیرہ۔ (۲) مارنا۔
جیسے ضَرَبَ الْقَوَابِ (۴: ۴۱) تو ان کی گردنیں اڑا دو۔ یا۔ اضْرِبْ لِعَصَاكَ الْخَجَرَ (۲: ۶۰) اپنی لٹکھی چھڑ
پر مارو، وغیرہ (۳) ضَرَبَ الْأَرْضِ بِالْمَطَرِ۔ بارش کا برسنا۔ (۴) ضَرَبَ الدَّاهِيَةِ دَرَاهِمَ كُودَحَانَ (۴: ۴۲)
ضَرَبَ فِي الْأَرْضِ۔ سفر کرنا۔ (۵) ضَرَبَ الْخَيْلَ خِمَرًا لَهَا وَغَيْرَ۔

ضَرَبَتْ عَلَيْكُمُ الدِّمَازَ۔ یا ضَرَبَ الْخَيْمَةَ سے ماخوذ ہے مطلب یہ کہ ذلت اور ناداری نے انہیں اس طرح اپنی
لپیٹ میں لے لیا جیسا کہ کسی شخص پر خیمہ لٹکا ہوا ہوتا ہے یا یہ محاورہ ضَرَبَتْ الطَّيْنُ عَلَى الْحَاظِطِ (مٹی دیوار پر پس
دی گئی) سے شق ہے یعنی ذلت اور ناداری کو ان پر پس دیا گیا یا چپکا دیا گیا۔ اَلْمُسْكَنَةُ کو فقر یا ناداری اس لئے
کہتے ہیں کہ فقر آدمی کو پھیلا بخا دیتا ہے اور پھیلا پن اور کڑسب جاتی رہتی ہے۔ ترتیب ہے۔ اور ان پر ذلت و غربت
مسلط کر دی گئی

بَاءُ ۱۔ ماضی جمع مذکر غائب انہوں نے کیا۔ وہ لوٹے، وہ پھرے۔ بَوَاءُ أَبَابِ نَصْرَمَ مصدر سے جس کے اصل
معنی ٹھکانہ درست کرنے اور جگہ ہموار کرنے کے ہیں۔ مَكَانٌ بَوَاءٌ اس مقام کو کہتے ہیں جو اس جگہ پر اترنے
کے لئے سازگار اور موافق ہو۔ بَاءُ الْغَضَبِ مِنَ اللَّهِ وہ ایسی جگہ اترے کہ ان کے ساتھ اللہ کا غضب ہے
یہاں غَضَبُ موضع حال میں ہے جیسے حَوَاحٍ يَسْتَفِيهِمْ میں ہے اور مَوْزِعٌ يَذِيذُ کی طرح مفعول نہیں ہے اور
يَغْضَبُ پر باء لاکر تنبیہ کی ہے کہ موافق جگہ میں ہونے کے باوجود وہ غضب الہی میں گرفتار ہیں تو نا موافق جگہ میں تو
بالا دی ان پر غضب ہوگا۔ اس کا مادہ بَاءُ ہے۔

ذَلِكَ كَمَا تَأْتِيهِ الْغَضَبُ ہے۔ یا ذلت و فقر و غضب ہر سہ کی طرف اشارہ ہے
بِأَنَّهُمْ میں باء سببیہ ہے۔ أَنتُمْ كَانُوا يَكْفُرُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ (سبب اول) وَيَعْتَلُونَ الدِّبَابَ
بِعَدْوِ الْحَقِّ (سبب دوم) یعنی اس ذلت و فقر و غضب کا سبب ان کا آیات اللہ سے انکار اور نبیوں کا ناحق قتل
فَاعِلٌ ۵۔ نبیوں کا قتل تو ہمیشہ ناحق ہی ہوتا ہے۔ يَعْدُو الْحَقُّ کا لفظ زور دینے کیلئے بڑھایا گیا ہے گویا ان
کے قتل کے ناحق ہونے کو سخت ارا بیان کیا ہے جن نبیوں کو قتل کیا گیا ان میں حضرت شیعا، حضرت یحییٰ اور حضرت
ذکر یا علیہم السلام بھی ہیں۔

ذَلِكَ بِمَا عَصَوْا وَكَانُوا يَعْتَدُونَ۔ اس کی مندرجہ ذیل صورتیں ہیں۔

۱۔ اگر ذَلِكْ کا اشارہ آیات اللہ سے انکار اور قتل انبیاء کی طرف ہے تو بقا میں باء سببیہ ہے اور مامومولہ
اور مطلب یہ ہوگا کہ ان کا آیات اللہ سے انکار اور انبیاء کا ناحق قتل کا سبب ان کی نافرمانی اور حدود اللہ سے

تجاوز تھا۔ یعنی ان کا مسلسل کفر اور تجاوز حدود اللہ ان کو آہستہ آہستہ قتل انبیاء جیسے گھناؤنے جرم کے ارتکاب تک لے گیا۔

۱۲، بعض کے نزدیک اسم اشاہ ذلک مکرراً معنوں کو پُر زور بنانے کے لئے آیا ہے اور بار بار معنی مع ہے اور مطلب یہ کہ خداوند تعالیٰ نے ان پر ذلت و فقر چسپاں کر دیا۔ اور وہ مورد غضب الہی اس لئے ہوئے کہ وہ آیات الہی سے منکر ہوئے۔ انبیاء کو ناحق قتل کیا مسلسل نافرمانی کے مرتکب ہوئے اور تجاوز حدود اللہ پر مہم رہے۔

عَصَوْنَا ماضی جمع مذکر غائب عَصِيَّةً ابی جنوب) انہوں نے نافرمانی کی۔ عَصَوْنَا اصل میں عَصِيُوْنَا تھا۔ یا متحرک ماقبل اس کا مفتوح اس لئے یا رکوالف سے بدلا۔ واو اور یا و ہر دو ساکن ہوئے الف اجتہاد ساکنین سے گر گیا۔ عَصَوْنَا رو گیا۔

كَانُوا يَعْتَدُونَ ماضی استمراری کا صیغہ جمع مذکر غائب اَعْتَدُوا (اِفْعَالٌ) مصدر وہ زیادتی کیا کرتے تھے۔ وہ حدود شرعیہ سے تجاوز کیا کرتے تھے۔

الَّذِينَ آمَنُوا جو لوگ ایمان لکھتے ہیں ایمان لاپکے ہیں اس سے مراد کون لوگ ہیں؟ صاحب تفسیر مابری رقم طراز ہیں۔ جو آخری رسول اور آخری کتاب پر (ایمان لاپکے ہیں) یعنی مسلمان ہو چکے ہیں۔ ایمان لانے کے معنی۔ کل عقائد ضروریہ کے تسلیم کر لینے کے ہیں۔ توحید پر ایمان۔ رسالت پر ایمان۔ فرشتوں پر ایمان۔ آسمانی کتاب پر ایمان، سب کچھ اس میں شامل ہے۔ اور الَّذِينَ آمَنُوا مطلق صورت میں قرآن مجید میں جہاں جہاں بھی آیا ہے مراد اس سے مسلمان ہی ہیں

الَّذِينَ هَادُوا جو یہودی ہوئے۔ هَادُوا ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب ہے هُوْدُوْا (باب نَصْوَم) مصدر اَلْتَّطَوَّعُ جمع صرفہ عیسائی لوگ میرے نصرائے کی جمع ہے جیسے نَدَامُنِ جمع ہے نَدَمَانُ کی اَلْصَّبِيَّةُ۔ ایک مذہبی فرقہ کا نام۔ جس کے عقائد کے متعلق مختلف اقوال ہیں۔

عراق، روم، شام، الجزائرہ میں آباد تھے۔ لیکن ان ممالک میں حبیب دوسرے مذاہب کا غلبہ مایہ نصاریٰ سے جاملے لیکن خفیہ طور پر بت پرستی کرتے تھے۔ اب بھی اس لادینی بت پرستی کے پروکار کہیں کہیں موجود ہیں لیکن اپنے اعتقادات کو نہایت سختی سے چسپا کر رکھتے ہیں۔ لفظ صَبَائِیُّ کے عربی ہونے میں علماء میں اختلاف مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ میں مَن موصول ہے اور اَمَنَ بِاللّٰهِ ذَالِیَوْمِ الْاٰخِرَةِ عَمِلَ صَالِحًا۔ اپنی جلد تر کسبِ نوحی کے ساتھ اس کا صلہ ہے۔ مطلب یہ کہ مسلمانوں میں سے (جو پیشتر ایمان لاپکے آئے) الَّذِينَ آمَنُوا یہودیوں میں سے

نصاری میں سے۔ اور صابئین میں سے جو مسلمان آئندہ زمانہ میں بھی اپنے ایمان پر ثابت قدم رہیں گا اور جو یہودی۔ نصاریٰ یا صابئین اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان لے آئیں گے اور نیک عمل کریں گے۔ ان کو ان کے رب کے ہاں اجر ملیگا۔ اور ان کے لئے ذکوئی اندیشہ ہوگا۔ اور وہ کوئی علم کریں گے۔ (اس کی وضاحت کرتے ہوئے صاحب تفسیر

کہتے ہیں کہ: یعنی اللہ کی ذات وصفات پر ایمان لائے جیسا کہ ایمان لانے کا حق ہے۔ اور وہ ایمان ہر قسم کی شرکت آمیزی سے پاک ہو۔ اس ایمان باللہ کے تحت میں اس کے سامنے لوازم و تضامات بھی داخل ہیں ورنہ خدا پر مطلق ایمان تو کسی نہ کسی صورت میں تقریباً ہر انسان کا ہے۔ اور ان لوازم و تضامات میں سب سے اچھے نمبر پر ایمان یا رسول ہے کہ بندوں کا صیغ تعلق اللہ کے ساتھ قائم کرنے والی اور اس کا یہ صارا راستہ بتانے والی ذات رسول ہی کی ہوتی ہے۔ یوم آخرت پر ایمان لانے کے معنی ہی یہ ہیں کہ سامنے احکامات آخرت پر ایمان لایا جائے۔

فائدہ۔ حلالین میں ہے۔ الَّذِينَ آمَنُوا۔ اے امنو! یا لا نبیاد من قبل۔ بیضاوی اس کے معنی کہتے ہیں۔ الذین امنوا بالسنۃ جو محض ذہانی ایمان لائے۔ اس کے علاوہ مفسرین کے اور اقوال بھی ہیں (ملاحظہ ہو روح المعانی فہمہ میں فار جزائہ ہے۔ اس سے قبل جلد من امت۔ ... عَمِلَ صَالِحًا جملہ شرطیہ ہے اور بعد کی عبارت ... يَخُذُونَ تیک جزائہ ہے

فائدہ۔ یہ صاحبین۔ صابی فرقہ کے لوگ، یہ ایک ستارہ پرست قوم تھی جو بابل اور بلاد عراق میں آباد تھی۔ اس لفظ کے عربی ہونے میں اختلاف ہے عراق پر مختلف ادوار میں بیرونی اقوام کی فتح یا بی کی صورت میں ان میں بعض فاتح قوم کا مذہب اختیار کر لیتے تھے۔ جب عراق، شام اور مصر میں اسلام کا غلبہ ہوا تو ان میں سے اکثر نے اسلام قبول کر لیا۔ کچھ حکم کھلا اپنے مذہب پر قائم رہے۔ اور کچھ اپنے قدیم دستور پر تفتیح کا پردہ ڈال کر کافرانہ اعمال میں مصروف ہو گئے۔ فرقہ اسماعیلیہ کی حیدگری اسی فرقہ کے تھیں کہ ایک نمودہ سے (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو احکام القرآن للجصاص)

وَ اِذْ اَخَذْنَا۔ اے خداؤ کو! اِذْ اَخَذْنَا۔ اور یاد کرو وہ وقت (جب ہم نے تم سے عہد لیا تھا) مِيثَاقُكُمْ، مضاف الیہ، مِيثَاقُ بَیِّنَہُ عہد، قول و قرار جس پر قسم کھائی گئی ہو، یا پٹنگل اور مضبوطی پیدا کرنے کا ذریعہ (وَ فَاَقَامَہُ سے اسم آل) یا پٹنگلی اور مضبوطی یعنی مصدہ جیسے الَّذِينَ يَنْقُضُونَ عَهْدَ اللَّهِ من بعد ميثاقہ (۲۴:۲) وہ جو توڑتے رہتے ہیں عہد خداوندی کو اسے پختہ باندھنے کے بعد (نیز ملاحظہ ہو ۲۴:۲)

یہ عہد حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اتباع اور تورات پر عمل کرنے کا تھا۔ وَ رَفَعْنَا قَوْلَكُمُ الْعَذْرَ۔ داؤ عاطف ہے قَوْل۔ اسم ظرف اور یہ۔ تَحْتِہُ کی ضد ہے الْعُظُور عربی زبان میں طور پہاڑ کو کہتے ہیں۔ لیکن قرآن مجید میں طور کا استعمال ایک مخصوص اور متعین پہاڑ کے لئے ہوا ہے چنانچہ الطور میں الف لام عہد کا ہے جو اس پر دلالت کر رہا ہے۔

جملہ کا ترجمہ ہے اور ہم نے طور کو تم پر بلند کیا اور کھڑا کیا۔ اس کی فی الواقعہ کی صورت تھی اس کے متعلق علماء کے مختلف اقوال ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ حق تعالیٰ کے حکم پر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے پہاڑ اپنی جگہ سے الگ کر کے بنی اسرائیل کے سروں پر سائبان کی طرح لاکھڑا کیا۔ اور بنی اسرائیل کو حکم دیا گیا کہ اگر تم تورات کو نہ مانو گے تو یہ پہاڑ تم پر چھوڑ

دیا جائے گا۔ بغض نے توریت کے اس بیان سے ملتی جلتی راے کا اظہار کیا ہے کہ وہ پہاڑ کے نیچے اکھڑے ہوئے اور کوہ سینا پر زبرد باد حواں تھا۔ کیونکہ خداوند شعلہ میں ہو کر اس پر اترا اور سارا پہاڑ متزلزل ہو گیا۔ (باب خود ج ۱۹ آیت ۸) اور ان کو حکم ہوا کہ توریت کو قبول کرو۔ ورنہ پہاڑ کو تم پر گرا دیا جائے گا۔ اور تم اس کے نیچے دفن ہو کر رہ جاؤ گے۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔

خُذْ ذَا مَا آتَيْنَاكَ خُذْ ذَا۔ امر کا صیغہ جمع ذکر حاضر ہے۔ تم لو، تم کچھ لو۔ مَا مَوْجُود اور آتَيْنَاكَ مجمل فعلیہ ہو کر اس صمد۔ موصول وصلہ مل کر خُذْ ذَا کا مفعول ہوا۔ مراد توریت۔

يَتَوَقَّعُ۔ جار مجرور۔ مضبوطی سے

لَعَلَّكُمْ۔ لَعَلَّ۔ حرف مشبہ بالفعل کہہ اس کا اسم۔ شاید تم۔ تاکہ تم (یہاں مؤخر الذکر معنی مراد ہیں)

تَتَّقُوهُ۔ مضارع جمع ذکر حاضر، اِتَّقُوا (افتعال) مصدر۔ تم پر ہیز گار بننے ہو۔

لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوهُ۔ شاید تم پر ہیز گار بن جاؤ۔ تاکہ تم بچ جاؤ۔

ثُمَّ۔ پھر، ازال بعد۔ حرف عطف ہے۔ تراخی فی الوقت کے لئے آیا ہے۔

تَوَلَّيْتُمْ۔ ماضی جمع ذکر حاضر، تَوَلَّى (تَفَعَّلَ) تم پھر گئے۔ تم نے منہ موڑا

تَوَلَّاهُ۔ افتناعیہ ہے۔ اور تَوَلَّى حرف شرط اور لا تافیر سے مرکب ہے

فَضَّلُ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ فَضَّلُ اللّٰهُ مضاف الیہ عَلَیْكُمْ جار مجرور مل کر متعلق فَعَّلَ فَعَّلَ اپنے متعلق اور مضاف الیہ (اللہ) سے مل کر معطوف علیہ ہے اپنے معطوف وَرَحْمَتُهُ کا۔ معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر مبتدأ رحیم کی خبر حاضِرٌ مخدوف ہے۔ مطلب یہ ہے کہ: اگر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت تھا اے شامل حال نہ ہوتی۔

لَكُنْتُمْ مِنَ الْخَاسِرِينَ۔ لام تاکید کا ہے جواب شرط میں آیا ہے۔ یہ مجمل فعلیہ ہو کر جواب شرط ہے۔ تو تم ضرور خسارہ پانے والوں میں سے ہوتے۔

(۶۵: ۲) وَلَقَدْ۔ واؤ۔ عاطفہ ہے لام تاکید کا۔ قَدْ، ماضی پر داخل ہو کر تحقیق کے معنی دیتا ہے۔ سو لام تاکید

اور قَدْ فعل عَلَیْكُمْ پر داخل ہونے پر معنی ہیں گئے۔ تحقیق تم خوب جانتے ہو۔ تاکید بالائے تاکید۔

اِغْنِیْ ذَا انہوں نے زیادتی کی وہ اللہ کی مقرر کردہ حدود سے گنہ گئے۔ اِغْنِیْ اِذْ (افتعال) مصدر سے ماضی کا صیغہ جمع ذکر غائب۔ حق سے سجاوہ کرنے کو اِغْنِیْ اِذْ کہتے ہیں۔

فِي السَّنَةِ۔ ہفتہ کے دن کے دوران سَنَةِ کے اصل معنی قطع کرنے کے ہیں۔ مثلاً کہتے ہیں سَبَّحْتَ اَنْفَعُ

اس نے اس کی ناک کاٹ ڈال۔ پھر اس کے معنی ہفتہ کا دن ہے۔ کیونکہ اہل یہود اس روز کا روز بارہ چھوڑ دیتے

تھے اس نے اس روز کا دوسرے کا دیاری ایام سے رشتہ کٹ گیا۔ اس طرح آیت وَجَعَلْنَا تَوَلَّيْتُمْ سُبَّانًا

(۹۰: ۷) اور ہم نے تمہاری فینڈ کو موجب راحت بنایا۔ اس میں سُبَّانَات کے معنی حرکت و عمل سے کٹ کر آرام کرنا ہے،

اَضْرَجَ۔ مضارع واحد مکمل عَوَّجَ، باب نصر مصدر سے جس کا معنی دوسرے سے الٹا کرنا اور پناہ مانگنا ہے میں پناہ چاہتا ہوں یا اللہ الشک۔

اَبَّ اَكُوْنَ۔ اَنْ مصدر یہ اَكُوْنَ مضارع منصوب واحد مکمل۔ کَوَّنَ (باب نصر) مصدر سے، کہ میں جو جاؤں۔
الْبَاحِیُّ۔ بَاحٍ کی جمع بحالت جر اسم فاعل کا میز جمع مذکر حاضر، جہالت تین قسم ہے (۱) انسان کے ذہن کا علم سے خالی ہونا اور یہی اس کے اصل معنی ہیں، (۲) کسی چیز کے خلاف واقع یقین و اعتقاد کر لینا (۳) کسی کام کو جس طرح سرا جام دینا چاہتے اس کے خلاف سرا جام دینا۔ عام اس سے کہ اس کے متعلق اعتقاد صحیح ہو یا غلط۔ اسی لحاظ سے آیت ہذا میں صَدُّوا کو جہالت قرار دیا ہے۔ جہالت کے معنی ناواقفیت کے بھی ہو سکتے ہیں۔ بے سار قرآن مجید میں ہے :
رَحِبَتْهُمْ الْبَاحِیُّ اَعْبَاءُ مِنَ الدِّیْنِ قَلْبُ ۲۴۳ : ۲ نہ مانگنے کی وجہ سے ناواقف شخص ان کو غنی خیال کرتا ہے،
۲ : ۶۸۔ اُذْعُ۔ امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر دَعُوْا (باب نصر) مصدر سے۔ تودعا کر، تو مانگ۔

یُبْنِی۔ مضارع مجزوم، بوجہ باب امر واحد مذکر غائب، یُبْنِی (تفعلیل) مصدر سے وہ کھول کر بیان کرنے سے ہے، وہ کسی سے؛ یہاں گائے کی ماہیت یا نبض دریافت نہیں کی گئی۔ کیونکہ یہ تو ان کو معلوم ہی تھا صرف تجاہل عارفانہ سے بال کی کمال اتارنے لگے تھے۔

ذَرِیٌّ۔ اسم فاعل واحد مذکر، ذَرِیٌّ (باب ضَرَبَ) مصدر سے جس کے معنی کلری کا ٹانا یا کسی ٹھوس چیز کو کاٹنا ہے۔
فَارِیٌّ۔ وہ بیل یا گائے جس نے اپنی جوائی کی عمر کاٹ دی ہو اور عرسیدہ ہو گئی ہو، یا زمین کو جو تھنے والا بیل یا گائے کاڑ۔ بن یہاں کنواری۔ جس نے ابھی بچہ نہ بنا ہو۔ قرآن مجید میں ہے۔ فَجَعَلْنَاهُنَّ اَبْکَادًا (۵۶۱ : ۳۶) تو ہم نے ان کو کنواریاں بنایا۔

عَوَاتٌ۔ میاں عمر۔ عورتوں اور ولیثیوں میں جو درمیانی عمر کی ہوں کو عَوَاتُ کہتے ہیں اس کی جمع عَوَاتٌ ہے۔
لَبَقَّةٌ صَفْرَاءُ۔ موصوف صفت، زرد رنگ کی گائے۔ صَفْرَاءُ صفت مشبہ کا صیغہ واحد مؤنث ہے اس کی جمع برونان فَعْلَاءُ، تُفْلٌ، صَفْرٌ ہے۔ صَفْرَاءُ صفت اول ہے لَبَقَّةٌ کی۔

فَاقِعٌ کُذِّبَ۔ فَاقِعٌ اسم فاعل کا صیغہ واحد مذکر۔ لَوْنُهَا معنات معنات الیرل کر فَاقِعٌ کا فاعل۔ اسم فاعل اپنے فاعل سے مل کر بقرة کی صفت ثانی ہے۔ فَاقِعٌ شوش زرد رنگ۔

تَسْرٌ۔ مضارع واحد مذکر غائب، تَسْرُ (باب نصر) وہ بھاتی ہے عویش آتی ہے۔ تَسْرًا ظَرِیْنِ دیکھنے والوں کو بھاتی ہے، بھلی لگتی ہے یہ صفت سوم ہے بقرة کی۔

تَشْبَةٌ۔ مضارع واحد مذکر غائب تَشَابَهُ دَفَاعِلُ، مصدر یعنی باہم مشابہ و مماثل ہونا تَشْبَةٌ وہ مشابہ ہوا۔ وہ مشابہ ہوا
اِنَّ الْبَقَرَ تَشْبَةٌ حَلِیَّتًا۔ بے شک ہمیں گاؤں میں مشابہ پڑ گیا۔ یہ مکرر سوال کرنے کا غرض ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جن صفات کی گائے ارشاد ہوئی اس جیسی کمزرت پائی باقی ہیں۔ اس لئے ہمیں یہ معلوم نہیں ہوتا کہ کونسی گائے سے ہمارا مقصود حاصل

ہوگا۔ یہاں تَشَابَهَتْ مَوْت کا صیغہ اس استعمال میں کیا کہ لفظ البقرة ذکر ہے اگرچہ مراد مَوْت ہے۔
لَمْ يَهْتَدُوا اِلٰى مَجْدَدُوْنَ اِلٰى الْبَقَرَةِ الْعَرَادِ بَيْنَهُمَا۔ ہم منور راہ پالیں گے (یعنی تلاش کریں گے)
وہ گائے جس کا ذبح کرنا مقصود ہے۔ لام تاکید کا ہے۔

مُهْتَدُوْنَ۔ اسم فاعل جمع مذکر۔ اِهْتَدَاءُ (افعال) مصدر، ہدایت پانے والے، راہ راست پانے والے
(۴۱:۲۱) ذٰلُوْلٌ، نَزْمٌ، مَطِيحٌ، ہموار، پست، ذٰلٌ۔ اور ذٰلٌ۔ ہے، (باب ضَرْبٌ) منور راہ کے بعد ہوا کا
کا مَطِيح ہونا۔ اس قسم کی مَطِيح اور منقاد سواری کو ذٰلُوْلٌ کہا جاتا ہے۔

تَنْبِذُوْا۔ مضارع واحد مَوْت غائب۔ (قَادَةُ) (باب افعال) مصدر بمعنی براگینہ کرنا۔ اہمارنا۔ زمین کے
جوتے اور ہواؤں کے بادلوں کو لانے میں جو کچھ یہ معنی موجود ہیں اس لئے ان دونوں کے لئے بھی اس کا استعمال
ہوتا ہے۔ مثلاً جوتے کے لئے آیت نہ ا۔ اور ہواؤں کے بادلوں کو لانے کے لئے اَللّٰهُ الَّذِیْ یُرْسِلُ الرِّیَّحَ
فَتَنْبِذُ سَحَابًا۔ (۴۸:۳۰) خدا ہی تو ہے جو ہواؤں کو چلاتا ہے تو وہ بادل کو اہمارتی ہیں (اوپر اٹھاتی ہیں)
وَلَا تَسْقِی الْحَرْثَ۔ لَا تَسْقِی مضارع منفی واحد مَوْت غائب۔ سَقَى (باب ضَرْبٌ) مصدر۔ زود پانی
پلاتی ہے۔ زودہ میرا کرتی ہے۔ الْحَرْثُ۔ کھیتی، زراعت حَرْثٌ یَحْرَثُ (باب ضَرْبٌ) کا مصدر ہے۔
بمعنی بیج ڈالنا۔ کھیتی کرنا۔ کھیت کو بھی حَرْث کہتے ہیں۔

لَا ذٰلُوْلٌ تَنْبِذُوْا اِلٰی مَطِیْحٍ وَنَقَادٍ زَمِنٌ جُوْتِے۔ یہ صفت ہے بَقَرَةُ ک۔ وَلَا تَسْقِی
الْحَرْثَ۔ اور نہ کھیت میرا کرتی ہے یہ صفت دوم ہے بَقَرَةُ ک۔

مُسْلَمَةٌ اسم مفعول واحد مَوْت تَسْلِمٌ (تفعیل) مصدر سے۔ سالم، بے داغ۔ یہ صفت سوم ہے بَقَرَةُ ک
بَشِیَّةٌ۔ داغ، نشان، علامت۔ بَشِیَاتٌ۔ جمع بَشِیَّةٌ اصل میں وَبَشِیَّةٌ سَمَاءُ اور وَشِی بَشِیَّتِی باب
ضَرْبٌ کا مصدر ہے۔ اس کی ہا وَاوْ مَحْذُوف کے عوض میں ہے وَشِی کے اصل معنی کسی چیز میں اس کے
تمام رنگوں کے غلات اور رنگ لگانے کے ہیں یعنی ایسا رنگ جو سارے بدن کے رنگ کے غلات ہو، وَشِی
مادہ۔ لَا بَشِیَّةَ فِیْہَا اس میں اپنے رنگوں کے علاوہ کوئی غلات رنگ نہ ہو۔ یعنی بے داغ ہو، یہ صفت چہارم
ہوئی بَقَرَةُ ک۔

الْخَنُّ۔ اب۔ ظرف زمان ہے۔ مبنی برفیع ہے، الف لام بعض کے نزدیک تعریف کا ہے اور بعض کے نزدیک
زائدہ اور لازم ہے۔ راعب استنباتی الفرات میں لکھتے ہیں الْخَنُّ۔ ہر وہ لہو جو ماضی اور مستقبل کے درمیان فرض
کیا جائے۔ اسے الْخَنُّ کہتے ہیں۔ جیسے اَلْخَنُّ اَخْلَ کَذَا۔ میں اب کرتا ہوں۔ اور اَلْخَنُّ کالْفِظِ ہمیشہ الف لام
تعریف کے ساتھ آتا ہے۔ اَوْت مادہ ہے۔

الْخَنُّ جَنَّتْ بِالْعَقِ۔ اب تولایا ہے صحیح پتہ۔ یعنی اب پوری حقیقت اس گائے کی بیان کی ہے۔

وَمَا كَاذِبًا يَكَاذُ كَوَدُّ (باب سَمِعَ) سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ہے کَاذِبًا
افعال مقاربہ میں سے ہے اور فعل مضارع پر داخل ہوتا ہے کَاذِبًا۔ اگر بصورت اثبات مذکور ہو تو اس سے معلوم
ہوتا ہے کہ بعد کو آنے والا فعل واقع نہیں ہوا۔ قریب الوقوع مضر تھا۔ مثلاً يَكَاذُ الْبَرَقُ يَخْطَفُ الْبَصَارَ فَمِنْ
(۲۰: ۲) قریب ہے کہ بجلی ان کی بینائی ہی اچک لے جائے۔ اگر کو بھی اس نے ان کی بینائی اچکی نہیں ہے لیکن
قریب ہے کہ ایسا ہو جائے، (ب) اگر بصورت نفی مذکور ہو تو معلوم ہوتا ہے کہ بعد کو آنے والا فعل واقع ہو گیا
لیکن قریب تھا کہ واقع نہ ہو۔ جیسے آیت بَدَا مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ فَذَرْ بِحُورِ وَهَّاءٍ مَا كَاذِبًا يَكَاذِبُ فَمِنْ
نے گائے کو ذبح کیا اور قریب تھا کہ وہ ذبح نہ کرتے۔ یعنی ذبح کرنے کی حد تک پہنچ گئے تھے و نیز ملاحظہ ہو
(۲۰: ۲) كَوَدُّ۔ معنی ارادہ اور خواہش بھی ہے۔ مثلاً قرآن مجید میں ہے إِنَّ السَّاعَةَ آتِيَةٌ أَكَادُ أُخْفِيهَا۔
لَيَجْزِيَنَّ كُلُّ نَفْسٍ بِمَا تَسْعَى (۱۵: ۲۰) بے شک قیامت آنے والی ہے میں چاہتا ہوں کہ اس کے ثمرات
کو پوشیدہ رکھوں تاکہ ہر شخص جو کوشش کرے اس کا بدلہ پائے۔

(۴۲: ۲) فَادْرَأْنِي فِيهَا۔ فاء عاطفہ ہے۔ اِذَا دَرَأْتَهُ اَصْلٌ مِنْ مَدَارِئِهِ مَقَامًا تَدْرَأُوْنَ رَفْعًا عَلٌّ مصدر
جس کے معنی لڑائی میں ایک دوسرے پر سے ہٹانا۔ متفق نہ ہونا۔ ایک دوسرے پر زرداری ڈالنا اِذَا دَرَأْتَهُ
تَدْرَأُوْنَ تَدْرَأُ کَوَالٍ میں بدل کر وال مابعد میں مدغم کر دیا۔ پھر ابتداء بالکون کی دشواری کی وجہ سے شروع میں ہز
وصل لائے۔ اِذَا دَرَأْتَهُ ہو گیا۔ معنی یہ ہے کہ۔ تم ایک دوسرے پر (اس قتل کا) الزام نکلانے لگے۔

فِيهَا اِی فِي قَتْلِ نَفْسٍ۔ ہا۔ ضمیر واحد مؤنث غائب کا مرجع نفْسٌ ہے۔

مُخَوِّجٌ۔ اسم فاعل واحد مذکر اخراج (افعال) مصدر سے۔ نکالنے والا۔ باہر نکالنے والا۔ ظاہر کرنے والا
مَا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ۔ مَا موصول، کُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ اس کا صلد۔ جو تم چھپا رہے تھے۔ اور موصول وصل مل کر مَخَوِّجٌ
کا مفعول بہ ہے۔ یعنی جو تم چھپا رہے تھے اللہ اس کو ظاہر کرنے والا تھا۔ کُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ ماضی استمراری کا صیغہ جمع مذکر
ماضی ہے۔ کُشْتَانٌ یَا کُشْتُ مصدر۔

(۴۲: ۲) فَقُلْنَا اضْرِبُوْهُ بِحُجْرَةٍ۔ ضمیر واحد مذکر کا مرجع نفْسٌ ہے۔ چونکہ مقتول شخص آدمی تھا اس لئے
ضمیر مذکر لال لگی ہے۔ بِحُجْرَةٍ میں ہا ضمیر واحد مؤنث غائب بَقْرَةٍ کے لئے ہے۔ پس ہم نے کہا کہ مقتول کی
میت کو گائے کے کسی ٹکڑے سے مارو، یا اس کا کوئی پارچہ مقتول کی لاش پر رکھ دو۔

فَانْدَا؛ بِحُجْرَةٍ کے بعد عبارت مقدر ہے۔ اِی قَضَرْتُوْهُ فِجْی۔ پس انہوں نے مقتول کو گائے
کے جسم کا ایک ٹکڑا لگایا۔ تو وہ زندہ ہو گیا۔

كَذَلِكَ۔ کات حرف تشبیہ ہے ذَلِکَ اسم اشارہ۔ اس طرح۔ یعنی مقتول کے زندہ ہونے کی طرح۔ جس طرح
یہ مقتول زندہ ہو گیا اسی طرح اللہ تعالیٰ مردوں کو زندہ کر دیتا ہے۔

يُرِيكُمْ آيَاتِهِ - يَوْمِي - مفاعلة واحد نكر غائب - اِنْدَاعَةً (افعال - مصدر سے - وہ دکھاتا ہے - فعل بافعل -
 سَمْعٌ ضمیر جمع نکر ماضی - مفعول اول آيَاتِهِ مضاف منفات الیہ - مفعول ثانی - وہ تم کو اپنی نشانیاں دکھاتا
 ہے - یہاں خطاب ان لوگوں سے ہے جو یا تو اس قتل کے وقت کے تھے - یا نزول آیت کے وقت رسول
 کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں -

لَعَلَّكُمْ تَهْتَكُونَ - لَعَلَّكُمْ - شاید تم سمجھ جاؤ - تارتر عقل سے کام لو - (نیز ملاحظہ ہو ۵۲: ۹) تَهْتَكُونَ - مضارع
 جمع نکر ماضی - عقل (باب ضوَب) مصدر سے جس کے منی سمجھنے اور عقل رکھنے کے ہیں -

ثُمَّ - پھر تب ، (ملاحظہ ہو ۲۸: ۲۲) یہاں ثُمَّ استبعاد قسوة کے لئے ہے - یعنی اتنی رقت اور نرمی کے اسباب دیکھنے
 پر یہ قساوت ہے جو نہایت بعید ہے - بہت بڑی قساوت ہے - قسوة اصل میں اس موٹائی کو کہتے ہیں جو سختی اور
 کرسنگی لئے ہوئے ہو - اور یہاں رحمت اور نرمی اور غیر کا دلوں سے نکل جانا مراد ہے -

ابض کے نزدیک یہ تراخی زمان کے لئے ہے روح المعانی میں ہے وقیل انہا للتراخی فی الزمان لانہم
 قت قلوبہم بعد مدۃ حین قالوا ان الہیت کذب علیم - یہ تراخی زمان کے لئے ہے کیونکہ ان کے دل کچھ
 مدت کے بعد سخت ہو گئے ، جب وہ یہ کہنے لگے کہ میت نے ان کے خلاف جھوٹ کہا ہے -

فَسَتٌ - ماضی - واحد مؤنث غائب فُسُوۃٌ وَفَسَاوۃٌ (باب نصر) یعنی دل کا سخت ہونا - بے رحم ہونا - سنگ
 دل ہونا - جَحْرٌ فَاسٌ - سخت پتھر - فُسْنِی النُّعْلُب - سخت دل ، پتھر دل -

فَهَبِیْ فَاۡءَ عَالِفٍ ضَمِیْرٌ وَاحِدٌ مؤنث غائب اس کا مریع قلوب ہے

کَاۡلِیْحَاۡرَۃٍ - کان تشبیہ کے لئے ہے - پتھر کی طرح (سخت)

اَۡذٌ اَشَدُّ قَسُوۡۃً - اَۡذٌ یعنی یا ، اور یعنی بَلْ - اَشَدُّ اَفْعَلُ التَّغْفِیْلِ کا سینغ ہے - زیادہ شدید

قَسُوۡۃً (نیز سختی اور غفلت کے لحاظ سے

جیسا کہ اوپر مذکور ہوا - اَۡذٌ کی مندرجہ ذیل دو صورتیں ہیں -

۱) یعنی یا - تشبیہ میں اختیار دینے کے لئے - یعنی منقلب کو اختیار ہے کہ ان کے دلوں کو خواہ پتھر سے تشبیہ ہے

یا پتھر سے بھی زیادہ سخت سے - دونوں صورتیں صحیح ہیں

۲) یعنی بَلْ - بلکہ - ان کے دل سختی میں گویا پتھر ہیں - بلکہ سختی میں پتھر سے بھی زیادہ سخت ہیں

وَ اِنَّ مِنَ الْحِجَارِۃِ - کَمَا یَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْاَنْهَارُ - وَاِذْ عَالِفٌ اِنَّ حرف مشبہ بالفعل مِنَ الْحِجَارِۃِ

جار مجرور - مل کر اِنَّ کی خبر مقدم کَمَا میں لام تاکید کی ہے - اور مَا اسم موصول (یعنی الَّذِیْ) یَتَفَجَّرُ -

فعل مِنْہُ جار مجرور مل کر متعلق فعل - اَلْاَنْهَارُ فاعل - فعل ، متعلق فعل اور فاعل مل کر صلا اپنے موصول کا ہے

موصول اور صلا مل کر اِنَّ کا اسم متوخر ہے اِنَّ اپنے اسم اور خبر سے مل کر مبداء اسمیہ خبریہ ہوا - ترجمہ ہوگا - بے شک جن میں

دریا یا نہریں بھونکتی ہیں۔ وہ بہتوں میں سے ہی تو ہیں یا بہتوں سے ایسے بہتیرے بھی تو ہیں جن سے دریا بھپوٹ کر نکلے ہیں۔ يَنْجُرُ، مضارع واحد مذکر غائب تَنْجُرُ (تَفْعُلُ) مصدر، بھپوٹ کر نکلتا ہے اَلْفَجْرُ کے معنی کسی چیز کو وسیع طور پر پھیلا دینے اور شق کرنے کے ہیں۔

صبح کو فجر کہا جاتا ہے کیونکہ صبح کی روشنی بھی رات کی تاریکی کو پھاڑ کر نمودار ہوتی ہے۔

فُجِّرَ کے معنی دین کی پردہ دری یعنی نافرمانی کرنے کے ہیں۔ بدکردار اور کاذب کو فاجر کہا جاتا ہے کیونکہ بدکردار اور کذب بیانی بھی فحور کی ایک قسم ہے۔ اور فُجِّرَ کے معنی پانی یا چشمہ باری کرنے کے ہیں جیسے قرآن مجید میں ہے وَفَجَّرْنَا الْأَرْضَ عُيُونًا اور ہم نے زمین میں چشمے جاری کر دیئے

يَشْقُقُ۔ مضارع واحد مذکر غائب، تَشْقُقُ (تَفْعُلُ) مصدر۔ يَشْقُقُ اصل میں يَشْتَقِقُ تہات کو ش میں بدل کر ش کو ش میں مدغم کر دیا۔ وہ پھٹ جاتا ہے وہ شق ہو جاتا ہے۔ اَلشَّقُّ پھاڑا ہوا ٹکٹ۔ جملہ کاترہ ہوا اور بعض ایسے بہتیرے ہیں کہ پھٹ جاتے ہیں اور ان میں سے پانی نکلنے لگتا ہے۔

يَهْمِطُ۔ مضارع واحد مذکر حاضر هُمِطَ، مصدر باب فہم، وہ اوپر سے نیچے کو گر پڑتا ہے۔ وہ اترتا ہے، یعنی ان میں بعض ایسے ہوتے ہیں کہ خدا کے خوف سے (اوپر سے) نیچے گر پڑتے ہیں۔ وَهْمًا میں مِنْ تعینہ ہے۔ اور حکما ضمیر کا مرجع الحجاجۃ ہے۔

عَقَا۔ عَن اور مَّا سے مرکب ہے عَن حرف بار اور مَّا موصول، عَمَّ اور عَمَّا میں فرق صرف یہ ہے کہ اول الذکر میں مَّا کے الف کو ادغام کے وقت حذف کر دیا گیا ہے اور مؤخر الذکر میں اسے بحال رکھا گیا ہے تاکہ مَّا استفہامیہ (اول الذکر) اور مَّا موصولہ خبریہ (مؤخر الذکر) میں تمیز ہو سکے۔ قرآن مجید میں ہے عَمَّ يَسْتَأْذِنُونَ (۱: ۷۸) یہ لوگ کس چیز کی نسبت پوچھتے ہیں۔

(۷۵: ۲) اَفْتَضَمَعُونَ، ہمزہ استفہامیہ۔ فَا ماضی (ملاحظہ ہو۔ ۲-۴۴) تَطْمَعُونَ۔ مضارع جمع مذکر حاضر طَمِعَ۔ مصدر باب فتح، تم توقع رکھتے ہو۔ تم طمع رکھتے ہو۔

اَنْ يُّؤْمِنُوْا۔ اس سے قبل حرف جر مذنون ہے۔ تقدیر کلام یہ ہے فِیْ اَنْ يُّؤْمِنُوْا۔ اَنْ مصدر ہے يُّؤْمِنُوْا۔ مضارع منصوب۔ جمع مذکر حاضر، تقدیر کلام اَفْتَضَمَعُونَ فِیْ اِيْمَانِهِمْ۔ جملہ اَنْ يُّؤْمِنُوْا۔۔۔ وَهَؤُلَاءِ كَيْفَ لَمْ يَكُنْ اَبْنٰی تَارِکِیْبِ نَحْوِیْ کے ساتھ مفعول ہے تَطْمَعُونَ کا تفصیل کے لئے ملاحظہ ہوا کائنات آیت میں خطاب مسلمانوں سے ہے اور بیان یہودیوں کا ہے۔

كَلَامَ اللّٰهِ اِی التَّوْرَةِ۔

يُحَرِّقُونَ۔ جُزِعُونَ مضارع جمع مذکر غائب۔ حَرِیْتُ (تَفْعِلُ) مصدر ہے۔ بھڑکتے ہیں، بدل دیتے ہیں۔ یہ تحریف معنوی بھی ہو سکتی ہے اور لفظی بھی۔ يَسْمَعُونَ كَلَامَ اللّٰهِ ثُمَّ يُحَرِّقُونَهُ۔ یَسْمَعُونَ

مَنْ يَحْدُثْ مَا هُوَ قَرَّانٌ مُجِيدٌ اور جگہ ہے۔ وَقَالُوا لَنْ يَدْخُلَ الْجَنَّةَ إِلَّا مَنْ كَانَ هُودًا أَوْ
 نَصَارًا تِلْكَ آيَاتُهُمْ (۱۱۱:۲) اور وہ (یہودی اور عیسائی) کہتے ہیں کہ یہودیوں اور عیسائیوں کے سوا اور کوئی
 بہشت میں نہ جائے گا۔ یہ ان لوگوں کے خیالات باطلہ ہیں اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ
 قَبْلِكَ مِنْ رَسُولٍ وَلَا نَبِيٍّ إِلَّا إِذَا تَمَنَّى الشَّيْطَانُ بِئِىْ أُفٍّ يَتَّبِعُهُ (۵۲:۲۲) اور ہم نے تم سے
 پہلے کوئی رسول اور نبی نہیں بھیجا مگر اس کا حال یہ تھا کہ جب وہ کوئی آرزو کرتا تھا تو شیطان اس کی آرزو
 میں (دوسرے) ڈال دیتا تھا۔ نیز قرآن مجید میں ہے وَلَا خُلِقْتُمْ وَلَا مَلَكْتُمْ وَلَا كُنْتُمْ مِنْ شَيْءٍ مِمَّا تَدْعُونَ (۱۱۹:۴) اور میں ان کو
 گمراہ کرتا رہوں گا۔ اور ان کو (بھولتی) امیدیں دلاتا رہوں گا۔

المفردات میں ہے۔ کہ کسی چیز کی متنا سے جو صورت ذہن میں آتی ہے اسے اُمیۃ کہا جاتا ہے۔ اور کذب جو کچھ کسی
 غیر واقعی چیز کا تصور کر کے لفظوں میں بیان کر دینے کو کہتے ہیں گویا قسطنطین جھوٹ کا مبداء ہے لہذا جھوٹ کو قسطنطینی تعبیر
 کرنا بھی صحیح ہے۔ اسی معنی میں حضرت عثمان کا قول ہے مَا كُنْتُ وَلَا كُنْتُ مُنْذُ اسَلَّمْتُ اُمِّی
 نے جب سے مسلمان ہوا نہ راگ گایا ہے نہ جھوٹ بولا ہے۔

وَإِنْ هُمْ إِلَّا - میں ان نافی ہے۔ اور الْأَحْرُفُ استثناء
 يَظُنُّونَ مضارع جمع نکر غائب ظن (باب نصر) سے مصدر۔ وہ گمان کرتے ہیں۔ مطلب اور وہ محض
 اٹکل بچہ باتیں بناتے ہیں۔

ظن کسی چیز کی علامات سے جو نتیجہ حاصل ہوتا ہے اسے ظن کہتے ہیں، یہ علامات قوی ہوں تو ان سے علم کا درجہ
 حاصل ہو جاتا ہے، مگر جب بہت کمزور ہوں تو وہ نتیجہ وہم کی حد سے آگے نہیں بڑھتا۔ یہی وجہ ہے کہ جب وہ نتیجہ قوی
 ہو جائے اور علم کا درجہ حاصل کر لے یا اسے علم کے درجہ میں ضم کر لیا جائے تو اس کے بعد اَنْ یا اَنَّ استعمال ہوتا ہے
 مثلاً يَظُنُّونَ أَنَّهُمْ قُلَعُوا اللَّهَ (۲۴۹:۲) جو لوگ یقین رکھتے ہیں کہ ان کو خدا کے دربار حاضر ہوا ہے، مگر جب وہ
 ظن کمزور ہو اور وہم کے درجہ سے آگے نہ بڑھے تو پھر اس کے ساتھ حرف اَنْ استعمال ہوتا ہے جو کسی قول یا فعل کے
 عدم کے ساتھ مختص ہوتا ہے مثلاً ذَا النُّوْبِ إِذْ ذَهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ أَنْ لَنْ يَنْقَرِعَ عَلَيْهِ (۸۴:۲۱)
 اور ذوالنوب کو یاد کرو جب وہ (اپنی قوم سے ناراض ہو کر) غصے کی حالت میں چل بیٹھے اور خیال کیا کہ ہم ان پر
 قابو نہیں پاسکیں گے۔

۴۹:۲ - ذَيْلٌ - اسم مرفوع، ہلاکت، عذاب، دوزخ کی ایک وادی کا نام، عذاب کی شدت، رسوائی،
 کلمہ حسرت و ندامت، اگر ذَيْلٌ - ذَيْلٌ کی اضافت ضمیر کی جانب ہو تو غیبت، خطاب اور حکم کی علامات بدلتی رہتی
 ہیں۔ مثلاً ذَيْلَنَا مَضَانِ مَضَانِ الْيَدِ (ہماری ہلاکت)، (۴۹:۱۰) ذَيْلَكَ - معان: ماضی المیر، تو سے
 ذَيْلَنَا (۱۴:۲۱) - ہمارے ہماری موت (کلمہ حسرت)۔

تفسیر حقانی میں ہے ذیل زبان عرب میں ناراضگی کے موقع پر استعمال ہوتا ہے جیسا کہ ہماری زبان میں نفث اور پھٹنے منہ بولنے ہیں پس وہ جو امام احمد اور ترمذی اور ابو یعلیٰ وغیرہ نے روایت کی ہے کہ ویل جنم میں ایک کنواں ہے اور ابن جریر نے روایت کیا ہے کہ وہ جنم میں پہاڑ ہے۔ سو اس سے مراد یہ ہے کہ یہ چیزیں خدا تعالیٰ کے کلمہ ویل کا مظہر ہیں یعنی ان کی ناراضگی ان صورتوں میں ظہور کرے گی۔ سو یہ سب سچ ہے۔
میتا۔ مرکب ہے میتن (مقلید) (مقلوب) (دلیل) اور میتا (مقلوب) ہے۔ یعنی نفث ہے ان کے لئے بوجہ اس کے جو ان کے ہاتھوں نے لکھا۔

كُنْتُ اَيُّنِيَم۔ اَيُّنِي جمع يَكُّنِي۔ مضاف الیہ مضاف الیہ مل کر فاعل كُنْتُ کا۔
ان کے ہاتھوں نے لکھا۔ یہ جملہ ہے اپنے موصول کا۔

باوجودیکہ کہتے ہاتھوں ہی سے ہیں نہ کہ پاؤں سے۔ پھر اس کو جو ذکر کیا کہ تو تاکید کے لئے ہے۔

میتا یکنسبوت۔ بوجہ اس کے جو انہوں نے لکھا۔ میتا کے لئے اور پر تحریر ہو چکا
یکنسبوت۔ مضارع کا صیغہ جمع مکر غائب ہے کسب (باب صَوَّب) مصدر سے۔ دو کاتے ہیں۔ وہ کاتے ہیں۔ کرتے ہیں۔

لَنْ نَمُنَّ النَّارُ۔ لَنْ تَمَسَّ۔ فعل مضارع نفی تاکید بنی واحد نونث غائب کا صیغہ۔ مَسَّ باب نصر
صَوَّب سے۔ نا منیر مفعول جمع مشکلم۔ وہ ہم کو ہرگز نہ چھوئے گی۔

اَيَّامًا مَعْدُودَةً۔ موصوف و صفت اَيَّامًا کی جمع ہے۔ اصل میں اَيَّامًا تھا۔ واو کو یا بنا دیا کہ
یا میں مدغم کیا۔ اَيَّامًا ہو گیا۔ اَيَّامًا بوجہ ظن منصوب ہے اور مَعْدُودَةً اپنے موصوف کی نسبت منصوب
ہے۔ مَعْدُودَةً اسم مفعول واحد نونث ہے۔ اور اس کی جمع مَعْدُودَاتٌ ہے۔ اَيَّامًا مَعْدُودَةً
گنتی کے چند دن۔ عَدَّ (باب نصر) مصدر بمعنی شمار کرنا۔ عَدَّ گنتی۔ شمار۔

اَتَّخَذَ كَهْنًا۔ اصل میں اَتَّخَذَ كَهْنًا تھا۔ كَهْنًا استفہام کے لئے ہے اور كَهْنًا وصل معذوف ہے۔ اَتَّخَذَ كَهْنًا
ماضی کا صیغہ جمع مکر حاضر ہے۔ اَتَّخَذَ مصدر (افتعال) سے۔ کیا تم نے اختیار کیا ہے یا لے رکھا ہے عَهْدًا
مفعول عِنْدَ اللّٰہِ اللّٰہ کے حضور اللّٰہ کے پاس یعنی اللّٰہ سے کوئی وعدہ لے رکھا ہے۔

فَلَنْ يَخْلَفَ اللّٰہُ عَهْدًا۔ یہ جملہ جواب شرط میں ہے اس سے قبل شرط مقدمہ ہے اِیْ اِنْ اَتَّخَذَ كَهْنًا عِنْدَ
اللّٰہِ عَهْدًا ۲ فَلَنْ يَخْلَفَ اللّٰہُ عَهْدًا۔ اگر تم لے اللّٰہ سے کوئی عہد لے رکھا ہے تو وہ اپنے وعدہ کی ہر ضمانت
دہی نہیں کرے گا۔ فَاَ جواب شرط مقدمہ کے لئے ہے۔ لَنْ يَخْلَفَ۔ مضارع نفی تاکید بنی منصوب بوجہ مل
لَنْ۔ واحد مکر غائب کا صیغہ اَخْلَفَ (افعال) مصدر۔

اَمْ تَقُولُوْنَ۔ میں آمہ منفرد اور منقطع دونوں ہو سکتے ہیں۔ پہلی صورت میں اسے اَمْ مَعَادِلَہ کہیں گے اور

لے سپریم! بشارت سادہ منافقوں کو کہ ان کے لئے دکھ دینے والا عذاب تیار ہے
وَاحَاطَتْ بِمَحَلَّتِهِۦ اور اس کے گناہ نے اس کا احاطہ کر لیا ہو۔ یعنی وہ اپنے گنہوں میں گھر گیا ہو اور اسے
توبہ نصیب نہ ہوئی ہو۔

فَاُولٰٓئِكَ - پس وہی لوگ۔

خَالِدُونَ - اسم فاعل جمع مذکر خَلَدُوا (باب نَصَر) مصدر - ہمیشہ رہنے والے

۸۲:۲ - اس آیت کا عطف سابقہ آیت پر ہے۔

۸۲:۲ - اِذْ فَعَلَ مَحْذُوف - اِذْ كُنُوْا کے متعلق ہے اسم ظرفِ زمان ہے۔ بطور اسم ظرفِ مکان یا حرفِ مفاجاۃ
بھی آتا ہے۔

مِنْشَاتٌ بَرْزَن مِّمَّالٍ اسم آلہ ہے۔ چٹنگی اور مضبوطی پیدا کرنے کا ذریعہ۔ وَثَاقَةٌ سے۔ یا چٹنگی اور مضبوطی۔
(یعنی مصدر) جیسے الَّذِينَ يَنْقُضُونَ عَهْدَ اللَّهِ مِنْ بَعْدِ مِيثَاقِهِ ۲۱:۶۷ وہ جو اللہ سے کئے ہوئے عہد کو
توڑتے ہیں۔ مِيثَاقُ اس عہد کو بھی کہتے ہیں جو قوموں کے ساتھ منو کہ کیا گیا ہو (نیز ملاحظہ ہو ۲۴:۴) مِيثَاقُ بَنِي
إِسْرَآئِيلَ - مضاف مضاف الیہ۔ بنی اسرائیل سے لیا گیا عہد۔ أَخَذْنَا مَافَعُولُ ہے۔

لَا تَعْبُدُونَ سے لے کر وَالْوَالِدَيْنِ كَوَافًا تک ميثاق کا مفعول ہے۔

لَا تَعْبُدُونَ (معارف معنی جمع مذکر حاضر خبر معنی نہیں ہے (تم پرستش نہیں کرو گے یعنی تم پرستش مت
کرو یا ریتخ امر یا نہیں ہے۔ ابلغ ہے۔ ایسے ہی اور مجھ قرآن مجید میں ہے وَلَا يُضَادُّ كَاتِبٌ وَلَا شَهِيدٌ (۸۲:۱۲)
اور نہ نقصان پہنچایا جائے کہنے والا ادا رواہ۔ لَا يُضَادُّ معنی نہیں ہے یعنی کاتب اور گواہ کو نقصان مت پہنچاؤ۔
اسی بنا پر یہ أَحْسِنُوا (جو بالوالدین احسان لے قبل محذوف ہے) اور فَعُولُوا (جو آگے آ رہا ہے) کا عطف لَا
تَعْبُدُونَ پر مستحسن ہو گیا۔

وَالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا اِیْ وَاحْسِنُوا بِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا (اور ماں باپ کے عہدائی کرتے رہن)
وَذِي الْقُرْبَىٰ اس کا عطف بعد ما قبل میں وَالْوَالِدَيْنِ پر ہے۔ یعنی اور قرابت و اردن کے ساتھ (بھی اُن
سور کرنا۔ الْقُرْبَىٰ شَلُّ نُسْبًا یا الرَّحْمٰی مصدر ہے

وَالْيَتَامَىٰ یتیم کی جمع ہے۔ اس کا عطف بھی مثل ذی الْقُرْبَىٰ۔ وَالْوَالِدَيْنِ (جد مادہ) پر ہے
وَالْمَسْكِينِ۔ مسکین کی جمع۔ اس کا عطف بھی مثل ذی الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ ہے۔ مَسْكِينٌ بَرْزَن مِغْنِیل
سُكُونٌ سے مشتق ہے۔ مسکین کو مسکین اس لئے کہتے ہیں کہ اسے فقر اور تنگدستی نے ایک جگہ ساکن کر دیا
فَعُولُوا۔ اس کا عطف أَحْسِنُوا پر ہے (وَأَحْسِنُوا بِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا)

حَسَنًا - نیک بات۔ مصدر ہے۔ مبالغہ کے طور پر قول کو حَسَنٌ (نیک) کہہ دیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ایسی بات

کہو جو رہتا یا نیکی ہو

وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ - ہر دو جہلوں کا عطف آخینوا پر ہے۔

تھم۔ پھر۔ تراخی زمان کے لئے ہے اس میں تو بیچ بے مخاطبین کے لئے کد مت مدید تک اس میثاق کے زیر اثر رہنے کے بعد تم پھر پھر گئے۔

تَوَكَّلْتُ - ماضی جمع مذکر حاضر، تَوَكَّلْتُ مصدر سے۔ تم پھر گئے۔ تم نے منہ موڑ لیا۔

وَأَنْتُمْ مَعْزُوزُونَ - جملہ عالیہ نوکدہ ہے فعل تَوَكَّلْتُ سے یا بجز متضدہ ہے اور تم تو بڑی ایسی قوم جو مادۂ مواثیق سے پھر بنائے والی ہے۔ مَعْزُوزُونَ اسم فاعل جمع مذکر حاضر غواض (افعال) مصدر منہ موڑنے والے۔ رشہ روال کرنے والے۔ شروع رکوع سے بنی اسرائیل کو بطور نیابت ارشاد فرمایا اور تَمَّ تَوَكَّلْتُ مَعِیْہ خطاب کے کلام کا رخ موڑ دیا۔ جو بنی اسرائیل نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں اور جواب پہلے سے سب کو بطور تغلیب خطاب ہے

۸۴: ۲ - لَا تَسْفِكُونَ (مضارع منفی صیغہ جمع مذکر حاضر خبر معنی نہیں۔ تشریح کے لئے ملاحظہ ہو آیہ سابقہ ۸۳: ۲ لَا تَعْبُدُونَ کے محاذ۔ تَسْفِكُونَ - سَفَكَ - مصدر باب ضرب اسے مشتق ہے جس کے معنی خون بہانا۔ اور آئسو بہانے کے ہیں۔ لَا تَسْفِكُونَ دِمَاءَ کُمْ آپس میں کشت و خون نہیں کرو گے۔

وَمَاءَ کُمْ - مضاعف، مضاعف الیہ۔ مہار خون

فَاعْلَمُوا - لَا تَسْفِكُونَ سے لے کر میں دِیَا رِکْمَ تک میثاق کا مضمون ہے اور یہ بدل ہے میثاق کا تَمَّ اَقْرَضْتُمْ - تَمَّ تراخی فی الوثیقہ - اَقْرَضْتُمْ - ماضی جمع مذکر حاضر کا صیغہ ہے اِقْرَضَ (افعال) مصدر پھر تم نے اس پر پابند رہنے کا اعتراف بھی کر لیا

وَأَنْتُمْ تَشْهَدُونَ - حال نوکدہ ہے۔ یعنی اور تم اس بات کے گواہ ہو کر یہ عہد ہوا تھا۔ تَشْهَدُونَ مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر شَهِدَ (باب شیع) مصدر سے جس کے معنی حاضر ہونے اور موجود ہونے کے ہیں یا اس کا مصدر شَہَادَہ ہے جس کے معنی گواہی دینے کے ہیں

۸۵: ۲ - تَمَّ - یہاں تَمَّ تراخی زمانی کے لئے نہیں بلکہ تَمَّ عہد کے لئے ہے۔ عہد کے توڑ دینے کے استبعاد کو ظاہر کرنے کے لئے آیا ہے۔ تَمَّ اَنْتُمْ هُوَ لَکُمْ - پھر یہ تمہی ہو کہ اس میثاق کو توڑ کر آپس میں خون ریزی کرتے ہو اَنْتُمْ هُوَ لَکُمْ اَنْتُمْ تَقْتُلُونَ اَنْفُسَکُمْ - صامعہ تفسیر ظہری رقمطراز ہیں اَنْتُمْ مبتدا ہے اور هُوَ لَکُمْ خبر ہے اور معنی یہ ہیں کہ: پھر تم وہی بد عہد ہو جیسے کہا کرتے ہیں کیا تم وہی شخص ہو جس نے ایسا کیا۔ صفت بدلنے کو بمنزلات کے بدلنے کے پھر اگر ایسے کلام کا استعمال کیا کرتے ہیں اور جملہ تَقْتُلُونَ اَنْفُسَکُمْ یا تو حال ہے اور عامل اس میں معنی اشارہ کے ہیں اور یا اَنْتُمْ هُوَ لَکُمْ کا بیان ہے اور یا یہ کہا جائے هُوَ لَکُمْ یعنی اَلَّذِیْ ہے اور جملہ

لَقَدْ كُنْتُمْ... الخ. صلبہ اور صلہ و موصول مل کر اَنَشُدْ کی خبر ہے

نَظَّاهُمْ وَنَظَّاهُمْ جَمْعُ مَضَارِعٍ نَظَّاهُمْ (نَظَّاهُمْ نَظَّاهُمْ) مصدر ہے، تو آپ میں ایک دوسرے کی مدد کیا کرتے ہو اصل میں تَنْظَهُوْنَ مَقَا۔ ایک تاکر گئی۔ عَلَيْهِمْ۔ میں ہذا ضمیر جمع مذکر غائب۔ ان لوگوں کے لئے ہے جن کے ساتھ زیادتی کرتے ہوئے وہ کشت و خون کرتے ہیں اور جن کو وہ ان کے گھروں سے باہر نکالتے ہیں۔

الْعُدُوْنَ۔ ظلم و زیادتی۔ یہ عَدَا الْعُدُوْ (باب نَصَرَ) کا مصدر ہے۔ عدوان کے معنی تعدی اور ظلم کے ہیں (الماہر بوجہ بستانی) بعض علماء سے نقل ہے کہ عدوان کے معنی بُری طرف سے بڑھ جانے کے ہیں خواہ یہ بات قوت میں ہو یا فعل میں ہو یا مال میں ہو۔ عدوان اس زیادتی کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے جو ظلم کے بدلے کے طور پر ہو مثلاً قرآن مجید میں ہے فَلَا عُدُوَانَ إِلَّا سَلَى الظَّالِمِيْنَ (۲: ۱۹۳) ظلم کا بدلہ صرف ظالموں ہی سے لیا جائیگا۔ یا زیادتی نہیں صرف ظالم لوگوں پر۔ یا جرم کی سزا صرف ظالموں ہی کو ملے گی۔

تَنْظَهُوْنَ عَلَيْكُمْ بِالْإِثْمِ وَالْعُدُوَانِ۔ یہ جملہ فاعل تَخْوِجُوْنَ سے حال ہے۔

يَا ثُوْكُمُ۔ یا ثُوْکُ۔ مضارع مجزوم (بوجہ عمل اِنْ شَرَطِيْطَةٍ) کُتِبَ ضمیر مفعول جمع مذکر حاضر۔ اگر دوہی لوگ غیر قویوں کے، قیدی ہو کر تھامے پاس آئیں۔ اُسُوْیَ۔ اُسُوْیَ کی جمع۔ قیدی۔

تَعَادُوْهُمْ! تَعَادُوْا۔ مضارع مجزوم (بوجہ شرط) صیغہ جمع مذکر حاضر۔ مُعَادَاکَ (مُفَاعَلَةٌ) مصدر، جس کا مطلب ہے قیدی سے کر چڑانا۔ هُمْ ضمیر مفعول جمع مذکر غائب اس کا مرجع فعل يَا ثُوْکُ کی ضمیر فاعل ہے یعنی وہ لوگ جو قیدی بن کر آئے ہیں تم قیدیروں کے کران کو چھڑا لیتے ہو۔

وَهُوَ مُحَرَّرٌ مِنْكُمْ اِذَا جِئْتُمْ۔

وَاَوْعَالِیْہِ ہُوَ ضمیر نشان جو اِذَا جِئْتُمْ کی طرف عائد ہے۔ عالا کھان کا نکال دینا ہی تم پر ہرام تھا۔ جملہ عالیہ ہے

اور هُمْ ضمیر فاعل يَا ثُوْا سے حال ہے یا یہ جملہ مقررہ بھی ہو سکتا ہے

اَفْتَوْمُنِيْنَ۔ سبزوہ استفہام ہے اور فاء عاطفہ تو کیا تم ایمان لاتے ہو۔ (نیز ملاحظہ ہو ۱۲: ۴۴)

فَاءَ۔ عاطفہ۔ مآ۔ ناغیہ۔

خِزْيٌ۔ ذلت و خوارگی۔ رسوائی۔ خِزْيٌ يَخْزِيْ (باب سَبَّحَ) کا مصدر ہے يَخْزِيْ الْقِيَامَةِ۔ مضاف مضاف الیہ یَوْمَ بوجہ مفعول قیہ کے منصوب ہے۔

يُرْدُّوْنَ۔ مضارع مجہول جمع مذکر غائب، رَدُّ (بَابُ نَصَرَ) مصدر۔ وہ لوٹائے جائیں گے۔

اَشَدَّ۔ نہایت سخت، بہت شدید۔ افعِل التفضیل کا صیغہ ہے

اَلْعَذَابِ: مضاف الیہ۔ اِلَى اَشَدِّ الْعَذَابِ اِی اِلَى عَذَابِ اَشَدِّ مِنْ عَذَابِ الدُّنْيَا۔ اور

قیامت کے روز ایسے عذاب کی طرف لوٹائے جاؤ گے جو اس دنیاوی عذاب سے شدید تر ہو گا۔

وَمَا اللَّهُ بِغَلِيظٍ عَنَّا تَعْمَلُونَ ۝ حمل مترشحہ ہے مَا نافیہ ہے عَمَّا عَنَّتْ حرف جار۔ اور مَا موصولہ مرکب ہے۔

فائدہ - مدینہ میں مشرکوں کے دو قبیلے تھے۔ اوس اور نزر۔ یہ دونوں قبیلے آپس میں برسرِ پیکار ہتھے۔ یہودیوں کے بھی اس وقت مدینہ میں یا کہ حواریہ مدینہ میں دو بڑے قبیلے تھے، بنی نضیر اور بنی قریظہ، یہ دونوں قبیلے بھی باہمی کدورتوں کی وجہ سے ایک دوسرے کے حریف تھے۔ ان دونوں میں بنی نضیر قبیلہ خزرج کے حلیف تھے۔ اور بنی قریظہ قبیلہ اوس کے ساتھی تھے اوس اور خزرج کی باہمی خانہ جنگیوں میں یہودی قبیلے بھی اپنے اپنے حلیف کے ہمراہ اپنے ہی مذہب قبیلوں کے مقابل لڑتے تھے اور ایک دوسرے کو قتل کرتے تھے اور ایک دوسرے کو ان کے گھروں سے بے گھر کرتے تھے۔ لیکن (عجیب بات ہے کہ) ان یہودی قبیلوں میں سے کوئی لڑائی کے دوران اگر دوسری قوم کے ہاتھ میں اسیر ہو جاتا تو اسرائیلی کا آزاد کرانا کارِ ثواب سمجھا کہ قیدیہ کرا سے رہا کر لیتے تھے حالانکہ اس کا جلا وطن کرنا ہی حرام تھا جس کے سبب وہ اسیر ہوا تھا۔

۸۶:۲ اُدْقَلْتُکَ - اسم اشارہ بعید مذکر، اشارہ ان لوگوں کی طرف ہے جن کی کرتوتیں اوپر مذکور ہوئیں۔ (سْتَوَدَ ماضی جمع مذکر غائب، اِسْتَوَدَ (افتعال) مصدر جس کے معنی بیچنا اور خریدنا دونوں ہیں۔ شری۔ مادہ۔ آیت نہایت یہ معنی خریدنے کے ہے۔ یعنی جنہوں نے آخرت کے بدلے دنیا کی زندگی خریدی۔ اردو میں اکثر اسی معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ اور مشتری خریدار کو کہتے ہیں۔ چنانچہ مثل ہے، مشتری ہوشیار باش۔ خریدار کو جو کس رہنا چاہئے۔ انہی معنوں میں اور مجید قرآن مجید میں ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰ مِنْتَ الْتَّوْمِیْنَ (۱۱۱:۹) خدا نے مومنوں سے خرید لئے ہیں۔

اور بیچنے کے معنی میں ہے وَشَرَوْهُ بِثَمَنٍ کَبِیْرٍ (۲۰:۱۲) اور اس کو تھوڑی سی قیمت پر بیچ ڈالا۔ لَا یُخَفَّفُ - مضارع منفی مجہول واحد مذکر غائب۔ تَخَفَّفَ (تَفْعِلُ) ہلکا نہیں کیا جائے گا۔ کی نہیں کی جائے گی۔ تَخَفَّفَ نہیں کی جائے گی۔

وَلَا هُمْ یُنْصَرُونَ - واو عاطفہ ہے لانا فیہ مَعْدَارُ یُنْصَرُونَ۔ فعل مضارع مجہول ہے جو جملہ فعلیہ ہو کر مبتدا کی خبر ہے۔ اور جملہ لَا هُمْ یُنْصَرُونَ، جملہ اسمیہ ہو کر مفعول ہے جملہ سالک کا۔ یُنْصَرُونَ ان کی مدد نہیں کی جائے گی۔

۸۷:۲ اَلْکَلْبَ: اِی التَّوْرَۃ۔

تَفْتِنًا - ماضی جمع منکلم۔ تَفْتِیْدَ (تَفْعِلُ) مصدر ہے۔ پیچھے بھیجنا۔ دیکھ کر دینا۔ اس کا مادہ فَعَّ ہے۔ فَعَّا کا معنی گدن اور سرکا پھلنا حصہ (گدی) فَعَّوْ اور فَعَّوْ پیچھے پلٹنا۔ یہودی کرنا اس معنی میں مجرب و ناب نصر سے مستعمل ہے، تَفْتِیْدَ (باب تفعیل) دو متعول چاہتا ہے اور اس کی مندرجہ ذیل صورتیں ہوتی ہیں

۱۱) کبھی دونوں مفعول پر حرف نہیں ہوتا۔ مثلاً قَتِلْتُ ذِيْنَ اَعْمَدُوْا میں نے زید کو عمرو کے پیچھے بھیجا۔
 ۱۲) کبھی مفعول دوم پر بت آتا ہے۔ قرآن مجید میں اسی طرح متعلیٰ ہے مثلاً آیت ذَا۔ اور ہم نے اس کے پیچھے رسول بھیجے
 اور ثُمَّ قَتَلْنَا عَلٰی اَنْثَارِهِمْ بِرُسُلِنَا (۲۴: ۵۴) پھر ہم نے ان کے قتلوں کے نشان پر یعنی بالکل ان کے پیچھے بھیجے
 اپنے رسول بھیجے۔ ۱۳) کبھی مفعول اول مذکر کر دیا جاتا ہے۔ مثلاً وَقَتَلْنَا اِبْرٰهِيْمَ بْنَ مَزِيْدٍ (۲۴: ۵۴) اور (پھر ان
 رسولوں کے) پیچھے بیٹے بن مریم کو بھیجا۔

الْبَيِّنَاتِ - بَيِّنَاتٌ کی جمع ہے بوجہ جمع مونث سالم کے منصوب ہے۔ روشن دلیلیں۔ کھلی ہوئی دلیلیر
 اَيَّدْنَا - اَيَّدْنَا ماضی جمع مکمل۔ تَايَّدُ (تَفْعِيلٌ) مصدر معنی مدد کرنا۔ قوت دینا۔ تائید کرنا۔ کا منیر مفعول
 واحد مذکر غائب۔ ہم نے اس کو قوت دی۔ ہم نے اس کی تائید کی۔

رُوحُ الْقُدُسِ - مضاف مضاف الیہ، یہ موصوف کی اضافت صفت کی طرف ہے جیسے کہتے ہیں عَلَائِمُ
 الْجُودِ اور رُحُلٌ صِدْقٍ۔ اور یہ مبالغہ کے اختتام کے لئے ہے۔ یہاں بھی الْقُدُسِ (پاک) روح کی
 صفت ہے۔ پاک و مقدس روح۔ روح القدس سے مراد یا حضرت جبرائیل علیہ السلام میں یا القدس سے مراد
 اللہ تعالیٰ کی ذات ہے اور روح سے مراد وہ روح ہے جو اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اندر چھوڑی تھی۔
 جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے فَذَرَعْنَا فِيْهِ مِنْ رُّوحِنَا (۲۶-۱۲) ہم نے اس میں اپنی روح سے چھونکا۔
 اس میں متعدد اقوال ہیں جو کسی تفسیر میں ملاحظہ کئے جاسکتے ہیں۔

اَفْكَلْنَا - ہمزہ استفہامیہ فاء ملاحظہ ہے۔ کَلَمًا مرکب ہے کَلٌّ اور مَآءٌ۔ مَآءٌ مصدر ہے۔ اور کَلَمًا کے معنی
 کَلٌّ وَفَتْ۔ یعنی جب، جبکہ، جس جس وقت، جب بھی۔ اسی وقت کے معنی کی وجہ سے اس نا کو مصدر یہ ظنیر
 یعنی ظرف کا نائب کہتے ہیں مذکر خود ظرف۔ کَلَمًا میں لفظ کَلٌّ ظرف ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔ اس لئے کہ وہ ایسی شے
 کی طرف مضاف ہے جو ظرف کی قائم مقام ہے۔ کَلَمًا تکرار کے واسطے آتا ہے۔ اکثر کَلَمًا کے بعد فعل ماضی آتا ہے

مثلاً کَلَمًا لَّصَجَّتْ جُلُودُهُمْ (۵۶: ۴) کَلَمًا دَعَوْهُمْ (۲: ۴۱) اَفْكَلْنَا تو کیا جب کبھی
 مَا لَا تَهْوٰی۔ مَا موصول ہے۔ لَا تَهْوٰی اَنْفُسُکُمْ اس کا مل۔ لَا تَهْوٰی مضارع منفی واحد مونث غائب
 هَوٰی رباب مَیِّع م مصدر معنی خواہش کی طرف نفس کا مال ہونا۔ جسے تمہارے جی ناپسند کرتے ہیں۔
 اِسْتَكْبَرْتُمْ۔ ماضی جمع مذکر حاضر۔ (اِسْتَكْبَرْتُ) مصدر تم نے تکبر کیا تم نے غرور کیا۔ یعنی ایمان
 لانے اور پیغمبروں کے اتباع سے تکبر کرنے لگے۔

فَقَرِیْقًا کَذَّبْتُمْ وَقَرِیْقًا نَقُتْلُوْنَ۔ پس کسی گروہ کو تم نے جھٹلایا اور کسی گروہ کو قتل کرنے لگے یہاں
 صیغہ مضارع اس لئے استعمال ہوا کہ یہ ایک امر عظیم ہے اور یہ قاعدہ ہے کہ جوامر عظیم ہوتا ہے اس کو اس طرح بیان
 کیا کرتے ہیں کہ وہ بالکل پیش نظر ہو جائے گویا اب ہو رہا ہے۔ (مفسرہ)

عُذْتُ بِجَمْعِ غُلْفٍ وَاحِدٍ. اَعْلَفْتُ اس چیز کو کہتے ہیں جو غلاف میں بند ہو۔ چنانچہ عَفَفْتُ السَّيْفُ کے معنی ہیں، میں نے تلوار کو نیام میں بند کر دیا۔ مطلب یہ کہ ہمارے دل غلافوں میں بند ہیں اس لئے قرآن مجید کی باتیں ہمارے کمک نہیں پہنچ سکتیں۔

بعض کے نزدیک غُلْفُ اصل میں غُلْفُ تھا۔ لام کے منہ کو تخفیفاً ساقط کر دیا گیا اور یہ غُلَاف کی جمع ہے جیسے کُتَابٌ کی جمع کُتُبٌ ہے۔ غُلَافُ کے معنی 'مخزن' ہیں اس صورت میں آیت کے معنی یہ ہوں گے کہ ہمارے دل خود ہی علوم و معارف کے گنجینے اور مخزن ہیں لہذا ہمیں دوسروں کے علوم سے استفادہ کی ضرورت نہیں۔ بلکہ حرفِ اِضْرَاب ہے۔ مطلب یہ ہے کہ حقیقت یہ نہیں ہے کہ ان کے دل غلافوں کے اندر بند ہیں یا وہ علوم و معارف کے خزانے ہیں۔ بلکہ اصل بات یہ ہے کہ خدا نے ان کے کفر کے سبب ان پر لعنت کر رکھی ہے۔

بَلْ کے متعلق ملاحظہ ہو (۲۱: ۱۳۵)

فَقِيلَ: میں فاء سببیہ ہے۔ قِيلَ مَنصُوب ہے اس لئے کہ یہ صفت ہے مفعول مطلق مَحذُوف اِنشَاءً کی اور مَا زائدہ ہے۔ اِی فَاِیْمَانًا قِيلَ یُؤْمِنُوْنَ ہاں یہں یہ مقوڑے ہی پر ایمان لاتے ہیں (۸۹: ۲) لَمَّا جِبِ دِشْرَطِیۃ ہے، نیز ملاحظہ ہو۔ (۲۱: ۲۱۴)

کُتِبَ یعنی قرآن۔ نحو تعلیم کے لئے لایا گیا ہے۔

مُصَدِّقٌ۔ اسم فاعل واحد مذکر۔ تَصَدِّقٌ مصدر (باب تفعیل) تصدیق کرنے والا۔ سپہا ماننے والا۔ سپہا کہنے والا۔

مَا مَعَهُمْ۔ ما۔ موصولہ مَعَهُمْ۔ صلہ کتاب (جوان کے پاس تھی۔ یعنی توراۃ۔

وَكَمَا سَاءَ هُمْ كِشْفُ تَرْتٍ عِنْدَ اللَّهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ۔ جملہ شرطیہ ہے۔ جواب شرط محذوف ہے۔ اِی اُنکُرُوْکَ اُنہوں نے اس سے انکار کر دیا۔

وَكَانُوا مِنْ قَبْلُ یَسْتَفْتِحُونَ عَلَی الَّذِیۡنَ كَفَرُوْا۔ یہ جملہ یا تمیر فاعل سگانوٰ سے حال ہے یا یہ جملہ مفعول ہے۔ پہلی صورت میں ترجمہ ہوگا۔ حالانکہ وہ کافروں پر فتح مانگا کرتے تھے اس نبی کے وسیع سے،

مِنْ قَبْلُ۔ قَبْلُ اسم ظرف ہے۔ ظرف زمانی اور مکانی دونوں کے لئے آتا ہے یہ ظروف سببیہ سے ہے بعض ان میں سے ضمیر پر بعض فتح پر اور بعض سکون پر مبنی ہیں۔

اسما جہات سببہ یعنی۔ قَبْلُ۔ بَعْدُ۔ تَحْتَ۔ فَوْقُ۔ خَلْفُ۔ مَنۡیۡ بَرۡمۡہ میں۔ ان پر مزمہ آتا ہے جب ان کا مصافحہ الیہ محذوف ہو اور دل میں مقصود ہو۔ جیسا کہ آیت نہا میں کہ اصل میں مقصود یہ تھا مَنۡیۡ قَبْلُ ذٰلِكَ۔ لیکن اگر مصافحہ الیہ محذوف نہ ہو تو مَرۡجَا کا انقبول کریں گے۔ جیسے مَنۡ قَبْلُ ذٰلِكَ

مِنْ بَعْدُ ۴۔ قَبْلُ کا استعمال چار طور پر ہوتا ہے ۱، تقدم زمانی جیسے قَبْلُ خُلُوۡعِ الشَّمۡسِ وَقَبْلُ

عُرُوذِ بَہَا (۱۳۰۱۲۰)

(۲) تقدم مکانی کسی مقام کا دوران رفتار میں پہلے واقع ہونا۔ اور دوسرے مقام کا بعد کو واقع ہونا۔ مثلاً لاہور سے کراچی جاتے ہوئے ساہیوال قبل آئے گا اور ملتان بعد میں اور کراچی سے لاہور آتے ہوئے ملتان قبل آئے گا اور ساہیوال بعد میں۔ (۳) تقدم بطاقت مرتبہ جیسے عبد الملک قبل الحجاج عبد الملک مرتبہ میں حجاج پہلے ہے یعنی بڑا ہے (۴) ترتیب فنی و تعلیمی میں تقدم جیسے تعلم الہجاء قبل تعلم الخط۔ بھا کی تعلیم کتابت سیکھنے سے پہلے دی جاتی ہے۔ (راغب)

قرآن مجید میں لفظ قبل عموماً تقدم زبانی کے لئے استعمال ہوا ہے۔
 كَاذِبًا يُنْفِقُ حَتَّىٰ يَمُوتَ مَالُهُ يَصْغَرُ يَوْمَ هَبَّ مَقَرُّهٖ ذَرْبُ الْمَسْبُورِ (سُورَةُ الْاَنْعَامِ) مصدر وہ فتح کی دعا کیا کرتے تھے۔ وہ فتح مانگا کرتے تھے۔ یعنی جب کہیں یہود کی کھار و مشرکین سے جنگ ہوتی تو وہ اس جی کی وساطت سے اللہ سے متعلقین پر فتح کی دعا کیا کرتے تھے۔ جس کا ذکر اور بعثت کا وعدہ تورات میں دیا گیا تھا۔ اور ان الفاظ سے دعا کیا کرتے تھے۔ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْأَلُكَ بِحَقِّ نَبِيِّكَ الَّذِي وَعَدْنَا اَنْ نَّبْعَثَهُ فِيْ اٰخِرِ الزَّمَانِ اَنْ تَنْصُرَنَا الْيَوْمَ عَلٰى عَدُوِّنَا۔ اے اللہ ہم تجھ سے تیرے اس نبی آخر الزمان کا واسطہ کر کے سوال کرتے ہیں جس کی بعثت کا تو نے وعدہ فرمایا ہے کہ تو آج ہمیں ہمارے دشمنوں پر فتح دے (روح المعانی)

فَلَمَّا - پس جب (شرطیہ ہے)

مَا عَرَفُوْا - مآ موصولہ ہے اور ضمیر جو اس کی طرف مائدہ ہے محذوف ہے۔ عَرَفُوْا ماضی کا صیغہ متبع مذکر غائب ہے۔ مَعْرِفَۃٌ وَّعَرَفَانٌ سے۔ انہوں نے پہچانا۔ انہوں نے بانا۔ جس کو وہ جان اور پہچان چکے تھے۔ فَلَمَّا جَاءَ هُمْ مَا عَرَفُوْا اعمل شرطیہ ہے اور اگلا جملہ کَفَرُوْا بِہِ جواب شرط ہے۔ تو انہوں نے اس سے انکار کر دیا۔

اَلْكَافِرِيْنَ۔ میں آل عہد کا ہے۔ یعنی یہ لوگ (جن میں کفر و بدعت) لعنت کے مستحق ہیں۔ یا آل جنس کا ہے یعنی تمام کافروں پر اللہ کی لعنت اور پھینکا رہے (اس میں یہ متکثرین بھی آگئے)

يٰۤاَيُّهَا مَرْكَبُہِ بِئْسَ اَوَّلُ مَا سَلَکَ۔ بئس فعل ذم ہے۔ اس کی گردان نہیں آتی۔ یعنی بڑا ہے اصل میں بئس تھا۔ باب سَمِعَ سے۔ عین کلمہ کے اتباع میں اس کے فاء کلمہ کو کسرہ دیا گیا۔ پھر تخفیف کے لئے عین کلمہ کو ساکن کر لیا گیا بِئْسَ ہو گیا۔

مَا مَوْصُولٌ ہے یعنی الَّذِیْ اور بِئْسَ کا فاعل ہے۔ پس بُرِیْ بے وُہ چیز جس کے لئے انہوں نے اپنی بالوں کو نیچ ڈالا۔

اَنْ يُّقَرَّوْا بِمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ: اَنْ مصدر یہ ہے

بِغَيَا۔ مفعول لڑ ہے یَقَرُّوْا کا۔ معنی بوجہ سرکشی، زیادتی، ضد، حسد

اَنْ يُّقَرَّوْا اللّٰهُ..... مِنْ عِبَادَةِ اَنْ مصدر یہ ہے یہ جملہ بَغْيَا کا مفعول لڑ ہے۔ مطلب یہ کہ جس چیز کے بدلے انہوں نے اپنی جانوں کا سودا چکیا وہ بہت بُری ہے۔ اور سودا کیا تھا؟ یہ کہ انہوں نے انکار کر دیا اس کلامِ برائے اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا اور ان کے انکار کی وجہ کیا تھی؟ بَغْيَا۔ یعنی ان کی سرکشی، ضد و حسد، جو ان کے انکار کے محرکات تھے، (اور ان محرکات کی کیا وجہ تھی؟) یہ کہ اللہ تعالیٰ جس پر پاب تھا ہے ازراہ فضل اپنا کلام کیوں نازل فرماتا ہے۔ ان کی تو تمناات و خواہشات کی تکمیل کیوں نہیں ہوتی؟ در کہ یہ نبی جس پر قرآن نازل ہو رہا ہے بنی اسرائیل میں سے ہونا چاہئے تھا نہ کہ اولادِ اسماعیل علیہ السلام سے)

فَبَاوُوا۔ فَا عامل ہے۔ بَاوُوا۔ ماضی جمع مذکر نائب بَوُوْء مصدر سے (باب نَصَرَ) انہوں نے کمایا وہ لوٹے۔ سو انہوں نے کمایا (غضب بالائے غضب) یعنی اپنے پر غضب بالائے غضب لے آئے۔ غَضَبَ عَلٰی مَنْضِبٍ غضب کے بعد غضب، یہاں اس سے مراد محض دو غضب نہیں بلکہ پے در پے متعدد غضب۔ مثلاً ایک تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کا انکار کیا۔ اور اللہ تعالیٰ پر اس سبب سے غضب ہوا۔ اور اس سے پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور انجیل کا انکار کرنے اور توراہ پر عمل نہ کرنے۔ گنہگار کی عبادت کرنا وغیرہ سے بھی غضب الہی میں مبتلا تھے اب غضب پر غضب ہو گیا۔

مُهِينُونَ۔ اسم فاعل واحد مذکر اَهَانَةٌ مصدر (افعال) ہوں۔ مادہ۔ ذلیل کرنے والا۔ ابانت آمیز ۲: ۹۱۔ اِذَا قِيلَ لَهُمْ..... اَنْزَلَ اللّٰهُ جملہ شرطیہ ہے قَالُوا..... عَلَيْنَا جواب شرط ہے۔ اور وَيَقْرَأُونَ بِمَا دَرَأَوْهُ۔ جملہ حالیہ ہے قَالُوا کی ضمیر ستر سے وَهُوَ الْحَقُّ مَصَدَّقَانِ مَا مَعَهُمَ مال نوکدہ ہے مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ سے مراد قرآن اور تمام کتب سماویہ میں مَا اَنْزَلَ عَلَيْنَا سے مراد توراہ ہے۔

مَا دَرَأَوْهُ میں ضا موصولہ ہے اور دَرَاءَةٌ مضاعف، مضاعف الیریل کر مصدر مراد اس سے توراہ کے علاوہ سب کتب سماویہ ہیں۔ ضمیر واحد مذکر غائب توراہ کے لئے ہے (جوان (یہود) پر تانل ہوئی)۔

دَرَأَ۔ دَرَأَ۔ مصدر ہے لیکن اس کا معنی ہے آڑ۔ حد فاصل کسی چیز کا آگے ہونا یا پیچھے ہونا۔ علاوہ۔ سوا۔ دَهُو۔ میں هُوَ ضمیر قرآن پاک کی طرف راجع ہے۔ یا قرآن اور انجیل کی طرف۔ مَا مَعَهُمَ جو ان کے پاس ہے قُلْ۔ اِیْ فَاکِلَ یَا مَعْ۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ ازاں بعد آیت کے آخر تک متقول ہے

فَلَمَّا تَفَتَّلُوْا..... مِنْ قَبْلُ جزا ہے جو شرط سے مقدم آئی ہے بعد کا جملہ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنٰت۔ جملہ شرطیہ ہے۔ اگر تم ایماندار تھے تو خدا کے رسولوں کو پہلے کیوں قتل کیا کرتے تھے۔

فَإِمَّا - میں نہ جوابِ ظہورِ دلالت کرتا ہے (جواب - ہے) بعد میں لام تعیل کا ہے۔

م - اصل میں ماضی تھا۔ جو استفہامیہ ہے (کس لئے) کیوں، ماضی استفہامیہ کو ماضیہ سے بدل کرنے کے لئے افعال کو حذف کر دیا گیا۔ اسی طرح قرآن مجید میں فِئْتِه اور بَعِہ اور عَمَّا آیا ہے مثلاً فِئْتِه بُشِّرْتُون (۱۵۴-۱۵۵) تو کا ہے کی خوشخبری دیتے ہو۔ اور عَمَّا يَسْتَأْذِنُونَ (۱: ۷۸) اور لوگ کس چیز کی نسبت پوچھتے ہیں۔ اور فَأَنذَرْتُمْ كُنْتُمْ (۹۷: ۴) درشتوں نے پوچھا تم کس حال میں تھے؟

تَفْتَلُونَ بمعنى فَعَلْتُمْ ہے۔ مضارع کا صیغہ۔ ازمنہ گذشتہ میں ان کے قتل انبیاء کے فعل کے استنار کو ظاہر کرنے کے لئے لایا گیا ہے۔ انبیاء کا قتل کرنا اگرچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے یہودیوں کے آباء و اجداد سے ظہور میں آیا تھا۔ لیکن چونکہ یہ خلف اپنے سلف کے افعال سے راضی اور ان کے متبع ہیں اس لئے ان کے قتل کو ان کی طرف بھی منسوب کر دیا گیا ہے۔

۹۲: ۲ - وَلَقَدْ جَاءَكُمْ مُوسَىٰ - داؤد عاظمیٰ تاکید کا۔ اور قَدْ تحقیق کا ہے۔ اور بَشِيك متارے پاس جھڑکائی (علیہ السلام) آئے۔

يَلْتَب - روشن دلائل یہاں مراد وہ معجزات ہیں جو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کر اپنی قوم کی طرف بھیجے گئے۔ مثلاً عصا ید بیضار۔ انفلاق البحر (سمندر کو بھڑکا کر قوم کو پار کرنا) وغیرہ یہ نوعِ معجزات تھے۔ بِالْيَلْتَب - میں بآء تعید کے لئے ہے یعنی حضرت موسیٰ لائے۔

اِخْتَذْتُمْ - ماضی جمع مذکر حاضر۔ اِخْتَذَرْتُ (افتعال) تم نے اختیار کیا (بطور مجبور کے) اَلْعِجْل - بچھڑا۔ گوسالہ - گائے کا بچہ۔

مِنَ ابْنِ - موسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری کے بعد۔ یا آپ کے کوہِ طور پر جانے کے بعد۔ وَأَنْتُمْ ظَالِمُونَ - جملہ عالیہ ہے۔

۹۳: ۲ - وَإِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَكُمْ دَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّوفَانَ خُذُوا مَا آتَيْنَاكُمْ بِقُوَّةٍ مَّا ظَهَرُوا (۹۳: ۲)

وَأَسْمَعُوا - داؤد عاظمیٰ ہے۔ اِسْمَعُوا فعل امر جمع مذکر حاضر۔ سَمِعْتُ (باب سَمِعَ) سے تم سنو، یعنی قبول کرو اور اطاعت کرو، اطاعت کو سننے سے اس لئے تعبیر کیا کہ سننا اطاعت کا سبب ہے۔

عَصَيْنَا - ماضی جمع مکمل۔ ہم نے انکار کیا۔ ہم نے نہیں مانا۔ مَخْصِيَّةٌ دَعَضَانُ (باب ضَرَبَ) مصدر دَأْسَرْتُوْا خُذُوا قُلُوبَكُمْ الْعِجْلَ بِكُفْرِهِمْ۔ اور ان کے کفر کے سبب بچھڑا (گویا) ان کے دلوں میں ڈال دیا یا اَلْعِجْل۔ مضاف الیہ ہے اس کا مضاف مذکر کیا گیا ہے اصل میں حُبُّ الْعِجْل تھا۔ معنی ہونگے اور پلا دی گئی ان کے دلوں میں بچھڑے کی محبت پر سبب ان کے کفر کے۔ عربی محاورہ میں جب کسی کی محبت

یا بغض دل کے اندر سرایت کر جائے تو اس کے لئے لفظ شَوَابٌ کو بطور استعارہ بیان کرتے ہیں۔ کیونکہ یہ بدن میں نہایت تیزی سے سرایت کرتی ہے۔

بَشَمًا..... اِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ۔ تقدیر کلام یوں ہے اِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ فَبَشَمًا يَأْمُرُكُمْ بِمُؤْمِنَانِكُمْ۔ پہلا جملہ شرط اور دوسرا جواب شرط۔ اگر تم (بقول تمہارے) ایمان دار ہو تو تمہارا ایمان بہت بڑی بات بتاتا ہے۔ مطلب یہ کہ تم ایماندار ہی نہیں ورز ایسے قبیح افعال کے تم مرتکب نہ ہوتے۔

۹۴:۲۔ خَالِصَةً غَاسٍ کر کے۔ خَاصَّةً۔ مخصوص خصوصی طور پر۔ خالص۔ خُلُوصٌ سے اسم فاعل کا صیغہ واحد مذکر ہے۔ الذَّارُّ سے حال ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔

مِنْ دُونِ النَّاسِ۔ سب لوگوں کو چھوڑ کر۔ یعنی دوسروں کے لئے نہیں۔ النَّاسِ میں اَلْ بِاِوِ اسْتِفْرَاقِ کا ہے یا جنس کا۔ یا مسلمانوں کے لئے ہے یا یہ اَلْ عہد کا ہے۔

اِنْ كَانَ مِنْ دُونِ النَّاسِ۔ جملہ شرطیہ ہے۔ شرط اول۔ فَتَمَتُّوا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ میں۔ جملہ دوم شرطیہ ہے (شرط دوم) اور جملہ اول جواب شرط۔ لہذا فَتَمَتُّوا الْمَوْتَ شرط اول دوم دونوں کا جواب ہے۔

تَمَتُّوا۔ امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ تم آرزو کرو، تم تمنا کرو، تَمَتُّوا (تفعّل) مصدر

وَلَنْ يَتَمَتَّوْا۔ مضارع نفی تاکید لہذا۔ يَتَمَتَّوْا اصل میں يَتَمَتُّونَ متما۔ فون اعراب لَنْ کی وجہ سے ساقط ہو گیا۔ ضمیر مفعول واحد مذکر غائب۔ جس کا مرجع الْمَوْتَ ہے۔

آجدا۔ ہمیشہ، زمانہ مستقبل غیر ممدود۔ کبھی بھی۔

پتا۔ میں ب سبب یہ ہے اور مآ۔ موصول۔

حَدَّثَ مَتَّ۔ ماضی واحد مؤنث غائب تَقَدَّرَ (تَفَعَّلَ) مصدر۔ پہلے بھیج چکے۔ پہلے کر چکے۔ (جو ان کے ہاتھوں نے کر کے بھیجے)

(۹۶:۲) لَتَجِدَنَّاهُمْ۔ لام تاکید کا۔ لَتَجِدَنَّاهُمْ مضارع بلام تاکید و فون تَقِيد۔ صیغہ واحد مذکر حاضر۔ دُجُوذٌ (باب ضوَب) مصدر هُوَ ضمیر مفعول جمع ذکر غائب اس کا مرجع الہی یہود ہیں جن سے اوپر خطاب کیا تو ان کو ضرور پاتے گا۔ تو ان کو ضرور پاتا ہے

أَحْصَى۔ افعِل التفصیل کا صیغہ زیادہ لالچی۔ بڑا لالچی حِصْصٌ سے۔

وَمِنَ الَّذِينَ أَشْرَكُوا۔ اِی وَ لَتَجِدَنَّاهُمْ أَحْصَى مِنَ النَّاسِ وَ مِنَ الَّذِينَ أَشْرَكُوا۔

اور تو بے شک ان کو ضرور پاتے گا زندگی کے لئے زیادہ حریص بہ نسبت دوسرے لوگوں کے اور نسبت مشرکین کے اسی طرح مِنَ الَّذِينَ أَشْرَكُوا۔ کا عطف النَّاسِ پر ہے اگرچہ مشرکین النَّاسِ میں اُن

تھے لیکن کلام میں زور پیدا کرنے کے لئے ان کو علیحدہ ذکر کیا۔

یہاں کلام میں معانقہ ہے۔ مندرجہ بالا صورت اَشْرَکُوا پر وقت کرنے پر ہوگی۔ لیکن اگر حیوۃ پر وقت

کیا جائے تو جملہ وَمِنَ الَّذِیْنَ اَشْرَکُوا اگلے جملہ کے ساتھ مل کر معنی دے گا۔ اس صورت میں تقدیر کلام یوں ہوگی۔ وَمِنَ الَّذِیْنَ اَشْرَکُوا (ناس) یَعُوْذُ اَحَدُهُمْ کَوْیَعْمَرُ اَلْفَ سَنَةٍ۔ یہاں مِنَ الَّذِیْنَ اَشْرَکُوا سے مراد یہود ہیں۔ حوالہ ملے کہ حضرت عزیرؑ اللہ کے بیٹے تھے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ہے وَقَالَتِ الْیَهُودُ عُزَیْرُ بْنُ اِبْنِ اللّٰهِ (۹۱: ۳۰) اور یہود کہتے ہیں کہ عزیر خدا کے بیٹے ہیں۔ مطلب اس صورت میں یہ ہوگا۔ اور یہود میں ایسے لوگ بھی ہیں جن میں سے ہر ایک چاہتا ہے کہ کاش جیتا ہے ہزار برس۔

یَعُوْذُ۔ مضارع واحد مذکر غائب۔ مَوْذُوۃً (باب سَمِعَ) پسند کرتا ہے۔ خواہش کرتا ہے۔ آرزو کرتا ہے۔ کَوْ۔ یہاں کَوْ تمنائی ہے اور کَیْت کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ کاش۔ کَوْیَعْمَرُ اَلْفَ سَنَةٍ کاش وہ ہزار برس جیتا ہے۔

وَمَا هُوَ بِمُزْحَضٍ مِنَ الْعَذَابِ اَنْ یُّعْمَرَ۔ میں داو ماطفہ ہے مَا تَافِر۔ مُزْحَضٌ اسم فاعل کا صیغہ واحد مذکر۔ اَلْمُزْحَضَةُ مصدر معنی دور ہٹانا۔ برطرف کرنا۔ اور مجہول قرآن مجید میں ہے فَمَنْ رُحِیْتُ عَنْ النَّارِ (۳: ۱۸۴) پس جو شخص آگ سے دور رکھا گیا۔

هُوَ صَیْرٌ واحد مذکر غائب اَحَدُهُمْ کی طرف راجع ہے۔ اور اَنْ یُّعْمَرَ فاعل ہے مُزْحَضٍ کا۔ اور معنی یہ ہیں کہ کوئی ان میں سے ایسا نہیں کہ اس کو عمر دیا جانا عذاب سے بچا سکے۔

اَنْ مصدر یہ ہے۔ اور یُعْمَرُ مضارع مجہول واحد مذکر غائب۔ تَعْمِیْرُ مصدر (باب تَفْعیل) کہ اس کی عمر (زیادہ) کی جائے۔ اس کو عمر دی جائے۔

۹۷: ۲۔ مَنْ کَانَ عَدُوًّا لِجِبْرِیْلِ جملہ شرطیہ ہے۔ اس کا جواب فُھُو عَدُوُّ اللّٰهِ (وہ اللہ کا دشمن ہے) محذوف ہے۔

فَاِنَّهُ نَزَّلَهُ۔ فار تعلیل ہے اِنَّ حرف مشبہ بالفعل کا ضمیر واحد مذکر غائب۔ جِبْرِیْلِ کی طرف راجع ہے اور نَزَّلَهُ میں کا ضمیر مفعول اور مذکر غائب کا مرجع قرآن مجید ہے۔ ترجمہ۔ کس نے اس کو اس نے تو اس قرآن مجید کو اتارا۔

عَلٰی قَلْبِکَ۔ تیرے دل پر۔ حق عبادت یہ تھا کہ عَلٰی قَلْبِکَ (میرے دل پر) ہوتا۔ کیونکہ قُل کے بعد مقولہ حکم کے مخاطب کی زبان سے ہے۔ لیکن بطور حکایت کلام باری تعالیٰ کے عَلٰی قَلْبِکَ فرمایا۔

وَإِذْ اٰذَنَ اللّٰہُ۔ بَ حرف جار اِذْ اٰذَنَ اللّٰہُ مضاف۔ مضاف الیہ مل کر مجرور۔ یہ نَزَّلَ کے فاعل سے حال ہے مَصَدِّقًا۔ اسم فاعل واحد مذکر۔ منصوب بوجہ نَزَّلَهُ کی ضمیر کا سے حال ہونے کے لئے۔

لَسَا بَيْنَ يَدَيْهِ الْقَصْدِ اِسْ كِمْ جَوَاس سے پہلے یعنی پہلے آجکا ہے۔ يَدَيْهِ میں ہا خیر کا۔ جَعَدَ اَنْ يَجِيْدَ۔
لام حرف جہے بَيْنَ مضاف يَدَيْهِ مضاف الیہ اور مضاف الیہ مل کر ماضی ماضی کے ہا موصولہ
صلہ۔ صلہ اور موصول مل کر مجرور

وَهْدَىٰ وَبَشَّرَ۔ هَدَىٰ وَبَشَّرَ اَمْحَىٰ مَصْدَرًا كِ طَرَحَ نَزَلَہ کے ہا خیر سے حال ہیں هَدَىٰ رَا بِنَاہِی۔
ہایت۔ راہ دکھانا (باب صَرَبَ) مصدر واسم مصدر۔

بَشَّرَ۔ خوشخبری ایسی خبر کہ جس کو سن کر بشرہ پر مسرت و خوشی کے آثار نمایاں ہوں۔

۹۸:۲۔ مَن شَرَطَ بے جواب شرط مضاف ہے۔ اَصْدَرَ کلام یوں ہے۔ مَن كَانَ عَدُوًّا.....

وَمَنْ كَانَ عَدُوًّا مَجْزِيًّا بِالشَّذَابِ۔ جو کوئی مخالف (یا دشمن) ہو اللہ کا یا اس کے فرشتوں کا یا اس کے
پیغمبروں کا یا جبریل کا یا میکائیل کا تو وہ کافر ہے اور مستوجب عذاب شدید ہے۔

عَرَبِیِّمْ اَوْ عَرَفَ عَطْفِیِّ كِ لَمْ یَنْهَی اَمَّا۔ بلکہ بمعنی اَوْ (یا) بھی مستعمل ہے یہاں اسی معنی میں آیا ہے۔
یعنی ان میں سے جو کسی ایک کا دشمن ہے وہ سب کا دشمن ہے۔

عَدُوًّا۔ عَدُوًّا۔ مصدر بھی ہے اور اس صورت میں یہ ضعیفہ دوست اور محبت کا۔ عَدُوًّا اسم بھی ہے اس صورت
میں یہ مقابل ہے دوست کا۔ یہاں دو نذر ذکر صورت میں استعمال ہے سَدُوًّا اَوْ یَوْمَ نَزَلَہ کے منسوب ہے

فَاتَّ اللَّهُ۔ میں فاء جزائیہ ہے اس صورت میں جملہ سابقہ شرطیہ اور فَاتَّ اللَّهُ عَدُوًّا تَنْكَفَرُیْنَ۔ جواب شرط ہوگا
ترجمہ آیت یوں ہوگا۔ جو کوئی مخالف ہو اللہ کا یا اس کے فرشتوں کا یا اس کے پیغمبروں کا یا جبریل کا یا میکائیل کا تو
اللہ بھی بالیقین مخالف ہے (ایک لفظوں کا۔ تفسیر الماحدی)

۹۹:۲۔ وَلَقَدْ۔ وَاَوْ عَالَفَ۔ لَمْ تَاكِدَ۔ اور قَدْ ماضی پر داخل ہو کر تحقیق کا معنی دیتا ہے

مَا يَكْفُرُ بِهَا۔ میں مَن نافر ہے اور ہا خیر واحد مؤنث غائب ایات کی طرف راجع ہے۔

الْعَافِیْنَ۔ اسم فاعل جمع مذکر فِئْتِ وَفِئْتِ مصدر۔ فِئْتِ فُلَانٌ کے معنی ہیں کسی شخص کا دائرہ فِئْتِ
سے نکل جانا اور یہ فِئْتِ الرُّطْبِ کے محاورہ سے ماخوذ ہے جس کے معنی گدڑی کھجور کے اپنے چھلکے سے باہر
نکل آنا کے ہیں عام طور پر ناسق کا لفظ اس شخص کے متعلق استعمال ہوتا ہے جو احکام شرعیہ کا التزام اور اقرار
کرنے کے بعد تمام یا بعض احکام کی نفوذ و زری کرے۔

۱۰۰:۲۔ اَدْ كَلَّمَ۔ اَمْحَىٰ (استفہام) انکاری کے لئے، وَاَوْ عَالَفَ كَلَّمَ۔ كَلَّمَ اور مَن سے دُکب ہے معنی

كَلَّمَ وَفِئْتِ۔ جب جب کبھی، جس جس وقت (نیز ملاحظہ ہو ۸۷:۲)

عَلَّمَ۔ ماضی جمع مذکر غائب۔ مُعَالَفَةً (مُعَالَفَةً) مصدر سے۔ انہوں نے عبد باندھا۔ انہوں نے
عبد کیا۔ اَدْ كَلَّمَ عَلَّمَ۔ کیا ہمیشہ ایسا ہی نہیں ہوتا رہا کہ جب انہوں نے کوئی عبد کیا۔ (تفسیر القرآن)

کیا یوں نہیں کہ جب کبھی انہوں نے وعدہ کیا۔ (ضیاء القرآن)

بَيْدًا - بَيْدًا ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب بَيْدًا (باب ضَوْبٍ مصدر بمعنی پھینکنا۔ ضمیر مفعول واحد مذکر غائب۔ اس نے اس کو پھینک دیا۔ یا توڑ دیا۔ ضمیر کا مرجع عہد ہے (باب نصر سے بمعنی پھڑپھڑا بھی آتا ہے اسی سے بَيْدًا پھڑپھڑا ہوا عرق۔

بَيْدٌ - حرف انحراف ہے پہلے قول سے اعراض اور دوسرے کی توثیق۔ یعنی ایک فریق کی توبات ہی کیا بلکہ ان میں سے اکثر کا تو اس عہد پر ایمان ہی نہ تھا۔ انظر ملاحظہ ہو۔ ۲: ۱۴۵)

۱۰: ۲۔ لَمَّا جَب - لَمَّا کئی طرح سے استعمال ہوتا ہے۔

۱) بطور حرف شرط۔ اس صورت میں ماضی کے دو جملوں پر آتا ہے مثلاً آیت ہذا کہ ماضی کے دو جملوں جَاءَ رَسُولٌ..... بَيْدًا فَرَفَعُوا۔ جو بالترتیب جملہ شرطیہ جملہ جزائیہ ہیں۔ یا اور جگہ آں مجید میں ہے فَلَمَّا جَعَلَكُمْ إِلَى الْبَرَاءَةِ عَزَّ وَجَلَّ (۱۶-۱۷) پھر جب وہ (دوبنے سے) بچا کر تم کو خشکی کی طرف لے آیا تم نے نہ پھیر لیا۔ جب کے معنی میں اسم ظرف بھی ہے۔ ا۔ ۱۔ (۱)

۲) بطور حرف استثناء۔ بمعنی إِلَّا۔ مگر۔ مثلاً۔ اِنَّ كُلَّ نَفْسٍ لَّمَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ (۸۶: ۴) کوئی نفس نہیں مگر اس پر نگران (فرشتہ) مامور ہے۔

۳) حرف جازم فعل۔ مضارع پر داخل ہو کر اس کو جزم دیتا ہے اور مضارع کو ماضی منفی بنو کر دیتا ہے (۱) ماضی کی نفی زمانہ حال تک با استمرار چلی آتی ہے۔

(ب) جس فعل کی نفی ہوتی ہے اس کے ثبوت (یعنی ہو جانے کی توقع رہتی ہے۔

مثلاً ۱) بَلْ لَمَّا يَبْدُ قَوْلُ اَعْدَابِ (۳۸-۸) بلکہ انہوں نے میرے عذاب کا مزہ ابھی تک چکھا ہی نہیں اگو ان کا یہ مزہ پچھنا متوقع امر ہے)

۲) وَلَمَّا يَدْخُلِ الْاِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ۔ (۴۹: ۱۴) اور ایمان تو ہونور تھا سے دلوں میں داخل ہی نہیں ہوا (گو اس کا تمہارے دلوں میں داخل ہونا متوقع ہے)

۴) لَمَّا يَرِ لَمَّا يَرِ لَمَّا يَرِ (باب نصر) کا مصدر بھی ہے۔ اپنا اور دوسروں کا حصہ کھا لینا لَمَمْتُ اَجْمَع۔ میں نے سب سمیٹ لیا۔ قرآن مجید میں ہے وَمَا خُلُوْنَ التَّرَاثِ اَخْلًا لَمَّا (۱۹: ۱۹) اور تم میراث کے مال کو سمیٹ کر کھا جاتے ہو (نیز ملاحظہ ہو ۲: ۲۱۴)

لَمَّا جَاءَ..... مَا مَعَهُمْ۔ جملہ شرطیہ اور بَيْدًا فَرَفَعُوا..... ظُہُورِہِمُ جواب شرط اور كَاٰہُمْ لَا يَكْمُلُوْنَ ط موضع حال میں ہے۔

مُصَدِّقٌ۔ صفت ہے رَسُولٌ کی۔

مَا عَمَهُ۔ موصول وصل کی مجرور ہے لام حرف بنکر۔ اور جار مجرور مل کر متعلق مَصَدَّق کا۔
كَانَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ؕ كَانَتْ حُرُوفٌ مُشْبِهَةٌ بِالْفِعْلِ۔ هُمُ اس کا اسم لَا يَعْلَمُونَ فعل بافاعل ہے۔
فعل اپنے فاعل کے ساتھ مل کر جملہ خبریہ ہو کر کَانَ کی خبر۔ کَانَ اپنے اسم اور خبر سے مل کر جملہ خبریہ
ہو کر فَرْقِیْنِ سے حال ہے۔ گویا وہ جانتے ہی نہیں۔

دَرَاء۔ اصل میں مصدر ہے جس کو بطور ظرف استعمال کیا جاتا ہے۔ اس کی اصناف فاعل کی طرف بھی ہوتی
ہے اور مفعول کی طرف بھی۔ اس کا معنی ہے اڑ۔ حد فاعل کسی چیز کا آگے یا پیچھے ہونا۔ علاوہ اور سوا ہونا۔
کُتِبَ اللّٰهُ دَرَاءَ ظَهْرِهِ۔ انہوں نے کتاب اللہ کو پس پشت ڈال دیا۔ یعنی قابل اعتناء نہ سمجھتے ہو
اس پر عمل نہ کیا۔

اَتَّبَعُوا۔ ماضی جمع مذکر غائب اِتَّبَعَ (اِتَّبَعَالُ) مصدر سے۔ انہوں نے پیروی کی۔ انہوں نے اتباع
کیا۔ مَا تَتْلُوا الشَّيْطَانُ۔ مَا موصول۔ تَتْلُوا مضارع واحد مؤنث غائب۔ تِلَادَةٌ (باب نصر)
مصدر۔ وہ پڑھتی ہے۔ وہ (جماعتِ شیاطین) پڑھتی ہے۔ وہ تلاوت کرتی ہے مضارع بطور حکایت
حال ماضی آیا ہے اس لئے ماضی کے معنی دیتا ہے۔ تلاوت کا لفظ آسمانی کتابوں کی اتباع اور پیروی کے
لئے مخصوص ہے جو کبھی ان کے پڑھنے اور کبھی ان کے مضامین امر و نہی اور ترغیب و ترہیب کے ذریعہ
کرنے سے حاصل ہوتی ہے۔ تَتْلُوا الشَّيْطَانُ صلب ہے مَا موصول کا۔ اَتَّبَعُوا مَا تَتْلُوا الشَّيْطَانُ
اور وہ ان اہل زیات کے پیچھے لگ گئے جو احزابِ سیماں کے عہد سلطنت میں اپڑھا کر سکتے تھے
عَلَى مُلْكٍ سُلَيْمَانَ۔ عَلَى بمعنی ہوتے سُلَيْمَانَ بوجہ عجز و موافقہ غیر منفرد منصوب ہے عَلَى
مُلْكٍ سُلَيْمَانَ۔ سیماں کے زمانہ حکومت میں۔

الشَّيْطَانُ جمع شیطن کی ہے۔ شَطَن مادہ تَفَعَّلَ کے وزن پر بہرہ رکش اور شریر شخص کو
شطان کہتے ہیں خواہ وہ جن ہو یا انسان۔ جیسا کہ قرآن مجید میں آیا ہے۔ وَكَذَلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ
عَدُوًّا شَيْطَانِ الْإِنْسِ وَالْجِنِّ (۱۱۳: ۶) اور اسی طرح ہم نے شیطان اسیرت انسانوں کو اور
جنوں کو ہر غیر کا دشمن بنا دیا تھا

الشَّيْطَانُ بوجہ عمل لکن منصوب ہے
وَمَا كَفَرَ سُلَيْمَانُ وَلَئِنَّ الشَّيْطَانُ كَفَرُوا۔ حضرت سلیمان (علیہ السلام) نے مطلق کفر نہیں کیا
بلکہ شیطانوں نے کفر کیا تھا۔ یہاں جادو کرنے کو کفر سے تعبیر کیا گیا ہے جیسا کہ اگلے جملے میں ارشاد ہوتا ہے
يَعْلَمُونَ النَّاسَ الْيَخْرُ۔ کدوہ لوگوں کو سحر (جادو) سکھاتے تھے، یعنی لوگوں کو جادو سکھانا یا اس پر
خود عمل کرنا حضرت سلیمان کا فعل نہ تھا بلکہ اس وقت کے سرکش اور شریر افراد کا یہ کام تھا کہ لوگوں کو

جادو سکھاتے تھے۔ یُعَلِّمُونَ النَّاسَ السِّحْرَ۔ حال ہے کَفَرُوا کی ضمیر فاعل مستتر ھم سے
وَمَا أُنْزِلَ عَلَى الْمَلَائِكَةِ بِتَابِلٍ هَادُواً وَدَمَادُواً۔

واڑ عاطر ہے اور جہل کا عطف جملہ سابقہ مَا تَشْتَلُوا.... عَلَى مِثْلِ سُلَيْمَانَ پر ہے۔ یعنی وہ ان
نہزلیات، کے پیچھے لگ گئے جو سیماں کے عبد سلطنت میں شیاطین پڑھا کرتے تھے اور ان (علوم و فنون
پیچھے) جو بابل میں ہاروت و ماروت کو حاصل تھے۔

چونکہ عطف تغایر کو چاہا ہے اس لئے مَا أُنْزِلَ سے سحر کی نوع دیگر مراد ہے یا سحر کے سوا دیگر علوم و فنون
(عبداللہ یوسف علی) اُنْزِلَ سے نازل من اللہ مراد نہیں بلکہ ان دونوں کی علمی استعداد جو ان کو اللہ کی
طرف سے حاصل تھی (بابل میں ہاروت و ماروت پر کوئی جادو وارد نازل نہیں ہوا تھا۔) (حقانی)
بِتَابِلٍ هَادُواً وَدَمَادُواً بوجہ معرفہ غیر منفرد ہیں اور بدیں وجہ منسوب۔

صاحب تفسیر حقانی کہتے ہیں۔ ہاروت و ماروت شہر بابل میں دو شخص تھے کہ جن کو ان کے عجائب افعال
اور نیک چہلنی کی وجہ سے ان کو لوگ فرشتہ کہتے تھے اور ان کا یہ لقب مشہور ہو گیا تھا۔ یہ شخص اس فن سے
وافقت تھے مگر اس کو بُرا سمجھتے تھے۔ یہاں تک کہ جو شخص ان کے پاس سیکھنے آتا اس سے یہ کہہ دیتے تھے کہ
مجھائی خدا نے یہ علم ہم کو تمہاری آزمائش کے لئے دیا ہے اس کو نہ سیکھو ورنہ ایمان جاتا رہے گا۔

(ان کے متعلق یہ کہان کردہ دو فرشتے تھے جو حضرت ادریس علیہ السلام کے عہد میں زمین بابل میں آئے تھے
ایک حسین عورت نہر پر عاشق ہو گئے اور اس کے بہکانے پر فیشرٹی کام کئے اور سزا میں ایک کنویں میں
لٹے لٹکائے گئے وغیرہ۔ سب بے حقیقت اور بے محکی باتیں ہیں)

وَمَا يُعَلِّمُونَ مِنْ أَحَدٍ۔ مَا نَافِعٍ۔ یُعَلِّمُونَ مضارع تثنیہ مذکر غائب وہ دونوں نہیں سکھاتے تھے۔
تَعْلِيمٌ (تَفْعِيلٌ) مصدر مِنْ أَحَدٍ میں مِنْ زائدہ ہے

حَتَّى۔ اِلَی۔ اَنْ۔ جب تک۔

یَعُوذُ۔ مضارع تثنیہ مذکر غائب۔ حتیٰ کے بعد اَنْ مقدرہ کی وجہ سے مضارع منصوب آیا ہے۔ قَوْلٌ
مصدر (بَاب نَصَر) وہ دونوں کہہ دیتے تھے۔

فِتْنَةٌ۔ آزمائش۔ فِتْنَةٌ۔ فِتْنٌ۔ سے مشتق ہے۔ جس کے معنی سونے کو آگ میں گلانے کے ہیں تاکہ اس کا
کھرا کھوٹا ہونا معلوم ہو جائے۔ قرآن مجید میں لفظ فِتْنَةٌ اور اس کے مشتقات کو مختلف معانی میں استعمال
کیا گیا ہے۔ مثلاً آزمائش، (آیہ ذی) آفت، مصیبت، فساد، کفر، بد نظمی، عبرت، ایذا وغیرہ۔

اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ مِّنْ اِنَّمَا کلمہ صر ہے۔ ہم تو صرف آزمائش ہیں۔

لَا تَكْفُرُ۔ فعل نہی واعد مذکر حاضر۔ تو کافر مت بن

فَيَتَعَلَّمُونَ - فاء عاطفہ ہے يَتَعَلَّمُونَ کا عطف يَعْلَمُونَ پر ہے اور نفی میں شامل نہیں۔ تقدیر کلام کچھ ایسے ہے مَا يَعْلَمُونَ مِنْ أَحَدٍ حَتَّى يَقُولُوا إِنَّمَا عَلَّمَتْهُمُ اللَّهِ فَلَا تَكْفُرُ (يَعْلَمُونَ مِنْ أَحَدٍ) بَعْدَ ذَلِكَ الْقَوْلِ، فَيَتَعَلَّمُونَ مِنْهُمَا الخ۔ وہ دونوں کسی کو دسکھاتے تھے جب تک کہ یہ نہ کہہ دیتے کہ ہم تو از مائش کے لئے ہیں۔ "تو کافر بن" (لیکن جب وہ اس پر بھی سیکھنے پر اصرار کرتے تو) وہ ان کو اس قول کے بعد سکھانے پر آمادہ ہو جاتے اور وہ لوگ ان دونوں سے سیکھتے ایسی بات کہ الخ

يَتَعَلَّمُونَ - مضارع جمع مذكر غائب تَعَلَّمَ (افْعَلُّ) مصدر سے۔ وہ سیکھتے تھے مَا يُفَرِّقُونَ - ما موصولہ ہے يُفَرِّقُونَ مضارع جمع مذكر غائب تَفَرَّقَ (افْعِلُّ) مصدر۔ وہ جدائی پیدا کرتے تھے یہ میں ضمیر واحد مذكر غائب کا مروجہ و ہاد وجود و مارت سے سیکھتے تھے جدائی والے کے لئے۔

وَمَا هُمْ بِضَآئِرٍ مِنْ دَمٍ مِنْ أَحَدٍ - واو عالیہ ہے مَا تَانِيَةً مِثْلَ بَلَيْسَ - بِضَآئِرٍ میں بَاء زائدہ ہے اور مِنْ أَحَدٍ میں مِنْ زائدہ ہے یہ میں ضمیر واحد مذكر عام متغی وہی ہے جو بے مذکرۃ الصدر میں ہے۔ مطلب۔ اِنِّی مَا یُضَرِّقُونَ یہ أَحَدًا اس سے وہ کسی کو کچھ بھی ضرر نہیں پہنچا سکتے تھے جملہ عالیہ بے جملہ سابقہ سے۔

وَيَتَعَلَّمُونَ مَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ - اس جملہ کا عطف جملہ يَتَعَلَّمُونَ مِنْهُمَا الخ پر ہے مَا يَضُرُّهُمْ میں ما موصولہ ہے يَضُرُّهُمْ جملہ فعلیہ ہو کر معطوف علیہ ہے اور وَلَا يَنْفَعُهُمْ جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر معطوف۔ معطوف علیہ و معطوف مل کر صلہ ہوا ما موصولہ کا۔ وہ لوگ وہ بات سیکھتے تھے جو ان کو ضرر دیتی تھی اور ان کو نفع نہیں دیتی تھی۔

وَلَقَدْ عَلِمُوا - واو عاطفہ لام تاکید کا۔ قَدْ ماضی پر داخل ہو کر، تحقیق کے معنی دیتا ہے عَلِمُوا میں ضمیر فاعل جمع مذكر غائب اَلَيْهِمْ قَدْ کے لئے ہے۔

لَمَنِ اشْتَرَاهُ مَا لَهُ فِي الْآخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ - لام ابتدائیہ (جو مبتدأ پر داخل ہوتا ہے) مَنْ موصولہ اشْتَرَاهُ (اشْتَرَى فعل بافاعل مفعول جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر) صلہ اپنے موصول کا اور موصول وصلہ مل کر مبتدأ ہے (جس پر کہ لام ابتداء داخل ہو جائے)

ترجمہ: اور یہ شک وہ (یہود) جان چکے تھے کہ جس نے اس (سح) کو (کتاب اللہ کے عوض) خریدا اس کے لئے آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔ جملہ لَمَنِ اشْتَرَاهُ مِنْ خَلَاقٍ مفعول ہے عَلِمُوا کا (اشْتَرَى ماضی واحد مذكر غائب اشْتَرَا (افْعَلَّ) مصدر۔ اس نے خریدا۔ اس نے مول لیا۔

یا اس نے بیجا، کا ضمیر مفعول سحر کے لئے ہے۔

خَلَاقٍ - حصہ - اپنی عادت اور خلق سے جو فضیلت انسان حاصل کرے اس کا نام خلاق ہے۔
 وَلَيْسَ مَا شَرَوْا بِدِ الْفَسْهَدِ - دَاوَّ عَالِفٍ مَا مَوْفٍ ہے۔ شَرَوْا بِهِ الْفَسْهَدُ جملہ فلیہ
 ہو کر صفت (۴) کا مرجع مَا بمعنی شَيْئًا ہے، یُسْ فاعل ذم ہے بُرّا ہے۔ لَام تائید کا ہے۔ اور جس
 شے کے عوض انہوں نے اپنی جانوں کو بیچ ڈالا وہ بُری تھی۔ شَرَوْا ماضی کا میض جمع مذکر غائب مَشْرَا
 (باب ضَرَبَ) سے بمعنی خرید و فروخت کرنا۔ بہر دو معنی یعنی خریدنا اور فروخت کرنا کے لئے استعمال ہوتا
 لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ - کاش وہ جانتے۔

خَالِدٌ - اگر کوئی بطور شہرہ رکھے کہ اللہ تعالیٰ نے تو بطور تائید یہ فرما دیا وَلَقَدْ عَلِمُوا لِنَبِيِّكَ
 جان چکے) تو پھر لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ (کاش وہ جانتے) کے کیا معنی ہوں گے؟

جواب یہ ہے کہ علم کی دو قسمیں ہیں۔ ایک علم سطحی ہے جو محض زبان پر ہے اس کا دل سے یا عمل سے
 کوئی تعلق نہیں۔ دوسرا علم جو قلب کی گہرائیوں تک جا گھسنے اور اس کو منور کر دے۔ اور یہی علم نافع ہے۔
 یہود کا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے بیٹوں کی طرح پہچانتا بھی اسی قبیل سے تھا۔ کہ وہ سطحی جانتے تھے
 اور مانتے تھے کہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں لیکن یہ اقرار ان کی زبانوں تک ہی محدود تھا ان کے دل
 اس کے نور سے عاری تھے اس لئے ان کی یہ پہچان ان کو کچھ نافع نہ تھی (تخفیف از تفسیر مظہری)

قرآن حکیم کی مندرجہ ذیل آیات متعلقہ ہیں۔ ۱۲۶: ۲ اور ۲۰: ۲۰

۲: ۱۰۳ - وَكَوْنَتْهُمْ اُمَّتًا رَاٰ اٰمَنُوْا بِالرَّسُوْلِ اَوْ لَمَّا اُنْزِلَ الْكِتٰبُ اِلَيْهِ اِلَّا بِالتَّوْبَةِ

دَاوَّ - عاطفہ ہے لَوْ اَتَتْهُمْ اُمَّتًا رَاٰ اٰمَنُوْا جملہ شرطیہ اور اَتَقَوْا کا عطف جملہ سابقہ پر ہے اور یہ بھی جملہ

شرطیہ دوم ہے۔ اور جملہ لَمَتَّوْبَةٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ خَيْرٌ - جواب نہ ط ہے اصل اس کی یوں ہوگی۔

وَكَوْنَتْهُمْ اُمَّتًا رَاٰ اٰمَنُوْا لَدُنِّيْهُمْ اُمَّتًا مَّتَّوْبَةٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ خَيْرٌ اَمَّا شَرَوْا بِهِ اَنْفُسَهُمْ

اور اگر وہ ایمان لاتے اور پرہیز گاری کرتے تو وہ ضرور صلہ پاتے خدا کے ہاں سے جو اس چیز سے بہتر ہوتا

جس کے عوض انہوں نے اپنی جانوں کو بیچ ڈالا

لَمَتَّوْبَةٌ مِّنْ لَّم تَأْكِدَ لَمْ يَكُنْ - مَتَّوْبَةٌ - تَوْبٌ سے ہے جس کے معنی کسی چیز کے اپنی اصلی حالت

کی طرف لوٹ آنے کے ہیں۔ یا غور و فکر سے جو حالت مقدر اور مقصود ہوتی ہے اس تک پہنچ جانے کے

ہیں۔ اول الذکر کی مثال ثَابَتْ اِلٰی دَارِهِ - فلاں اپنے گھر لوٹ آیا۔ یا ثَابَتْ اِلٰی نَفْسِيْ

میری سانس میری طرف لوٹ آئی۔ مؤخر الذکر کی مثال تَوْبٌ ہے۔ کیونکہ سوت کا تنے سے مقصود

کپڑا بننا ہے لہذا کپڑا بن جانے پر گویا سوت اپنی حالت مقصود کی طرف لوٹ آتا ہے۔

یہاں مَثَوْبَةٌ بمعنی اچھا بد۔ ثواب، جزا ہے۔ خَيْرٌ یہاں بطور صیغہ افعَل التفضیل ہے، افضل علیہ اس کو یا تو اس لئے نہت کیا گیا کہ مفصل کو افضل علیہ سے اس قدر عالی سمجھا کہ افضل علیہ سے اس کو کسی قسم کی مناسبت ہو۔ یا اس واسطے کہ تخصیص کسی شخص کے نہ ہے۔ تفضیل کل ہو جائے اور معلوم ہو جائے کہ مفصل حمد اشیاء سے بہتر ہے لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ - آیت سابقہ ملاحظہ ہو۔

۲: ۱۰۴ - دَاعَيْنَا۔ رع ی۔ مادہ سے مشتق ہے مَوَاعَاةٌ (مُعَاةَلَةٌ) مصدر سے۔ امر کا صیغہ واحد مذکر عاقر ہے مَوَاعَاةٌ بمعنی حفاظت کرنا، کسی کی طرف کان لگانا۔ مثلاً دَاعَيْنَا صَنِيعِي۔ میں نے اس کی طرف کان لگایا۔ یا کسی کی بات کی طرف دھیان دیا۔ مثلاً هُوَ لَا يُؤَاغِي إِلَى قَوْلِ أَحَدٍ۔ وہ کسی کی بات پر دھیان نہیں دیتا۔ دَاعَيْنَا۔ ہماری طرف کان لگا۔ ہماری طرف متوجہ ہو۔

الْتَوَعَّى - اصل میں حیوان یعنی بانڈر چیز کی حفاظت کو کہتے ہیں۔ غواہ غذا کے ذریعہ سے ہو جو اس کی زندگی کی محافظ ہے یا اس سے دشمن کو دفع کرنے کے ذریعے سے ہو۔ مثلاً اَنَّا عَيْنُهُ میں نے اس کے سامنے چھارہ ڈالا۔ اور تَعَيْنَتْهُ میں نے اس کی نگرانی کی۔ اسی سے دَعَى چارہ یا گھاس کو کہتے ہیں اور مَوْعَى چرواہا کو۔ اسی سے تَوَاعَى چرواہا کو کہتے ہیں۔ نیز تَوَاعَى یہود کی زبان میں ایک نہایت فحش گالی تھی۔ تَوَاعَيْنَا ہماری طرف کان لگایا متوجہ ہو) کو زبان دبا کر تَوَاعَيْنَا بولتے اور اپنے دل میں اس کے معنی لیتے۔ اسے ہمارے چرواہے یا بطور گالی تَوَاعَيْنَا۔ تَوَاعَيْنَا سے معنی احمق، استعمال کرتے۔ ان کی دیکھا دیکھی اور ان کی نیت کو جاننے بغیر مسلمان بھی کہیں یہ لفظ (یعنی ہماری طرف متوجہ ہو) استعمال کر لیتے تھے۔ آیت ہذا میں خداوند تعالیٰ نے مسلمانوں کو اس کے استعمال سے منع فرمایا ہے تاکہ یہ دو معنی لفظ کسی گستاخی کا باعث نہ بن سکے۔ اور ہدایت فرمائی کہ وہ (یعنی مسلمان) دَاعَيْنَا کے بجائے اَنْظُرْنَا کہہ کریں۔

دَا سَمِعُوا۔ واو عاطفہ۔ (سَمِعُوا سَمَاعٌ) (باب سَمِعَ) مصدر سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر ہے۔ تم سنو۔ تم سنتے رہو۔ یعنی اَنْظُرْنَا (آپ ہماری طرف نظر فرمائیں) کہہ دو اور پھر دھیان سے سنو۔ ۲: ۱۰۵ - مَا يَكُونُ۔ مَا ناغیہ ہے۔ يَكُونُ۔ مضارع کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ مَوْعِدَةٌ مصدر۔ باب سَمِعَ۔ نہیں پسند کرتے۔ نہیں چاہتے ہیں۔

مِنْ بَيَانِہ ہے۔ اور وَلَا الْمُشْرِكِينَ میں واو عاطفہ اور لَا زائدہ ہے اَنْ يَنْزِلَ میں اَنْ مصدر یہ ہے۔ يَنْزِلَ۔ مضارع مجہول واحد مذکر غائب۔ يَنْزِيلٌ (تَنْغِيلٌ) مصدر سے بمعنی نازل کیا جانا۔ اَنْ يَنْزِلَ عَنْكُمْ وَفِ خَيْرٍ مِنْ دِينِكُمْ یہ جملہ مفعول ہے يَكُونُ کا ترجمہ یہ ہوگا۔ وہ لوگ جو کافر ہیں کتاب دالے ہوں یا مشرک تمہارے رب کی طرف سے تم پر کسی بھلائی کے نازل کئے جانے پر خوش نہیں ہیں۔ دَا اللّٰهُمَّ میں واو عالیہ ہے۔

يَخْتَصُّ - مضارع واحد نكر غائب - اِخْتَصَّاصًا (اِفْتِعَالٌ) مصدر سے - وہ خاص کرتا ہے - وہ مخصوص کرتا ہے - ترجمہ - مالاکھ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے جسے چاہے مخصوص کر لے -

ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ - ذُو مضاف - الْفَضْلُ موصوف الْفَعْلُ صفت - موصوف وصفت مل کر مضاف الیہ - عظیم فضل والا - بڑے ہی فضل کا مالک -

۱۰۶:۲ - مَا شَرَطَ ہے اور جازم فعل ہے - مَا مِنْ اِیْذٍ جو آیت بھی - جس آیت کو بھی -

نَنْسَخُ - مضارع جمع متکلم مخبروم بوجہ عمل مَا شَرَطَ نَسَخٌ (باب فَتْحَ مصدر بمعنی زائل کرنا - بدل دینا - بیکار کر دینا - ایک چیز کو دوسری کی جگہ قائم کرنا - صورت بدل دینا - لکھنا - اِلَّا نَسْتَسْلِفُ (باب اسْتِفْعَال) کے معنی کسی چیز کے لکھنے کو طلب کرنے یا کھینے کے لئے تیار ہونے کے ہیں لیکن بمعنی نَسَخَ (لکھنا) بھی قرآن مجید میں آیا ہے - شَلَّا - اِنَّا كُنَّا نَنْسَخُ مَا كُنْتُمْ تَقْسِمُونَ (۲۹:۴۵) جو کچھ تم کیا کرتے تھے ہم لکھواتے جاتے تھے - شَتَا سَنَدٌ ایک کے بعد دوسری چیز کا اس کے قائم مقام ہونا - بیساکہ اہل بنود میں مسند تاسخ ہے کہ آتا یعنی روح ہر موت پر دوسرا روپ دھار لیتی ہے اور عمل جاری رہتا ہے تا آنکہ آتما کو خداوند (نجات) حاصل ہو -

آیت ہذا میں جملہ کا ترجمہ ہو گا - ہم جس آیت کو منسوخ کر دیتے ہیں -

اَوْ - یا - حَرْفٌ عطف ہے -

نَسِيَهَا - مضارع جمع متکلم - اصل میں نَسِيَهَا تھا - یا کو ساتھ لیا گیا ہے - بِرِ الْاِنْسَاءِ (اِفْعَالٌ) مصدر سے ہے اَنْسَى يُنْسِي - مَا ضَمِيرٌ مفعول واحد نون غائب ہے جس کا مرجع آیت ہے ہم اسے فراموش کرا دیتے ہیں اَنْسَى - مادہ -

نَانَتْ - مضارع جمع متکلم - اِنْتِيَانُ (باب ضَرْبَ) مصدر سے - یہ فعل لازم ہے - لیکن ہا - کے ملکہ کے ساتھ آئے تو متعدی کے معنی دیتا ہے - ہم لاتے ہیں - ہم دیتے ہیں

ہا ضمیر واحد نون غائب اِیْذٍ کے لئے ہے - نَانَتْ بِخَيْرٍ مِنْهَا اَذْوَ مَثَلًا - جملہ جواب شرط ہے - اَلَمْ تَقْلُدْ - ہمزہ استفہامیہ ہے - لَمْ تَقْلُدْ نفی جملہ کلم کا صیغہ واحد نکر حاضر ہے - کیا تو نہیں جانتا - (۱۰۷:۱) مَا لَكُمْ میں مَا نافیہ ہے -

مِنْ دُؤْنِ اللَّهِ - اللہ کے سوا -

وَلِيٌّ - وَلَا يَكُنَّ سے بروزن فَعِيلٌ صیغہ صفت ہے - مددگار

لَصِيْبٌ - لَصُرَ سے بروزن فَعِيلٌ صیغہ صفت ہے - بچانے والا -

۱۰۸:۲ - اَمْ - یا - کیا - خواہ - حرف عطف ہے استفہام کے معنی دیتا ہے کبھی بمعنی بَلْ (حرف اضراب

بلکہ اور کبھی معنی ہمزہ استفہامیہ ہوتا ہے۔ جیسا کہ آیت نہا میں ہے اور کبھی زائدہ ہوتا ہے۔ مثلاً
 اَخْلَا تَبْصُرُونَ - اَمْ اَنْ خَيَّرَ (۴۳: ۵۱-۵۲) عبارت کی تقدیر یوں ہے۔ اَخْلَا تَبْصُرُونَ اَنْ خَيَّرَ
 کیا تم نہیں دیکھتے میں بہتر ہوں۔۔۔۔۔

يُرِيْدُ ذٰلِكَ - مضارع جمع مذکر حاضر۔ اِنَادَةُ مصدر باب افعال، کیا تم چاہتے ہو، کیا تم ارادہ کرتے ہو۔
 اَنْ - مصدر یہ ہے۔

كَمَا - کاف حرف تشبیہ ہے۔ مَا موصول (بعد کو آنے والا جملہ اس کا صلہ) جیسا کہ۔
 مَنْ يَتَّبِعْكَ الْكَفُّرُ - مضارع مجزوم بوجہ شرط وصل کی وجہ سے مجزوم کو مکسور کر دیا گیا۔ واحد مذکر غائب
 کا صیغہ تَبْكَ لُ (تَفْعَلُ) مصدر، بدل میں لینا مَنْ شرطیہ۔ جو ایمان کے بدلہ میں کفر کو لے گا۔ یا ایمان
 چھوڑ کر کفر لے گا۔

فَقَدْ - میں فار جواب شرط کے لئے ہے۔ سارا جملہ جواب شرط ہے۔
 قَدْ صَلَّ - ماضی پر آنے کی وجہ سے قَدْ تحقیق کے معنی میں ہے۔ صَلَّ ماضی واحد مذکر غائب، کھو گیا۔ راہ
 سے دور جا پڑا۔

سَوَاءَ السَّبِيلِ - مضاف، مضاف الیہ مل کر صَلَّ کا مفعول۔ یعنی راہ راستگی۔ سو بے شک وہ راہ راستگی
 کھو بیٹھا۔ راہ سے دور جا پڑا۔
 ۱۰۹: ۲۔ دَرَّ - ماضی واحد مذکر غائب۔ دَرَّ مَوْدَعَةً مصدر باب سمع، اس نے دل سے چاہا۔ دل سے
 خواہش کی۔

لَوْ - یہاں بطور حرف متنی استعمال ہوا ہے۔ کاش۔
 يَبْرُدُ ذَنْكُكَ - يَبْرُدُونَ - مضارع جمع مذکر غائب۔ دَرَّ مصدر باب نصر، کُتْمَ ضمیر مفعول جمع مذکر
 حاضر۔ کہ تم کو ٹوناد یوں۔ مرتد بنادیں۔
 كَقَدَّارٍ - مفعول ثانی ہے (کُتْمَ مفعول اول) فعل يَبْرُدُونَ کا۔
 حَسَدًا - بوجہ حسد۔ مفعول لہ۔

مِنْ عَيْنِي اَنْفُسِهِمْ - اَنْفُسِهِمْ - مضاف مضاف الیہ مل کر مضاف الیہ عَيْنِي کا جو مضاف ہے۔ یہ مضاف
 اور مضاف الیہ مل کر مجرور اپنے جہاز میں کا۔ جہاز مجرور مل کر صنت حَسَدًا کی۔ یعنی بوجہ حسد کے جو ان کے
 دلوں میں ہے۔

مِنْ بَعْدِ مَا نَبَيِّنَ لَكُمْ الْحَقَّ - بعد اس کے کہ ظاہر ہو چکا ان پر حق۔ یعنی یہ سب ان کی گذشتہ کاروائی
 اس پر ہے کہ ان معجزات اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ان صفات سے جو تواریث میں مذکور ہیں حق ان پر ظاہر

ہو چکا تھا۔

فَاغْفُواْ فَاغْفُواْ عَفْوًا عَفْوًا (باب نَصْر) مصدر سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر ہے۔ تم مہربان کرو (صَفَحُواْ - صَفَحَ (باب فَتْح) مصدر سے۔ فعل امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر ہے۔ تم درگزر کرو۔

وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ - جملہ الشایعہ ہے اور معطوف ہے جس کا عطف فَاغْفُوا پر ہے۔
 ۱۱۰:۱۲ وَ مَا تَقْدِرُوا عَلَىٰ أَنْفُسِكُمْ مِنْ خَيْرٍ - وَاوْ عاطف، مَا شرطیہ۔ مِنْ خَيْرٍ بیان ہے مَا کا۔ لَا أَنْفُسِكُمْ۔ متعلق فعل تَقْدِرُوا ہے۔ اور جو بھلائی تم اپنے لئے آگے بھیج رکھو گے۔ یہ جملہ شرطیہ اور اکلاہلہ تَجِدُوهُ عِنْدَ اللَّهِ۔ جواب شرطیہ ہے۔ تَقْدِرُوا۔ مضارع جمع مذکر حاضر۔ تَقْدِرُوا لَعَلَّكُمْ تَفْعَلُوا مصدر سے۔ تم آگے بھیج دو گے۔

۱۱۱:۱۲ لَنْ يَدْخُلَ الْجَنَّةَ - لَنْ يَدْخُلَ مضارع معروف نفی تاکید لَنْ صیغہ واحد مذکر غائب فعل مضارع منصوب بوجہ عمل لَنْ ہے۔ الْجَنَّةَ۔ مفعول ہے فعل لَنْ يَدْخُلَ کا۔
 آمَنَ بِتِلْكَ۔ مضاف مضاف الیہ۔ ان کی (جھوٹی) تمنا میں۔ اُمْنِيَّةٌ کی جمع۔
 هَا تَوَاتُوا۔ اسم فعل۔ یعنی اسم معنی فعل امر جمع مذکر حاضر ہے۔ لاؤ۔

یہ اصل میں اِيتَاءُ (افعال) ہے فعل امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ اِتَوَاتُوا۔ ہمزہ کو ہاء سے بدل کر هَا تَوَاتُوا کر لیا۔ مِمَّا تَأْتُوا۔ کوئی چیز کسی کو دینا۔

اَتَى اور هَتَى حروف مادہ ہیں ہر دو صورت میں فعل امر کی گردان یوں آئے گی۔ هَاتِي مَاتِيَا هَا تَوَاتُوا۔ الخ۔

بُؤْسَاتِكُمْ۔ مضاف مضاف الیہ۔ تمہاری دلیل۔ بُؤْسَاتٍ واحد بَرَّاهِنٌ جمع۔

۱۱۲:۲ بَلَىٰ حَرَفِ اِیْکَابِ ہے۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو ۳: ۷۶۔

مَنْ شرطیہ ہے۔ جس کسی نے۔

اَسْلَمَ۔ ماضی واحد مذکر غائب۔ وہ اسلام لایا۔ وہ تائب ہوا۔ وہ مسلمان ہوا۔

اسلام کی دو قسمیں ہیں۔ ایک وہ جس سے انسان کی جان و مال محفوظ ہو جائے۔ یعنی اسلام کا صرف زبان سے اقرار ہو۔ خواہ اعتقاد ہو یا نہ ہو۔ اس کا درجہ ایمان سے نیچے ہے۔ قرآن مجید میں آیا ہے قَالَتِ الْيَهُودُ اٰمَنَّا بِمَا قُلْنَا وَلَمْ يَكُنْ مِنْهُمْ اُولٰٓئِكَ قَوْلًا اَسْلَمْنَا وَلَمَّا يَدْخُلِ الْاِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ (۴۹: ۱۴) اعراب گنوار، کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے۔ تو، کہہ کر تم ایمان نہیں لائے۔ پر کہو کہ ہم مسلمان ہوئے۔ اس آیت میں یہی اسلام مراد ہے۔

دوسری صورت یہ ہے کہ زبان سے اعتراف کے ساتھ ساتھ دل سے بھی اعتقاد ہو۔ عمل سے پورا کر

يَوْمَ تُقْبَلُ مَضَاتٌ مَضَاتٌ الیہ مل کر مفعول زیر ہے فعل یَحْكُمُ کا۔

فِيْمَا - میں مَما موصول ہے کَاثَرًا فَيَنْبَغِلِقُونَ - صول ہے

سوا شریفہ کر دے گا ان میں قیامت کے روز (اس بات کا) جس میں یہ جھگڑتے رہتے ہیں۔

۱۱۴: ۲ - مَنَ اسْتَقْبَاهُ یہ ہے۔ کون ہے؟ - اسْتَقْبَاهُ انکاری ہے۔ یعنی کوئی نہیں ہے

اَظْلَمَ - اَظْلَمَ التَّفْضِيلُ کامیغز ہے۔ زیادہ ظالم۔

مَعْنٍ - مرکب ہے مِنْ حرف ہمارا اور مَن موصول ہے۔ اس شخص سے جو۔

مَنْعَ - فعل بِا فاعل۔

مَسْجِدَ اللّٰهِ - مَضَاتٌ مَضَاتٌ الیہ مل کر مفعول اول مَنْع کا۔

اَنْ يُّذَكِّرَ فَيَسْمَعُ اسْمُہ کر لیا جائے ان میں خدا کا نام۔

یہ مَنْع کا مفعول ثانی ہے۔ صاحب تفسیر مظہری نے اس کی مثال دَنَا مَنَعَنَا اَنْ تَرْسِلَ ۱۷: ۵۹ دئی

میں اَنْ تَرْسِلَ دوسرا مفعول ہے مَنْع کا۔

وَسَعَىٰ خَدَّيْہَا - میں ہا ضمیر داہ منٹ غائب مَسْجِدَ کے لئے ہے۔ اس جملہ کا عطف ہلہ سالجہ پر ہے

خرابی منوی بھی ہو سکتی ہے جب کسی کو مسجدیں اللہ کے ذکر سے منع کیا جائے یا جستی جب اس کو فی الواقع مہار

کیا جائے۔ مثلاً صورت اول مشرکین مکہ کا مسلمانوں کو مسجد تزام سے روکے رکھنا۔ اور صورت دوم بخت امر کا

بیت المقدس کو اجاڑ دینا۔

مطلب یہ ہے کہ اس شخص سے بڑھ کر کوئی ظالم نہیں جو اللہ کی مسجدوں کو اس کے ذکر سے روکے اور ان کی دیرانی

کے درپے ہو۔

اُدْنَيْتَ - اسم اشارہ لبید بصیغہ جمع مذکر۔ وہ لوگ۔ مراد وہ لوگ جو اللہ کی مسجد میں اس کا نام لینے سے روکتے ہیں

اور ان کی خرابی کے درپے ہیں

اَنْ مصدر یہ ہے۔

مَا كَانَ لَہُمْ - ان کو لائق نہ تھا۔

خَائِفِينَ - اسم فاعل جمع مذکر خَائِفٌ واحد خَوْفٌ سے ڈرنے والے۔ یہ مال ہے ضمیر بَدَّخُلُوْہَا سے۔

صاحب تفسیر ماجدی اس آیت کی تشریح کرتے ہوئے یوں رقمطراز ہیں۔

اِلْدَاخِافِيْنَ - یعنی مسلمانوں کے رعب و دبدبہ سے ڈرتے ہوئے یعنی داخلہ کی اجازت غیر مسلم کو صرف اس

حال میں دی جا سکتی ہے کہ وہ مسلمانوں کا محکوم ہو۔ اور اس کا داخلہ سرکشانہ نہیں محکوم مانہ ہو۔ قرآن مجید میں لفظ

مساجد بصیغہ جمع ہے۔ لیکن ایک قول ہے کہ مساجد سے یہاں مراد مسجد تزام یا حرم کعبہ ہی ہے۔ المراد بالمساجد

المسجد الحرام (۱) عالمین ابن زید اور اس شیعہ کا کہ لفظ تبع سے مراد واحد کیونکر ہوگی؟ جواب یہ دیا گیا ہے کہ محاورۃ زبان میں یہ جائز ہے۔ مثلاً اگر کوئی شخص ایک ہی نیک مرد کو ایذا پہنچائے تو یہ کہنا درست ہوگا کہ نیکوں کو ستانے والا بڑا ظالم ہے۔ کما نقول لمن اذى صالحا واحداً ومن اطلع من اذى الصالحين (دکشاف)

ایک قول یہ بھی ہے کہ یہ آیت سائے کافروں کے حق میں، نہ کہ عبادت سے روکنے والے تو سائے ہی کاذبیں اور مسابہ سے مراد کل روئے زمین ہے۔ چنانچہ کافروں کو دارالاسلام میں داخلہ کا کوئی حق نہیں، بجز اس کے کہ مسلمانوں کی ہی شرائط پر ہو۔ اور یہ قول امام ترمذی کی طرف منسوب ہے (واحدی)

اور اگر مراد مسجد حرام لی جائے تو قانونی اور شرعی حیثیت سے قطع نظر، واقعاتی رنگ میں بات بالکل صحیح نظر آئے گی۔ چنانچہ مسجد حرام اس وقت سے آج تک سجدہ اللہ مسلمانوں کے قبضہ میں ہی چلی آرہی ہے۔

۱۱۵:۲۔ بَلِّغْهُمُ الْاَسْرَارَ وَالْمَعْرُوفَ۔ مبتدا متوخر۔ مشرق وغرب اللہ ہی کا ہے فَاسْتَمَاعًا۔ فاء عاطفہ۔ اِنْتِمَا ظرفیہ متضمن معنی شرط فعل تَوَلَّوْا کا مفعول فیہ ہے۔

اِنْتِمَا (شرطیہ اور مامومہ) کامرکب ہے، جہاں کہیں۔ جس طرف۔

تَوَلَّوْا۔ مضارع جمع ذکر حاضر۔ نون اعرابی عامل کے سبب گر گیا ہے تَوَلَّيْتُ (تفعیل) مصدر۔ نونات افتداد میں سے ہے۔ منکر نے اور منہ پھیرنے دونوں معنی کے لئے آتا ہے۔ یہاں اس آیت میں پہلے معنی کے لئے استعمال ہوا ہے۔ یعنی (جس طرف تم اپنے منہ کرو۔

منہ پھیرنے کے معنی میں ہے بَعْدَ اَنْ تَوَلَّوْا مَذْبُوحًا۔ (۵۷: ۲۱) جب تم بائیں منہ پھیر کر۔ فَاسْتَمَاعًا تَوَلَّوْا اَوْ اَذْخَبْكُمْ۔ جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر شرط ہے۔

فَشَقَّ۔ فاء جزائیہ ہے شَقَّ۔ اسم اشارہ۔ ظرف۔ خبر مقدم۔ وَجْهَ اللّٰهِ۔ مضاف مضاف الیہ ل کر مبتدا متوخر۔ جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر جزاء شرط کی ہے۔

وَاسِعٌ۔ اسم فاعل واحد مذکر۔ وَسِعَ وَ سَعَةً۔ (باب وسیع) مصدر۔ وَسِعَ الْاِنَاءُ الْمَتَاعَ کے معنی ہیں۔ برتن میں متاع کے لئے کافی گنجائش تھی۔ وَسِعَتْ رَحْمَةُ اللّٰهِ كُلَّ شَيْءٍ۔ اللہ کی رحمت ہر چیز کو آسانی سے گھیرنے ہوئے ہے۔ السَّعَةُ۔ کالفظ قدرت کے لئے۔ فعل کے لئے اور حال کے لئے کیسا استعمال ہوتا ہے یہ اسماء الحسنیٰ میں سے ہے۔ اس کے معنی ہیں ایسی ذات جو اپنی ذات و صفات کے اعتبار سے ہر ایک چیز پر وسیع ہے۔ یعنی اے آسانی سے گھیرے ہوئے ہے۔

قرآن مجید میں یہ لفظ بحالت رفع (وَاسِعٌ) مد و فود آیا ہے۔ مد و فود وَاسِعٌ عَلِيمٌ اور ایک دفعہ بطور مضاف وَاسِعٌ لِمُخْتَوٰی۔ اور بحالت نصب ایک دفعہ وَاسِعًا عَلِيمًا۔ اور ہر جگہ بغیر آل کے آیا ہے۔

یہاں بمعنی صاحبِ وسعت، کثرتِ مال والا صاحبِ فضل، صاحبِ جود و منفعت۔

۱۱۶:۳۔ اَتَّخَذَ۔ ماضی واحد مذکر غائب۔ اس نے اختیار کیا۔ اس نے پسند کیا

وَلَدًا ۱۔ اسم جنس۔ کوئی بچہ۔ لڑکا ہو یا لڑکی۔ اولاد

سُبْحَنَهُ - سُبْحَانَ پاك ہے۔ نصب۔ نیز مفرد کی طرف اصناف اس کو لازم ہے۔ خواہ مفرد اسم ظاہر ہو۔

جیسے سُبْحَانَ اللّٰہ - (اللہ پاک ہے) یا اسمِ فہیمہ ہو جیسے سُبْحَنَہُ وہ پاک ہے۔ سُبْحَانَکَ تو پاک ہے۔

سُبْحَانَ مَعْدٍ ہے جس کے فعل کو کبھی استعمال نہیں کیا گیا۔

بَلّ۔ حرف افراب ہے یہ نہیں جو پہلے بدلہ میں کہا گیا (کہ اس کی اولاد ہے) بلکہ سچی بات یہ ہے جو گلے حملہ

میں بیان ہو رہی ہے۔ یعنی جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب اسی کا ہے لہذا ملاحظہ ہو: ۲: ۱۳۵

قَانِشُونَ۔ اسم فاعل مع مذکر۔ قَانِشَتْ وَاَمَدَ۔ اطاعت کرنے والے۔ فرمانبردار۔ حکم بجالانے والے۔ الْقَنْوُثُ

(بابِ نصرہ) جس کے معنی خضوع کے ساتھ اطاعت کا التزام کرنا ہے اسی سے دعائے قنوت ہے۔ اللہ

کے حضور اپنی فرمانبرداری کا اظہار۔

۱۱۴:۲۔ بَدِّلُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِۖ بَدِّلُهُ رُزْنًا فَعِثْلٌ، بِمَعْنَى يُبَدِّلُهُ مَوَدَّةً۔ يَأْكُلَانِ وَاللَّهُ نَسِيَ طَرَحَ

بنانے والا۔ پیدا کرنے والا۔ اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ میں سے ہے۔ اَلْاَبْدَاعُ۔ ایسی چیز کو ایجاد کرنا جس کی

سابق میں مثال نہ ہو۔ بغیر کسی کی اقتدار اور پہنچ کے کسی صنعت کو نکالنا۔

جب اللہ تعالیٰ کے متعلق ہو تو اس کے معنی ہوں گے۔ بغیر آلہ۔ بغیر مادہ اور بغیر زمان و مکان کے کسی شے کو ایجاد

کرماء بَدِيعُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ - مضاف الیه - آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا۔

”اِذَا ظَهَرَ زَمَانٌ هَـٔذَا جِئَ . اس وقت ۔ بطور حرف فجائیہ بھی آتا ہے بمعنی ”اُن گاہاں ۔ مثلاً اِذَا ذَا هِیَ حَیَّتَہُ“

شش (۲۰:۲۰) پس یکایک وہ دوڑتا ہوا سانپ بن گیا۔ یہاں معنی جب آپا ہے۔ شرطیہ ہے

قَضَى۔ ماضی واحد مذکر غائب بمعنی مضارع۔ ارادہ کرتا ہے۔ وَإِذَا قَضَىٰ أَمْرًا۔ وہ جب کوئی چیز کرنا چاہتا،

یہ جملہ شرط ہے اور فَاِنَّمَا يَقُولُ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ ہذا ہے شرط کی شرط اپنی ہزار سے مل کر جملہ فعلیہ شرطیہ

فَإِنَّمَا - ف جزایہ ہے۔ اِنَّمَا میں اِتَّ حرف مشبہ بالفعل اور مَا کاف ہے۔ جو ضم کے معنی دیتا ہے۔ اور

ت کو عمل لفظی سے روک دیتا ہے۔ سوائے اس کے ہیں۔ بے شک۔ محقق۔

کُنْ۔ فعل امر واحد مذکر حاضر، ہو جا۔ کُنْ (باب نصر) مصدر سے۔

یہ کون۔ پس وہ ہو جا رہے۔

۱۱۸:۲۔ نو لاد۔ نو حرف تہ۔ اور لا نافیہ سے مرکب ہے۔ یوں نہیں۔ کیوں نہ۔

یہ حروف انصیف۔ (اسی کو سہی کام کرے پرا بھارنا۔ یا امدادہ کرنا) اعرض (نری سے کسی کام کی طلب کرنا) میں

ہے۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو ۴۳:۶، یا لغات القرآن جلد پنجم۔

دیگر حروف التخصیص والعرض یہ ہیں۔ اَلَّا۔ صَلَّا۔ تَوَمَّا۔

يَكْلِمُنَا۔ يَكْلِمُ۔ مضارع واحد مذكر غائب۔ وہ کلام کرتا ہے تَكْلِمُ (تَفْعِيلٌ) مصدر۔ نَا ضمیر مفعول جمع مکمل وہ کیوں ہم سے کلام نہیں کرتا۔

ثَانِيْنَا۔ مضارع واحد مؤنث غائب نَا ضمیر جمع مکمل اِنْتَانِیْ مصدر باب ضَرْبٍ وہ ہمارے پاس آئے۔ وہ ہمارے پاس آتی ہے۔ اِذَا ثَانِيْنَا اِيَّةَ اِیْ دُوْلَا ثَانِيْنَا اِيَّةَ۔ یا کیوں نہیں آتی ہمارے پاس کوئی نشانی۔

ثَنَانَتْ قُلُوبُهُمْ۔ مضارع واحد مؤنث غائب۔ وہ ایک جیسی ہو گئی۔ یہاں فعل قُلُوبُهُمْ کے لئے آیا ہے بمعنی ان کے دل ایک جیسے ہو گئے۔ یعنی عناد اور نایمانی میں پہلے اور پچھلے لوگوں کے دل برابر ہیں۔ ثَنَانَتْ قُلُوبُهُمْ کا فاعل قُلُوبُهُمْ ہے۔

فَدَّ بَيْنَنَا۔ فَدَّ ماضی پر داخل ہو کر تحقیق کے معنی دیتا ہے بَيْنَنَا۔ ماضی جمع مکمل۔ بَيْنَيْنَا (تَفْعِيلٌ) مصدر واضع طور پر بیان کرنا۔ بے شک ہم واضح طور پر بیان کر چکے ہیں۔

يُؤَيِّنُونَ۔ مضارع جمع مذكر غائب۔ اِيَقَاتُ (اَضْعَالٌ) مصدر وہ یقین کرتے ہیں۔

بَشِيرًا وَنَذِيرًا (بشارت دینے والا۔ اور ڈرانے والا) دونوں حال ہیں اَرْسَلْنَاكَ کے کاف سے۔ اَصْحَابُ النِّجْمِ۔ مضاف مضاف الیہ۔ دوزخی۔ جَحِيمٌ دیکھتی ہوئی آگ۔ جَحِيمٌ آگ کے سخت بھڑکنے کو کہتے ہیں (باب سَمِعَ) سے آتا ہے جَحِيمٌ بروزن فِعْلٌ بمعنی فاعل ہے۔ سخت بھڑکنے والی آگ، دوزخ ۱۲:۲۔ لَنْ تَرْضَىٰ مضارع منفی تاکید بَلَّغٌ واحد مؤنث غائب۔ یہاں اَلْيَهُودُ (اسم جمع امیہودیوں کی جماعت) کے لئے آیا ہے۔ یہود ہرگز راضی نہیں ہوں گے۔

وَلَا النَّصَارَىٰ۔ اور نہ ہی نصاریٰ راضی ہوں گے۔

وَلَمَّا۔ مضاف مضاف الیہ، ان کا دین۔ ان کا مذہب۔

هَدَىٰ اللّٰهُ۔ مضاف مضاف الیہ۔ اللہ کی ہدایت۔ یعنی اللہ کی دی ہوئی ہدایت۔

الْهَدَىٰ۔ اسم معرف باللام۔ اصل ہدایت۔ یعنی اللہ کی طرف سے دی گئی ہدایت ہی اصل ہدایت ہے۔ اور اللہ کی طرف سے دی گئی ہدایت ہی اسلام ہے۔ تو گو یا اسلام ہی حق ہے (جس طرف یہ کفار جاتے ہیں وہ حق نہیں ہے) لَئِنْ۔ لام اور اِنْ سے مرکب ہے لام تاکید کا ہے اور اِنْ شرطیہ۔

اِثْبَتَتْ۔ ماضی واحد مذكر حاضر اِثْبَاتٌ مصدر۔ تو نے پیر دی کی۔ تو نے اتہاع کیا۔

اَهْوَاَ آهُهُمْ۔ اَهْوَاَ جمع ہے هَوَىٰ کی۔ خواہشیں۔ هَوَىٰ خواہش فحشائی کو کہتے ہیں۔ اَهْوَاَ مضاف هُمْ ضمیر جمع مذكر غائب مضاف الیہ۔ ان کی خواہشات۔

لَئِنْ أَتَيْتُمْ أَهْوَاءَهُمْ بَعْدَ الَّذِي جَاءَكُمْ مِنَ الْعِلْمِ سَارِجَةً شَرُّهُ هُوَ وَأَوَّلُ مَا جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ مِنْ ذَنْبٍ وَلَا تَصِيبُوا جَوَابَ شَرْطِهِ.

الْعِلْمِ۔ سے مراد یا تو وحی ہے یا دین ہے جس کا صحیح ہونا معلوم ہو چکا۔
ترجمہ ہوگا۔ اگر آپ چلے ان کی خواہشوں پر بعد اس کے کہ آپ کا آپ کے پاس علم تو آپ کے لئے زکوٰۃ کی حمایت ہے کہ اللہ سے بچالے اور نہ کوئی مددگار۔

۱۲۱:۱۲-الَّذِينَ اتَّيْنَاهُمُ الْكِتَابَ يَتْلُونَهُ حَقَّ تِلَاوَةٍ أَوْ نَحْوَهَا فَيُؤْمِنُونَ بِهِ وَمَنْ يَكْفُرْ بِهِ فَاَدَّ كَيْفَ هُمُ الْخٰسِرُونَ،

اس آیت کی تفسیر میں مختلف اقوال ہیں۔ اور وجہ اس کی یہ ہے کہ يَتْلُونَهُ۔ بِتِلَاوَةٍ۔ یہ۔ یہ۔ میں علماء نے ۴ کے مرجع کے متعلق اختلاف کیا ہے۔ اگرچہ آیت کے اصل مطلب میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ ہم نے یہاں اَلْكِتَابَ سے مراد توراہ و انجیل لیا ہے اور اس کو ۴ کا مرجع اختیار کیا ہے (صاحب تفسیر القرآن کی مطابقت میں) اور بعض نے الكتاب سے مراد الْقُرْآن لیا ہے۔

الَّذِينَ مَوْصُولُ الْيَتِيْنَهُ الْكِتَابَ صِلَ۔ حَقَّ۔ مصدر کی طرف اضافت کی وجہ سے منصوب ہے۔ اَوْ نَحْوَهَا سے مراد وہ لوگ ہیں جن کو کتاب دی گئی اور جسے وہ پڑھتے ہیں جیسا کہ پڑھنے کا حق ہے اور دوسرے اَوْ نَحْوَهَا کا مشار الیہ مَنْ يَكْفُرُ بِهِ ہے جو اس کتاب کے کفر کا رویہ اختیار کرتے ہیں۔ تفسیر القرآن میں اس کا ترجمہ یوں ہے۔

جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے وہ اسے اس طرح پڑھتے ہیں جیسا کہ پڑھنے کا حق ہے وہ اس پر پکے دل سے ایمان لاتے ہیں اور جو اس کے ساتھ کفر کا رویہ اختیار کریں وہی اصل میں نقصان اٹھانے والے ہیں۔
یعنی اہل کتاب میں سے جو سچے دل سے توراہ و انجیل کو پڑھتے ہیں ان کو اسلام اور پیغمبر اسلام پر ایمان لانے میں کوئی تامل نہیں ہو سکتا۔

الْخٰسِرُونَ۔ اسم فاعل جمع مذکر۔ نقصان اٹھانے والے۔ خسارہ پانے والے۔

۱۲۳:۲-اَتَّقُوا۔ امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر، اِتَّقَاءُ (افتعال) مصدر سے وقتی مادہ۔ تم ڈرو، پرہیزگاری اختیار کرو۔ يَوْمًا۔ موصوف ہے اور باقی سارا جملہ يَتَّقُونَ تک اس کی صفت۔ موصوف صفت مل کر مفعول ہے اپنے فعل اِتَّقُوا کا۔ اسی لئے منصوب ہے۔

لَا تَجْزِي۔ مضارع منفی و احمق منقذ غائب۔ وہ بدلہ نہیں ہوگی۔ وہ کام نہ آئے گی۔ شَيْئًا۔ کچھ بھی۔ کوئی جان دوں کہ جان کے کسی کام نہ آ سکے گی۔

عَذَابٌ۔ عوض۔ معاوضہ، فدیہ۔ بدلہ۔ انصاف، برابر (اور نہ اس کی طرف سے کوئی معاوضہ یا فدیہ قبول ہوگا)۔

۲۴:۲ - اِذْ نَفَخْنَا فِيْهِ مِنْ رُّوْحِنَا ۚ وَجَبَّ جُنَاحُهُۥ ۚ فَاْتٰ بِالنُّصْحِ شَرِيْٓمٍ ۚ
کہ جب ۔

انبثالی ماضی کا صیغہ واحد نہ کر غائب۔ اس نے آزمایا۔ اس نے امتحان لیا (اِنْبَثَلَا) مصدر سے
اہلہ کے دو مقصد ہوتے ہیں ایک تو یہ کہ امتحان لینے والا اس شخص کی لیاقت اور صلاحیت سے پوری طرح
باخبر ہو جائے۔ دوسرے یہ کہ اس کی لیاقت و صلاحیت کا تو محقق کو پوری طرح علم ہو سکا اور اس کی نظر میں اس
کی حالت کا پیش کرنا منظور ہو کہ وہ کسی قابلیت و صلاحیت کا مالک ہے۔ قرآن مجید میں انباء کی نسبت جب اللہ
تعالیٰ کی طرف ہو تو دوسرے معنی مراد ہوتے ہیں۔

اِنْبَثَلَا کے اصل معنی کسی ارشاق کی تکلیف دینے کے ہیں۔ یہ بَلَاءُ (ب ل و) ب ل ی حروف مادی
سے مشتق ہے۔ تکلیف دینا آزمائش کو مستلزم ہے۔
اِنْبَاہُ مفعول۔ دَبْنُ مضاف مضاف الیہ ل کر فاعل۔

بِنْبَاہِ ت۔ باء حرف بار۔ صِلَیْمَاتٍ مجرور۔ کَلِمَۃً واحد۔ کَلِمَۃً کا صحیح ترجمہ بات ہے۔ بات قول کو بھی کہتے
ہیں۔ جیسے میری بات سنو۔ اور فعل کو بھی۔ قرآن مجید میں متعدد معنی میں استعمال ہوا ہے مثلاً دعائیہ کلمات جیسے
فَلْتَقٰی اٰدَمُ مِنْ رَّبِّہٖ کَلِمَاتٍ (۲:۳۶) پھر آدم نے اپنے رب کے کچھ کلمات سیکھے اور وہ دعائیہ کلمات
ہیں جو رَبَّنَا ظَلَمْنَا و غیرہ ہیں۔ باتیں جیسے آیت ہذا جب پروردگار نے چند باتوں میں حضرت ابراہیمؑ کی
آزمائش کی۔ حضرت عیسیٰؑ کا مراد ہونا۔ جیسے اِنَّ اللّٰہَ یَنْشِئُ لَکَ جِیۡنِیۡمًا مِّمَّنۡ قَدِ بَلَغَیۡتَ مِنْہٗ (۱۳۹:۳۱)
بے شک خدا تمہیں کچھ کی بشارت دیتا ہے جو تمہارے فیض یعنی عیسیٰ کی تصدیق کریں گے۔ بعض نے کلمہ سے مراد
کلمہ توحید۔ قرآن مجید لیا ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔

فَاَتَمَّہُنَّ۔ فاعل عالم ہے اَتَمَّہُ ماضی کا صیغہ واحد نہ کر غائب ہے۔ اَتَمَّہُنَّ افعال مصدر اس نے پورا کر دیا
ہوئے ضمیر جمع مؤنث غائب کلمات کے لئے ہے۔ ان کو۔

فَاَمَّا کَ۔ وہ کلمات باتیں کیا تھیں؟ جن میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آزمایا گیا۔ اس میں مختلف اقوال ہیں
چند ایک باتیں یہ ہیں۔ ستائے جانہ۔ سورج کو بغور دیکھ کر اس نتیجہ پر پہنچنا کہ پروردگار ہمیشہ رہنے والا ہے ان
چیزوں کی طرح زوال پذیر نہیں۔ آتش سردی میں مہر کرنا۔ عرب کے بے آب و گیاہ ریگستان میں اپنی زوجہ اور
بچے کو حکم الہی کی بجا آوری میں۔ چھوڑنا۔ خداوند تعالیٰ کے حکم کی بجا آوری میں اپنے بیٹے حضرت اسماعیلؑ کو
ذبح کرنے میں تامل نہ کرنا۔ وغیرہ وغیرہ۔ صاحب تفسیر مظہری ہیں کہ کلمات سے مراد تمام اوامر و نواہی ہیں۔
قَالَ - اٰی قَالِ اللّٰہُ۔

جَاعِلُکَ۔ مضاف مضاف الیہ۔ تجھ کو بنانے والا۔ تجھ کو کرنے والا۔

اِمَامًا۔ پیشوا۔ مقتدا۔ رہنما۔ بروزنِ اِخْلَالِ اسم ہے بمعنی مَنْ يُّؤْتِيْهِ کے جس کی پیروی کی جائے اِشْتِمَاءً۔ اِشْتِمَالٌ۔ مصدر سے۔ اَقَمَ يَسْتُمُّ (باب نصر) اَقَمَ۔ مصدر۔ بمعنی قصد کرنا۔

اَلْاِمَامُ۔ وہ ہے جس کی اقتدار کی جائے خواہ وہ انسان ہو۔ یا اس کے قول و فعل کی اقتدار کی جائے۔ یا کتاب وغیرہ ہو اور خواہ وہ شخص جس کی پیروی کی جائے حتیٰ پر ہوا یا باطل پر۔ مذکور منوٹ دونوں پر آتا ہے۔ اِضَافَہ کی جمع اَثْمَةٌ ہے جیسے کِنَانٌ کی جمع اِكْنَةٌ (پر لے۔ غلاف) ہے۔

قرآن مجید میں اور تکرر ہے۔ کُلُّ شَيْءٍ اَخْضَيْنَا فِيْ اِمَامٍ مُّبِينٍ ۱۰ (۳۶: ۱۲) ہر چیز کو ہم نے روشن کتاب میں لکھ رکھا ہے۔ اس کی تفسیر میں بعض نے لکھا ہے کہ لوح محفوظ کی طرف اشارہ ہے۔ قَالَ۔ اِیْ قَالَ اِبْرٰہِیْمَ۔

وَمِنْ ذُرِّيَّتِيْ۔ وَاَوْعَاطِفِ مِنْ تَبْعِيْفِ ذُرِّيَّتِيْ۔ مضاف مضاف الیہ "یہ جہل کا عطف بجاعلک کے کاف پر ہے۔ اِیْ وَجَاعِلُ بَعْضِ ذُرِّيَّتِيْ" اور کیا میری اولاد میں سے بھی بعض کو امام بنا دے والا ہے۔ ذُرِّيَّةٌ۔ ذُرٌّ سے ہے جس کے معنی بچہ نے کے ہیں۔ اصل میں چھوٹے چھوٹے بچوں کا نام ذُرِّيَّةٌ ہے۔ مگر عرف عام میں چھوٹی اور بڑی سب اولاد کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ اگرچہ اصل میں یہ جمع ہے مگر اعداد اور جمع دونوں کے لئے مستعمل ہے۔

قَالَ۔ اِیْ قَالَ اللّٰهُ۔

لَا يَنْتَیْ۔ مضارع منفی واحد مذکر غائب نَبَلٌ باب سَجَّ۔ مصدر۔ نہیں پائے گا۔ نہیں پہنچے گا عَجَلٌ یَّیْ۔ مضاف مضاف الیہ۔ میرا عہد۔ میرا وعدہ۔

(۲: ۱۲۵)۔ اِیْ وَ اَنْزَلْنٰ اِذْ۔ یاد کرو جب (ملاحظہ ہو ۲: ۱۲۴)

اَلْبَیْتِ۔ اس سے مراد اودھان کہہ رہے ہیں اگرچہ بیت عام ہے جیسے النَّجْمُ کا اطلاق شراب پر اکثر آتا ہے مَثَابَةٌ۔ یہ جَعَلْنَا کا مفعول ثانی ہے مَثَابَةٌ۔ ظرف مکان ہے لوگوں کے لوٹنے کی جگہ۔ اس کا مادہ قَوَّبٌ ہے جس کا معنی اصل حالت کی طرف لوٹنا۔ یا کسی کام کی اصلی غرض کی طرف لوٹنا ہے جو غرض پہلے سوچ لی گئی ہو۔ آغاز عمل انجام فکر ہوتا ہے اور آخر عمل اول فکر یعنی آدمی پہلے سوچتا ہے۔ جب سوچ چکا ہے تو کام شروع کرتا ہے۔ کام ختم ہوجاتا ہے تو سوچی ہوئی غرض کا حصول سامنے آجاتا ہے اور عمل نتیجہ سے ہلکتا رہ جاتا ہے۔ پس اسی سوچی ہوئی غرض کے ظہور فعلی کی طرف لوٹنے کو قَوَّبٌ کہتے ہیں اور نتیجہ کو ثواب یا مشابہت کہا جاتا ہے۔ کہ جب کی تعمیر اور حکم تعمیر سے پہلے مقرر کر لیا گیا تھا کہ لوگ اس کو مرکز عبادت بنائیں اس کی طرف رُخ کریں وہاں جمع ہوں اس لئے کہ یہ مَثَابَةٌ اور جانے رہو ہو گیا۔ اسی طرح سوت کا تنے کی اصل غرض کپڑا بنانا اور کپڑا حاصل کرنا ہوتی ہے اس لئے کپڑے کو قَوَّبٌ کہتے ہیں اسی طرح نتیجہ عمل کو ثواب (مزا و سزا) کہتے ہیں

اَمَّنًا یعنی یا مٹ یا ہائے امن۔ بلے نونی، دلچسپی۔ اس کا عطف متَابَعۃ پر ہے مصدر ہے۔ مبالغہ کے لئے لایا گیا
اِتَّخَذُوا امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر، اِتَّخَذُوا اِتَّخَذَ مصدر۔ تم اختیار کرو۔ بنالو۔ اس سے پہلے قَدْنا مقدمہ ہے
ہم نے کہا۔ ہم نے حکم دیا یہاں مخاطبین الناس ہیں،

مُصَلِّیْنَ۔ ظرف مکان۔ تَصَلَّیْتَ (تفعیل) مصدر۔ صلوٰۃ کی جگہ۔ نماز پڑھنے کی جگہ۔ ترجمہ ہوگا اور ہم نے کہا کہ ابراہیم
کے کھڑے ہونے کی جگہ کو جاسے نماز بنالو۔ (یعنی طواف کے بعد مقام ابراہیم پر دو رکعت نماز پڑھنا)

مقام ابراہیم سے مراد وہ جگہ ہے جس پر کھڑے ہو کر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو تعبیر کرتے ہوئے۔ مقام ابراہیم
اگرچہ حدود و کعبہ میں ایک مختص مقام کا نام ہے لیکن یہاں مراد کعبہ کی ساری حدود ہیں۔

عَجِدْ نَالِی۔ ماضی کا صیغہ جمع مکمل۔ عَجِدْ (باب سَمِعَ) الی کے صد کے ساتھ یعنی کسی کے ساتھ معاہدہ
کرنا کوئی شرط عائد کرنا۔ کسی چیز کا کرنا۔ لازم قرار دینا۔ کسی کام کو کسی کے ذمہ لگانا ہے۔

یہاں ترجمہ ہوگا۔ ہم نے ابراہیم و اسمعیل علیہ السلام کے ذمہ لگایا۔

اِنَّ طَہْرًا بَنَیْ۔ اَنْ مصدر یہ طَہَرًا ادا کا صیغہ تثنیہ مذکر حاضر۔ تَطْہِرُ (تفعیل) مصدر سے تم دونوں
پاک دیکھو یعنی معاصی اور ناجائز افعال کے ارتکاب سے میرے گھر کو پاک رکھو۔

بَنَیْ۔ مضاف مضاف الیہ مل کر مفعول طَہَرًا کا اور اداس سے خاد کعبہ ہے

لِلطَّائِفِیْنَ۔ لام حرف جار۔ الطَّائِفِیْنَ اسم فاعل جمع مذکر۔ الطَّائِفُ واحد طَوَّفَ مصدر (باب صَوَّبَ) مصدر سے
گرو چکر کا ثنا۔ چکر کاٹنے والے۔ پھیرے لینے والے۔ طواف کرنے والے۔ مجازاً و سوسہ اور غطرہ کو بھی طائف کہتے ہیں
یہ مجبور ہے اپنے بار کا۔ طواف کرنے والوں کے لئے۔

وَالْعَاقِبِیْنَ وَاذْءاطَف۔ اَلْعَاقِبِیْنَ اسم فاعل جن مذکر۔ عَاقَبْتُ واحد عَکُوفُ (باب صَوَّبَ) مصدر سے
جس کے معنی۔ تعظیماً کسی چیز پر توجہ ہونا۔ اور اس سے وابستہ رہنا۔ عَاقَبْتُ مجاور۔ ایک بیٹھنے والا۔ جمع کر بیٹھے والا
اعکاف کرنے والا۔ اعکاف شریعت میں عبادت کی نیت سے اپنے آپ کو مسجد میں روکے رکھنے کو کہتے ہیں۔
اور مختلف وہ شخص ہے جو عبادت کی نیت سے مسجد ہی میں ہے اور باہر نہ نکلے۔ سوائے ضرورت شرعی کے
قرآن مجید میں ہے وَاَنْتُمْ عَلَکُوفٌ فِی الْمَسَاجِدِ۔ (۸۱: ۲) جب تم مسجدوں میں اعکاف بیٹھے ہو۔

یا اور تک آیا ہے یَعُکُوفُونَ عَلَیْ اَصْنَامٍ لَّهُمْ۔ (۱۳۸: ۷) یہ اپنے بتوں کی عبادت کے لئے بیٹھے رہتے ہیں
یا بعض روکے رکھنے کے لئے ہے وَالْمُہَذَّبِیْنَ مَعُکُوفًا۔ (۲۸: ۲۸) اور ذکاوت والے کے جانور کو روک دینے گئے ہیں۔ اس
کا عطف الطَّائِفِیْنَ پر ہے۔

وَالذَّکِّیْنَ الشَّجُوْر۔ وَاذْءاطَف۔ الذَّکِّیْنَ اسم فاعل جمع مذکر ذَاکِیْ وَاذْءاطَف وَاذْءاطَف مصدر ٹھیکنے
والے۔ رکوع کرنے کرنے والے۔ رکوع کے اصل معنی انحنا یعنی جبک جانے کے ہیں۔ اور نمازیں خاص

شکل میں جھکنے پر لوبا جاتا ہے۔

السُّجُودِ جمع ہے ساجد کی سجدہ کرنے والے یہ سَجَدَ كَسَجَلُ (باب نَصَر) کا مصدر بھی ہے جس کا مطلب - سجدہ کرنا۔ سر زمین پر رکھنا۔ فروتنی کرنا ہے۔ کبھی سجد کی تفسیر نماز - بھی کی جاتی ہے۔ مثلاً قرآن مجید میں ہے وَإِذَا بَارَأَ السُّجُودَ (۸۰: ۵۰) اور نماز کے پیچھے۔

وَالرُّكُوعِ السُّجُودِ - اور نماز پڑھنے والوں کے لئے۔ ان کا عطف بھی الطَّائِعِينَ پر ہے۔
أَنْ طَقَرُوا ۱۰۱ میں اَنْ مفسرہ بھی ہو سکتا ہے۔ کیونکہ عبد بنی قول ہے اور یہ عہدِ ناکِ تفسیر ہے۔

۱۲۱: ۵۲ - قَدْ - ملاحظہ ہو ۲: ۲۴ - اور یاد کرو جب۔

رَبِّ - اصل میں یَا رَبِّ تھا۔ یا حرفِ نداءِ ممدوح ہے۔ اری ضمیر متکلم کو تخفیفاً گرا دیا گیا۔ لئے میرے رب
اجْعَلْ - امر کا صیغہ واحد مذکر غائب جَعَلَ (باب فَتَح) مصدر۔ تو کرے۔ تو بنا دے۔ اِی صَیْتُ تو بنا دے
هَذَا - یعنی کہہ اور اس کے ارد گرد کی واؤں - جیسا کہ اور جگہ قرآن مجید میں مذکور ہے۔

رَبَّنَا اِنِّیْ اَسْأَلُكَ مِنْ دُرِّیَّتِیْ یٰوَ اِدْعِیْ ذِیْ نَرْحِیْ عِنْدَ بَنِیْكَ الْمُحَرَّمِ م۔ ۴: ۱۳۷
لے ہمارے رب میں نے اپنی اولاد وادی (دکم) میں جہاں کھینی نہیں تیرے عزت والے گھر کے پاس
لاہائی ہے۔ یہ مفعول اول ہے اِجْعَلْ کا۔

بَلَدًا اٰمِنًا۔ بَلَدًا (شہر) مفعول ثانی۔ موصوف۔ اٰمِنًا - اسم فاعل واحد مذکر۔ اَمْنٌ سے امن والا
پُر امن۔ صفت۔ یہ سارا جملہ رَبِّ اِجْعَلْ..... الخ معطوف علیہ۔ وَارْزُقْ اَهْلَهُ مِنَ الثَّمَرَاتِ
مَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ یہ جملہ معطوف ہے۔ اس کا عطف جملہ ساق پر ہے
اَهْلَهُ۔ مضاف مضاف الیہ مل کر مفعول فعل اُرْزُقْ کا۔ ؤ ضمیر کا مرجع بَلَدًا ہے۔ مِنَ الثَّمَرَاتِ
متعلق فعل ہے اور مَنْ اٰمَنَ..... الْیَوْمِ الْاٰخِرِ بدل بعض ہے اَهْلَهُ
مَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ میں مَنْ موصول ہے اور باقی جملہ اس کا صلہ
ترجمہ اور اس شہر کے باشندوں میں سے جو ایمان لائے اللہ پر اور روز قیامت پر اس کو میوؤں کی روزی
عطا کرے۔

قَالَ۔ اِی قَالَ اللّٰهُ۔

مَنْ كَفَرَ۔ مَنْ موصول اور كَفَرَ فعل اور فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر صلہ ہے اپنے موصول کا۔ اور یہ
موصول اپنے صلہ سے مل کر مبتدا متضمن معنی شرط ہے۔ اور جو کافر کرے گا۔

فَاَمَّتْهُ قَبْلُودٌ۔ فَاَمَّتْ جواب شرط کے لئے ہے۔ اَمَّتْ مضارع واحد متکلم۔ ؤ ضمیر مفعول واحد مذکر غائب
جو مَنْ كَفَرَ کی طرف راجع ہے۔ میں اس کو بھی کچھ نفع پہنچاؤں گا۔ کچھ متاعِ زندگی دوں گا۔

یہ تَمَتُّعٌ (تفعیل) مصدر ہے بمعنی حقوڑا بہت مال و اسباب زندگی کے لئے دینا۔
 حمل جواب شرط ہے تَلَبُّذٌ صفت ہے جس کا موصوف ذَمًّا کا معذرت ہے۔ ای زمانا قلیلاً۔
 حقوڑے عرصہ کے لئے۔ چند دنوں کے لئے۔

أَصْطَرَّكَ۔ اَصْطَرَّ مفاعلہ واحد مکمل۔ اَصْطَرَّكَ (اَفْتَعَلَ) مصدر ہے۔ جس کے معنی کسی کو ضرر یا
 چیز پر مجبور کرنے کے ہیں۔ اس مجبوری کی دو صورتیں ہیں۔ را، ایک یہ کہ وہ مجبوری کسی خارجی سبب کی بنا پر ہو
 جیسے آیت ہذا میں (پھر میں اس کو عذابِ دوزخ کے جھگٹنے کے لئے مجبور کر دوں گا۔ یعنی مجبوراً دھکیل دینگا)
 (۲) دوسرے یہ کہ وہ مجبوری کسی داخلی سبب کی بنا پر ہو۔ اس کی پھر دو قسمیں ہیں، (۱) کسی ایسے جذبہ کے تحت
 وہ کام کرے جسے نہ کرنے سے اسے ہلاک ہونے کا خوف نہ ہو۔ مثلاً شراب نوشی یا قمار بازی کی خواہش سے
 مغلوب ہو کر ان کا ارتکاب کرے۔

اب، کسی ایسی مجبوری کے تحت ارتکاب کرے جس کے نہ کرنے سے جان کا خطرہ ہو مثلاً قرآن مجید میں
 ہے۔ اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْنَا الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَآلَ الْخَنِيزِ وَ مَا أَهْلًا بِهِ لَعْنُوا لِلَّهِ فَمَنْ
 اَصْطَرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَلَا عَادٍ فَلَا ذَنْبَ عَلَيْهِ (۱۴۳، ۱۴۲)۔ تحقیق اس نے تم پر مہر اہل اوجانہ اور اہل اہل اور سورہ کا
 گوشت اور جس پر اللہ کے سوا کسی اور کا نام پکارا جائے حرام کر دیا ہے۔ ہاں جو ناپا رہو جائے (بشرطیکہ خدا
 کی نافرمانی نہ کرے۔ اور حدِ ضرورت) سے باہر نہ نکل جائے اس پر کچھ گناہ نہیں۔
 لفظ ضرورت بھی اسی مادہ ض ر س سے مشتق ہے۔

يَنْسُ۔ بڑا ہے فعلِ ذم ہے۔ اس کی گردان نہیں آتی۔ يَنْسُ اصل میں يَنْسُ متجاوزن فعل (بابِ سَمِعَ)
 عین کلمہ کی اتباع میں اس کے فاعل کو کسرہ دیا گیا۔ پھر تخفیف کے لئے عین کلمہ کو ساکن کر دیا گیا يَنْسُ ہو گیا
 الْمَصْنُوءُ۔ اسم ظرف مکان صَنِيعٌ مادہ۔ لوٹنے کی جگہ۔ ٹھکانہ، قرار گاہ۔ وَ يَنْسُ الْمَصْنُوءُ۔ ای وَ يَنْسُ
 الْمَكَانَ الَّذِي يَصْنَعُ اَيْنِه الْكَافِرُ۔ بڑا ہے وہ مکان (ٹھکانہ) جس کی طرف کافر لوٹے گا مراد عذابِ
 دوزخ ہے۔

۱۴: ۲۔ يَذْفَعُ۔ مضارع (یعنی حکایتِ حالِ ماضی یعنی وہ فعل مضارع جو کسی گزشتہ بات کو بیان کرنے
 کے لئے فعلِ ماضی کی بجائے استعمال کیا جائے) صیغہ واحد مکرر غائب۔ ذَفْعٌ۔ بابِ فَعَّ۔ مصدر ہے
 وہ اٹھا رہا تھا۔ وہ بلند کر رہا تھا۔

اَلْفَوَاعِدُ۔ جمع اس کی واحد دو طرح سے ہے۔

۱) اَلْفَوَاعِدُ۔ جس کے معنی بنیاد ہے۔ دیوار کا وہ حصہ جس پر پوری عمارت قائم ہوتی ہے۔ اَلْفَوَاعِدُ
 بنیادیں۔ جیسا کہ آیت نہا میں مشتمل ہے۔

اَلْفَا عِدُّ۔ وہ عرسیدہ عورت جو حمل اور حیض کے قبل زہری ہو۔ یہاں تار تائینٹ لانے کی ضرورت نہیں جو صفات عورتوں کے لئے مخصوص ہیں ان میں تار تائینٹ ذکر کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ مرد سے اشتباہ ہی نہیں ہوتا جو تار تائینٹ ذکر کر کے رفع اشتباہ کیا جائے۔ اس معنی میں قرآن مجید میں ہے۔ ۵۰ اَلْفَا عِدُّ مِنَ النِّسَاءِ الَّتِي لَا يَزْنِيْنَ جُنُوتٌ رِّكَاسًا (۶۴: ۶۰) اور بڑی عمر کی عورتیں جن کو نکاح کی توقع نہیں رہی

وَرِاسْمٌ عَلٰی۔ داؤد عاقل ہے اور اسمعیل معطوف ہے۔ اس کا عطف انبأ اھم پر ہے۔
الْبَيْتِ۔ سے مراد کعبہ ہے۔ اور جب ابراہیم اور اسماعیل (علیہما السلام) بیت اللہ کی بنیادیں اونچی کر رہے تھے۔
رَبَّنَا..... الخ سے قبل عبارت مقدر ہے تقدیر کلام یوں ہے۔ فَاِذْ لٰمِنَا (یہ کہتے ہوئے) رَبَّنَا... الخ یہ جملہ ابراہیم واسمعیل سے حال ہے۔

ترجمہ :- جب (حضرت) ابراہیم واسمعیل (علیہما السلام) بیت اللہ کی بنیادیں اونچی کر رہے تھے۔ دونوں دعا کئے جاتے تھے (یا کعبہ ہے تھے) اے ہمارے پروردگار ہم سے (یہ خدمت) قبول فرما۔ تَقَبَّلْ مِنَّا کے بعد طَاعَتُنَا بِآيَاتِكَ محذوف ہے۔

تَقَبَّلْ۔ فعل امر واحد مذکر ماضی۔ تَقَبَّلْ کر۔ تَقَبَّلْ (تَفَعَّلُ) مصدر سے۔

اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِیْمُ۔ یہ علت ہے قبول کر لینے کی۔ استدعا کے لئے (کیونکہ) بے شک تو ہی سمیع علیم ہے۔
۱۲۸: ۲ رَبَّنَا..... اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ یہ دعا ہے جو کہ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا سے شروع ہوتی تھی۔

مُسْلِمٰتِیْنَ۔ اسم فاعل تثنیہ مذکر مُسْلِمٌ واحد۔ دو فرمانبردار مسلمان۔

مُسْلِمَةٌ۔ اسم فاعل واحد مؤنث مُسْلِمَاتٌ جمع۔ فرمانبردار مسلمان۔

اور ہماری اولاد (یا نسل) میں سے بھی ایک گروہ اپنا فرمانبردار بناتے رہو۔

اَرَادَا۔ آید۔ فعل امر واحد مذکر ماضی اَرَادَا (افعال) مصدر سے رمی مادہ۔ نَا ضمیر مفعول جمع متکلم تو ہمیں دکھا۔

مِنَّا سَيَكُنَا۔ اسم ظرف مَسْکُوتُ کی جمع مضاف نَا ضمیر جمع متکلم مضاف الیہ۔ مضاف مضاف الیہ مل کر مفعول ثانی آید گا۔ ہمارے حج اور عبادت کے طریقے۔

لَسْتُ عِبَادَت۔ پرستش۔ لَسْتُ قربانی نَاسِکٌ عابد۔ دین کے راہ پر چلنے والا۔ مَسْکُوتُ قربانی کی جگہ۔ دین کا راستہ۔ عبادت کا طریقہ۔ حج کا طریقہ۔

لَسْتُ فعل امر۔ واحد مذکر ماضی۔ کُتِبَ۔ (باب نصر) مصدر۔ تو معاف کر۔ تو توبہ قبول کر۔

تَابَ یَتُوبُ۔ اگر اپنی کے صلہ کے ساتھ آئے تو معنی بندے کا توبہ کرنا۔ معافی کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ کرنا، اور جب علی کے ساتھ آئے۔ تو اللہ تعالیٰ کا اپنے بندے کی توبہ قبول کرنے اور رحم کے ساتھ متوجہ ہونے کے

نَفْسَہ جس نے اپنے نفس کو نادانی یا بے وقوفی پر آمادہ کیا۔ یا اپنے آپ کو ذلیل کیا۔ اپنے آپ کو احمق بنایا۔

لَقَدْ - لام تاکید اور قَدْ تحقیق کے لئے ہے جب ماضی پر داخل ہو۔

اِصْطَفَيْنَا ۛ - اِصْطَفَيْنَا - ماضی جمع مکمل - اِصْطَفَاءُ (اختِعال) مصدر - بمعنی صاف اور صاف چیز لے لینا۔ جیسے اِخْتِيارُ کے معنی بہتر چیز لے لینا۔ اور اِجْتِبَاءُ کے معنی عمدہ چیز منتخب کر لینا۔ ہے۔ ۛ ضمیر مفعول واحد مذکر غائب جس کا مرجع اِنْبِیَاۤہِہِم ہے۔ ہم نے اس کو منتخب کر لیا۔

۱۳۱:۲ - اَسْلَمَ - امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر (اِسْلَامٌ) (اِفْعَال) مصدر سے۔ تو حکم برداری کر قریشیت میں اسلام کی دو قسمیں ہیں۔ را، ایک وہ جس سے انسان کی جان و مال محفوظ ہو جائے۔ یعنی اسلام کا صرف زبان سے اقرار خواہ دل سے اعتقاد ہو یا نہ ہو۔ اس کا درجہ ایمان سے نیچے ہے۔ اس معنی میں قرآن مجید میں آیا ہے۔ قَالَتِ الذَّكَرَاتُ اٰمَنَّاۤ اَحَلَّ لَہُ لُؤْمِنُوۡا وَلٰکِنْ قَوْلُوۡا اَسْلَمْنَا (۱۴:۴۹) کہتے ہیں گنوار کہ ہم ایمان لائے۔ تو کہہ کر تم ایمان نہیں لاتے پر کہہو کہ ہم مسلمان ہوئے۔ (۲) دوسرے وہ کہ زبان کے اعتراف کے ساتھ ساتھ دل سے بھی اعتقاد ہو۔ عمل سے پورا کرے۔ اور قضاء قدر الہی کے آگے سر تسلیم خم کرے۔ آیت ہذا (۱۳۱:۲) میں یہی اسلام مراد ہے۔

۱۳۲:۲ - وَذَٰصَیۡیَہَا - وَذَصَی ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ہے۔ تَوْصِیۡۃً (تفعیل) مصدر سے۔ بآء تعدیہ کے لئے ہے۔ ہا ضمیر واحد مؤنث کا مرجع یا ملة (۱۳۰:۲) ہے یا حضرت ابراہیم کا وہ فعل ہے جو انہوں نے خدا کے حکم اَسْلَمَ کے جواب میں اَسْلَمْتُ لِذِیۡ الْعَالَمِیۡنَ کہہ کر تعیل حکم ربانی کی۔ اور اسی دین (ملت) کی اس نے وصیت کی کسی واقعہ کے پیش آنے سے قبل کسی کو نامحاند انداز میں ہدایت کرنے کو وصیت کہتے ہیں۔

بَنِیۡۃً - مضاف مضاف الیہ مل کر مفعول جَئِیۡیَہَا کا۔ بَنِیۡۃً اصل میں بَنِیۡۃً تھا۔ (بحالت نصب) (بَنُوۡنَ جمع اِنۡہُ کی) تھا۔ اضافت کی وجہ سے نون جمع ساقط ہو گیا۔ اپنے بیٹوں کو۔ وَکَعۡقُوۡبٌ - وَاَوۡعَاطُہُ - یَعْقُوۡبٌ معطوف ہے اِنْبِیَاۤہِہِم پر۔ اور یعقوب نے بھی۔

یعنی جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹوں کو وصیت کی تھی اسی طرح حضرت یعقوب علیہ السلام نے بھی اپنے بیٹوں کو یہی نصیحت کی تھی۔

یٰۤاِبۡرَہِیۡمَ - یا حرف نداء بَنِیۡۃً - مضاف مضاف الیہ مل کر منادی - بَنِیۡۃً اصل میں بَنِیۡۃً تھا۔

(بَنُوۡنَ کی حالت نصب - کیونکہ یہ مضاف ہے اور اگر منادی مضاف ہو تو منصوب ہوتا ہے) یا۔ مکمل کی طرف مضاف ہونے کی وجہ سے نون جمع ساقط ہو گیا۔ اور اب دو یا جمع ہوئیں۔ یا کو یا میں

مدغم کیا۔ بنی ہو گیا۔ اسے میرے بیٹے۔

(اضططی ماضی واحد نکر غائب۔ اضططاً (افتعال) مصدر۔ اس نے چن لیا۔ نیز ملاحظہ ہو۔

(۱۱۳۰:۲) اضططیئہ کے محاذ۔

الدین سے مراد دین اسلام ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ہے إِنَّ الدِّينَ عِنْدَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ
بے شک اللہ تعالیٰ کے نزدیک دین صرف اسلام ہی ہے۔

لَا تَمُوتُنَّ۔ فعل نبی جمع نکر حاضر، تاکید بانون ثقیلہ۔ تم نہ مروت سے
وَأَمَّا مُمْسِلُونَ۔ جملہ سالیہ ہے فَلَا تَمُوتُنَّ سے۔ سو تم ہرگز نہ مرنے لگا اس حال میں کہ تم مسلمان ہو
۱۳۳:۲۔ آم۔ منقطع ہے۔ یہاں اضراب کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ اور اس معنی کے ساتھ
ساتھ استفہام انکاری کے معنی کو بھی شامل ہے۔ مطلب یہ کہ حقیقت یہ نہیں ہے جو تم کہتے ہو :-
مَا مَاتَ ابْنِي الْأَعْلَى الْيَهُودِيَّةَ وَغَيْرَہ۔ بلکہ حقیقت تو وہ ہے جو آگے بیان ہو رہی ہے اور
تم تو اس وقت موجود ہی نہ تھے جب حضرت یعقوب علیہ السلام کو موت آپہنچی۔ نیز ملاحظہ ہو (۹:۱۸)
شَهِدَاءَ۔ شَهِيدٌ کی جمع ہے۔ شہید شرع میں وہ شخص ہے جو اللہ کی راہ میں قتل کیا گیا ہو
شَهِيدٌ بِرَدِّهِ قَبِيلٌ بمعنی فاعل ہے۔ یعنی۔ شَهِيدٌ۔ مشاہدہ کرنے والا۔ گواہ۔ وہ شخص جو جائے
وقوع پر موجود ہو اور مشاہدہ کرنے والا ہو۔ شَهِدَاءَ۔ اس کی جمع۔ موقعہ پر موجود لوگ۔ موقعہ مشاہدہ
کرنے والے لوگ۔ گواہ (جمع) أَذْكَتُمْ شَهِدَاءَ۔ کیا تم موجود تھے۔ (استفہام انکاری ہے) یعنی
تم اس وقت موجود نہ تھے۔

أَذْهَضَ۔ میں (أَذْ) ظرف زمان ہے۔ جب حاضر آہوتی۔ جب قریب آگئی۔

أَذْ قَالَ۔ (أَذْ) ظرف سے بدل ہے۔ جس وقت (اس نے) کہا۔ یا جس وقت اس نے پوچھا۔

مَا تَعْبُدُونَ مَا بَعْنِي مَنْ استفہام یہ ہے۔ تم کس کی عبادت کرو گے!

أَبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ۔ بدل ہے آبائے سے یعنی آپ کے بزرگ اجداد ابراہیم واسماعیل
واسحق علیہم السلام

إِلَهُمَا أَجِدًا ۲۔ موصوف، وصفت مل کر بدل ہے۔ إِلَهٌ أَوْ إِلَٰهٌ أَبَاكَ میں إِلَٰهٌ کا۔

وَتَحْنُ لَكَ مُسْلِمُونَ اور ہم اسی کے فرمانبردار رہیں گے۔ یہ جملہ حال ہے فاعل تَعْبُدُ سے۔

یا یہ جملہ معطوف ہے جس کا عطفت جملہ سابقہ تَعْبُدُ إِلَٰهَكَ الخ پر ہے۔

۱۳۴:۲۔ تِلْكَ أُمَّةٌ۔ اسم اشارہ لبید و امد مونس۔ اس کا اشارہ حضرت ابراہیم ادران کی

اولاد کی طرف ہے۔ أُمَّةٌ۔ جماعت۔ اُمت۔ ہر وہ جماعت جس میں کوئی رابطہ اشتراک موجود ہو

اسے امت کہا جاتا ہے خواہ یہ اتحاد مذہبی وحدت پر ہو یا جغرافیائی یا عصری وحدت کی وجہ سے ہو۔
 اَمَّ يَشْتُمُ سے مشتق ہے جس کا معنی ہے قصد کرنا۔ اُمْتُ بمعنی مقصود ہوا۔ جماعت کو امت اس لئے
 کہنے لگے کہ جس طرف جماعت ہوتی ہے لوگ اسی کا قصد کرتے ہیں (مظہری) نیز ملاحظہ ہو ۲: ۱۲۳۔ لفظ
 اِمَامًا کے محاذ۔

كَسَبْتُ۔ ماضی واحد مؤنث غائب۔ اس نے کمایا۔ اچھایا بڑا کوئی کام کیا۔

لَهَا۔ لَكُمْ۔ میں لام منفعت کے لئے ہے یعنی اس اچھے یا بُرے کام کی جزا و سزا اس کے کرنے
 والے کے لئے ہے۔

لَا تَسْلُونِ۔ مضارع منفی مجہول۔ جمع مذکر حاضر، تم سوال نہیں کئے جاؤ گے۔ تم سے سوال نہیں
 ہوگا۔ تم سے پوچھ گچھ نہیں کی جائے گی۔

صَمًا۔ مرکب ہے عَنْ حرف جار اور مَا موصول سے۔

حَاكُوْهُ يَكْمُلُوْنَ۔ جملہ فعلیہ ہو کر صلہ ہے مَا موصول کا۔

۲: ۱۳۵۔ حَاكُوْهُ۔ ضمیر فاعل جمع مذکر غائب۔ اہل کتاب کے لئے ہے۔ یہودی۔ نصاریٰ۔

كُوْنُوْا۔ امر کا صیغہ۔ جمع مذکر حاضر، كُوْنُوْا مصدر۔ باب نَصَرَ۔ مصدر تم ہو جاؤ۔

نَهَيْتُمْ۔ مضارع مجزوم جمع مذکر حاضر۔ جواب امر ہونے کی وجہ سے مجزوم ہے تو ہدایت پاؤ گے۔
 راہ راست پر آ جاؤ گے۔

قُلْ۔ اِیْ قُلْ یا مُحَمَّدُ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان کو کہہ دیجئے۔

بَلْ مِلَّةَ اٰبِیْہِمْ حَنِیْفًا

بَلْ۔ بلکہ۔ مِلَّة۔ دین۔ مذہب۔ مضاف۔ اِبْرٰہِیْم مضاف الیہ۔ حَنِیْفًا۔ حال۔ مضاف الیہ۔

اِبْرٰہِیْم کا۔ حَنِیْفٌ بوزن فَعِیْلٌ۔ صفت مشبہ کا صیغہ ہے۔ جو کوئی ایک راہ حق پکڑے اور

باقی سب باطل راہیں چھوڑ دے۔ حنیف کہلاتا ہے۔ المفردات میں ہے۔ اَلْحَنِیْفُ کے معنی گمراہی

سے استقامت کی طرف مائل ہونے کے ہیں۔ اس کے مقابل جَنْفٌ ہے جس کے معنی استقامت

سے گمراہی کی طرف مائل ہونے کے ہیں۔ جملہ کی تقدیر یوں ہے بَلْ تَنْبِیْغُ مِلَّةَ اِبْرٰہِیْم حَنِیْفًا

یہ نہیں جیسا تم کہتے ہو بلکہ ہم اختیار کئے ہوئے ہیں دین ابراہیم جو تمام باطل راہیں چھوڑ کر ایک راہ

حق پر چلے ہوئے تھے۔

بَلْ۔ بَل کی دو صورتیں ہیں۔

۱، اگر اس کے بعد کوئی مفرد کلمہ آئے تو اس واسطے یہ بطور حرف عطف استعمال ہوگا۔ قرآن مجید میں

یہ اس طرح استعمال نہیں ہوا۔

۱۶) جب اس کے بعد کوئی جملہ آئے تو یہ حرف امضاب ہے (لفظی معنی روگردانی کرنا) اس صورت میں یہ ماقبل سے اعراض کے لئے آتا ہے اور تاکر یعنی اصلاح کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ تاکر کی دو صورتیں ہیں۔

۱) ایک تو یہ کہ مابعد ماقبل کا منافع مضاد ہو۔ لیکن اس صورت میں کبھی تو ایسا ہوتا ہے کہ مابعد کے حکم کی تصحیح سے ماقبل کا ابطال مقصود ہوتا ہے جیسے اِذَا تَشَاءُ عَلَيَّ اَيُّهَا تَالِ اَسَا طِيْرًا اَوْ لَبَنًا كَلَامًا بَلَّ تَرَانًا عَلٰی قُلُوْبِهِمْ مَا كَانُوْا يَكْتُمُوْنَ (۸۳-۱۳-۱۴) جب ہماری آیات اس کے سامنے تلاوت کی جاتی ہیں تو کہتا ہے کہ یہ اگلوں کی کہانیاں ہیں (ایسا) ہرگز نہیں بلکہ انہوں نے جو برائیاں کمانی ہیں اس سے ان کے دلوں پر رنگ لگ گیا ہے۔ مطلب یہ کہ قرآن مجید اگلوں کی کہانیاں نہیں ہے بلکہ سچ تو یہ ہے کہ ان کے دل رنگ آلود ہیں۔ یہاں ان کے دلوں کی رنگ آلودگی کی تصحیح سے ان کے اس قول کا ابطال ہوا کہ قرآن مجید اگلوں کی کہانیاں ہے۔

۲) اور کبھی مابعد کا ابطال اور ماقبل کی تصحیح مقصود ہوتی ہے۔ جیسے کہ۔ فَاَمَّا الْاِنْسَانُ اِذَا مَا ابْتَلٰهُ رَبُّهُ فَأَكْرَمَهُ وَنَعَّمَهُ فَيَقُوْلُ رَبِّيْ اَكْرَمَنِ ۚ فَاَمَّا اِذَا مَآرَا ابْتَلٰهُ فَقَدَّرَ عَلَيْهِ وَرَقَهُ ۚ فَيَقُوْلُ رَبِّيْ اَمَآنٌ ۚ عَلٰٓهُ بَلٰٓ اَلْحٰرِثُوْنَ اَلْيَسْبُ ۙ (۸۹-۱۵-۱۶) پس آدمی (کا حال ہے) کہ جب اس کا پروردگار اس کو آزماتا ہے اور اس کو عزت اور نعمت دیتا ہے تو کہتا ہے کہ میرے پروردگار نے مجھے عزت بخشی۔ اور جب اس کو وہ (دوسری طرح) آزماتا ہے کہ اس پر رزق تنگ کر دیتا ہے تو کہتا ہے کہ میرے پروردگار نے مجھے ذلیل کیا۔ (ایسا) ہرگز نہیں بلکہ تم لوگ یتیم کی خاطر نہیں کرتے۔.....

نایت ۲۰۔ مطلب یہ ہے کہ رزق کی فراخی یا تنگی در مار الہی میں اکرام و اہانت کی دلیل نہیں بلکہ یہ پروردگار کی طرف سے آزمائش ہے مگر یہ لوگ اس حقیقت سے بے خبر ہیں۔ اور مال کو بیجا خرچ کر رہے ہیں۔ پس یہ مال کا بے جا صرف۔ یتیم و مسکین کی حق تلفی اور مال و جاہ کی بے جا حرص یہ اسباب ذلت و اہانت ہیں۔ روزی کی تنگی یا کثرت نہ اتار اہانت و ذلت و عزت نہیں۔

یہاں دوسرے امر کا ابطال منظور ہے۔ اور اول کی تصحیح یعنی آزمائش کا اثبات کیا جا رہا ہے۔ اور روزی کی تنگی یا کثرت کی بنا پر عزت و اہانت کا ابطال ہو رہا ہے۔

ب) دوسرے یہ کہ پہلے حکم کو برقرار رکھ کر اس کے مابعد کو اس حکم پر اور زیادہ کر دیا جائے مثلاً اَوَّلٰتِ كَا لَا نَعْمَ بَلْ هُمۡ اَصْلٰ ۚ (۷۱-۱۶۹) وہ حیوانوں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ گمراہ۔ یا۔ بَلْ قَالُوْا اَضْحَاثُ اَحْلَامٍ بَلِ افْتَوٰلُهُ بَلْ هُوَ شَاعِرٌ ۙ (۲۱: ۵) بلکہ انہوں نے کہا کہ (یہ)

نشان پریشان (باتیں ہیں جو خواب (میں دیکھ ل) ہیں انہیں) بلکہ اس نے اس کو اپنی طرف سے بنایا ہے۔
(نہیں، بلکہ وہ شاعر ہے۔) اور یہ قرآن اس کے شاعرانہ خیالات کا نتیجہ ہے)

مطلب یہ کہ ایک تو قرآن کو پریشان خیالات کہتے ہیں۔ پھر مزید اسے افتراء بتاتے ہیں۔ اور اسی پر کفار نہیں کرتے بلکہ فحش و بائد آپ کو شاعر سمجھتے ہیں۔

قرآن حکیم میں بَلْ جہاں بھی آیا ہے انہی دونوں (ا۔ ب) معنی میں سے کسی ایک معنی میں استعمال ہوا ہے
۱۳۶:۱۲۔ اس آیت میں جہاں بھی مآ آیا ہے وہ موصول ہے۔

قُولُوا۔ امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ تم کہو۔ اِیْہَا الْمُؤْمِنُوْنَ لَقَوْلُکُمْ اَللّٰہُ وَاَلنَّبِیُّ وَاَلنَّصَارِیْ
اِیْ مُؤْمِنُو۔ ان یہود و نصاریٰ سے کہہ دو

وَمَا اُنْزِلَ اِلَیْنَا۔ اور جو نازل کیا گیا ہماری طرف یعنی قرآن۔

اَلَّذِیْنَ۔ قبیلے۔ ایک دادا کی اولاد۔ مینبط کی جمع ہے جس کے معنی پوتے، نواسے دونوں کے آتے
ہیں۔ مگر نواسے کے معنی میں اس کا استعمال زیادہ ہوتا ہے۔ حبیب اسباط یہود یا اسباط بنی اسرائیل کہا
جائے۔ تو اس سے مراد قبیلہ ہوتا ہے جو ایک دادا کی اولاد ہو۔

اُذُنِیْ۔ ماضی مچھول واحد مذکر غائب۔ اِیْتَاؤْ (افعال) مصدر۔ ۱۰۰ دیا گیا۔ اسے دیا گیا۔

بَیِّنَ۔ درمیان۔ بیچ۔ جدائی۔ طاب۔ دو چیزوں کے درمیان اور بیچ کو بتانے کے لئے اس کی وضع عمل
میں آئی ہے۔ جیسے وَجَعَلْنَا بَیْنَهُمَا زَبَابًا (۱۸-۲۲) اور ہم نے رکھی دونوں کے بیچ میں کھیتی۔

بَیِّنَ کا استعمال یا تو وہاں ہوتا ہے جہاں مسافت پائی جائے جیسے بَیِّنَ: نَبْذَلْنٰ دُشْمٰرَہٗ
کے درمیان۔ یا جہاں دو یا دو سے زیادہ کا عدد موجود ہو۔ جیسے بَیِّنَ: اَلَّذِیْنَ دُؤِیْمُوْہِ کے درمیان
اور جس جگہ وحدت کے معنی ہوں اور وہاں بَیِّنَ کی اضافت ہو تو محکمہ ضروری ہے۔ مثلاً فَاجْعَلْ بَیْنَنَا
وَبَیْنُکَ مَوَدَّةً (۲۰: ۵۸) پس ہم سے اور تیرے درمیان وعدہ ٹھہرا لے اور حبیب بَیِّنَ کی اضافت
اِیْذِیْ (دُشْمٰر) کی طرف ہو تو اس کے معنی سامنے اور قریب کے ہوتے ہیں۔ مثلاً لَا یَبْیْنُہُمْ مِنْ
بَیِّنَ اَیْدِیْہِمْ (۱۱: ۷) پھر میں آؤں گا ان کے سامنے ہے۔

بَیِّنَ اَحَدٍ۔ اگرچہ بَیِّنَ ہمیشہ خبر آمد کی طرف مضاف ہوتا ہے لیکن چونکہ یہاں اَحَدٍ بمعنی فریق آیا ہے
اس لئے بَیِّنَ کی اضافت اَحَدٍ کی طرف درست ہے۔

نَحْنُ لَہٗ مُسْلِمُوْنَ۔ میں کا ضمیر واحد مذکر غائب اللہ کی طرف راجع ہے۔

۱۳۷:۲۔ فَاتِّمَنُّوْا بِمِثْلِ مَا اَمْسَکْتُمْ بِہٖ۔ میں قَاتِ شرطیہ ہے۔ اَمْسَکُوا فَعْل بَانَا عَلِ بِمِثْلِ
میں ب زائدہ اور تاکید کے لئے ہے۔ مِثْلِ صفت ہے مصدر محذوف کی۔ اور مَا مصدر ہے تقدیر

کلام یوں ہے۔ **وَنُؤْمِنُ بِإِيمَانٍ مِّثْلَ إِيْمَانِكُمْ** اگر وہ تمہارے ایمان کی طرح ایمان لے آویں۔ یہ ہو سکتا ہے کہ لفظ **مِثْلَ** زائد ہو گیا کہ **لِئَن كَيْفَ لَمْ يَشْهَدْ** (۱۱-۴۲) اس جیسی کوئی شہی نہیں۔ آیت کت زائد ہے۔ جس سے مراد قرآن اور نبی ہے۔ اور یہ کی ضمیر اس کی طرف راجع ہے۔ تقدیر یہ کہ **وَنُؤْمِنُ بِإِيمَانٍ مِّثْلَ إِيْمَانِكُمْ** یعنی جس چیز پر تم ایمان لائے ہو اگر اس پر یہ لوگ بھی ایمان لائیں تو راہِ پالیر یہ عمل شرط ہے اور اگلا جملہ **فَقَدْ اهْتَدَوْا** جواب شرط۔ ترجمہ ہوگا: تو یہ بھی ہدایت یاب ہو جائے۔ **وَإِنْ تَوَلَّوْا** واؤ عاطفہ **إِنْ** شرطیہ۔ **تَوَلَّوْا** مانع جمع مذکر غائب **تَوَلَّوْا** (الفضل مصدر) انہوں نے پشت پھری۔ انہوں نے منہ موڑا۔ فعل با فاعل مجزئہ شرطیہ ہے اور اگلا جملہ جزائیہ ہے۔

فَارْتَمَوْا میں ف جزائیہ ہے۔ **إِنَّمَا** کلمہ حصر ہے **هَؤُلَاءِ** شیعائی جملہ اسمیہ ہو کر جزاء اپنی شرط **شِيعَاتٍ**۔ ضد۔ مخالفت۔ مقابلہ

الشُّقُ شکاف کو کہتے ہیں **شَقَقْتُ** بِنَصْفَيْنِ میں نے اسے برابر دو ٹکڑوں میں کاٹ **قرآن مجید میں ہے** **ثُمَّ شَقَقْنَا الْأَرْضَ شَقًّا** (۲۶: ۸۰) پھر ہم نے زمین کو چیرا بچھاڑا۔ **يَا أَذْكُ** **الْأَشَقَّتْ** (۱: ۸۴) جب آسمان پھٹ جائے گا۔ **الشَّقَاقُ وَالْمَشَاقَّةُ** (باب مفاعلة) مخالفت کہ صداوت رکنا۔ **فَارْتَمَوْا هَؤُلَاءِ شِيعَاتٍ** (تو سمجھ لو کہ) وہ تمہارے مخالف ہیں۔

فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللَّهُ ف عاطفہ ہے **سَيَكْفِيكَ** مزارع و احد مذکر غائب **كِفَايَةً** (باب ضرب) مہ سے۔ وہ کافی ہے۔ **ك** ضمیر و احد مذکر حاضر مفعول اول **يَكْفِيكَ** کا **هَؤُلَاءِ** ضمیر جمع مذکر غائب مفعول ثانی **اللَّهُ** فاعل فعل **يَكْفِيكَ** کا۔ تمہارے لئے ان سے اللہ کافی ہے یعنی تمہاری طرف سے اللہ ان سے منہ لیگا۔ ان کے مقابلہ میں تمہاری پشت پناہی کرے گا۔

السَّبْعِ سب سے **بِوزْنِ فَيْلٍ** صفت مشبہ کا صیغہ ہے۔ اسماء حسنیٰ میں سے ہے حبیب تو تعالیٰ کی صفت میں واقع ہو تو اس کے معنی میں ایسی ذات جس کی سماعت ہر شے پر حاوی ہو۔ **فَيْلٍ** کے وزن پر مبالغہ کا صیغہ ہے اسماء حسنیٰ میں سے ہے۔ خوب جاننے والا۔ **قرآن مجید میں اس کا بیشتر استعمال خدا تعالیٰ کی صفت میں ہی ہوا ہے**۔ کیونکہ اصل علم اُسی ہی کا ہے۔

صِبْغَةَ اللَّهِ مضاف مضاف الیہ۔ اللہ کا رنگ۔ **صِبْغَةَ** اسم مصدر ہے۔ رنگ کی ہیئت اور کیفیت کو صبغة کہتے ہیں۔ **صِبْغَةَ اللَّهِ** کی مندرجہ ذیل صورتیں ہیں۔

(۱) یہ **أَمَّا** (آیت ۱۳۶ متذکرہ بالا) کا مفعول مطلق من غیر لفظ ہے اور بدیں و جہ منصوب ہے اور صبغہ اللہ سے اللہ کا دین مراد لیا ہے۔ اور ہم ایمان لائے اللہ کے دین پر۔

(۲) یہ مِلَّةَ اِبْرٰہِیْم سے بدل ہے اور بدیں و جو منصوب ہے طیت ابراہیم سے مراد اللہ کا دین لیا ہے
(۳) اس سے قبل عبارت مقدرہ ہے۔ مثلاً تقدیر کلام ہے (۴) عَلَیْکُمْ صِبْغَةُ اللّٰهِ اللہ کے رنگ کو
اپنے اوپر لازم پکڑو۔

(۴) صَبَّغْنَا اللّٰهُ صِبْغَتَهُ اللہ نے ہمیں اپنے رنگ میں رنگ دیا۔ مصدر کو تاکید کے لئے بطور مفعول مطلق
لایا گیا ہے۔

(۴) بعض نے کہا ہے کہ صِبْغَةُ اللّٰهِ سے ختمہ مراد ہے۔ کیونکہ اس سے مخنون خون آلود ہو جاتا ہے۔
(۵) تفسیر القرآن میں ہے کہ مسیحیت کے ظہور سے پہلے یہودیوں کے ہاں یہ رسم تھی کہ جو شخص ان کے مذہب میں
داخل ہوتا تو اسے غسل دیتے تھے اور اس غسل کے معنی ان کے ہاں یہ تھے کہ گویا اس کے گناہ دھل گئے اور
اس نے زندگی کا ایک نیا رنگ اختیار کر لیا یہی چیز بعد میں مسیحیوں نے اختیار کر لی۔ اس کا اصطلاحی نام ان
کے ہاں اصطباغ (پتسمہ) ہے اسی کے متعلق قرآن کہتا ہے کہ اس رسمی اصطباغ میں کیا رکھا ہے
اللہ کا رنگ اختیار کرو۔ جو کسی پانی سے نہیں چڑھتا بلکہ اس کی بندگی کا طریقہ اختیار کرنے سے چڑھتا ہے۔
وَمَنْ أَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً اور اللہ کے رنگ سے کسی کا رنگ بہتر ہو سکتا ہے؟ مَنْ اسْتَفْتَا
ہے أَحْسَنُ اَفْضَلُ التَّغْفِیْلِ کا صیغہ ہے۔ ضمیر اس میں حُو راجع طرف مَنْ کے ہے جو متبر ہے اور۔
صِبْغَةً تمیز۔ (اور بدیں و جو منصوب ہے)

وَمَنْ لَهُ عِلْدٌ ذَنْبٌ جملہ عالیہ ہے۔ لہٰذا میں ضمیر اللہ کی طرف راجع ہے عَلِیْدٌ ذَنْبٌ اسم فاعل
جمع مذکر۔ عبادت کرنے والے۔ بندگی کرنے والے۔

(۱۳۹:۲) تَحَاجُّوْنَا - ہمزہ استفہامیہ انکاری ہے۔ تَحَاجُّوْنَا - مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔
مُحَاجَّةٌ (مُتَاعِلَّةٌ) مصدر ہے۔ جس کے معنی 'دوسرے سے محبت کرنے کے' یا جھگڑنے کے ہیں تاغیر
جمع متکلم۔ کیا تم ہم سے (اللہ کے دین کی بابت) جھگڑتے ہو۔

فِی اللّٰهِ - اے فی دین اللہ - اللہ کے دین کی بابت۔ اس کے متعلق یا اس کے بارہ میں
مَخْلُصُوْنَ - اِخْلَاصٌ (اِفْعَالٌ) سے اسم فاعل کا صیغہ جمع مذکر ہے۔ اخلاص کے معنی بے کسی
چیز کو ہر ممکن ملاوٹ سے پاک کر دینا۔ یہ غلوں کا متدعی ہے جس کے معنی آمریش سے پاک و صاف اور
خال ہونا ہے۔ یعنی ہم خدا کی اطاعت یا بندگی خالص کرنے والے ہیں۔ ہماری عبادت محض خدا تعالیٰ کی
رضا اور خوشنودی حاصل کرنے کے لئے ہے اس میں کسی اور جذبہ کی آمریش نہیں ہے۔

قُلْ - جملہ فعلیہ انشائیہ ہو کر قول ہے۔ اور باقی آیت لِنَیْتِ وَنَحْنُ لَهُ مَخْلُصُوْنَ اس کا مقولہ ہے
اللّٰهُ۔ ذوالحال ہے۔ وَهُوَ رَبَّنَا وَتَبَّکُمْ - حال اول۔ اور لَنَا اَعْمَالُنَا وَ لَكُمْ اَعْمَالُکُمْ حَالِثَانِ

اور نَحْنُ لَهُ مُخْلِصُونَ۔ حال ثالث ہے ذوالحال کا۔ یا یرتوں جملے تَحْجُوْنَا کے فاعل حال ہیں یعنی تمہارا اللہ (یا اللہ کے دین کی بابت) محارب (جست جھگڑا) بے بنیاد ہے اور ناقابل قبول۔ دین کی بابت ہم تم سے زیادہ مخلص اور فرماں بردار ہیں۔

۱۴۰: ۱۲۔ اَمْ۔ عاقلۃ للہمزة ہے (یعنی مبہرہ استفہام انکاری جو اوپر اَتَحْجُوْنَا میں آیا ہے اس معنی میں یہ آیا ہے) (ای وصل یا محمد) اَمْ تَقُولُوْنَ کیا تم یہ کہتے ہو کہ ابراہیم اور اسماعیل اور اسحق اور یعقوب (علیہم السلام) اور اسباط یہودی یا نصرانی تھے؟

تمہارا یہ کہنا بھی بے بنیاد اور ناقابل تسلیم اور افتراء ہے کیونکہ یہودیت اور نصرانیت تو ان حضرات علیہم السلام کے بعد کی بات ہے انما حدثت اليهودية والنصرانية بعد همد وثبتت کذبکم یا معشر الکفار والنصری علی ابراہیم وبنیہ۔

مقصود یہ ہے کہ تمہاری یہ دونوں باتیں محاجة فی دین اللہ وقولکم کانوا ابراہیم انھوذا انصاراً بالکل غلط ہیں۔

قُلْ (ای قل یا محمد) تو کہہ (زبرد تو بیخ کے پیرار میں آیا ہے۔

اَمْ۔ یہاں متعلق ہے ای ایک ما علم (تم میں سے کون بہتر جانتا ہے) استفہام انکاری ہے۔ ای لستم اعلم بحال ابراہیم علیہ السلام فی باب الدین بل اللہ تعالیٰ اعلم بذلک دین کی بابت ابراہیم علیہ السلام کے حال کو تم بہتر نہیں جانتے بلکہ خداوند تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مَا كَانَ اِبْرَاهِيْمُ يَهُودِيًّا وَلَا نَصْرَانِيًّا وَلَكِنْ كَانَ حَنِيفًا مُسْلِمًا (۲: ۶۷) ابراہیم (علیہ السلام) نہ تو یہودی تھے اور نہ عیسائی بلکہ سب سے بے تعلق ہو کر ایک (خدا) کے ہو رہے تھے۔

وَمَنْ اَظْلَمُ - وَاَوْعَاطِفٌ - مَنْ استفہام اَظْلَمُ اسم تفضیل کا صیغہ ہے اور کون زیادہ ظالم مِمَّنْ - مِنْ - حرف جار - اور مَنْ اسم موصول سے مرکب ہے کَتَمَ شَهَادَةً - کَتَمَ فعل بافاعل - شَهَادَةٌ مفعول - عِنْدَهُ - مِنَ اللہ - واول شَهَادَةٍ کی صفت ہیں - جو چھپاتا ہے اس شہادت کو جو اللہ کی طرف سے اس کے پاس ہے - کَتَمَ شَهَادَةً عِنْدَهُ مِنَ اللہ - صلہ ہے اپنے موصول کا موصول اپنے صلہ سے مل کر مجرور ہے اپنے جار مِنْ کا۔

یہ استفہام انکاری ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ایسے شخص سے بڑھ کر کوئی ظالم نہیں۔ اور اللہ کی جانب سے شہادت کیا تھی۔ ابن کثیر فرماتے ہیں کہ خدا کی کتاب جو ان کے پاس آئی تھی۔ اس میں انہوں نے پڑھا کہ حقیقی دین اسلام ہے اور محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ کے پیے رسول ہیں۔ ابراہیم۔ اسمعیل۔ اسحق اور یعقوب علیہم السلام یہودیت و نصرانیت سے الگ تھے۔ لیکن پھر بھی نہ مانا اور اتنا ہی نہیں بلکہ

اس بات کو چھپا بھی رکھا۔

۱۴۱:۲۔ تِلْكَ اِسْمُ اِسْرَافِيْلَ الَّذِي هُوَ اَمْرٌ عَلٰى كُلِّ نَفْسٍ فَهِيَ عَلَيْهَا وَكِيْلٌ۔ اَمَّتْ۔ اُمْتُ۔ یہ ایک امت تھی۔

فَذَٰلِكَ خَلَتْ۔ قَدْ ماضی پر داخل ہو کر تحقیق کے معنی دیتا ہے۔ خَلَتْ ماضی کا صیغہ واحد نونث غائب خَلَوُ (باب نصر) مصدر سے۔ وہ گزر گئی۔ تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ یہ ایک امت تھی جو گزر گئی۔

یہاں امت سے مراد حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کی اولاد ہیں۔

لَهَا مَا كَسَبَتْ وَرِلَّهَا مَا كَسَبَتْ۔ ملاحظہ ہو۔ آیت ۲: ۱۳۴۔ مَذْكُورَةُ الصَّدْرِ۔ اس مضمون کو یہاں مبالغہ کے لئے مکرر بیان فرمایا۔ تاکہ اپنے آباء و اجداد کے بھروسے پر نہ رہیں۔

اور بعض نے کہا ہے کہ پہلے مضمون میں تو خطاب اہل کتاب کو تھا اور اس میں ہم کو ہے کہ مبارک مسلمان ان کا اقتدار کرنے لگیں۔

اور بعض نے کہا ہے کہ پہلی آیت سے انبیاء علیہم السلام مراد ہیں اور دوسری سے یہود اور نصاریٰ کے آباء و اجداد مراد ہیں۔

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ۔

يَا رَهْ سَيَقُولُ

(٢)

سُورَةُ الْبَقَرَةِ

۱۲۲:۲ سَيَقُولُ مضارع پر داخل ہو کر اس کو ذال ص مستقبل کے معنی میں کر دیتا ہے يَقُولُ واحد مذکر غائب قَوْلٌ مصدر باب نَصَرَ سے وہ کہتا ہے۔ وہ کہیگا یہاں مبنی جمع ذکر غائب آیا ہے یعنی السفهاء (سفید لوگ) کہیں گے

السفهاء سَفِهَہُ کی جمع۔ بے وقوف، کم عقل لوگ۔ ائق۔ یہاں مراد یہود اور مشرکین ہیں۔
مَا وَدَّعُهُمَا مَا اسْتَقْبَاهُمَا ہے۔ وَدَّعَهُ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ لَوَيْتُہُ (تفہیل) مصدر مبنی مؤنثا پھرنا۔ هُنَّ ضمیر منقول جمع ذکر غائب کس نے موڑا ان کو، کس نے پھیر دیا ان کو (یہ سوالیہ انداز بطور تحقیق نہیں بلکہ بطور تعریض و طنز ہے)۔
قَبْلَهُمَا مضاف مضاف الیہ۔ ان کا قبلہ۔ قبلہ اصل میں کسی شے کے سامنے ہونے کی حالت اور ہیئت کو کہتے ہیں۔ جیسے جلسۂ بیٹھنے کی حالت کو بولتے ہیں پھر بطور نقل کے اس مکان کو کہنے لگے جس کی طرف منکر کے نماز پڑھتے ہیں۔

۱۲۳:۲ كَذَلِكَ اسی طرح ایسے ہی کا۔ اول حرف تشبیہ ہے ذال۔ اسم اشارہ واحد مذکر۔ لی علامت اشارہ بعید۔ کاف آخر حرف خطاب واحد مذکر حاضر کے لئے۔ اور واحد مؤنث حاضر کے لئے كَذَلِكَ۔ اور جمع مذکر حاضر کے لئے كَذَلِكَہُنَّ۔ اس کا مشبہہ۔

(۱) یا ارشاد باری تعالیٰ وَلَقَدْ اصْطَفَيْنَا فِي الدُّنْيَا (۱۲۰:۲) ہے یا مَزَلُّہُ تعالیٰ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ۔ آیت ماقبل (۱۲۲:۲) ہے۔ اور یہ معطوف ہے ہر دو کا۔ (۳) یا اس کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح ہم نے تمہارے لئے الیاباقلہ مقرر کر رکھا ہے جو مشرق اور مغرب کے درمیان وسط میں ہے۔ اسی طرح تم کو اُمَّۃً دَسَطًا بنایا جو افراط و تفریط سے برابر ہے نہ لغاری میسی افراط کہ عیسیٰ کو خدا بنا دیا نہ یہودیوں میسی تفریط کہ دین میں تحریف اور تبدیلی کر ڈالی۔ (خازن)

دَسَطًا صیغہ صفت دَسَطٌ مصدر (باب ضرب) ٹھیک درمیانی۔ برگزیدہ۔ عادل۔ (مدارک و بیضاوی) وسیط۔ وہ آدمی جو نسبی اعتبار سے درمیانہ اور مرتبے کے لحاظ سے بہت بڑا ہو (اُدْسَطُوہُ فَنَبَا وَاَنْتُمْ مَجْدًا) — صاحب منیاء القرآن رقمطراز ہیں کہ: دَسَطٌ کا لفظ قابل غور ہے اس کا معنی ہے درمیانہ جبکہ کادر میانی حصہ ہی اس کا عمدہ ترین حصہ ہوا کرتا ہے انسان کی زندگی کا درمیانی عرصہ (عہد شباب) اس کی زندگی کا بہترین وقت ہے۔ دن کے درمیانی حصہ دوپہر میں روشنی اپنے نقطہ عروج پر ہوتی ہے۔ اسی طرح اخلاق میں میاندردی قابل تعریف ہوتی ہے افراط و تفریط دونوں پلوں مذموم، نخل اور فصول خرچ کی درمیانی حالت کو سخاوت، بزدلی اور طیش کی درمیانی حالت کو شجاعت کہتے ہیں۔
اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ کو اس عظیم المرتبت خطاب سے سرفراز فرمایا۔ ان کے عقائد۔ ان کی شریعت، ان کے

نظام اخلاق سیاست اور اقتصاد میں افراط و تفریط کا گزیر نہیں۔ یہاں اعتدال ہے توازن ہے موزونیت ہے۔ لَسْكُودُوا۔ لام تعلیل ہے كُودُوا۔ فعل مضارع منصوب (بوجہ اَنْ۔ قدرہ بعض کے نزدیک لام تعلیل بذات خود ہی نائب ہے) جمع مذکر حاضر، فون اعالیٰ عامل کے سبب سے مذت ہو گیا ہے تاکہ تم بنو بن بار۔ لَسْكُودُوا..... الایۃ۔ امت محمدیہ کے وسط بنانے کی علت ہے۔

شَهِدَاءُ۔ شَهِيدٌ کی جمع ہے جو بالذکر کے لئے ہے۔ جیسے عَلِيمٌ کی جمع عَلَمَاءُ ہے۔ شَهِدَاءُ بوجہ الف التانیث غیر منفرد بنے۔ یَكُونُ مضارع منصوب واحد مذکر غائب۔ اس تلبہ کا عطف جملہ ماقبل پر ہے۔ اور تاکہ رسول تم پر گواہ ہو۔

مَا جَعَلْنَا۔ ماضی جمع مکمل بمعنی اصْبَرْنَا۔ ہم نے بنایا۔ مَا نَافِيَةٌ۔ اب معنی ہوں گے ہم نے نہیں بنایا اَلْقَبْلَةَ۔ مفعول ہے جَعَلْنَا کا۔ اور اَلَّتِي كُنْتُ عَلَيْهَا موصول وصلل کر صفت ہے اَلْقَبْلَةَ کی۔ بِنَعْمَةٍ۔ لام تعلیل کا لَفْظٌ مضارع منصوب جمع مکمل۔ کہ ہم کو معلوم ہو جائے۔ مَنِ يَتَّبِعِ الرَّسُولَ مَنِ موصول بمعنی اَلَّذِي ہے۔ مَنِ يَتَّبِعِ الرَّسُولَ جملہ فیلہ ہو کر صلہ موصول اپنے صلہ کے ساتھ مل کر مفعول اول ہے نَعْمَةٍ کا۔

مِمَّنْ يَنْقَلِبُ عَلَىٰ عَقِبَيْهِ۔ مِمَّنْ۔ مین حرف جار اور مِمَّنْ موصول سے مرکب ہے۔ يَنْقَلِبُ عَلَىٰ عَقِبَيْهِ صلا اپنے موصول کا۔ موصول اور صلہ مل کر مفعول ثانی نَعْمَةٍ کا معنی یہ ہوں گے تاکہ ہم اس شخص کو جو رسول کی پیروی کرتا ہے خدا جان لیں اس شخص سے جو اُلٹے پاؤں پھرے۔ يَنْقَلِبُ۔ مضارع واحد مذکر غائب۔ اِنْقَلَابٌ (اِنْفَعَالٌ) مصدر سے وہ لوٹتا ہے وہ لوٹے گا وہ پھرے گا وہ پھرے گا۔

عَقِبَيْهِ۔ مضاف مضاف الیہ عَقِبَيْهِ اصل میں عَقِبَيْنِ تھا۔ تثنیہ کا فون بوجہ اصناف گر گیا۔ عَقِبٌ بمعنی ایڑی۔ اِنْقَلَبَ عَلَىٰ عَقِبَيْهِ وہ اپنے پاؤں پر (یا ایڑیوں پر) اُلٹ پھر گیا۔ مراد اس سے وہ لوگ ہیں جو اس تبدیلی کعبہ پر شک و تردد کا شکار ہو کر مرتد ہو گئے۔

وَإِنْ كَانَتْ لَكُنُوزٌ لَّا يَكْنُوزُونَ۔ وَادِّعْ عَاطِفٌ اِنْ مُخَفَّفٌ هِيَ اِنْ سے اس کا اسم محذوف ہے اِی شَأْنًا مَا ضَمِيرٌ واحد مَوْث غائب کام جمع یا تو وہ مفہوم ہے جو کہ وَمَا جَعَلْنَا اَلْقَبْلَةَ میں ہے یا یہ ضمیر قبلة یا تبدیل و تحویل کی طرف راجع ہے۔ لام فاصلہ یا فارقہ ہے اور اِنْ مُخَفَّفٌ اور اِنْ نَافِيَةٌ میں فرق کرنے کے لئے آیا ہے اِنْ یہاں حرف تحقیق و تاکید ہے اِنْ كَانَتْ فَذَكَانَتْ۔ جیسا کہ اور جگہ ارشاد ہے اِنْ كَانَ أَصْحَابُ الْأَيْكَةِ لَنَالُوا الْمَوْتَ (۱۵۱-۱۵۲) تحقیق اصحاب لایکہ قاتم تھے

لَكُنُوزٌ۔ صفت مشبہ واحد مَوْث منصوب۔ تانیث كَانَتْ کے مَوْث ہونے کی وجہ اسم محذوف

(ای تولیۃ الکعبۃ - تحویلۃ الکعبۃ) کے ثبوت ہونے کی وجہ سے ہے اور نصب لوح کائنات کی خبر ہونے کے کبریٰ یعنی سناختہ - شاق گراں - سخت - ناگوار - مقدار میں بڑا ہونے کے معنی میں بھی آتا ہے مثلاً لَا يُنْفِقُونَ نَفَقَةً صَغِيرَةً وَلَا كَبِيرَةً (۹۱: ۱۳۱) وہ جو خرچ کرتے ہیں مقصور یا بہت (وہ ان کے نامہ اعمال میں لکھ لیا جاتا ہے)

وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُضِلَّ أَيْمَانَكُمْ - ای دما کاں اللہ مویداً لان یضیع ایمانکُم - مویداً خبر کان مخدوف ہے لام کے بعد ان مقدمہ ہے لان یضیع ایمانکُم مجہ متعلق خبر ہے یضیع فعل بوجہ عمل ان مقدمہ مضروب ہے ترجمہ ہوگا - اور امانہ نہیں پاہن کر تیار ہے ایمان کو ضائع کرنے - یہاں ایمان سے مراد الصلوٰۃ زمانہ ہے اور مراد اہل ایمان کی وہ نمازیں ہیں جو وہ تحویل قبلہ سے قبل بیت المقدس کی طرف منہ کر کے پڑھتے رہے تھے - تفسیر منظر میں ہے کہ صحیحین میں حضرت براہین عازب رومی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ تحویل قبلہ سے پہلے بہت سے آدمی مر گئے اور شبید ہو گئے تھے ہم کو کچھ علم نہ تھا کہ ان کے بارہ میں کیا کہیں (آیا ان کی نمازیں پڑھی ہوئی اکارت گئیں یا انہیں ثواب ملے گا) اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی - لَرَوْفٌ رَّحِيمٌ لام برائے تحقیق و تاکید ہے رَوْفٌ رَأْفَةٌ سے بروزن فعول صفت مشبہ کا صیغہ ہے - امام خطابی نے رافت و رحمت کا فرق بیان کیا ہے کہ رحمت تو کسی معلوت کی بنا پر کبھی ناپسندیدگی میں بھی ہوتی ہے لیکن رافت ناپسندیدگی میں تقریباً نہیں ہوتی -

۱۴۴: ۲ قَدْ نَرَىٰ - ہم دیکھ رہے ہیں - قَدْ جب مضارع پر داخل ہو تو علاوہ دیگر معانی کے تکثیر کے معنی بھی دیتا ہے - آیہ ہذا میں صاحب کشف نے قَدْ نَرَىٰ کے معانی دُتِبَا نَرَىٰ ہم اکثر دیکھتے ہیں لکھا ہے - نَرَىٰ - دُتِبَا (باب فتح) سے - مضارع کا صیغہ جمع مکمل ہے - ہم دیکھتے ہیں -

تَقَلَّبَ - تَعَلَّلَ کے وزن پر مصدر ہے - پھر پھر جانا - پھرنا - مضاعف ہے - وَجَّهَتْ مضاعف مضاعف الیرل کر تَقَلَّبَ کا مضاعف الیر ہے - تمہارے منہ کا بار بار پھرنا - آپ کے منہ کا پھر پھر جانا - فِي السَّمَاءِ مُتَعَلِّلٌ تَقَلَّبَ کے - جملہ تَقَلَّبَ وَجَّهَتْ فِي السَّمَاءِ - مفعول ہے قَدْ نَرَىٰ کا -

فَلَنَرَاكَ يَتَنَزَّلُ - ذاء سببیہ ہے - ما قبل الباء کا سبب ہے یعنی یہ سبب آپ کے بار بار آسمان کی طرف منہ اٹھانے کے (برائے تحویل قبلہ) ہم ضرور پھر دیں گے - لام تاکید کا ہے اور تَوَكَّيْنِ مضارع تاکید بانوں ثقیلہ بعینہ جمع مکمل ہے - تَوَكَّيْنِ (ثقیل) سے مصدر - ن غیر مفعول اول ہم آپ کو ضرور پھر دیں گے قَبْلَةَ تَوَضَّعْهَا - قَبْلَةَ موصوف - تَوَضَّعْهَا جملہ فعلیہ ہو کر صفت - موصوف و صفت مل کر مفعول ثانی - ہا حائز واحد مؤنث غائب قَبْلَةَ کے لئے ہے

فَلَنَرَاكَ قَبْلَةَ تَوَضَّعْهَا - قوم ضرور پھر دیں گے آپ کو اس قبلہ کی طرف جسے آپ پسند کرتے ہیں -

فَوَلِّ - فاء تفریع الامر (معاملہ کی پیش رفت) کے لئے ہے وَلِّ فعل امر کا تعین و احد نہ کرنا ضروری ہے!
تَوَلَّیَہ (تفعیل) مصدر سے۔ تو (واب) تو پھر لے

شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ المسجد الحرام موصوف صفت مل کر مضاف الیہ۔ شَطْر - طرف سمت
جہت۔ مسجد حرام کی طرف۔ مسجد حرام اس واسطے کہ اس میں قتال و شکار کرنا حرام ہے۔
شَطْر کے منسوب ہونے کی دو چیزات ہیں

(۱) یہ منصوب ہنزع خافض ہے۔ یعنی اصل میں الی شَطْرُ الْمُنْجِدِ الْحَرَامِ تھا۔ الی حرف جر کو حذف کر کے شَطْرُ کو منصوب کر دیا (الیے منصوب کو منصوب ہنزع خافض کہتے ہیں) نَزَعَ الشَّيْءَ مِنْ مَكَانِهِ کشتی کو اپنی جگہ سے اکھڑ دینا۔ اور خَفَضَ الْكَلِمَةَ کلمہ کو زبردیا خافض زیر نیشہ والا حرف۔ نَزَعَ الْخَافِضُ زیر نیشہ والے حرف کو حذف کرنا۔ نیز ملاحظہ ہو۔ ۳۶: ۶۸۔

(۲) مشعل بوجہ ظرف ہونے کے منصوب ہے۔

حَيْثُ جہاں جس جگہ۔ ظرف مکان ہے۔ حَيْثُمَا جہاں کہیں۔ شَطْرُہ۔ مضاف مضاف الیہ، اس کی طرف یعنی مسجد حرام کی طرف۔

فائدہ :- بظاہر مناسبت پر تھا کہ بجائے مسجد حرام کے کعبہ فرماتے۔ کیونکہ قبلہ تو کعبہ ہی ہے لیکن مسجد حرام اس لئے فرمایا کہ اس طرف اشارہ ہو جائے کہ جو کعبہ سے دور ہو اس پر حجت کعبہ کا استقبال واجب ہے عین کعبہ کا نہیں اَلَّذِينَ اٰذَنُوا الْكَلْبَتِ (وہ لوگ جن کو کتاب دی گئی) سے مراد یہود اور نصاریٰ ہیں۔ اِنَّهُ تَحْقِيقٌ وَہ - بیشک وہ - ذہ سے مراد تحویل قبلہ ہے - مطلب یہ ہے کہ اہل کتاب خوب جانتے ہیں کہ یہ تحویل قبلہ حق ہے کیونکہ قرأت میں موجود ہے کہ نبی آخر الزمان دو قبلوں کی طرف نماز پڑھیں گے اب بوجہ عناد و حسد کے انکار کرتے ہیں

۲: ۱۳۵۔ دَكَيْنٌ۔ وا از حرف عطف، جہد کا عطف، وَإِنَّ الَّذِينَ پر ہے لام مقبیدہ قسم کا ہے الْمُؤْمِنَةُ لِلْقِسْمِ اور مَا يَتَّبِعُوا قِيْلَتَكَ جواب قسم قائم مقام جواب شرط ہے اِنَّ حرف شرط ہے (اور اگر آپ نے ہی ایسے تمام دلائل ان لوگوں کے پاس جن کو کتاب ملی ہے تو وہ پروی نہیں کریں گے آپ کے قبیلہ کی۔

ذَمَّ بَعْضُهُمْ مَتَاعَ قِبْلَةٍ بَعْضٍ - جملہ کا عطف جملہ سابقہ پر ہے ، اور ان میں سے بعض دوسروں کے قبلہ کی پیروی کرنے والے ہیں۔ اس وقت یہودیوں و نصاریٰ میں خود قبلہ کے متعلق اختلاف تھا۔ اگرچہ بیت المقدس کو دونوں قبلہ مانتے تھے لیکن عیسائی عبادت کے وقت اپنا رخ مشرق کی طرف کرتے تھے (بیت المقدس نہ منورہ سے جانب شمال ہے)۔

اگرچہ دونوں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پیرو تھے۔ (سمریہ اُردن اور بحیرہ روم کے درمیان فلسطین کا ایک ضلع تھا، اَبْتَعَتْ ماضی کا میضہ واحد مذکر حاضر، اَبْتَعْتُ اُنْفَعَالُ مصدر تو نے یہی وی کی۔

اَصْوَاءُ هُذُلٌ مضاف مضاف الیہ۔ ان کی خواہشیں۔ هُوَی کی جمع۔ مَا جَاءَكَ میں ماموصول ہے۔ مِنْ اَلْبَلَدِ مِّنْ بَیْنِهِ ہے۔ اِی مَا اُوْحِیَ اِلَیْكَ۔

وَلَئِنْ اَبْتَعَتْ مِنْ اَلْعِلْمِ شرط۔ اِنَّكَ اِذَا لَعِنْتَ الظَّالِمِیْنَ۔ جواب شرط ہے۔ اس جملہ کی ترکیب بھی اسی طرح ہے۔ جو بعد سابقہ وَلَئِنْ آتٰیكَ الَّذِیْنَ قَبْلَكَ کی جے جو اوپر مذکور ہوئی۔

اِذَا مَنِعَ خِرَافٍ ہے۔ اصل میں یہ اِذَا مَنِعَ کی صورت میں فون کو الف سے بدل لیتے ہیں اَلَّذِیْنَ اٰتٰیَنَاهُمْ اَلْكِتٰبَ۔ اہل کتاب یہود و نصاریٰ۔ یَعْرِفُوْنَهُ۔ وہ اس کو پہچانتے ہیں۔ اس کو جانتے ہیں ۴ ضمیر مفعول واحد مذکر غائب کا مرجع یا ۱۱، ۱۲، قرآن یا تحویل قبلہ ہے یا (۲) یہ ضمیر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف راجع ہے گویا سابق میں ان کا ذکر نہیں ہے۔ یہی زیادہ راجح ہے۔ یَعْرِفُوْنَ کی ضمیر علماء اہل کتاب کی طرف راجع ہے۔

فَرِیْقًا مِّنْهُمْ۔ میں مِّنْ تبیین ہے اور هُذُلٌ سے مراد الذین لم یسلّموا جو جانتے ہوئے بھی آپ کو نبی تسلیم نہیں کرتے۔ لَیَكْفُرْنَ۔ لام تاکید کا ہے۔ یَكْفُرْنَ۔ فعل مضارع جمع مذکر غائب کثرت باب نصر مصدر تہ وہ چھپاتے ہیں۔ وہ چھپا رہے ہیں۔ اَلْحَقُّ۔ مفعول۔ حقیقات۔ یعنی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت اور آپ کا نبی قبلیں ہونا جو تورات میں مذکور ہے۔ وَهُمْ یَعْلَمُوْنَ جملہ عالیہ ہے حالانکہ وہ جانتے ہیں ۲: ۱۴۷ اَلْحَقُّ مِنْ رَبِّكَ۔ کلام مستأنف ہے اَلْحَقُّ مبتدا۔ مِنْ رَبِّكَ خبر۔ حق تو آپ کے رب ہی کی طرف سے ہے۔ اَلْمُتَّوِّیْنَ اسم فاعل جمع مذکر المستوی۔ واحد۔ اِمْتِزَاذُ اَنْفِعَالُ مصدر شک میں پڑنے والے تردد کرنے والے۔ مری۔ مادہ۔ اِمْتَوٰی یَمْتَرِیْ اِمْتِزَاً، شک میں پڑنا۔ مِزِیة۔ شک۔ حِجْرًا۔ مِزَاً حِجْرًا۔ بحث مباحثہ۔

۲: ۱۴۸۔ وَیُحِیْ وَیُمِیْتُ وَهُوَ عَلَیْہِمْ رَءِیْفٌ۔ اور کُلُّی میں تنوین مضاف الیہ کے عوض ہے تقدیر کلام یوں ہے وَیُحِیْ اُمَّةً وَیُمِیْتُ وَیُحِیْتُ مصدر یعنی قبلہ۔ یا اسم مکان۔ یعنی وہ سمت جس کی طرف رخ کیا جائے۔ اول صورت میں داؤ کا موجود ہونا غیر قیاسی ہے۔ قیاس کا تقاضا ہے کہ اس کو حذف کر دیا جائے (جیسا کہ عدد ۴ ذرئۃ میں داؤ محذوف ہے) صرف اصل پر تہذیر کرنے کے لئے باقی رکھا گیا ہے۔

دوسری صورت میں داؤ کا موجود ہونا قیاسی ہے۔ مراد دونوں صورتوں میں وہ سمت ہے جس کی طرف رخ کیا جاتا ہے هُوَ ضمیر واحد مذکر غائب یہ کُلُّی کی طرف راجع ہے مَوْتِیَہَا۔ مَوْتِیَہَا (توفیق) سے۔ مَوْتِیَ اسم فاعل کا میضہ واحد مذکر ہے۔ مضاف ہے۔ هَآفِیو

واحد موت غائب۔ مضاف الیه، اس کی طرف رخ پھرنے والا۔ منہ کرنے والا۔ دینی کسی کی طرف توجہ کرنا اور دینی عنہ رخ پھیرنا اعراض کرنا۔ اول الذکر کی مثال۔ لَوْ يَجِدُونَ مَلَجًا أَوْ مَغْرَبًا أَوْ مَخْرَجًا لَّوَلَّوْا إِلَيْهِ (۵۷: ۹) یہ اگر کوئی کسی بھی پناہ کی جگہ پاتے یا کوئی غاری کوئی (اور) جگہ گھس بیٹھنے کی تو یہ ضرور منہ اٹھا کر ادھر چل پڑتے۔ مؤخر الذکر کی مثال ثَمَّ لَوْ لَوَّاعُنَهُ دَعَا لَوْ اَمَعَلَهُ مَجْنُونٌ (۵۷: ۲۴) پھر انہوں نے اس سے منہ پھیر لیا اور کہنے لگے (یہ تو) بڑھایا ہوا (اور) دیوانہ ہے۔

جملہ کاترجمہ :- اور ہر ایک کے لئے ایک سمت ہے جس کی طرف وہ منہ کرتا ہے (ہر ایک سمت کا اپنا پناہ قبلہ ہے جس کی طرف وہ منہ کرتی ہے)

فَاسْتَقِمْ وَالْخَيْرَاتِ - اسْتَقِمْ - فعل امر کا ماضی جمع مذکر حاضر - اسْتَقِمْ (اسْتَقَامَ) مصدر تم سبقت کرو۔ تم ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرو۔ الْخَيْرَاتِ - خَيْرٌ کی جمع ہے۔ نیکیاں۔ محبتیں۔ غوریاں۔ شریعت عورتیں۔ نیک عورتیں۔ مراد نیکیاں ہیں۔ ال استقرا کا بے پنی ہر قسم کی نیکیاں۔ الخیرات مجبور ہے۔ اس سے قبل الی مقدم ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اتحاد قبلہ ہی نکی نہیں ہے اس کے علاوہ اور بھی نیکیاں ہیں جن پر سب دین متفق ہیں تم ان سب نیکیوں (البشول تحویل قبلہ) کو اپنانے میں ایک دوسرے سے سبقت لیجانے کی کوشش کرو۔ یہود اور منافقین نے تو محض کج محنتی کے طور پر تحویل قبلہ کو موضوع سخن بنا رکھا ہے۔

أَيُّهَا - جہاں کہیں، آئین مشرطیہ اور ما موصولہ سے مرکب ہے۔ یہاں بطور ظرف مکان متضمن بمعنی شرط ہے۔ اور ما مزید ہے اسی فی ای موضع تکتولوا۔ تم جہاں کہیں بھی ہو۔ يَأْتِ بِكُمْ اللَّهُ جَمِيعًا يَانِ مضارع مجزوم (بوجہ جواب شرط کے) ب تقدیر کے لئے کُم ضمیر مفعول جمع مذکر حاضر۔ جَمِيعًا صفت ہے کُم کی۔ تم سب کو، یعنی تم جہاں کہیں بھی ہو گے تم سب کو اللہ تعالیٰ اکٹھا کرے گا۔

۱۴۹: ۲ - حَيْثُ - جہاں۔ جس جگہ۔ ظرف مکان ہے۔ جہی برضہ ہے۔

وَمِنْ حَيْثُ حَوَّجَتْ - جس جگہ سے آپ نکلیں۔ بطور مجاز کے اس کے معنی یہ ہوں گے۔ آپ جہاں کہیں ہوں یہ معنی شرط کو شامل و متضمن ہے اسی لئے اگلے جملے میں حَوَّجَتْ پر فاء (بطور جواب شرط) لائے ہیں۔

فَوَلَّى وَجْهَكَ اِذَا صَلَيْتَ - جب نماز پڑھو تو اپنا منہ پھیر لیا کرو۔ وَلَّى فعل امر کا ماضی واحد مذکر حاضر۔ تَوَلَّى دَفْعًا، مصدر۔ تو پھیر لے۔ اِنَّهُ اِی النِّوَالِیَةِ اِلَى الْقِبْلَةِ۔ قبلہ کی طرف منہ کرنا۔

لِلْحَقِّ - میں لام زائدہ ہے۔

۱۵۰: ۲ - تُولِیَہ کے تکرار آیات ۱۴۴-۱۴۹-۱۵۰ کے متعلق مفسرین نے مختلف حکمتیں لکھی ہیں جو کہ

کتب تفسیر میں ملاحظہ کی جاسکتی ہیں۔

بَلَدًا میں لام علت کی ہے۔ یعنی اُن بات بات میں قبل کی طرف منہ کرنے کی بار بار تاکید کی وجہ یہ ہے کہ اہل کتاب نو
اعتراض کی کوئی گنجائش نہ رہے۔ اَلَا۔ اَنْ مصدر اور لَا منفی سے مرکب ہے بَلَدًا يَكُونُ تاکہ نہ ہو یا نہ ہے۔
حُجَّةً۔ اعتراض۔ دلیل۔ حُجْجٌ۔ جمع۔ مِنْهُمُ۔ میں مِنْ تبعیضہ ہے ہُنَّ ضمیر جمع مذکر غائب الناس
کے لئے ہے۔ فَلَا يَخْشَوْهُمْ۔ لَا تَخْشَوْنَ۔ فعل نفی جمع مذکر حاضر۔ خَشِيَته مصدر باب سَمِعَ۔ تم سب اُن
ہُنَّ ضمیر جمع مذکر غائب۔ اَلَّذِيْنَ ظَلَمُوا کی طرف راجع ہے۔

اِخْشَوْنِي۔ رَخَّشُوا۔ امر کا صیغہ مذکر ماضی و تہائی ضمیر واحد متکلم۔ تم مجھے سے ڈرو۔
وَلَا تَقْرَبُوا مَا طَعَفَ اَعْيُنُكُمْ عَلَيْهِ لَعَلَّكُمْ بِلَهِّ سَابِقَةٍ لِئَلَّا يَكُونَ لِلنَّاسِ پر ہے۔ اور (اس لئے کہ)
میں تم پر اپنا انعام پورا کر دوں

۱۵۱:۲۔ کَمَا۔ میں ک حرف تشبیہ ہے اور مَا مصدر یہ۔ کَمَا اَرْسَلْنَا کا تعلق یا تو لَا تَقْرَبُوا سے ہے
اور معنی یہ ہیں کہ۔ تاکہ میں اپنی نعمت تم پر پوری کر دوں جیسے کہ رسول بھیجنے کی نعمت پوری کی۔ یا اس کا تعلق
لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ سے ہے اور معنی ہوں گے تاکہ تم فلاح پاؤ جیسا کہ تم کو میرے تمہیں میں سے تمہارے
پاس رسول بھیجنے سے ہدایت و فلاح نصیب ہوئی۔ (مطہری۔ تفسیر القرآن)
يُزَكِّيْكُمْ۔ يُزَكِّي۔ مضارع واحد مذکر غائب تَزَكَّى (تفعیل) مصدر کُذِّ۔ ضمیر مفعول جمع مذکر حاضر۔ وہ تم کو
پاکیزہ کرتا ہے۔ وہ تم کو پاک بناتا ہے

مَا لَكُمْ تَكُفُّوا اَعْمَلْتُمْ۔ مَا موصول ہے لَمْ تَكُفُّوا اَعْمَلْتُمْ مضارع نفی مجہول۔ تم نہیں جانتے تھے۔
۱۵۲:۲۔ اَذْكُرْكُمْ۔ اَذْكُر۔ مضارع مجزوم (بوجہ جواب شرط) کا صیغہ واحد متکلم اَذْكُرْ مصدر ہے۔ کُذِّ ضمیر مفعول
جمع مذکر حاضر۔ میں تم کو یاد رکھوں گا۔ لَا تَكْفُرُوْنَ۔ فعل نفی جمع مذکر حاضر۔ ن و تہائی اور ی ضمیر واحد متکلم معذرت
۱۵۳:۲۔ اِسْتَعِذُّوْا۔ فعل امر جمع مذکر حاضر۔ اِسْتَعَاذَ (استفعال) مصدر۔ تم مدد طلب کرو۔

۱۵۴:۲۔ بَلَىٰ۔ حرف اضراب ہے ماقبل کے ابطال اور مابعد کی تصحیح کے لئے آیا ہے۔ یعنی تمہارا ان کو
رشتہ دار کو اموات کہنا بالکل باطل بلکہ حقیقت یہ ہے کہ وہ اَحْيَاء (زندہ) ہیں اَحْيَاءُ زندہ لوگ
حَقِّ کی جمع ہے

لَا تَشْعُرُوْنَ۔ مضارع منفی جمع مذکر حاضر شَعُرْتُ (باب نَصَرَ) مصدر۔ جس کے معنی بذریعہ حس ماننے
کے ہیں۔ تم نہیں جانتے ہو، تم نہیں سمجھتے ہو۔

۱۵۵:۲۔ لَنَبْلُوَنَّكُمْ۔ لَن تاکیدی کا ہے يَبْلُوْنَ۔ مضارع تاکید بانون ثقیلہ۔ صیغہ جمع متکلم بَلَّوْا مصدر باب
نَصَرَ بمعنی آزمائش۔ آزمائش میں ڈالنا۔ اَزْمَانًا۔ کُذِّ ضمیر مفعول جمع مذکر حاضر۔ ہم تم کو ضرر و ضرر آزمائش
الْخَوْبِ۔ خوف سے مراد خوف اللہ تعالیٰ الْجَوْع سے مراد صوم رمضان وَلَقَبْصٍ مِنَ الْأَمْوَالِ سے مراد

زَكَاةً وَصَدَقَاتٍ مِنَ الْاَنْفُسِ سے مراد امراض اور مِنَ الْقُرَّاتِ سے مراد موت الاولاد ہے۔

یا بالترتیب خوف سے مراد خوف دشمن، جوع سے مراد بھوک، قحط، نَقْصٌ تَبَنِ الْاَمْوَالِ سے مراد مالوں میں خسارہ یا بالکل ہلاک ہونا اور نَقْصٌ تَبَنِ الْاَنْفُسِ سے مراد جانوں کی کمی یعنی قتل ہونا یا مری جانا یا امراض کا لاحق ہونا۔ یا بڑھاپا ہے اور بھلوں کی کمی یہ کہ کوئی آفت آجائے جس سے بھل جاتے رہیں یا کم ہو جائیں وغیرہ

۱۵۶:۲ = اَلَّذِيْنَ اِذَا اَصَابَتْهُمْ النج صابرین کی صفت ہے۔

= اِذَا حُرْتُ شَرْطُہے اور جملہ شرطیہ بہ قَالُوا اِنَّا لِلّٰہ النج جواب شرط ہے۔

= مُصِيبَتُهُ اُس فاعل کا سیف واحد تَوَثَّ اَصَابَ يُصِيبُ اِصَابَةً (افعال، مصدر سے۔ غم، تکلیف، سختی، دکھ پہنچانے والی ہر چیز اس کی جمع مَصَائِبُ وَ مُصِيبَاتٌ ہے۔ اس کا مادہ صَوَّبَ ہے۔

المفردات میں ہے اَصَابَ السَّيْفُ تیر ٹھیک نشان پر مارا گیا اور مُصِيبَةٌ اصل میں اس سے کہتے ہیں جو ٹھیک نشان پر مار کر بیٹھ جائے اس کے بعد (عرف میں) ہر حادثہ اور واقعہ کے ساتھ یہ لفظ مخصوص ہو گیا۔ قرآن مجید میں ہے وَ مَا اَصَابَكَ مِنْ مُصِيبَةٍ فَمَا كُنْتَ اَيُّزُكُم (۲۲-۲۰) اور جو مصیبت تم پر واقع ہوتی ہے سو تمہارے اپنے اعمال سے ہے۔

= تَرَجَعُوْا اسم فاعل جمع مذکر رَاجِعٌ واحد۔ رُجُوْعٌ (صَرْب) سے مصدر۔ لوٹ جانے والے پھر جانے والے ۱۵۷:۲ = اُولَئِكَ یعنی وہ لوگ جن میں مندرجہ بالا صفات ہوں یعنی صَابِرُوْنَ۔

اُولَئِكَ مبتدا اول۔ صَلَوَاتٌ مبتدا ثانی۔ عَلَیْہِمْ متعلق مبتدا ثانی۔ پھر یہ مجموعہ مبتدا اول کی خبر۔

= وَاُولَئِكَ هُمُ الْمُفْتَدُوْنَ - واؤ عطف۔ اس جملہ کا عطف جملہ سالہا پر ہے اُولَئِكَ مبتدا ہُمُ الْمُفْتَدُوْنَ اس کی خبر۔

= صَلَوَاتٌ رحمتیں۔ برکتیں۔ صَلَوةٌ کی جمع۔ صل و مادہ۔

= مُفْتَدُوْنَ اسم فاعل جمع مذکر۔ اِحْسِدَاءُ (اِفْعَال) مصدر۔ ہدایت یا نذر، ہدایت پانے والے ۱۵۸:۲ = شَعَائِرُ۔ شَعَائِرُ کی جمع ہے شَعَائِرُ بَرُوزِنِ فَعِيلَةٌ بمعنی مَفْعَلَةٌ ہے مَشْعَرٌ کے معنی نشانی کے ہیں۔ شَعَائِرُ اللہ۔ مضاف مضاف الیہ۔ اللہ کی نشانیاں۔ شَعَائِرُ اللہ عرف شریعت میں عبادت کے مکانات اور زمانوں اور علامات کو کہتے ہیں۔ مکانات عبادت جیسے کعبہ، عرفہ، مزدلفہ، حجرات ثلاث صفا مرودہ۔ منیٰ و جمیع مساجد وغیرہ۔ زمانے (اوقات) جیسے رمضان اور اشہر حج۔ عیدین۔ جمعہ۔ اور علامت جیسے اذان، اقامت، نماز یا جماعت وغیرہ۔

= اِعْتَمَرُوا ماضی کا سیف واحد مذکر غائب۔ اِعْتَمَرُوا اِفْعَالُ مصدر اس نے عمرہ کیا۔ عمرہ زیارت بیت اللہ کے سلسلہ میں ایک مخصوص عبادت کا نام ہے۔ اس کا طریق یہ ہے کہ احرام باندھے جن دنوں چاہے

اور طواف کعبہ کرے۔ اور صفا و مروہ کے بیچ دوڑے۔ پھر حجامت کر کے احرام اتار دے۔

= حَجَّ - ماضی واحد مذکر غائب - حَجَّ وَ حَجَّ - مصدر (باب نصر) قصد کرنا۔ زیارت کے لئے جانا۔ حج کرنا
= فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا - جُنَاحٌ - جُنُوحٌ (باب فتح - نَصَرَ - ضَوَّبَ ہے) ماضی ہے
جنتہ اذا مال عن القصد المستقيم یعنی مقصد مستقیم سے دوسری جانب مائل ہونا۔ پس وہ گناہ جو حق سے
دوسری طرف مائل کر دے جُنَاحٌ ہے۔ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ - پس نہیں ہے گناہ اس پر۔ اَنْ مصدر یہ ہے۔
يَطَّوَّفُ - مضارع منصوب (بوجہ عمل ان) صیغہ واحد مذکر غائب کہ وہ طواف کرے یعنی سعی کرے يَطَّوَّفُ
اصل میں يَطَّوَّفُ (باب تفعّل) طَّوَّفُ سے متخا۔ تاہ کو طواہ میں مدغم کیا گیا۔ ترجمہ ہوگا۔ نہیں ہے اس پر
گناہ کہ وہ ان دونوں (صفا و مروہ) کے درمیان سعی کرے۔

شانِ نزول اس آیت کا اس طرح ہے کہ صفا و مروہ پر آساف و نائمہ دو جت تھے۔ آساف صفا پر متاثر
نائمہ مروہ پر۔ اہل جاہلیت ان بتوں کی تعظیم کے لئے صفا و مروہ کے درمیان طواف کیا کرتے تھے جب اسلام کا ستارہ
چکا تو مسلمان صفا و مروہ کے درمیان سعی کرنے سے ان بتوں کی وجہ سے احتراز کرتے تھے اور نفرت کرتے تھے
ادھر انصار قبل از اسلام منات جت کی عبادت کیا کرتے تھے۔ اور اس کے سامنے پکار کر دعا کیا کرتے تھے
اس لئے انصار بھی صفا و مروہ کے درمیان دوڑنے سے کراہت کرتے اس لئے اللہ تعالیٰ نے دونوں فریق کے باب
میں یہ آیت نازل فرمائی (منظہری) مسلمانوں کو حکم ہوا کہ صفا و مروہ کے درمیان جو تم سعی کیا کرتے تھے اسے
جاری رکھو۔ یہ ایک نیک کام ہے اس کے جاری رکھنے میں کوئی حرج نہیں۔ اخاف کے نزدیک صفا و مروہ کے
درمیان سعی واجب ہے۔

= طَّوَّفَ - اس نے خوشی سے نیکی کی۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ طَّوَّفَ (تَفَعَّلَ) مصدر ہے۔ جس کے
معنی اصل میں تو نیکی میں تکلف کرنے کے ہیں۔ مگر عرف میں جو چیزیں کہ لازم اور فرض نہ ہوں جیسے نوازل وغیرہ
ان کے بجالانے اور انجام دینے کو کہتے ہیں۔

= شَاكَرَ - شَاكَرَ - شَكَرَ سے اسم نال کا صیغہ واحد مذکر۔ اللہ تعالیٰ کی ذات کو جب شکر سے متصف کیا جائے
تو اس سے اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں پر انعام فرمانا اور جو کچھ عبادت انہوں نے ادا کی ہے اس کی جزا دینا مراد ہے
یہاں شاکر بمعنی قدردان۔ حق ماننے والا۔

= فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ الْخِجْلَ شَرْطِيہ ہے اور فَإِنَّ اللَّهَ... الخ جواب شرط ہے۔ اسی طرح مَنْ
طَّوَّفَ... الخ جملہ شرطیہ ہے اور فَإِنَّ اللَّهَ... الخ جواب شرط۔

۲: ۱۵۹ = يَكْتُمُونَ - فعل مضارع جمع مذکر غائب کَتَمَ مصدر۔ باب نصر۔ وہ چھپاتے ہیں۔ فعل بائنا
مَا أَنْزَلْنَا اس کا مفعول مِنَ الْبَيْتِ وَالْهَدْيِ بیان مَّا - مِنْ بَعْدِ مَا مَعْلُوقٌ ہے يَكْتُمُونَ

فِي الْكِتَابِ مُتْلَقٌ هِيَ بَيِّنَاتٌ سَبَّحُوهُ صَلَاتُهَا أَطْوَلُ صَلَاتِ الْبَنَاتِ كَأَنَّهُمْ يَوْمَئِذٍ عَلَيْهِمْ قَبْرٌ
 كَأَنَّهُمْ يَوْمَئِذٍ عَلَيْهِمْ قَبْرٌ

= بَيِّنَاتٌ - ماضی - جمع مکمل۔ کہ منیر مفعول واحد مذکر غائب۔ جس کا مرجع مَا أَنْزَلْنَا مِنَ
 الْبَيِّنَاتِ وَالْهُدَىٰ ہے۔

= فِي الْكِتَابِ - اِیٰی فی التوراة من صفۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ کتاب یہاں مراد توراة
 ہے۔ جس میں نبی کریم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے متعلق واضح بیان موجود ہیں۔ اور النَّاسُ سے مراد ملّا
 بنی اسرائیل ہیں۔ بعض کے نزدیک کتاب مراد تمام کتب آسمانی ہیں جو مختلف انبیاء علیہم السلام پر نازل کی
 گئیں اور النَّاسُ سے مراد جمیع علماء ہیں۔

= أُولَٰئِكَ سے مراد وہ لوگ ہیں جو الکتاب میں مبتدئہ حقائق و ہدایت کو چھپاتے ہیں۔

= يَلْعَنُهُمْ۔ يَلْعَنُ۔ مضارع واحد مذکر غائب۔ لَعَنَ (بَابُ فَتْحٍ) وہ لعنت کرتا ہے یا کرے گا۔ هُمْ
 ضمیر مفعول جمع مذکر غائب۔

= أَلَّا يَعْنُوْنَ۔ اسم فاعل جمع مذکر لَعَنَ مصدر سے۔ اِیٰی لَعَنَ کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف ہو تو لعنت کے
 معنی ہوں گے قرب یا رحمت سے دور کرنا۔ عذاب دینا۔ اور اگر اس کی نسبت انسان کی طرف ہو تو معنی ہوں گے
 بدو عا دینا۔ گالیاں دینا۔ سخت شتمت کہنا۔ دھتکار کر نکال دینا۔ پھینکارنا۔ لَعِنٌ بِمَعْنَى مَلْعُونٌ۔
 (مَفْعُولٌ) یہاں لَا يَعْنُوْنَ سے مراد طاعن و مؤمنین ہیں۔

۱۶۰:۲ = اِلَّا الَّذِيْنَ..... الخ استثناء متصل ہے اور ضمیر هُمْ (جو يَلْعَنُهُمْ میں ہے) مستثنیٰ
 = قَابِضًا۔ ماضی جمع مذکر غائب۔ تَوْبَةً (بَابُ نَصْوٍ) مصدر۔ انہوں نے توبہ کی۔ وہ باز آ گئے۔ جب
 تَوْبَةً کا تعدیہ الٰہی کے ذریعہ ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی طرف توبہ اور انابت کے معنی ہوتے ہیں۔ اور جب
 تعدیہ علیٰ سے ہوتا ہے۔ تو توبہ قبول کرنے کے معنی آتے ہیں۔

بندہ کا توبہ کرنا۔ معصیت کے بعد اسے مجبور کر نیکی اور اطاعت کی طرف واپس آنا ہے۔

= اصْلَحُوا۔ ماضی جمع مذکر غائب اِصْلَاحٌ۔ (افْعَالٌ) مصدر انہوں نے اپنی اصلاح کی۔ وہ ستر گئے
 انہوں نے اپنے کام کو درست کیا۔ انہوں نے نیک کام کئے۔

بَيِّنَاتٌ۔ ماضی جمع مذکر غائب۔ بَيِّنَاتٌ (تَفْخِيْلٌ) مصدر انہوں نے بیان کیا۔ مطلب یہ ہے کہ علماء اہل
 کتاب جو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق کتب سماویہ میں مندرج صفات کو غلطی سے دانستہ چھپا
 رکھتے تھے۔ اور بدیں وجہ متوجہ ابنِ معرہ سے۔ ان میں سے جو توبہ کر کے اپنے اس گناہ سے باز آ گئے۔
 اپنے آپ کی اصلاح کر لی۔ اور حقائق کو کما حقہ لوگوں سے بیان کر دیا (تو اللہ تعالیٰ اُن کی توبہ قبول کر لیا)

= اُدْنٰكَ . سے مراد الَّذِيْنَ تَابُوْا وَاٰمَلُوْا وَيَلْتَمِسُوْنَ .

= اَتُوْبُ عَلَيْهِمْ . اَتُوْبُ - مضارع واحد نكلم - چونکہ تعدیہ علی کے ساتھ ہیں اور فعل کی نسبت اللہ تعالیٰ سے ہے اس لئے مطلب ہوا کہ میں (یعنی اللہ) ان کی توبہ قبول کر لوں گا۔ ان کو معاف کر دوں گا۔ ھند ضمیر مفعول جمع مذکر غائب ہے۔

= اَلتَّوَابُ - تَابَّ کے وزن پر مبالغہ کا صیغہ ہے بہت توبہ قبول کرنے والا۔ تَابَّ سے مشتق ہوا اگر اس کی نسبت بندہ سے ہو۔ تو معنی ہوں کے بہت توبہ کرنے والا۔

۱۶۱:۲ = وَھُمْ كُفَّارٌ - جملہ عالیہ ہے درآں مالک وہ کافر ہی تھے۔

۱۶۲:۲ = خَالِدِيْنَ فِيْہَا - خَالِدِيْنَ - اسم فاعل جمع مذکر بحال نصب - خُلُوْدُ (بَاب نَصَو) مصدر ہمیشہ رہنے والے۔ فِيْہَا - اس میں ھا ضمیر واحد مؤنث غائب لعتہ کے لئے ہے جس کا اوپر ذکر ہوا۔ یا یہ اَلنَّارُ - ہے (دوزخ) کے لئے ہے اور اَلنَّارُ کو اس کی شان کی عظمت کی وجہ سے مضمحل کیا گیا ہے اور اسم کی جگہ ضمیر کو لایا گیا خَالِدِيْنَ - عَلَيْهِمْ کی ضمیر سے حال ہونے کی وجہ سے منصوب ہے

= لَا يَخْفُفُ - مضارع منفی مجہول واحد مذکر غائب - وہ ہلکا نہیں کیا جائے گا۔ یعنی عذاب میں کمی نہیں کی جائے گی۔ لَا يَخْفُفُ عَنْہُمُ الْعَذَابُ - یہ جملہ حال ہے ضمیر خَالِدِيْنَ سے

= وَلَا هُمْ يَنْظُرُوْنَ - واو فاعل ہے۔ اس کا عطف جملہ سابقہ پر ہے۔ لَا يَنْظُرُوْنَ - مضارع منفی مجہول کا صیغہ جمع مذکر غائب ہے۔ اس کا مادہ ن ظ ر ہے۔ لَا يَنْظُرُوْنَ کی مندرجہ ذیل صورتیں ہو سکتی ہیں۔

راء، مصدر اِنظَارٌ - مہلت دینا سے مشتق ہے اس صورت میں معنی ہوں گے اور اذن کو مہلت دی جائے گی راوی یہ رائج ہے

(۲) یہ مصدر اِنظَارٌ سے مشتق ہے۔ اس صورت میں معنی ہوں گے اور اذن کا انتظار کیا جائے گا کہ کسی قسم کی سزا کریں (۳) یہ مصدر نَظَرٌ سے مشتق ہے معنی دیکھنا۔ اس صورت میں معنی ہوں گے اور اذن کی طرف نظر رمت کی جائے گی ھند ضمیر جمع مذکر غائب تاکید کے لئے لایا گیا ہے۔

۱۶۳:۲ = اِلٰھُکُمْ - مضاف مضاف الیہ - تمہارا معبود۔

= اِلٰھٌ وَّاحِدٌ - وَّاحِدٌ - صفت مؤکدہ ہے اِلٰھ کی کیونکہ اِلٰھ کی توبہ سے خود وحدت مترشح ہے۔ اور اِلٰھ موصوف کو وحدانیت کی تاکید اور تاکید کے لئے ذکر فرمایا۔ موصوف صفت مل کر اِلٰھُکُمْ کی خبر ہوتے۔

= لَا اِلٰھَ اِلَّا ھُوَ - زیادتی تاکید و تقریر کے لئے ہے۔ اور یہ اِلٰھُکُمْ کی دوسری خبر ہے۔

= اَلرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ - بھی اِلٰھُکُمْ کی تیسری اور چوتھی خبر ہے۔

۱۶۴:۲ = اِنَّ حَرْفٌ مُّشَبَّہٌ بِالْفِعْلِ -

۱، فِی خَلْقِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ

۲، وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ

۳، وَالْفَلَکِ الَّتِی تَجْرِی فِی الْبَحْرِ بِمَا یَنْفَعُ النَّاسَ

۴، وَمَا أَنْزَلَ اللَّهُ مِنَ السَّمَاءِ مِنْ مَّاءٍ

یہ سب جملے یکے بعد دیگرے اُن کی خبر ہیں۔

۵، مَا حَیَا بِهِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا

۶، رَبِّ وَبَثَّ فِيهِمَا مِنْ كُلِّ دَابَّةٍ

(۵) وَتَصَوِّفِ الرِّیَاحِ

(۶) وَالسَّمَاءِ الْمَسْجُورِ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ

لَا تَبْتَ بَقَوْمٌ یَقْتُلُونَ۔۔۔۔۔ اسم اِنّ۔ (لَا تَمُوتُ اِنَّ) کے اسم کی خبر کے بعد میں آنے کی وجہ سے لایا گیا ہے،

= اِخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ سے مراد دن رات کا آگے پیچھے آنا۔ ان کا چھوٹا بڑا ہونا۔ کُرُو اَرْضِ یَرْفَعْتَ مَقَاتًا پر ان کا طوالت میں کم و بیش ہونا۔ ہے۔

= اَلْفَلَکِ۔ یہ لفظ مذکر تثنیہ، واحد، جمع سب کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ کشتی، جہاز۔

= تَجْرِی بِمَا۔ تَجْرِی۔ مضارع واحد مذکر غائب۔ وہ چلتی ہے۔ وہ جاری ہے۔ بَیْنَمَا میں ب تقدیر کا

ہے تَجْرِی بِمَا۔ وہ لے جاتی ہے۔ وہ لے کر چلتی ہے۔ اور مَا موصول ہے۔ یَنْفَعُ النَّاسَ (جو) نفع پہنچاتی

ہے لوگوں کو، یعنی اور جہازوں میں، کشتیوں میں جو چلتے ہیں سمندر میں وہ چیزیں لے کر جو لوگوں کو نفع پہنچاتے

ہیں۔ سامان تجارت وغیرہ۔

= اَحْیَا بِہٖ۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ (یعنی مضارع، وہ زندہ کرتا ہے) ضمیر واحد مذکر غائب کا متعلق مَآ

= بَثَّ۔ ماضی واحد مذکر غائب (یعنی مضارع) وہ پھیلاتا ہے وہ بکھیرتا ہے (باب نصر، ضَرَبَ، اصل

میں بَثَّ کے معنی کسی چیز کے پراگندہ کرنے اور ابھارنے کے ہیں اس لئے ہوا سے خاک اڑنے۔ غم سے بے قرار

ہونا۔ اور راز کے افشاء کرنے کے لئے بَثَّ کا استعمال ہوتا ہے۔ مَثَلًا فَكَأَنَّتْ هَبَاءً مُّثَبِّتًا (۵۶-۶۰) پھوہ

منتشر ذرات کی طرح اڑنے لگیں۔ اور یَوْمَ یَكُونُ النَّاسُ كَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوثِ۔ (۱۰۱-۱۰۴) جس دن

لوگ ایسے ہوں گے جیسے بکھرے ہوئے پتنگے۔

= فِيْہَا۔ اور اس سے قبل لَبَدَ مَوْتِہَا میں بِمَا ضمیر واحد تثنیہ غائب۔ اَلْأَرْضَ کے لئے ہے

= دَابَّةٍ۔ الدب ابدا الدَّابَّةُ (باب ضَرَبَ) سے اسم فاعل کا صیغہ ہے۔ مذکر اور تثنیہ دونوں کے لئے

مستعمل ہے۔ اس میں تہ وحدت کی ہت دَوَابٌّ جمع ہے اگر عرف میں یہ لفظ گھوڑے کے لئے مخصوص ہے

مگر سب جانوروں کے لئے استعمال ہوتا ہے وَاَنْ جُمِعَ میں اس کا استعمال ہر ذی حیات چیز کے لئے ہوا ہے۔

ذَابَةُ الْأَرْضِ - جس کا ذکر آیت شریفہ (۲۴: ۸۲) میں آیا ہے اس سے ایک خاص جانور اور ہے جو نبات سے پہلے زمین سے نکلے گا (بعض کے نزدیک مکھڑیاں کوہ صفا کے پھٹنے سے زمین سے نمودار ہوگا) جو کہ لوگوں سے باتیں کرے گا اور نشان لگا کر سچے ایمانداروں اور چھپے ہوئے منکروں کو ایک دور سے سے متاثر کرے گا۔
 تَصْرِيفُ الرِّيحِ - مضاف مضارف - ہواؤں کا بدلنا تَصْرِيفُ (تفعیل) مصدر - صَوَّرَ يَصَوِّرُ کا - معنی پھیرنا - بدلنا - قرآن مجید میں اور جگہ آیا ہے صَوَّرْنَا الذِّيَّاتِ (۲۷: ۲۷) اور ہم نے اپنی نشانیاں پھیر چکر (بیان کر دی ہیں)

الرِّيحُ - دِیج کی جمع ہے۔

فَالْمُدَّةُ - قرآن مجید میں جہاں ار سال ریح کا ذکر ہے اگر بہ لفظ جمع ہے یعنی رِیاح کا لفظ استعمال ہوا تو وہاں عام طور پر رحمت کی ہوائیں مراد ہیں۔ اور اگر رِیح یعنی واحد کا لفظ استعمال ہوا ہے تو عذاب کے معنی مراد ہیں۔ چنانچہ رِیح (جمع) کے متعلق ارشاد ہے وَأَرْسَلْنَا الرِّیَاحَ لَوْ آخِ ۱۵ (۲۲: ۱۵) اور ہم ہی ہوا کو چلاتے ہیں جو بادلوں کو پانی بردار کرتی ہے۔ اور اَنْ یُّزْسِلَ الرِّیَاحُ مُبَشِّرَاتٍ (۶: ۳۰) کہ ہواؤں کو اس غرض سے بھیجتا ہے کہ لوگوں کو بارش کی خوشخبری پہنچائیں۔ اور سینہ (واحد) کے متعلق فرمایا اِنَّا اَرْسَلْنَا عَلَیْکُمْ رِیْحًا صَوَّارًا (۱۹: ۵۴) ہم نے ان پر ایک زمانے کی آندھی چلائی۔ اور اِشْتَدَّتْ بِهٖ الرِّیْحُ (۱۴: ۱۸) اس کو سخت ہوائے اُڑی۔

السَّحَابُ الْمُسَخَّرُ - موصوف و صفت - تابع فرمان بادل (جو آسمان اور زمین کے درمیان متعلق ہے) یعنی وہ بادل جو اس کے یعنی اللہ تعالیٰ کے تابع فرمان ہیں جدھر اس کا حکم ہوتا ہے ادھر کودہ چلتے ہیں۔ اور جہاں وہ چاہتا ہے برکتے ہیں۔

بعض نے السحاب کو موصوف اور المسخرین السماء والارض کو اس کی صفت لکھا ہے۔ اور ترجمہ یوں کیا ہے۔ اور بادلوں میں جو زمین اور آسمان کے درمیان مقید ہیں نہ اوپر جاتے ہیں نہ نیچے گرتے ہیں۔
 سحاب اسم جنس جمع ہے۔ اس کا واحد سحابہ ہے یہ مذکر بھی آتا ہے اور مؤنث بھی۔ مفرد بھی آتا ہے اور جمع بھی۔ لفظ کی رعایت سے اس کی صفت مفرد آتی ہے جیسے آیت مندرجہ بالا۔ وَالسَّحَابُ الْمُسَخَّرُ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ اور معنی کی رعایت سے جمع بھی لائی جاتی ہے جیسے وَیُنْشِئُ السَّحَابَ الثِّقَالَ (۱۲: ۱۳) اور اٹھاتا ہے بھاری بادل۔ مذکر کی مثال جیسے آیت مذکورہ (وَالسَّحَابُ الْمُسَخَّرُ...)۔

یَعْقِلُونَ - مضارع جمع مذکر غائب - عَقَلَ (صَوَّبَ) مصدر وہ سمجھتے ہیں۔ وہ غور کرتے ہیں۔
 ۱۶۵: ۲ وَمِنَ النَّاسِ - میں راؤ عالمیہ ہے یعنی مال یہ کہ باوجود ان بابرہین نیرہ کے۔ میں تبھیغیہ ہے یعنی لوگوں میں بعض ایسے ہیں.... مَنَ یعنی اَلَّذِی ہے۔

= يَتَّخِذُ - مضارع واحد مذكر غائب - اِتَّخَذَ (اِفْتَعَالَ) مصدر قرار دیتا ہے۔ بناتا ہے۔

= اَنْذَا اِنْذَا کی جمع ہے۔ نظر، مشن، نداء اور مثل میں ذوق یہ ہے۔ کہ مثل عام ہے اور نداء خاص۔ مثل کا استعمال ہر قسم کی شرکت کے لئے ہوتا ہے۔ صوفیائے کرام نے اَنْذَا کی تفسیر فرمائی ہے کل ماکان مشغلاً عن اللہ ما نغاسن امتثال امرہ: ہر وہ چیز جو انسان کو اللہ کی یاد سے غافل کر دے اور اس کے احکام کی تعمیل سے روک دے وہ اِنْذَا ہے خواہ وہ بت ہوں گمراہ رہیں ہوں مال و دولت ہو، اولاد ہو، علم و فن۔ لیکن نہ کا استعمال صرف کشتی کے ذوات اور جوہر میں شریک ہونے کے لئے ہے۔

= يُجْتَنَبُ - مضارع، صیغہ جمع مذكر غائب۔ باب افعال سے۔ اِنْجَابٌ مصدر۔ حَمْدٌ منیر مفعول جمع مذكر غائب۔ جس کام میں اِنْذَا ہے۔

= كَحَبَّ اللہ میں کاف تشبیہ کا ہے۔

= اَشَدُّ حُبًّا لِلَّهِ - اَشَدُّ شِدَّةً سے افضل التفضیل کا صیغہ ہے اَشَدُّ کا متعلق محذوف ہے۔ تقدیر کلام یوں ہے اَشَدُّ حُبًّا لِلَّهِ مِنْ هُوَ لَا يَدْرِي اِنْذَا یعنی تو نہیں کہ اللہ سے جو محبت (میلان قلب) ہے وہ مشرکین کی غیر اللہ سے محبت سے کہیں زیادہ ہے۔

= لَوْ حرف شرط ہے جس کا جواب محذوف ہے۔

= يَرَى - فعل مضارع واحد مذكر غائب۔ اس کی درج ذیل صورتیں ممکن ہیں۔

۱) اس فعل کا فاعل اَحَدٌ محذوف ہے ترجمہ ہوگا۔ اگر کوئی دیکھے ان لوگوں کو جو ظالم ہیں اس صورت میں اَنْذَا ظَلَمُوا فعل یرى مفعول ہوگا۔

۲) یرى کا فاعل اَلَّذِينَ ظَلَمُوا ہے اس صورت میں ترجمہ ہوگا۔ اگر ظالم لوگ دیکھ پاتے یا جان جاتے۔

= اِذْ يَرَوْنَ الْعَذَابَ - ظرف زمان ہے فعل یرى کا۔ جب دیکھیں گے وہ عذاب (جو ان کو ملے گا)۔

= اِنَّ الْقُوَّةَ شَدِيدُ الْعَذَابِ مفعول یرى کا (۲) کی صورت میں۔

لَوْ کا جواب محذوف ہے۔ محذوف جواب عبارت کے سیاق و سباق کے مطابق ایک سے زیادہ بھی ہو سکتے ہیں کیونکہ صنف میں تعین تو ہوتی نہیں مثلاً یہاں جواب محذوف ہے۔ لَمَّا اَتَتْهُمْ دَائِمًا دُونَهُ اَنْذَا (تو ہرگز اس کے یعنی اللہ کے سوا کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہراتے) بھی ہو سکتا ہے اور لَوْ قُوَّةٌ مِنَ الْحُسْرَةِ وَالْاُذَى فیما لا یکاد یوصف۔ تو ناقابل بیان حسرت و ندامت کا شکار ہو جاتے۔

منذر جواباً لاتقریر پر آیت کے معنی ہوں گے (۱) اگر ظالم لوگ عذاب اور مصائب دنیوی دیکھتے وقت یہ جانتے کہ تمام قوت اللہ ہی کو ہے اور یہ کہ اللہ شدید العذاب ہے تو ہرگز سن دُون اللہ کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہراتے اور نہ اور کسی سے محبت کا دم بھرتے۔ (۲) اگر یہ ظلم کرنے والے قیامت کے دن عذاب دیکھتے وقت یہ بات

جائیں گے کہ تمام قوت اللہ تعالیٰ کو ہے اور وہ اشد العذاب ہے تو سخت نادم ہوں گے۔

== فَاذْكُرُوا - کُذِرْتُمْ اور اذْكُرْتُمْ میں کُذِرَ اور اذْكُرَ یہاں مستقبل کے لئے آئے ہیں۔ حالانکہ یہ ماضی پر استعمال ہوتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ کے کلام میں تو مستقبل بھی مثل ماضی کے ہے جیسے ماضی کا وقوع یقینی ہوتا ہے اسی طرح اللہ کے نزدیک مستقبل کا وقوع بھی یقینی ہے۔

یہاں کُذِرَ بمعنی کاش (حرف تمنیٰ) بھی ہو سکتا ہے۔

۱۶۶:۲ = اِذْ تَبَرَّأ - اِیْ اَذْکُرُ الْوَقْتَ اِذْ تَبَرَّأ - یاد کرو اس وقت کو کہ جب بیزاری ظاہر کریں گے۔

== تَبَرَّأ - ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ تَبَرَّأُوْا (تَفَعَّلُ) مصدر۔ وہ بیزار ہوا۔ اس نے بیزاری ظاہر کی۔ (یہاں جمع کے معنی میں استعمال ہوا ہے) اور جگہ قرآن مجید میں آیا ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ یَبْرِئُ مِنَ الشِّرْکِیْنَ وَرَسُوْلُهُ (۳: ۹)

کہ خدا ان مشرکوں سے بیزار ہے اور اس کا رسول بھی دان سے دست بردار ہے)

الْبُرْءُ - الْبُرْءُ کے اصل معنی کسی کردہ امر سے نجات حاصل کرنے کے ہیں۔ جیسے بُرَأْتُ مِنَ الْمَرَضِ میں تندرست ہوا۔ بُرَءْتُکَ وَاَبْرَءْتُکَ میں نے اس کو بہت سے بری کر دیا۔ رَجُلٌ بُرِئَ مِنْ شَیْءٍ پاک اور بگینا آدمی۔ بُرْءٌ - مادہ۔

== اَتَّبِعُوا - ماضی مجہول کا صیغہ جمع مذکر غائب (اِتَّبَعُ) مصدر (اِتَّبَعَال) جن کی پیروی کی گئی۔ پیروی لوگ (اَتَّبِعُوا) - ماضی جمع مذکر غائب۔ جنہوں نے پیروی کی۔ جنہوں نے اتباع کیا۔ مطلب یہ ہے کہ مشرکین کے معبودان باطل خود اپنے پیروکاروں سے بیزاری کا اظہار کریں گے۔

== وَرَأَوْا الْعَذَابَ - داؤد عالیہ ہے اِیْ تَبَرَّأُوْا ذٰلِیْ حَالٍ رَّوٰیہُ الْعَذَابِ وہ بیزاری کا اظہار کریں درآسمان کی وہ عذاب دیکھ رہے ہوں گے۔

== وَتَقَطَّعَتْ بِهِمُ السُّبَابُ - داؤد عالیہ ہے۔ تَقَطَّعَتْ - ماضی کا صیغہ واحد مؤنث غائب تَقَطَّعُ (تَفَعَّلُ) مصدر۔ کٹ گئی۔ ٹوٹ گئی۔ السُّبَابُ - جمع سَبَبٍ کی۔ رسیاں۔ ذرائع۔ سبب اس رسی کو کہتے ہیں جس کے ذریعہ درخت پر چڑھا جاتا ہے۔ اسی مناسبت سے ہر اس شے کا نام سبب ہوا جو کسی دوسری شے کے توصل کا ذریعہ ہو۔ یہاں آیت شریف میں اسباب سے مراد نفع کی توقع۔ دفع ضرر کی تمنّا۔ قرابت دوستی وغیرہ۔ قیامت کے روز یہ سب اسباب منقطع ہو جائیں گے۔ جاتے رہیں گے۔

== بِهِمْ مِّنْ بَّ عَنِّ کے معنی میں بھی ہو سکتی ہے بِهِمْ اِیْ عَنْہُمْ اور ب سبب بھی ہو سکتی ہے۔ اِیْ تَقَطَّعَتْ سَبَبٌ کُفْرِهِمْ یعنی یہ قطع تعلق سبب ان کے کفر کے ہو گا۔

۱۶۷:۲ = کُذِرَ - یہاں بمعنی لیت (حرف تمنیٰ) ہے اِیْ کاش۔

== کَثْرَةً - کَثُرَ - کسی طرف مڑ جانا۔ جھک جانا۔ لوٹ جانا۔ کَثُرَ کے بعد ق و حدت کی ہے جس کے معنی

ایک بار۔ کثرۃ ایک بار۔ لونا۔ ایک پیر۔ ایک واپسی۔ دشمن پر یکبارگی حملہ کرنے کو بھی اسی مناسبت کثرۃ کہتے ہیں۔ کثاۃ بار بار لوٹ، لوٹ کر دشمن پر حملہ کرنے والا۔ سورۃ الملک میں ہے لَمَّا رَاجِعَ الْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ ۚ ۴۰:۶۰ پھر گناہ کو دہری بار ڈال۔ پھر دوبارہ (غور سے) نگاہ ڈال۔

== فَنَنْتَبِذُا۔ ف تفسی کے جواب میں ہے۔ فَنَنْتَبِذُا۔ مضارع منصوب کا صیغہ جمع متکلم منصوب بوجہ جواب تفسی کیونکہ لوز۔ یعنی لیت لیا ہے۔ نصب علی جواب التفسی ذل لوقی معنی التفسی والمعنی لیت لنا کثرۃ فَنَنْتَبِذُا۔ (مدارک التزیل) مطلب آیت کا ہے اے کاش میں ایک بار پھر، یا میں جانا نعیب ہو کر جس طرح یہ ہم سے بیزار ہو چکے ہیں، اسی طرح ہم بھی (دنیا میں) ان سے بیزار ہوں۔

= کَمَا میں کاف حرف تشبیہ کا ہے اور ماموصول ہے۔ اسی طرح جیسے یہ ہم سے بیزار ہو رہے ہیں۔

== كَذٰلِكَ۔ کاف حرف تشبیہ ذٰلِكَ اسم اشارہ بعید۔ اِسْ یَا ذٰ۔ اسم اشارہ ہے اور ک حرف خطاب اس طرز سے یُرِیْهِمُ اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْ حَسَرَاتٍ عَلَیْہُمْ

یوئی مضارع۔ جمع مکر غائب (اراءۃ) (افعال) مصدر وہ دکھائے گا ھیم۔ یوئی کا مفعول اول۔ (ھذہ) کا مرجع مشرکین معبودانِ باطل کے یہ کار ہیں، اَعْمَالُہُمْ مضاف الیہ مل کر مفعول ثانی۔ اور اگر یوئی افعالِ قلوب ہے تو حَسَرَاتٍ اس کا تیسرا مفعول ہو جائیگا۔ ورنہ حال ہو گا (تفسیر مظہری)

== دَمًا ھُمْ خُجِرَ جَابِی۔ بَت النَّارِ خُجِرَ جَابِی۔ اسم فاعل جمع مذکر کا صیغہ ہے اس جملہ کی تشریح کرتے ہوئے صاحب تفسیر غزالی لکھتے ہیں اور وہ کہیں دوزخ سے نہ ٹھیکے۔ دَمًا ھُمْ خُجِرَ جَابِی اصل میں مَا یَخُوجُونَ تھا۔ جملہ فعلیہ سے جملہ اسمیہ اس لئے بنایا گیا کہ بطور بیانہ یہ سمجھانا ہے کہ جہنم میں ہمیشہ ہی کے لئے رہیں گے۔ اور اس کے کج نجات اور ندامت پانے سے بالکل مایوس ہو جائیں۔ جملہ فعلیہ میں اتنا مبالغہ نہیں۔

۱۷۸:۲ = حَلَلًا لَا طَیْبًا۔ حَلَلًا۔ مفعول ہے حَلَلًا کا طَیْبًا صفت ہے حَلَلًا لَ کی۔ پاک، ستھرا حلال۔

== لَا تَتَّبِعُوا۔ فعل نہی۔ جمع مکر حاضر۔ تم یہ دنی مت کرو۔ اِتَّبَاعَ۔ (افعال) مصدر۔

= خُطُوَاتِ الشَّیْطٰنِ۔ مضاف مضاف الیہ۔ خُطُوَاتِ جمع ہے خُطُوۃ کی۔ وہ فاصلہ جو دو قدموں کے درمیان ہو۔ خُطُوۃ ایک بار قدم اٹھانا۔ خطو مادہ۔ خُطُوَاتِ الشَّیْطٰنِ سے مراد شیطان راستے ہیں مطلب یہ ہے کہ شیطان کے نقش قدم پر مت چلو

= عَدُوِّ مُبِیْنٍ۔ موصوف و صفت۔ کھلا دشمن۔ مُبِیْنٌ۔ اَبَانَ مُبِیْنٌ۔ اِبَانۃ۔ (باب افعال) اسم فاعل کا صیغہ واحد مکر ہے۔ اِبَانۃ۔ ظاہر۔ کھلا ہوا۔ ظاہر کرنے والا۔ بین مادہ۔ اس سے باب افعال تفعیل، استفعال لازم بھی آتے ہیں اور متعدی بھی اسی لئے مُبِیْنٌ کے معنی ظاہر بھی ہیں ظاہر کرنے والا بھی۔

۔ السَّوءُ - سُوء۔ دراصل اس شے کو کہتے ہیں جو انسان کو ملگن کرنے والی ہو برائی، آفت، گناہ، بُرا کام۔
عیب۔ یہ سب سو میں شامل ہیں۔

۔ اَلْفَحْشَاءُ - بِاسْتاء کے وزن پر مصدر ہے۔ فُحِشٌ۔ مادہ۔ اَلْفَحْشَاءُ وہ قول یا فعل جس کی بُرائی کھل ہوئی ہو۔ اور اس کا سننا یا کرنا بُرا لگے۔ بُرا کام، بے حیائی کا کام، زنا۔ قرآن مجید میں مختلف معانی میں مستعمل ہے مثلاً وہ کام جو شرعاً بُرا ہو، بخل، بی حیائی، زنا۔ امر قبیح۔

۔ وَانْ تَقُولُوا: میں اَنْ مصدر ہے واو عاطفہ ہے۔ اور جملہ کا عطف السَّوءُ پر ہے۔ مطلب یہ ہے کہ شیطان تمہارا مرتجع دشمن ہے۔ اور تمہیں السَّوءُ۔ اَلْفَحْشَاءُ اور خدا پر ایسی باتیں بنانے کا حکم دیتا ہے جن کا تم کو کوئی علم نہیں۔ یعنی جو تمہاری من گھڑت ہیں اور لاعلمی اور جہالت کی وجہ سے ان کو احکام خداوندی سمجھنے لگتے ہو۔ تَقُولُوا۔
قَوْلٌ۔ کا صلب غلی کے ساتھ آتا ہے تو اس کے منی ہوتے ہیں کسی کے خلاف گھڑ لینا۔ کسی پر بیتان لگانا
مَا لَا تَعْلَمُونَ۔ علم سے یہاں مراد علم یقینی یا مذہب ثابت بالوحی ہے۔ پس اس وعید کے تحت میں صرف کفر کے ہی نہیں بلکہ بدعت کے اقوال بھی داخل ہو جاتے ہیں (الماعذی) الا تَعَاذَ اللّٰہُ۔ تحلیل المحرمات
تَحْلِلُ الطَّيِّبَاتِ (بیضادی)

۲: ۱۷۰۔ قِيلَ لِمَنْ۔ میں هُنَّ ضمیر جمع مذکر غائب کا مرجع النَّاسُ ہے جو يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ كَلُوا.....
میں اوپر آیا ہے۔ مَا لَا تَعْلَمُونَ۔ لِمَنْ النَّاسُ سے خطاب بصیغہ ماضی تھا۔ اب ان کی طرف ناگواری کے اظہار کے لئے حاضر سے بصیغہ غائب ان کا ذکر ہو رہا ہے۔ اور عقلاً اسے مخاطب ہو کر کہا جا رہا ہے۔ ان احمقوں کی طرف دیکھو ہماری پند و نصائح کیا جواب دے رہے ہیں۔

۔ اَتَّبِعُوا۔ اِتَّبَاعٌ (افتعال) سے فعل امر کا میث جمع مذکر حاضر ہے تم پیروی کرو۔
۔ مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ۔ اِی اَنْزَلَ اَنْ۔

۔ بَلْ حرف اضراب ہے۔ یہاں ماقبل کا ابطال اور العید کا اثبات مقصود ہے۔ یعنی ہم مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ کی پیروی نہیں کریں گے بلکہ مَا اَلْفَيْنَا عَلَيْنَا اَبَاءَنَا کی پیروی کریں گے۔

۔ مَا اَلْفَيْنَا۔ ما موصولہ ہے۔ اَلْفَيْنَا۔ ماضی کا صیغہ جمع مکمل ہے۔ اَلْفَاءُ (افعال) مصدر۔ اَلْفَيْنَا بمعنی وجدنا ہم نے پایا۔ اور بیکہ قرآن مجید میں آیا ہے وَ اَلْفَيْنَا سَيِّدًا هَا لَدَى الْبَابِ (۲۵: ۱۲) اور دونوں نے دروازے کے پاس اس کے شوہر کو پایا۔ نفی مادہ۔

۔ اَدَّكَ حَانَ اَبَاءَهُمْ لَا يَعْزِلُونَ شَيْئًا۔ الف استعفاء میر ہے واو عاطفہ ہے تو حرف شرط ہے جس کا جواب محذوف ہے۔ تقدیر یوں ہے۔ اَتَّبِعُوا نَسَمَ دَوَّكَ حَانَ اَبَاءَهُمْ لَا يَعْزِلُونَ شَيْئًا۔ کیا وہ (بھر بھی) اپنے آباء و اجداد کا اتباع کریں گے۔ اگرچہ ان کے آباء و اجداد کچھ بھی نہ سمجھتے ہوں (یعنی دین کے متعلق)

== اَلْمَيْتَةُ = مرد اور جس کو شریعت نے کھانے کے قابل نہیں قرار دیا۔ تفسیر حقانی میں ہے اَلْمَيْتَةُ = بروزن فَيْعَلَةٌ اور اس کا اصل مَيْتُوْتَةٌ ہے پس جب کہ واو اور ی جمع ہوئے اور اول ساکن تھا تو واو کو ی میں بدل دیا۔ پھر ی کو ی میں مدغم کر دیا۔ لیکن کثرت استعمال سے اس کو بالتخفیف پڑھنے لگے۔ ورنہ دراصل مشدد ہے۔ لغت میں میتہ اس جانور کو کہتے ہیں جو بطور معمول ذبح کے بغیر مایا مارا جائے == وَصَا اُھْلَیْہِ لِغَیْرِہِ لَلْوَدَاعِطَہُ مَا مَوْصُوْلًا۔ اُھْلًا ماضی مجہول کا صیغہ واحد مذکر نائب (اھْلًا لِّاَفْعَالٍ) مصدر جس کے معنی بلال دیکھتے وقت آواز کھانے اور پکارنے کے ہیں۔ پھر آواز کے تعلق اس کا استعمال ہونے لگا۔ چنانچہ ولادت کے وقت بچے کے رونے اور حاجیوں کے لبیک لبیک کو بھی اہلال کہا جاتا ہے۔ یہاں بھی اہلال کے وہی لغوی اور عرفی معنی یعنی نامزد کرنا۔ آواز لگانا اور ذکر کرنا مراد ہیں ترجمہ اور دو چیزیں ہیں برائے اللہ کے سوا کسی اور کا نام پکارا جائے۔

== فَمَنْ میں فاء عاطفہ اور مَنْ شرطیہ ہے۔

== اَضْطَرَّ = ماضی مجہول واحد مذکر نائب۔ وہ یہ اختیار کیا گیا۔ وہ بے بس کیا گیا۔ اَضْطَرَّ (اَفْعَالٌ) مصدر جس کے اصل معنی انسان کو کسی ضرر رساں چیز پر مجبور کرنے کے ہیں۔ ضرر مادہ اَضْطَرَّ اصل میں اَضْطَرَّ تھا۔ ت کو ط سے بدل دیا گیا ہے اَضْطَرَّ ہو گیا۔

== غَیْرَ بَاغٍ حال ہے اور ذَلَا عَادٍ اس پر معطوف ہے۔ فَمَنْ اَضْطَرَّ غَیْرَ بَاغٍ ذَلَا عَادٍ جملہ شرطیہ ہے اور فَلَا اِثْمَ عَلَیْہِ جواب شرط ہے۔ بَاغٍ بَغِیٌّ سے۔ اسم فاعل کا صیغہ واحد مذکر ہے۔ بَاغٍ اصل میں بَاغِیٌّ (ناقص یا ئی) تھا ضمہ ی پر دشوار تھا۔ ی کو ساکن کیا۔ اب ی اور تونین دو ساکن اکٹھے ہونے کی اجتماع ساکنین سے گر گئی۔ بَاغٍ ہو گیا۔ بمعنی حد سے نکل جانے والا۔ حکم عدولی کرنے والا۔ عَادٍ اسم فاعل کا صیغہ واحد مذکر ہے عَادُوْ (باب نصر) عُدَّ اَنْتَ مصدر جس کے معنی ظلم کرنے یا حد سے بڑھنے کے ہیں عَادٍ اصل میں پہلے عَادُوْ تھا۔ واو کو یا سے بدلا عَادِیُّ ہو گیا۔ ی کو گرا دیا۔ عَادٍ رہ گیا (قاعدہ ہے کہ جو واو اسم فاعل میں کلمہ کے آخر میں ہو اور اس کا ماقبل کسور ہو وہ یا، ہو کر گر بڑتی ہے)

فَمَنْ اَضْطَرَّ غَیْرَ بَاغٍ ذَلَا عَادٍ فَلَا اِثْمَ عَلَیْہِ میں بناوت و عدوان کا تعلق کھانے سے ہے باغی کا یہ مطلب ہے کہ بے حکمی نہ کرے یعنی نوبت اضطرار کی نہ پہنچے اور کھانے لگے اور عادی کے معنی ہیں کہ زیادتی نہ کرے۔ یعنی بقدر ضرورت کھائے۔ تقدیر آیت یہ ہے۔ فَمَنْ اَضْطَرَّ فَاکْلَ عَیْزٍ بَاغٍ ذَلَا عَادٍ فَلَا اِثْمَ عَلَیْہِ۔ پس جو عاجز ہو یا لاچار ہو گیا۔ در آخرا لیکہ وہ نہ باغی حکم عدولی کرنے والا ہو اور نہ حد سے بڑھنے والا تو اس پر (بقدر ضرورت کھا لینے میں) کوئی گناہ نہیں۔

== عَفْوٌ۔ عَفْوَانٌ سے مبالغہ کا صیغہ ہے (باب صَوَّبَ) بہت بخشنے والا۔ (کہ بعض حالات میں

جرائم پر بھی مواخذہ نہیں کرتا۔ (الیا شفق والا کرسنگی کے موقع پر آسانی بہم پہنچا دیتا ہے) ۱۴۴:۲ = یکتُمُون۔ مضارع، نکر غائب کَتُمُ (باب نصر) مصدر وہ چھپاتے ہیں یا چھپا لیتے ہیں۔

= مَا أُنْزِلَ اللَّهُ۔ میں ما موصولہ ہے مِنَ الْكِتَابِ۔ ای فی الکتب فی صفۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ یعنی ان کی الہامی کتاب توراۃ یا انجیل میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے متعلق جو نازل ہوا، تھا اس کو چھپا لیتے ہیں یا مِنْ تَبْعِیْہِ بھی ہو سکتا ہے۔ یعنی یہود توراۃ میں بعض تعلیمات و حقائق کو چھپا لیتے تھے اور اس سے مقصود ان کا دنیاوی نفع کمانا ہوتا تھا۔
= یَشْتَرُونَ بِہ۔ مضارع جمع نکر غائب (اِفْعَال) مصدر وہ بدل میں لیتے ہیں یا حاصل کرتے ہیں۔ بِہ میں مضمیر واحد نکر غائب کا مبرع کتمانِ حقیقت ہے یا یہ ضمیر مَا أُنْزِلَ اللَّهُ مِنْ الْكِتَابِ کی طرف مائدہ ہے۔

= ثَمَنًا قَلِيلًا۔ موصوف، صفت، مقوڑی قیمت، حقیر معاوضہ
= وَلَا يَرْكَبُہُمْ۔ واو عاطفہ، لَا يَرْكَبُ۔ مضارع منفی واحد نکر غائب، وہ پاک نہیں کرے گا تَزْكِيَةً۔ (تغییل) مصدر۔ ہَمْ ضمیر مفعول جمع نکر غائب اور نہ ہی وہ ان کو پاک کرے گا۔ یعنی وہی اللہ تعالیٰ اپنی مغفرت سے ان کے گناہ معاف کرے گا۔

= عَذَابٌ أَلِيمٌ۔ موصوف صفت۔ دردناک، دکھ دینے والا۔ فِعْلٌ بِمعنی فَاعِلٌ ہے۔
۱۴۵:۲ = أُولَٰئِكَ یہی ہیں وہ لوگ۔ اسم اشارہ بعید جمع نکر۔

= نَعْمًا أَصْبَرُہُمْ عَلَى النَّارِ۔ ما استفہامیہ ہے اور معنی تو یسخ آیا ہے۔ ای مالذی صبر ہمد
دای شئ جَسَرُہُمْ عَلَى النَّارِ حتی ترکوا الحق وابتعوا الباطل۔ نوزخ کا عذاب جھیلے پر انہیں
کس نے صبر دیا اور کس نے انہیں اس کی جسارت دلائی کہ حق کو ترک کر کے باطل کے تابع ہو گئے۔
یا مَا بمعنی تعجب ہے۔ تعجب ہے ان کے حال پر کہ حق کو ترک کر کے اس حیرت آمیز صبر اور بیباکی سے عذاب
جہنم کے لئے تیار ہیں۔ کیا ہی ان کا صبر ہے جہنم کے عذاب کو جھیلے گا۔ اس سورت میں یہ افعال تعجب میں
سے ہے (مَا أَفْعَلُوا فِعْلٌ بِہ۔ افعال تعجب کے دو صیغے ہیں)

= ذَٰلِكَ۔ ای مجموع ما ذکر من احوال النار وعدم التکلیم والتزکیۃ والعذاب المرتب
علی الکتمان ما انزل اللہ من الکتاب۔ یعنی ان کا اپنے پیروں کو دوزخ کی آگ سے بھرنا۔ خداوند کریم
کا ناراضگی سے ان سے کلام تک نہ کرنا۔ اور نہ ہی ان کے گناہوں کی مغفرت کر کے ان کو پاک کرنا اور دردناک
عذاب میں مبتلا کرنا سب ہی اس میں شامل ہیں۔

== ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ نَزَّلَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ == میں م سببیہ ہے۔ اسی ذٰلِكَ الْعَذَابُ لِبَسَبِ
 اَنَّ اللّٰهَ نَزَّلَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ فَرَفُضُوْهُ بِالْكَذِبِ۔ یہ عذاب ان پر بدیں سبب نازل ہوئے کہ
 اللہ تعالیٰ نے تو کتاب کو حق کے ساتھ نازل کیا مگر انہوں نے اس کی تکذیب کرتے ہوئے اس کو
 چھوڑ دیا۔ الکُتُبُ ہے مراد تورات بھی ہو سکتی ہے اور القرآن بھی۔ یا مطلق کتاب مراد ہے کہ جو تورات و
 قرآن و دیگر کتب کا وہ مجموعہ شامل ہے۔

== فِي الْكِتٰبِ == میں الکُتُبُ میں الف لام یا تو جنس کا ہے۔ اور اختلاف کے معنی یہ ہیں کہ کتب کے بعض حصے
 پر تو ایمان لائے اور بعض کے ساتھ کفر کیا۔ یا الف لام عہد کا ہے اور اس صورت میں اشارہ یا تو تورات کی
 جانب ہے اور یا القرآن کی طرف۔
 == لَقِيْ فِيْهِ لَامٌ تَاكِدُ كَاہِے۔

== شِعَاقٍ بَعِيْدٍ مَوْصُوفٍ، صِفَتِ الشَّقِّ شَكَاتٍ كُوْجَتِہِے۔ سچاؤ کہ برابر دو محلوں میں کرنا۔
 شَقَّقَتْهُ بِنَصْفَيْنِ میں نے اسے برابر دو محلوں میں کاٹ ڈالا۔ چیرنا، پھاڑنا۔ جیسے ثُمَّ شَقَّقْنَا الْاَرْضَ
 شَقًّا (۲۶/۱۸) پھر ہم نے زمین کو چیرا پھاڑا (باب انْفِاقِ) اِنْشِقَاقٌ لازم آتا ہے اِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ
 (۸۴/۱) جب آسمان پھٹ جائے گا۔

باب فِعَالٌ سے اِنْشَقَّتْ اور باب مفاعلة سے مُشَاقَّةٌ بمعنی مخالفت کرنا۔ دشمنی کرنا ہے اس
 صورت میں شِقَاقٌ بمعنی مخالفت، باہم دشمنی، مقابلہ، باہم ضد بازی ہے۔ جملہ کا مطلب ہو گا کہ وہ
 وہ ضد میں آکر (ٹکی سے) دور ہو گئے ہیں۔ وہ ایک دوسرے سے مخالفت میں دور نکل گئے ہیں
 ان کی باہمی مخالفت و عند کا پاٹ طویل ہو گیا ہے۔

۲: ۷۷۔ اَلْاَنْبِیُّوْیَہِ بِخَوْرٍ مُّذَبِّہِے۔ اور اس کے معنی خشکی کے ہیں پھر معنی وسعت کے لحاظ سے
 اس سے اَلْاَنْبِیُّوْیَہِ مشتق کیا گیا جس کے معنی وسیع پیمانہ پر ٹیکی کرنے کے ہیں اس کی نسبت کبھی اللہ
 تعالیٰ کی طرف ہوتا ہے جیسے اِنَّہٗ هُوَ الْبَرُّ الرَّحِیْمُ (۲۸: ۵۲) بیشک وہ احسان کرنے والا مہربان ہے
 اور کبھی بندہ کی طرف جیسے بَرَّ اَلْعَبْدُ رَبَّہٗ، بندے نے اپنے رب کی خوب اطاعت کی بَرٌّ وَبَارٌّ
 اسم صفت۔ اَبْرَارٌ وَبَرٌّ جمع، نیک، نیکوکار۔ اطاعت شعار۔ اچھا سلوک کرنے والا۔ هُوَ بَرٌّ وَبَارٌّ
 بِوَالِدَیْہِے۔ وہ اپنے ماں باپ سے اچھا سلوک کرنے والا ہے۔

== اَنْ تُوْکُوْا == میں اَنْ مصدر یہ ہے۔ تُوْکُوْا مضارع جمع مذکر حاضر۔ فَوْنِ اعرابی اَنْ کے عمل سے
 گر گیا ہے۔ تَوَلَّیَہِ (تفعیل) مصدر یہ لغات اشداد میں سے ہے۔ منہ کرنے اور منہ پھرنے دونوں
 معنی کے لئے آتا ہے۔ جیسے اَنْ تُوْکُوْا اَوْ تُجُوْہِکُمْ (آیت نبا) کہ تم اپنے منہ کو پہلے معنی میں آیا ہے اور

لَقَدْ اَنَّ تَوَلَّوْا مُدْبِرِيْنَ (۲۱: ۵۷) جب تم جا چلو گے پیٹھ پھیر کر۔ دوسرے معنی میں استعمال ہوا ہے۔

= قَبْلُ - اَلْجِهَةُ (المعجم الوسيط) طرف - سمت، مقابلہ - طاقت (قاموس القرآن) جبت کے معنی میں آیت نذا میں مستعمل ہے کِنِیْسُ النِّیْرَانِ تَوَلَّوْا وُجُوْهُكُمْ قَبْلَ الْمَشْرِیْقِ وَالْمَغْرِبِ - نیکی (بس بھی) نہیں کہ (نماز میں) تم پھیر لو اپنے رخ مشرق کی طرف اور مغرب کی طرف۔ اسی معنی میں اور جگہ قرآن مجید میں آیا ہے فَاَلِیْذِیْنِ کَفَرُوْا قَبْلَکَ مُطْعِنِیْنَ - (۳۶: ۷۰) تو ان کافروں کو کیا ہوا ہے کہ تمہاری طرف دوڑتے چلے آتے ہیں۔

قَبْلُ - بمعنی طاقت و قدرت بھی آیا ہے۔ مثلاً قرآن مجید میں آیا ہے۔ فَلَمَّا یَنْتَهِیْہُمْ بِحُجُوْدِیْ لَا قَبْلَ لَہُمْ یَہْدٰ - (۲۷: ۲۷) ہم ان پر ایسی فوجیں بھیجیں گے جن کے مقابلہ کی ان میں طاقت نہ ہوگی۔ قَبْلُ تقدم کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ اور یہ لَقَدْ کی ضد ہے۔ باب تَعْمَلُ سے بمعنی قبول کرنا قرآن مجید میں متعدد جگہ آیا ہے

= وَکُنْتَ الْاٰیْرَ مِنْ اٰمَنْ بِاللّٰہِ..... الخ الْاٰیْرَ - منصوب ہو جو عمل الْکِتْبَ ہے الْاٰیْرَ کی دو صورتیں ہیں را، الْاٰیْرُ - نیکی - بھلائی، نیکی کرنا (باب سَمِعَ) مصدر بمعنی فاعل بطور مبالغہ آیا ہے۔ اور تقدیر عبارت یوں ہے وَکُنْتَ الْاٰیْرَ مِنْ اٰمَنْ..... الخ وَکِنِیْ نیکی کرنے والا وہ ہے جو اللہ پر ایمان لایا..... الخ (۲) مَنْ اٰمَنْ بِاللّٰہِ (مضاف الیہ) کا مضاف مقدر ہے۔ اور تقدیر کلام یوں ہے وَکُنْتَ الْاٰیْرَ مِنْ اٰمَنْ بِاللّٰہِ..... الخ بلکہ اصل نیکی تو اس کی ہے جو اللہ پر ایمان لایا..... الخ = اَخْتٌ - ماضی واحد مکر غائب - (اِیْتَاءُ) افعال مصدر - اس نے دیا۔

= عَلٰی حُجَّتِہِ میں ضمیر واحد مذکر غائب کی مندرجہ ذیل صورتیں ہیں (۱) اس کا مرجع اَلْاِنْسَانُ ہے یعنی مال کی محبت ہوتے ہوئے بھی اس نے اس کو دیا۔ یا خرچ کیا (۲) اس کا مرجع اللہ ہے یعنی اللہ کی محبت میں اس نے مال خرچ کیا (۳) یہ بھی ممکن ہے کہ ضمیر مصدر اِیْتَاءُ (دینا - خرچ کرنا) کی طرف راجع ہو۔ مال کو دینے کی محبت ہے۔ یعنی اس کا دل خرچ کرنے سے ناخوش نہیں ہوا بلکہ خوب جی کھول کر دیا۔

= ذَوِی التَّوْبِ - مضاف مضاف الیہ - قرابت والا - قرابت دار - نزدیکی رشتہ دار - ذُو ۱۰۱ سہار سہتہ کبرہ میں سے ہے۔

= اِبْنُ السَّبِیْلِ - راستہ کا بیٹا یعنی مسافر۔ راہ گزر۔ چونکہ مسافر راہ نوردی کرتا ہے اس لئے اسے اِبْنُ السَّبِیْلِ کہتے ہیں۔

فِی الرِّقَابِ - رِقَابٌ - گردنیں وَرَبَّةٌ کی جمع ہے۔ اِی اَلْحَالِی الْمَالِ فِی تَخْلِیصِ الرِّقَابِ اَذْنٰی ذٰلِکَ الرِّقَابِ جو خرچ کرتا ہے مال کو غلام آزاد کرانے میں۔ اسی مضمون کو دوسری جگہ قرآن مجید میں یوں ارشاد فرمایا ہے

وَمَا آخُذُكَ مَالُ الْعَقِيبَةِ فُكْتُ رَقَبَةً (۱۳۰: ۱۲: ۹۰) اور تم کیا سمجھتے کہ کھائی کیا ہے؟ کسی کی گردن چھڑانا۔
رَقَبَةً اصل میں گردن کا نام ہے۔ پھر جلد بدن انسانی کے لئے استعمال ہونے لگا۔ اور عرف عام میں یہ غلام کا نام پڑ گیا۔

== الْمُتَّقُونَ - اسم فاعل جمع مذکر اِنْفَاعٌ (اِفْعَالٌ) مصدر۔ پورا کرنے والے۔ پورا دینے والے۔ وَفَّيْتُ
مصدر۔ اپنا عہد پورا کرنے والے۔ اس جملہ کا عطف جملہ مَنْ اَمَنَ پر ہے۔

== عَاثِدًا - ماضی جمع مذکر غَائِبٌ مَعَاہِدَةً (مُعَاہِدَةً) مصدر انہوں نے معاہدہ کیا۔ انہوں نے عہد
== اَلْبَاسَاءُ - سخی، فقر، تنگ۔ پستی۔ اسم مؤنث ہے۔ بُؤْسٌ سے مشتق ہے۔ صفت نہیں ہے
لغبن کے نزدیک صفت ہے۔ جو موصوف کے قائم مقام ہے۔

== الضَّعِيفِينَ - الضَّعِيفِينَ کو یہاں الْمُتَّقُونَ کی طرح معطوف نہیں لایا گیا بلکہ فقر و مرض اور جہاد فی سبیل اللہ کے
موانع پر صبر و استقلال کو دیگر نیک اعمال مندرجہ بالا پر فضیلت کے اظہار کے لئے اسے منصوب علی الاختصاص
والمدح لایا گیا ہے (نصب علی الاختصاص کے لئے ملاحظہ ہو عربی زبان کی گرامر مصنفہ ڈیورنٹ آر میکیل ۳۵

جلد دوم)

== الضَّرَّاءُ - تکلیف، سخی، تنگی، مرض، مصیبت۔ اسم ہے۔ سَوَّاءٌ اور نُحْمَاءُ کی ضد ہے۔ اَلْبَاسَاءُ
وَالضَّرَّاءُ دونوں مؤنث ہیں ان کا ذکر نہیں آتا۔

== وَحِينَ الْبَأْسِ - مضاف مضاف الیہ۔ حِينَ۔ بمعنی وقت۔ اَلْبَأْسِ۔ لڑائی۔ دبدبہ، سخی۔ آفت
جنگ کی شدت۔ اصل میں تو اس کے معنی سخی اور آفت کے ہیں مگر لڑائی اور غلبہ کے معنی میں کثرت سے
مستعمل ہے۔ قرآن مجید میں ہے وَاللّٰهُ اَشَدُّ بَأْسًا اَسَدُّ تَسْكِيْلًا ط (۸۴: ۴) اور خدا لڑائی کے اعتبار
سے بہت سخت ہے۔ اور نہرا کے لحاظ سے بھی بہت سخت ہے۔

اَلْبَاسَاءُ اور اَلْبَأْسِ۔ مادہ ب ع س سے مشتق ہیں۔
== اُولَئِكَ مندرجہ بالا اوصاف کے حامل۔

== صَدَقُوا - انہوں نے سچ کر دکھایا۔ صِدْقٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غَائِبٌ۔ اِیْ صَدَقُوا فِی الدِّیْنِ
وَابْتِغَاءَ الْحَقِّ وَطَلَبِ الْبَرِّ۔ جو دین کے بارے میں سچے اثر سے اور حق کے اتباع اور نیکی کی طلب میں کام
فَعَال ہے۔

== الْمُتَّقُونَ - اسم فاعل جمع مذکر۔ اِنْفَاعٌ (اِفْعَالٌ) مصدر پرہیزگار۔ تقویٰ رکھنے والے۔

گویا ایک نیک اور استوار متقی میں مندرجہ ذیل صفات ہونی چاہئیں۔

۱، جو ایمان رکھتا ہو! ۱، اللہ پر (۲، یوم آخرت پر (۳، ملائکہ پر (۴، کتاب (قرآن مجید) پر (۵، نبیوں پر۔

(۲) حوالہ فرجی کرتا ہوا مذکورہ محبت کی خاطر را، قرابت و اردوں پر (۲۱) تہیوں پر (۲) مسکینوں پر (۲۴) مسافروں پر
(۵) سوال کرنے والوں پر (۶) غلاموں کے آزاد کرانے پر۔

(۳) جو نماز پڑھتا ہو۔

(۴) جو زکوٰۃ دیتا ہو۔

(۵) جو ایقانہ عہد کرتا ہو۔

(۶) جو تنگ دستی، تکلیف اور جنگ کی سختی میں صابر اور ثابت قدم رہتا ہو۔

۱۷۸۲۲۔ کُتِبَ عَلَيْكُمُ۔ کُتِبَ۔ ماضی مجہول واحد مذکر غائب۔ کُتِبَ وَكِتَابٌ (باب نصر) لکھنا۔ عَلٰی کے صلہ کے ساتھ۔ یعنی کسی چیز کے متعلق فیصلہ کرنا۔ واجب کرنا۔ کہا جاتا ہے

كُتِبَ اللَّهُ عَلَى عِبَادِهِ الطَّاعَةِ وَالْعَلَى نَفْسِهِ الرَّحْمَةِ۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو اطاعت کا حکم دیا ہے اور اپنی ذات پر رحمت کو ضروری قرار دیا ہے۔ کُتِبَ عَلَيْكُمْ حکم کو حکم دیا ہے۔ تم پر لازم قرار دیا ہے۔ تم پر فرض کیا گیا ہے۔

== اَنْقَصَا صُ۔ خون کا بدلہ۔ خون بہا۔ مفعول مالم یسقم فاعله

اَنْقَسُ کے معنی نشان قدم پر چلنے کے ہیں۔ ممانہ ہے قَصَصْتُ اَنْزُلُ میں اس کے نقش قدم پر چلا قرآن مجید میں ہے فَارْتَدَّ اَعْلٰی اَنْتَارِهَا قَصَصًا (۶۴: ۱۸) تو وہ اپنے اپنے پاؤں کے نشان دیکھتے دیکھتے لوٹ گئے۔ اور جگہ آیا ہے وَقَالَتْ لِأُخْتِهِ قُصِّبِهِ (۱۱: ۲۸) اور اس کی بہن سے کہا کہ اس کے پیچھے پیچھے چلی جا۔

قصہ کو قصہ اسی لئے کہتے ہیں کہ قصہ بیان کرنے والا اصل واقعہ کی پیروی اپنے بیان میں کرتا ہے۔

== فِي الْقَتْلِ۔ اَلْقَتْلُ جمع ہے الْقَتِيلِ کی (یعنی مقتول) فِي الْقَتْلِ۔ یعنی مقتولوں کے بارہ میں

== اَلْحَرْبُ بِالْحَرْ۔ آزاد کے بدلہ میں آزاد۔ حَرْ۔ اس آزاد مرد کو کہتے ہیں جو کسی کا غلام شرعی نہ ہو۔ یہ عبدِ نکاح ضد ہے۔ حَرْوٌ مَرَّةً جَبَّةً۔ ایک غلام کا آزاد کرنا۔ حُرِّيتُ آزادی

== عَفِيَ كُ۔ عَفِيَ ماضی مجہول واحد مذکر غائب۔ عَفَا يَعْفُو (باب نصر) عَفُو۔ جس کے معنی آسا حاجت سے زیادہ۔ معاف کرنا ہیں۔ مَنْ عَفِيَ كُ۔ جس شخص (قاتل) کو معاف کیا ہو۔ شَتَّى۔ کچھ۔

کچھ چیز۔ مِثْ اٰخِرِهِ۔ اس کے سبب کی طرف سے۔ p ضمیر واحد مذکر غائب کا مرجع مقتول ہے۔

مطلب یہ ہے کہ اگر مقتول کے سببائی (یعنی وارث) کی طرف سے قاتل کو قصاص کے سلسلہ میں کچھ معافی دی جائے تو مقتول کے سببائی (یا وارث) کو معروف طریقہ سے (باقی قصاص) کا مطالبہ کرنا چاہئے اور قاتل کو چاہئے کہ خوشخوئی سے وہ اسے ادا کرے اِتِّبَاعُ (اِتِّبَاعُ) یعنی پیروی کرنا۔ یہاں مطلب ہے

کہ معافی کے بعد باقی ماندہ قصاص کا مطالبہ رائج الوقت طریقہ سے کرے اور احسان یعنی احسان مانتے اور شکرے ادا کرتے ہوئے۔ یعنی قاتل کو مقتول کے بھائی (یا وارث) کی طرف سے دی گئی معافی کا احسان ملتے ہوئے اور شکرے ادا کرتے ہوئے باقی ماندہ خون بہا ادا کرنا چاہئے۔

== تَخَفِيفٌ بِرَدِّ تَعْفِيلٍ مصدر ہے بمعنی ہلکا کرنا۔ آسانی کرنا۔ تخفیف کرنا۔

== اِعْتَدَى - ماضی واحد مذکر غائب - اِعْتَدَى (افتعال) مصدر - اس نے زیادتی کی۔ اس نے حق سے تجاوز کیا۔ عدد - مادہ۔

۱۴۹:۲ - اُولٰٓئِہِ الذِّنَّابُ اُولٰٓئِہِ - والے - جمع ہے اس کا واحد نہیں آتا۔ بحالت رفع اُولٰٓئِہِ اور بحالت نصب وجہ اُولٰٓئِہِ - الذِّنَّابُ لُبُّ کی جمع بمعنی عقل - اُولٰٓئِہِ الذِّنَّابُ عقل والے۔ صاحب عقل

== حَیْزًا - بہتری - بھلائی - نیک کام، نیکی - یہاں اس سے مراد مال ہے یہ لفظ اسی معنی میں اور جگہ بھی قرآن مجید میں آیا ہے جیسے وَ اِنَّہٗ لِحُبِّ الْخَيْرِ لَشَدِيدٌ (۸:۱۰۰) اور وہ مال و دولت کی شدید محبت رکھتا ہے۔ یہاں حَیْزًا بمعنی مَالًا کَثِیْرًا - آیا ہے۔

== اَلْوَصِيَّةُ - مصدر ہے۔ (باب سیم) مرنے کا وہ حکم جو کہ مرنے سے پہلے بعض لوگوں کے متعلق وہ نے کر مٹا اَلْوَصِيَّةُ لِلَّذِي يَدِيْنُ الْاَقْرَبِيْنَ جملہ مفول الم لم یسم فاعل ہے اِذَا حَضَرَ اَحَدُکُمُ الْمَوْتُ متعلق اَلْوَصِيَّةُ سے اِنْ تَرَکَ حَیْزًا جملہ شرطیہ ہے جواب شرط جملہ اولیٰ سے سمجھا جاتا ہے

== حَقًّا - مصدر مذکر ہے اور فعل مذكور کا مفول طلق ہونے کی وجہ سے منصوب ہے اِیْ حَقٌّ ذٰلِکَ عَلَ الْمُتَّقِيْنَ حَقًّا متقیوں یعنی خداتر سوں پر یہ لازم کر دیا گیا

۱۸۱:۲ - فَمَنْ يَدَّ لَهُ - میں نمیر کا - اِلِیَّ الشَّاءُ (نصیت کرنا) کی طرف راجع ہے۔ اور اِلِیَّ الشَّاءُ اَلْوَصِيَّةُ میں ضمًا مذکور ہے مَنْ شرطیہ ہے اور فَمَنْ يَدَّ لَهُ بَعْدَ مَا سَمِعَهُ جملہ شرطیہ ہے فَاَنْتُمْ اَنْتُمْ عَلٰی الدِّیْنِ بِبَدَلٍ لِّذٰلِکَ جواب شرط ہے پس جو کوئی وصیت کو بدل دے بعد اس کے کردہ اسے سُنَّ چکا ہو تو اس کا گناہ انہی لوگوں پر ہے جو اس کو بدل دیں گے اِنَّہٗ میں کہ کی نمیر یا تو تبدیل شدہ اِلِیَّ الشَّاءُ کی طرف راجع ہے یا خود تبدیل کی طرف

۱۸۲:۲ - مُؤْمِنٍ اسم فاعل واحد مذکر اِلِیَّ الشَّاءُ مصدر باب افعال اصل میں مُؤْمِنٌ صحیح تھا وصیت کرنے والا == جَهَنَّمَ مِثْلَ عِیْنِ الْحَقِّ خَطَا وَّ جَهَنَّمَ - فعلی سے یا نادانستگی سے حق سے دوسری طرف جھک جانا۔ طرد کرنا۔ کجی - بوجہ مفول منصوب ہے - مصدر ہے۔

اِنَّہٗ - مصدر - بوجہ مفول منصوب ہے - عمدۃ الکتاب فلم کرنا۔

خَانَ فاعل ہے - مِنْ مُؤْمِنٍ متعلق ہے خَانَ سے یہ جملہ شرطیہ ہے فَلَا اِنَّہٗ عَلَیْہِ۔

جواب شرط ہے

۱۸۳:۲ = كَتَبَ عَلَيْكَ ۱۔ اِیْ خُوفَ عَلَيْكَ۔ جیسا کہ اوپر آیت ۱۸۰-۱۷۸ میں آیا ہے۔

۲۔ الصَّيَّامُ۔ مفعول مالم یسم فاعلاً۔ صَامَ یَصُومُ۔ صَوْمٌ وَصِيَّامٌ۔ مصدر باب نصر المصنوع کے اصل معنی کسی کام سے رُک جانے یا باز رہنے کے ہیں۔ خواہ اس کا تعلق کھانے پینے چلنے پھرنے یا گفتگو کرنے سے ہو۔ گفتگو سے رکنے کے معنی میں قرآن مجید میں آیا ہے اِنِّیْ نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا ۱۹۱: ۲۵) کہ میں نے خدا کے لئے روزے کی منت مانی ہے۔ یعنی کلام سے خاموش رہنے کی جیسا کہ بعد میں اسی آیت میں اس کی تفسیر یوں کی گئی ہے فَلَنْ اُحِلَّ لَیَوْمٍ اِذِیْنَا۔ تو آج میں ہرگز کسی آدمی بات نہ کروں گی۔

چلنے پھرنے سے رُک جانے کے معنی میں شاعر کا قول ہے خَیْلٌ سِیَّامٌ وَاُخُوْنٌ غَیْرُ صَافِیَّةٍ۔ کچھ گھوڑے اپنے تھکان پر کھڑے ہیں اور دوسرے میدان جنگ میں ہیں

آیت نہ ایں اصطلاح شریعت میں کسی مکلف کا روزہ رکھنے کی نیت سے صبح صادق سے غروب آفتاب تک کھانے پینے عداوت کرنے اور جماع سے رُکے رہنے کو میام کہتے ہیں اور یہاں صیام کے معنی رمضان کے روزے ہیں۔

= كَمَا۔ میں کان تشبیہ کا ہے اور مَا موصول۔ اگلا بعد اس کا صلہ ہے۔ یہاں تشبیہ روزوں کے فرض ہونے میں ہے۔ روزوں کے دنوں کی تعداد یا ان کی کیفیت میں نہیں ہے۔

= فَعَلَّكَ۔ لَعَلَّ حرف مشبہ بالفعل ہے اور کُم ضمیر جمع مذکر حاضر اس کا اسم۔ مثالیہ تم

= تَتَعَوْنَ۔ مضارع جمع مذکر حاضر (تَعَا) (افتعال) مصدر تم پکتے رہو۔ تم ڈرتے رہو (از کتاب گناہ سے) تم پر مبنی گارہ جادو۔

۱۸۴:۲ = اَیَّامًا مَّعْدُوْدَاتٍ موصوف و صفت منصوب بوجہ فعل مقدر صَوْمُوا۔ (جس کا یہ مفعول فیہ ہے) چند گنتی کے دن۔

مَعْدُوْدَاتٍ = اسم مفعول جمع مؤنث۔ مَعْدُوْدَةٌ واحد۔ گنتے ہوئے

= فَعَمَّ۔ شرطیہ۔ کَانَ کا اسم غیر ہے جو مَن کی طرف راجع ہے اور مَوْضِعًا اس کی خبر۔ معطوف علیہ اَذْ حروف عطف علی سَمَرٍ معطوف موضع نصب میں ہے۔ اَتَى اَوْ كَانَ مُسَافِرًا۔ فَعِدَّةٌ مبتداء اس کی خبر معذوف ہے۔ اِیْ فَعَلَّیْ عِدَّةٌ تَنْ اَیَّامًا اُخْرًا۔ مِنْ اَیَّامٍ اُخْرًا صفت ہے عِدَّةٌ کی پس فَعَمَّ کَانَ ... علی سَمَرٍ شرط ہے اور فَعِدَّةٌ تَنْ اَیَّامٍ اُخْرًا جواب شرط ہے۔

عِدَّةٌ یہ عِدَّةٌ سے بروزن فَعَلَّیْ بمعنی مَعْدُوْدَةٌ ہے (جیسے کہ طَعْنٌ بمعنی مَطْعُوْنٌ ہے) (پہا ہوا نام) گنتے ہوئے۔

يُطِيقُونَكَ۔ مضارع جمع مذكر غائب۔ اِطَاقْتُ (افعال) مصدر ہے۔ وہ اس کی طاقت رکھتے ہیں، وغیرہ اور نہ کہ کار جمع صیغہ ہے يُطِيقُونَ۔ کے متعلق مفسرین کے متعدد اقوال میں مثلاً، اِطِيقُونَ بمعنى يُطِيقُونَ، يُكْفُونَ (روزہ رکھنے میں) تکلیف محسوس کریں۔ جو یہ تکلف و مشقت روزہ رکھ سکتے ہوں۔

۱۲۔ اِطِيقُونَ سے پہلے لا مقدر ہے اور تقریروں سے لا يُطِيقُونَ (روزہ رکھنے کی) طاقت نہیں رکھتے ہیں (۳) اس کا مفہوم وہی ہے جِأَ طَاقَ فَلَانٌ کا ہے۔ اِطَاقَ میں باب افعال کا ہمزہ سلب ماضی کے لئے ہے اس لئے اِطَاقَ فَلَانٌ کا مطلب ہوا فلان شخص میں طاقت نہیں ہے۔ اس سورت میں يُطِيقُونَكَ کا مطلب ہوگا کہ وہ اس کی (روزہ رکھنے کی) طاقت نہیں رکھتے ہیں۔

== فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينٍ۔ فِدْيَةٌ۔ مبدل منہ۔ طَعَامُ مِسْكِينٍ مضاف مضاف الیہ ہو کر بدل سے فِدْيَةٌ سے مطلب یہ کہ جو لوگ روزہ رکھنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ ان کے ذریعہ یہ ہے جو ایک مسکین کا کھانا ہے۔ فِدْيَةٌ مصدر۔ بمعنی بدل دینا۔ مال خرچ کر کے معصیت سے چھٹکارہ حاصل کرنا۔ جملہ کا عطف جملہ سابق پر ہے == فَتَنَ لَّهُمْ خَيْرٌ مِّنْهُوَ خَيْرٌ لَّهُمْ۔ تَطَوَّعَ ماضی واحد مذكر غائب تَطَوَّعَ (تَفَعَّلَ) مصدر اس نے خوشی سے ٹیک کی۔ اس نے شوق سے ٹیک کی۔ تَطَوَّعَ کے اصل معنی توینکی میں تکلف کے ہیں۔ مگر عرب میں جو چیز یا کار لازم فرض نہیں جیسے نوافل وغیرہ ان کے بجالانے اور انجام دینے کو کہتے ہیں۔

خَيْرٌ اِذْ بِمَعْنَى ٹیک۔ مصلاتی۔ اور خَيْرٌ بمعنی بہتر افضل التفضیل کا صیغہ ہے پس جو شخص اپنی خوشی سے ٹیک کرے وہ اس کے لئے بہتر ہے۔

= اِنَّ تَصُومُوا خَيْرٌ لَّكُمْ۔ میں اِنَّ مصدر ہے اِنَّ تَصُومُوا مبتدا خَيْرٌ فَعْلُ اس کی خبر۔ اور روزہ رکھنا ہی بہتر ہے تمہارے لئے

۱۸۵:۲۔ شَهْرُ مَضَانَ مضاف مضاف الیہ کر مبتدا۔ اَلَّذِي اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْآنُ۔ میں الَّذِي موصول اور اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْآنُ صلا اپنے موصول کا۔ صلا و موصول مل کر مبتدا کی خبر۔ هَذِهِ لِلنَّاسِ حَالٌ سَبْعَ قُرْآنَ سے یعنی نازل کیا گیا اس ماہ میں قرآن درآ سنا یکدہ سراپا ہدایت ہے لوگوں کے لئے اور اس میں روشن دلیل ہیں ہدایت کی (وَبَيَّنَّتْ مِنَ الْهُدَى) اور یہ حق و باطل میں فرق کرتے والا ہے (وَالْفُتُوْنَانِ) تینوں قرآن سے حال ہیں اور سڑ و سٹ کا عطف ہُدًى سے ہے۔

ہُدًى۔ اسم و مصدر (باب ضَوْب) ہدایت، ہدایت کرنا۔ بَيَّنَّتْ جمع بَيَّنَّتْ واحد کھلی دلیل۔ واضح دلالت۔ الْفُتُوْنَانِ۔ مصدر بھی ہے یعنی الگ الگ کرنا۔ حق کو باطل سے ٹبا کرنا۔ اور صیغہ صفت بھی ہے یعنی حق کو باطل سے ٹبا کر دینے والی شے۔ آیت نہایت وہ دلائل مراد ہیں جو حق کو باطل سے ٹبا کر دینے والی ہیں اس کے علاوہ یہ لفظ قرآن مجید میں قرآن، توراۃ۔ دلیل و حجت کے معنوں میں بھی استعمال ہوا ہے۔

== فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ حَلَلَتْ طَرِيقُهُ اَوْ رَفَعَتْ لَهُ جَوَابُ شَرْطِ شَهِدَ ماضی واحدہ کرنا سب کا صیغہ ہے شَهِدَ مصدر سے معنی پانا۔ شَهِادَةٌ مصدر سے شَهِدَ معنی شہادت دینا ہے۔ الشَّہْرُ میں الف لام عہد کا ہے مراد رمضان کا مہینہ ہے۔ فَمَنْ شَهِدَ میں ف جواب شرط کے لئے ہے یَصُومُ امر کا صیغہ واحدہ کرنا سب صَوْمٌ مصدر باب نصر کا صیغہ واحدہ کرنا سب مفعول فیہ۔ اور اس کا مرجع الشَّہْرُ ہے پس وہ اس کا (رمضان کے مہینے کے) روزے رکھے۔

== وَمِنْ اَيَّامِ الْحَزَنِ دوسرے دنوں میں گنتی پوری کرنا۔

== اَلَيْسَ اَلْاَيُّمُ كَمَعْنٰى اَسَانٰى اَوْ سَهْلٰتٍ كے میں اور یہ اَلْاَيُّمُ کی ضد ہے قرآن مجید میں ہے سَيَجْعَلُ اللّٰهُ بَدَلًا لِّمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ (۱۶۵) خدا عنقریب تنگی کے بعد کشائش بخشنے گا۔ اَلْاَيُّمُ۔ تنگی، سختی۔ اَلَيْسَ کی ضد ہے۔

== وَتَسْكُنُوا الْعِدَّةَ۔ صاحب تفسیر مغربی اس جملہ کی تشریح کرتے ہوئے رقمطراز ہیں (اور تاکہ تم گنتی پوری کرو) الْعِدَّةُ میں الف لام مضارع کے عوض ہے تقدیر عبارت کی یوں ہے عِدَّةُ شَہْرِ رَمَضَانَ بِتَضَامَا اَفْطُورَمَنْد یعنی تاکہ ماہ رمضان کی شمار افطار کے ہوئے روزوں کو قضاء کر کے پوری کر لو..... وَتَسْكُنُوا الْعِدَّةَ کا مع اپنے مطوف وَتَسْكُنُوا..... الخ کے اَلَيْسَ پر مطع ہے (یا تو) اس وجہ سے کہ اَلَيْسَ یا مِقْبَارَ معنی کے ماقبل کی صلت ہے۔ اس صورت میں معنی یہ ہوں گے کہ ہم نے یہ احکام یعنی مریض اور مسافر کے لئے افطار کو بجا کرنا اور مرض کے ایام کی قدر قضا واجب کرنا اس لئے مشروع کر دیئے تاکہ تم پر سہولت ہو اور تاکہ تم ماہ رمضان کے دنوں کی گنتی افطار کے ہوئے روزوں کی قضاء کر کے پوری کر لو..... الخ یا تَسْكُنُوا..... (اس کے بعد اس آیت کی دیگر صورتیں بیان کی گئی ہیں)

اس صورت میں آیت یُؤَيِّدُ اللّٰهُ..... لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ کا ترجمہ ہوگا اور اللہ چاہتا ہے تم پر آسانی کرنی اور نہیں چاہتا تھا اے لئے دشواری اور چاہتا ہے کہ تم گنتی پوری کر لیا کرو افطار روزوں کی قضاء پوری کر کے) اور اللہ کی بڑائی بیان کیا کرو۔ اس بات پر کہ اس نے تم کو سیدھی راہ دکھائی اور تاکہ تم احسان مانو (یعنی تاکہ تم روزہ کے واجب ہونے پر شکر کرو اس لئے کہ وہ درجہات کے ملنے کا ذریعہ ہے اور مریض اور مسافر کے لئے افطار کے بجا ہونے پر شکر کرو کہ اس میں تمہارے لئے تخفیف اور رخصت ہے۔ تَسْكُنُوا۔ تم پورا کرو، تم مکمل کرو۔ اَلْاَيُّمُ (افطار) مصدر سے مفعول جمع مذکر حاضر فون اعرابی لام کے آنے سے حذف ہو گیا۔ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ کا عطف لِتَسْكُرُوا اللّٰہ پر ہے۔

== رَمَضَانَ۔ رَمَعْنٰی کا مصدر ہے جو جلتے اور سوختے ہونے کے لئے آتا ہے پھر اس کی طرف شہر کی آفتاب کی گئی۔ اور اسے علم قرار دیا گیا۔ اس ماہ کو رمضان سے یا تو اس لئے موسوم کیا گیا کہ اس ماہ میں صبح کو پیاس کی

سور شے روزہ دار سوختہ ہو جاتا ہے یا اس لئے گناہ اس میں جل جاتے ہیں اور یا اس لئے کہ جب لوگوں نے قدیم زبان سے مہینوں کے نام متعلق کئے تو یہ مہینہ سخت تمازت کے زمانہ میں واقع ہوا (ہیفاوی) لیکن صحیح یہ ہے کہ علم تقویم میں یہ قری سال کے ایک مہینہ کا نام ہے۔

۱۸۶:۲ = قَاِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيْبٌ - اِذَا طَرَفَ زَمَانٌ هُوَ سَأَلَ فَعَلَ مُنِيرٌ
مفعول واحد مذکر حاضر۔ عِبَادِي۔ مضاف الیہ مل کر فاعل بمعنی جار مجبور مل کر متعلق فعل۔ اِذَا اسْتَلْتَ
عِبَادِي عَنِّي جملہ شرطیہ۔ فَإِنِّي قَرِيْبٌ۔ اِی قُلْ لَهْذَ (ای عبادی) اِنِّی قَرِيْبٌ۔ جواب شرط۔
= اُجِیْبُ۔ مضارع واحد مکمل۔ اِجَابَةٌ (باب افعال) مصدر بمعنی قبول کرنا۔ میں قبول کرتا ہوں۔
اَلدَّاعِ۔ بلائے والا۔ پکارنے والا۔ دَعَاؤُ (دع و ماضی) مصدر سے اسم فاعل کا صیغہ واحد مذکر بحالت
رفع و جر۔ دَعَاةُ الدَّاعِ۔ مضاف مضاف الیہ مل کر اُجِیْبُ کا مفعول۔

= دَعَاؤُ۔ اصل میں دَعَاؤُ مَیِّتاً۔ مخفی صیغہ واحد مکمل مذکر ہو گئی اور ت و قایہ ہے دَعَا ماضی کا صیغہ
واحد مذکر غائب۔ اس نے مجھے پکارا۔ اس نے مجھ سے دعا کی۔

= فَلْيَسْتَجِیْبُوْا لَی۔ ف ت سببیہ ہے لَیْسْتَجِیْبُوْا فعل امر کا صیغہ جمع مذکر غائب ہے۔ اِسْتِجَابَةٌ (باب
استفعال) ان کو چاہئے کہ میرا حکم مانیں ان کو چاہئے کہ میرا امر قبول کریں۔ اِی اِذَا دَعَوْتُمْ اِلَی الْاِیْمَنِ
وَالطَّاعَةِ کَمَا اِنِیْ اَجَبْتُہُمْ اِذَا دَعَوْتُمْ لِحَوَائِجِہُمْ۔ یعنی جب میں ان کو ایمان اور اطاعت کی طرف بلاؤں تو
ان کو میرا حکم ماننا چاہئے جیسا کہ میں ان کی دعا قبول کرتا ہوں جب وہ مجھے اپنی حاجات کے لئے پکارتے ہیں
اِسْتِجَابَةٌ بمعنی اِجَابَةٌ (افعال) ہے۔ وَالْاِجَابَةُ فَاِیْلَةُ الطَّاعَةِ فَاِیْلَةُ الْعِبَادِ الطَّاعَةِ وَ
مِنَ اللّٰهِ الْاِثَابَةُ وَالْعَطَاءُ۔ نعت میں اجابت بمعنی اطاعت ہے۔ بندہ کی طرف سے اجابت بمعنی اطاعت
اور اللہ کی طرف سے جزا عطا کرنا ہے۔ قرآن مجید میں آیا ہے فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّہُمْ مَا سَأَلُوْا (۱۹۵:۳) تو ان کے
پروردگار نے ان کی دعا قبول کر لی۔ اُورْدَ الْاَنْزِلَیْنَ اِسْتَجَابَ لِذَی الْقَرْبٰی (۳۸:۸۲) اور جو اپنے پروردگار کا فرمان
قول کرتے ہیں۔

= قَلِیْلٌ مِّنْہَا۔ اس جملہ کا عطف جملہ سابق پر ہے وَ اِذَا عَاطَفَ لَیْوُ مِّنْہَا۔ امر کا صیغہ جمع مذکر غائب
در چاہئے کہ وہ مجھ پر ایمان لائیں

= یُرْسَدُوْنَ۔ مضارع جمع مذکر غائب رُسْدٌ (باب نصر) مصدر وہ سیدھے راہ پر آجائیں۔
ہدایت پان جائیں۔ الرُّسْدُ عَمَّی کی ضد ہے۔ اور ہدایت کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ قرآن مجید
میں آیا ہے کہ قَدْ تَبَيَّنَ الرُّسْدُ مِنَ الْفِتْرِ (۲۵۶:۲) گمراہی سے ہدایت الگ ہو چکی۔

۱۸۷:۱ = اُحِلَّ۔ ماضی مجہول واحد مذکر غائب اِحْلَالَ (افعال) مصدر حلال کیا گیا۔ مباح کیا گیا

الرَّفَثُ مفعول مالم یسم فاعله لَيْلَةُ الْحَيَامِ - مضان مضان الیرل کر عرفت ہے الرَّفَثُ کا۔ رفت ایک لفظ جامع ہے جن قسم کا مرد عورتوں سے فائدہ اٹھائیں سب کو یہ شامل ہے۔ اور رفت کوانی سے اس لئے معتدی کیا ہے کہ اس لفظ کے اندر افشاء (جماع) کا مضمون ہے اور افشاء کا اصل الی آتا ہے۔

ترجمہ باز کر دیا گیا تھا اے لئے روزوں کی راتوں میں پاس جانا اپنی بیبیوں کے۔

كُنْتُمْ تَخْتَانُونَ اَنْفُسَكُمْ - كُنْتُمْ تَخْتَانُونَ ماضی استمراری کا صیغہ جمع مذکر ماضی تَخْتَانُونَ اِخْتِيَانٌ (افْتِخَالٌ) خین مادہ۔ خیانت کرنا۔ اِخْتِيَانٌ میں حِيَانَةٌ سے زیادہ مبالغہ ہے۔ تم اپنے آپ کی خیانت کیا کرتے تھے۔

فَتَابَ عَلَيْكُمْ - یعنی جب تم نے توبہ کر لی تو اللہ تعالیٰ نے تمہاری توبہ قبول کر لی۔ تَابَ عَلٰی۔ اللہ کا توبہ کی توبہ قبول کر لینا۔ اُسے معاف کر دینا۔

عَقَا عَنْكُمْ - اس نے تم کو معاف کر دیا۔ اس نے تمہارے گناہ مٹائیے۔ عَقَوُ (باب نصر) مصدر ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ہے۔ ضمیر فاعل کا جمع اللہ ہے عَقَوُ کا استعمال جب کسی کے جرم کے معاف کر کے لئے ہوتا ہے تو اس کا تعدیہ بذریعہ عَنِ ہوتا ہے۔

فَالَّذِينَ فِي تَرْتِيبٍ كَابِے الَّذِیْنَ رَابِ طرف زمان ہے الف لام بعض کے نزدیک تعریف کا ہے اور بعض کے نزدیک نائدہ اور لازم ہے۔

بِأَشْرَوْهُنَّ امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر هُنَّ ضمیر مفعول جمع مؤنث غائب۔ تم اپنی عورتوں سے یعنی اپنی بیویوں سے مباشرت کرو۔ مطلب یہ کہ اب روزوں میں رات کے وقت اپنی عورتوں سے تم کو مباشرت کی اجازت ہے بِأَشْرَ مَبَاشَرٌ مُبَاشَرَةٌ (مفاعله) مصدر بَشَرٌ مادہ۔ الْبَشَرَةُ کے معنی انسان کی جلد کی اوپر کی سطح ہے انسان کو بغیر اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس کی جلد بالوں سے صاف ہوتی ہے اس کے برعکس حیوان کی کھال پر اُون، بال یا پنجم ہوتی ہے۔

الَّذِیْ اَشْرَہُ کے اصل معنی تو ایک کی جلد کو دوسرے کی جلد کے ساتھ ملانا کے ہیں مگر کنایۃ عورت سے مجامعت کرنا کے معنی میں آتا ہے۔

اِبْتَغُوا امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر ہے اِبْتَغَاءٌ (افتعال) مصدر تم تلاش کرو۔ تم چاہو، اِبْتَغُوا فاعل با فاعل مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ مفعول۔ جملہ نداء اور جملہ وُكُلُوا اور دَاشَرُوا قِیَمُونَ کا عطف بِأَشْرَوْهُنَّ پُر

یَتَّبِعُونَ۔ مضارع واحد مذکر غائب یَتَّبِعُ (تَفَعُّلٌ) مصدر (حتمی کہ) ظاہر ہو جائے۔ ضمیر ہو جائے

الْحَيْطُ الْاَبْنَسُ موصوف و صفت سفید، حاکم الْخِطُّ الْاَسْوَدُ موصوف و صفت مجرور سیاہ دھاگہ

مِنْ الْفَجْرِ۔ بیان ہے الْخِطُّ کا۔

== وَ أَشْفَعُ عَلَيْكَ فِي الْمَسَاجِدِ میں واؤ حال ہے۔ وراں سائیکہ تم مسجدوں میں اشکاف کے لئے بیٹھے ہوئے ہو عَلَيْكَ جمع عَاكِفٌ کی اسم فاعل جمع مذکر کا صیغہ ہے۔ شرع میں عبادت کی نیت سے مسجد میں اپنے آپ کو روکے رکھنے کو اشکاف کہتے ہیں۔ اور اس کے لغوی معنی ہیں مقیم ہونے والے اور ایسے جتنے دلیے کرٹے ہی نہیں۔ آیت نہ میں اپنے شرعی معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ اور مَا هَذَا الشَّيْءُ الَّذِي أَنْتُمْ لَهَا عَلَيْكُمْ (۵۲:۲۱) اپنے لغوی معنی میں آیا ہے۔

== تَقَرَّبُوا إِلَيَّ هَاضِمًا ضَمِيمًا مَزْجًا حُذُودًا ہے۔

۱۸۸:۲ — لَا تَأْكُلُوا — فعل نہی جمع مذکر حاضر۔ تم مت کھاؤ اَمْوَالَكُمْ ایک دوسرے کا مال بیکٹو آئیں میں۔ اور باہم ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ۔

== وَ تَذَلُّوا إِلَى الْخَنَازِمِ۔ واؤ عاطفہ اس جملہ کا عطف جملہ سابقہ پر ہے اور اسی لئے تَذَلُّوا تَاْكُلُوا کے لاکہ سختی میں ہے اَنْیَ لَا تَذَلُّوا۔ اور مت کھینچ لیجاؤ۔ یہ یَذَلُّوا اِذْ لَا (اِنْهَالٌ) مصدر ہے۔ جس کے معنی ڈول نکالنا یا ڈول ڈالنا کے ہیں جیسے قرآن مجید میں اور جملہ آیا ہے فَادْخُلُوا دَوْلَهُ (۱۹:۱۲) اس نے نکویں میں اپنا ڈول ڈالا۔ پھر استعارہ کے طور پر اس کے معنی کسی چیز تک پہنچنے کے لئے ذریعہ بنانا بھی آجاتے ہیں۔ یعنی نہی رسائی حاصل کرو اس مال سے (رشوت لے کر) حاکموں تک (تاکہ وہاں جھوٹ سچ بول کر ناجائز طور پر فیصلہ اپنے حق میں کرلو۔ لیکن اصل بات یہ ہے کہ قاضی کا فیصلہ بھی حرام کو حلال نہیں کر سکتا)۔

== لِيَأْكُلُوا ذَوِيقًا مِّنْ اَمْوَالِ النَّاسِ۔ تاکہ یوں کھاؤ کچھ حصہ لوگوں کے مال کا۔ یہاں لام تعلیل کی ہے کہ تم اس واسطے مقدمہ حکام کے ہاں لیجاؤ کہ جائز یا ناجائز طور سے فیصلہ اپنے حق میں کرو اور دوسروں کا مال کھا جاؤ۔ ذَوِيقٌ کا مطلب گروہ بھی ہے اور کسی چیز کے حصہ اور جز کو بھی فرقی کہتے ہیں یہاں بھی معنی مراد ہیں۔ ذَوِيقًا اِیْ قِطْعَةً وَجُزْأً۔ ذَوِيقًا مفعول ہے لِيَأْكُلُوا کا۔

== وَ أَشْفَعُ لَعَلَّكُمْ۔ یہ جملہ حال ہے۔ تَاْكُلُوا کے فاعل سے۔ وراں سائیکہ تم جانتے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے اسے حرام کیا ہے

۱۸۹:۲ — اَلَا هَلْ يَسْتَعِیْذُ بِمِیْنَةِ الْیَوْمِ پہلی اور دوسری تاریخ کے چاند کو الاہلۃ کہتے ہیں پھر اس کے بعد اسے تم کہا جاتا ہے یَسْتَعِیْذُ عَنْ الْاِهْلَیْہِ لوگ تجھ سے چاند کے بارے میں دریافت کرتے ہیں کہ یہ گھنٹا بڑھا کیوں ہے اِهْلَیْہِ۔ حِلَالٌ کی جمع ہے اَهَالِیْلُ بھی اس کی جمع ہے

== قُلْ هِيَ مَوَاقِیْتُ لِلنَّاسِ وَ الْحَیْجِ کہہ دو کہ وہ لوگوں کے (کاموں کی) میعادیں اور حج کے وقت معلوم ہونے کا ذریعہ ہے۔ هِیْ اِیْ اِهْلَالٌ۔ مَوَاقِیْتُ جمع ہے مِیقَاتٌ کی۔ اسم آر، وقت کی نشانی

کے ذرائع۔ یہ وقت مادہ سے مشتق ہے۔ وَقْتُ يُوقَّتُ تَوَقُّتُ (تَفْعِيلٌ) وقت ظاہر کرنا۔ مَبْقُولٌ اور مَقْوُوتٌ کسی کام کو شروع کرنے کی جگہ۔ جیسے میقات حج، میقات احرام۔

== ظَلَمَ وَهًا۔ مضاف، مضاف الیہ ان کی پشتوں (کی جانب) سے ظَلَمَ وَاحِد۔

== وَلَكِنَّ الدِّبْرَ مَاتَ اِنْتَى۔ الدِّبْرُ ذُو الدِّبْرِ وَالْبَاذُ مَبْنِی نیکوکار۔ نیکی کرنے والا۔ اَبْنَادُ جَمْع۔ جگہ نیکو کار وہ ہے جو پرہیزگار ہو۔ (نیز ملاحظہ ۲: ۱۷۷)

== اِنْتَى۔ اِنْتَاءً (افعال) مصدر سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ وہ ڈرا۔ اس نے پرہیزگاری اختیار کی۔

فائدہ۔ عرب کے لوگوں کا دستور تھا کہ جب احرام باندھ لیا کرتے اور انہیں گھر میں داخل ہونے کی ضرورت پڑتی تو دروازہ سے داخل نہ ہوتے بلکہ پیچھے سے دیوار میں سوراخ کر کے داخل ہوتے اور اس کو بڑی نیکی سمجھتے۔

== تَفْعِلُونَ۔ منار ج جمع مذکر ماضی۔ اِفْلَحَ (افعال) مصدر تم فلاح پاؤ۔ فلاح پانا مبنی مہلای۔ کامیاب لکھا حاصل کرنا اور مقصد رومی ہے۔

== لَا تَعْتَدُوا۔ فعل نہی جمع مذکر ماضی۔ اِعْتَدَا (افعال) مصدر مبنی احد سے گذرنا۔ تم حد سے مت گذرو، تم

زیادتی مت کرو۔ اَلْعَتَدُ۔ اسم فاعل واحد مذکر، زیادتی کرنے والا۔ حد سے گذرنے والا

== اَلَّذِیْنَ یَقَاتِلُوْا نَفْسَهُمْ۔ جملہ مفعول ہے فعل قَاتَلُوا اکابر۔

== اَلْمُعْتَدِیْنَ۔ اسم فاعل۔ جمع مذکر منصوب۔ حد سے بڑھ جائی والا۔

۱۹۱-۲۔ دَاخِلُوْهُنَّ وَادَّاعِلُوْهُنَّ اُخْلُوْا فَعْل امر جمع مذکر حاضر۔ هُنَّ ضمیر مفعول۔ جمع مذکر غائب اس کام میں

وہ لوگ ہیں جن کا اوپر ذکر ہوا۔ اِی الَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْا نَفْسَهُمْ وہ لوگ جو تم سے لڑائی لڑیں۔

== حِیْثُ۔ ظرف مکان ہے مبنی برمنہ۔ مکان مبہم کے لئے آتا ہے جس کی جملہ مابعد سے تشریح ہوتی ہے۔

جہاں۔ جس جگہ۔

== تَفْعِلُوْهُنَّ۔ تَفْعِلْتُوْا۔ ماضی جمع مذکر ماضی۔ اصل میں تَفْعِلْتُمْ تھا۔ وَاَوْ اِشْبَاعُ کَلْبٍ تَفْعُلُ اَبَاب

سَمِعَ) مصدر سے جس کے معنی پالنے کے ہیں۔ هُنَّ ضمیر مفعول۔ جمع مذکر غائب

== اَلْفِتْنَةُ۔ کے لغوی معنی امتحان اور آزمائش کے ہیں۔ اسی لئے نعمت اور مصیبت کو بھی فتنہ کہتے ہیں۔

فِتْنَةُ کے اصل معنی سونے کو آگ میں گلانے کے ہیں تاکہ اس کا کھرا کھوٹا ہونا معلوم ہو جائے۔ قرآن مجید

میں فتنہ اور اس کے مشتقات کو مختلف معنی کے لئے استعمال کیا گیا ہے مثلاً معنی آزمائش۔ اِلْمَاغِنُ

فِتْنَةً فَلَا تَكْفُرْ۔ (۱۰۲: ۲) ہم تو ذریعہ آزمائش میں تم کفر میں نہ پڑو۔ مبنی آفت۔ مصیبت۔ وَحَبِطُوا اَنْ

لَا تَكُوْنُ فِتْنَةً۔ (۷۱: ۵) اور یہ خیال کرتے تھے کہ (اس سے ان پر) کوئی آفت نہیں آنے کی۔ مبنی عذاب

إِنَّا بَعَلْنَا حَا فِقْتَدَ لِبَطَالِيْنَ ۝ (۶۲:۳۴) اور ہم نے اس کو ظالموں کے لئے مذاب بنا رکھا ہے۔ اور آیت ہدایں فتنہ سے مراد کفار کا خدا کے ساتھ دوسروں کو شریک کرنا اور مسلمانوں کو مسجد حرام سے روکنا ہے (مظہری) وقیل معناه شکرکم باللہ فی الحوم وصدھما یا کلمہ عنہ (بیضاوی) ان شکرکم باللہ اشدوا عظم من قتلکم ایاھم فی الحوم (خازن) اور ان کا اللہ کے ساتھ دوسروں کو شریک کرنا تمہارے ان کو مسجد حرم میں قتل کرنے سے بہت بُرا ہے۔

== اَشَدُّ - اقل التفضیل کا صیغہ ہے۔ سخت تر۔ بدتر۔ بنایت سخت۔ بَشَدَّةٌ ہے۔

۹۲:۱۲ = اَنْتَحُوا - ماضی جمع مکرغاب۔ اِنْتِهَاءُ (اِقْتَالَ) مصدر ہے۔ بنی مادہ۔ وہ رک گئے۔ انہوں نے جھوٹ دیا فَإِنِ اَنْتَحُوا جملہ شرطیہ ہے اور فَإِنِ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ جملہ جزائیہ۔

۱۹۳:۱۲ = فَلَا عُدُوْنَ - ف جواب شرط کے لئے ہے۔ جملہ جزائیہ ہے۔ (فَإِنِ اَنْتَحُوا) اس سے قبل کا جملہ شرطیہ ہے (عُدُوْنَ) یہ عَدَا اِیْعُدُوْا (باب نصر) کا مصدر ہے۔ زیادتی، ظلم، ستم، تعدی، بہت بُری طرح حد سے بڑھ جانا۔ ترجمہ۔ تو کسی پر زیادتی نہیں سوائے... الخ الظالمین۔ ظلم کرنے والے۔ اسم فاعل۔ جمع مذکر۔ مجبور۔ یہاں ظالمین سے مراد وہ لوگ ہیں جو شرک اور حرب میں باقی ہیں

۱۹۴:۲ = اَشْهَرُ الْحَرَامِ موصوف صفت۔ حرمت والا مہینہ الخُمُوث۔ حرمتیں۔ بزرگیاں۔ حُوثٌ کی جمع۔ حرمت اس چیز کو کہتے ہیں جس کا ادب ضروری ہو۔

قِصَاصٌ بدلہ۔ قتل کا بدلہ قتل قاتل۔ ہر عضو کا بدلہ عضو، ہر چوٹ کا بدلہ ویسی ہی چوٹ۔ ادب کی چیزوں میں مساوات۔ یعنی ماہ حرام میں اگر دشمن قاتل کرے اور اس کی حرمت کا لحاظ نہ کرے تو تم بھی دفاعی جنگ کرو آیت نہام خون کا بدلہ خون۔ خون بہا۔

اَشْهَرُ الْحَرَامِ بِالشَّہْرِ الْحَرَامِ وَالْخُمُوثِ قِصَاصٌ۔ ماہ حرام کا بدلہ ماہِ ہر ہی سے اور تمام حرمتوں کا لحاظ برابری سے ہوگا۔ یعنی حرمتوں کے بارہ میں دشمن جتنی زیادتی کام ٹھیک ہوگا۔ دوسرا فرق اس دشمن کے خلاف اس زیادتی کے برابر اس کا توڑ کرنے میں حق بجانب ہوگا۔

== فَاَمْلَا : اہل عرب میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے وقت سے یہ قاعدہ چلا آتا تھا کہ ذی القعدہ۔

ذوی الحج اور محرم کے تین مہینے حج کے لئے مختص تھے اور رجب کا مہینہ عمرہ کے لئے خاص کیا گیا تھا۔ ان چار مہینوں میں جنگ و جدل۔ قتل و غارتگری ممنوع تھی تاکہ اُمرین کعبہ امن و امان کے ساتھ خدا کے گھر تک جائیں۔ اور اپنے گھروں کو واپس ہو سکیں۔ اسی بنا پر ان مہینوں کو حرام مہینے کہا جاتا تھا۔ یعنی حرمت دلے مہینے۔ آیت کا مفسر یہ ہے کہ ماہ حرام کی حرمت کا لحاظ کفار کریں تو مسلمان بھی کریں اور اگر وہ اس حرمت کو نظر انداز کر کے کسی حرام مہینے میں مسلمانوں پر دست اندازی کریں تو پھر مسلمان بھی ماہ حرام میں بدلہ لینے کے مجاز ہیں؛

(اقتباس از تفہیم القرآن)

== فَمَنْ اعْتَدَىٰ عَلَيْكُمْ - جملہ شرطیہ ہے۔ اِنتَدَىٰ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ اِعتَدَا (افعال)

مصدر۔ اس نے زیادتی کی (متمم پر)

فَاعْتَدَا عَلَيْكُمْ - جواب شرط و جواب شرط کا ہے۔ اِعتَدَا ۱۔ امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ تم زیادہ کرو۔
اِعتَدَا (زیادتی) کی جڑ کو اِعتَدَا کہنا صرف لفظی مشابہت ہے۔ مطلب یہ کہ زیادہ کرنے والے کی زیادتی کی حد تک اس زیادتی کا توڑ کرنا جائز ہے۔

== مَا اَعْتَدَىٰ مِنْ مَّا مَوْصُول ہے۔

== الْمُتَّقِينَ - اسم فاعل جمع مذکر۔ تقویٰ کرنے والے۔ ڈرنے والے، پرہیز کرنے والے۔

۱۹۵:۱۲ = اَلْفَعُولُ - فعل امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ اِنْفَاعُ (افعال) مصدر تم خرچ کرو۔

== لَا تَلْعَوُا - فعل تمہی جمع مذکر حاضر۔ اِنْعَاءُ (افعال) جمع مذکر حاضر، تم مت ڈالو۔ لقی مادہ۔ قرآن مجید میں ہے۔ حَتَّمَا اَلْنَبِيُّ فِيهَا فَوْجٌ (۸:۹۶) جب بھی اس میں کوئی جماعت ڈالی جائیگی۔

== يَأْيِدُ يَكْمُ - باد حرف جار۔ اَيْدُ يَكْمُ - مضارع مضارع الیہ۔ تمہارے ہاتھ یعنی اپنے ہاتھوں۔ اس قبل اَنْفُسُکُمْ ممدوف ہے تقدیر عبارت یوں ہے وَلَا تَلْعَوُا اَنْفُسُکُمْ يَأْيِدُ يَكْمُ اِلَى الدَّهْلَكَةِ - اور نہ مچھیکو (یاد ڈالو) اپنے آپ کو اپنے ہاتھوں تباہی میں۔ اَلدَّهْلَكَةُ - هَلَكٌ (باب ضَرْبَ وَسَّع) سے مصدر ہے ہلاک ہونا۔ تباہ ہونا۔ ہلاکت۔ تباہی۔

== اَخِصُّوا ۱ - فعل امر جمع مذکر حاضر۔ اِخْصَاتُ (افعال) مصدر تم نیکی کرو۔

== اَلْمُحْسِنِينَ - اسم فاعل جمع مذکر۔ اِخْصَانٌ سے۔ نیکی کرنے والے۔ اچھے کام کرنے والے۔

۱۹۶:۲ = اِنْعَوُا - امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ اِنْعَامٌ (افعال) مصدر تم پورا کرو۔

== اَلْحَجَّ - حَجٌّ يَحُجُّ (باب نصر) مصدر اصل لغت میں حج قصد زیارت کو کہتے ہیں۔ اصطلاح

شرع میں حج کی نیت سے اول احرام باندھ کر طواف اور وقوف کو اوقات مخصوصہ میں ادا کرنا حج کہلاتا ہے

== اَلْمَمْرُوءَ - ممرہ زیارت بیت اللہ کے سلسلہ میں ایک مخصوص عبادت کا نام ہے۔ حج کی طرح خاص

وقت کے ساتھ مخصوص نہیں ہے۔ عمر بھر میں ایک دفعہ اس کا بجالانا بشرط استطاعت سنت مکرکہ ہے

شاہ عبدالقادر دہلوی فرماتے ہیں کہ۔ عمرے کا طریق یہ ہے کہ احرام باندھے جن دنوں چاہے اور طواف

کبہ کرے۔ اور صفا ممرہ کے بیچ دوڑے پھر جماعت کر کے احرام اتارے۔

== فَإِنْ اُخْصِرْتُمْ مِمَّا اَمْسَكْتُمْ مِنَ الْهَدْيِ - پہلا جملہ شرطیہ ہے اور دوسرا جملہ جواب شرطیہ ہے۔

اُخْصِرْتُمْ - ماضی مجہول کا صیغہ جمع مذکر حاضر ہے۔ اِخْصَادٌ (افعال) مصدر سے۔ جس کے معنی روکنے

کے ہیں خواہ روکاؤ کسی ظاہری سبب کی بنا پر ہو۔ جیسے دشمن کا اڑے اگر روکنا۔ یا کسی باطنی سبب سے جیسے مرض کی وجہ سے رکنے پر مجبور ہو جانا۔ پہلے جملہ کا ترجمہ یہ ہے درحقیقت اگر تم رک لئے جاؤ۔ یعنی اگر تم حج سے یا اس عمرہ سے جس کی تکمیل کا تم کو حکم دیا گیا ہے روک کے جاؤ۔ دوسرے جملہ میں ف جواب شرط کے لئے ہے ماموصولہ ہے۔ اِنْ شَيْئًا مَّا ضَرَّكُمْ مِنْهُ فَاعْبُدُوهُ (استغفار) مصدر یعنی میرا نا۔ آسان بنا وہ میرا کیا۔ وہ آسان ہوا۔ اَلْهَدْيُ۔ اسم معرف باللام قربانی کا جانور جو ماہ حرم میں حرم کے اندر ذبح ہونے کے لئے بھیجا جاتا ہے ترجمہ تو جو قربانی کا جانور میرا جائے (ذبح کر دیا۔ ذبح کرنے کے لئے بھیجو)

== وَلَا تَحْلِقُوا۔ فعل نہی جمع مذکر حاضر حَلَقَ (باب ضَرَبَ) مصدر یعنی بانوں کو منڈانا۔ تم بال یا سر مت منڈاؤ۔ تم حجامت نہ کراؤ۔

مَجْلَدٌ۔ مضاف مضاعف الیہ۔ مَجْلِد اسم ظرف مکان، قربانی کے حلال ہونے کی جگہ۔ جہاں قربانی کے جانور کو ذبح کیا جاتا ہے۔ ۵ ضمیر واحد مذکر غائب کا مرجع اَلْهَدْيُ ہے۔

= آذَى۔ ہر وہ ضرر جو کسی جاندار کی روح کو یا جسم کو پہنچے۔

فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيضًا أَوْ بِهِ أَذًى مِنْ رَأْسِهِ فَجُلْدٌ شَرْطٌ ہے۔ اور فِدْيَةٌ..... اَوْ نَذْرٌ جواب شرط۔ پس جو کوئی تم میں سے بیمار ہو جائے یا اس کے سر میں کوئی بیماری یا تکلیف ہو تو اس کے بدلہ میں روزے رکھے یا صدقہ دے یا قربانی دے۔ فِدْيَةٌ۔ اَلْعِدَّةُ کے معنی کسی کی جانب سے کچھ دے کر اسے معیشت پہنچالینا۔ چنانچہ قرآن مجید میں ہے۔ فَاِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَاِمَّا فِدَاً (۴: ۴۲) پھر اس کے بعد یا تو احسان رکھ کر چھوڑ دینا چاہئے یا کچھ مال لے کر۔ فِدْيَةٌ واحد ذی جمع وہ مال جو کسی کو آزاد کرانے کے لئے دیا جائے۔ یا وہ مال جو کسی عبادت میں کوتاہی کرنے کی وجہ خرچ کر کے انسان خود اپنے کو گناہ سے بچاتا ہے آیت ہدایں اسی معنی میں مستعمل ہے۔

نُسُكٌ۔ النُّسُكُ کے معنی عبادت کے ہیں۔ اور نَاسِكٌ مابعد کو کہا جاتا ہے مگر یہ لفظ ارکان حج کے ادا کرنے کے ساتھ مخصوص ہو چکا ہے مَنَّاسِكٌ حج اور عبادت کے ارکان۔ قربانی بھی ارکان حج میں ہے یہاں قربانی ہی مراد ہے۔ نُسُكٌ کا واحد نُسُكَةٌ بمعنی ذبیح ہے۔

= فَاِذَا أَهْمَمْتُمْ۔ ای اذا ۱۱ منتقم من الاحصار یعنی جب احصار سے اسن ہو مثلاً دشمن کا خوف جاتا ہے یا تم مریض تھے اب تندرست ہو گئے۔

= تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ۔ تَمَتَّعَ۔ ماضی واحد مذکر غائب۔ تَمَتَّعَ (تَفَعَّلَ) مصدر جس کے معنی پرتنے۔ فائدہ اٹھانے اور مدت منفعت میں استداد ہونے کے ہیں۔ اس نے فائدہ اٹھایا۔ یعنی جس شخص نے عمرہ کو حج کے ساتھ ملا کر فائدہ اٹھایا۔ یعنی (۱) اگر پہلے احصار میں تھا اب اس میں آگیا یا پہلے بیمار تھا اب تندرست

ہو گیا۔ لیکن اس دوران وہ اپنے احرام سے حلال نہیں ہوا۔ یا (۲) پہلے سے ہی اس میں تھا (نہ احصار میں تھا نہ بیمار تھا) اور ایک ساتھ ہی حج اور عمرہ کا احرام باندھا۔ پہلے عمرہ کے ارکان ادا کئے لیکن احرام بدستور رہا۔ احرام سے حلال نہیں ہوا یہاں تک کہ ایام حج میں حج کے ارکان ادا کر کے حلق کرایا۔ اور احرام فارغ ہوا۔ اسی طرح ایک سفر میں دو عبادتیں جمع کر لیں۔ اس صورت میں آیت ہذا میں تمتع عرفی مراد ہے نہ کہ شرعی۔ اس لئے وہ تمتع اور قرآن دونوں کو شامل ہے۔ ان دونوں صورتوں میں قربانی لازمی قرار دیدی گئی کیونکہ دونوں صورتوں میں اس نے فائدہ اٹھایا۔

== وَ مَا أَكْفَرُوا مِنَ الْهَدْيِ . ای فعلیہ ما استیس من الہدی . توجہ قربانی میرا کے اس پر لازم ہے
 == فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ . اسی فمن لم يجد الہدی جس کو قربانی میرا کے یعنی جو قربانی نہ کئے .
 == فَصِيَامُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ . ای فعلیہ صیام ثلثة ایام تو وہ تین دن کے روزے لازمی کئے .
 == وَ جَعَلْنَا مُمِيكَاصِيْفَ جَمْعٍ مَذْكُورٍ . یہاں التفات صائر ہے۔ اور خطاب واحد غائب کے صیغہ میں ہو رہا تھا۔
 اب ان احکام کو جو اوپر بیان ہوئے پوری طرح ذہن نشین کرانے کے لئے صیغہ حاضر اختیار کیا گیا۔
 == تِلْكَ . اسم اشارہ لمید جمع مؤنث عشوة مشارالہ ہے

== كَامِلَةٌ . پوری (دوبانی) یعنی پورے دس۔ كَامِلٌ مصدر (باب نعر۔ کوم۔ سيع اسم فاعل واحد
 مؤنث۔ یعنی قربانی کی جگہ پورے دس روزے ہوتے ہیں۔ اس سے کم نہیں بوض کے نزدیک لفظ كَامِلَةٌ
 تاکید و تاکید کے لئے استعمال ہوا ہے۔

== ذٰلِكَ . اسم اشارہ لمید جمع مذکر۔ یہ اشارہ یا تو ذالِ تَمَتُّع کی طرف ہے جس کا ذکر آچکا ہے۔ اور یا (۲) اس کا
 اشارہ اصل حکم یعنی وجوب قربانی کی طرف ہے

== حَاضِرِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ - حَاضِرِي . باشندے۔ رہنے والے۔ حَضَارَةٌ مصدر سے جس کے
 معنی شہر میں رہنے کے ہیں، اسم فاعل کا صیغہ جمع مذکر ہے۔ اصل میں حَاضِرِينَ تھا۔ اضافت کے سبب نون
 جمع حذف ہو گیا۔ حَاضِرِي . مضان، المسجد الحرام موصوف و صفت ل کر مضان الیہ۔

یہ تمتع یا قربانی کا وجوہ دیا اس کے لئے ہے جس کے گھروالے مسجد حرام کے قریب نہ رہتے ہوں۔ حضرت امام
 ابو حنیفہ کے نزدیک یہ وہ لوگ ہیں جو میقات سے پرے رہتے ہیں۔

== وَ اتَّقُوا اللَّهَ . اور اللہ سے ڈرتے رہو (ان تمام احکام کی بجا آوری میں جو اوپر مذکور ہوئے)

== وَ اعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ . اور یاد رکھو یا جان رکھو کہ اللہ تعالیٰ سخت مزاحمت والا ہے لمن لم
 يتقہ اس کو جو اس سے نہیں ڈرتا۔

عِقَابٌ - عِقَابٌ يُعَاقَبُ مُعَاقَبَةٌ دَعَوَاتُ (باب معاقلہ سے) مصدر بے گناہ پر سزا دینا پاداش اٹل جُرم

کئے کی سزا۔ عذاب اور عقاب میں فرق یہ ہے کہ عقاب سزا کے استحقاق کو بتاتا ہے۔ عقاب کو عقاب اسی لئے ہی کہا جاتا ہے کہ تکلیف جرم۔ جرم کے عقوب میں ہی اس کا مستحق ہو جاتا ہے اور عذاب استحقاق اور بغیر استحقاق دونوں طرح ہو سکتا ہے۔ عقاب کے معنی اصل میں پیچھے ہولینے کے ہیں۔ چنانچہ ہولتے ہیں عتب الثانی الاول دوسرا پہلے کے پیچھے ہولیا۔ اور عقب اللیل والنهار۔ رات دن کے پیچھے ہولی۔ اس اعتبار سے عتاب وہ سزا ہوتی جو جرم کے پیچھے دی جاتی ہے۔ لہذا اس کا ترجمہ پاداش جرم کرنا چاہئے۔

شَدِيدٌ - سخت، محکم، پکا۔ شَدِيدٌ دَبَابٌ ضَرْبٌ - نَصْرٌ سے بر وزن فَعْلٌ صفت مشبہ کا صیغہ شَدِيدٌ الْعِقَابِ ترکیب اضافی ہے اور شدید کی اضافت صفت مشبہ کی اپنے مفعول کی طرف اضافت سے ہے۔ اضافة شدید من اضافة الصفة الى مبتدأ الى مفعولها۔ (روح المعانی) ۲: ۱۹۶ = اَلْحَجُّ اشْهُرٌ مَّعْلُومَةٌ - ای وقت الحج اشہر معلومت وہی شوال و ذوالقعدة وعشر لیل من ذی الحجة۔ حج کا وقت چند مہینے ہیں اور وہ ہیں۔ شوال - ذوالقعدة اور ذوالحج کی دس راتیں۔

اَشْهُرٌ مَّعْلُومَةٌ - موصوف وصفت۔ جانے بوجھے مہینے۔

فَرَضَ - ماضی معروف۔ واحد مذكر غائب فَرَضَ دَبَابٌ ضَرْبٌ مصدر فرض کے اصل معنی ہیں کسی حجم والی چیز کو جس میں صلابت ہو کاٹ دینا۔ لیکن قرآن مجید میں یہ ان معنی میں آیا ہے۔ اس نے واجب کر لیا۔ اس نے مقرر کر دیا۔ اس نے عزم کر لیا۔ اس نے اجازت دیدی۔ یہاں عزم کر لینے یا نیت کر لینے کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔

يَهْنُ - هَيِّنٌ ضمیر جمع مؤنث غائب ما مرجع اَشْدُّ ہے۔

= رَفَّتْ - ملاحظہ ہو ۲: ۱۸۷۔

= خُسُوفٌ - اسم فعل۔ گناہ۔ نیز مصدر (دباب ضرب۔ نصر) گناہ کرنا۔ نافرمان ہونا۔ فُسُقٌ فُلُوقٌ کے معنی کسی شخص کا دائرہ شریعت سے نکل جانے کے ہیں۔ یہ فُسُقٌ الزُّطْبُ کے محاورہ سے ماخوذ ہے جس کے معنی گدڑی کھجور کے اپنے چھلکے سے باہر نکل آنے کے ہیں۔ فاسق کا لفظ اس شخص کے لئے استعمال ہوتا ہے جو احکام شریعت کا التزام و اقرار کرنے کے بعد تمام یا بعض احکام کی خلاف ورزی کرے۔

= جِدَالٌ - باب مفاعلة سے مصدر ہے باہم جھگڑا کرنا۔

فَانْدَا - رَفَّتْ - فُسُوقٌ اور جِدَالٌ میں لڑ کا ٹکرنا تاکید منافعت کے لئے ہے۔

= تَزَوَّدُوا - فعل ام جمع مذكر ماضی تَزَوَّدُوا (تَفَعَّلُ) مصدر۔ تم زاد راہ لے لیا کرو۔ تم سفر خرچ

ہمراہ لو۔ حضرت ابن عباس رضی عنہ سے روایت ہے کہ اہل مین کی عادت تھی کہ حیب وہ حج کو آتے تو زادراہ
ساتھ نہ لانے اور اس کو توکل کے خلاف سمجھتے تھے۔ اور کہتے کہ ہم لوگ متوکل ہیں۔ اور حیب وہ مکہ
آئے تو لوگوں سے بھیک مانگتے۔ اور بقول علامہ بیہقی رحمہ بعض اوقات لوٹ اور غضب تک نوبت پہنچتی
تھی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ: **وَسَزِدْهُ مَالًا** یعنی زادراہ اس قدر لے جایا کرو کہ جس سے وہاں تک پہنچ سکے۔
اور آبرو بچا سکے۔

= **فَاتَّخِذُوا الزَّادَ التَّقْوَىٰ**۔ بیشک بہترین زادراہ تو تقویٰ ہے اس سے پہلے ہی من الشکر کا حکم تھا۔ رفعت۔
فوق۔ جدال سے پرہیز۔ اب خیر پر راغب فرمایا ہے۔ اس کی شرح میں علامہ ابن کثیر رحمہ فرماتے ہیں: چونکہ نبویؐ کو سزا
حکم دیا تو ساتھ ہی فرمایا ہے کہ آخرت کے تو شے کی بھی فکر کرو۔ یعنی قبر میں اپنے ساتھ خوف خدا لے جاؤ۔ جیسے اور جگہ
باس کا ذکر کر کے ارشاد فرمایا **يُنَبِّئُ آدَمَ قَدْ أَتَوْا عَلَيْنَا لَكُمْ بِهِ نَسِيئًا يُؤْذِي سَوْءًا فَتَقْوُوا رَبَّكُمْ أَلَيْسَ بِالْمُتَّقِينَ**
التَّقْوَىٰ ذَٰلِكَ خَيْرٌ (۲۶: ۷) اے بنی آدم ہم نے تم پر پوشاک اتاری کہ تمہارا سترو حاکم ہو (تمہارے بدن
کو) زینت (لے) اور (جو) پرہیزگاری کا لباس (ہے) وہ سب سے بہتر ہے۔ یعنی خشوع و خضوع طاعت
تقویٰ کے باطنی لباس سے غالی نہ رہو بلکہ یہ لباس ظاہری لباس سے کہیں زیادہ بہتر اور نفع دینے والا ہے۔ تقویٰ
مادہ وقتی سے مشتق ہے۔

= **التَّقْوَىٰ**۔ امر کا صیغہ جمع مذکر ماضی وقایہ می مستکمل کی معذوف ہے۔ مجھ سے ڈرو۔ (اور وہ ڈر کیا ہے اس کے
احکام کی تعمیل کرنا۔ اور اس کی گرفت سے بچنا۔ پرہیزگاری اختیار کرنا)

= **يَاؤُذِي الْآلِبَابِ**۔ یا حروف نادر۔ اولیٰ الالباب۔ مصنف مصنف الیہ مل کر منادئ۔ اے عقل والو۔
الْبَابُ جمع ہے لُب کی بمعنی مغز بادام۔ بمعنی عقل مستعمل ہے۔ کیونکہ وہ بھی انسان کے مغز میں ہوتی ہے۔
= **جَنَّاتٍ**۔ گناہ۔ **جَنَّاتٍ** سے ماخوذ ہے جس کے معنی ایک طرف مائل ہونے کے ہیں۔ اس لئے وہ گناہ جو
انسان کو حق سے مائل کرے اور دوسری طرف مجھا لے۔ **جَنَّاتٍ** سے موسوم ہوا۔ اور ہر گناہ کے لئے اس کا استعمال
ہونے لگا۔

مائل ہونے کے معنی میں **وَاتَّخِذُوا جَنَّاتٍ لِلتَّلَاسُّفِ** لکھا (۶۱: ۸) اور اگر یہ لوگ صلیح کی طرف
مائل ہوں تو تم بھی اس کی طرف مائل ہو جاؤ۔

= **أَنْ يَتَّقُوا فَتَنًا** میں اَنْ مصدر ہے **يَتَّقُوا** مصدر جمع مذکر ماضی **يَتَّقُوا** (افتعال) مصدر
اصل میں **يَتَّقُونَ** تھا۔ اَنْ کے عمل سے فون اعرابی حذف ہو گیا۔ تم چاہتے ہو، تم ڈھونڈتے ہو، تم تلاش
کرتے ہو۔ **فَتَنًا** اسم فعل (حالت نصب) تجارت کے ذریعے سے رزق۔ روزی۔ اور بھی کئی مالی میں مستعمل
ہے۔ روزی کی تلاش کے معنی میں اور جگہ قرآن مجید میں ہے **فَإِذَا أَقْتَضَيْتِ الصَّلَاةَ فَانْتَبِهْ إِلَىٰ ذَٰلِكَ**

وَاتَّخَذُوا مِنْ فَضْلِ اللَّهِ (۱۰، ۱۶۲) پھر جب نماز ہو چکے تو زمین پر چلو پھرو اور اللہ کا فضل تلاش کرو۔

والا خلافت بین العلماء فی ان المراد بالفضل المذكور فی الآية ربح التجارة (اور اس بارے

میں علماء میں کوئی اختلاف نہیں کہ آیت مذکور میں الفضل سے مراد منفعت تجارت ہے۔

== فَإِذَا أَقَضْتُمْ أَنْ عَرَفْتُمْ - جب تم عرفات سے لوٹو اِقْضَتْمْ، ماضی جمع مذکر حاضر اِقْضَاةً (افعال)

مصدر سے ہے۔ مادہ فیض ہے (باب ضربہم فَاَضَى الْمَاءُ کے معنی کسی جگہ سے پانی اچھل کر بہہ نکلنے

کے ہیں۔ چنانچہ قرآن مجید میں ہے تَوَلَّى أَعْيُنُهُمْ لِقَيْضٍ مِنَ الدَّانِيَةِ (۵: ۸۳) تم دیکھتے ہو کہ ان

کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوتے ہیں۔ اور اِقْضَا (باب افعال) اِنَاءَةٌ کے معنی برتن کو بالباب بھرنے

کے ہیں کہ پانی اس سے نیچے گرنے لگے۔ اور اِقْضَتْهُ کے معنی اوپر سے گرانے اور بہانے کے ہیں چنانچہ

قرآن مجید میں ہے اِنَّ اَرْقَضُوْا عَلَيْنَا مِنَ الْمَاءِ (۴: ۵۰) کہ کسی قدم پر پانی بہاؤ۔ وَفَاَضَ الْخَبْرُ

خبر کا منتشر ہونا یا پھیلنا۔ اور اسی لئے حَدِيثٌ مُتَفَيِّنٌ کے معنی منتشر یعنی عام پھیلی ہوئی بات کے

ہیں۔ راعب اصفہانی لکھتے ہیں: اِقْضَاةٌ کے معنی مجمع کثیر کے یکبارگی لوٹنے کے ہیں اور یہ فَيَضَانُ

الماء (یعنی پانی کا زور سے بہہ نکلنا) کے ساتھ تشبیہ سے کہہ لیا جاتا ہے۔

باوجود اس تمام تشریح کے اس لفظ کا استعمال حاجیوں کے عرفات میں قیام کے بعد مزدلفہ

یا منیٰ کی طرف واپس لوٹنے کے لئے مخصوص ہے چنانچہ معجم الوسیط میں یوں تحریر ہے (افاض الحجاج

من عرفات الى منى: اى انصرفوا اليها بعد انقضاء الموقف يعنى وہ (حجاج) واپس لوٹے اس

رہائی کی طرف وقوف عرفات) پورا کر لینے کے بعد اور اِقْضَاةً: انصراف الحجاج عن الموقف

فی عرفة - حاجیوں کی وقوف عرفات کے بعد واپسی۔ اور طواف الاضاة طواف يوم النحر ينصرف

الحجاج من منى الى مكة فيطوف ويعود۔ اور طواف افاض: قربانی کے دن کا طواف جب حاجی منیٰ

سے لوٹ کر مکہ جا کر طواف کرتے ہیں۔ اور پھر واپس منیٰ کی طرف) مڑتے ہیں۔

== الشَّعْرُ الْحَرَامُ: موصوف وصفات - الشعر - اہم ظرف ہے بمعنی علامت، نشان، مشاعر الج

معنی رسوم حج ادا کرنے کی جگہ کے ہیں۔ اس کا ادا شد شعر ہے اور انہیں شعائر الحج بھی کہا جاتا ہے اس کا

واحد شعیرہ ہے۔ الشعر الاحرام - حرمت والا نشان حج بمعنی مزدلفہ۔

فائدہ ۱ - عسرات - مکہ معظمہ سے جوڑک مشرق کی جانب طائف کو جاتی ہے اس پر مکہ سے کوئی

بارہ میل کے فاصلہ پر کسی مربع میل کے رقبہ کا ایک طول و عرض میدان ہے اسے عرفات کہتے ہیں اسی نام

کی ایک پہاڑی بھی اسی میدان میں واقع ہے جو سطح زمین سے کوئی دو صد گز بلند ہے۔ مسجد منرہ اسی میدان

میں واقع ہے جہاں ظہر اور عصر کی نمازیں اکٹھی پڑھی جاتی ہیں اس مسجد کو مسجد ابراہیم یا مسجد عرفہ بھی کہا جاتا ہے

عرفات کے اصل پیاری سلسلہ سے ذرا الگ میدان عرفات سے شمال مشرق میں سرخ رنگ کی ایک مخروطی پہاڑی ہے جسے جبل الرمت کہتے ہیں۔

(۲) مزدلفہ یا مشعر الحرام۔ جب عرفات سے منیٰ کی طرف جائیں اور عرفات کے دونوں کنارے چھوڑ دیں تو مزدلفہ شروع ہوتا ہے جس کی حد ماہانہ سے لے کر محترم تک ہے اور دو پہاڑوں کے درمیان یہ سارا علاقہ مزدلفہ ہے خود ماہانہ اور وادی مشعر الحرام میں شامل نہیں۔ حاجی حضرات یہاں مغرب و عشاء کی نمازیں اکٹھی کر کے پڑھتے ہیں۔

== فَادَّكُوْهُ كَمَا هَدٰكُمْ۔ وَاَوْعٰظُہٗ۔ اَدْكُوْا فَعَلْ اِسْرَکَاصِیْغُ جَمْعُ نَذَرٍ حَاضِرٌ ہِے۔ ۵ ضمیر مفعول واحد نَذَرٌ غائب کا مرجع اللہ ہے۔ کَمَا میں کَانَ تَشْبِیْہ کا ہے اور مَا مصدر ہے ہَدٰی فَعَلْ ماضی واحد نَذَرٌ غائب ضمیر فاعل کا مرجع بھی اللہ ہے۔ کُنْ ضمیر مفعول جمع نَذَرٌ حَاضِرٌ اور یاد کرو اسے جس طرح اس نے تم کو بتایا ہے۔

== وَاِنْ كُنْتُمْ مِنْ قَبْلِهِمْ لَمِنَ الضَّالِّیْنَ۔ وَاَوْعٰظُہٗ۔ اِنْ مَغْفِقٌ ہِے اصل میں اِنْ مَقَابِلَہ میں ۵ ضمیر واحد نَذَرٌ غائب کا مرجع ہدایت ہے۔ لَام فَاثْبِتَ ہِے الضَّالِّیْنَ۔ الضَّالُّ کی جمع ہے اِسْمٌ عَلٰی کَا صِیغُ جَمْعِ نَذَرٌ۔ ضَلَّالٌ (باب ضرب) مصدر گمراہ ہونا۔ راہِ حق سے ہٹ جانا۔ راستہ سے ہٹنا جانا۔ فَاوْشَشَ کرنا۔ گمراہ کرنا۔ اَوْشَشَ کرنا۔ (بیکہ ضَلَّالٌ کے معنی سیدھی راہ سے ہٹ جانا کے ہیں خواہ وہ ہٹنا سبھو یا ہو یا عَمْدًا۔ مَقْشُوْرٌ ہو یا زیادہ۔ تو جس سے بھی کسی قسم کی غلطی سرزد ہوگی اس کے متعلق ہم ضلالت کا لفظ استعمال کر سکتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ انبیاء اور کفار دونوں کی طرف ضلالت کی نسبت کی گئی ہے۔ گو ان دونوں قسم کی ضلالت میں بون بید پایا جاتا ہے۔ دیکھئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آیت کریمہ: وَوَجَدَكَ ضَالًّا فَهَدٰی۔ (۲۴: ۹۳) میں ضَالًّا فرمایا ہے۔ جس کے معنی یہ ہیں کہ ہدایت نبوت عطا ہونے سے قبل تم اس راہنمائی سے محروم تھے۔ راغب) ترجمہ آیت مذکورہ کا یہ ہوگا: اور بے شک اس سے قبل تم نادان فاقوں میں سے تھے۔ نہ جاننے والوں میں سے تھے۔ (حق کی طلب میں تھے)

۱۹۹: ۲ = ثَمَّ۔ حرف عطف ہے ما قبل سے مابعد کے متاخر ہونے پر دلالت کرتا ہے خواہ یہ تاخر زمانی ہو یا ترتیب کے لحاظ ہو۔ مولانا عبد الماجد دریا آبادی رحمہ قطر از ہیں۔ ثَمَّ۔ یہاں تاخر زمانی کے لئے نہیں فصل کلام کے لئے ہے۔ یعنی ایک بات ختم ہوئی اب دوسری ہدایت سنو: جیسے اردو میں ایسے موقع پر ”اچھا تو“ یا ”ہاں تو“ کہتے ہیں۔

جملہ ثَمَّ اِنْصَرَفْنَا..... کا عطف جملہ سابقہ فَاِذَا اِنْصَرَفْتُمْ پر ہے اور ثَمَّ یہاں تراخی فی المرتبہ کے لئے آیا ہے مطلب یہ کہ جب تم عرفات سے وقوف عرفہ کے بعد منیٰ کی طرف واپس مڑو تو مشعر الحرام کے پاس اللہ کا ذکر کرو۔

ہاں تو اس سے بھی بڑھ کر بات یہ ہے کہ تم وہاں سے مڑ کر وہاں سے لوگ واپس مڑا کرتے ہیں (یعنی عرفات سے ذکر مزدلفہ سے)

== (اَيْضًا) فعل امر کا مینو جمع مذکر حاضر، (اِفْأَصَةُ) افعال، مصدر سے۔ تم واپس مڑو، تم بہاؤ (پانی کو) یہاں اول الذکر معنی مراد ہیں۔

اس امر کے مخاطبین قریش ہیں جو حسد و شدت والے اور حیثیت والے کہلاتے تھے اور وہ تھے اور وہ ان کے ملیعت عرفات میں دوسرے اہل عرب کے ساتھ ٹھہرنے کو عار سمجھتے تھے اور کہتے تھے کہ ہم اہل اللہ ہیں۔ اور اس کے حرم کے بننے والے ہیں اس لئے ہم حرم کو نہیں چھوڑتے اور یہاں سے نہیں نکلتے۔ پھر جب لوگ عرفات سے چلتے تھے تو حسد مزدلفہ سے کوچ کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ مثل اوروں کے عرفات میں ٹھہریں اور وہاں وقوف کے بعد سب کے ساتھ مزدلفہ جائیں اور پھر وہاں سے واپس منیٰ جائیں۔

== مِنْ حَيْثُ۔ جہاں سے۔ جس جگہ سے۔ حَيْثُ اسم ظرف مکان ہے اور منیٰ برعکس ہے۔

== النَّاسُ۔ سے جس کے سوائے تمام لوگ مراد ہیں۔ المراد من الناس الجنس (مع العانی) الناس سے مراد جنس انسان ہے۔ متناک نے کہا ہے کہ النَّاسُ سے یہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام مراد ہیں جیسے ۴۱ یَحْضُدُ ذَاتَ النَّاسِ (۴۲: ۵۴) میں الناس سے مراد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں ۲۰۰: ۲ قَضَيْتُمْ۔ ماضی جمع مذکر ماضی۔ قَضَاءُ مصدر باب ضرب، قضی ماضی۔ جب تم نے ادا کر لیا۔ جب تم پر سے کر چکے۔

== مَنَا يَسْكُنُ۔ مضارع مضارع الیہ۔ اپنے (جمع کے) ارکان مَسْكُنٌ واحد۔

== كَذِكْرِكُمْ ۱ بَاءَ كُمْ۔ كاف حرف تشبیہ ہے ذِكْرِكُمْ۔ مضارع مضارع الیہ مل کر مضارع۔ ۲ بَاءَ كُمْ۔ مضارع مضارع الیہ مل کر مضارع الیہ۔ تنہا سے اپنے آباد اجداد کے ذکر کی طرح یعنی جس طرح تم اپنے باپ دادا کو یاد کرتے ہو اسی طرح اللہ کا ذکر کرو۔

== اَوْ۔ یاں اختیار کے معنی میں نہیں۔ بلکہ ترقی کے لئے ہے اور بَلْ کا ہم معنی ہے یعنی بلکہ ان کے ذکر سے بھی بڑھ کر اللہ کو یاد کرو

== اَشَدَّ ذِكْرًا۔ صاحب تفسر حقایق فرماتے ہیں: اَشَدَّ ذِكْرًا میں اگرچہ لوگوں نے بہت قیل وقال کی ہے مگر صاف قول یہ ہے کہ اَشَدَّ منصوب ہے حال ہونے کی وجہ سے اور یہ حال ذِكْرًا سے ہے۔ اور ممکن ہے کہ اس کی صفت ہو۔ اور ذِكْرًا تمیز ہے اَشَدَّ کی۔ بلکہ اس سے بھی بڑھ کر۔

== خَلَقَ ط۔ حصہ۔ اپنے خلق اور عبادت سے جو فضیلت انسان حاصل کرے اس کا نام خَلَقَ ہے۔

ترکیب اضافی ہے مَوْفَعُ مَضَافٍ الْحَسَابُ مَضَافٌ اِلَیْہِ۔ جلدی حساب کرنے والا۔ مَضَافٌ مَضَافٌ اِلَیْہِ لَمْ کر اللہ مبتدا کی خبر ہے۔ اور اللہ جلد حساب لینے والا ہے۔

۲۰۳: ۲ = خُفْ اَیَّامَ مَعْدُودَاتٍ ط دن جو معدودے چند ہیں۔ چند گنتی کے دن، چند دن گنتی کے۔
 فَاذْكُرْ ج کاذکر ہو رہا ہے مزدلف میں رات بسر کر کے دسویں تاریخ ذوالحجہ کو صبح سویرے بعد از نماز فجر وہاں سے نکل کر منی پہنچے۔ ۱۰ اور ۱۲ تاریخ کو منی میں قیام کیا اور ذکرواد کار میں مشغول ہے۔ اور دیگر مناسک حج کی ادائیگی کی مثلاً دس تاریخ کو جمرہ عقبہ کی رمی کی، قربانی دی۔ سر منڈایا۔ احرام سے باہر آئے طواف زیارت کیا۔ صفارہ کے درمیان سعی کی۔ اور واپس منی آئے۔ اب منی سے مکہ کی طرف واپسی کی دو صورتیں ہیں اگر کوئی شخص دسویں تاریخ کے بعد صرف دو دن قیام کر کے بارہ تاریخ کی شام کو مکہ معظمہ چلا جائے تو بھی درست ہے اور جس کا جی چاہے بارہ تاریخ کو وہیں ٹھہرے۔ اور تیرہ تاریخ کی شام کو مکہ معظمہ واپس مڑے تب بھی درست ہے۔ فَمَنْ تَعَجَّلَ فِیْ یَوْمَئِذٍ لَمْ يَنْتَفِعْ فِیْ اِسْمِیْ کی طرف اشارہ ہے
 ۹ کی فجر تا ۱۲ ذوالحجہ کی عصر تک ایام تشریق کہلاتے ہیں۔

= تَعَجَّلَ۔ ماضی واحد مذکر غائب تَعَجَّلَ (تَفَعَّلَ) مصدر اس نے جلدی کی۔ اس نے عجلت سے کام لیا
 مَنْ تَعَجَّلَ فِیْ یَوْمَئِذٍ۔ جو شخص جلدی کر کے دو دن میں ہی چلا گیا۔ یعنی یوم النحر (دسویں تاریخ کے بعد ۱۱ اور ۱۲ کو منی میں ٹھہر کر ۱۲ کی شام کو مکہ معظمہ میں واپس ہو گیا۔ فَلَا اَنْتُمْ عَلَیْہِ اس پر کوئی حرج نہیں
 ۵ ضمیر واحد مذکر غائب کام جمع مَنْ موصول ہے

= مَنْ تَاَخَّرَ۔ تَاَخَّرَ۔ ماضی واحد مذکر غائب۔ تَاَخَّرَ (تَفَعَّلَ) مصدر پیچھے رہنا۔ پیچھے ہو جانا۔ وہ پیچھے رہ گیا۔ یا پیچھے رہا۔ جس نے تاخیر کی۔ یعنی ۱۲ تاریخ کو بھی منی میں ٹھہرا رہا اور ۱۳ کی شام کو واپس ہوا۔
 لَمْ يَنْتَفِعْ۔ اِیْ ذٰلِکَ التَّخِیْرِ وَفِیْ الْاْتَمِّ لِلْحَاجِ الْمُتَقِی۔ یعنی اس تاخیر میں اس حاجی کے لئے کوئی حرج نہیں جو دل میں خوف خدا رکھتا ہو۔ اور جس نے یہ تاخیر تقویٰ کی خاطر کی ہو

= تَخَشُّوْا۔ مضارع مجہول جمع مذکر حاضر، تم اکٹھے کئے جاؤ گے۔ حَشَرٌ (باب نصر) ضروب مصدر
 ۲۰۴: ۱ = وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یُّعِیْبُکَ قَوْلُہٗ۔ داؤد عاظمیٰ ہے اس جملہ کا عطف جملہ فَعِیْتُ
 لِّاِسَ مَنْ یُّقْوَلُ (آیہ ۲۰۰) پر ہے۔ آیہ ۲۰۰ میں ذکر تھا کہ بعض ایسے بھی ہیں کہ جو حج کے ایام اور ایسے مواضع میں صرف دینا خدا تعالیٰ سے مانگتے ہیں کس لئے کہ آخرت اور وہاں کی نعمتوں کا ان کو یقین ہی نہیں۔ اور بعض ایسے بھی ہیں کہ دینا و آخرت دونوں کا سوال کرتے ہیں۔ اب یہاں ان دونوں لوہوں کی تشریح ہے۔ مِنْ تَبْخِیْضِہِ ہے اور مَنْ موصول۔

= یُعِیْبُکَ۔ مضارع کا ضمیر واحد مذکر غائب۔ اِعْجَابٌ (افعال) مصدر لک ضمیر مفعول واحد مذکر غائب

تجھ کو محلاً لگتا ہے۔ تجھ کو پسند آتا ہے۔

فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا. متعلق قول سے ہے۔ اے ای فی امور الدنیا و اسباب المعاش یعنی اس کی گفتگو بابت امور دنیا و اسباب معاش۔ مطلب یہ ہے کہ دنیاوی امور کے متعلق یا اس کی غرض سے اظہارِ غلوئی محبت اور آپ کے اظہارِ اسلام وہ ایسے فصیح اور شیریں کلام میں کرتا ہے جو آپ کو متاثر کرتا ہے۔
 = يُثَبِّدُ اللَّهُ - مفارغ و احد نہ کر غائب۔ اَشْهَادُ (افعال) مصدر اللہ مفعول۔ وہ اللہ کو گواہ بناتا ہے۔ یعنی اللہ کی قسمیں کھا کر کہتا ہے کہ جو کچھ اس کے دل میں ہے وہ اس کی زبان کے مطابق ہے۔

= وَهُوَ الَّذِي خَصَّاصَ حَبْرًا حَالِيَةً - سخت محکموں کے لئے (باب نصر) افعِلْ الْغَفِيلِ کا صیغہ لَدَّ - مصدر خَصَّاصَ - خَصَّصَ کی جمع جیسے بَعَادَ - بَعَثَ - يَأْتِيكَ سَعْبٌ کی جمع ہے خَصْمٌ محکموں کے والا۔ الَّذِي خَصَّاصَ محکمہ کرنے والوں میں سے زیادہ محکمہ الو۔ بہت بڑا محکمہ الو۔ خَصَّاصَ مصدر بھی ہو سکتا ہے۔ اس صورت میں الَّذِي خَصَّاصَ بمعنی شَدِيدُ الْخُصُومَةِ ہوگا۔
 ۲: ۲۰۵ = قَوْلِي - ماضی و احد نہ کر غائب۔ وہ لوٹا۔ وہ پھرا۔ اس نے منہ موڑا۔ اس نے پیٹھ پھری۔

= سَتِي - ماضی و احد نہ کر غائب۔ سَعَى - مصدر (باب فتح) اس نے کوشش کی۔ اس نے جلدی کی اس نے قصد کیا۔

= يُفْسِدَ - میں لام تعلیل کا ہے اور رسمی سے متعلق ہے یعنی وہ زمین میں اس واسطے دوڑتا پھرتا ہے کہ فساد مچلائے۔

۲۰۶: ۲ = اَلْقِيَمَ - امر کا صیغہ و احد نہ کر ماضی اَلْقَاءُ (افعال) مصدر تَوَدَّرَ - دَقِيٌّ مَادَهُ۔
 = اَحَذَنَهُ الْعِزَّةُ بِالْإِثْمِ - الْعِزَّةُ - عِزَّتْ - غُرُورٌ - غَلِيٌّ - بَرَرٌ - عِزٌّ - حِزَّةٌ - مصدر (باب صَوَّبَ) بِالْإِثْمِ - میں بارِ سببیہ ہے۔ غرور اور نکمر نے اس کو گناہ پر آمادہ کیا۔
 = حَبَبُهُ - اس کو بس ہے۔ اس کو کافی ہے۔ اس کو کفایت ہے۔ حَبَبٌ مضاف کا صیغہ و احد نہ کر غائب مضاف الیہ۔ کافی۔ کفایت۔

= اَلْيَقَادُ - اسم - بچھونا۔ ٹھکانا۔ قرار گاہ۔ مَهْدٌ - بستر۔ گہوارہ۔ مِهَادٌ (بستر) کی جمع اَمِهْدَةٌ اور مِهْدٌ ہے۔

خَائِدًا - علامہ لغوی رحمہ نے بروایت کلبی و مقاتل و عطا فرمایا ہے کہ اخنس بن شریق بنی زہرہ کا حلیف تھا۔ یہ شخص بہت شیریں کلام اور خوبصورت شیخ تھا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آتا تھا۔ بیٹھتا اور باتیں بناتا تھا۔ اور قسمیں کھا کھا کر کہتا تھا کہ مجھے آپ سے محبت ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس سے ملاطفت فرماتے تھے۔ واقع میں وہ منافق تھا۔ اس کے بارہ میں آیات ۲۰۴:

تا ۲۰۶ نازل ہوئیں۔ (آیت ۲۰۶ میں لہ۔ اَحَدَتْهُ اور فَحَبَّہُ میں کہ فہمیر واحد مذکر غائب افس کی طرف راجع ہے) اسی افس نے اپنے مخالف بنو ثقیف پر شب خون مار کر ان کی کھیتیاں جلادیں۔ اور ان کے مویشی ہلاک کر دیئے۔ اور اپنے ایک ملیوں کے پاس تقاضے کے لئے طائف گیا اور وہاں جا کر اس کی کھیتی جلادی اور اس کی گدھوں کی ٹانگیں کاٹ دیں۔

اگرچہ ابتدائے کلام میں وَمِنَ النَّاسِ مَنۡ یُّعْجِبُكَ..... سے اشارہ ایک واحد شخص کی طرف ہے جو ہر آیات افس بن شریح تھا۔ لیکن یہ ضروری نہیں کہ وَمِنَ النَّاسِ سے مراد ایک ہی شخص ہو بلکہ اس سے بہت سے اشخاص بھی مراد ہو سکتے ہیں۔ لہذا ان آیات کا انطباق محض اسی ایک ہی شخص تک محدود نہیں۔ بلکہ جہاں کہیں بھی وہ صفات پائے جائیں گے وہاں یہ آیات چسپاں ہوں گی۔

۲: ۲۰۷ = یَشْرُوْا۔ مضارع واحد مذکر غائب شَرٰی مصدر (باب ضرب) وہ فروخت کرتا ہے۔ وہ اطاعت الہیہ کے لئے وقف کر دیتا ہے۔

شِرَآءٌ۔ اور یَبِیْعُ دونوں لازم ملزوم ہیں کیونکہ مشتری کے معنی قیمت دے کر اس کے بدلے میں کوئی چیز لینے والے کے ہیں۔ اور بائع اے کہتے ہیں جو چیز دے کر قیمت لے۔ اور یہ اس وقت کہا جاتا ہے جب ایک طرف سے نقدی اور دوسری طرف سے سامان ہو۔ لیکن جب خرید و فروخت جنس کے عوض جنس ہو تو دونوں میں سے ہر ایک کو بائع اور مشتری تصور کر سکتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ بین و شرا کے الفاظ ایک دوسرے کی جگہ استعمال ہوتے ہیں اور عام طور پر شَرٰیْتُ یعنی بِنْتُ اور اَبْلَعْتُ یعنی اِشْتَرٰیْتُ آتا ہے۔ قرآن مجید میں ہے وَشَرَوْهُ بِثَمَنٍ بَخِیْسٍ (۲۰۱۲) اور انہوں نے اس کو تھوڑی قیمت پر بیچ ڈالا۔ اور اِشْرَآوُا الْحٰیوۃَ الدُّنْیَا بِالْآخِرَةِ (۸۶: ۳۱) جنہوں نے آخرت کے بدلے دنیا کی زندگی خریدی۔

آیت ہذا میں یَشْرُوْنَ بمعنی فروخت کر دینا ہے۔ ترجمہ ہو گا۔ اور انسانوں میں کوئی ایسا بھی ہوتا ہے جو اپنی جان تک اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے بیچ ڈالتا ہے۔

= ذُوْۤنَ - ذُوْۤنَ یَزُوْۤنُ ذَکُوْمٌ دَاخِۃٌ مِّنۡہُمْ سِرٌّ۔ بروزن ذُوْۤنَ۔ صفت مشبہ کا صیغہ ہے اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ میں سے ہے۔

مہربان۔ شفقت کرنے والا۔ امام خطابی رافٹ اور رحمت میں فرق تحریر فرماتے ہیں کہ: رحمت تو کسی مصلحت کی بنا پر کبھی ناپسندیدگی میں بھی ہوتی ہے۔ لیکن رافٹ ناپسندیدگی میں تقریباً نہیں ہوتی۔

== لَفَنَةً - مضاف مضاف الیه - اپنی جان کو۔

== اِبْتِغَاءً - چاہنا۔ تلاش کرنا۔ بزدن اِفْعَالٌ مصدر ہے۔ اِبْتِغَاءً سخت کوشش کے لئے مخصوص ہے اگرچہ مقصد کے لئے ہو تو محمود ہے ورنہ مذموم۔

== مَوْصَاتٍ - مَوْصَاةٌ - مصدر می و ام مصدر - پسند کرنا۔ رضامند ہونا۔ پسندیدگی۔ خوشنودی رضامندی (باب سَمِعَ) مَوْصَاتٍ اللہ - مضاف مضاف الیه - اللہ کی رضامندی - اللہ کی خوشنودی۔ اِبْتِغَاءً مَوْصَاتٍ اللہ - اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے۔

۲۸:۲۲ = فِي السَّبْعِ - اسلم۔ اسم ہے مذکر مؤنث دونوں طرح استعمال ہوتا ہے۔

== كَافَّةً - اَدْخُلُوا فِي السَّبْعِ کے فاعل سے حال ہے۔ اسم فاعل مفرج ہے۔ مؤنث منصوب۔ کافٌ مذکر۔ کافَاتٌ - جمع۔ کَفَّتْ مادہ مصدر۔ دفع کرنا۔

اسم فاعل مفرج مذکر منصوب بھی ہو سکتا ہے۔ اس صورت میں ة علامت مبالغہ ہے یہ تثنیہ لفظی ساخت کی ہے۔ استعمال میں کَافَّةً ہمیشہ حال منصوب اور نکرہ آتا ہے جس کے معنی ہیں سب کے سب پورے کے پورے۔ قرآن مجید میں اور جگہ آیا ہے وَتَاتِلُوا الشَّرَّ كَافَّةً (۳۶:۹) تم سب کے سب کافروں سے لڑو۔ اور وَمَا اَرْسَلْنَاكَ اِلَّا كَافَّةً لِلنَّاسِ (۲۴:۲۸) اور ہم نے تم کو سب لوگوں کے لئے بھیجا ہے۔

== وَلَا تَتَّبِعُوا - فعل ثنی جمع مذکر حاضر۔ تم اتباع مت کرو۔ تم پیروی نہ کرو۔ تم نقش قدم پرست ملو۔

== خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ - مضاف مضاف الیه - شیطان کے قدم۔

== مِيلَتٌ - ظاہر و سبج۔ کھلا ہوا۔

۲۹:۱۲ = زَلَّزَلْتُمْ - ماضی جمع مذکر حاضر۔ زَلَّ - زَلَّزَلٌ - زُلُوزٌ۔ (باب مَضَوَّب - سَمِعَ) پاؤں یا زبان کا سچل جانا۔ تم ڈگمگائے۔ تم نے نفخ کش کی۔ تم نے معو کر کھائی۔ اور جگہ قرآن مجید میں ہے وَلَا تَتَّبِعُوا اَيْمَانَكُمْ وَخَلَاۤءَ بَيْنِكُمْ فَاتَّزَلَّزْتُمْۙ قَدَّمْتُمْۙ اَبْدَانُكُمْۙ فَبَدَّلْتُمْۙ اَيْهَا (۱۶:۹۴) اور اپنی قسموں کو آپس میں اس بات کا ذریعہ دینا و کر (لوگوں) کے قدم جم چکنے کے بعد لڑکھڑاہائیں۔

== اَلْبَيِّنَاتِ - بَيِّنَةٌ کی جمع۔ کھلے دلائل۔ روشن دلیلیں۔

فَاتَّزَلَّزْتُمْ اَلْبَيِّنَاتِ - جملہ شرطیہ۔ فَاَعْلَمُوْا حِکْمَتٌ - جواب شرط

== هَلْ - حرف استفہام ہے۔ یہاں استفہام انکاری کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ هَلْ

يَنْظُرُوْنَ - اے مایہ نظروں۔

== يَنْظُرُوْنَ - یعنی يَنْظُرُوْنَ - مضارع کا صیغہ جمع مذکر غائب۔ نَظَرَ - (باب نَصَرَ) مصدر ہے

مغیر فاعل ان لوگوں کے لئے ہے جو اسلام میں پورے پورے داخل نہیں ہوئے۔ اے من یترک الدخول فی السبیۃ کافۃ۔ ہَلْ یَنْظُرُونَ اِی مَا یَنْظُرُونَ۔ اللہ۔ حرف استفہادہ۔
 = ظَلَّی۔ سائبان۔ بدلیاں۔ ظَلَّةٌ کی جمع ہے جیسے عَزْفَةٌ کی جمع عَزَفٌ ہے۔
 = النَّصَامُ۔ ابر۔ سفید ابر۔ عَمَامَةٌ کی جمع۔

ہَلْ یَنْظُرُونَ اِلَّا اَنْ یَاْتِیَہُمَا اللّٰہُ فِی ظُلُلٍ مِّنَ الْعَمَامِ وَالْفَلَّاکِ۔ یہ انتظار نہیں کرے مگر اس بات کی کہ اند اور اس کے فرشتے (ان کے اعتقاد کے موافق) سفید بادلوں کے سائبانوں کے سایہ تلے ان کے اوپر آویں (جیسا کہ کوہ طور پر موسیٰ علیہ السلام کے عہد میں بادلوں میں سے دھواں اور ٹرک اور رعلہ معلوم ہوا اور خداوند تعالیٰ کا جلوہ دکھائی دیا) تفسیر حقانی

= وَقَفَى الْاَمْرُ۔ قَفِی۔ ماضی مجہول واحد مذکر غائب۔ اور معالفا فیصلہ کیا جائے۔ اور معاملہ چٹا دیا جائے (یعنی وہ امور جو ابھی تک نو مسلم یہودیوں اور نصاریٰ کے دلوں میں جاگزیں تھے اور ان کو کافۃ اسلام میں داخل ہونے سے مانع تھے ان کے روبرو فیصلہ ہو جاویں) نیز ملاحظہ ہو نوٹ ۷۶۴۔ سورۃ البقرۃ تفسیر امجدی
 = وَاِیَّیْ اللّٰہِ تُؤْخَذُ اَلْمُؤْمِنٰتُ اور اللہ کی ہی طرف تمام امور (قطعی فیصلہ کے لئے) لوٹائے جاتے ہیں
 = تُؤْخَذُ۔ مضارع مجہول واحد مؤنث غائب۔ رُخِعُ مصدر سے۔ (باب صَوَّبَ) باب ضرب ہی مصدر رُخِیْعٌ سے بعد فعل لازم معنی لوٹنا آتا ہے۔ آیت ہذا میں بصورت اول مستعمل ہے۔

آیت ہذا کی مزید تشریح کے لئے عبد اللہ یوسف علی کی تفسیر نوٹ نمبر ۲۳۱ بھی ملاحظہ ہو

۲: ۲۱۱۔ گمہ۔ استفہام کے لئے آئے تو اس کی تیز مغز منصوب ہوتی ہے جیسے گمہ دَرَّہَمًا عِنْدَكَ تیرے پاس کتنے درہم ہیں۔ اور اگر خبر یہ ہو اور مقدار کی بیشی اور تعداد کی کثرت کو ظاہر کرے تو تیز مغز مجبور ہوتی ہے جیسے دَكَّةٌ قَزَیْۃٌ اَھْلَکْنَاہَا۔ ہم نے بہت سی بستیوں کو ہلاک کر دیا۔

کبھی تیز سے پہلے مِّنْ آتَا ہے جیسے گمہ مِّنْ قَزَیْۃٍ اَھْلَکْنَاہَا (۴: ۷۴) یا آیت ہذا میں: گمہ مِّنْ اٰیۃٍ بَیِّنَۃٍ کثِیْرٍ ہی کھلی نشانیاں اٰیٰتُہُمُ۔ ہم نے ان کو دیں۔

= مِّنْ شَرَطِیْہِ ہے اور مِّنْ یُّبَدِّلُ..... مَا جَاؤُہُ۔ مجد شرطیہ ہے اور فَاَرَّ اللّٰہُ شَدِیْدُ الْعِقَابِ جواب شرط ہے۔ یُبَدِّلُ مضارع مجزوم (بوجہ شرط) واحد مذکر غائب یُبْدِلُ (تَفْعِلُ) مصدر جزم بدل ڈالے۔ یعنی بجائے فکر کے کفر کرے

= لِنَسَۃِ اللّٰہِ۔ مضاف مضاف الیہ۔ اللہ کی نعمت نعمت کے مراد وہ معجزے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اس پر انعام کئے۔ نعمت ان کو اس لئے کہا گیا کہ وہ ہدایت کا سبب ہیں۔ یا اس سے مراد اللہ کی کتاب، اور تبدیل سے مراد یہ ہے کہ اس پر عمل نہ کیا۔

== شَدِيدُ الْعِقَابِ = سخت عذاب دینے والا۔ (ملاحظہ ہو ۲: ۱۹۹)

(۲: ۲۱۲) == دُتِنَ = ماضی مجہول واحد مذکر غائب بَدَّيْلُ (دَقِيعِلُ) مصدر (وہ ستوارا گیا۔ وہ مرتزق کیا گیا۔ اسے اچھا کر کے) دکھایا گیا۔ مطلب یہ کہ دنیا کی زندگی اسے پرکشش اور مرتزق کر کے دکھائی گئی۔
== الْحَيَوةُ الدُّنْيَا = موصوف و صفت مل کر مفعول مالم لیم فاعلاً۔

== وَكَيْدُهُمْ ذُفْرَنَ = میں ولو عاطفہ یَسْخَرُونَ كَاعْطَفَ دُتِنَ پر ہے سَخَرُوا (باب سَبَع) مصدر مضارع جمع مذکر غائب کا صیغہ ہے وہ مذاق بناتے ہیں۔ وہ ٹھٹھا کرتے ہیں۔ مِنْ کے صلہ کے ساتھ ان معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ قرآن مجید میں اور تکرر ہے۔ اِنْ تَسْخَرُوا مِنَّا فَاِنَّا نَسْخَرُ مِنْكُمْ۔ (۱۱-۳۸) اگر تم ہم سے تمسخر کرتے ہو تو ہم تم سے تمسخر کریں گے۔

فَوَقَّعَهُمْ - فَوْق - ظرف منصوب - مضارع - هُذْ ضمیر جمع مذکر غائب مضارع الیہ

ان کے اوپر۔ ان سے بڑھ کر، ان سے زیادہ، ان پر غالب
وَالَّذِينَ اتَّقَوْا فَوْقَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ - وَالَّذِينَ اتَّقَوْا - مبتدأ فَوْقَهُمْ خبر يَوْمَ الْقِيَامَةِ ظرف
۲: ۲۱۳ = أُمَّةٌ دَاخِدَةٌ - موصوف و صفت مل کر کان کی خبر - أُمَّةٌ بمعنی امت - جماعت ،
دست - دین - یہاں بمعنی دین مستعمل ہے۔ أُمَّةٌ دَاخِدَةٌ ای علی دین واحد۔

== فَبَعَثَ اللَّهُ النَّبِيِّينَ - بَعَثَ - ماضی واحد مذکر غائب بَعَثَ (باب فتح) مصدر اس نے بھیجا
اس نے بھیجے (نبی) جملہ ناسے قبل فَاخْتَلَفُوا مذكوف ہے عبارت یوں ہوگی۔ كَانِ النَّاسُ
أُمَّةٌ دَاخِدَةٌ فَاخْتَلَفُوا فَبَعَثَ اللَّهُ النَّبِيِّينَ (ابتداء میں لوگ ایک ہی دین پر تھے۔ پھر ان کا
آپس میں اختلاف ہو گیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے نبیوں کو بھیجا۔

== مُبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ - اسم فاعل جمع مذکر بحالت نصب بوجہ حال نَبِيِّينَ سے (اہل ایمان کو
جنت کے دیگر انعامات کی) خوشخبری دینے والے۔ اور (منکرین کو ان کے گناہوں کی پاداش میں سزا سے)
ڈرانے والے۔

== مَعَهُمُ - ای مع النبیین - الکتب سے مراد جس کتاب ہے۔ بِالْحَقِّ کتاب ہے حال واقعہ
یعنی مُشْتَبِلًا عَلَى الْحَقِّ۔ (حق پر مشتمل) لِيَحْكُمَ میں لام تعلیل کی ہے۔ اور يَحْكُمَ میں ضمیر فاعل کا
مرجع اللہ یا کتب ہے یا اس کتاب کے ساتھ جو جی ہے تاکہ اختلافی امور میں لوگوں کے درمیان فیصلہ دیا کرے
فَمَا اخْتَلَفُوا فِيهِ موصولہ ہے اور فِيهِ میں ضمیر واحد مذکر غائب کا مرجع - اس امر کے متعلق جس
میں انہوں نے اختلاف کیا۔

مطلب یہ کہ نہ اس نے نبیوں کو بشرین و منفذین بنا کر بھیجا۔ اور ان (میں بعض) پر کتاب نازل فرمائی

جو امر حق باتوں پر مشتمل تھی تاکہ اللہ تعالیٰ خود یا اس کی مشتمل برحق کتاب یا نبی جس پر وہ کتاب نازل کی گئی ان باتوں کے متعلق جن میں لوگوں کا اختلاف تھا (مثلاً ٹھیک، فیصد کرے۔

== وَمَا اخْتَلَفَ فِيهِ إِلَّا الَّذِينَ أُذُوهُ - فِيهِ میں ضمیرہ واحد مذکر غائب کا مرجع الحق سے یا کتاب الذین موصول عہد کے لئے ہے۔ اور اس سے مراد یہود اور نصاریٰ ہیں۔ اُذُوهُ۔ اُذُوْا ماضی مجہول کا صیغہ جمع مذکر غائب۔ ہ ضمیر مفعول واحد مذکر غائب جو کتاب کی طرف راجع ہے۔ یعنی جنہیں وہ کتاب دی گئی مطلب یہ کہ اس حق میں جس پر یہ کتاب جو یہود و نصاریٰ کو دی گئی مشتمل تھی۔ انہوں نے ہی اختلاف اختیار کیا۔ (کتاب سے مراد تیناں توراۃ اور انجیل ہے جو حضرت موسیٰ اور عیسیٰ علیہما السلام پر نازل کی گئی اور اختلاف سے مراد یہ امور جو ہو سکتے ہیں۔ را، یا بھی خدا اور حمد کی وجہ سے ایک دوسرے کی تکفیر۔ ۲) کتاب میں تخریف اور تبدیل پر اختلاف (۳) حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے متعلق توراۃ و انجیل میں حوالہ جات جو سربراہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر دال تھے ان پر ان کا باہمی اختلاف۔

== مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَتْهُمْ الْبَيِّنَاتُ - بَيِّنَات سے مراد وہ محکم آیات جو تورات میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے والی اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی بشارت دینے والی اور آپ کے اوصاف کریمہ کو بیان کرنے والی تھیں۔ یہ جملہ اخْتَلَف سے متعلق ہے۔

== لَبَيَّا بَيِّنَةً - یا بھی خدا اور حمد۔ یہ اخْتَلَف کا مفعول لازم ہے۔

== فَهَدَى اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا لِمَا اخْتَلَفُوا فِيهِ مِنَ الْحَقِّ بِآيَاتِهِ - هَدَى لَه۔ راستہ بتوانا۔ سیدھے راستہ پر قائم رکھنا۔ هَدَى۔ هَدَى۔ هِدَايَةً مصدر۔ مِنَ الْحَقِّ مال ہے ضمیر فِيهِ سے یا مَا سے بِآيَاتِهِ حال ہے الَّذِينَ آمَنُوا سے اِی مَا ذُوْنَا لَهُمْ۔ بِآيَاتِهِ اپنے امور و ارادہ سے۔ اپنے فضل و کرم سے۔

مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایمان لانے والوں کو حق میں جو بھی ان کو اختلاف تھا اپنے حکم سے راہ ہدایت دکھائی۔ یعنی ایمان دالے اگر حق بات کے متعلق آپس میں کوئی اختلاف رکھتے تھے تو چونکہ وہ بَنِيَّاء بَيِّنَةً پر مبنی نہ تھے بلکہ محض لاعلمی یا نا سمجھی یا لاشعوری کی وجہ سے تھے۔ لیکن ان کی نیتوں میں خلوص اور حیرت ایمان تھا اس لئے خداوند تعالیٰ نے اپنے حکم (فعل و کرم) سے ان کو اس اختلاف سے نکال کر ہدایت کا راستہ دکھا دیا۔ صاحب تفسیر مجدی لکھتے ہیں لِمَا اخْتَلَفُوا فِيهِ میں ذکر اہل حق کے اختلاف کا ہے اہل باطل سے بِآيَاتِهِ میں اذن کے معنی فضل، توفیق اور لطف کے ہیں۔

۲: ۲۱۴ - آم - آم - منقطع ہے اور معنی بَلْ (حرف اضراب آیا ہے۔ اور اس کے ساتھ ہمزہ مقدر ہے۔ لفظ بَلْ کلام سابق سے امر امن کے لئے ہے۔ یہاں یہود اور نصاریٰ کے اختلاف اور ان کے مشاعرہ جتا

دنوی پر فخر بے جاہ اور پھر اس کے بل بوتے پر مومنوں سے تسخر سے اعراض کرنے کے لئے آیلے اور ہمزہ استفہاناً مومنین کے خیال کے انکار و استبعاد کے واسطے کہ تہا را یہ خیال درست نہیں کہ بغیر رنج و مشقت کی بھیجی سے گذر تم جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔ بلکہ تمہارے سے پہلے کے انبیاء اور مومنین کی طرح تمہیں بھی تنگی و سختی۔ فقر و بیماری اور طرح طرح کی بلاؤں اور مصیبتوں کی آگ سے گذرنا پڑے گا۔ تب جا کر تم جنت کے مستحق بنو گے۔

تفسیر مظہری میں ہے کہ قرآن کا قول ہے کہ اَمَدُ کے معنی اَحْبَبْتُ اور ميم زائد ہے (اَمَدُ پر تفصیلی نوٹ ۹:۱۸ پر ملاحظہ ہو۔)

= حَبِيبُ۔ ماضی جمع مذکر حاضر، حَبَابٌ (باب حَبَبَ یَحْبِبُ) مصدر۔ تم سمجھ بیٹھے ہو۔ تم نے خیال کیا۔ یا گمان کیا۔

= اَنْ تَذْخُلُوْا۔ اَنْ مصدر یہ ہے۔ تَذْخُلُوْا۔ مضارع منصوب جمع مذکر حاضر۔ کہ تم داخل ہو گے۔
= دَلَمَّا یَا تِلْكَ مَثَلُ الَّذِیْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُکُمْ۔ جملہ عالیہ لَمَّا۔ ابھی تک نہیں۔ ترجمہ آیت کا یوں ہوگا۔ کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ (یوں ہی) بہشت میں داخل ہو جاؤ گے۔ حالانکہ ابھی تک تم کو پہلے لوگوں کی سی (مشکلیں) تو پیش آئی ہی نہیں۔

مثل الذین - اسی مَثَلُ مَثَلُهُمْ کلام میں مضاف محذوف ہے۔ الذین صفت ہے مومنین محذوف کی۔ مِنْ قَبْلُکُمْ متعلق ہے خَلَوْا سے۔

= مَسْتَقْبَهُ الْبَاسَاءِ وَالصَّرَآءِ بیان ہے مَثَلُ سے۔
= اَنْبَاسَاءِ۔ سختی، فقر، تنگی، اسم تونٹ ہے۔ بُؤْسٌ سے مشتق ہے بعض کے نزدیک صفت ہے جو قائم مقام ہے موصوف کے۔

= الصَّرَآءِ۔ تکلیف۔ سختی۔ تنگی، مرض، مصیبت اسم تونٹ ہے اور صَرَآءُ۔ لَعْنَاءُ کی ضد بَاسَاءٌ وَصَرَآءُ دونوں اسم تونٹ ہیں۔ ان کا ذکر نہیں آتا۔ ان کی جمع صَرَآءُ کے نزدیک اَبْوَسٌ وَاصَرٌّ بروزن لَعْنَاءُ اَلْعَصْبُ جائز ہے۔

= وَرَزَقْنَا۔ واؤ عاطفہ ہے اور اس جملہ کا عطف جملہ سابقہ پر ہے۔ ذَلِّزْنَا ماضی مجہول کا صیغہ جمع مذکر غائب ہے۔ رَزَقْنَا۔ مصدر وہ جھڑ جھڑائے گئے۔ وہ زلزلہ میں آگے وہ ہلا ڈالے گئے۔

= لَمَّا۔ حرف ہازم ہے کہ کی طرح فعل پر داخل ہوتا ہے اور اس کو نرم دیتا ہے۔ اور مضارع کو ماضی منفی کے معنی میں کر دیتا ہے۔ جیسے لَمَّا یَذْخُلِ الْاِیْمَانُ فِیْ قُلُوْبِکُمْ (۱۳: ۴۹)

لَمَّا اور لَمَّا کے درمیان وجوہ ذیل فرق کیا جاسکتا ہے۔

۱، لَمَّا۔ حرف شرط کے ساتھ آسکتا ہے جیسے فَاِنْ لَمَّا تَفْعَلْ لَیْکِنْ لَمَّا نہیں آسکتا۔

۲۔ لَمَّا سَعَىٰ نَفْسٍ كَاصْصُولِ هُوَ تَابَهُ وَهُوَ زَانٍ مَّالٍ نَكَمٌ مَّتَدٌ - مسلسل اور مستمر ہوتی ہے جیسے آیتِ ہذا۔ یَا
وَلَمَّا يَذْهَبُ لَئِنْ لَمْ يَنْكُحْ لَافِيكَ يَكُنْ فِي قُلُوبِكُمْ وَارِثَانٌ يَرَوْنَ كِتَابًا يُذَكِّرُ الْفَاسِقِينَ - شرعاً
عبدی مقرر کا شعر ہے ۔

فَرَأَىٰ تُوبَتَكَ يَا رَبِّ الْعَالَمِينَ وَارِثَانًا يَرَوْنَ كِتَابًا يُذَكِّرُ الْفَاسِقِينَ
ترجمہ: اگر مجھے خوراک ہی بنتا ہے تو تُو ہی بہتر کھانے والا بن جا۔ ورنہ میری مدد کو پہنچا ابھی تک میں تکتا
ہوئی نہیں کیا گیا۔

لَمَّا سَعَىٰ نَفْسٍ كَاصْصُولِ هُوَ تَابَهُ اس کا تسلسل اور اتصال کبھی تو حال تکہ ہوتا ہے جیسے وَلَمَّا
اَكُنْ بِذِي قَرْيَةٍ تَبَتَّ شَقِيحًا (۴:۱۹) (اے میرے رب ابھی تک تجھے پکار کر میں نامراد نہیں رہا
اور کبھی حال سے پہلے نفی کا انقطاع ہو جاتا ہے جیسے لَمَّا يَكُنْ شَيْئًا مِّنْ كُذِّبًا (۱:۷۶) پہلے وہ
کوئی قابل ذکر چیز نہ تھا۔ یعنی پہلے وہ بالکل معدوم تھا اب موجود ہو گیا۔

۳۔ لَمَّا سَعَىٰ حَاصِلُ شَيْءٍ نَفْسٍ مَّاضِي قَرِيبٍ مِّمَّنْ هُوَ تَابَهُ اور لَمَّا سَعَىٰ حَاصِلُ شَيْءٍ نَفْسٍ مَّاضِي قَرِيبٍ مِّمَّنْ
خواہ قریب ہو یا بعید۔ اسی لئے لَمَّا يَكُنْ شَيْئًا مِّنْ كُذِّبًا (۱:۷۶) (نزدیک گذشتہ سال مقیم
نہ تھا۔ ماضی بعید) صحیح ہے۔ لیکن لَمَّا کا استعمال اس جگہ صحیح نہیں کیونکہ سال گذشتہ ماضی بعید
ہے ماضی قریب نہیں۔

۴۔ لَمَّا سَعَىٰ حَاصِلُ شَيْءٍ نَفْسٍ مَّاضِي قَرِيبٍ مِّمَّنْ هُوَ تَابَهُ اس کے ہونے کی توقع ہوتی ہے۔ جیسے بَلْ لَمَّا يَذْهَبُوا
عَذَابٍ - بلکہ انہوں نے ابھی تک میرے عذاب کا مزہ نہیں چکھا۔ یعنی آئندہ چکھنے کی توقع ہے۔ لَمَّا
میں یہ شرط نہیں ہے۔

۵۔ لَمَّا سَعَىٰ حَاصِلُ شَيْءٍ نَفْسٍ مَّاضِي قَرِيبٍ مِّمَّنْ هُوَ تَابَهُ لیکن لَمَّا کا ایسا حال نہیں ہے۔ جیسے
فَإِذَا يَكُونُ قُورٌ مِّنْهُمْ يَذْهَبُونَ لَمَّا = فَإِذَا يَكُونُ قُورٌ مِّنْهُمْ يَذْهَبُونَ (یعنی لَمَّا ان بداء)
میں ان کی قبروں پر سردار قوم کی حالت میں پہنچا اور اس سے پہلے میں سردار ہوا ہی نہیں تھا۔ میں نے
قبروں کو پکارا لیکن انہوں نے کوئی جواب نہ دیا۔

لَمَّا (جَب) حرف شرط ہے یا حرف وجود لوجود یا حرف وجوب لوجب۔ ماضی کے دو مہلکوں پر آتا ہے
شرط و جزا۔ ابن سراج۔ ابن جنی اور فارسی وغیرہ کا قول ہے کہ لَمَّا حرف شرط نہیں بلکہ اسم ظرف ہے
حیث کا ہم معنی۔ ابن مالک نے کہا ہے لَمَّا اِذْ کی طرح ہوتا ہے۔ اِذْ کا مدخول بھی جملہ ماضیہ ہوتا
ہے۔ اور لَمَّا کا بھی۔

لَمَّا کی جزا کا فعل ماضی ہونا بالاتفاق صحیح ہے بلکہ جمہور کے نزدیک شرط ہے جیسے فَلَمَّا تَجَسَّعُوا

إِلَى الْبَرَاءِ عَصَمْتُمْ (۱۷۱: ۶۷) جب اس نے بچا کر تم کو خشکی تک پہنچا دیا تو تم نے رد گردانی کی
ابن مالک کہتا ہے لَمَّا کی جزاء کے مقام میں کبھی ایسا جملہ اسمیہ واقع ہوتا ہے جس کا آغاز اِذَا انفجارتہ
سے ہوتا ہے جیسے فَلَمَّا نَجَّيْنَاهُ إِلَى الْبَرِّ اِذَا هُوَ لَيْسَ بِكَوْنٍ (۶۹: ۶۵) جب اس نے ان کو بچا کر
خشکی تک پہنچا دیا تو ایک دم وہ شرک کرنے لگے۔

یا اس کے شروع میں فاء ہوتی ہے جیسے فَلَمَّا نَجَّيْنَاهُ إِلَى الْبَرِّ فَمِنْهُ مُقْتَصِدٌ (۳۱: ۳۲)
جب ان کو بچا کر خشکی تک پہنچا دیا۔ تو ان میں کچھ لوگ سیدھی جال پر رہے۔

ابن مسعود نے مراد کی ہے کہ لَمَّا کی جڑ میں کبھی فعل مضارع آتا ہے جیسے فَلَمَّا ذَهَبَ
عَنْ اِبْرَاهِيمَ الرُّوحُ وَجَاءَتْهُ الْمَلَائِكَةُ فَقَالُوا نَحْنُ قَوْمُ لُوطٍ (۱۱: ۷۴) جب ابراہیم کے
دل سے خوف جاتا رہا۔ اور خوشخبری پہنچ گئی تو ہمارے فرشتوں سے قوم لوط کے بارے میں جھگڑنے لگے
لَمَّا (مگر) استثنائیہ بھی آتا ہے اِلَّا کا ہم معنی۔ جیسے اِنْ كُلِّ نَفْسٍ لَّمَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ (۸۹: ۴)
کوئی نفس ایسا نہیں کہ اس کے اعمال کا نگران (فرشتہ) نہ ہو۔ یہ ترجمہ لَمَّا نافیہ کا ہے جیسا کہ بعض لوگ
اس جگہ قائل ہیں۔ محل استثناء کے لحاظ سے ترجمہ اس طرح ہوگا: کوئی نفس نہیں مگر اس پر نگران (فرشتہ)
ماور ہے۔ (لغات القرآن از مولانا عبدالرحیم الجلالی)

== اَلَا - خبردار ہو جاؤ۔ جان لو، سن رکھو، خبردار۔ یہ حرف کئی معنوں میں استعمال ہوتا ہے مثلاً (۱)
تنبیہ۔ جیسے اَلَا اِنَّهُمْ هُمُ السَّافِهَاءُ (۲: ۱۳) سن لو کہ یہی بیوقوف ہیں (۲) توجیح و انکار جیسے
اَلَا رَيْدٌ قَائِمٌ۔ (۳) متنی جیسے اَلَا تَنْزِلُ عَلَيْنَا مَائِدَةٌ (۴) عرض۔ یعنی کسی چیز کا نرمی سے مانگنا جیسے
اَلَا تَحِبُّونَ اَنْ يَخْفِيَ اللَّهُ لَكُمْ (۲۴: ۲۲) کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تم کو معاف کر دے۔
(۵) تخصیص کے لئے۔ یعنی کسی چیز کے سختی کے ساتھ مطالبہ کے لئے جیسے اَلَا تَعْلَمُوْنَ اَنْ قَوْمًا كُنْتُمْ
اَيُّهَا نَهْمٌ وَهُمْ اَبْرَارٌ اِذْ اُخْرِجْتُمْ اِلَى الدُّنْيَا فَذُكِّرْتُمْ اَوَلَمْ تَكُنْ لَكُمْ اَعْيُنٌ
سے کیوں نہ لڑو جنہوں نے اپنی قسموں کو توڑ ڈالا اور پیغمبر خدا کے جلاوطن کرنے کا معصوم ارادہ کر لیا اور
انہوں نے تم سے (عہد شکنی کی) پیل کی

علامہ زمخشری رح قاضی بیضاویؒ اور ملہار کی ایک جماعت کے خیال میں اَلَا ہمزہ استفہام اور لام
نافیہ سے مرکب ہے جو اپنے مابعد کے تحقیق و ثبوت پر دلالت کرتا ہے۔ دلیل یہ ہے کہ حسب استفہام
نفی پر داخل ہوتا ہے تو اس سے مزید ثبوت مقصود ہوتا ہے چنانچہ آیت اَلَيْسَ ذَٰلِكَ بِعَدُوٍّ لِّكَ
يٰحَبِيبِي النَّوْفِي (۵: ۱۷۴) کیا اس (خدا) کو اس بات پر قدرت نہیں کہ مردوں کو زندہ کر دے۔
اَلَا اِنَّ لِّصَٰرَةِ لَكَ نَبِيٍّ مِّنْ اِلٰہٍ لِّطُورِ حُوتٍ تَنْبِيہ آیا ہے اور مابعد کی تحقیق پر دلالت کرتا ہے یعنی

سُنَّ لَوِ اللّٰهُ كِي مَدُوْا يٰ اَيُّهَا هِيَ .

۲: ۲۱۵ = مَا ذَا . کیا چیز ہے کیا ہے ، مَا حَرْنِ اسْتِفْہَام ہے اور ذَا فَعْل کے لئے آیا ہے تاکہ مَا نَافِہ اور مَا اسْتِفْہَام میں تیز ہو سکے۔ یا مَا اسْتِفْہَام ہے اور ذَا مَوْصُول ہے۔ یا مَا اسْتِفْہَام ہے اور ذَا نَادِہ ہے .

= يَنْفِقُوْنَ - مضارع جمع مذکر غائب۔ وہ خرچ کرتے ہیں۔ وہ خرچ کریں۔ اِنْفَاقٌ (اِنْفَاقٌ) مصدر = مَا اَنْفَقْتُمْ - میں مَا مَوْصُول ہے بمعنی اَلَّذِي .

= مِنْ خَيْرٍ - اِی مِنْ مَّالٍ - خیر کے معنی بہتر ، جملائی - نیکی - نیک کام - پسندیدہ چیز۔ شرکِ ضد ہے۔ خیر یعنی مال قرآن مجید میں اور جگہ بھی آیا ہے جیسے۔ اِنْ تَرَكَ خَيْرُكَ اَلْمَوْصِيَّةُ (۲: ۱۸۰) حب تم میں سے کسی پر موت کا وقت آجائے اور اگر وہ کچھ مال چھوڑ جائے تو تم پر دستور کے مطابق والدین اور اقرباء کے لئے وصیت کرنا فرض ہے خدا سے ڈرنے والوں پر یہ ایک حق ہے۔ يٰ اٰذِ اِنَّهٗ لِحُبِّ الْخَيْرِ لَشَدِيْدٌ (۱۰۰: ۸) اور وہ مال کی سخت محبت کرنے والا ہے .

= قَلِّلُوْا الدِّيْنَ . اِی فَاقْصِرُوْا عَلٰی الدِّيْنِ .

= اِبْجِثَ السَّبِيْلَ - مسافر۔ لفظی معنی ہیں راستہ کا بیٹا۔ چونکہ مسافر راہِ نوردی کرتا ہے اس لئے اے اِبْجِثَ السَّبِيْلَ کہتے ہیں۔

= وَمَا تَفَعَّلُوْا مِنْ خَيْرٍ - میں مَا مَوْصُول ہے اور خَيْرِے مراد نیکی اکوئی بھی ہو کسی بھی صورت میں ہو۔ یہ جملہ شرط کے معنوں میں ہے اور فَاِنَّ اللّٰهَ بِمَا عَمِلْتُمْ جَوّابٌ شَرِيْفٌ .

(۲: ۲۱۶) كُتِبَ عَلَيْكُمْ - كُتِبَ عَلٰی - واجب قرار دینا۔ فرض کر دینا۔ اَلْقِتَالُ اِی الْجِهَادُ۔
= كُزَّةٌ - ناگوار چیز۔ کرمیہ۔ مشقت۔ مصدر بمعنی مفعول (مکروہ) ہے جیسے نَقَضَ بمعنی مَنَقُوضٌ ہے
= عَسَى - غمرب ہے ، شتاب ہے۔ ممکن ہے۔ توقع ہے۔ اندیشہ ہے۔ کھٹکا ہے افعال مقلبہ میں سے ہے۔ محبوب چیز میں ابد کے لئے اور مکروہ بات میں خوف کے لئے ہے .

= تَنَزَّهُوا - مضارع جمع مذکر حاضر۔ كُزَّةٌ (دباب سیمچ) مصدر۔ تم ناپسند کرتے ہو۔ تم ناپسند کرو تم مکروہ سمجھو، تم کو ناگوار معلوم ہو، تم کو بُرا لگے، تم کو دشوار لگے۔

۲: ۲۱۶ = الشَّهْرَ الْحَرَامَ - موصوف و صفت - حرمت والا مہینہ -

فَاَمِدَّةٌ - جمادی الثانی سلسلہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن جحشؓ کو آٹھ (یا بعض کے نزدیک بارہ) مہاجرین کا سردار بنا کر قریش کے ایک قافلہ کے مقابلہ میں بھیجا۔ جس شب یہ مقابلہ ہوا جس میں قریش کے چند آدمی مارے گئے تھے وہ رجب کی پہلی تاریخ تھی۔ لیکن حضرت عبداللہؓ

اور ان کے ساتھی اسے جمادی الثانی کی آخری تاریخ سمجھ رہے تھے۔ چونکہ جب کا مہینہ ماہ حرم ہے جس میں قتال منوع تھا۔ اس لئے حضرت عبداللہ اور ان کے ساتھی سخت دلگیر ہوئے کہ ان سے ایسی غلطی سرزد ہوئی۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ اہل مکہ نے جو گناہ قصداً اور عناداً کئے تھے مثلاً لوگوں کو اسلام سے روکنا۔ اللہ کو دانتا۔ لوگوں کو مسجد حرام سے روکنا۔ اور اس کے رہنے والوں کو وہاں سے نکال دینا۔ (یعنی مسجد والوں کو اور وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہؓ تھے) اور شرک کرنا۔ جو قتل سے بھی زیادہ سخت گناہ ہے۔ یعنی خود تو اہل مکہ ایسے گناہوں کے مرتکب نہ تھے۔ ان کو کیا حق ہے کہ وہ مسلمانوں پر طعن و تشنیع کریں۔ باوجود اس کے کہ ان سے یہ فعل غلطی سے سرزد ہو گیا تھا۔

== قِتَالٌ فِيْهِ كِبٰیْرٌ۔ قِتَالٌ باب مفاعلة سے مصدر ہے مُقَاتَلَةٌ بھی باب مفاعلة سے مصدر ہے۔ قِتَالٌ میں ۶ ضمیر واحد مذکر غائب کا مرجع الشَّهْرُ الْحَرَامُ ہے کِبٰیْرٌ صفت مشبہ کا صیغہ واحد مذکر ہے بڑا درمیان گناہ ہونے کے لحاظ سے بڑا مراد ہے)

== صَدٌّ۔ صَدٌّ يَصُدُّ (باب ضَرَبَ وَنَصَرَ) کا مصدر ہے۔ رُکْنَا فعل لازم) روکنا (فعل متعدی) دونوں معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ صَدٌّ عَنْ سَبِيلِ اللّٰهِ۔ خدا کے راستہ سے روکنا یعنی لوگوں کو اسلام لانے سے روکنا۔

== كُفْرٌ بِہ۔ میں ۶ ضمیر واحد مذکر غائب کا مرجع اللہ ہے اور اس سے کفر کرنا اللہ کو نہ ماننا۔

== وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ط ای وصدعن المسجد الحرام اور مسجد حرام سے روکنا۔

== اِخْرَاجُ اَہْلِہ۔ ای اهل المسجد الحرام۔

== اَلْفِتْنَةُ۔ فساد و شرک

== اَلْقَتْلِ۔ یعنی عمرو حفصی کا قتل جو قریش کے قافلہ میں سے تھا۔ اور عام فساد اور شرک بھی مراد ہو سکتا ہے۔

== وَلَا يَزَالُۦنَ يُقَاتِلُوۡا نَكَمَہ۔ لَا نَفٰی۔ يَزَالُوۡنَ۔ مضارع جمع مذکر غائب۔ كُمَہ ضمیر مفعول

جمع مذکر حاضر۔ (یہ لوگ) ہمیشہ لڑتے رہیں گے (کفار مکہ کی طرف اشارہ ہے) لَا يَزَالُ۔ مَا دَامَ۔ مَا اَنْفَكَ۔ افعال ناقصہ ہیں ہمیشہ حرف نفی کے ساتھ مستعمل ہوتے ہیں لیکن مثبت کے معنی ادا کرتے ہیں۔

== اِنْ اِسْتَطَاعُوۡا۔ اِنْ شرطیہ ہے اِنْ اِسْتَطَاعُوۡا جملہ شرطیہ ہے اور لَا يَزَالُوۡنَ... عَنْ دِیْنِکُمْ۔ جزا۔

== حَتّٰی یُرَدُّوۡکُمْ۔ حَتّٰی تعلیل کے لئے ہے جیسا کہ کہتے ہیں اَعْبُدُ اللّٰهَ حَتّٰی اَدْخَلَ الْجَنَّةَ۔

وہ (عورتیں) اپنے سینوں پر اور حیناں اور مے دہا کریں۔

== اَلْيَسْرِ - اسم مصدر می - جوا - جوا کھیلنا - يَسْرُ - يَسْرُو - يَسْرُو (باب صَوَّب) جوا کھیلنا - يَسْرُ آسانی (آہیں بھی مل آسانی سے حاصل ہوتا ہے)

فائدہ - قرآن حکیم میں خراب کے حرام ہونے کے متعلق تدریج مندرجہ ذیل آیات ہیں۔

۱۔ وَ مِنَ ثَمَرَاتِ النَّثِيلِ وَالْأَعْنَابِ تَتَّخِذُونَ مِنْهُ سَكَرًا وَرِزْقًا حَسَنًا إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَةً لِّقَوْمٍ يَعْقِلُونَ (۱۶: ۶۷) اس میں سَكَرًا کو رِزْقًا حَسَنًا سے علمہ کرو یا ہے یعنی کجیور اور انگور سے نشہ حاصل کرنا رزق حسن نہیں ہے۔ یہاں شراب کے خلاف لطیف اشارہ ہے۔

(۲) يَسْرُونَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْيَسْرِ... الخ (۲: ۲۱۹) آیہ ہذا۔ اس کے متعلق شراب کے متعلق فرمان ہے کہ اس میں گو لوگوں کے لئے منافع بھی ہیں لیکن اس کا گناہ منافع سے بڑھ کر ہے۔ یہ حرمت شراب کے متعلق دوسرا قدم ہے۔

(۳) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ وَأَنْتُمْ سُكَارَىٰ حَتَّىٰ تَعْلَمُوا مَا تَقُولُونَ (۴: ۴۳)

(۴) یہاں ایک مدت تک مریضیا مانعت کر دی اور یہ حرمت شراب کی طرف تیسرا قدم تھا۔

(۴) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا خُمِرُوا وَالْيَسْرُ وَالْإِنْصَابُ وَالْإِزْلَامُ رَجَسٌ مِّنْ حَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوا ۖ فَتَعْلَمُكُمْ فَتَقُولُونَ (۵: ۹۰) یہاں شراب قطعی طور پر حرام ہو گئی اس کو شیطان کا فعل قرار دیکر اجتناب کا حکم ہو گیا اور جہاں نبی کسی فعل کی ہو اس کا کرنا صریحاً حرام ہے۔ آیت شریف ۵: ۹۱ بھی اسی مضمون کے متعلق ہے۔

== مَا ذَا - ملاحظہ ہو آیت ۲: ۲۱۵ - تذکرۃ الصد

== اَلْعَفْوُ - ای قُلْ اَلْعَفْوُ اَلْعَفْوُ - آسان - حاجت سے زیادہ - معاف کر دینا - یہ عَفَا اَلْعَفْوُ

(باب نَصَرَ) کا مصدر ہے بقدر طاقت جو بن آئے - جو اپنے اور عیال کے خرچ سے زائد ہو - عَفْوٌ بَرَزَن فَعُولٌ - بہت زیادہ معاف کرنے والا - یہ اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ میں سے ہے

== يَبَيِّنُ - مضارع واحد مذكر غائب - يَبَيِّنُ (يَفْهِنُ) مصدر کھول کر بیان کرنا ہے۔

۲: ۲۲۰ = قُلْ اَصْلَاحٌ لَهُمْ خَيْرٌ اِی اَصْلَاحُ اَلْاِيْمَانِی من عینواخذ اجرة

ولا عوض خیرو تکم اى اعطه اجرا - یعنی یتیموں کے اموال یا کاروبار میں بغیر اجرت و عوضانہ ترقی

کی کوشش کرنا۔ تمہارے لئے بہتر اجر کا باعث ہو گا۔

== اِنْ تَخَالَطَوْهُم - اِنْ شَرَطِيه تَخَالَطُوا - مضارع مجزوم جمع مذكر غائب - مُخَالَطَةٌ (مُفَاعَلَةٌ) مصدر

هُم مُنِير مفعول جمع مذكر غائب - اگر تم ان کو ملاؤ - ان سے شرکت کرلو - جملہ شرطیہ ہے فَاخْوَا اُسْکُمْ جَوَازٌ

شرط۔ تو وہ تمہارے بجائی ہی میں اس لئے مشارکت میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

— اَلْمُفْسِدَ — اسم فاعل واحد مذکر ضا دُ (باب ضَرْب، نَصْر) مصدر۔ بگاڑنے والا۔

— اَلْمُفْصِلُح — اسم فاعل واحد مذکر اضْلَاحُ (اِفْعَالُ) مصدر۔ درست کرنے والا۔ بگاڑنے والے والا۔ ضارِحُ نیک۔ درست عمل کرنے والا۔

— وَكَذَٰلِكَ شَاءَ اللّٰهُ لِيُخْلِكَ لَدُنَّكَ — واؤ عاطفہ کو حرف شرط شَاءَ ماضی کا میض واحد مذکر غائب۔ بِخِيْنَةٍ (باب سَبَع) سے مصدر۔ اور اگر اللہ چاہتا۔ شَاءَ اصل میں شَبَّی غُضَا جی متحرک ماقبل مفتوح اس نے جی کو الف سے بدلا گیا ہے۔ وَكَذَٰلِكَ شَاءَ اللّٰهُ جملہ شرطیہ ہے۔ لَدُنَّكَ — لام تاکید کے لئے ہے یا جواب شرط کے لئے ہے۔ اَعْنَتُ ماضی کا میض واحد مذکر غائب۔ اِعْنَتُ (اِفْعَالُ) مصدر سے۔ جس کے معنی: شت میں ڈالنے کے ہیں۔ کُنْ ضمیر مفعول جمع مذکر حاضر۔ تو ہمیں مشکل میں ڈال دیتا۔ یعنی اس باب میں کوئی سخت قانون بنا دیتا۔ یہ جملہ جواب شرط ہے۔

۲۲۱:۲ — لَا تُشْكِرْهَُا — فعل نہی جمع مذکر حاضر۔ نِكَاحُ (باب ضَرْب، نَصْر) مصدر۔ تم نکاح مت کرو۔ تم عقد نہ کرو۔ اَلْمُشْرِكِیۡنَ — مشرک عورتوں کے ساتھ۔

— يُؤْمِنُ — مضارع جمع مؤنث غائب۔ اِيْمَانُ (اِفْعَالُ) مصدر۔ یہاں تک کہ وہ ایمان لائیں — وَلَا اَمَّةٌ — لام تحقیق کے معنوں میں ہے۔ اَمَّةٌ — لونڈی باندی، اسم۔ علامہ بیضاوی کے نزدیک اَمَّةٌ سے مراد عورت ہے خواہ حرہ ہو خواہ لونڈی ہو۔ کیونکہ سب مردہ عورت اللہ تعالیٰ کے غلام اور باندیاں ہیں وَالْاَمَّةُ اِی وَالْمَرْءَةُ الْمُؤْمِنَةُ حُرَّةٌ كَانَتْ اَوْ مَمْلُوكَةً فَانَ النَّاسَ كُلُّهُمْ عِبَادُ اللّٰهِ داماءہ۔

— وَلَوْ اَعْجَبَتْكَ — واؤ عالیہ ہے کو بمعنی اگرچہ۔ عبارت کچھ یوں ہوگی۔ ولو كان الحال ان المشركه تُعْجِبُكَ وَتُحِبُّوْهَا اگرچہ حال یہ ہو کہ مشرک عورت تمہیں مجلی لگے اور تم اسے چاہتے ہو۔ اَعْجَبَتْكَ ماضی واحد مؤنث غائب کُنْ ضمیر مفعول جمع مذکر حاضر۔ اَعْجَبُ (اِفْعَالُ) مصدر۔ وہ تم کو مجلی لگی۔ اَعْجَبَ کے اصل معنی To excite wonder to کے ہیں۔ دوسرے میں پسند اور کشش جذبات ابھارنا۔ یعنی اگرچہ وہ عورت تم میں پسند اور کشش کے جذبات کا موجب ہو۔ پکھال نے اس کا انگریزی میں ترجمہ یہ کیا ہے THOUGH SHE PLEASE YOU اور عبد اللہ بیعت علی اس کا ترجمہ یوں کرتے ہیں۔ EVEN THOUGH SHE ALLURE YOU

— وَلَا تُشْكِرْهَُا — واؤ عاطفہ لَا تُشْكِرْهَُا فعل نہی جمع مذکر حاضر۔ اِنِكَاحُ (اِفْعَالُ) مصدر۔ تم نکاح نہ کرو۔ تم عقد مت کرو۔ اَلْمُشْرِكِیۡنَ یہ لَا تُشْكِرْهَُا کا مفعول ہے جمل میں ایک مفعول مخدوم ہے

تقدیر کلام ہے: وَلَا تُشْكِكُوا الْمُسْرِكِينَ اور نہ تم اپنی مومن عورتوں کا عقد مشرکین سے کراؤ۔
 وَلَا تَغْنَبْكُمْ؛ اگرچہ حال یہ ہو کہ مشرک تمہیں بھلا لگے۔ پسند آئے۔

== اُولَئِكَ - المشركين والمشرکات کی طرف اشارہ ہے۔

اُولَئِكَ - الخ ملت بیان کی گئی ہے مندرجہ بالا حکم کی

== يَدْعُونَ - مضارع جمع مذکر غائب - دَعَا دُعَاءً (باب نصر) مصدر وہ بلاتے ہیں وہ دعوت دیتے ہیں۔

== يَأْذِي - اپنے امردانہ سے۔ اپنے فضل و کرم سے۔ توفیق دے کر اور آسانی پیدا کر کے۔

== يَبْغِي - مضارع واحد مذکر غائب - يَبْغِي (تفعیل) مصدر وہ کھول کر بیان کرتا ہے۔

== يَتَذَكَّرُونَ - مضارع جمع مذکر غائب - تَذَكَّرَ (تفعّل) مصدر - وہ نصیحت حاصل کریں وہ نصیحت پکڑیں۔

۲۲۲:۲ = الْمَحِيض - مصدر می ہے۔ بمعنی حیض آنا۔ جیسے مَبِيْتُ - رات گذارنا۔ مَحِيضُ (ج ی ع) آنا۔ جَاءَ بِحِيضٍ - کا مصدر - محيض کے معنی (۱) حیض - یعنی وہ خون جو مخصوص دنوں میں صفت خاص کے ساتھ عورت کے رحم سے جاری ہوتا ہے (۲) ظرفِ زمان - وقتِ حیض یا زناہ حیض - (۳) ظرفِ مکان - مقام حیض۔

== اَذَى - ہر وہ ضرر جو ذی روح کی رُوح یا جسم کو پہنچے خواہ وہ ضرر دنیوی ہو یا اخروی۔ گندگی، بیماری المنجد میں اس کے معنی محموزہ ضرر - خفیف نقصان کے لکھے ہیں۔ اَذَى يَأْذِي (سَمِعَ) تکلیف پانا اور اَذَى يُؤْذِي اِيْذَاءً (افعال) تکلیف دینا۔ اَذَى - مادہ۔

== اِعْتَزَلُوا - امر جمع مذکر حاضر۔ تم الگ رہو۔ تم چھوڑ دو۔ (یعنی عورتوں کے پاس زمانہ حیض میں نہ جاؤ اِعْتَزَلُوا)۔ (افعال) بمعنی چھوڑنا۔ کنارہ کش ہونا۔ ایک طرف ہو جانا۔ الگ ہو جانا۔ اسی سے لفظ معتزلہ نکلا ہے۔ الگ ہو کر بنا ہو افرقہ (واصل بن عطار اور اس کے پیروکار)

== فِي الْمَحِيض - ای فی زمانہ الحيض - حیض کے ایام میں۔

== يَطْهَرْنَ - مضارع جمع مؤنث غائب - طَهَّرَ (تفعّل) مصدر - پاک ہوں۔ وہ پاک ہوتی وہ عورتیں پاک ہو جائیں۔

== تَطْهَرْنَ - ماضی جمع مؤنث غائب - تَطَهَّرَ (تفعّل) مصدر - پاک ہوں۔ وہ پاک ہوتی ہیں۔ پاک ہو جائیں۔

== فَأَنذَرْنِي أَنِّي يَأْتِيَنِ إِتْيَانٌ - (باب صَوَّبَ) مصدر سے۔ اَنذَرْتُ - امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔

هُنَّ ضَمِيرٌ مَفْعُولٌ جَمْعُ مَوْتٍ غَائِبٌ۔ پس تم ان عورتوں کے پاس آؤ۔ تم ان سے مجامعت کرو۔
= حَيْثُ۔ جہاں۔ جس جگہ۔ ظرف مکان ہے مَنِ بِرَضْمَةٍ مِنْ حَيْثُ أَمَرَكَ اللَّهُ تَوْجِہًا سے خدا نے
تمہیں حکم دیا ہے یا ارشاد فرمایا ہے ان کے پاس جاؤ

= التَّوَابَاتِ۔ تَوَابٌ کی جمع تَوَابٌ تَعَالٰی کے وزن پر مبالغہ کا صیغہ ہے تَابَ يَتُوبُ تَوْبَةً
(باب نَصَوَ) مصدر سے۔ بہت پھر آئیوں لے۔ بہت توبہ کرنے والے۔ تَوَابٌ۔ ہر دو بہت توبہ کرنے
والا (بندہ) بہت توبہ قبول کرنے والا (خدا) کے معنی میں آتا ہے۔

= اَلْمُتَطَهِّرِينَ۔ اسم فاعل جمع مَذْكُرُ اَلْمُتَطَهِّرُوْا واحد مَذْكُرُ تَطَهَّرَ (تَفَعَّلَ) مصدر۔ پاک و صاف ہونے
والے۔ پاک ہونے والے۔ يُجِبُّ کا مفعول ہے۔

۲۲۳: ۲ = حَزَنٌ۔ کھیتی۔ زراعت۔ حَزَنٌ (باب ضَوَبَ) سے مصدر بھی ہے۔ بمعنی بیج ڈالنا
کھیتی کرنا۔ کھیت کو حَزَنٌ کہتے ہیں۔
= اَتَى۔ مندرجہ ذیل معنوں میں متعل ہے۔

(۱) اسم ظرف زمان۔ جیسے فَأَتَوْا حَزَنَ تِلْكَ اَتَى شِئْنُمْ۔ پس اپنی کھیتی میں جاؤ جب
(۲) اسم ظرف مکان۔ چاہو۔ جہاں سے چاہو۔
(۳) ر، بمعنی کَيْفَ۔ یعنی جیسے جس ہیئت سے چاہو۔
= (ب) بمعنی کَيْفَ۔ کیونکر کیسے۔ اَتَى يُجَنِّیْ هٰذَا اللّٰهُ بَعْدَ مَوْتِهَا (۲۵۹: ۲) خدا اس کے
باشندوں کو مرنے کے بعد کیونکر زندہ کرے گا۔

(۴) بمعنی مِنْ اَبْنٍ۔ جیسے يَلْمِزِيْمُ اَتَى لَكَ هٰذَا۔ (۳۷: ۳) اے مریم یہ (کھانا) تمہارے پاس
کہاں سے آتا ہے۔

= شِئْنُمْ۔ ماضی۔ جمع مَذْكُرُ حاضر۔ تم نے چاہا۔ تم چاہو۔ شَاءَ يَشَاءُ مَشِيئَةً۔ (باب سَمِعَ) مصدر
(نیز ملاحظہ ہو: ۲۲۰: ۱۲)

= قَدْ مَوَّا۔ امر کا صیغہ جمع مَذْكُرُ حاضر۔ تَعْدِيْمٌ (تَفْعِيلٌ) مصدر۔ تم پہلے صبح دو۔ آگے بھیجو۔ قَدْ مَوَّا
لَا نَفْسِكُمْ۔ اور اپنے لئے (اعمال صالحہ) آگے (آخرت میں جو کام آئیں) بھیجو۔

مطلب یہ ہے کہ عورتوں سے صحبت کرنے کو فقط اس وقت کی لذت ہی مقصود نہ رکھو، بلکہ ان
فائدوں کا قصد کرو جو دین کی طرف راجع ہوتے ہیں۔ مثلاً حرام کاری سے بچنا۔ نیک اولاد کا ہونا۔ کہ تمہارے
لئے دعا اور استغفار کرے۔ اور اگر مر جائے تو قیامت میں پیش خیمہ ہو۔ کیونکہ مباح امور اگر خالص اور
صحیح نیت کے زیر اثر ہوں تو عبادت بن جاتے ہیں۔

== مَلَّاقُوْهُ۔ مَلَّاقُوْا۔ اسم فاعل جمع مذکر مبضاف۔ مَلَّاقُوْا اصل میں مَلَّاقُوْنَ تھا۔ اضافت کی وجہ سے نون گر گیا۔ ہ ضمیر واحد مذکر فاعل مبضاف الیہ۔ اس سے ملنے والے۔ اس کے پاس پہنچنے والے۔ مَلَّاقَاؤُ (مَفَاعَلَةٌ) مصدر لقی مادہ۔

۲: ۲۲۸ == عُرْصَةً۔ اُر۔ نشانہ۔ بہانہ۔ بہتکلنا۔ اَيْمَانِكُمْ مبضاف مبضاف الیہ۔ تمہاری قسمیں وَلَا تَجْعَلُوْا اللّٰهَ عُرْصَةً لَا اَيْمَانِكُمْ اور اللہ کو اپنی قسموں کے لئے آڑ یا بہانہ نہ بناؤ یعنی کسی لمحے کام کے نہ کرنے پر خدا کی قسم نہ کھا بیٹھو۔ کہ جب اس کے کرنے کو کہا جائے۔ تو اپنی قسم کو آڑ بنا کر نیک کام کرنے سے محروم نہ رہو۔ یا مطلب نکالنے کے لئے بات بات پر قسم نہ کھایا کرو۔ اور اس طرح اللہ تعالیٰ کے باعزت نام کو اپنی قسموں کا نشانہ نہ بناؤ۔
== اَنْ۔ کہ۔ یہ کہ۔ اس کی چار صورتیں ہیں۔

(۱) اَنْ۔ مصدر یہ۔ ماضی و مضارع پر داخل ہو کر مضارع کو نصب دیتا ہے اور اس کا ما بعد بننے والا مصدر ہوتا ہے جیسے دَاَنْ تَصُوْمُوْا اَحْيُوْا كُنُكُمْ۔ (۱۸۴: ۲) اور روزہ رکھنا تمہارے لئے بہتر ہے (۲) اَنْ۔ مخفف۔ جو کہ شروع میں ثقیل تھا۔ پھر خفیف کر لیا گیا۔ یہ کسی شخص کی تحقیق اور ثبوت کے معنی دیتا ہے۔ جیسے عَلِمَ اَنْ سَيَكُوْنُ مِنْكُمْ مَّرْضٰی۔ (۲۰: ۷۳) معلوم ہوا کہ بے شک تم میں سے کتنے ہی بیمار ہو جائیں گے۔

(۳) اَنْ۔ زائدہ۔ جو کتا کی تاکید کے لئے آتا ہے۔ جیسے فَلَمَّا اَنْ جَاَ الْبَشِيْرُ (۹۲: ۱۲) پھر حبیب پہنچا خوشخبری سننے والا۔

(۴) اَنْ۔ مفسرہ۔ یہ ہمیشہ اس فعل کے بعد آتا ہے جس میں کہنے کے معنی پائے جائیں خواہ کہنے کے معنی پر اس فعل کی دلالت لفظی ہو جیسے فَاذْحِكْنَ اِلَيْهِ اِنْ اَصْنَعِ الْفُلْکَ (۲۳: ۲۷) پھر ہم نے اس کو حکم بھیجا کہ کشتی بنا۔

یاد دلالت معنوی ہو جیسے وَالنَّطَقَ الْمَلَكُ مِنْهُمْ اِنَّ امْسُوْا۔ (۶: ۳۸) تو ان میں جو معزز تھے وہ چل کھڑے ہوئے (اور بولے) کہ چلو۔ یعنی ان کے کہنے کا مطلب گویا یہ کہنا تھا کہ تم بھی چلو آیت ہذا میں اَنْ مصدر یہ ہے۔

== تَبَيَّنُوْا۔ مضارع جمع مذکر حاضر بَيَّنَّ (باب تَمَجُّع) مصدر۔ تَبَيَّنُوْا اصل میں تَبَيَّنُوْنَ تھا۔ اَنْ کے آنے سے نون اعرابی ساقط ہو گیا۔ تم نیکی کرتے ہو۔ یا کرو گے۔

== تَتَّقُوْا۔ مضارع جمع مذکر حاضر اتَّقَاءُ (افتعال) مصدر بمعنی پرہیز کرنا۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرنا۔ کہ تم بچتے رہو گے۔ ڈرتے رہو گے۔ یا پرہیز کرو گے یا کرتے ہو۔ تَتَّقُوْا اصل میں تَتَّقُوْنَ تھا۔ نون اعرابی

بوجہ عمل اُن گر گیا۔

= تَصْلِحُوا۔ مضارع جمع مذکر حاضر۔ اِصْلَاحٌ (اِصْلَاحٌ) مصدر تم صلح کرتے ہو، تم اصلاح کرتے ہو۔ اصل میں تَصْلِحُونَ تھا۔ نون اعرابی بوجہ عمل اُن سا قاطب ہو گیا۔

اَنْ تَكْرُوْا وَ تَتَّقُوْا وَ تَصْلِحُوْا بَيْنَ النَّاسِ۔ (کہ اللہ کے نام کی قسم کہ بہانہ کر کے (تم) نیکی اور پرہیزگاری اور لوگوں میں اصلاح نہ کرو۔ یا یہ کہ نیکی کرنے کو اور پرہیزگاری کو صلح بین الناس کو خدا کی قسموں کا نشانہ نہ بناؤ۔

= سَمِعَ۔ سَمِعَ سے بروزن فاعل صفت مشبہ کا صیغہ ہے۔ سننے والا۔ جب اللہ تعالیٰ کی مفت ہو تو اس کے معنی "جس کی سماعت ہر شے پر حاوی ہے" عَلِيمٌ عَلِيٌّ سے بروزن فاعل مبالغہ کا صیغہ ہے۔ بڑا دانہ۔ خوب جاننے والا۔ ہر دو اللہ تعالیٰ کے اسماء الحسنیٰ میں سے ہیں۔

۲۲۵:۱ = لَا يُؤْخِذُكُمْ اللّٰهُ۔ اللّٰهُ فاعل۔ لَا يُؤْخِذُ فعل کُم صیغہ مفعول۔ لَا يُؤْخِذُ فعل مضارع منفی۔ واحد مذکر غائب۔ مُؤَاخَذَةٌ (مُؤَاخَذَةٌ) مصدر معنی مواخذہ کرنا۔ گرفت کرنا۔ پکڑ کرنا۔ گرفت نہیں کرے گا تمہاری۔

= بِاللَّغْوِ۔ ب سببیۃ۔ اللَّغْوُ (باب نَصَر) بے معنی بات۔ جو کسی گنتی شمار میں نہ ہو۔ جو سوچ سمجھ کر نہ کی جائے۔ بے ہودہ بات۔ یا بیہودہ چیز۔ اور مجرکہ قرآن مجید میں آیا ہے وَالَّذِينَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعَصِّفُونَ (۳: ۲۲) اور جو بے ہودہ باتوں سے اعراض کرتے ہیں۔ پہلو تہی کرتے ہیں۔

لَغْوٌ اس قسم کو کہتے ہیں جو بغیر نیت قسم کے بطور تکیہ کلام کے منہ سے نکل جاتی ہے۔ بقول حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آدمی کی لغو قسم اس طرح کہنا ہے کہ لَا كَذِبَ لَكَ۔ بلی واللہ۔

لَا يُؤْخِذُكُمْ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِیْ اَیْمَانِكُمْ۔ اللہ تعالیٰ تمہاری قسموں میں سے بیہودہ قسم پر تم سے مواخذہ نہیں کرے گا۔ اَخَذَ۔ ب۔ کسی چیز کو پکڑنا۔ کسی کو گناہ پر سزا دینا۔ مواخذہ کرنا۔

= بِمَا كَسَبَتْ فُلُوْا بِكُنْزِہ۔ مَا موصول۔ كَسَبَتْ، فعل ماضی۔ واحد مؤنث غائب۔ كَسَبَ (باب ضَرَبَ) مصدر۔ کمانی کرنا۔ نفع کے لئے کوئی کام کرنا خواہ نتیجہ اچھا نکلے یا بُرا۔ یہاں اس کا استعمال قلبی ارادہ اور نیت کی پختگی سے کام کرنے کے لئے ہوا ہے۔ یعنی وہ قسمیں جو تمہارے دلوں۔ نے اداۃ اور نیت کھائی ہوں۔ لیکن تم سے اس (قسم) پر مواخذہ کرے گا جو تم نے دلی ارادہ سے کھائی ہو جس پر تمہارے دلوں نے قصد کیا ہو۔

= عَمُوْرٌ۔ مَخْفُوْرٌ۔ مصدر (باب ضَرَبَ) سے مبالغہ کا صیغہ ہے۔ بہت بچھنے والا۔ حَلِیْمٌ۔ حَلِیْمٌ سے بروزن فاعل صفت مشبہ کا صیغہ ہے۔ بردبار۔ تحمل والا۔ حَلِیْمٌ جوش غضب اپنے

نفس اور طبیعت کو روکن۔ بردباری۔ تحمل کرنا۔

۲۶:۲ = يُوْثُوْنَ - مضارع جمع مذکر غائب۔ اِيْلَاءُ (افعال) وہ عورتوں کے پاس نہ جانے کی قسم کھانا ہیں۔ اِيْلَاءُ وَاِلَيْهِ۔ اصل میں اس قسم کو کہتے ہیں کہ جس پر قسم کھانے والے کو تکلیف اور کوتاہی کا سامنا کرنا پڑے۔ اور اصطلاح شریعت میں اِيْلَاءُ اس قسم کو کہتے ہیں جو عورت کے ساتھ جماع نہ کرنے پر اِثْمًا اَلُوْتُ فِي الْاَمْرِ۔ کے معنی ہیں کسی کام میں کوتاہی کرنا۔ قسم کھانے کے معنی میں قرآن مجید آیا ہے۔ وَلَا يَأْتِيَنَّكَ اَوْ لَوْ اَلْفُ فَضْلٍ مِنْكَ۔ (۲۲:۲۴) اور جو لوگ تم میں سے صاحب فضل (اور مٹا دوست) ہیں وہ اس بات کی قسم نہ کھائیں۔۔۔۔۔

= تَوْبُصٌ - بروزن (فعل) مصدر ہے۔ انتظار کرنا۔ خواہ کسی معاملہ کے ختم ہونے یا پورا ہونے کا انتظار ہو۔ یا کسی سامان کی گرانی یا ارزانی کا۔

آیت میں تَوْبُصٌ اَرْبَعًا شَهْرًا۔ مبتدا ہے اور يَلْتَمِزُ يُوْثُوْنَ مِنْ نِّسَائِهِمْ خبر ہے۔ = فَإِنْ فَاءٌ اِنْ۔ شرطیہ۔ فَاءُ ذَا۔ ماضی جمع مذکر غائب۔ تَبَيَّنَ (باب ضرب) مصدر یء مادہ۔ (سایہ کا) ہٹ جانا۔ فَاءُ اِلَى (کسی چیز کی طرف) لوٹنا۔ اگر (اس عرصہ میں قسم سے) رجوع کر لیں۔ جملہ شرطیہ ہے۔ فَإِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۔ جواب شرط۔ اور جبکہ قرآن مجید میں ہے حَتَّىٰ تَبَيَّنَ اِلَى الْاَمْرِ (۹:۴۹) یہاں تک کہ وہ خدا کے حکم کی طرف رجوع کر لائے اور سایہ کے لوٹنے کے معنی میں تَبَيَّنَ اِلَى الْاَمْرِ (۹:۴۹) جن کے ساتھ۔۔۔۔۔ لوٹتے ہیں۔

فَبَيَّنَ مال غنیمت۔ فَبَيَّنَ گروہ جماعت۔ بھی اسی مادہ سے ہے جس کا مطلب وہ جماعت جس کے افراد تعاون و تقاعد کے لئے ایک دوسرے کی طرف لوٹ کر آئیں۔

۲۷:۲ = وَإِنْ عَزَمُوا الطَّلَاقَ۔ جملہ شرطیہ ہے ضمیر فاعل۔ عَزَمُوا کا ترجمہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے عورتوں کے پاس نہ جانے کی قسم کھا رکھی تھی۔ عَزَمُوا ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب ہے۔ عَزَمَ (باب ضَوَب) مصدر پختہ ارادہ کر لینا۔ اور اگر انہوں نے طلاق کا ہی پختہ ارادہ کر لیا ہے فَإِنَّ اللّٰهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ جواب شرط تو یاد رکھو! اللہ سب کچھ سنتا اور جانتا ہے (یعنی ان کے قول و فعل اللہ نیت سے بخوبی واقف ہے)

(۲۷:۲) = اَلْمُطَلَّقَاتُ۔ اسم مفعول۔ جمع مؤنث۔ طَلَّقَ (فَعْلِلٌ) مصدر۔ طَلَّقَ مادہ۔ طلا دی ہوئی عورتیں۔

= يَتَوَبَّصْنَ۔ مضارع جمع مؤنث غائب یعنی امر غائب تَوْبُصٌ (فَعْلِلٌ) مصدر سے (نکاح) روکے رہیں۔ منتظر رہیں۔ انتظار کریں۔ بِأَنْفُسِهِنَّ۔ اپنے آپ کو۔

= قُرُوْا - جمع - قُرُوْا واحد - الْقُرُوْا - کے اصل معنی طہر سے حیض میں داخل ہونے کے ہیں۔ اور چونکہ یہ لفظ طہر اور حیض دونوں کا جامع ہے اس لئے دونوں پر اس کا اطلاق ہوتا ہے جیسے کہ مَا يَذُوْا - دستِ خوان اور کھانا دونوں کے مجھ سے لئے وضع کیا گیا ہے مگر ہر ایک پر انفراداً بھی بولا جاتا ہے۔ لہذا قُرُوْا نہ صرف حیض کا نام ہے اور نہ موت طہر کا۔ بلکہ دونوں کے لئے وضع کیا گیا ہے۔ احاث کے نزدیک اس مراد یہاں حیض ہے۔ اور ثوافع کے نزدیک طہر۔ مطلب یہ ہے کہ مطلقہ عورتیں اپنے آپ کو تین حیض تک رد کے رکھیں۔ یا انتظار کریں۔

= لَا يَحِلُّ - مضارع منفی واحد مذکر غائب - حُلُوْلٌ (باب ضرب) مصدر سے بمعنی نازل ہونا۔ اور حِلٌّ - (باب ضرب) مصدر سے بمعنی حلال ہونا۔ جائز ہونا۔ یہاں پر مؤخر الذکر معنی مراد ہیں۔ یعنی حلال نہیں ہے۔ جائز نہیں ہے۔

= اَنْ يَكْتُمْنَ - اَنْ مصدر یہ۔ يَكْتُمْنَ - مضارع منصوب جمع مؤنث غائب۔ كَتَمَ (باب نصر) مصدر۔ کہ وہ عورتیں چھپائے رکھیں۔

= اَرْحَامِهِنَّ - مضاف مضاف الیہ۔ اَرْحَامٌ - جمع ہے رَحْمٌ کی۔ عورت کے پیٹ کا وہ حصہ جس میں بچ پیدا ہوتا ہے۔ هُنَّ ضمیر جمع مؤنث غائب۔

= بُعُوْا كَتُمْنَ - مضاف مضاف الیہ۔ بُعُوْلَةٌ - جمع ہے بَعْلٌ کی۔ جیسے فَعُوْلَةٌ جمع ہے فَعْلٌ کی۔ ان عورتوں کے خاوند۔ قرآن مجید میں ہے وَ هٰذَا بَعْضُ الَّذِيْ تَسْتَعْجِلُوْنَ (۲: ۱۱) اور یہ میرے خاوند بھی بوڑھے ہیں۔

= رَزَيْنَ - مضاف مضاف الیہ۔ ان عورتوں کا لوٹنا۔ ان کا پھر لینا۔ یعنی ان عورتوں کو واپس اپنی زوجیت میں لینے کے زیادہ حقدار ہیں۔

= فِيْ ذٰلِكَ - اِیْ فِیْ مَدَّةِ ذٰلِكَ التَّوْحِيْدِ - اس مدت کے دوران۔ اس انتظار کے اندر اندر۔ (اصلاً حاً - سنوارنا، صلح کرنا۔ درست کرنا۔ یعنی اگر وہ (مطلقہ عورتوں کے خاوند) تعلقات درست کرنے کا ارادہ رکھتے ہوں۔

= وَ لَهُنَّ مِثْلُ الَّذِيْ عَلِيْهِنَّ - اِیْ وَلِلنِّسَاءِ عَلٰی الْاِنْدَاجِ حَقٌّ مِّثْلُ حَقِّ الَّذِيْ عَلٰیہِمْ لِلانْدَاجِ - اور عورتوں کے حقوق مردوں پر ویسے ہی ہیں جیسے مردوں کے حقوق عورتوں پر ہیں۔

= بِالْعَزُوْفِ - عام دستور کے مطابق۔ معروف طریقے کے مطابق۔

= ذَرَجَةً - مرتبہ۔ (مردوں کو عورتوں پر ایک درجہ کی فضیلت ہے۔

= عَزِيْزٌ - غالب۔ زبردست۔ قوی۔ مشکل۔ دشوار۔ عَزَّةٌ سے فِعْلٌ کے وزن پر بمعنی نائل

مبادلہ کا صیغہ ہے یہ اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ میں سے ہے۔ زجاج نے اس کے معنی کئے ہیں۔ ایسا زبردست جس پر کوئی غالب نہ ہو سکے۔

— حَکِيمٌ — حکمت والا۔ بروزن فَنِيلٌ صفت مشبہ کے صیغہ میں سے ہے۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ میں سے ہے۔

۲۲۹:۲ = الطَّلَاقُ مَذْرُوعٌ۔ اس میں ال عہد کا ہے۔ ای التلطیق الوجعی اثنان۔ طلاق زوجی دو ہیں۔ یعنی وہ علاقہ جن کے بعد طلاق دینے والا رجوع کر سکتا ہے صرف دو ہیں۔ تیسری طلاق کے بعد وہ رجوع نہیں کر سکتا تا آنکہ مطلقہ کسی دوسرے شخص سے نکاح نہ کر لے۔ پھر وہ شخص اپنی رضامندی سے اسے خود طلاق دے دے۔

— فَاِمْسَاكِ بِمَعْرُوفٍ — ای اذا راجعها بعد التلطیقة الثانية فعليه ان يمسكها بمعروف یعنی جب دوسری طلاق کے بعد اس نے عورت سے رجوع کیا تو ازاں بعد یا تو قاعدہ اور دستور کے مطابق عورت کو اپنے پاس روکے رکھے یا

اِمْسَاكِ بِرُؤْنِ اِضْاَلٍ مصدر بمعنی روکے رکھنا۔

= اَوْ تَسْرِجُ بِاِحْسَانٍ۔ اَوْ بمعنی یا۔ تَسْرِجُ لُکال دینا۔ رخصت کر دینا۔ چھوڑ دینا۔ روانہ کرنا بروزن فَنِيلٌ مصدر ہے۔ سَرَجٌ يَسْرُجُ (باب فتم) مصدر بمعنی بکھج دینا۔ سَرَجٌ (باب تفعل) سے تَسْرِجُ بمعنی بیوی کو طلاق دینا۔ رخصت کرنا۔ سَرَجٌ ایک پھل دار درخت۔ سَرَجَتْ اِلَیْہِ۔ میں نے اونٹ کو سرج درخت پر لایا۔ پھر ہر گاہ میں کھلا چھوڑ دینے پر اس کا استعمال ہونے لگا۔ چنانچہ قرآن مجید میں ہے۔ وَ لَكُمْ فِيهَا جَنَاحٌ مُّسَيَّنٌ وَ يَجُوعُونَ وَ حِينٌ تَسْرَحُونَ (۶:۱۶) اور جب شام کو انہیں (جنگل سے) لاتے ہو اور جب صبح کو (جنگل میں) چرانے لے جاتے ہو۔ تو ان سے تمہاری عزت و شان ہے۔ اور چرواہے کو سَرَجٌ کہا جاتا ہے۔

اِحْسَانٌ نیکی۔ جلالی۔ حَسَنِ سلوک۔ یا حَسَنِ سلوک سے اسے چھوڑ دے۔

= لَا يَحِلُّ۔ مضارع منفی واحد مذکر غائب۔ حلال نہیں۔ جائز نہیں۔ دیکھو (۲: ۲۲۸) مَذْرُوعُ الصَّدَقِ

= وَمَا۔ مَنْ حرف جار اور مَا موصولہ سے مرکب ہے۔ اَلَيْسَ تَعْلَمُونَ؟ اَلَيْسَ تَعْلَمُونَ؟ ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ هَلْ ضمیر مفعول جمع مؤنث غائب۔ جو تم نے ان عورتوں کو دیا۔

= اِلَّا۔ حرف استثناء سوائے (اس صورت کے)

= اَنْ يَخَافَا اَنْ لَا يَعْلَمَا حَدَّ وَاَدَّ اللّٰهُ۔ اَنْ مصدر یہ ہے۔ يَخَافَا۔ مضارع منصوب۔ تثنیہ مذکر

غائب۔ خَوْفٌ (باب فتم) مصدر۔ ان دونوں کو خوف ہو یا اندیشہ ہو۔

آلَا - مرکب ہے اَنْ مصدر پر اور لَا نافیہ سے۔ یَقِيْمًا - مضارع منصوب تشبیہ ذکر غائب۔ اِقَامَةً - (اَفْعَال) سے مصدر۔ کردہ دونوں ٹھیک ٹھیک (حدود اللہ کو) قائم نہ رکھ سکیں گے۔ اگرچہ آلَا - تخصیض (برا کیغیر کرنا) کا حرف ہے لیکن قرآن مجید میں یہ اس معنی میں کہیں بھی استعمال نہیں ہوا۔
 = فَانْ خِفْتُمْ اَلَّذِيْنَ يُقِيْمًا حُدُودَ اللّٰهِ - عملہ شرطیہ ہے فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيمَا افْتَدَتْ بِهِ - جواب شرط ہے۔ لَا جُنَاحَ - کوئی گناہ نہیں۔ کوئی مضائقہ نہیں۔ کوئی حرج نہیں۔

فِيْمَا افْتَدَتْ بِهِ - مَا موصولہ افتدت بہ۔ صد ۵ منیر واحد ذکر غائب کا مرجع اسم موصولہ ہے فَلَا جُنَاحَ - بہ۔ کوئی گناہ نہیں ان دونوں کے لئے اس مال کے دینے میں جو عورت فدیہ کے طور پر دے (را حوند سے رہائی حاصل کرے)

= لَا تَعْتَدُوْهَا لَا تَعْتَدُوْا - فعل نہی جمع مذکر حاضر۔ اَعْتَدَ اَلْاِفْتَعَالُ مصدر۔ هَا مثنیٰ واحد مثنیٰ غائب۔ جس کا مَرْتَن حُدُودُ اللّٰهِ ہے تم ان حدود سے تجاوز مت کرو۔

= مَنْ يَّتَعَدَّ - مَنْ شرطیہ ہے۔ يَّتَعَدَّ مضارع واحد ذکر غائب۔ اصل میں يَتَعَدَّى تھا۔ جو حدود الہیہ سے تجاوز کرے گا۔

فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظَّالِمُوْنَ - جواب شرط ہے۔ پس وہی بے انصاف ہیں۔

= فَاِيْدَا - وَلَا يَحِلُّ فَلَا تَعْتَدُوْهَا - اس آیت میں کیے بعد دیگرے صیغوں کے بدلنے سے اشکال پیدا ہو گیا ہے۔ وَلَا يَحِلُّ شَيْئًا میں تَأْخُذُوا اور اَتَيْتُمُوْهُنَّ میں صیغہ جمع مذکر حاضر۔ استعمال ہوا ہے۔ اور آگے اِلَّا اَنْ يَّخَافَا اَلَّذِيْنَ يُقِيْمًا حُدُودَ اللّٰهِ میں تشبیہ ذکر غائب استعمال ہوا ہے۔ پھر اِنْ خِفْتُمْ میں صیغہ جمع مذکر حاضر آگیا ہے اور اس کے فوراً بعد اَلَّذِيْنَ يُقِيْمًا اور عَلَيْنِیْمَا میں پھر تشبیہ ذکر غائب کا صیغہ ہے اور افْتَدَتْ بہ میں واحد مثنیٰ غائب کا صیغہ ہے۔ انراں بعد فَلَا تَعْتَدُوْا میں پھر صیغہ جمع مذکر حاضر ہے۔

اس کا حل یہ ہے۔ شروع ہم میں نام سہانوں کو خطاب کیا گیا ہے لہذا جمع مذکر حاضر کا صیغہ استعمال ہوا ہے۔ پھر کوئی خاوند بیوی کے جوڑے کا ذکر ہے۔ جن کو ڈر ہو کہ وہ (اکٹھا کر) حدود اللہ کو قائم نہ رکھ سکیں گے۔ لہذا ان کے لئے تنبیہ کا صیغہ استعمال ہوا۔ خِفْتُمْ میں پھر عوام المسلمین سے خطاب ہے اس لئے صیغہ جمع مذکر حاضر استعمال ہوا۔ آگے یَقِيْمًا اور عَلَيْنِیْمَا میں پھر اسی قبل الذکر خاوند اور بیوی کے جوڑے کا ذکر ہے۔ لہذا صیغہ تشبیہ ذکر غائب لایا گیا۔ افْتَدَتْ بہ میں اس جوڑے میں سے بیوی کے عمل کا ذکر ہے کہ وہ اس مشکل کے حل میں کیا کرے۔ لہذا واحد مثنیٰ غائب کا صیغہ استعمال ہوا۔ اس طرح اس جوڑے کی مشکل کا حل بنا کر تمام مسلمانوں کو خطاب کر کے ارشاد ہوا کہ یہ ہیں اللہ کی

حدود ان سے آگے مت بڑھو۔ اب اس آیت کا ترجمہ یوں ہوگا۔ اور تمہارے لئے جائز ہیں کہ تم نے جو مال اپنی بیویوں کو دیا ہے ان کو چھوڑتے وقت اس میں سے کچھ بھی واپس لو۔ ماسوائے اس صورت کے کہ کون دو خاوند بیوی کو ڈر ہو کہ اگر اس نے اس میں وہ اللہ کی حدود کو قائم نہ رکھ سکیں گے تو اسے مسلمانوں اگر تم کو اندیشہ ہو کہ واقعی وہ دونوں خاوند بیوی حدود اللہ کو قائم نہ کر سکیں گے تو جائز ہے دونوں کے لئے کہ عورت اپنی خواتین کے لئے فدیہ ادا کرے (دونوں کے لئے جائز اس واسطے کہ اس صورت میں عورت کے لئے جائز ہے کہ چپکائے کے لئے فدیہ میں کچھ نہ اور مرد کے لئے جائز ہے کہ فدیہ لے لے اور عورت کی خلاصی کرے)۔

۲۳۰:۲ = فَإِنْ طَلَّقَهَا جملہ شرطیہ ہے پھر اگر وہ اس عورت کو (دو تہ طلاق دینے کے بعد تیسری) طلاق دیدے فَلَا خِلَافَ لَهُ مِنْ بَيْنِنا حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَہَا۔ جواب شرط۔ لَا تَحِلُّ۔ مضارع منفی واحد مونث غائب۔ جِلَّ (باب ذَرَبَ) مصدر۔ وہ عورت حلال نہیں۔ تَنْكِحَ واحد مونث غائب تکلیف (باب ضوب) زَوْجًا غَيْرَہَا۔ (اسم مفعول) جوڑا (حیوانات سے) زنا اور مادہ کو علیحدہ علیحدہ بھی زوج کہتے ہیں۔ اسی طرح غیر حیوانات میں بھی ہر اس شے کو جو دوسری شے کے قرین و خواہ مماثل ہو یا متضاد۔ زوج کہتے ہیں۔ جیسے آسمان و زمین سفیدی۔ سیاہی وغیرہ۔ زَوْجًا اس مرد کی بیوی۔ اور زَوْجًا اس عورت کا خاوند۔ یہاں زَوْجًا بمعنی دوسرا خاوند۔ غَيْرَہَا پہلے خاوند کے سوا۔ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَہَا۔ جب تک کہ وہ عورت کسی دوسرے شخص سے نکاح نہ کر لے۔

تَنْكِحَ۔ وہ (عورت) نکاح نہ کر لے۔ یہاں اس آیت میں نکاح سے مراد وحی کرنا ہے۔ تفسیر ماحدی میں ہے: نکاح یہاں اپنے اصطلاحی شرعی معنی میں یعنی عقد نکاح کے مرادف نہیں۔ بلکہ اپنے اصلی اور لغوی معنی میں یعنی ہمبستری کے مرادف ہے۔

= فَإِنْ طَلَّقَهَا جملہ شرطیہ یعنی اگر وہ دوسرا خاوند اس عورت کو طلاق دیدے
= فَلَا حِنَاحَ عَلَيْهِمَا أَنْ يَتَرَاجَعَا۔ عَلَيْهِمَا اور يَتَرَاجَعَا میں تثنیہ کا صیغہ اس عورت اور اس کے پہلے خاوند کے لئے آیا ہے۔ جملہ جواب شرط ہے۔ اَنْ مصدر یہ ہے۔ يَتَرَاجَعَا۔ مضارع مضبوط کا صیغہ تثنیہ مکر غائب ہے تَرَاجَعَ (فَاعِلٌ) مصدر۔ کہ دونوں نکاح کی طرف لوٹیں یعنی دوبارہ آپس میں نکاح کر لیں۔

= اِنْ طَلَّآ۔ اِنْ شرطیہ۔ طَلَّآ مانع تثنیہ مکر غائب۔ طَلَّ (باب نَصَرَ) مصدر۔ معنی اٹکل کرنا۔ اِنْ طَلَّ کرنا۔ طَلَّ۔ یعنی یقین بھی آیا ہے۔ جیسے وَطَنٌ اِنَّهُ الْفَرَاقُ ۵۱: ۲۸ اور اس نے یقین کیا کہ آیا اب وقت جدائی کا۔ یہاں آیت ہذا میں اِنْ طَلَّآ بمعنی دونوں کو یقین ہو یا گمان غالب ہو۔ اِنْ طَلَّآ اَنْ يَّتَيْنَا حُدُودَ اللّٰهِ۔ اگر وہ دونوں یقین رکھتے ہوں کہ وہ دونوں اللہ کی حدود کو قائم رکھ سکیں گے۔

حمل شرطیہ۔ جواب شرط وہی مجدد کورہ بالا لَدَجْنَا ح عَلَيْنَا اَنْ يَّتَرَّاجَا بے حمل نہا میں اَنْ مصدر یہ
= يَتَرَّجَا۔ يَتَرَّجُ۔ فعل مضارع واحد مذكر غائب تَتَرَّجُ (تَفْعِيل) مصدر۔ وہ کھول کر بیان کرتا ہے
ضمیر فاعل الشک طرف راجع ہے۔

= فَمَنْ يَعْلَمُونَ۔ قوم جو علم رکھتی ہے۔ یعنی اہل عقل و دانش

۲۳۱:۲ = تَبَاخَنَ۔ ماضی جمع مؤنث غائب تَبَاخُوْا (يَاب نَصَر) وہ پہنچیں۔ وہ پہنچ جائیں۔

= اَجَلُهُنَّ۔ مضاف، مضاف الیہ۔ ان کی مدت مقررہ۔ اَجَلَ۔ مدت مقررہ۔ اسی وجہ سے موت
کو بھی اَجَلَ کہتے ہیں۔ اَجَالَ۔ جمع۔

= اَمْسِكُوْهُنَّ۔ امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ هُنَّ۔ ضمیر مفعول جمع مؤنث غائب۔ ان عورتوں کو مدک
رکھو۔ ان کو رکھ لو۔

= سَرَّخُوْهُنَّ۔ امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ هُنَّ۔ ضمیر مفعول جمع مؤنث غائب تَسْرِخُ (تَفْعِيل)
مصدر۔ تم ان عورتوں کو رخصت کر دو۔ تم ان عورتوں کو چھوڑ دو

= بِعَزْرَتِ۔ معروف طریقہ پر۔ شرافت اور عزت کے ساتھ۔

= لَدَ تَمْسِكُوْهُنَّ۔ فعل نہی۔ جمع مذکر حاضر۔ هُنَّ۔ ضمیر مفعول جمع مؤنث غائب۔ ان کو مت روک کر
= ضَرَا۔ مفعول لَدَ۔ ضَارَّ يَضَارُّ۔ ضَرَّ اَدَّ مَضَارَّةً مصدر (باب مفاعله) ایذا دینا۔ تکلیف
پہنچانا۔ ضرر پہنچانا۔ ایک دوسرے کو گزند پہنچانا۔

= لَتَعْتَدُوا۔ یہ لام لَدَ تَمْسِكُوْهُنَّ کے متعلق ہے اور یہ بھی مفعول لَدَ ہو کر ضَرَا کا بیان ہے۔ وَلَا
تَمْسِكُوا..... لَتَعْتَدُوا۔ اور تکلیف دینے کے لئے انہیں نہ روکو۔ کہ پھر ان پر زیادتی کرنے لگو۔ یعنی
زیادہ دنوں تک رکھنے اور کپڑے پر مجبور کر کے ساتھ ان پر تلہ کرو۔

اَتَعْتَدُوا۔ مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ اَتَعْتَدُوا (اِفْعَال) مصدر۔ تم زیادتی کرنے لگو۔ تم حد
کے گذر جاؤ۔

= لَدَ تَتَّخِذُوا۔ فعل نہی جمع مذکر حاضر۔ اَتَّخَذُوا (اِفْعَال) مصدر۔ تو ان اعرابی حذف ہو گیا ہے۔ تم
مت بناؤ۔ تم مت پکڑو۔

= هَرَوَا۔ هَرَّأ۔ يَهْرَأُ (باب فتح) هَرَّأُ يَهْرَأُ (باب سَمْع) کا هَرَّأُ مصدر ہے۔ مذاق
اڑانا۔ مٹھا کرنا۔ یہاں بطور اسم مفعول ہے۔ وہ جس کا مذاق اڑایا جائے۔ اور اللہ کی آیات کو ہدف
مذاق مت بناؤ

= وَمَا اَنْزَلَ۔ میں مَا کا عطف لَعْنَتِ اللّٰہ پر ہے۔ اِیْ دَا دَ کُوْا مَا اَنْزَلَ۔۔۔ یعنی اللہ نے جو

نہیں تم پر نازل کیں۔ ان کو یاد کرو اور (اس) کتاب اور حکمت کو بھی یاد کرو جو اس نے اپنے رسولوں کی معرفت تم پر نازل کیں۔

يُحِطُّكُمْ بِهِ - جس کے ذریعہ وہ تم کو نصیحت کرتا رہتا ہے۔ یہ میں ۵ ضمیر واحد مذکر غائب ماضی
انزل کی طرف راجع ہے

= اتَّقُوا فعل امر جمع مذکر حاضر۔ اتَّقَاءُ (افعال) مصدر۔ تم ڈرو۔ تم پر ہرگز کاری اختیار کرو اتَّقُوا
اللہ۔ تم اللہ سے ڈرتے رہو۔ تم اللہ سے ڈرو۔

۲۳۷:۲ = دَاۤ اَاطَلَقْتُمْ يٰۤاَعْرُوفُ میں دَاۤا..... اَجَاهُتُ - جملہ شرطیہ ہے اور
فَلَا تَعْصِلُوهُنَّ اَذْوَ اَجَاهُتُ - جواب شرط۔ اِذَا تَوَاصَوْا میں اِذَا طرف زمان ہے یعنی
جب کہ۔

لَا تَعْصِلُوهُنَّ - فعل نہی جمع مذکر حاضر عَصَلَ (باب نَصَو) مصدر سے۔ جس کے معنی
عجلہ (پٹھا) پڑ کر باندھ دینا۔ یا دوسرے الفاظ میں سختی سے روک دینا۔ ضمیر فاعل جمع مذکر حاضر
یا تو پہلے خاوندوں کے لئے بے یا عورتوں کے سرپرستوں کے لئے۔ هُنَّ ضمیر مفعول بن مونس
باب۔ جس کا رہنے وہ عورتیں جن کو دوبار طلاق دی جائی ہو۔ یعنی وہ عورتیں جن کا دوبار طلاق
دی جائی ہو ان کو اپنے خاوندوں سے (اس سے ادا ان کے پہلے خاوند ہیں یا نئے خاوند ہیں جن سے
وہ نکاح کرنا چاہیں) نکاح کرنے سے مت روکو۔

= اَنْ يَّيْلَحْنَ - میں اَنْ مصدر یہ ہے يَنْكَحْنَ مضارع جمع مونس غائب نِكَاح مصدر
کہ وہ عورتیں نکاح کریں یا نکاح کر لیں

= اِنْ اِصْحَا - ماضی جمع مذکر غائب تَوَاصَوْا (تفاعل) مصدر وہ آپس میں ماضی ہوئے یعنی
وہ متاور رہیں اور ان کے خاوند پہلے پائے۔ جن سے وہ نکاح کرنے پر باہمی رضامند ہوں
= يٰۤاَعْرُوفُ - معروف کے معانی ہیں بنانی پچانی چیز۔ قانون۔ قاعدہ دستور۔ حسن معاملہ۔ حسن حاضر
اجتماعی۔

= دَلِكْ - یہ۔ اشارہ اس طرف ہے جو عورتوں کو روکنے سے پرہیز کرنا اور باہم رضامندی کا خیال
رکھنا۔ پہلے بیان ہو چکا ہے

= يُوَسِّطُ بِهِ - بوعظ۔ منہارث مجہول واحد مذکر غائب۔ دَعَا (باب ضَوَب) مصدر سے و۔
نصیحت کیا جاتا ہے۔ یہ میں ۵ ضمیر واحد مذکر غائب دَلِكْ کی طرف راجع ہے

= مِنْ صَآءٍ مِّنْكُمْ يَوْمَ يَأْتِيهِمُ الْيَوْمُ الْآخِرُ - یہ جملہ اپنی تمام تادیلات صرفی و نحو کی

يُؤْخَذُ كَافِعًا مَالُ الْمَرْثَةِ نَالَهُ بِهٖ - تمہیں سے وہ شخص جو اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے۔

= ذِكْرُكَ - یہ - یہی - ذ۔ اسم اشارہ بعید کے لئے آئے کُذِّحَ حرف خطاب ہے اور اسی لئے مخاطب کے حالات کے اعتبار سے تذکرہ تانیث تشبیہ جمع میں بدلتا رہتا ہے

= اَزْكٰى - افضل التفصیل کا صیغہ ہے زیادہ پاک و پاکیزہ - اَعْظَمَ ذِكْرُكَ وَ اَفْخَرُ بَرَكَتُ اور نفع میں بڑھ کر
= اَظْهَرُ - افضل التفصیل کا صیغہ ہے - زیادہ پاک - زیادہ پاکیزہ - طَهَّارَةٌ - (باب نَصْر) مصدر پاک ہونا۔

= وَالْوَالِدَاتُ - اسم قاعل جمع مؤنث - اَوَّلَادُهُ - واحد - وَلَادَةٌ - (باب صَوَّب) بمعنی عورت کا بچہ جننا - وَالِدَاتُ - مائیں - آیت نہ اسے پہلے اور پیچھے چونکہ دونوں جگہ مطلقہ عورتوں کا ہی بیان ہے اسی لئے سیاق و سباق کا لحاظ کرتے ہوئے وَالِدَاتُ سے مراد یہاں مطلقہ عورتیں ہی ہیں اور ان ہی کے لئے رضاعت کی یہ مدت بیان کی گئی ہے۔ عمومی رضاعت کا اس میں ذکر نہیں۔ اس کے متعلق قرآن مجید کی آیت یہ آئی ہے حَمَلَتْهُ اُمُّهُ وَهَنًا عَلٰى ذَهْنٍ وَفِصْلُهُ فِىْ عَامَيْنِ (۱۴: ۳۱) اس کی ماں تکلیف پر تکلیف سہہ کر اٹھاتے رکھتی ہے (پھر اس کو دودھ پلاتی ہے اسے بننے کے بعد اور آخر کار) دوسرے میں اس کا دودھ چھڑانا ہوتا ہے - يٰۤاَحْمَلَتْهُ اُمُّهُ كُرْهًا وَوَضَعَتْهُ كُرْهًا وَحَمْلُهُ وَفِصْلُهُ ثَلَاثُونَ شَهْرًا - (۱۵: ۴۶) اس کی ماں نے اس کو تکلیف سے پیٹ میں رکھا اور تکلیف ہی سے اس کو بچا - اور اس کا پیٹ میں رہنا اور دودھ چھوڑنا تیس مہینوں میں ہوتا ہے۔

بعض کے نزدیک اَوَّلَادَاتُ سے مراد جمع والدات ہیں خواہ وہ مطلقات ہوں یا متزوجات -

= يُؤْخَذُ ضِعْفَيْنِ - مضارع جمع مؤنث غائب مضارع بمعنی امر استعجالی (مستحب) ہے - اِرْضَاعُ (باب افعال) وہ دودھ پلاؤں - جیسے اوپر آیت ۲: ۲۲۸ میں يَنْزِلُ يَضَعُ مضارع بمعنی امر آیا ہے الرِّضَاعَةُ - دودھ پلانا - (باب صَوَّب - سَمِعَ - فَتَحَ - تَمِنُ) سے آتا ہے

= حَوْلَيْنِ كَآمِلَيْنِ - دو صوف و صفت - پورے دو سال -

= لِمَنْ اَرَادَ اَنْ يَّكْتُمَ الرِّضَاعَةَ - اى هذا الحكم لمن اراد..... الرِّضَاعَةَ - یہ (حکم) اس شخص کے لئے ہے جو پوری مدت تک دودھ پلانا چاہے -

= عَلٰى سِرِّ اس کے ذمہ

= اَلْمَوْلُودُ لَهُ - اى الَّذِى يُوْلَدُ لَهُ - کافر و امیر و امیر و امیر اس الذی (مقدّرہ) کی طرف راجع ہے اَلْمَوْلُودُ اسم مفعول و امیر و امیر - وَلَادَةٌ (باب فَرْب) مصدر بنا ہوا - جس کے لئے وہ بنا گیا ہے - لہ - میں لام اختصاص کا ہے - بجائے اَوَّلَادُ - کے اَلْمَوْلُودُ لَهُ آئی ہے تاکہ معلوم ہو جائے کہ

مائیں بچوں کو ن کے بالوں کے لئے جنتی ہیں کیونکہ مولود باپ دادا کی اولاد تو بنے اور انہیں کی طرف سوسپا کی جاتی ہے نہ کہ ماؤں کی طرف۔

وَعَلَى الْمَوْلُودِ لَهُ - اور باپ کے ذمہ ہے،

= وَرِثَتُهُمْ ذِكْرُهُمْ - خوراک ان کی اور لباس ان کا - كِسْوَةً وَاحِدَةً كِسَاءٌ جَمْع - کیسی بکسی (باب سَمِعَ) متعدی بیک مفعول - لباس پہننا - اور كَسَى يَكْسُو (باب نَصَرَ) متعدی بہ مفعول لباس پہنانا - یا پہننے کو دینا - باب نَصَرَ کی مثال - ثُمَّ نَلَسُوْهَا لَحْمًا (۲: ۲۵۹) سچے ہر ن لہووں پر (کس) کوشت پوست پڑھائیے ہیں۔

باب سَمِعَ سے قرآن مجید میں استعمال نہیں ہوا۔

= بِالْعُرْوَةِ - دستور کے مطابق - عادت رائج الوقت کے مطابق - اعتدال کے ساتھ کسی فریق پر ناجائز بوجھ نہ ہو۔

= لَا تَكْلَفُ - مضارع منفی مجہول واحد مؤنث غائب - تَكْلِفُ (تَفْعِيلُ) مصدر سے اسے تکلیف نہیں دی جائے گی۔

= إِلَّا دُسْعَهَا - مضاف مضاف الیہ - اس کی طاقت - اس کی وسعت - اس کی سمائی سَعَةً (باب سَمِعَ) سے مصدر۔

= اِنْ تَضَارَّ - فعل نہی معروف المجہول بھی ہو سکتا ہے (مضارع واحد مؤنث غائب مُضَارَّةٌ) (مفاعلة) مصدر - یعنی رنج پہنچانا - تنگ رہنا - نہ پہنچانا - دکھ دینا - نہی معروف کی صورت میں لَا تَضَارَّ اصل میں تَضَارَّرَ تھا - دورا - ٹٹھی ہوئیں - پہلی راہ کو دوسری - میں نہ غم کی اور دوسری - اجتماع ساکنین کے سبب تنگ ہوئی اور چونکہ اس سے ماقبل فتح اور الف تھا - اس لئے تجانس کے سبب فتح کے ساتھ متحرک ہو گئی بیسے کہ اور مجہول قرآن مجید میں ہے: مَنْ تَزَنَّدَ مِنْكُمْ عَنْ دِينِهِ (۵۴: ۵۱) کہ تَزَنَّدَ (باب افتعال) اصل میں (بطور مضارع مجزوم) تَزَنَّدَ تھا - دکھ میں نہ غم کیا - اجتماع ساکنین سے دوسری متحرک ہو گئی - بوجہ ماقبل پر فتح کے فتح کے ساتھ متحرک ہو گئی - اور تَزَنَّدَ ہو گیا = بَوَلَدَ هَا - ب سبب ہے وَلَدَ هَا - مضاف مضاف الیہ - بسبب اس کے بچے کے - بسبب اپنے بچے کے۔

= وَلَا مَوْلُودٌ لَهُ بَوْلِدًا - ای ذلایضاً مَوْلُودٌ لَهُ لَبَسَ وَلَدًا - اس جملہ کا عطف ماقبل کے جملہ پر ہے۔

مطلب یہ کہ: زماں اپنے بچے کے ذریعے (یعنی اس کو دکھ پہنچا کر) باپ کو دکھ پہنچانے اور زباپ

ہے۔ ان کے ذریعے اللہ نے اس کو دکھ پہنچا کر ماں کو دکھ پہنچائے۔ لہذا اور لہ (انے) میں اضافت کی تکرار اس لئے لائی گئی تاکہ وہ سمجھیں کہ اس طرح اول دکھ تو وہ اپنے بچے کو پہنچا رہے ہیں۔

اگر لَا تُضَادُّ کو نفی مجہول یا جانتے تو اس کی صورت یہ ہوگی۔ تَضَادُّ اصل میں لَا تُضَادُّ تھا۔ دوسرا اکٹھے ہونے ایک کو دوسری میں مدغم کیا۔ دوسری زکو پہلی رک کی فتح کے ساتھ متحرک کیا لَا تُضَادُّ ہو گیا۔ مجہول ہونے کی صورت میں بھی وہی معنی ہیں جو معروف ہونے کی صورت میں ہیں لیکن عکس ترتیب کے ساتھ۔

== وَتَلَّى الْوَارِثُ مِثْلَ ذَلِكَ - اس جملہ کا عطف جملہ عَلَى الْوَارِثِ لَمْ يَرْزُقْنِي وَكُسُوْنَهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ پر ہے۔ اور درمیانی کلام بطور جملہ معترضہ المعروف کی تفسیر ہے۔ الْوَارِثُ سے مراد باپ کے وارث اور لڑکے کے وارث دونوں ہی ہو سکتے ہیں۔ اور ذَلِك سے مراد وہ ذمہ داریاں جو باپ کے ذمہ تھیں۔ یعنی رَزَقْنِي وَكُسُوْنَهُنَّ وغیرہ وغیرہ۔

== فَإِنْ أَرَادَ انْفَصَالًا عَنْ تَوَاضُعٍ قَبْلِهِ، وَتَشَادُّرٍ جَلَسَتْ عَلَيْهِمَا جَوَابُ شَرْطٍ -

== إِنَّ أَوَّلَهَا - ماضی متینہ مذکر غائب اِنْ شرطیہ اگر وہ دونوں چاہیں

== فَيَصِلَ - اسم فعل۔ بچہ کا دودھ چھڑانا۔ باب مفاعله سے مصدر بھی ہے۔ یعنی بِأَمْرٍ مَّذْبُونًا۔ یہاں اول الذکر معنی مراد ہیں۔

== تَوَاضُعٍ - باہمی رضامندی۔ آپس کی خوشی۔ ایک دوسرے سے راضی ہونا۔ تَوَاضُعٍ -

(تفاعل) مصدر ہے نئی حرف علت بوجہ تعاقب کے ساقط ہو گئی

== تَشَادُّرٍ - آپس میں مشورہ کرنا۔ بروزن تفاعل مصدر ہے۔

== وَإِنْ أَرَدْتُمْ أَنْ تَسْتَرْضِعُوا أَوْلَادَكُمْ - جملہ شرطیہ اور اگلا جملہ جواب شرط ہے اِنْ شرطیہ

أَرَدْتُمْ ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ أَرَادَكُمْ (باب افعال) مصدر۔ تم نے چاہا۔ اِنْ - مصدر یہ۔

تَسْتَرْضِعُوا - مضارع منصوب جمع مذکر حاضر۔ اِسْتَرْضَاعٌ (اِسْتِغْعَالٌ) مصدر۔ اِنْ تَسْتَرْضِعُوا

أَوْلَادَكُمْ میں أَوْلَادَكُمْ مضاف الیہ لکَر تَسْتَرْضِعُوا کا مفعول ثانی ہے۔ مفعول اول

مخذوف ہے وَالْهَادِئَاتِ تَسْتَرْضِعُوا الْمُرَاضِعَ لَوْلَا ذِكْرُ الْمُرَاضِعِ وَالْمَرْضَعَاتِ جَمْعُ لَمْرَضَةٍ

دَمَضَج دودھ پلانے والی عورت، مطلب یہ کہ اگر تم یا ہو کہ تم اپنی اولاد کو کسی دوسری دودھ

پلانے والی عورت سے دودھ پلاؤ۔ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ تَوَكُّؤُنَ حَرْجٍ نہیں ہے جملہ جواب شرط میں

== إِذَا اسَلَّمْتُمْ مَا اسَلَّمْتُمْ بِالْمَعْرُوفِ جملہ شرطیہ ہے جس کا جواب شرط مخذوف ہے اس پر اس

کا مقابل دلالت کرتا ہے اِلَّا تَعْلَانِ تم نے دودھ پلانے والیوں کو ادا کر دیا۔

سَلَّمْتُمْ ماضی جمع ذکر حاضر تَسَلَّمْتُمْ (تفعیل) مصدر سپرد کرنا۔ سَلَّمْتُمْ - اے سَلَّمْتُمْ الی المراضع - تم نے دودھ پلانے والیوں کو ادا کر دیا۔ مَا مَوْصُولٌ بِهِ - اُنْتُمْ - ماضی جمع ذکر حاضر اِيتَاءُ (انفال) مصدر - تم نے دیا۔ صَدَقَ اپنے موصول کا۔ صَدَقَ اور موصول مل کر مفعول ثانی ہے سَلَّمْتُمْ کا جو کچھ تم نے دینا تھا۔ المراضع کا مفعول اول ہے۔ مطلب یہ ہے: بشرطیکہ تم نے دودھ پلانے والی عورتوں کو دستور کے مطابق جو دینا تھا ادا کر دیا ہو۔

= اَلْمَعْرُوف - یہ سَلَّمْتُمْ کے متعلق ہے۔ یعنی ایسا طریقہ جو شریعت میں مستحسن اور متعارف ہو
= وَاتَّقُوا اللَّهَ - اور اللہ سے ڈرتے رہو۔

= اِعْلَمُوا - فعل امر جمع ذکر حاضر۔ علم (باب سمع) مصدر۔ تم جان لو۔ بَصِيْرٌ بروزن فاعل بمعنی فاعل ہے۔ دیکھنے والا۔ جاننے والا۔

وَاتَّقُوا اللَّهَ..... بَصِيْرٌ - یہ بچوں اور اناؤں کے متعلق جو پہلے بیان کیا گیا ہے اس کی حفاظت اور اس پر کاربند ہونے کی تاکید ہے۔

۲۳۴:۲ = يَتَوَقَّوْنَ - مضارع مجہول جمع ذکر غائب۔ تَوَقَّى (تفعیل) مصدر۔ وہ فی۔

مادہ اَنَوَانِي۔ مکمل اور پوری چیز کو کہتے ہیں۔ چنانچہ اَنَاجِدٌ میں ہے وَادْفُوا الْاَكِيلَ اِذَا اَكَلْتُمْ (۲۵:۱۶) اور جب کوئی چیز باپ کر دینے لگو تو پیمانہ پورا بھرا کر دو۔ اور کہتے ہیں تَوَقَّيْتُ النَّتَى اِذَا اَخَذْتُهَا وَاقْتَاتَا۔ کسی چیز کو پوری طرف اور مکمل طور پر لینا۔ يَتَوَقَّوْنَ (جب) ان کی رو میں مکمل طور پر قبضہ میں لی جاتی ہیں۔ یعنی مر جاتے ہیں ان کی رو میں قبض کی جاتی ہیں۔ اسی سے فوت ہو جانا بمعنی مر جانا ہے۔ اَلَّذِي يَتَوَقَّوْنَ نَكَهَ تم میں سے جو لوگ وفات پا جاتے ہیں یا مر جاتے ہیں = يَذَرُوْنَ - مضارع جمع ذکر غائب۔ وہ چھوڑیں یا چھوڑ جائیں۔ وَذَرَا۟ۤءُ - باب ضو۔ مصدر۔ اَنَ اَن اصل میں يُوْذَرُوْنَ تھا لیکن عمومی تلفظ مضارع کا: بِسْمِیع سے کہا جاتا ہے وہ چھوڑ دیتا ہے يَذَرُوْنَ وہ چھوڑیں یا چھوڑ جائیں اور جگہ قرآن مجید میں ہے فَاَسْخَوْا اِلٰی ذِكْرِ اللَّهِ وَذَرُوا الْفَسْخَ - (۹۰:۶۲) تو خدا کی یاد کی طرف (یعنی نازک طرف) جلد کی کرو اور فساد کو چھوڑ دو۔

وَبِذَرْتُمْ اَذْوَانَا اور وہ بھیجے بیویاں چھوڑ جائیں

= يَتَرَكْنَ مَا نَفْسِهِنَّ - مضارع معنی امر۔ یعنی وہ اپنے آپ کو روکے کہیں۔ یا انتظار کریں

نیز ملاحظہ ہو۔ (۲۲۸:۲)

= اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَعَشْرًا - چار ماہ اور دس دن

فَاُكِدَا - تین سے دس تک۔ مگر معدود نہ کر ہو تو عدد مؤنث آتا ہے اور اگر معدود مؤنث ہو

تو عدد مذکور آتا ہے عَشْرًا مذکور ہے پس اس کا عدد مَوْنُث ہونا چاہئے وہ لہاں مَذْذُوف ہے سوال پیا ہوتا ہے کہ عَشْرَةٌ دس دن کی بجائے عَشْرًا (دس رات) کیوں استعمال ہوا ہے۔ اس کے معلق مخالف جوابات مفسرین نے دیئے ہیں۔

مخبر ذکر عاب ایسے موقوف پر جب معدود ماقہ وظن ہو۔ عد مَوْنُث استعمال نہیں کرتے۔ تاہم ضمت عَشْرًا متہیں کہیں گے بلکہ ضمت عَشْرَ کہیں گے حالانکہ ریزہ دل کو رکھ جاتا ہے اسی طرح قرآن مجید میں ہے اِنْ لَمْ يَنْصَرِفْ اِلَيْكَ اَوْ اِلَيْكُمْ اَوْ اِلَىٰ اَرْضٍ مِّنْكُمْ اَوْ اِلَىٰ سَفَرٍ مِّنْكُمْ اَوْ اِلَىٰ سَفَرٍ مِّنْكُمْ اَوْ اِلَىٰ سَفَرٍ مِّنْكُمْ (۱۰۴: ۲۰)۔ صاحب تفسیر ظہری رقمطراز ہیں: لفظ عَشْرًا کو مَوْنُث ذکر کرنا لسانی کے اعتبار سے ہے کیونکہ لسانی کے اعتبار سے ہی مینوں اور دنوں کی ابتداء ہوتی ہے۔ عرب کا قاعدہ ہے کہ جب سی حد کو لسانی اور ایام میں مبہم کرنا منظور، تاہم تریوں کو ایام پر مقرر کر لسانی کا استعمال کرتے ہیں اور ایسے وقوعہ مذکور کا استعمال نہیں کرتے۔

== فَذَٰلِكَ جَنَاحٌ عَلَيْهِمْ فِي مِثْلِ مَا رَأَوْا مِنَ الْقَوْمِ (۲۳۵: ۲) لاجنّاح حلیفہ۔ یہاں خطاب عام اہل اُمت کو ہے۔ اِیٰہِیْہِ الْاٰمَنَةُ وَالْمُسْلِمُوْنَ حقیقا کے ساتھ نکاح کا ارادہ رکھنے والے مردوں سے ہے۔

== فَمِنْ اَعْرَاسٍ مِّنْہُمْ مِنْ خُطْبَةِ النِّسَاءِ (۲۳۵: ۲) یعنی اس بارہ میں۔ یا اس بابت ما موصولہ۔ عَرَّضْتُہُ بَ ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ تَعْرِضُ الْفَعْلُ مصدر۔ اشرار یا کائنات کہنا۔ قرآن اشارۃً یا کائنات کہنا۔ جو ہم نے مبہم طور پر بغیر کہو۔ بات کی لغات القرآن میں تفسیر یہ احوال دیتے ہوئے کہہ ہے امام فخر الدین رازی رقم تفسیر کبیر میں رقم دیتے ہیں۔ تَعْرِضُ لغت میں تقدیر کی ضد ہے۔ اور اس کے معنی ہیں اپنا کلام میں ایسی چیز کو لے آنا کہ جو اپنے مقصود پر بھی دلالت کی صلاحیت رکھتی ہو اور غیر مقصود پر بھی مگر جانب مقصود کی طرف اس کی رہنمائی دے۔ مکمل اور زیادہ راجح ہے۔ یہ اصل میں عرض الشیء سے ماخوذ ہے۔ جس کے معنی جانب اور کنارے کے ہیں۔ گویا تَعْرِضُ کرنے والا شخص اپنے مقصد کے گرد کھو متاب مگر اسے ظاہر نہیں کرتا۔

اس کی مثال یہ ہے کہ ایک حاجت مند شخص ایک شخص سے کہو اس کی حاجت برآری کر سکتا ہو کہنے لگے میں تو حضور کے سلام کو حاضر ہوا ہوں اور محض آپ کی زیارت کو آیا ہوں۔ اسی معنی میں یہ ضد ہے۔ وحسبک بالتسلیم منی تقاضیاً۔ (جتنے سے تقاضے کو میرا سلام ہی کافی ہے۔

۴ ضیروا مد مذکر غائب ما موصولہ کی طرف جمع ہے۔ مِنْ خُطْبَةِ نِسَاءٍ متعلق عَرَّضْتُہُ بِہِ ہے خُطْبَةُ بَیْعَامِ نِکاح۔ نِکاح کی بات چیت۔ خُطْبُ یَخْطُبُ (بات بات) کا مصدر ہے۔

مطلب آیت کا یہ ہوا کہ ۱۔ اسے مرد و سچو متذکرہ بالا عدت پوری کرنے والی عورتوں سے نکاح کا ارادہ رکھتے ہو نکاح کے سلسلہ میں جو بات تم تقریباً کہو اس میں کوئی مضائقہ نہیں
 = اَوَ اَكْنَنْتُمْ فِيْ اَنْفُسِكُمْ - اس جملہ کا عطف جملہ سابقہ پر ہے۔ اَكْنَنْتُمْ - ماضی جمع مذکر حاضر تم نے دل میں چھپا دیا۔ تَمَّ دِلٌ مِّنْ مَّحْضُوْرٍ رَّكْعًا - اِلْتِنَانُ (اِفْعَالٌ) مصدر - دل میں چھپانا۔ مَحْضُوْرٌ رَّكْعًا - محفوظ رکعت۔ دُرُّ مَكْنُوْنٍ چھپا ہوا موتی۔

یاقم (ارادہ نکاح کو) اپنے دلوں میں ہی چھپائے رکھو اتب بھی تم کو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔
 = سَتَدُّ كُوْدُ تَهْتَن - س میں مضارع پر داخل ہو کر معنی میں کر دیتا ہے۔ تَدُّ كُوْدُوْنَ مضارع جمع مذکر حاضر۔ هَتَن - غائب۔ تم ان سے (نکاح کا) ذکر کرو گے
 = لَا تَوَاعِدُوْهُنَّ سِرًّا - لَا تَوَاعِدُوْهُنَّ فعل نہی جمع مذکر حاضر هَتَن - ضمیر مفعول جمع تَوَاعِدُ جمع تَوَاعِدٌ غائب تَوَاعِدٌ مصدر مُوَاعِدَةٌ (مفاعلة) سے ہے۔ جس کے معنی کسی سے وعدہ کرنے کے ہیں تم ان سے وعدہ نہ کرو۔ سِرًّا - سِرٌّ - چھپی ہوئی بات کو کہتے ہیں۔ مجید۔ راز۔ دل میں جو بات چھپی ہو اس کو سِرٌّ کہتے ہیں۔ اس کی جمع استرار ہے بطور کنایہ اور مجاز کے سِرٌّ بمعنی جماع۔ نکاح۔ نکاح کرنے کا اظہار کرنا کے معنوں میں بھی استعمال ہوتا ہے یہاں یہ بطور نکاح مستعمل ہے۔
 سِرًّا مفعول یہ ہے۔ اِی لَا تَوَاعِدُوْهُنَّ نِكَاحًا (لیکن) ان عورتوں سے (ایام مدت میں) باہم نکاح کا وعدہ نہ کرو۔

= اِنَّ حَرْفَ اسْتِثْنَاءٍ اَنْ تَقُوْا تَوَاعِدًا لَا مَعْرُوْفًا - استثنی۔ یہ مستثنیٰ مفرغ ہے یعنی وہ مستثنیٰ جس کا مستثنیٰ منہ مذکور نہ ہو اِی لَا تَوَاعِدُوْهُنَّ مُوَاعِدَةٌ اِلَّا مُوَاعِدَةٌ مَعْرُوْفَةٌ یعنی ان سے باہمی کوئی مواعدہ نہ کرو۔ سوائے معروف طریقہ کے مواعدہ کے جس کا ذکر فیما عَوَّضْتُمْ بِمِثْلِ خُطْبَةِ النِّسَاءِ میں اور پر ہو چکا ہے۔ اَنْ مصدر یہ ہے

= وَلَا تَعْزِمُوْهُنَّ اَنْ تَحْزِمُوْهُنَّ - لَا تَعْزِمُوْهُنَّ فعل نہی جمع مذکر حاضر۔ عَزَمَ (باب ضَوْب) غزم کرنا۔ عَزَمَ کرنا۔ عَزَمَ نیکاح۔ نَسَخَ مَضَیْلُ رَا لَا تَعْزِمُوْا کا مفعول۔ عقد نکاح۔ نکاح کی بندش۔ نکاح کی گرہ۔ ترجمہ: اور نہ ارادہ کرو عقد نکاح کا عَقْدٌ کے معنی گرہ۔ بندش۔ رو کاوٹ۔ لکنت۔ مثلاً کہتے ہیں عَقْدَ لِسَانٍ۔ اس کی زبان پر گرہ لگادی گئی۔ اور فی لِسَانِ عَقْدَةٍ۔ اس کی زبان میں کانت ہے قرآن مجید میں ہے۔ وَ اَخْلَصَ عَقْدًا مِّنْ لِّسَانِیْ (۲۴: ۲۰) اور میری زبان کی گرہ کھول دے
 = اَلْکِتَابُ - اِی مَا کَتَبَ مِنَ الْعِدَّةِ - عدت کی مقرر کردہ مدت
 = اَجَلٌ - مضاف مضاف الیہ۔ اس کی مدت مقررہ۔ ضمیر واحد مذکر غائب الکتاب کی طرف راجع ہے

= خی - حرف جر ہے۔ انتہار غائب کے لئے ہے تاکہ عدت کی مقررہ مدت اختتام کو پہنچ جائے
= فَاحْذَرُوهُ - اِحْذَرُوا۔ امر کا صیغہ جمع مذکر غائبہ۔ تم ڈرو۔ حَذَرُ (باب سَمِعَ) مصدر۔ ڈھنبر
واحد مذکر غائب کا مرجع اللہ ہے پس تم اس سے یعنی خدا سے ڈرو یا ڈرتے رہو۔

= عَفُوٌّ - صیغہ مبالغہ - بڑا بخشت والا۔ بڑا معاف کرنے والا۔ اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ میں سے ہے
حَلَبَةٌ - جلد سے فِیْل کے وزن پر صفت مشبہ کا صیغہ ہے۔ بہت بڑا رتھل والا پوش غضب
سے نفس اور طبیعت کو روکنے والا۔ باوقار۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ میں سے ہے۔

۲۳۶:۲ = مَا لَمْ تَمْسُوْهُنَّ - مَا کی مندرجہ ذیل صورتیں ہو سکتی ہیں۔

۱، مَا - شرطیہ ہے۔ اس صورت میں ترجمہ ہوگا۔ اگر تم نے ان سے مجامعت نہیں کی۔

۲، مَا - مصدر یہ ہے۔ ترجمہ ہوگا۔ کہ ابھی تک تم نے ان سے مجامعت نہیں کی۔

۳، مَا - موصولہ ہے۔ اس صورت میں ترجمہ ہوگا۔ جن سے تم نے (ابھی تک) مجامعت نہیں کی

لَمْ تَمْسُوْا - مضارع نفی جہد بکلم۔ جمع مذکر حاضر۔ مَسَّ - مَسَّسَ وَمَسَّاسَةٌ (باب نصر وضم)

چھونا لگ جانا۔ رگڑ لگ جانا۔ لائق ہونا۔ قرب منافی یعنی جماع کرنا۔ هُنَّ ضمیر مفعول جمع مؤنث غائب

مَا لَمْ تَمْسُوْهُنَّ - جن کو تم نے (ابھی تک) چھوا نہیں۔ جن سے تم نے (ابھی تک) مجامعت نہیں کی

= اَوْ تَقْرَضُوا الْهَنْ فَرِيضَةٌ اس جگہ کا عطف تبدل سابق پر ہے۔ اِی اولہ تقرضوا الھن

یا نہیں مقرر کیا تم نے۔ نہیں متعین کیا تم نے۔ نہیں فرض کیا تم نے۔ فَرَضَ (باب ضرب) مصدر فَرَضَ

اگر غنی کے ساتھ آئے تو اس کے معنی کسی چیز کے واجب اور ضروری قرار دینے کے ہیں جیسے اِنَّ الدِّنَی

فَرَضَ عَلَیْكَ الْقَرَآنَ (۲۸: ۸۵) بے شک جس نے (یعنی خدا نے) تم پر قرآن (کے احکام کو) فرض کیا

ہے اور جب فَرَضَ لام کے ساتھ آئے تو متعین کرنے اور مقرر کرنے کے معنی دیتا ہے۔ جیسے قَدْ فَرَضَ

اللہ نَکْمَ تَحِلَّةٍ اَیْمَانِکُمْ (۶۶: ۲) خدا نے تم لوگوں کے لئے تمہاری قسموں کا کفارہ مقرر کر دیا ہے۔ آیت

ہذا میں یعنی مقرر کرنا۔ متعین کرنا مستقل ہے۔

= فَرِيضَةٌ صفت مشبہ کا صیغہ واحد مؤنث۔ اس کی جمع فَرَائِضُ ہے۔ مقرر کیا ہوا مہر۔ لازم

کیا ہوا حکم۔ یہاں مقرر کیا ہوا مہر مادی ہے۔ فَرِيضَةٌ اَلْمَعِيْلَةُ کے وزن پر یعنی مفعول ہے۔ اس میں ت

اس نے لالہ کنی ہے کہ لفظ صفت سے اسمیت لائق منتقل ہوتا ہے۔ اس کا منصوب ہونا مفعول

ہونے کی وجہ سے ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ مصدر۔ نئے کی وجہ سے منصوب ہو۔

= قَدْ مَخَّوْهُنَّ - امر کا صیغہ جمع مذکر غائبہ تَمَخَّجَ اَلْفَاحِشَاتِ - مصدر متاخ و سمان ہے جو کام میں ت

ہے۔ جس سے کسی قسم کا فائدہ حاصل یا جاتا ہے۔ وہاں جو کسی نوت کو قوت سے اپنے حریف کی صورت

میں جب کہ ہن کوئی مقدار مقرر نہ کی گئی ہو دیا جاتا ہے ہُن مفعول جمع مَوْنَتْ غائب۔ مَتَّعُوْهُنَّ تمام ان (عورتوں) کو کچھ متاع دے دو مَتَّعُوْهُنَّ کا عطف مقدار پر ہے اِی فَلَطِفُوْهُنَّ وَ مَتَّعُوْهُنَّ۔ یعنی طلاق دیدے اور ان کو اس قدر متاع دو کہ وہ اس سے کچھ فائدہ حاصل کریں

== عَلٰی الْمَوْسِعِ قَدْرُهُ وَعَلٰی الْمَقْتَرِ قَدْرُهُ یہ مَتَّعُوْهُنَّ کی مراحمت ہے۔ مَتَّعُوْهُنَّ میں یہ نہیں بتایا گیا کہ کس قدر متاع مطلقہ کو دیا جائے۔ یہاں اس کی وضاحت کی ہے کہ مقدار مقرر نہیں ہے بلکہ صاحبِ ثروت اپنی حیثیت کے مطابق اور تنگ دست اپنی حیثیت کے مطابق دیوے۔

الْمَوْسِعِ - اسم فاعل واحد مکرر الْمَسَاعِ (افعال) مصدر - مالدار - وسعت والا۔ الْمَقْتَرِ - اسم فاعل واحد مکرر - اِشْتَادُ الْاِذْخَالِ مصدر - فقیر - تنگ دست - نادار - کم مایہ - یہ اصل میں قَتَادُ وَ قَتَرٌ ہے جس کے معنی اس دھواں کے ہے جو کسی چیز کے بھوننے یا لکڑی کے جلنے سے اٹھتا ہے۔ گویا مَقْتَرٌ اور مَقْتَرٌ بھی یہی ہے دھوئیں کی طرح لیتا ہے۔ یعنی لکڑی جو جل رہی ہو تو یا ترکاری جو پک رہی ہو تو ہے وہ تو ملتی نہیں صرف بجاپ سوکھنے کو مل جاتی ہے۔

قَدْرُهُ قَدْرٌ یعنی رد و عبارہ قَدْرٌ (باب ضَرْو وَ نَصْو) مصدر بمعنی تنگی سے گذارہ کرنا۔

== قَدْرُهُ - مضاف مضاف الیہ اس کی وسعت۔ اس کی گنجائش۔ عَلٰی الْمَوْسِعِ قَدْرُهُ - مالدار کے لئے اس کی وسعت کے مطابق (متاع دینا ہے) اور تنگ حال کے لئے اس کی طاقت کے مطابق۔

== مَتَاعًا - اسم مصدر ہے لیکن بطور مصدر بمعنی تمیعاً استعمال ہوا ہے اِی مَتَّعُوْهُنَّ تَمَتُّعًا۔ بدیں وجہ منصوب ہے۔ (متاعاً فائدہ پہنچانا معروف طریقہ سے) حَقًّا عَلٰی الْمُحْسِنِینَ - اس کی دو صورتیں ہیں

(۱) یہ مَتَاعًا کی صفت ہے اِی مَتَاعًا اِجْبًا عَلَیْهِہِ یعنی متاع جو کہ (محسنین) پر واجب ہے
(۲) بطور مفعول مطلق استعمال ہوا ہے اِی حق ذلک حقا۔ یہ متاع کا دینا محسنین پر واجب ہے۔

== مُحْسِنِینَ - احسان کرنے والے۔ بھلائی کرنے والے۔ نیکوکار

۲۳۷: ۲ = وَ قَدْ فَرَضْتُمْ لَہُنَّ فَرِیْضَةً - در آنحالیکہ تم نے ان کا مہر مقرر کیا ہوا ہے وضع حال میں فَرِیْضَةٌ مَا فَرَضْتُمْ اِی فَرِیْضَ الْفَرِیْضَةِ - تو اسی مقرر کردہ مہر کا نصف ان عورتوں کو ادا کرو۔ مَا - موصولہ ہے۔

== اِلَّا اَنْ یَّعْمُوْنَ - اِلَّا حرف استثناء اَنْ مصدر یہ یَعْمُوْنَ۔ مضارع جمع مَوْنَتْ غائب

عَفْوُ ۱ باب نَصَرَ ۱ وہ عورتیں معاف کر دیں۔ مگر یہ کہ وہ عورتیں (اپنا حق) معاف کر دیں۔
= اَوْ۔ حرف عطف ہے۔ یا۔

= بَعْفُو۔ مضارع منصوب واحد مذکر غائب۔ یا یہ کہ وہ معاف کر دے۔

= الَّذِي يَمِدُّهُ عَقْدَةُ التَّكَاحِ جس کے ہاتھ میں نکاح کی گرد ہے۔ جس کے اختیار میں عقد نکاح ہے

بعض نے اس سے مراد عورت کا دل لیا ہے لیکن جمہور کا مذہب یہ ہے کہ اس سے مراد عورت کا شوہر ہے۔
کیونکہ یہ شوہر ہی ہے جو نکاح کے باندھنے اور کھولنے کا مالک ہے اس صورت میں شوہر کے معاف کرنے کا
مطلب یہ ہے کہ وہ اپنا نصف حصہ بھی عورت کو دیدے اس طرح پورا مہر عورت کی طرف آجائے گا۔

= اَنْ تَعْفُوْا اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰی وَاَوْ عَاطَفْتُمْ اَنْ مَّصْرِيْہُ تَعْفُوْا مَعَارِفَ تَنْسُوْبُ بُوْیَہُ
عمل اَنْ صیغہ جمع مذکر ماضی۔ اَنْ تَعْفُوْا مبتداء۔ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰی خبر۔ متبادرات اَنْ تَعْفُوْا اَنْ تَعْفُوْا
سے نزدیک تر ہے۔

لَعَفُوْا صیغہ جمع مذکر ماضی ہے۔ اس میں خطاب ۱۱، غاوند سے ہے۔ ۱۱ صوحطاب۔

للزَّوْجِ وَالْمَعْنٰی وَلِیْعَفِ الزَّوْجِ فَيَتْرَكُ حَقَّہُ الَّذِیْ سَاقَ مِنَ الْمَهْرِ اِذَا قَبْلَ الطَّلَاقِ
فَهُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰی یہ خطاب خاندان سے ہے اور معنی اس کے ہیں کہ غاوند معاف کر دے اور مہر
جو اس نے طلاق سے قبل بیوی کو دیا۔ سا بواب اس میں سے اپنے حصہ یا شے کو ترک کر دے یعنی وہ بھی
معاف کر دے۔ یہ پرہیز گاری سے زیادہ قریب ہے۔ یہ صورت تب یہ ہوگی کہ جب خاندان نے بیعت
قبل ہی پورا مہر عورت کو ادا کر دیا ہو اور اب قربت سے قبل ہی طلاق کی صورت میں آدھا تو عورت کو بھداق
فَنِصْفٌ مَّا فَرَضْنَا لَہُ مَعْفَا کرنا ہی پڑے گا۔ تو باقی نصف جس کا وہ مستحق ہے اسے واپس لینے کی
جگہ وہ بھی عورت کو معاف کر دے

(۲) یہاں خطاب مردوں اور عورتوں دونوں کو ہے۔ والمعنی وحفہ بعد منہ من بعض یہاں

الزَّوْجِ وَالنِّسَاءِ اَقْرَبُ اِلَى حَصُولِ التَّقْوٰی۔ اے مردوں اور عورتوں۔ تمہارا ایک دوسرے
کو معاف کر دینا (یعنی عورت۔ سارا مہر معاف کر دے یا مرد سارا مہر ادا کر دے) حصول تقویٰ کی بہتر صورت ہے۔
= وَلَا تَنْسُوا۔ فعل نہی جمع مذکر تانیہ۔ نَسِیْتُ (باب نَسِيَ) مصدر۔ تم مت بھولو۔ تم فراموش مت کرو

= الْفَضْلُ۔ اسم فعل۔ آپس کے تعلقات کی عقلانی۔ میاں بیوی کے سلوک میں خوشگوار سی۔ پاسداری
محافظہ، مروت۔ اور اگر اللہ کی طرف سے ہو تو بمعنی خیر و برکت۔ ہدایت و کرم

۲: ۲۳۸ = حَفِظُوا۔ امر کا صیغہ جمع مذکر تانیہ۔ مَحَاطَلَةٌ (مُحَاطَلَةٌ) مصدر۔ تم محافظت کرو۔

تم نگرانی کرو۔ تم حفاظت کرو۔

== الصلوات - نمازیں - جمع الصلوة - واحد -

== والصلوة والنسبہ موسوف وصفت درمیانی نماز - انوسفی اسم تفضیل کا صیغہ واحد نونث ہے
لأنه سطر - مذکر اس جملہ کا عطف بعد سابقہ پر ہے ای حفظوا علی الصلوات وحفظوا علی الصلوة
النسبہ - یہ خاص کا عطف عام پر مزیہ بننا کے لئے ہے - یعنی تمام نمازوں کی حفاظت کرو خاص کر صلوۃ
وسطی کی - الصلوة النوسبہ سے کوئی نماز - ادب سے اس پر متعدد اقوال ہیں -

۱. نماز فجر - حضرت عمر - حضرت عبد اللہ بن عمر - حضرت ابن عباس - رضی اللہ تعالیٰ عنہم واما ہا لک
ام شافعی - عکرمہ - ماؤد بن یحییٰ - امام ابو حنیفہ -

۲. نماز ظہر - زید بن ثابت رضی - ابوسبیہ رضی - اسامہ بن زید رضی -

۳. نماز عصر - حضرت ابن مسعود رضی - ابوالیوب النضر رضی - ابوسریہ رضی - ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی - قتادہ
حسن بصری -

۴. نماز مغرب - قیس بن ذویب رضی - یحییٰ بن سلف رضی - یحییٰ بن سلف رضی - یحییٰ بن سلف رضی -

بعض متاخرین کے نزدیک یہ کسی روایت ثبوت کے عشا بھی لکھا ہے بعض علماء نے پانچوں نمازوں
زں سے کوئی نماز ادا کی ہے - اللہ تعالیٰ نے اس کو بہیم رکھتا ہے تاکہ سب نمازوں کی پابندی کی جائے
- دَوُّوْنَا امر کا صیغہ جمع مذکر ماضی قیام باب لغز مصدر - تم اکثر ہو

== قَلْبُیْنِ اسم من معنی مذکر جالت جرو نصب - قوماں پر دار امانت گذار فتوت (باب لغز)
مسند یعنی فتوت کے ساتھ امانت التزام کرنا - عبادت میں بہت کم مصروف ہونا - اور اس سے سوا
توجہ پھیر لینا - قرآن مجید میں ہے اِنَّ اَبْرٰهٖمَ حَنَّانٌ مُّذَنَّبًا لِلّٰہِ (۱۶: ۱۲۰) ہے شک حضرت
ابراہیم کوگوں کے امام اور خدا کے فرمانبردار تھے -

== فَاِنْ حِفْظُكُمْ خُورَاجًا اَوْ رُکْبَانًا ای قات حِفْظُكُمْ من عدو وغیرہ فصلوا راجلین اور
راکبین - اِنْ شرطیہ حِفْظُكُمْ من عدو وغیرہ جملہ شرطیہ - فصلوا راجلین اور راکبین جو اہل شہر
رجالہ اور کسان ضمیمہ فصلوا سے حال ہیں - اگر تم کو دشمن وغیرہ کا ڈر ہو تو پیادہ چلنے کی حالت میں یا سوار
کی حالت میں نماز پڑھ لو - مطلب یہ کہ اگر تمہیں دشمن کی وجہ سے یا کسی اور وجہ سے یہ ڈر ہو کہ نماز میں خشوع و
خضوع رکوع و سجود کی خاطر خواہ ادا نیکی اور جملہ حقوق نماز کی ادائیگی بہ اہتمام تمام ملحوظ نہیں رکھی جائے
تو تم پیادہ چلنے کی حالت میں یا کسی سواری پر سوار ہونے کی حالت میں نماز پڑھ لو خواہ دوران نماز قبلہ رخ رہنا
بھی ممکن نہ ہو - یہ صلوۃ خوف دوران قتال و حرب ہے اور بدوین حرب و قتال کے متعلق سورۃ النساء میں
مفصل ارشادات ہیں - وَاِذَا لَقِیْتُمْ فِیْہُمْ فَاقْتُلُوْهُمْ (۴: ۱۰۲)

== فَاذْأَنِتُمْ۔ ف عاطفت اِذَا ظرف زمان اَنِتُمْ ماضی کا مبیغ جمع مذکر نافر مہاجر جب تم امن سے ہو جاؤ۔ اور خوف جاتا ہے۔

== فَاذْكَرُوا اللہ۔ اِی فصلوا اللہ۔ کما۔ ن تشبیہ کے لئے ہے ما موصوہ یا مصدر یہ ہے اور مَا لَمْ تَكُونُوا تَعْلَمُونَ۔ عَلَّمَ کا مفعول ثانی ہے۔ کُذ مبیغ جمع مذکر نافر۔ مفعول اول۔ ترجمہ ہوگا: پھر جب تم امن سے ہو جاؤ۔ تو اللہ کو یاد کرو۔ یعنی نماز پڑھو جس طریق سے خدا نے تم کو (توسط بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم) سکھایا ہے جو تم پہلے نہیں جانتے تھے۔

۲: ۲۴۰۔ وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا۔ ملاحظہ ہو ۲: ۲۳۴۔ متذکرہ بِالْأَوْصِيَّةِ اِی فِلْيُوصُوا اَوْصِيَّةً۔ انہیں چاہئے کہ وہ وصیت کر جائیں (اس صورت میں اَوْصِيَّةً مفعول ہوگا فِلْيُوصُوا)۔
== مَتَاعًا۔ کے منصوب ہونے کی وجوہات یہ ہو سکتی ہیں

۱، یہ مفعول مطلق ہے۔ اِی مَتَعُوهُمْ مَتَاعًا

۲، یہ فعل محذوف کا مفعول ہے یعنی لِيُوصُوا مَتَاعًا

۳، یہ اَوْصِيَّةً کا مفعول ہے اِی لِيُوصُوا اَوْصِيَّةً مَتَاعًا

مَتَاعًا سے مراد وہ چیزیں جن سے عورتیں نفع اٹھائیں۔ یعنی نان و نفقہ۔ کپڑا وغیرہ

== إِلَى الْحَوْلِ۔ ایک سال تک کے لئے

== غَيْرَ أَخْرَاجٍ اِی حال ہے اِذَا جِئْتُمْ سے۔ گھروں سے نکالے بغیر۔

== فَإِنْ حَرَجْتِ۔ مجملہ شرطیہ۔ اگلا سارا جملہ دِن مَعْرُوفٍ تک جواب شرط ہے

== وَاللَّهُ سَوِيحُ حَكِيمٌ۔ اللہ زبردست ہے جو اس کے حکم کے خلاف کرے اس سے بدلہ لے سکتا ہے حکمت والا ہے۔ جو اس کے احکام کی تعمیل کرے گا تو دیکھے گا کہ وہ احکام حکمت سے پُر ہیں اور ان کی اطاعت میں بندہ کی اپنی ہی مصلحت ہے۔

۲: ۲۴۱۔ وَالْمُطَلَّقَاتِ۔ لام اسحقاق کا ہے اَلْمُطَلَّقَاتِ جمع ہے اَلْمُطَلَقَةُ کی جو اسم مفعول واحد نَوَّش یعنی طلاق دی گئی عورت ہے۔ یہاں اَلْمُطَلَّقَاتِ سے مراد جمع مصفات ہیں یعنی معروف ناعدہ کے مطابق جملہ مطلقہ عورتوں کو متہ کا حق حاصل ہے۔

== حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِينَ۔ حَقًّا منصوب ہو جو مفعول مطلق کے ہے ملاحظہ ہو ۲: ۲۳۸۔ متذکرہ۔ بِالْأَ۔ مطلب یہ ہے کہ یہ متہ کا دینا متعین پر واجب ہے۔

۲: ۲۴۲۔ كَذَلِكَ۔ ک تشبیہ کا ہے ذَلِك کا اشارہ ان احکام کی طرف ہے جو طلاق، عدت اور نفقہ کے متعلق اوپر بیان ہو چکے ہیں۔ اسی طرح۔

۱۔ یُبَيِّنُ - مضارع واحد مرفاع تَبَيَّنَ (تَفَعَّلَ) مصدر کھول کر بیان کرنا۔

= لَعَلَّكُمْ تَفْقَهُونَ - عقل الٰہی ادا کہ علی حقیقت کسی شی کی حقیقت کو سمجھ لینا (معجم الوسیط، تدبر کرنا) (المفہم) مطلب یہ کہ کسی شے پر غور و فکر اور تدبر کر کے اس کی حقیقت سمجھ لینا۔ آیت کا مطلب یہ ہو گا کہ جن طرٹ اللہ نے متذکرہ بالا احکام کھول کھول کر بیان کر دیے ہیں اسی طرح وہ اپنے تمام احکام کھول کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ تم ان پر غور و فکر کرو۔ اور ان کی حقیقت کو سمجھ پاؤ۔

= اَلْيَوْمَ - مضارع مضارع الیہ - اپنی آیات - اپنی نشانیاں - اپنے احکام۔

۲: ۲۴۳ = اَلَمْ تَرَ - ہمسزہ استفہامیہ ہے لَمْ تَرَ - مضارع مجزوم نفی حمد بَلَمْ - واحد مذکر حاضر۔ کیا تو نے نہیں دیکھا۔ صاحب تفسیر مظہری اس کی تشریح کرتے ہوئے رقمطراز ہیں: یہ لفظ ما بعد کا حال سناتے کے لئے ثبوت اور تعجب دلاتا ہے۔ پس اَلَمْ تَرَ کہنا تعجب دلانے میں ایک مثل ہو گی۔ اور اس سے ایک ایسے شخص کو مخاطب کیا جاتا ہے کہ جس نے اس سے پہلے یہ واقعہ نہ سنا ہو اور نہ دیکھا ہو یا یہ تقریر اور تاکید ہے ایسے شخص کے لئے جس نے ان کا قصہ اہل کتاب اور اہل تاریخ سے سُن لیا ہو۔

یا اس کے معنی یہ ہیں کہ اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! کیا تو نے یہ بھی نہیں سمجھا اور اس میں ایک قسم کا تعجب دلاتا ہے۔ اور قرآن مجید میں جہاں کہیں بھی اَلَمْ تَرَ کا لفظ آیا ہے اور اس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں دیکھا۔ وہاں سب جگہ اس قسم کے معنی مراد ہیں۔

= اَلْاَوَّلُ - اَوَّلُ کی جمع ہزاروں - وَ اَلْاٰخِرُ - اَوَّلُ کی جمع ہزاروں کی تعداد میں تھے

= حَذَرَ الْاَوَّلِ - مضارع مضارع الیہ مل کر مفعول نہ خروج اسے

= مُؤْتَوٰا - امر کا صیغہ - جمع مذکر حاضر مؤتَوٰو - مصدر - تم مجاہد

= لَمْ اَحْيَاھُمْ - لَمْ حرف عطف - اس جملہ کا عطف جملہ مقدمہ پر ہے ایہ افعال لہذا اللہ موقوف اسما تو اللہ احیا اللہ اللہ تعالیٰ نے ان کو زندہ کیا۔ جاؤ پس وہ مرنے لگے۔ پھر اس نے ان کو زندہ کر دیا۔

فائدہ :- یہ کہ کون لوگ تھے جن کو وہ نے فانی کر دیا اور پھر نہ نے کے بعد ان کو دوبارہ زندہ کر دیا۔ کس زمانہ کے تھے کہاں بستے تھے۔ کہاں سے نکلے کہ مرنے کو تھے کیوں گئے۔ اس سب میں عمار کے مختلف اقوال ہیں۔ لیکن یہ اور واضح نفاذ ہے کہ یہ تھا اس آیت کے نزول کے وقت لوگوں کے علم تھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے رسول پر بھی تسلیم ہے اس بابت دریافت کیا دینے بھی ہیں۔

۱۔ مقصد کسی تاریخی واقعہ کا بیان کرنا نہیں بلکہ یہ امر دین سنیں کہ انہما تصود ہے کہ موت اللہ تعالیٰ کے امینا میں ہے اس کے سبب تک کہ جن و ششوں سے بچ نہیں سکتا اس لئے اس قسم کے تاریخی بیان نہ

کر دینے کی ضرورت نہیں۔

= لَكَوْ فَضْلٍ - لام تحقیق و تاکید کے لئے ہیں دُوْ فَضْلٍ - مضاف مضاف الیه - فضل کرنے والا - دینے
۲: ۲۴۴ = وَكَأْتِلُوا خِي سَبِيلِ اللَّهِ - اور اللہ کی راہ میں لڑو (جہاد کرو) یہ بات ذہن نشین کرا دینے
کے بعد کہ موت و حیات اللہ تعالیٰ کے قبضہ میں ہے کوئی اپنے جیل سے موت کو مال نہیں سکتا - اور زندگی کو
بڑھا سکتا ہے اب مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ کی رضا اور دین کی سر بلندی کے لئے جہاد کی ترغیب دی جا رہی ہے
جہاد کا عطف جملہ مقدرہ پر ہے اِی فاطیعو اذ قَاتِلُوا

= سَمِعَ عَلِيمٌ - سننے والا سَمِعَ سے بروزن فَعِلٌ صفت مشبہ کا صیغہ ہے - اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ
میں سے ہے - اور حب یہ حق تعالیٰ کی شان میں ہو تو اس کے معنی ہیں ایسی ذات جس کی سماعت ہر شے پر جاوے
ہو: عَلِيمٌ - خوب جاننے والا - عَلِمَ سے مبالغہ کا صیغہ ہے بروزن فَعِلٌ یہ بھی اسماء حسنیٰ میں سے ہے
۲: ۲۴۵ = مَنْ ذَا الَّذِي يُمْرُؤُا اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا - مَنْ اسْتَفْهَامَ - مبتدا - ذَا خبر ہے
الَّذِي یا ذَا کی صفت ہے یا اس سے بدل ہے - قَرْضًا منصوب بوجہ مصدر بمعنی اقْرَضَا ہے یا بوجہ
مفعول - حَسَنًا صفت ہے قَرْضًا کی - ترجمہ - بے کوئی ایسا جو اللہ کو قرض حسنہ لے

= قَبْضُفَهُ لَهٗ اَضْعَافًا كَثِيرَةً - جواب استفہام کے لئے يَضْعَفُهُ میں يَضْعَفُ مضارع
منصوب کا صیغہ واحد مذکر غائب - مضاعفة (مُضَاعَفَةٌ) مصدر باب مفاعلہ مشارکت کی وجہ سے نہیں بلکہ
مبالغہ کے لئے لایا گیا ہے - مضارع منصوب بوجہ اَنْ مقدرہ ہے - ضمیر مفعول واحد مذکر غائب قَرْضًا
کے لئے - اور کہ میں ضمیر واحد مذکر غائب قرض دینے والے کے لئے ہے - اَضْعَافًا ضِعْفُ کی جمع ہے
ضِعْفُ اسم مصدر اور بطور مفعول مطلق مستعمل ہے اس کو اَضْعَافًا (بطور جمع) تنوید کے لئے بیان
کیا ہے - كَثِيرَةً بہت 'واحد نوٹ لیکن اطلاق جمع کے موقع پر بھی ہوتا ہے -

ترجمہ - تاکہ وہ (یعنی اللہ تعالیٰ) قرضہ حسنہ دینے والے کے لئے اس قرض (کی جزاء) کو کوئی گنا بڑھا دے
= يَقْبِضُ - مضارع واحد مذکر غائب قَبَضَ (باب ضَوْبَ) مصدر - وہ تنگ کرتا ہے وہ روکتا ہے
اَنْقَبِضُ کے معنی کسی چیز کو پورے پنچے کے ساتھ پکڑنا - کے ہیں - جیسے قبض السیف تلوار کو پکڑنا -
= يَنْبِضُ - مضارع واحد مذکر غائب - بَنَضَ (باب نَصَو) مصدر کشادہ کرتا ہے فراخ کرتا ہے
بسط مادہ - قرات میں بعض نے حق سے اور بعض نے حق سے پڑھا ہے

بَسَطَ الشَّيْءُ کے معنی کسی چیز کو پھیلانے اور توسیع کرنے کے ہیں پھر استعمال میں کبھی دونوں معنی
محفوظ ہوتے ہیں اور کبھی ایک معنی متصور ہوتا ہے چنانچہ محاورہ ہے بَسَطَ الثَّوْبَ اس نے کپڑا پھیلایا
اسی سے اَنْبَسَطَ ہے جو ہر پھیل ہوئی چیز پر بولا جاتا ہے اور بَسَطَ کبھی بمقابلہ قَبَضُ بھی آتا ہے جیسے

آیت ہدای میں (خدا ہی روزی کو تنگ کرنا ہے اور وہی اسے کشادہ کرتا ہے) اور جبکہ قرآن مجید میں آیا ہے :
 وَكَوْنُ بِنَصْرِ اللَّهِ السَّيْرَةُ لِعِبَادِهِ (۲۲: ۲۰) اور اگر خدا اپنے بندوں کے لئے رزق میں فراخی کر دیتا۔ اور
 وَزَادَكَ بِنَصْرِ اللَّهِ فِي الْعِلْمِ الْجِسْمِ (۲: ۲۴) اس نے اُسے علم بھی بہت بخشا اور تن و قوتش بھی بڑا عطا کیا
 = وَاللَّهُ تَزِيدُ مَوْنَهُ إِلَيْهِ أَيْ إِلَى اللَّهِ - تَزِيدُ مَوْنَهُ - مضارع مجہول جمع مذکر ماضی - رَبِّعُ (باب
 ضَرْبٍ) تم لوٹائے جاؤ گے۔ تم پیچے جاؤ گے۔

۲: ۲۴ = اَلَمْ تَرَ - جنہرہ استفہامیہ - لَمْ تَرَ - مضارع نفی جہد بکملہ - کیا تو نے نہیں دیکھا۔ تَرَ
 اصل میں تَرَى تھا۔ یا م کو حذف کیا گیا ہے۔

= اَلَمْ تَرَ اِی الْمَلَا - سرداروں اور بڑے لوگوں کی جماعت - اسم جمع معرفت باللام - مجرور - م ل - مادہ
 اَلَمْ تَرَ - وہ جماعت جو کسی امر پر مجتمع ہو تو نظروں کو ظاہری حسن و جمال سے اور نفوس کو ہمیت و جلال سے
 مہرے۔ اس کا مفرد کوئی نہیں ہے۔ اس کی جمع اَمَلَاءُ ہے مَلَأَ يَمْلَأُ (باب فتم - مَلَأَ وَ مَلَأَتْ
 مصدر بے کے ساتھ بمعنی کسی چیز کو کسی چیز کے ساتھ بھر دینا۔ مَلَأَ بِمِثَالِهَا بَرْتَن بھر نے کی مقدار
 (نیز ملاحظہ ہو ۱۱: ۹۰)

اَلَمْ تَرَ اِی الْمَلَا - اِی اَلَمْ تَرَ اِی قِصَّةَ الْمَلَا (بنی اسرائیل) کیا تمہیں علم نہیں بنی
 اسرائیل میں سے بعض گروہ سرداران کے قصہ کا۔ (روح البیان) اِی اَلَمْ تَرَ قِصَّةَ الْمَلَا (اوحید یثیم
 روح المعانی) اَلَمْ تَرَ - کیا تو نے نہیں دیکھا۔ کیا تو نے غور نہیں کیا۔ کیا تجھے خبر نہیں۔
 فَاَمَلَا: اَلَمْ تَرَ - عربی میں یہ طرز خطاب ایسے موقع پر آتا ہے کہ جب مخاطب کو کسی بڑے
 اہم اور معروف واقعہ کی طرف توجہ دلانا مقصود ہوتا ہے۔ رویت سے ہمیشہ چشم بصارت سے دیکھنا
 مراد نہیں ہوتا بلکہ وہم و تخمیل اور غور و فکر اور عقل کی راہ سے بھی مطالعہ و مشاہدہ مراد ہوتا ہے اور جب
 اس فعل کا اصل الی کے ساتھ آتا ہے تو کوئی مقصود کوئی نتیجہ نکالنا یا عبرت حاصل کرنا ہوتا ہے۔
 (تفسیر ماجدی)

= مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ - میں مِنْ تبعیضیہ ہے۔

= مِنْ بَعْدِ مُوسَى - اِی مِنْ بَعْدِ مَوْتِهِ اَوْ مِنْ بَعْدِ زَمَانِهِ

= اِذْ قَالُوا لِنَبِيِّنَا لَهْمُ - اِذْ ذُبِلَ بے مِنْ بَعْدِ سے کیونکہ دونوں زمانہ کے لئے ہیں۔

ترجمہ ہوگا۔ کیا تو نے بنی اسرائیل کی ایک جماعت کو نہیں دیکھا جس نے حضرت موسیٰ کے بعد اپنے
 پیغمبر سے کہا۔ یا۔ کیا تجھے بنی اسرائیل کی ایک جماعت کے قصہ کی خبر نہیں جس نے حضرت موسیٰ کے
 کے زمانہ کے بعد اپنے پیغمبر سے کہا۔

== اِنْعَثْ لَنَا مَلَكًا نَقَاتِلَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ۔ یہ مقولہ ہے قَالُوا كَا۔ اِنْعَثْ تَوَجَّح۔ امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ نَعَثَ (باب فتح) مصدر جس کے معنی ہیں کسی چیز کو اٹھانا، کھڑا کرنا۔ اور سامنے کرنا۔
نَعَثَ کی دو قسمیں ہیں۔ ایک بشری دوسری الہی۔ اگر اس کی نسبت فاعلی انسان کی طرف ہو تو اس کو بشری کہیں گے جیسے کسی ایک شخص کا دوسرے شخص کو روانہ کرنا اور بھیجنا۔ اگر یہ نسبت خدا کی طرف ہو تو اس کو الہی کہا جائے گا۔ اس کی بھی دو قسمیں ہیں پہلی قسم اللہ کے ساتھ مخصوص ہے جیسے اشیاء کو عدم سے وجود میں لانا۔ دوسری مثال مردوں کو جلا نا ہے۔ کبھی کبھی اللہ تعالیٰ اپنے ممتاز بندوں کو بھی سرفراز فرماتا ہے جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا واقعہ قرآن مجید میں مذکور ہے۔

دِيَارِنَا۔ مضاف مضاف الیہ۔ دِيَارٌ جمع دَارٌ کی نَامِیۃ جمع محکم۔ ہمارے گھر، ہمارے شعبہ ہمارے وطن۔ دَانِبَانَا۔ دَاوْ عَاطِفٌ اَنَبْنَا۔ نَامِیۃ مضاف الیہ مل کر معطوف۔ دِيَارِنَا معطوف علیہ۔ تقدیر کلام یوں ہے مِنْ بَنِي اَنَبْنَاوَنَا۔ اَنَبْنَا جمع ہے اِنْبٌ کی۔ نَامِیۃ جمع محکم۔ اپنے بیٹوں یا اپنی اولاد سے دور کئے گئے (اِنْبٌ کے معنی بیٹا کے ہیں لیکن جب بیٹے بیٹیاں دونوں مقصود ہوں تو اس کی تغلیب کی وجہ سے مذکر کا صیغہ بولتے ہیں)

== فَلَکُمْ۔ فاعل عاطفہ ہے لَمَّا بمعنی جب۔ حرف شرط ہے ماضی کے دو جملوں پر آتا ہے شرط و جزا۔ بعض کے نزدیک حرف شرط نہیں بلکہ اسم ظرف ہے حَیۡنٌ کا ہم معنی۔

فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ تَوَلَّوْا اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ اس کی جزا۔ پھر جب قتال ان پر فرض کر دیا گیا تو وہ (سب) پھر گئے ماسوائے ان میں سے قلیل تعداد کے۔

تَوَلَّوْا۔ ماضی جمع مذکر غائب۔ تَوَلَّى (تَفَعَّلَ) مصدر۔ انہوں نے پشت پیہر دی۔ انہوں نے منہ موڑا == الظَّالِمِيْنَ۔ اسم فاعل جمع مذکر ظلم کرنے والے۔ یہاں مراد اپنے نفس پر ظلم کرنے والے ہیں۔ یعنی اللہ کے نافرمان بندے۔ یعنی وہ نافرمان بندے جنہوں نے جہاد سے منہ پھیر لیا۔

== فَاٰتٰى ۱۱۱، آیت ہذا میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے تقریباً تین سو سال کے بعد اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت سے ہزار گیارہ سو سال پہلے کا ایک واقعہ بیان ہو رہا ہے جس کا مختصر حال یہ ہے کہ عمالقہ فلسطین کے اکثر حصوں پر قابض ہو گئے تھے۔ اور بنی اسرائیل رامہ کے علاقہ میں محصور ہو کر رہ گئے تھے اُس وقت جو ان کے نبی اور حکمران تھے ان کا نام سموئل تھا اور وہ کافی بوڑھے ہو چکے تھے۔ عمالقہ کی ایثار سائیں اور زیادتیاں دن بدن بڑھ رہی تھیں۔ بنی اسرائیل چاہتے تھے کہ عمالقہ کی سرکوبی کریں۔ اور اپنا کھویا ہوا اقتدار اور حکومت واپس لیں۔ اس لئے انہوں نے بار بار اپنے نبی حضرت سموئل علیہ السلام سے درخواست کی کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ان کے لئے ایک ملک (سردار) کا سوال کریں۔ حضرت سموئل ان کی عادات سے خوب واقف

شتمے کے یہ دعوے تو بڑے لمبے چوڑے کرتے ہیں لیکن عمل کے وقت ان کا سارا جوش سرد پڑ جاتا ہے اس نے آپؐ نے فرمایا کہ ایسا نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ تم پر جہاد فرض کرے اور تم جہاد سے منہ موڑ جاؤ۔
 کچھ نکلے حضرت جی! کہیں ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ ہم جہاد نہ کریں حالانکہ ہمیں گھروں سے نکالا گیا اور اپنے بچوں سے جدا کر دیا گیا۔

ان کی خواہش اور اصرار کے باعث اللہ تعالیٰ نے طاوت کو جب ان کا سردار اور سپہ سالار مقرر فرمادیا تو لگتا عراض کرنے کے یہ شخص نہ لاوی بن یعقوبؑ کی اولاد میں سے ہے جس میں نبوت نسلاً بعد نسل چلتی آتی ہے اور نہ یہود بن یعقوبؑ کی اولاد میں سے ہے جس میں حکومت و سلطنت پشت در پشت چلی آرہی ہے تو یہ نادار اور قلاش کب سردار قوم اور سالار لشکر بن سکتا ہے؟ امامت کے حقدار تو ہم ہیں جن کے پاس دولت کی فراوانی ہے۔

حضرت سمویل علیہ السلام نے انہیں بتایا کہ حکومت کے لئے تمہارا قائم کردہ معیار درست نہیں بلکہ اس کا صحیح معیار تو علم و شجاعت ہے اور ان دونوں باتوں میں وہ تم سے متنازع ہے۔ بائبل میں ہے کہ یہ تیس سالہ نوجوان اپنے حسن و جمال میں بے نظیر تھا۔ ان کی قامت کی بلندی کی یہ حالت تھی کہ دوسرے لوگ مشکل سے اس کے کندھوں تک پہنچ سکتے تھے۔ اور یہ بنیامین کی نسل سے تھا۔

حضرت سمویل نے انہیں بتایا کہ طاوت کا انتخاب کوئی انسانی انتخاب نہیں بلکہ اللہ رب العزت نے خود تمہاری قیادت کے لئے منتخب فرمایا ہے۔ تمہیں اس کی عطا اور بخشش پر مقرر نہیں ہونا چاہئے بنی اسرائیل جیلا کب آسانی سے اپنی ضد سے باز آنے والے تھے فوراً مطالبہ کیا کہ آپ دلیل پیش کیجئے کہ طاوت کا انتخاب واقعی اللہ تعالیٰ نے کیا ہے۔ اس وقت ان کے بنی نے فرمایا کہ اس کی حکومت کی نشانی یہ ہے کہ وہ صندوق جس میں تمہاری تسکین و طمانیت کا سامان ہے اور جس میں حضرت موسیٰؑ و ہارونؑ علیہما السلام کے تبرکات تھے اور جو علاقہ تم سے جبین کر لے گئے تھے۔ وہ تمہیں فرشتے واپس کر دیں گے۔ اور اگر تم میں ایمان ہے تو اس سے بڑھ کر تمہیں مزید کسی نشانی کی ضرورت نہیں رہے گی۔

جب فرشتے اس صندوق کو اٹھاتے ہوئے یا اس بیل گاڑی کو ہانکتے ہوئے جس پر تابوت رکھا تھا بنی اسرائیل کے پاس لے آئے تو اب انہیں طاوت کے نیک (سردار) بننے کے متعلق اطمینان ہو گیا نیز انہیں ڈھارس بندھ گئی کہ اب وہ یقیناً فقیہ ہوں گے۔ کیونکہ انبیاء کرام علیہم السلام کے تبرکات والا صندوق جس میں حضرت موسیٰؑ کا عصا اور پارجات اور حضرت ہارونؑ کا عمار تھا۔ انہیں واپس مل گیا ہے جب طاوت علاقہ کی سرکوبی کے لئے روانہ ہوئے تو ان کے ہمراہ بنی اسرائیل کا ایک انبؤہ کثیر تھا۔ راستے میں ایک نہر دھمکن رہے کہ وہ دیاے اردن ہی ہوں پر سے گذر ہوا تو انہیں حکم ملا کہ اب تمہارا استخوان

لیا جائے گا۔ اور وہ امتحان یہ ہے کہ اس نہر سے پانی پینے کی اجازت نہیں جس نے پانی پیا وہ میرا سپاہی نہیں ہے۔ ہاں اگر پیاس کی شدت ہو تو ایک چلو بھر کر پی لو اس سے زیادہ نہیں۔ اب کیا تناسب ٹوٹ پڑے اور خوب سیر ہو کر پانی پیا۔ سو اسے چند مخلصین کے جو اس امتحان میں کامیاب ہوئے اور جن کی تعداد صحیح روایت کے مطابق ۳۱۳ مئی۔ باقی جتنے لوگ جو ہزاروں کی تعداد میں تھے انہوں نے لشکر سے کندہ کشی اختیار کر لی۔ اب جالوت اپنے مسطحی بھر جا بناز سپاہیوں کو لے کر آگے بڑھے لیکن جب انہوں نے جالوت کے لشکر جبار کو دیکھا تو سہم سے گئے اور کہنے لگے کہ جالوت کے اتنے بڑے لشکر کے ساتھ جنگ کرنے کی ہم میں طاقت کہاں؟ لیکن انہیں کے چند مخلص ترین ساتھیوں نے ہمت بندھائی اور انہیں بتایا کہ فتح و نصرت اللہ کے ہاتھ میں ہے اس سے پہلے بھی بار بار ایسے واقعات ہو گزرے ہیں جب کہ اس کی نصرت و تائید سے جموں سی جاعت نے بڑی بڑی فوجوں کو شکست فاش دی۔ اور اللہ تعالیٰ کی نصرت ان لوگوں کے فردِ شریک حال ہوتی ہے جو حق و صداقت کے لئے صبر و ثبات سے کام لیتے ہیں۔

جب وہ جا بناز سر ہتھیلیوں پر رکھے میدان میں نکلے تو بارگاہ رب العزت میں دعا کے لئے ہاتھ پھیلاتے اور اپنے لئے صبر و استقامت کی دعا کی اور پھر دشمن کی شکست کا سوال کیا۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ فتح و نصرت حاصل کرنے کے لئے صبر و ثبات قدمی شرط اولین ہے جو قوم یا فرد میدانِ جہاد و میدانِ عمل میں خندانہ و نکالیت کے سامنے صبر اور استقامت سے کام لیتا ہے وہی کامیاب ہوتا ہے۔ نیز اس سے یہ بھی واضح ہوا کہ مومن کے پاس سب سے زیادہ مؤثر ہتھیار دعا ہے۔ جس کا اس کے دشمن کے پاس کوئی جواب نہیں ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ظاہرہ بھی یہی تھی۔

ان مسطحی بھر مجاہدین نے اللہ تعالیٰ کی تائید اور نصرت سے دشمن کے لشکر جبار کو شکست فاش دی ممالقہ کے سپہ سالار جالود کو جو بڑا بہادر اور کہنہ مشق جرنیل تھا حضرت داؤد علیہ السلام نے پتھر مار کر ہلاک کر دیا حالانکہ حضرت داؤد علیہ السلام اس وقت بالکل کم سن تھے۔ زرد رُو اور لاغر و بیمار تھے۔

فائدہ ۱۲: عسلی۔ غریب ہے۔ شباب ہے، ممکن ہے، توقع ہے، اندیشہ ہے، کھٹکے علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ فی علوم القرآن میں لکھتے ہیں۔

عسلی۔ فعل جامد ہے۔ غیر معروف۔ اور اسی بنا پر ایک جماعت کا دعویٰ ہے کہ یہ حرف ہے۔ اس کے معنی پسندیدہ بات میں امید کے اور ناپسندیدہ میں اندیشہ اور کھٹکے کے ہیں اور یہ دونوں معنی اس آیت کریمہ میں جمع ہو گئے ہیں۔ عَسَلَىٰ اَنْ تَكُوْهُوَ اَشِدَّاءُ هٰوْخٰیۙ لَّکُمْ وَّعَسٰی اَنْ تَحِبُّوْا شِدَّۃً هٰوْشَرَ لَّکُمْ (۲: ۲۱۶) اور توقع ہے کہ ایک چیز تم کو بُری لگے اور وہ بہتر ہو تمہارے

حق میں اور خدائے ہے کہ ایک چیز تم کو بھلی لگے اور وہ بُری ہو تمہارے حق میں

۲: ۲۲۴ = وَقَالَ لَمُوسَ نَبِيَّهُمْ . یعنی جیب بنی اسرائیل کی اس استدعا ۱۰ اِنْعَظْ لَنَا مَلِكًا نَقَاتِلَ فِيْهِ سَبِيلَ اللّٰهِ (آپ ہمارے لئے ایک سردار مقرر کر دیں تاکہ ہم خدا کی راہ میں جہاد کریں) پر حضرت موسیٰ نے اللہ سے دعا کی اور دعا کی قبولیت پر اللہ تعالیٰ نے طاووت کو ان کا سردار مقرر فرمایا تو حضرت موسیٰ نے ان سے کہا وَقَالَ لَمُوسَ

= هَذَا بَعَثَ لَكُمْ . قَدْ ماضی پر داخل ہو کر ماضی قریب کے معنی دیتا ہے (اللہ تعالیٰ نے) مقرر کیا ہے
= طَاوُوتَ . بوجہ معروف و عجیبیت کے غیر معروف ہے اور مثل داؤد - و - جالوت کے ہے۔ اور بعض کے نزدیک یہ الطول سے عربی لفظ ہے اور اس کی اصل طولوت مثل رھبوت و رھموت ہے
داؤ کو الف سے بدلا۔ اس کا غیر معروف ہونا بوجہ علمیت و شبہ العجم کے ہے
= مَلِكًا . حال ہے طَاوُوتَ سے۔

= اِنِّیْ . مَعْنٰی مِنْ اِنِّیْ . کَيْفَ . اسے ہم پر سرداری کہاں سے آگئی۔ یا کیونکر آگئی۔ یا حاصل ہوگئی
نیز ملاحظہ ہو (۲: ۲۲۳)

= اَلْمَلِكُ . اسم و مصدر - سرداری - امارت - بادشاہت - سلطنت ۔

= وَ نَحْنُ اَحَقُّ بِالْمَلِكِ مِنْ دَاوُدَ . بلکہ حالیہ ہے۔ اَحَقُّ اسم تفضیل اور فاعل دونوں کے لئے آتا ہے۔ بڑا حق دار۔ زیادہ حقدار۔ حالانکہ سلطنت یا سرداری کے توہم اس سے زیادہ مستحق ہیں
= فَاَنذَا . حضرت یعقوب علیہ السلام کے بارہ بیٹوں کی نسل سے یہودیوں کے چوبارہ خاندان ہوئے وہ بنی اسرائیل کہلاتے ہیں۔ ان میں سے لادہ بن یعقوب کا قبیلہ وہ تھا۔ جس میں بنی اسرائیل کے تمام انبیاء ہوئے ہیں۔ حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام اسی قبیلہ سے تھے۔ یہود ابن یعقوب کا قبیلہ حکومت و سلطنت کے لئے مخصوص تھا۔ اور حضرت داؤد و ادریس علیہما السلام اسی قبیلہ میں سے تھے۔ سب چھوٹا قبیلہ بنی یامین کا تھا جس میں سے طاووت تھے۔ یہ قبیلہ مالی طور پر بھی چنداں حیثیت نہ رکھتا تھا۔ خود طاووت سقایت (پانی بھرنا) یا دباغت (چمڑہ رنگنا) کا کام کیا کرتے تھے ان مابہ الامتاز اسباب کی وجہ سے لادی بن یعقوب اور یہود ابن یعقوب کے قبیلے کے لوگ متعجب ہوئے کہ ان کو چھوڑ کر یہ سرداری قبیلہ یامین کے پاس کیسے چلی گئی

= وَ كَذٰلِكَ يُؤْتِیْ سَعۃً مِّنَ الْمَالِ . داؤ عا طف ہے جو دونوں جملوں کو ملائی ہے۔ اور یہ کیونکر ہم پر سرداری کا مستحق ہوا۔ حالانکہ اس کے پاس دولت کی فراوانی بھی تو نہیں ہے

كَذٰلِكَ يُؤْتِیْ . مضارع مجہول نفی جہد بکرم۔ واحد مذکر غائب اِنْتَا (افعال) مصدر وہ نہیں

دیا گیا۔ سَعَةً اسم و مصدر بمعنی کشائش۔ فراخی۔ وسعت۔ طاقت۔ پہنچ۔ یہ وَسِعَ يَسْعُ (سَمِعَ) کا مصدر ہے جس کے معنی فراخ ہونے کے ہیں۔ اس کی تہ داؤد کے بدلہ میں ہے جیسے وَعَدَ يَعِدُ عِدَةً (باب ضروب) اور وَدَّتْ۔ يَزِدُّ۔ زِدَّةً (باب ضروب) داؤد کو خدش کر کے اس کے عوض تلے آئے = اصْطَفَاهُ۔ اصْطَفَى۔ ماضی واحد مذکر غائب۔ اصْطَفَاؤُ (افتعال) مصدر۔ اس نے پسند فرمایا اس نے چُن لیا۔ ص ف ی مادہ ف ضمیر مفعول واحد مذکر غائب اس نے اس کو پسند فرمایا۔ یا چن لیا اصطفی میں ط۔ ت کی جگہ لایا گیا ہے۔ عَلَيْكُمْ تمہارے مقابلہ میں۔

= وَزَادَا بَسْطَةً فِي الصَّلَاةِ الْجَسَدِ وَادَّ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب زیادہ (باب ضروب) مصدر۔ زیادہ دینا۔ بڑھانا۔ ضمیر مفعول واحد مذکر غائب۔ بَسْطَةً۔ مفعول ثانی فِي الْعِلْمِ متعلق بَسْطَةً داؤد عطف الجسَم۔ ائی زَادَا بَسْطَةً فِي الْجِسْمِ۔ بَسْطَةً۔ کشادگی، کشائش۔ وسعت فضیلت۔ اور زیادہ بخشی اس نے (اللہ نے) اس کو (طاہرات کو) علم و جسم میں کشادگی۔ اور وسعت و فضیلت۔ (کہتے تھے کہ حضرت طاہرات اپنے وقت میں فنون حرب اور دیانات (یعنی علم دین میں سے) زیادہ علم رکھتے تھے۔ اور جہاں تک تدرستی و توانائی کا تعلق ہے بنی اسرائیل میں سے کوئی شخص خوبصورتی و بہاشت۔ تدو قوامت میں ان کی برابری نہیں کر سکتا تھا۔ یہ ساری قوم میں کا نہ سے سے لے کر اوپر تک ہر ایک سے اونچے نظر آتے تھے۔

= وَاللَّهُ يُؤْتِي مَمْلَكَةً مَن يَشَاءُ۔ داؤد عطف ہے اس کا عطف محذوف پر ہے گویا عبارت یوں ہے: اَلْمَمْلُكَةُ لِلَّهِ وَاللَّهُ يُؤْتِي مَمْلَكَةً مَن يَشَاءُ۔ مَمْلَكَةً۔ مضاف مضاف الیہ۔ اس کا ملک۔ اس کی بادشاہی۔

= وَاسِعٌ۔ اسم فاعل واحد مذکر۔ سَعَةً مصدر (باب سمع) وسیع فضل والا۔ کشادہ بخشش والا۔ وسعت دینے والا۔ یعنی فقیر کو وسعت دے کر امیر کرنے والا۔ = عَلَيْنَا سے فَعِيلُ کے وزن پر مبالغہ کا صیغہ ہے۔ خوب جاننے والا۔ (کہ کون کس کام کے لائق ہے)

۲۴۸:۲ = اِنَّ اٰیةَ مَمْلَكَةٍ اَنْ يَّاتِيَنَّكَ التَّابُوتُ۔ اِنَّ حرف تحقیق مشبہ بالفعل اٰیة مضاف۔ مَمْلَكَةٍ مضاف مضاف الیہ مل کر مضاف الیہ اَنْ۔ تحقیق اس کی امارت کی نشانی یہ ہے کہ تابوت (از خود) تمہارے پاس آجائے گا۔

تَابُوتٌ بہ وزن فَعْلُوْتُ۔ ثوب سے مشتق ہے جس کے معنی رجوع کے ہیں۔ اور اسے تابوت اس لئے کہتے ہیں کہ جو چیز اس میں سے نکالی جاتی تھی وہ پھر واپس اسی میں چلی آتی تھی (تفسیر منظرہ) اس کے

متعلق مختلف اقوال ہیں۔ تاہم بعض کلمی کا صندوق عموماً متعل ہے اس کی جمع تو اَبِیْت ہے۔

== فِيْهِ سَكِيْنَةٌ == میں ۹ ضمیر واحد مذکر غائب کا مرجع یا تو تابوت ہے یعنی اس میں ایسی چیزیں رکھی ہوئی ہیں جن سے تمہاری تسکین ہو جائے گی۔ یا تابوت کی واپسی کا امر ای فی ایتانہ سکون سکون وطمأنینہ
== سَكِيْنَةٌ == تسکین۔ تسلی خاطر۔ اطمینان۔ سَكُوْنٌ سے بروزن فَعِيْلَةٌ مصدر ہے جو اسم کی جگہ استعمال ہوا ہے۔ جیسے کہ سَكِيْنَةٌ ہے۔

علامہ بغوی سید محمد رفیع زبیدی لکھتے ہیں

سکینہ وہ اطمینان۔ چین و قرار اور سکون ہے جو اللہ تعالیٰ اپنے مومن بندے کے قلب میں اس وقت نازل فرماتا ہے جب کہ وہ ہولناکیوں کی شدت سے مضطرب ہو جاتا ہے پھر اس کے بعد جو کچھ بھی اس پر گذرے وہ اس سے گھبراتا نہیں ہے یہ اس کے لئے ایمان کی زیادتی۔ یقین میں قوت اور استقلال کو ضروری کر دیتا ہے۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے یَوْمَ النَّارِ اور یَوْمَ حُنَيْنٍ جیسے قلق و اضطراب کے مواقع پر اپنے رسول اور مومنین پر اس کے نازل کرنے کی خبر دی ہے۔

واضح ہے کہ سکینہ کا لفظ قرآن مجید میں چھ جگہ استعمال ہوا ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے منقول ہے کہ بجز سورۃ بقرہ کے قرآن مجید میں جہاں کہیں بھی سکینہ آیا ہے اس کے معنی اطمینان کے ہیں۔ سورۃ بقرہ کی جس آیت کا حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے استثناء فرمایا ہے وہ آیہ کریمہ یہ ہے اِنَّ اٰیةَ مُّلْکِہٖ فِيْہِ سَكِيْنَةٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ۔ یہاں سکینہ سے کیا مراد ہے۔ ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے تو یہاں بھی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اطمینان ہی کے معنی روایت کئے ہیں اور یہی صحیح ہیں۔ اس کے علاوہ اس باب سے میں تفسیر کی کتابوں میں جو بہت سی جگہ سر و پا روایتیں منقول ہیں وہ نہ عقلاً صحیح ہیں نہ فقلاً۔ اور پھر سخت متعارض کہ ان کا باہم جمع کرنا غیر ممکن ہے (لغات القرآن)

== فِيْہِ سَكِيْنَةٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ۔ == یہ جملہ تابوت سے موضع حال میں ہے۔

== وَبَقِیَّةٌ مِّمَّا تَرَکَ الْاُلُؤْمُوْسُی وَالْاُھْرُوْنُ۔ == داؤد و جگہ عاطفہ ہیں۔ بَقِیَّةٌ۔ بچی ہوئی چیز، باقی رکھا ہوا۔ بروزن فَعِيْلَةٌ۔ بَقَاءٌ سے صفت مشبہ کا صیغہ ہے۔ یہ بچی ہوئی چیزیں کیا تھیں۔ تورات کی دو لوحیں۔ کچھ ٹوٹی ہوئی لوحوں کا ریزہ۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا۔ ان کی نعلین۔ حضرت ہارون کا عصا اور عصا اور ایک فیض (ایک پیمانہ) مَن جو بنی اسرائیل پر نازل ہوتا تھا۔

بَقِیَّةٌ اس کا عطف سَكِيْنَةٌ پر ہے مِمَّا مرکب ہے مِّنْ تَجْغِیْرِہِ سے اور مَّا موصولہ سے۔ اُلُؤْمُوْسُی وَ اُلُھْرُوْنُ میں اُلُ سے مراد یا تو حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام بنفسہما ہیں اور اُلُ کا لفظ ہر دو

کی شان عظمت کے لئے مستعمل ہے۔ یا اُل سے مراد ان کے متبعین ہیں یا بنی اسرائیل کے انبیاء۔
مِمَّا شَرَكَ اِلٰهُ مُوسٰی وَ اٰلِ هٰرُونَ یٰۤاٰیةٌ لِّکُم مِّنْ فَضْلِ رَبِّکُمْ لَئِنْ کُنْتُمْ حٰقِقِیْنَ

= تَحْمِلُہُ الْمَلَائِکَةُ یہ جملہ تابوت سے حال ہے۔ تَحْمِلُ مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب
۱ ضمیر واحد مذکر غائب کا مرجع تابوت ہے۔ جس کو فرشتے اٹھائے ہوئے ہوں گے
= فِیْ ذٰلِکَ۔ ای فی رجوع التابوت الیکم۔ تابوت کی تمہاری طرف واپسی۔

= لَدَیْہِ ط میں لام تاکید کے لئے ہے اور آیۃ منصوب بوجہ عامل اِنَّ ہے۔

= اِنْ کُنْتُمْ۔ میں اِنْ شرطیہ ہے۔ جواب شرط محذوف ہے۔

اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَآیۃٌ لِّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ۔ یہ را، یا تو حضرت ثمودیل نبی کے
کلام کا بقیہ ہے۔ (۲) یا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک علیحدہ خطاب ہے۔

قائد ۴۔ روح البیان میں ہے وقال بعضهم التابوت هو القلب والسکينة ما
فیہ من العلم والاخلاص وایمانہ تصیر قلبہ مقرا للعلم والوقار۔

یعنی بعض مفسرین نے تابوت سے مراد دل۔ سکینہ سے مراد علم و اخلاص اور تابوت کے آنے سے
دل کا علم و ایمان سے بھر جانا مراد لیا ہے۔

بَقِیَّةٌ کے معنی بہترین کے بھی ہیں جیسا کہ قرآن مجید میں ہے فَکَوْنُوا مِنَ الْمُتَّقِیْنَ
مَنْ قَبْلَکُمْ اَدُلُّوْا بَقِیَّةً یَّتَّقُوْنَ عَنِ الْفَسَادِ فِی الْاَرْضِ ط (۱۱۶: ۱۱) یہاں اَدُلُّوْا
بَقِیَّةً سے مراد وہ لوگ ہیں جن کی رائے اور عقل باقی ہے۔ یا ارباب فضل مراد ہیں۔ اسی سے
عرب والے بولتے ہیں فلان من بقیۃ القوم یعنی فلاں آدمی قوم میں عمدہ ہے۔

اس اعتبار سے آیت کے معنی ہوئے: اس کی حکومت کی علامت یہ ہے کہ فرشتوں کے سپہا
تمہاری کھوئی ہوئی ہمت واپس آجائے گی اور تمہیں الطینان قلب ضرور نصیب ہوگا۔ اور تم
آل موسیٰ و آل ہارون کے بہترین ترکہ یعنی اخلاقِ فاضلہ کے وارث بنو گے۔

۲۴۹: ۲ = فَلَمَّا فَصَلَ طَآوُوتُ بِالْجُنُودِ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ مُبْتَلِیْکُمْ بِنَهَرٍ۔

آیت سے قبل اور درمیانِ آیت بعض جگہ عبارت مقدّمہ ہے۔ تقدیر کلام (بحوالہ تفسیر خازن)

یوں ہے: فَلَمَّا جَاءَهُمُ التَّابُوتُ وَاقْرَأُوا بِالْمَلِکِ لِطَالُوتَ تَاحَبُّوا لِلْخُرُوجِ

اِلَى الْجِهَادِ فَاسْرَعُوا لَطَاعَتِهِ وَخَرَجُوا مَعَهُ وَذٰلِكَ قَوْلُهُ تَعَالٰی (فَلَمَّا فَصَلَ طَآوُوتُ

بِالْجُنُودِ) اِیْ خَرَجَ مِنْ بَیْتِ الْمَقْدِسِ بِالْجُنُودِ وَهُدُ سَبْعُونَ الْفَاوْ ذٰلِكَ اَنَّهُمْ

لَمَّا رَأَوْا التَّابُوتَ لَمْ یَشْکُوْا فِی النِّصْرَةِ فَاسْرَعُوا اِلَى الْخُرُوجِ فِی الْجِهَادِ وَكَانَ

وكانت مسيرهم في حرس شديد فتكوا الى طالوت قلة الماء بينهم وبين عدوهم و قالوا ان الماء لا تحملوا فادع الله ان يجري لنا نهرا او قال طالوت (ان الله مبتليكم بنهر) يعني جب تا بوت ان کے پاس آئینہ اور انہوں نے اسے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا اور انہیں حضرت طالوت کی سرداری کا یقین ہو گیا۔ تو حضرت طالوت نے (ان کو مطمئن پاکر) جہاد کی تیاری کر کے (بیت المقدس) خروج کیا۔ بنی اسرائیل فوراً ان کے زیرِ کمان اکٹھے ہو گئے اس وقت ان کی تعداد ستر ہزار (بایضیٰ رواہ کے مطابق اسی ہزار یا ایک لاکھ بیس ہزار) تھی۔ ان کی یہ اطاعت اس لئے تھی کہ جب انہوں نے تا بوت کو دیکھا تو ان کو اپنی مدد ہونے میں کوئی شک و شبہ نہ رہا اور سب کے سب فوراً جہاد کے لئے تیار ہو گئے۔ اس وقت بہت سخت گرمی پڑ رہی تھی اس لئے انہوں نے حضرت طالوت سے قلت آب کی شکایت کی اور باکوہ اللہ سے ان کے لئے ایک نہر جاری کرائے

حضرت طالوت کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے جب نہر کی بابت بتایا گیا تو انہوں نے کہا کہ ان اللہ مُبْتَلِيكُمْ بنہو اللہ تعالیٰ ایک نہر۔ تمہاری آزمائش کریگا۔ یعنی تمہاری استعداد کے بموجب ایک جاری نہر آئے گی لیکن اس سے تمہارا امتحان بھی مطلوب ہوگا۔

فَلَمَّا فَرَغَ فَلَمْ يَمْكُنْهُ بَابُ مَرْبٍ۔ اس صورت میں یہ فعل لازم ہے۔ اور آیت میں یہی مراد ہے۔ لیکن اگر اس کا مصدر فَضَّلَ ہے تو یہ فعل متعدی ہوگا۔ اس صورت میں اس کے معنی ہوتے ہیں کاٹنا۔ جدا کرنا۔ ٹکڑے کر دینا۔ بچے کا دودھ چھڑانا۔ اول الذکر کی صورت میں معنی ہوں گے: پھر جب طالوت فریسیں لے کر (بیت المقدس) نکلا۔

مُبْتَلِيكُمْ۔ مُبْتَلًی۔ اسم فاعل واحد مذکر۔ مضاف کم ضمیر جمع مذکر ماضی۔ مضاف الیہ۔ اِبْتِلَاءٌ۔ (افْتِعَالٌ) مصدر۔ تمہاری آزمائش کرنے والا۔ تم کو جانچنے والا۔

اس کا مادہ بَلَّی ہے (باب ضَوْب) سے بمعنی فرسودہ ہو جانا۔ پرانا ہو جانا۔ بوسیدہ ہو جانا۔ جیسے بَلَّی الثَّوبُ۔ بِلًی و بِلَاءٌ۔ کپڑا فرسودہ اور کمزور ہو گیا۔ لیکن باب نَصْر سے یہ مادہ آزمائش کرنے اور جانچنے کے معنوں میں مستعمل ہے۔ جیسے اِنَّمَا يَبْتَلُوْكُمْ اللّٰهُ بِهٖ (۹۲: ۱۶) بیشک خدا تمہیں آزماتا ہے اس ان اللہ مُبْتَلِيكُمْ بنہو اللہ تعالیٰ بیشک ایک نہر سے تمہاری آزمائش کریگا۔ یعنی تم سے متمحن جیسا سلوک کرے گا۔ تاکہ مطیع اور عاصی میں فرق ظاہر ہو جائے۔

مَنْ شَرِبَ مِنْهُ۔ مَنْ شرطیہ ہے اور جملہ شرطیہ ہے۔ فَلَيْسَ مِنِّي۔ ف جواب شرط میں ہے اور جملہ جواب شرط ہے۔

کَیْسَ مِیَّی - نہیں ہے

میرے میں سے - میرے مایوں میں سے - میرے طرف داروں میں سے - میرے حمایتیوں میں سے ای
لیس من اشیائی (جمع شیعۃ واحد)

وَمَنْ لَّمْ یَطْعَمْهُ فَإِنَّهُ مِنِّیَّ - پہلا حملہ شرطیہ - دوسرا جواب شرطیہ - واؤ عاطفہ لَمْ یَطْعَمْهُ
میں لَمْ یَطْعَمْهُ مضارع نفی جہدِ کلم واحد مذکر غائب (جس نے) نہ چکھا - طعمہ الشئ اس وقت بھی بول
جاتا ہے جب کسی چیز کو (کھانے کی ہو یا پینے کی) چکھے - ضمیر مفعول واحد مذکر غائب - جس کا مرجع نہر کا
پانی ہے -

مِیَّی - مِنْ حرف جارحی ساکن فیمر واحد مکمل مجرور مجھ سے - میری طرف سے -

إِلَّا مَنِ اعْتَرَفَ غُرْفَةً بَیْدَہٗ - إِلَّا حرف استثناء مِنْ موصول - اِعْتَرَفَ - صلا موصول وصلل کر
مستثنی - فَمَنْ شَرِبَ مستثنیٰ منہ -

اِعْتَرَفَ - ماضی واحد مذکر غائب - اس نے ایک چلو بھرا - اِعْتَرَفَ (اِنْتَعَالَ) مصدر - غُرْفَةً
ایک چلو پانی - چلو بھرا پانی - اِعْتَرَفَ غُرْفَةً بَیْدَہٗ (جس نے) اپنے ہاتھ سے ایک چلو بھرا پانی پی لیا -
غُرْفَةً (یعنی معروف) بوجہ مفعول بہ ہونے کے منصوب ہے - الا من اعترف غرقة بیدہ -
معنا الوحیة فی اعتراف العرقة بالید دون الکرة - یعنی ہاتھ سے چلو بھرا پانی پی لینے کی
اجازت ہے - بدون برتن یا نہ لگا کر پانی پینے کے -

فَشَرِبُوا مِنْہٗ - ای من النہر - پس ان (سب نے) نہر سے پانی پی لیا -

إِلَّا قَلِیْلًا - إِلَّا حرف استثناء قَلِیْلًا مستثنیٰ - إِلَّا کے بعد کلام موجب میں واقع ہے لہذا
منصوب ہے (جس کلام میں استثناء ہو اور اس میں نفی - نہی و استفہام نہ ہو وہ موجب کہلاتا ہے -

فَلَمَّا - پھر جب

جَاوَزُوا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَهُ - جَاوَزَ - ماضی واحد مذکر غائب مُجَاوِزَةً (مفاعلة)
یعنی پار ہونا - پارا ترنا - کا ضمیر مفعول واحد مذکر غائب نہر کے لئے ہے - هُوَ ای طالوت واؤ عاطفہ -
الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صلہ - دونوں مل کر معطوف - عطفت بر ضمیر هُوَ - مَعَهُ - مع اسم ظرف مضاف
کا ضمیر واحد مذکر غائب - مضاف الیہ - مضاف مضاف الیہ مل کر متعلق جَاوَزَ - یعنی جب حضرت طالوت
دریا کے پار اتر گئے - اور ان کے ساتھ صاحب ایمان لوگ بھی دریا پار کر گئے -

فَاٰتُوا - صاحب تفسیر ماجدی رقم طراز ہیں: یہ نظر احوال ظاہر ہے یہ گفتگو ان میں آپس میں ہونے لگی
دشمن کی کثرت تعداد اور اس کی عظمت سامان پر نظر کر کے اس کی ہیبت کا دل پر بیٹھ جانا اور اپنی طرف سے

مالوس ہو جانا ایک امر طبعی تھا۔ اچھے اچھے اہل ایمان کی بھی ایسے موقع پر طبعی طور پر بہت چھوٹ جاتی
 = بِجَاوَتْ وَحَبْنُوۡۤہٗ ۴ - ب - حرف جار۔ جالوت غیر منصوب کطاوت۔ واو عاطفہ حَبْنُوۡۤہٗ ۴
 مضاف مضاف الیہ مل کر معطوف۔ جس کا عطف جالوت پر ہے۔ جالوت اور اس کی فوجوں کے
 مقابل میں

= قَالَ الَّذِیْنَ یُظَنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلَکُوۡا اللّٰہَ - وہ لوگ جنہیں یقین تھا کہ بیشک وہ اللہ کے دربر
 پیش ہونے والے ہیں۔ وہ بولے۔ یُظَنُّوْنَ۔ مضارع جمع مذکر غائب ظَنَّ (باب نصر) وہ یقین کرتے
 ہیں وہ گمان کرتے ہیں۔ آیت ہذا میں اول الذکر معانی مراد ہیں۔ مُلَکُوۡا اصل میں مُلَکُوۡتَ تھا
 اضافت کی وجہ سے نون گر گیا ہے۔ یہ اسم فاعل جمع مذکر۔ مضاف ہے اللہ مضاف الیہ۔ یہاں مذکورہ
 بالامؤمنین میں سے وہ لوگ مراد ہیں جن کا ایمان خدا اور آخرت پر بالکل پختہ اور غیر متزلزل تھا۔ اور وہ بچائی
 طور پر بھی مرعوب اور دہشت زدہ نہ ہوئے تھے بلکہ بڑے استقلال کے ساتھ بولے.....
 = کُمْ مِنْ فِئَۃٍ..... مَعَ الصّٰدِیْقِیۡنَ یہ مقولہ ہے قَالَ کا۔

کُمْ اسم مثنیٰ ہے اور مصدر کلام میں آتا ہے۔ اور مبہم ہونے کی وجہ سے تیز کا محتاج ہوتا ہے
 یہ دو طرح مستعمل ہے:

(۱) استفہامیہ۔ مثلاً۔ کتنی مقدار۔ کتنی تعداد۔ کتنی دیر۔ قرآن مجید میں کُ اس تفہامیہ نہیں آیا ہے۔
 (الافتان)۔ (۲) کُمْ خبریہ۔ جو مقدار کی بیشی اور تعداد کی کثرت کو ظاہر کرتا ہے۔ اس کی تیز ہمیشہ
 مجرور ہوتی ہے جیسے کُمْ قَرِیۡۃٍ اَھْلَکْنَاھا۔ ہم نے بہت سی بستیوں کو برباد کر دیا۔ کبھی تیز سے پہلے
 مین آتا ہے۔ جیسے وَکُمْ مِّنْ قَرِیۡۃٍ اَھْلَکْنَاھا۔ (۴۱: ۶) اور کتنی ہی بستیاں ہیں کہ ہم نے تباہ
 کر ڈالیں۔ اور وَکُمْ مِّنْ مَّلَکٍ فِی السَّمٰوٰتِ لَا تُغْنِیْ شَفَاعَتُهُمْ شَیْئًا۔ اور آسمانوں میں بہت
 فرشتے ہیں جن کی سفارش کچھ بھی فائدہ نہیں دیتی۔

کُمْ مِّنْ فِئَۃٍ قَلِیۡلَۃٍ۔ فِئَۃٍ قَلِیۡلَۃٍ۔ موصوف وصفہ۔ فِئَۃٌ دَامِدہ۔ گروہ۔ جماعت۔ ثولی
 وہ گروہ جس کے افراد باہم مددگار ہوں اور ایک دوسرے کی طرف مدد کرنے کے لئے دوڑیں۔ فَاَ یَغْنِیْ
 فِئَۃٌ (باب ضرب) فنی مادہ۔ اچھی حالت کی طرف لوٹنا۔ رجوع کرنا۔ جیسے حَتّٰی یَغْنِیَ اِلٰی اَمْرِ اللّٰہِ
 فَاِنَّ فَاَءَ (۴۹: ۹) یہاں تک کہ وہ خدا کے حکم کی طرف رجوع لائے پس حیب وہ رجوع لائے۔
 ترجمہ ہوگا۔ (بسا اوقات) چھوٹی چھوٹی کتنی ہی جماعتوں نے بڑی بڑی جماعتوں پر غلبہ پایا اللہ کے حکم سے
 یعنی اس کی توفیق و مدد سے۔

۲۵۰: ۲ = بَرَزُوۡۤا - وہ لڑائی کے لئے نکلے۔ ماضی جمع مذکر غائب بَرَزَ (باب نصر) مصدر

یعنی کھلم کھلا ظاہر ہونا میدان جنگ میں صف سے مقابل سے (لڑنے کے لئے نکلنے کو مبارزت کہتے ہیں۔
بُرْدُز کی مختلف اقسام ہیں۔

(۱) بناء کسی چیز کا خود ظاہر ہونا۔ جیسے دَتَوَىٰ اِلَآ زَحٰی بَارِدًا (۱۸: ۴۴) اور تو دیکھے کر زمین کھل گئی۔
کیونکہ اس روز سکان اور مکین سب مٹ جائیں گے۔ اور زمین از خود کھل جائے گی۔ اسی لئے میدان جنگ
میں صف سے نکلنے کو مبارزت کہتے ہیں۔ قرآن مجید میں ہے لَبَّزُوا الَّذِیْنَ کُتِبَ عَلَیْهِمُ الْقَتْلُ الْمِیْتًا جَعِمَ
(۱۵۴: ۳) تو جن کی تقدیر میں قتل لکھ دیا گیا ہے وہ تو اپنے مقتولوں کی طرف نکل کر ہی رہیں گے۔
(۲) چھپی ہوئی چیز کا کھل جانا۔ جیسے وَبُرْدَتِ الْحَجِیْمُ لِلْغَوِیْنِ۔ (۹۱: ۲۶) اور گرہوں کے لئے دوزخ
ظاہر کر دی جائے گی۔

== اَفْرِغْ عَلَیْنَا صَبْرًا اَفْرِغْ۔ امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ اَفْرِغْ (افخال) مصدر یعنی بہانا۔ دہانہ
کھولنا۔ تو ہم پر دہانہ کھول دے۔ اِیْ اَصِیْبْ عَلَیْنَا صَبْرًا۔ ہم پر صبر اُنٹیل دے۔ ہم کو (بہت) صبر
عطا کر۔ صَبْرًا۔ بوجہ مفعول بہ منصوب ہے۔

اَفْرِغْ مادہ فرغ سے مشتق ہے اَفْرِغْ شغل کی ضد ہے اور فَرَّغَ یَفْرِغُ فَرَّغًا۔ معنی خالی ہونا ہے
فَارِغٌ خالی قرآن مجید میں ہے فَاصْبِرْ فَاِنَّ مُوسٰیَ فَاَرِغًا (۱۰: ۲۸) اور فرمت موسیٰ کی اماں کا
دل بے صبر ہو گیا۔ یعنی خوف کی وجہ سے گویا عقل سے خالی ہو گیا۔ بعض نے کہا ہے کہ فَاَرِغًا کے معنی موسیٰ
علیہ السلام کے خیال سے خالی ہونا ہیں۔ یعنی ہم نے موسیٰ علیہ السلام کا خیال ان کے دل سے مچھلادیا جتنی کہ وہ
مطمئن ہو گئی۔ اور موسیٰ علیہ السلام کو دریا میں ڈال دینا انہوں نے گوارا کر لیا۔ اور دوسری جگہ قرآن مجید میں ہے
فَاِذَا فَرَغْتَ فَانصَبْ۔ (۹۴: ۷) تو جب فارغ ہوا کرو عبادت میں محنت کیا کرو۔

اور اَفْرِغْتَ الدُّلُوْكَ کے معنی ڈول سے پانی بہا کر اسے خالی کر دینا کے ہیں۔ چنانچہ اَفْرِغْ
عَلَیْنَا صَبْرًا (آیت ندامت) ہم پر صبر کے دہانے کھول دے۔ اسی سے مستعار ہے۔

== ثَبِّتْ۔ امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ ثَبِّیْتُ (تفعیل) مصدر۔ تو ثابت رکھ۔ تو قائم رکھ۔
اَقْدَامَنَا۔ مضاف۔ مضاف الیہ مل مفعول ثَبِّیْتُ کا۔

== اُنصُرْنَا۔ اُنصُرْ۔ امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ تَاْصِیْرُ مفعول جمع متکلم۔ تو ہماری مدد فرما۔

۲۵۱: ۲ == فَهَزَّ مُوْهُمُ بِاِذْنِ اللّٰهِ۔ اِیْ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی استجاب الدعاء المؤمنین فافزع
علیہم الصبر وثبت اقدامہم ونصرہم علی القوم الکافرین حین التقوا فہزموْهُمُ
بِاِذْنِ اللّٰهِ یعنی بقضائے ارادۃ۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے مومنوں کی دعا قبول فرمائی ان پر صبر کے دہانے
کھول دیئے۔ ان کو ثابت قدمی عطا کی۔ اور قوم کفار کے ساتھ مدد بھیج ہونے پر اپنے ارادہ و حکم سے فتح

نصیب فرمائی۔

هَذَا مُؤَنَّهُ۔ فعل، منی جمع، مکر غائب ضمیر فاعل، مؤمنون کی طرف راجع ہے، هَمْ ضمیر مفعول جمع، مکر غائب کافروں کے لئے ہے۔ هَذُمُ (باب ضَرَبَ) مصدر۔ انہوں نے ان کو شکست دی۔ اِنَّ اللّٰهَ۔ اتنی ماضی واحد مکر غائب اِنْتَاءُ (افْعَالُ) مصدر۔ اس نے دیا۔ ضمیر مفعول واحد مکر غائب جس کا مرجع داؤد ہے۔

== اَتَمَّلْتَ۔ بادشاہت۔ منصوب بوجہ مفعول اَلْحِكْمَةُ۔ ای النبوۃ منصوب بوجہ مفعول حضرت داؤد (حضرت سلیمان کے والد) حضرت طالوت کی فوج میں بطور سپاہی شامل تھے۔ حضرت طالوت نے اپنی بیٹی کی شادی حضرت داؤد سے کر دی اور سلطنت بھی ان کے حوالہ کر دی۔ بعد میں جب نبوت بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوئی تو سلطنت اور نبوت دونوں ایک خاندان میں جمع ہو گئیں۔

وَعَلَّمَهُ مَتَآيَشًا۔ اور اس کو سکھایا جو کچھ چاہا۔ یعنی منطلق الطیر۔ خوش الحانی۔ علم زبور۔ علم سیاست و علم سلطنت۔ صنعت الدروع (زرہ کا بنانا) اور جو کچھ خداوند تعالیٰ نے چاہا۔ مَتَا۔ مِثْلُ اور مَآ سے مرکب ہے۔ مِثْلُ یہاں تبصیر نہیں ہے بلکہ ابتداء ہے۔ مَا موصولت۔ مَتَآيَشًا۔ مضارع واحد مکر غائب مَشَيْتًا (باب فَعَمَ) مصدر۔ وہ چاہتا ہے۔ اس نے چاہا۔ (یعنی مَاتُوا) دَكُوْلًا دَفَعَ اللّٰهُ النَّاسَ بَعْضُهُمْ يَبْغِضُ لِبَعْضٍ لِّفَسَدٍ اَلَّذِيْنَ فِيْهِ۔ لَوْ۔ حرف شرط۔ لَآ نَافِي دَفَعَ مصدر مبنی للفاعل مضاف۔ اللّٰهُ مضاف الیہ۔ النَّاسُ مفعول۔ اور بَعْضُهُمْ بے بدل ہے النَّاسُ سے۔ بَبْغِضٍ۔ مفعول ثانی۔ یہ سارا جملہ شرطیہ ہے اور اَلَّذِيْنَ لِبَعْضٍ اَلَّذِيْنَ جواب شرط۔ لام جواب شرط کے لئے ہے۔ فَسَدَتْ ماضی کا مینہ واحد مؤنث غائب۔ توجہ: اور اگر اللہ تعالیٰ بعض لوگوں کو بعض لوگوں کے ذریعہ سے دفع نہ کرتا ہے تو (دوسے) زمین پر فساد برپا ہو جائے۔

دَفَعَ۔ اگر الٰہی کے صلہ کے ساتھ آئے۔ تو حوالہ کر دینے کے معنی ہوتے ہیں۔ شَلَّا فَاِذَا دَفَعْتُمْ اِلَیْہِمْ اَمْوَالَهُمْ۔ (۶: ۴) اور جب تم ان کا مال ان کے حوالہ کرنے لگو۔ اور جب اس کا استعمال غن کے صلہ کے ساتھ ہو تو دفع کے معنی دفع کرنے.... دور کرنے یا ہٹانے کے آتے ہیں۔ شَلَّا اِنَّ اللّٰهَ يَدْفَعُ۔ يَنْ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا۔ (۲۲: ۲۸) بے شک خدا مؤمنوں سے ان کے دشمنوں کو ہٹاتا رہتا۔ دَفْعُ فُضِّلَ۔ مضاف مضاف الیہ۔ فضل والا۔ صاحب فضل۔ ذُو۔ اسمہ ستر مکبرہ میں سے ہے۔ یعنی انی چھ حروف میں سے ہے جن کی تصغیر نہیں آتی۔

۲: ۲۵۲ = تِلْكَ۔ یہ۔ اسم اشارہ۔ واحد مؤنث۔ مَشَارُ الیہ مذکورہ بالا قصے میں۔ یعنی حدیث الا

و اما انتہم واجیاء ہمد (آیت ۲۴۳) تملیکِ طاووت - طاووت کو سرداری عطا کرنا - تاہوت کا واپس آجانا - منافقوں اور متذبذب لوگوں کو نہر کے ابتلا میں ڈال کر الگ کر دینا - حضرت داؤد علیہ السلام کے ہاتھوں جالود کی ہلاکت - داؤد کو سلطنت و نبوت عطا کرنا وغیرہ -

تِلْكَ بُدَا ہے - اَیْتُ اللّٰہِ - مضاف مضاف الیہ مل کر اس کی خبر - نَتْلُوْهَا عَلَیْكَ بِالْحَقِّ متعلق خبر - نَتْلُوْ - مضارع جمع مکمل تِلَادَةٌ - مصدر - ہم پڑھ کر سناتے ہیں - ہم تلاوت کرتے ہیں - ہا - ضمیر واحد مؤنث غائب - مفعول - اس کا مرجع اَیْتُ ہے - نَتْلُوْهَا عَلَیْكَ - ہم ان کو پڑھ کر تجھے سناتے ہیں بِالْحَقِّ - حق کے ساتھ - صحیح صحیح یعنی اس طریقہ پر جو واقعہ کے مطابق یقینی ہے جس پر کہ اہل کتاب کو بھی شک نہیں ہو سکتا کیونکہ ان کی کتابوں میں بھی یہ قصص مندرج ہیں

وَ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ - وَاَدْعَا طِفْہ - لَمْ تاکید کے لئے - الْمُرْسَلِیْنَ - اسم مفعول جمع مذکر الْمُرْسَلُ واحد - بھیجے گئے پیغمبر -

اور یہ امر (ای نتلوها علیک بالحق) اس پر بھی دال ہے کہ بے شک آپ مرسلین میں سے ہیں (کیونکہ متذکرہ بالا اجنادِ عبیدہ و قصص غریبہ و قدیمہ نہ آپ نے کہیں پڑھے اور نہ کسی اہل علم سے سنے ہیں بلکہ وحی من اللہ کے ذریعہ سے آپ کو ان کی خبر دی گئی ہے)

=====

يَا رَهْ
تِلْكَ الرُّسُلُ

(١٣)

البقرة والعمران

تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ

۲۵۳:۲ = تِلْكَ - اسم اشارہ واحد مؤنث الرُّسُلُ مشارالیه - جمع مذکر - دونوں مل کر مبتدا
فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ - خبر -

آل - استغراق کلمے یعنی تمام پیغمبر - یا آل عہد کا ہے اور اس سے وہ جماعت معلوم
ہے جس کا علم آیت سابقہ ذِٰلِكَ لَیِّنَ الْمُؤْمِلِیْنَ سے ہو چکا ہے
= فَضَّلْنَا - ماضی جمع مکمل - تَفْضِیلٌ (تَفْعِیلٌ) مصدر ہم نے فضیلت بخشی - ہم نے بزرگی
عطا کی -

= بَعْضَهُمْ - مضاف مضاف الیه - دونوں مل کر مفعول فَضَّلْنَا کا - عَلَى بَعْضٍ بعض پر
ہم نے ان پیغمبروں میں سے بعض کو بعض پر برتری عطا کی -

= مِنْهُمْ - میں ہم ضمیر جمع مذکر غائب کا مرجع تِلْكَ الرُّسُلُ ہے مَن موصولہ کلمہ
اللہ صمد - یعنی ان میں سے کوئی تو وہ تھا جس سے اللہ تعالیٰ نے کلام کیا - مَن کلمہ اللہ بدل
ہے محل فَضَّلْنَا سے -

= وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ دَرَجَاتٍ - داؤد علیہ السلام دَرَجَاتِ حال ہے بَعْضُهُمْ سے یا اس سے قبل فی
مقدر ہے - اور بعض کو مرتبوں کی صورت میں بڑی عطا کی - بَعْضَهُمْ - مضاف مضاف الیه مل کر رَفَعْنَا
کا مفعول ہے ہُمْ ضمیر جمع مذکر غائب رُسُل کی طرف راجع ہے - اَلَّذِیْنَکَ ماضی جمع شکم اَیْنَا (اَفْعَالٌ)
مصدر ہم نے دیا - ہم نے بخشی - اَلَّذِیْنَکَ - کھلی دلیل - روشن دلائل - معجزات ، بَیِّنَات کی
جمع - تَبَیُّنٌ (تَفْعِیلٌ) مصدر سے مشتق ہے - تَبَیُّنٌ کے معنی بیان کرنے اور واضح اور ظاہر
کرنے کے ہیں - یہاں اَلَّذِیْنَکَ سے مراد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا برص کے مریضوں کو تندرست کر دیا -
پیدا شدہ نابیناؤں کو صحت یاب کر دیا مردوں کو زندہ کرنا باذن اللہ وغیرہ ہیں -

= اَیْنَکَ - ماضی جمع مکمل تَابَیْنُکَ (تَفْعِیلٌ) مصدر ہضمیر مفعول واحد مذکر غائب (یعنی حضرت
عیسیٰ علیہ السلام) ہم نے اس کو قوت دی - ہم نے اس کی مدد کی - یُؤْفِجُ الْقُدُسِ حضرت جبریل کے
ذریعہ سے - رُوحُ الْقُدُسِ - روح پاک - جان پاک - پاک فرشتہ - رُوح موصوف اور الْقُدُسِ
صفت ہے - یہاں موصوف کی صفت کی طرف اضافت ہے - جیسے دَجُلٌ صِدْقٍ میں رَجُلٌ موصوف
اور صدق اس کی صفت ہے لیکن یہاں ترکیب اضافی میں موصوف کی اضافت صفت کی طرف ہے -

رُوحُ الْقُدُسِ کے متعلق شمار کے مختلف اقوال ہیں (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو لغات القرآن جلد ۱
یا کوئی اور سند کتاب - مَا اخْتَلَفَ - مضارع منفی واحد مذکر غائب اِفْتَدَالَ (اَفْعَالٌ) مصدر یعنی آپس میں
۴ جھگڑا کرتا تھا

کرتا۔ یا ہم اڑنا۔

== مِنْ اٰخِرِهِمْ۔ اسی من بعد الرُّسُلِ۔ اَلَّذِيْنَ (اسم موصول جمع مذکر) مِنْ اٰخِرِهِمْ ملہ
یعنی رسولوں کے بعد میں آنے والے لوگ۔

== مِنْ اٰخِرِهِمْ مَا جَاءَ الْبَيِّنَاتُ۔ اِی مِنْ حُجَّةٍ اَوْلَمَكَ الرُّسُلِ۔ هُمْ مُنِمْزَجٌ مَذْرُوعٌ مِنْ
اَلَّذِيْنَ مِنْ اٰخِرِ الرُّسُلِ۔ یعنی رسولوں کے پیروکار۔ ان کے متبعین الْبَيِّنَاتُ۔ المعجزات الباطنیہ
والايات الظاهرۃ۔ پر شکوہ۔ دل نشیں اور روز روشن کی طرح ظاہر معجزہ اور کھلے کھلے صاف اور ظاہر
دلائل۔ یعنی رسولوں کی طرف سے معجزات باہرہ اور آیات ظاہرہ آجائے کے بعد اور اپنے سامنے اپنی آنکھوں
سے دیکھ لینے کے بعد

== وَتَوَسَّأَ اللّٰهُ..... مَا جَاءَ تَحْمُ الْبَيِّنَاتُ۔ اگر اللہ تعالیٰ کی مشیت یہ ہوئی کہ رسولوں کے متبعین
آپس جنگ و قتال نہ کریں تو وہ ان کو ہدایت نصیب فرمادیتا۔ حق پر سب کو متفق کر دیتا۔ اور مکمل اتباع
رسل ان کو نصیب فرمادیتا۔ کوئی امت اپنے رسول کے بعد اپنے اپنے رسولوں کے ہاتھوں معجزات و آیات
دیکھ لینے کے بعد آپس اختلافات نہ رکھتی اور باہمی جنگ و جدال کے متعلق سوچتی بھی نہ۔ وَلٰكِنْ اِخْتَلَفُوا
لیکن انہوں نے (باہم) اختلاف کیا اور آپس میں قتل و غارت کار تکاب کیا۔ دیکھو اللہ تعالیٰ نے اپنی
جلال و جمالی صفات اور اپنے مختلف اسماء (مثلاً) ہادی، مصل، غفار، قہار، منتقم اور غفور کا ظہور فرمایا۔
اس لئے وہ لوگ کفر و اسلام اور ہدایت و گمراہی میں بٹ گئے)

== فَتَنَهُمْ مِّنْۢ بَيْنِہُمْ۔ پس کچھ تو ایمان لے آئے (یعنی اللہ نے اپنی مہربانی سے دین انبیاء کا پابند بننے
کی ان کو ہدایت و توفیق عطا فرمادی۔ یہ وہی لوگ تھے جن کا دین اللہ کی صفت ہدایت کا منظر قرار پایا
== وَمِنْہُمْ مَّنْ کَفَرَ۔ اور کچھ لوگ ہوئے جنہوں نے کفر کیا۔ یعنی اللہ نے تقاضائے مدد کے تحت ان کی
مدد نہیں کی۔ یہ وہی لوگ تھے جن کا دین اللہ کی صفت اعدل کا منظر قرار پایا۔

== وَتَوَسَّأَ اللّٰهُ مَا اَقْتُلُوا۔ اس جملہ کا دوبارہ ذکر اول حملہ کی تاکید کے لئے ہے۔

فائدہ = اگر اللہ چاہتا کہ سب ہدایت پر آجائیں اور باہمی جنگ و جدال سے باز رہیں تو اس مشیت ایزدی
کی تکمیل میں کوئی شے مانع نہیں ہو سکتی تھی۔ ان میں سے بعض کا ایمان اور بعض کا کفر نعوذ باللہ نہ کہ بے بسی کی دلیل
نہیں بدوہ جو کچھ چاہتا ہے وہی کرتا ہے اور وہی ہوتا ہے۔ ہماری عقل اس کی حکمت اور تقدیر کی حقیقت کا ادراک
کرنے سے قاصر ہے

== لَکُنَّ (نون کی تشدید کے ساتھ) حرف استدراک ہے۔ یعنی پہلی بات کا وہم و درگم کرنے والا حرف جیسے بَلَنْ
غَیْرَ اَنْ۔ اِلَّا اِلَّا اَنْ۔ وغیرہ۔ یہ اسم کو نصب اور خبر کو رفع دیتا ہے قرآن مجید میں ہے وَمَا کَفَرُوْا سَلَمًا

وَلَكِنَّ الشَّيْطَانَ كَفَرُوا (۱۰۲:۲) حضرت سلیمان نے مطلق کفر کی بات نہیں کی بلکہ شیاطین ہی کفر کرتے تھے لکن (تخفیف کے ساتھ یعنی بغیر تشدید کے) حرف ملاحظہ ہوتا ہے جبکہ اس کے بعد کوئی مفرد آئے۔ اور یہ لکن استدراک کے لئے بھی آتا ہے اور کچھ عمل نہیں کرتا۔ مثلاً اِذَا اُنْزِلَتْ سُورَةٌ اَنْ اَمِنُوا بِاللّٰهِ وَحَافِذُوْا مَعَ رَسُوْلِهِ اَسَآءَ نَفْسًا اَوْ لَوِ الطُّوْلِ مِنْهُمْ ذَا اُذْ رَنَا مَكَنٍّ مَّعَ الْقُعُودِیْنَ ۝ رَضُوْا بِاَنْ يَّكُوْنَهُ لِقَاعَ الْغَوَالِبِ وَطُجِعَ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُوْنَ ۝ لَكِنَّ الرُّسُوْلَ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهُ جِهَدُوْا يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَلَيْسَ لَكُمْ اَلْخِزَانَةُ اِذَا اُنْزِلَتْ هٰذَا الْمَغْنَمُ ۝ ۸۶: ۹۱ تا ۸۸) اور جب کوئی سورت نازل ہوتی ہے کہ خدا پر ایمان لاؤ اور اس کے رسول کے ساتھ ہو کر لڑائی کرو۔ تو ان میں جو دولت مند ہیں وہ تم سے اجازت طلب کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمیں تو رہنے ہی دیجئے۔ کہو لوگ گھروں میں رہیں گے ہم بھی ان کے ساتھ رہیں۔ یہ اس بات سے خوش ہیں کہ عورتوں کے ساتھ جو بچے رہ جاتی ہیں انہوں میں بیٹھ۔ ہیں ان کے دلوں پر اللہ نے مہر لگا دی ہے تو یہ سمجھتے ہی نہیں۔ لیکن رسول اور جو لوگ اس کے ساتھ ایمان لائے سب اپنے مال اور جان سے لڑے انہی لوگوں کے لئے مہلکیاں ہیں اور یہی مراد پانے والے ہیں۔

۲۵۴:۲ = اَلْفَعُوْا امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ اِنْفَاقٌ (افعال) مصدر۔ تم (راہ خدا میں) خرچ کرو۔ اس کا مفعول شَيْئًا مَعْدُوْفٌ ہے۔ اِی اَلْفَعُوْا شَيْئًا مِمَّا رَزَقْنَاكُمْ۔ مِمَّا مرکب ہے مِن اور مَّا سے مَّا یعنی اَلَّذِیْ اور کُذِّمَ صیغہ مفعول جمع مذکر حاضر۔ یعنی ہم نے جو تمہیں دیا ہے اس میں سے (الذکر راہ میں) خرچ کرو۔
= خَلَّةٌ۔ دوستی۔ اَسْتَنَالُ۔ خلل مادہ۔ خَلَّلْتُ۔ دوست

= بَيْعٌ۔ خرید و فروخت، لین دین۔ بیچنا۔ خریدنا۔ مصدر بے۔ سودا لے کر قیمت لینے کا نام بیع ہے اور قیمت دے کر سودا لینے کا نام شرا ہے کبھی شرا کے معنی میں بیع اور بیع کے معنی میں شرا کا استعمال ہوتا ہے

= وَ اٰمَنُوْنَ هُمُ الظَّالِمُوْنَ۔ یہ جملہ معذوف کا معطوف ہے۔ اِی فَاَلْمُؤْمِنُوْنَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ وَالْمُؤْمِنُوْنَ هُمُ الظَّالِمُوْنَ۔ پس متقی مومن تو پورا پورا کما حقہ ادا کرتے ہیں اور کافر ہی ظالم ہیں (کہ مال کو بے محل صرف کرتے ہیں اور احکام کی تعمیل نہیں کرتے) الظلمۃ کے معنی روشنی کا معدوم ہونا ہے اہل لغت اور اشتر مدار کے نزدیک ظلم کے معنی ہیں کسی چیز کو اس کے مخصوص مقام پر نہ رکھنا۔ خواہ کمی یا زیادتی کر کے یا اسے اس کے صحیح وقت یا اسی جگہ سے ہٹا کر۔ اور الظلمۃ کا لفظ حق سے جدا و پر بھی بولا جاتا ہے جس کی مثال دانہ میں نمک کی ہوتی ہے۔ اور ظلم کا اطلاق چونکہ ہر قسم کے تجاوز پر ہوتا ہے خواہ وہ تجاوز ظلیل ہو یا کثیر۔ یہی وجہ ہے کہ ایک طرف تو ایمیس کو ظالم کہا ہے اور دوسری طرف حضرت آدم علیہ السلام کو ان کی غلطی کی بنا پر ظالم کہہ دیا گیا ہے۔ گو دونوں کے ظالم ہونے میں بہت بڑا فرق ہے فائدہ۔ بیضاوان نے لکھا ہے کہ اَلْمُفْضَرُّوْنَ سے مراد زکوٰۃ نہ لینے والے ہیں۔ ترک زکوٰۃ کی برائی کی شدت کو ظاہر کرنے کے لئے زکوٰۃ نہ لینے کو کفر سے تعبیر کیا ہے جیسے حج نہ کرنے کو کفر سے تعبیر کیا ہے۔ اور مَنْ لَّدُنْ یَّجِجُ کی جگہ

اور ملا محمد ہیں۔

== وَلَا يَحِيطُونَ۔ مضارع منفی جمع مذکر غائب۔ إِيَّاهُ (إِنْفَالٌ) سے مصدر۔ وہ نہیں گھیر سکتے۔
یا نہیں گھیرتے۔ (علمی) احاطہ نہیں کر سکتے۔ ضمیر فاعل مافی السموات و مافی الارض کی طرف راجع ہے
یعنی وہ اس کے علم میں سے کسی شے کا (کامل) علمی احاطہ نہیں کر سکتے۔

== إِلَّا بِمَا شَاءَ۔ اسی الہاماً شَاءَ اَنْ يَطْلُعَهُ سُلَيْمٌ۔ ہاں جس چیز کا علم وہ دینا چاہے۔

و ادعالی ہے اور یَعْلَمُ کی ضمیر فاعلی ذوالحال ہے یا وَاَوْعَاظُہُ ہے۔ دونوں جملوں کا مجبور تبار ہا ہے کہ محیط
کل اور ہمہ گیر علم ذاتی اللہ تعالیٰ کی خصوصیت ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا ثبوت ہے اس لئے دونوں
جملوں کے درمیان حرف عطفت کو ذکر کر دیا۔ (تفسیر مظہری)

== وَصَبَّحَ۔ ماضی واحد مذکر غائب۔ صَبَّحَ۔ (باب صَبَّحَ) سے مصدر۔ جیسے وَعَدَ يَعِدُ سے عِدَّةٌ ہے
اس نے سالیانہ۔ یعنی اس کا علم یا اقتدار (کرسی) ہر چیز کو محیط ہے۔

== كُنْزِ سِتْرَةٍ۔ مضاف مضاف الیہ۔ اس کی کرسی۔ ؕ ضمیر واحد مذکر غائب۔ اند کی طرف راجع ہے اصحاب
الظواہر (علامہ ابن تیمیہؒ۔ ابن قیمؒ۔ ابن حزم وغیرہ) کے نزدیک کرسی سے حقیقی معنی مراد ہیں یعنی بیٹھنے کی کرسی
لیکن کیفیت مجہول ہے معلوم نہیں یکسی کرسی ہے کس چیز کی ہے۔ غرض ایسی ہے جیسی کہ اللہ تعالیٰ کی شان کے
شایان ہے۔ بعض علماء کے نزدیک کرسی سے مراد وہ جسم محیط ہے جس کے اند سائر جہان محمد ہوا ہے۔
بعض نے انصاف اور حکومت مراد لیا ہے۔ حضرت ابن عباس کے نزدیک کرسی سے علم مراد ہے۔ ممکن
ہے کہ سبھی معنوں کو متضمن ہو۔

== السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ۔ ہر دو اسم مفعول ہیں۔ وَصَبَّحَ كُنْزِ سِتْرَةٍ لِّلْمَلٰٓئِكَةِ وَالْاَرْضِ۔ اس کی کرسی آسمان
اور زمین کو گھیرے ہوئے ہے (کوئی چیز اس سے باہر نہیں)

== وَلَا يُوَدُّ اَنْ حِفْظُهُمَا۔ وَاَوْعَاظُہُ ہے حِفْظُهُمَا مضاف الیہ مل کر فاعل لَا يُوَدُّ فعل ؕ ضمیر
مفعول۔ فعل۔ فاعل اور مفعول مل کر جملہ فعلیہ ہوا۔ لَا يُوَدُّ۔ مضارع منفی واحد مذکر غائب اَوْعَاظُہُ۔
(بروزن قال یقول) اَوْعَاظُہُ دَاوُدُ (باب نصر) مصدر گراں بار کرنا۔ ہماری لگناہ تھکا دینا۔ اَوْعَاظُہُ
بوجہ۔ ؕ ضمیر مفعول۔ واحد مذکر غائب جس کا مرجع اللہ ہے۔ حِفْظُهُمَا میں هُمَا ضمیر تثنیہ مثنوی سماوات
اور ارض کے لئے ہے۔

ترجمہ :- اور ان کی (یعنی آسمانوں کی اور زمین کی) حفاظت اس کو نہیں تھکاتی۔

== الْعَلِیُّ۔ بلند مرتبہ۔ عالی شان۔ یہ علاء سے ہے جس کے معنی بزرگ ہونے کے ہیں بروزن فَعِلٌ

صفت مشبہ کا صیغہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ میں سے ہے۔ امام راغب فرماتے ہیں عَلِيٌّ کے معنی ہیں رفیع القدر۔ یعنی بلند مرتبت کے۔ یہ عَلِيٌّ سے ہے اور حَبِیبُ اللہ تعالیٰ کی صفت واقع ہو تو اس کے معنی ہوں گے۔ وہ ذات جو اس سے کہیں بزرگ ہے کہ وصف بیان کرنے والوں کا وصف بلکہ عالموں کا علم بھی اس کا احاطہ کر سکے۔

— الْعَظِيمُ۔ بزرگ، قَبِيلُ۔ صفت مشبہ کا صیغہ ہے بمعنی بزرگ۔ بڑا۔ بڑی عظمت والا۔ بڑی شان والا۔ عَظَمَ يَعْظُمُ عَظْمًا وَعَظَامَتًا مصدر (باب کوْمُ) سے ہے۔ یعنی بڑا ہونا۔ اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ میں سے ہے۔ ۲۵۶:۲ = لَا اِكْرَاهُ۔ منصوب بوجہ عمل لا۔ اِكْرَاهُ (اِفْعَالُ) مصدر ہے۔ کسی کو زبردستی کسی کام کے کرنے پر مجبور کرنا۔ اَلْكُؤُةُ وَالْكُؤُةُ۔ سخت ناپسندیدگی۔ اَلْكُؤُةُ اس مشقت کو کہتے ہیں جو انسان کو خارج سے پہنچے۔ اور اس پر زبردستی ڈالی جائے۔ جیسا کہ آیت نہا میں مراد ہے اور اَلْكُؤُةُ بضم الكاف ملاحظہ ہو (المفردات) اس مشقت کو کہتے ہیں جو اسے ناخواستہ طور پر خود اپنے آپ پہنچے۔ مثلاً ایک چیز طبعاً ناگوار ہے لیکن شریعت اسے پسند کرتی ہے اور اسے کرنا ہی پڑتا ہے جیسے جہاد۔ دوم ایسی چیز کہ طبعاً تو پسندیدہ ہو لیکن شرعاً مکروہ ہو۔ مثلاً راگ و رنگ۔

== قَدْ تَبَيَّنَ = فعل ماضی کے ساتھ قَدْ تحقیق کے معنی دیتا ہے۔ بیشک۔ تحقیق۔ تبیین ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ تَبَيَّنَ (اَفْعَلُ) مصدر ہے جس کے معنی ظاہر ہونے اور واضح ہو جانے کے ہیں == الرَّشْدُ۔ ہدایت، راہ یابی، راستی۔ رَشَدٌ يُوْشَدُ (باب نصر) کا مصدر ہے، ہدایت کی جگہ استعمال ہوتا ہے۔ صلاحیت کے معنی میں قرآن مجید میں ہے فَإِنْ اَلَسْتُمْ مِنْهُمْ رُشْدًا فَادْفَعُوا اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ (۴: ۶) پھر (بالغ ہونے پر) اگر ان میں عقل کی پختگی یا صلاحیت دیکھو تو ان کا مال ان کے حوالے کر دو۔

== اَلْغَيِّمُ۔ گمراہی۔ بدراہی۔ ضلالتہ۔ کفر۔ غوی۔ حروٹ مادہ ہیں۔ اَلْغَيِّ۔ اس جہالت کو کہتے ہیں جو غلط اعتقاد پر مبنی ہو۔ جہالت کبھی تو کسی عقیدہ پر مبنی ہوتی ہے۔ مثلاً مَا شَرَّ مَا شَرَّ مَا جَعَلَكُمْ دُمَا غَوًى۔ (۱۲۱۵۳) تمہارے رفیق (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم) نہ راستہ سمجھو لے ہیں اور نہ راہ جھٹکتے ہیں۔ اور کبھی عقیدہ کو اس میں دخل نہیں ہوتا۔ مثلاً وَ اِخْوَانُهُمْ يَمْعُدُوْنَهُمْ فِي الْغَيِّ۔ (۲۰۲: ۴) اور ان (یعنی کفار کے بھائی) انہیں گمراہی میں کھینچ جاتے ہیں == فَمَنْ يَكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَيُؤْمِنْ بِاللّٰهِ مِنَ شَرْطِیْہِے اور يَكْفُرُوْا يَوْمَ مِنْ فَعْلٍ مضارع بوجہ شرط مجزوم ہیں۔ پس جس نے طاغوت سے انکار کیا اور اللہ پر ایمان لے آیا۔ اَلطَّاغُوْتِ۔ شیطان۔ حق سے روکنے والے بُت۔ معبود باطل۔ سرکش۔ سخت طاعنی۔ مُفْسِد۔

احد۔ جمع۔ نذر۔ مَوْنَتْ سب کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

علامہ محب الدین ابوالبقا۔ عبداللہ البکری لکھتے ہیں کہ اس کی اصل طَعْنُوْتُ ہے کیونکہ یہ طَعْنَتْ طَعْنً سے ہے اور یہ بھی جائز ہے کہ واو سے ہو کیونکہ اس میں یَطْعُوْا بھی بولا جاتا ہے پر می کا استعمال اکثر ہے اور اسی پر مصدر طَعْنْتُ آیا ہے پھر لام کلمہ کو مقدم کر کے غ سے پہلے کر دیا گیا تو طَعْنُوْتُ ہو گیا طَعْنُوْتُ بن گیا۔ پھر حرف علت متحرک اور اس کا ماقبل مفتوح ہوا۔ تو اس کو الف سے بدل دیا گیا۔ طَعْنُوْتُ بن گیا۔

= فَقَدْ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَىٰ - جواب شرط۔ اس نے مضبوط حلقہ پکڑ لیا۔

اسْتَمْسَكَ - ماضی واحد نکر غائب۔ اسْتَمْسَكَ (استفعال) مصدر۔ مَسَكَ مَا دَہ اس نے پکڑ لیا۔ اسْتَمْسَكَ - پکڑ لینا۔ روکے رکھنا

الْعُرْوَةُ - کڑا۔ حلقہ۔ کسی چیز کا دستہ یا قبضہ۔ عُرْوَى وَعُرْوَى - جمع۔

= الْوُثْقَىٰ - اسم تفضیل مَوْنَتْ - اَلَاذْنَىٰ - نذر۔ وَثِيقٌ اسم فاعل۔ وَثَاقَةٌ (باب کوم) بہت مضبوط قابل شکست، مَوْنٌ وَثِيقٌ - بختہ عہد۔ پکا وعدہ۔

لَا الْفِصَامَ لَهَا - الْفِصَام - مصدر ہے (باب انفعال) ٹوٹنا۔ لَهَا میں ہا ضمیر واحد مَوْنَتْ ثابت۔ نَذْوَةٌ کے لئے ہے اور جملہ مال ہے ضمیر الْعُرْوَةِ سے۔

= سَمِيعٌ - سنے والا۔ سَمِعَ سے بروزن فَعِلٌ - صفت مشبہ کا صیغہ ہے۔ جب یہ اللہ کی صفت واقع ہو تو اس کے معنی ہیں ایسی ذات جس کی ہر شے پر حاوی ہو۔

= عِلَّةٌ - بڑا دانا۔ خوب جاننے والا۔ عِلَّةٌ سے بروزن فَعِلٌ - مبالغہ کا صیغہ ہے

۲۵۷:۱ = يُخْرِجُكُمُ - مضارع واحد نکر غائب۔ ضمیر فاعل اللہ کی طرف راجع ہے۔

مَنْعَمٌ ضمیر مفعول جمع نکر غائب۔ اَلَّذِينَ اٰمَنُوا کے لئے ہے

= مِنَ الظَّالِمَاتِ اِلَى النُّوْرِ - صاحب تفسیر مظہری اس آیت کی شرح میں رقمطراز ہیں

”جن لوگوں کا مومن ہونا خدا چاہتا ہے تو ان کو اپنی توفیق اور ہدایت کی مدد سے جہالت۔ نفس پرستی و وسوسوں اور کفر تک پہنچانے والے شبہات سے نکال کر اس صراط مستقیم پر لاڈالتا ہے جو ایمان تک ان کو پہنچا دیتی ہے۔“

واقدی نے لکھا ہے کہ قرآن مجید میں حسب جملہ الفاظ ظلمات والنور آئے ہیں ان سے مراد

غرو ایمان ہے ہاں سورۃ النعام کی آیت جَعَلَ الظَّالِمَاتِ وَالنُّوْرَ (۱:۶) میں شب و روز مراد ہیں

آیت مذکور بتا رہی ہے کہ ایمان (اضیاری نہیں) صرف عطیہ خداوندی ہے۔ جملہ يُخْرِجُكُمُ مِنَ الظُّلُمَاتِ

اللہ اور اس کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تعیین نہیں فرمائی۔ ترجمانیوں ہوگا اور کیا تم نے مثال نہیں دیکھی اس شخص کی جو ایک بستی کے پاس سے گذرا.... اخفش نے ساق کو نائد قرار دیا ہے۔
 = قَرْيَةٍ۔ بستی۔ اور بستی کے بہتے والے اس کی جمع قُرًی۔ قُرًی جمع قیاسی نہیں صرف سماعی ہے۔ کیونکہ
 فَعْلَةٍ کی جمع قیاسی فَعَالٌ کے وزن پر آتی ہے۔ جیسے ظَبْيَةٍ کی جمع ظَبَادٌ۔ بعض اہل لغت نے کہا ہے
 کہ اہل یمن قَرْيَةٍ بولتے ہیں اور اس کی جمع قُرًی قیاسی ہے جیسے ذِرْوَةٍ کی جمع ذُرًی۔ بہر کیف قرآن
 مجید میں قَرْيَةٍ (واحد) اور قُرًی (جمع) آیا ہے اور یہی فصیح ہے اس کے مقابلے میں یعنی استعمال فصیح
 نہیں ہے۔ قرآن مجید میں ہے وَلَيَسْئَلَنَّ الرَّأْمُ الْفُرًی دَمَنٌ حَذَقًا (۹۳: ۶) کرم بستیوں کی ماں۔
 (یعنی مکہ) کے اور اس کے آس پاس کے لوگوں کو ڈراؤ۔

= وَهِيَ حَاوِيَةٌ عَلَى عُرُوشِهَا۔ هِيَ اِی قَرْيَةٍ۔ حَاوِيَةٌ۔ اسم فاعل واحد مونث افتادہ۔
 گرمی ہوئی۔ خَوًی یَخْوًی خَوًی (باب صوب) (گھر کا) چڑ جانا۔ گر جانا۔ اور خَوًی یَخْوًی خَوًی
 خَوًی (باب سَمَع) (جگہ یا مکان کا) خالی ہونا۔ گر چرنا۔ ڈھ جانا۔ اندر سے کھوکھلا ہو جانا۔
 جملہ وَهِيَ حَاوِيَةٌ کے موضع جرمیں ہے اور اس صورت میں قَرْيَةٍ کی صفت ہے۔ عَلَى عُرُوشِهَا
 متعلق ہے حَاوِيَةٌ سے عُرُوشِهَا۔ مضاف مضاف الیہ حَاضِرٌ واحد مونث غائب قَرْيَةٍ کے لئے
 ہے۔ عُرُوشِ جمع ہے عَرْشٌ کی۔ بمعنی چھت۔ عَرْشُ الْبَيْتِ گھر کی چھت۔ بیل کو چڑھانے
 کے لئے جو چھت یا ٹیڑھی کرتے ہیں اس کو بھی عرش کہتے ہیں۔
 قریۃ حادیۃ علیٰ سدوشہا۔ شہر جو چھتوں سمیت ڈھا چڑھا تھا۔
 = اَتَتْ۔ اِی کَیْف۔ کیونکہ۔ کیسے۔ نیز ملاحظہ ہو ۲۲۲: ۲۔ هُنَّ۔ یہ بستی۔ یا اس بستی کے
 لوگ۔

= اَبْعَدَ مَوْتَهَا۔ اس کی موت کے بعد۔ اس کی دیرانی کے بعد (بستی یا بستی کے رہنے والوں کی
 بربادی کے بعد)۔ هَا ضَمِيرٌ واحد مونث غائب اس کا مرجع قَرْيَةٍ ہے
 = اَمَاتَهُ اللّٰهُ۔ اللّٰهُ فاعل۔ اَمَاتَ فعل ماضی واحد مذکر غائب۔ اَمَاتَهُ (انفال) مصدر
 ۴۔ ضَمِيرٌ واحد مذکر غائب۔ اس نے (یعنی خدا تعالیٰ نے) اس کو (یعنی اس شخص کو جو اس قریہ کے پاک
 سے گذرا۔ اور اس کو برباد دیکھ کر کہا کہ اس بربادی کے بعد اللہ اسے کیسے زندہ کر دے گا۔ موت وہی
 مار ڈالا۔

= ثُمَّ بَعَثَهُ۔ ثُمَّ حرف عطف ہے یہاں تراخی فی الوقت کے لئے آیا ہے بمعنی پھر۔ بَعَثَهُ
 بَعَثَ۔ ماضی۔ واحد مذکر غائب کا صیغہ ہے۔ اس نے اسے زندہ اٹھا کھڑا کیا۔ ۴ ضَمِيرٌ

مفعول مذکورہ بالا شخص کی طرف راجع ہے۔ اگر رسولوں کے متعلق اس کا استعمال ہو تو بَعَثَ کے معنی اللہ کی طرف سے مبعوث کرنے اور بھیجنے کے ہوں گے۔ ثَلَا أَلْعَلَّ اللّٰهُ بُشْرًا رَسُولًا (۱۷: ۹۴) کیا خدا نے آدمی کو رسول بنا کر بھیجا ہے۔

== قَالَ كَذَبْتُمْ - اِیْ قَالَ اللّٰهُ - كَذَبْتُمْ - اِیْ كَذَبْنَا لَيْسَتْ - تُوَكَّنِي مَتَّحُمًا - نیز ملاحظہ ہو۔ ۲: ۲۱۱ - اور ۲: ۲۴۹ - لَيْسَتْ (بَابُ سَمْعٍ) لَيْسَتْ - مصدر - بمعنی ٹھہرنا۔ رہنا۔

== بَعْضُ يَوْمٍ - مضاف مضاف الیه۔ بعض - کچھ۔ ٹکڑا۔ کل کے اعتبار سے ٹکڑے کے کسی جز کو بعض کہتے ہیں۔ اس لئے کُل کے مقابل میں بولا جاتا ہے بَعْضُ يَوْمٍ - دن کا کچھ حصہ۔

== قَالَ - اِیْ قَالَ اللّٰهُ -

== بَلَّ - حرف اضراب ہے۔ بلکہ۔ نیز ملاحظہ ہو۔ ۲: ۱۳۵ -

== ذَمَّ يَسْتَدُّ - نفی جہد بلم - واحد مذکر غائب - ابا وجود سالہا گذر جانے کے، تمہارا مشروب یا طعام خراب نہیں ہوا۔ تَشْتَنُّ (بَابُ تَفْعَلُ) مصدر سے - عمر رسیدہ ہونا - پرانا ہونا - خوراک کا بُلُّ ہو جانا خوراک کو پھپھوندی لگ جانا۔ سَنَ نَ حروف مادہ ہیں۔ يَتَسَنُّ - اصل میں يَتَسَنُّ تھا۔ چونکہ تین نون جمع ہو گئے تھے اخیر کو ی سے بدلا۔ پھری کو الف سے بدلا الف جزم کی وجہ سے حذف ہو گیا۔ اے استاحت یعنی سکتہ کی ہے۔ مادہ سَنَ نَ کا سے سَنِيهَ يَسْنِيهَ سَنِيهَ (بَابُ سَمْعٍ) سے بھی انہی معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ بمعنی بہت سالوں والا ہونا۔ طعام یا شراب کا متغیر ہو جانا۔ بگڑ جانا۔

== وَ لَيَجْعَلَنَّ - محذوف پر معطوف ہے۔ لتقدير کلام یوں ہے اذیناک ذلک لتعلہ قدر قدرتنا۔ ہم نے تجھے یہ کچھ اس لئے دکھلایا تاکہ تو جان لے ہماری قدرت کو (بعض کے نزدیک داؤد ہے) اور یہ اس لئے کہ ہم تجھ کو لوگوں کے لئے اپنی قدرت کی نشانی (یا دلیل) بنائیں۔

== وَ انْظُرْ اِلَى الْعِظَامِ - اور ہڈیوں کو دیکھ۔ مراد گدھے کی ہڈیاں (جو اس شخص کے پاس تھا، یا اہل قریب کی ہڈیاں (جو اس وقت مرکب چکے تھے، یا اس کی اپنی ہڈیاں یا اس کے گدھے کی ہڈیاں (روح المعانی) عِظَامُ ہڈیاں۔ عِظَمُ کی جمع جیسے سِهَامُ سَهْمُ کی جمع ہے۔

== نُنْشِرُهَا - مضارع جمع مکمل۔ اِنْشَادُ (افعال) مصدر - ہم جوڑ دیتے ہیں۔ حرکت دیتے ہیں اٹھا دیتے ہیں۔ ہا ضمیر مفعول واحد مؤنث غائب العظام کے لئے ہے۔

النَّشْرُ - بلند زین کو کہتے ہیں۔ اور نَشْرُ فَلَانٍ کے معنی بلند زمین کے قصد کرنے کے ہیں۔ اسی سے نَشْرُ فَلَانٍ مِّنْ مَّقَرَّةٍ کا محاورہ ہے۔ جس کے معنی کسی کا اپنی قرار گاہ سے اوپر ابھرانے کے

کے ہیں۔ اور ہر اوپر اٹھنے والی چیز کو نَاشِئُ کہا جاتا ہے۔ اسی معنی میں قرآن مجید میں آتا ہے
وَإِذْ أَنزَلْنَا النَّشْرَ فَأَنشَرُوا فَأَنشَرُوا (۱۱: ۵۸) اور جب کہا جائے کہ اٹھ کھڑے ہو تو اٹھ کھڑے
ہوا کرو۔

اور نَشْرُ وَإِنشَارُ کے معنی زندہ کرنا بھی آتے ہیں کیونکہ زندگی میں ایک طرح کا ابھار پایا
جاتا ہے۔ اور اسی معنی میں آیت مذکورہ میں اس کا استعمال ہوا ہے۔

== نَكَّسُوْهَا۔ مضارع جمع مکمل۔ كَسَّوْهُ دباب (نصد) مصدر بمعنی پہنانا (کسی کے اوپر لباس کی
طرح) چڑھانا۔ یا جس طرح لباس سے جسم کو چھپایا جاتا ہے اسی طرح چھپا دینا۔ هَا ضمیر مفعول واحد
مؤنث قاصب جس کا مرجع العظام ہے۔ لَحْمًا مفعول ثانی۔ ہم ان (مڈیوں) پر گوشت پڑھاتے
ہیں۔ یا ان کو گوشت سے چھپاتے ہیں جس طرح جسم کو لباس سے چھپاتے ہیں۔ كَسَّوْهُ لباس کا
جوڑا۔

== مَبَّيَّنٌ۔ ماضی واحد مذکر غائب۔ مَبَّيَّنٌ (تَفَعَّلَ) مصدر بمعنی ظاہر ہونا۔ واضح ہونا۔ لَہُ
میں ک ضمیر واحد مذکر غائب اس شخص کے لئے ہے۔ جب یہ امر اس پر واضح ہو گیا۔ یعنی اللہ
کی قدرت کی ہمہ گیری اس پر واضح ہو گئی۔

== اَعْلَمُ۔ میں جانتا ہوں بمعنی یقین کرتا ہوں۔

۲۶۰: ۲ == وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ مِیْنِ اِذْ سے قبل عبارت مقدر ہے اِیْ اُذْ کُرِ الْوَقْتُ
اِذْ۔ یا وَ اِذْ کُرِ الْوَاَقِعُ اِذْ۔ اور وہ وقت یاد کرو جب۔ یا وہ واقعہ یاد کرو جب۔ قرآن مجید
میں جہاں کہیں بھی وَ اِذْ آیا ہے وہاں لفظ اُذْ کُرِ مذبذوب ہے یعنی آپ ان سے ذکر کیجئے یا آپ
از خود یاد کیجئے اِذْ اسم ظرف ہے۔ قَالَ فعل اِنْبِرَ اِھِیْم۔ فاعل۔

== رَبِّ اِذْ اِنِّیْ کَیْفَ ثَنٰی الْمُؤْمِنِ۔ یہ جملہ مقولہ ہے اور کَیْفَ ثَنٰی الْمُؤْمِنِ جملہ مفعول ہے
اِذْ اِنِّیْ کا۔ ترجمہ ہوگا۔ اور (اے نبی) اس واقعہ کو یاد کرو جب حضرت ابراہیم نے کہا اے
میرے رب! مجھے دکھا کہ تو مردوں کو کیونکہ زندہ کرے گا؟۔ اِذْ اِنِّیْ میں اِذْ امر کا صیغہ واحد
مذکر حاضر ہے۔ نَ وَ قَاہِیْ اور تَ ضمیر واحد مکمل کی۔

== قَالَ اَدْلَمْ تُوْمِنَ۔ قال۔ اِیْ قَالَ اللّٰہُ۔ ہمستر استفہامیہ وَ حَرْفِ عطف۔ حَرْفِ
عطف سے پہلے کلام مقدر ہے اِیْ اَلَمْ تَعْلَمْ وَلَمْ تُوْمِنَ کیا تو نہیں جانتا۔ اور تجھے یقین نہیں آیا۔

== قَالَ بَلٰی۔ اِیْ قَالَ اِبْرٰہِیْمُ بَلٰی۔ ہاں کیوں نہیں۔ نیز ملاحظہ ہو۔ (۲۶: ۳)

== وَ لٰکِنْ لِّیَطْمِئِنَّ قَلْبِیْ۔ لِّیَطْمِئِنَّ کلام مذبذوب سے متعلق ہے تقدیر کلام یوں ہے!

سَأَلْتُكَ يَظْمِنُ قَلْبِي۔ میں نے اطمینان دل کے لئے تجھ سے سوال کیا ہے، اِطْمِئْنَنْتُ (اِظْمِئْنَالُ) مصدر ہے۔

= خَذُ۔ امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر اخْذُ (باب نَصَرَ) مصدر تولے۔ تو کپڑے۔

= مِنَ الطَّيْرِ صِفَتٌ هِيَ اَرْبَعَةٌ کِی جو مفعول ہے فعل خَذُ کا۔

= صُوْرُهُنَّ اِلَيْكَ۔ صَادَ لِيَصُوْرُوْا۔ (باب نَصَرَ) وَصَارَ لِيَصِيْرُوْا (باب صَرَبَ) صَيَّرُوْ

مَصُوْرًا مصدر سے۔ مائل کرنا۔ بلانا۔ سدھانا۔ (باب صَرَبَ) سے بمعنی ٹکڑے ٹکڑے کرنا بھی ہے

صَادَ اِلَى كَذَا۔ کے معنی کسی خاص مقام تک پہنچ جانے کے ہیں صَيَّرُ الْاَبْيَابِ۔ دروازہ کا شگاف

یا جھوکا۔ اسے صَيَّرُوْا اس لئے کہتے ہیں کہ وہ نقل و حرکت کا منتہی ہوتا ہے اس لئے اَلْصَيَّرُ اس

جگہ کو کہتے ہیں جہاں کوئی چیز نقل و حرکت کے بعد پہنچ کر ختم ہو جاتی ہے قرآن مجید میں ہے اِلَيْهِ

الْمَصِيْرُ (۱۸: ۵) یعنی اللہ تعالیٰ ہی لوٹنے کی جگہ ہے يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اَبْرَٰهِيْمَ عَنَّا اَبْ

جَهْتُمْ وَيٰۤاَيُّهَا الْمَصِيْرُ (۶: ۶۷) اور جو لوگ اپنے رب کے منکر ہوئے ان کے لئے دوزخ

کا عذاب ہے اور بری جگہ ہے وہ پہنچنے کی۔

صُوْرُهُنَّ۔ صُوْر۔ فعل امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ هُنَّ ضمیر مفعول جمع مؤنث غائبہ۔ بمعنی پھر ان کو

اپنی طرف مانوس کر لے (ضیاء القرآن) پھر ان کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالو۔ (تفسیر کبیر) پھر ان کو اپنی طرف آنے

کے لئے سدھاؤ۔ (عبداللہ یوسف علی)

= وَنُهْنَنَ۔ میں هُنَّ ضمیر جمع مؤنث اربعة من الطير کی طرف راجع ہے۔

= جُزْءٌ۔ ایک حصہ۔ کچھ حصہ۔ اَجْزَاءُ جمع۔ اَجْعَلْ کا مفعول اِجْعَلْ امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر

جَعَلْ (باب فَعَلَ) سے مصدر۔ توڑ کھ۔ تو بنائے۔

= اُدْعُوْهُنَّ۔ اُدْعُ۔ فعل امر۔ واحد مذکر حاضر۔ دَعَوَةٌ (باب نَصَرَ) سے مصدر بمعنی بلانا۔ پکارنا

دعا کرنا۔ هُنَّ ضمیر مفعول جمع مؤنث غائبہ۔ تو ان کو پکار۔ تو ان کو بلا۔

= يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ سَعَيْنَا۔ يٰۤاَيُّهَا مَضَارِعُ جمع مؤنث غائبہ اِيْتَاكَ (باب صَرَبَ) مصدر۔

لَكَ ضمیر مفعول واحد مذکر حاضر۔ وہ آئیں تیری طرف یا تیرے پاس۔ سَعَيْنَا مصدر موضع حال میں

ہے۔ دوڑتے ہوئے۔

۲: ۲۶۱ = مَثَلُ الَّذِيْنَ يَنْفَقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْبَتَتْ سَبْعَ

سَنَابِلٍ فِيْ كُلِّ سَنَابِلٍ مِائَةٌ حَبَّةٌ ط

مَثَلُ الَّذِيْنَ يَنْفَقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ۔ یہ جملہ متباد ہے۔

كَمْثَلِ حَبَّةٍ اَنْبَتَتْ سَنَابِلَ سَنَعٍ - خبر۔
اَنْبَتَتْ سَنَعٍ سَنَابِلَ صفت ہے حَبَّةِ کی۔
مِائَةُ حَبَّةٍ — بتدار [صفت ہے سَنَابِلِ کی۔
فِي كُلِّ سُبُلَةٍ — خبر

اس عبارت میں مضاف محذوف ہے خواہ بتدار کی طرف حذف مانا جائے یا خبر کی جانب۔
پہلی صورت میں عبارت ہوگی۔ مَثَلُ (اِنْفَاقِ) الَّذِيْنَ كَمْثَلِ حَبَّةٍ - ترجمہ ہوگا: جو
لوگ اپنا مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں ان کے خرچ کی مثال ایسی ہے جیسے ایک دانہ بونے
والا جس دانے سے سات بالیں نکلیں اور ہر بال میں سو دانے ہوں۔

دوسری صورت میں عبارت ہوگی مَثَلُ الَّذِيْنَ يَنْفُقُوْنَ كَمْثَلِ بَاذِرِ حَبَّةٍ
اَنْبَتَتْ - اور ترجمہ ہوگا۔ راہ خدا میں اپنا مال خرچ کرنے والوں کی مثال ایسی ہے جیسے ایک دانہ
بونے والا جس دانے سے سات بالیں نکلیں اور ہر بال میں سو دانے ہوں۔

فِي سَبِيلِ اللّٰهِ سے مراد خدا کی راہ میں کسی فرد میں خرچ کرنا ہے۔ بعض کے نزدیک اس سے مراد
جہاد ہے۔

يَنْفُقُوْنَ - مضارع جمع مذکر غائب اِنْفَاقٌ (اِنْفَاقُ) مصدر۔
سَنَابِلَ - جمع۔ سُبُلَةٍ واحد۔ بال - خوش۔

حَبَّةٍ - حَبٌّ واحد۔ حُبُونٌ - دانے اناج کے۔ غَلَّةٌ - اناج۔ گندم۔ جو وغیرہ۔ دوائی وغیرہ
کی گولی کو بھی حَبَّةٌ یا حَبٌّ کہتے ہیں۔

يُضْعَفُ مضارع واحد مذکر غائب - مُضَاعَفَةٌ (مُضَاعَلَةٌ) وہ بڑھاتا ہے۔ وہ بڑھائیگا
= وَاسِعٌ وسیع فضل والا۔ کشادہ بخشش والا۔ سَعَةٌ (باب سَمِعَ) مصدر اللہ تعالیٰ کے
اسما حسنیٰ میں سے ہے۔

۲۶۲:۲ = الَّذِيْنَ - اسم موصول بمعہ اپنے صلہ کے بتدار۔ اور لَهُمْ اَجْرُهُمْ الخ اس کی خبر
= ثَمَّةٌ - یہاں تراخی فی المرتبہ (تفاوت مرتبہ) کے لئے ہے۔ یعنی انفاق اور تَرْكِ الْعَمَلِ وَالْاَذَى
کے درمیان تفاوت کے اظہار کے لئے۔ دوسرے لفظوں میں نفس الانفاق اپنی جگہ پر ٹھیک ہے
لیکن بعد میں احسان نہ جتنا اور اپنی فوقیت کا اظہار نہ کرتا اس سے بھی بڑھ کر ہے۔

اور جبکہ قرآن مجید میں ہے اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا
هُمْ يَحْزَنُونَ (۱۳: ۴۶) جن لوگوں نے کہا کہ خدا ہمارا پروردگار ہے۔ پھر وہ اس پر قائم رہے تو ان کو

نہ کچھ خوف ہوگا اور نہ غمناک ہوں گے۔ مطلب یہ کہ ایمان لانے سے ایمان پر استقامت بڑھ کر نیکی ہے نیز ملاحظہ ہو: ۲۸۔

== لَا يَتَّبِعُونَ - مضارع منفی جمع مذکر غائب اِشْبَاعُ (اِغْفَالُ) مصدر - وہ (اس کے) پیچھے نہیں کرتے۔

== مَا اَلْفَقُوا - مَا موصولہ - اَلْفَقُوا - (ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب) صلہ اپنے موصول کا۔ موصول وصلہ مل کر مفعول اپنے فعل لَا يَتَّبِعُونَ کا۔ مَا اَلْفَقُوا ای انفاقہم۔

== مَنَّا - مَنَّا يَمَعُ (باب نصر) مَنَّا ذِمَّةٌ مصدر المِنَّة کے معنی بھاری احسان کے ہیں اور یہ دو طرح پر ہوتا ہے:-

۱) ایک منت بالفعل میسے لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ۔ (۱۶۴:۲) خدا نے تومنوں پر بڑا احسان کیا ہے اور یہ منت بالفعل درحقیقت اللہ تعالیٰ کی صفت ہے

۲) منت بالقول - یعنی احسان جتنا۔ گو انسانی معاشرہ میں احسان جتلانا معیوب سمجھا جاتا ہے مگر جب کفرانِ نعمت ہو رہا ہو تو اس کے اظہار میں کچھ قباحت نہیں ہے کسی نے کہا ہے اذا كُفِرَتِ النِّعْمَةُ حَسِنَتِ الْمَنَّةُ، جب نعمت کی ناشکری ہو رہی ہو تو احسان جتلانا ہی مستحسن قرآن مجید میں اور جگہ آیا ہے يَكُونُ سَنِيكَ اَنْ اَسْلَمُوا اَقْلَ لَا تَمْنُوا عَلَيَّ اِسْلَامًا مَكْفًا بَلِ اللّٰهُ يَمُنُّ عَلَيْكُمْ اَنْ هَدَاكُمْ - لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوا۔ (۱۴:۴۹) یہ لوگ تم پر احسان رکھنے ہیں کہ مسلمان ہو گئے ہیں کہہ دو کہ اپنے مسلمان ہونے کا مجھ پر احسان نہ رکھو۔ بلکہ خدا نے تم پر بڑا بڑا احسان کیا ہے کہ اس نے تمہیں ایمان کا راستہ دکھایا۔

اس میں ان کی طرف سے منت بالقول یعنی احسان جتلانا مراد ہے اور اللہ کی طرف سے منت بالفعل یعنی انہیں ایمان کی نعمت سے نوازا مراد ہے۔

یہاں مَنَّا احسان جتلانا مراد ہے منصوب بوجہ مفعول کے ہے۔

== اِذْی - ہر وہ ضرر جو کسی جاندار کی روح یا جسم کو پہنچے خواہ وہ ضرر دنیوی ہو یا اخروی۔ اِذْی - (باب سَمْع) تکلیف پانا۔ اور اِذْی یُؤْذِی اِیْذَاءً۔ (باب اِغْفَال) بمعنی کسی کو تکلیف دینا۔ منصوب بوجہ مفعول ہے۔

ترجمہ:- جو لوگ اپنا مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔ اور جو کچھ خرچ کر چکے ہیں اس کے عقب میں نہ تو احسان جتلانے ہیں اور نہ اذیت پہنچاتے ہیں۔

۲۶۳:۲ = قَوْلٌ مَّعْرُوفٌ - اچھی بات، مناسب بات - یعنی معذرت کی نرم بات کہنا۔

قَوْلٌ مَّعْرُوفٌ وَمَوْصُوفٌ وصفت - مبتدا - خَيْرٌ مِّنْ صَدَقَةٍ يَتْبَعُهَا اَذًى خبر۔

== مَغْفِرَةٌ - معاف کرنا۔ درگزر کرنا۔ غَفَرَ لَيْفُز کا مصدر باب ضرب سے۔ مَغْفِرَةٌ - کے مندرجہ ذیل معانی ہو سکتے ہیں۔

(۱) خدا سے مغفرت مانگنا۔ (۲) اپنے لئے کہ سائل کو کچھ نہ دے سکا (دب) سائل کے لئے کہ سوال کرنا معیوب ہے۔

(۲) سائل کے الحاح اور تلخ کلامی پر چشم پوشی کرنا۔ (بیضاوی)

(۳) سائل سے معافی مانگنا اور معذرت کرنا۔ (بیضاوی۔ کشاف)

(۴) سائل کی پردہ پوشی کرنا (المازین)

بعض نے اس آیت کی تفسیر یوں کی ہے : قَوْلٌ مَّعْرُوفٌ اَذًى وَالْمَغْفِرَةُ خَيْرٌ مِّنْ صَدَقَةٍ يَتْبَعُهَا اَذًى - یعنی نرم بات کہنا بہت اچھا ہے لیکن مغفرت اس صدقہ سے بہتر ہے جس کے بعد دکھ دیا جائے۔ اس میں قَوْلٌ مَّعْرُوفٌ کی خبر مَذُوف لگتی ہے۔ اور مَغْفِرَةٌ مبتدا اور خَيْرٌ مِّنْ صَدَقَةٍ اس کی خبر لگتی ہے۔

= غَنَى - کل طور پر بے نیاز۔ اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ میں سے ہے۔

= حَلِيلٌ - یروزن خلیل صفت مشبہ کا صیغہ ہے۔ بردبار۔ تحمل کرنے والا۔

حِلْمٌ - جس کے معنی نفس و طبیعت پر ایسا ضبط رکھنا کہ غیظ و غضب کے موقع پر بھڑک نہ اٹھے۔ قرآن مجید میں حلم بمعنی عقل بھی آیا ہے۔ مثلاً اَمْ تَأْمُرُهُمْ اَخْلَآءُهُمْ بِهٰذَا (۲۲: ۵۲) کیا ان کی عقلیں ان کو یہی سکھاتی ہیں۔

۲: ۲۶۴ لَا تَبْطُلُوا - فعل ہی جمع مذکر حاضر۔ الْبَطَالُ (اِغْثَالٌ) مصدر۔ تم باطل مت کرو

تم ضائع مت کرو۔ تم رائیگاں مت کرو

= كَاذِبٌ - میں ل حوت تشبیہ ہے۔ محل نصب میں ہے۔ نصب یا تو مفعول مطلق ہونے کی صورت میں ہے ای البطال کا بطل الذی ینفق - ترجمہ ہوگا۔ اس شخص کے ثواب کو رائیگاں کرنے کی طرح اپنے ثواب کو اکارت نہ کرو جو..... الخ

یا حال ہونے کی بنا پر۔ اس صورت میں ترجمہ ہوگا۔ کہ ثواب کو برباد کرنے میں اس شخص کی مانند ہو جاؤ = ینفق مَالَهُ دِيَارَ النَّاسِ - دِيَار کے منصوب ہونے کی مندرجہ ذیل صورتیں ہیں۔

(۱) منصوب مفعول لہ ہونے کی وجہ سے ہے۔ یعنی لوگوں کو دکھانے کی غرض سے وہ خرچ کرتا ہے

(۲) حال ہونے کی بنا پر منصوب ہے۔ یعنی لوگوں کو دکھاتے ہوئے خرچ کرتا ہے۔

۳. مفعول مطلق ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔ یعنی لوگوں کی دکھاوٹ کا خراج کرنا۔

رِثَاءُ - دَاوِی یَوَائی (باب مفاعلة) مَوَاعِدَ دَرَنَاءُ مصدر (رعی - مادہ) خلاف اصل
و خلاف حقیقت دکھانا۔ دکھاوا۔ خود نمائی۔ کسی کو دکھانے کے لئے کسی کام کا کرنا۔

رِثَاءُ النَّاسِ - مصاف مصاف ایہ - لوگوں کے دکھاوے کے لئے

== وَلَا يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ - جملہ حالیہ ہے بمعنی : حالانکہ اس کا ایمان نہ اشد پر ہوتا ہے
اور نہ یوم آخرت پر

فَإِنَّكَ لَا - وَلَا يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْآخِرِ - انفاق صدقہ کی قید نہیں ہے کیونکہ
ریاکاری خیرات کا ثواب بہر حال برباد ہو جاتا ہے خواہ ریاکاری کرنے والا مومن ہی ہو بلکہ اس جملہ کا
ذکر حقیقت میں اس امر پر تنبیہ ہے کہ دکھاوٹ کے لئے خیرات کرنا مومن کی شان نہیں ہے بلکہ یہ
منافق کی خصوصیت ہے۔ (مظہری)

== صَفَوَاتٍ - صاف اور چکن پتھر۔ اس کا واحد صَفْوَانَةٌ ہے (ص ف و - مادہ)

== أَصَابَهُ - ماضی واحد مذکر غائب - إِصَابَةٌ (افعال) وہ پہنچا۔ وہ آپڑا۔ ذہ ضمیر مفعول واحد
مذکر غائب۔ وہ اس پر آپڑا۔

== وَابِلٌ - اسم - سخت بارش - موسلا دھار بارش - بُرے بُرے قطروں کی بارش۔

وَبِلٌ (آسمان کا) بہت بارش برسانا۔ (گھوڑے کا بے تماشادوڑنا۔

خَاصِبَةٌ وَابِلٌ - پھر اس پر زور کا مینہ برس گیا۔ اس پر زور کی بارش برسی۔

== صَلْدٌ - سپاٹ اور سخت پتھر جس پر کچھ نہ اُسگے۔ صَلْدٌ کی جمع أَصْلَادٌ ہے۔

== لَا يَقْدِرُونَ - مضارع منفی جمع مذکر غائب - نہیں قدرت رکھتے وہ۔ عَلٰی شَيْءٍ - کسی

چیز پر۔ مَعًا - مرکب ہے مِنْ اور مَا موصول سے۔ کَسَبُوا - انہوں نے کمایا۔ یعنی اس سپاٹ پتھر
پر تو بھی انہوں نے محنت کی تھی جو کہ سخت بارش کے آنے سے دھل کر صاف ہو گئی۔ اور اُن
کی قسمت میں ان کی کمائی میں سے کچھ بھی نہ آیا۔

اسی طرح ریاکار پر مُرَدِّہ اور نیت کا مینہ برے گاتوان کے اعمال سخت پتھر کی طرح دھل
جائیں گے اور آخرت میں ان کی کمائی میں سے ان کو کچھ بھی حاصل نہ ہوگا۔

چونکہ الَّذِی سے جنس یا جمع مراد ہے گو لفظ مفرد ہے اس لئے معنوی لحاظ سے لَا يَقْدِرُونَ
کی ضمیر جمع الَذِی کی طرف راجع ہے۔

== الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ - موصوف و صفت مل کر لَا يَقْدِرُونَ کا مفعول ہے۔ اور اللہ کافر قوم کو

== قَاتَتْ - قَاتَتْ سَبِيَّةٌ ہے آتَتْ ماضی واحد مَوْنَتْ غَائِبٌ اِثْنَاءُ (اِفْعَالٌ) مصدر - وہ لالہ اُکَلْہَا - مضاف مضاف الیہ - ھا - ضمیر واحد مَوْنَتْ غَائِبٌ کا مرجع جَنَّةٌ ہے اس باغ کا یہ وہ اس کا پھل - اَلَّذُكُلُ - پھل - خوراک -

== ضَعْفَتْنِ - دو چند - دو گنا - تو وہ دو گنا پھل لاتا ہے -

== قَاتَانِ لَمْ يَبْهَمَا - قَاتَانِ عَاطِفَانِ شَرْطِیۃٌ لَمْ يَبْهَمَا - مضارع نفی جہد بَلَمْ - صیغہ واحد مذکر غَائِبٌ - ھا - ضمیر فاعول واحد مَوْنَتْ غَائِبٌ - پھر اگر وہ نہ برے اُس پر - جملہ شرطیہ ہے -

فَطَلَّ - قَاتَانِ جواب شرط کے لئے ہے - طَلَّ - ہلکی بارش - پھوار - ادس - شبنم - اس کی جمع طِلَالٌ وَ طِلَلٌ - ہے یہ مبتدا ہے اس کی خبر محذوف ہے - اِی فِطْلٌ یَکْفِیہَا - تو اس کے لئے پھوار ہی کافی ہے -

== بَصِيرَةٌ - فَعِيلٌ کے وزن پر بمعنی فاعل ہے دیکھنے والا - جاننے والا -

فَا تَدْرٰی - مطلب یہ ہے کہ جو لوگ اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے اپنا مال اس کی راہ میں خرچ کرتے ہیں ان کا عمل اس باغ کی طرح ہے جو ایک ادبے ٹیلہ پر زرخیز زمین پر واقع ہو کہ اگر ذرا سی بارش اس پر پڑے تو اس کو پھل دو گنا آئے اور اگر زور کی بارش نہ ہو اور صرف پھوار ہی پڑ جائے تو بھی کافی ہے باغ پھر بھی پھل لے آئے گا گو دو چند نہ سہی - یعنی ایسے لوگوں لے اگر اپنی خیرات کے ساتھ ثواب کو دو گنا کر دینے والے اعمال بھی کئے ہیں تو ثواب چند در چند حسب مشیت خداوندی ہو جاتا ہے - اور اگر بالفرض ایسے اعمال انہوں نے نہ بھی کئے ہوں تو بہر حال پھر بھی ان کو اپنے اصل عمل کا ثواب لازمی ملے گا وہ ہرگز رائیگاں نہیں جائے گا -

۲۶۶:۲ = اَيُّوْذُ - آہنہ استفہام انکاری ہے - یُوْذُ - مضارع واحد مذکر غَائِبٌ مَوْدَّةٌ (باب سَمْع) سے مصدر وہ پسند کرتا ہے وہ پسند کرے گا - وہ خواہش کرتا ہے - آرزو کرتا ہے -

== اَنْ يَّكُوْنَ لَہٗ - میں اَنْ مصدر یہ ہے - کہ ہو اس کے لئے ایک باغ -

== مِنْ تَخْيِيْلٍ وَّ اَعْتَابٍ - کھجوروں اور انگوروں کا - صفت ہے جَنَّةٌ کی - تَجْرِی مِنْ تَحْتِہَا اَلْاَنْهَارُ - دوسری صفت جَنَّةٌ کی - اور لَہٗ فِيْہَا مِنْ حُلِّ الثَّمَرٰتِ تیسری صفت ہے جَنَّةٌ کی - تَخْيِيْلٌ کھجوریں - کھجور کے درخت - اَعْتَابٌ - عِیْنٌ کی جمع بمعنی انگور تَجْرِی - مضارع واحد مَوْنَتْ غَائِبٌ - جَرَتْ وَ جَرَّیَانِ (باب ضَرْب) مصدر وہ بہتی ہے وہ چلتی ہے - وہ

جاری ہے مِنْ تَحْتِہَا - اس کے نیچے سے - تَحْتَ صَدْبٌ نَوَقٌ کی - اسم ظرف ہے - ھا - ضمیر واحد مَوْنَتْ غَائِبٌ جس کا مرجع جَنَّةٌ ہے - تَجْرِی مِنْ تَحْتِہَا اَلْاَنْهَارُ - اس (باغ)

کے نیچے یا اس باغ میں نہریں چلتی ہوں۔ چونکہ باغ میں چلنے والی نہریں باغ کے درختوں وغیرہ کے نیچے زمین پر ہوتی ہیں اس لئے درختوں کی مناسبت سے لفظ تحت استعمال ہوا ہے اس مقصد کے لئے لفظ خِلَلُ بمعنی وسط۔ درمیان۔ بیچ بھی استعمال ہوا ہے۔ مثلاً وَتَجَرُّ نَاحِلَهُمَا نَهْرًا (۳۳:۱۸) اور دونوں کے بیچ میں ہم نے ایک نہر جاری کر رکھی ہے۔ يَا اَذْكُوْنَ لَكَ جَنَّةٌ مِّنْ نَّحِيلِ وَغَنَبٍ فَتَجَرُّ اَلَا نَهْرٌ خِلَلَهَا تَقْبِيْرًا (۹۱:۱۷) یا تمہارا کھجوروں اور انگوروں کا باغ ہو اور اس کے بیچ میں نہریں بہا نکالو۔

لَهْ فِيْهَا۔ میں لے معنی ملک (مالک ہونے کے) کا ضمیر واحد مذکر غائب کا مرجع اَحَدٌ کُتِبَ ہے۔ وَاصَابُهُ الْكِبَرُ۔ حال ہے اَحَدٌ سے اور وَلَهُ ذُرِّيَّةٌ ضُعْفَاءُ۔ حال ہے اَصَابَهُ کی ضمیر سے۔ اَلْكِبَرُ۔ مصدر و اسم مصدر (باب کُرم) سے۔ بڑا ہونا۔ بوڑھا ہونا۔ بڑھاپا۔ ذُرِّيَّةٌ ضُعْفَاءُ۔ موصوف صفت۔ ننھے ننھے۔ ضعیف و ناتواں بچے۔

= فَاصَابَهَا۔ میں فَ عاطفہ ہے اَصَابَ ماضی کا ضمیر واحد مذکر غائب۔ اِصَابَةُ (باب افعال) مصدر۔ اس نے کیا۔ اس نے پالیا۔ وہ آپہنچا۔ وہ اُپڑا۔ ماضی مفعول واحد مونث غائب جس کا مرجع جَنَّةٌ ہے۔ اور اس (باغ) کو آیا۔

= اِعْصَادٌ۔ تیز اور طوفانی ہوا۔ جو زمین سے بشکل عمودی اوپر کھڑی ہو جاتی۔ گبولہ۔ اس کی جمع اَعَاصِرُ وَ اَعَاصِيْرُ ہے۔ عصر مادہ ہے اس سے اَلْعَصْرُ (مصدر) کا معنی پھوڑنا ہے۔ اور اَلْعَصُوْرُ۔ وہ چیز جسے پھوڑا گیا ہو۔ اور اَلْعَصَادَةُ شجرہ جو پھوڑ کر نکال لیا جاتا ہے۔

پھوڑنے کے معنی میں قرآن مجید میں کئی جگہ استعمال ہوا ہے۔ مثلاً وَفِيْهِ لَبْعُورُونَ (۴۹:۱۲) اور لوگ اس میں رس پھوڑیں گے۔ اور اِنِّیْ اَدْنٰی اَعَصِرُ خَمْراً (۳۶:۱۲) میں اپنے آپ کو خمر (پھوڑا) میں دیکھتا ہوں کہ شراب (کے لئے) انگور پھوڑ رہا ہوں

اسی مادہ سے اَلْعَصْرُ بمعنی زمانہ اور بمعنی الْعِشِيْ بھی ہے یعنی زوالِ آفتاب سے غروبِ آفتاب تک کا زمانہ اسی سے صَلَاةُ الْعَصْرِ (نماز عصر) ہے۔

= فِيْهِ اِیْ فِیْ اِعْصَادٍ۔ گبولہ میں۔

= فَاحْتَرَقَتْ۔ فَ عاطفہ سببیہ ہے۔ اِحْتَرَقَتْ۔ ماضی واحد مونث غائب۔ اِحْتِرَاقٌ اِفْتِعَالٌ سے مصدر۔ جس کے معنی جلنے کے ہیں۔ فعل لازم ہے۔ پس وہ جل گئی۔ ضمیر فاعل مونث جَنَّةٌ کے لئے ہے۔ یعنی اس آگ گبولے کے سبب باغ جل گیا۔

فائدہ :- تفسیر حقانی میں اس تمثیل کی شرح یوں بیان کی گئی ہے :-

یہ ایک مثال اس شخص کے لئے بیان کی گئی ہے جو خیرات و صدقہ غلوص نیت سے نہیں دیتا یا دے کر احسان جھلاتا اور سائل کو طعن اور عار کی باتوں سے ایذا دیتا ہے۔ وہ یہ کہ کسی کے پاس ایک ایسا عمدہ باغ ہو کہ جس میں اکثر کھجور اور انگور ہوں اور اس میں نہریں بھی ہوں یعنی آبِ رواں اور علاوہ اس کے اس میں ہر قسم کا میوہ ہو اور مالک باغ کا بڑا جاہل اور اس کی آمدنی کے علاوہ اور کوئی ذریعہ معاش نہ رکھتا ہو۔ نہ دوسرے فنونِ معاش پر قادر ہو اور اس پر طرہ یہ ہو کہ اس بیکسی کی حالت میں اس کے ضعیف ننھے ننھے بال بچے بھی ہوں کہ جن کا خرقہ اور پرورش سب اسی کے ذمہ ہو۔ پھر اس حالت میں اس باغ پر کوئی آفتِ آسمانی ایسی پڑ جائے جو اس کو جلا کر نیست و نابود کر دے۔

پھر دیکھتے کہ اس شخص پر کس قدر مددہ اور کیا بیکسی اور حیرت و حسرت طاری ہوتی ہے۔ اسی طرح انسان کا صدقہ و خیرات عالم غیب میں نہایت عمدہ باغ کی صورت میں کہ جس کے صفات مذکور ہوئے ظہور کرتا ہے اور عالم آخرت میں انسان بڑھے کی طرح حسنات اور اعمال صالحہ کے کرنے سے مجبور و معذور ہوتا ہے اور اس کو اپنی اس کمائی اور اپنی اعمال صالحہ کی طرف توقع کی نظر ہوتی ہے۔

اور اس کا احسان جتلا نا اور ایذا دینا اور خلوص نیت نہ ہونا بمنزلہ بگولے کے ہے کہ جس میں ٹو اور آگ ہو کہ جو اس کے اُس تر و تازہ باغ کو خاک سیاہ کر دیتی ہے۔ فرماتا ہے کہ آیا کوئی تم میں سے ایسا چاہتا ہے کہ ایسا باغ ایسی حالت میں تباہ ہو جائے۔ یعنی کوئی نہیں چاہتا۔ پھر تم کیوں اپنے اس تر و تازہ باغ کو تباہ کرتے ہو؟

== كَذَلِكَ - كے تشبیہ کا ہے - ذَلِكْ - اسم اشارہ واحد مذکر - تمثیل بالامشارۃ الیہ ہے

== يُبَيِّنُ - مضارع واحد ذكر غائب تَبَيَّنَ (تَفَعَّلَ) مصدر -

== اَنْفَقُوا۔ فعل امر جمع مذکر حاضر۔ اِنْفَاكٌ (اَفْعَالٌ) مصدر تم خرچ کرو۔

= طَبِیَّت - طَبِیَّۃ کی جمع ہے مَوْنَت کا صیغہ ہے۔ اس کا مذکر طَبِیْب ہے جو طَاب

لَطِیْف (بابِ ضَرْبِ طَبِیْعِ) مصدر سے صفت مشبہ کا صیغہ واحد مذکر ہے۔ اس کے

معنی ہیں پاک - پاکیزہ - سچا - حلال طہیّت سچری چیزیں - نفیس اشیاء - پاکیزہ چیزیں۔

عمدہ چیزیں۔

مِنْ طَيِّبَاتِ مَا كَسَبْتُمْ - مِنْ حَرْفِ جَارِ طَيِّبَاتِ مضاف ما موصولہ کَسَبْتُمْ اس کا صلہ

موصول وصلہ مل کر مضاف الیہ۔ مضاف و مضاف الیہ مل کر مجرور۔

وہ جو تم نے کمایا اس میں سے پاکیزہ عمدہ چیزیں (اللہ کی راہ میں) خرچ کرو۔ مِنْ تَبْعِيضِيَّةٍ
= دَمْعًا..... الخ واؤ عاطفہ۔ مِمَّا مرکب ہے مِنْ تَبْعِيضِيَّةٍ اور مَّا موصولہ سے۔ اور نیز
وہ چیزیں خرچ کرو جو ہم نے تمہارے لئے زمین سے اگائی ہیں

= وَلَا تَقْتَمُوا۔ فعل نہی جمع مذکر حاضر۔ تَقْتَمُوا (تَفْعَلُ) مصدر جس کے معنی لغت میں
مطلق قصد کرنے کے ہیں۔ اور شریعت کی اصطلاح میں پاک مٹی یا اس چیز کا جو پاک مٹی کے قائم
مقام ہو (جیسے پتھر چوڑ وغیرہ) قصد کرنا۔ اور طہارت کی نیت سے دونوں ہاتھ مٹی پر مار کر چہرہ
اور دونوں ہاتھوں پر مسح کرنا مراد ہے۔ آیت نہا میں اول الذکر معنی مراد ہیں۔

دوسرے معانی میں ارشاد باری تعالیٰ ہے اَوَلَمْ نَسْتَمِ الْيَنَاءَ فَلَمْ يَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا
صَعِيدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ۔ (۴: ۴۳)..... یا تم عورتوں سے
ہمسٹر ہوئے ہو اور تمہیں پانی نہ ملے۔ تو پاک مٹی کو اور منہ اور ہاتھوں کا مسح کر لو.....

= الْخَبِيثُ = خُبْتُ اور خَبَأْتُ سے بروز تَفَعُّلُ صفت مشبہ کا صیغہ ہے۔
= مِنْهُ تُنْفِقُونَ۔ اصل میں تُنْفِقُونَ مِنْهُ ہے۔ تقدیم تخصیص کے لئے ہے یہ جملہ
تُنْفِقُونَ مِنْهُ حال ہے الْخَبِيثُ سے مِنْهُ میں ۵ ضمیر واحد مذکر غائب مَا كَسَبْتُمْ کی
طرف راجع ہے۔ اور اپنی کمائی سے خرچ کرتے ہوئے خبیث چیز کا ارادہ مت کرو۔

الْخَبِيثُ۔ بمعنی خبیث۔ گندی چیز۔ ناپاک۔ پلید۔ ہر وہ شے جو ردی اور خسیس ہونے
کے سبب بری معلوم ہو خبیث کہلاتی ہے۔ منصوب بوجہ مفعول ہے

= وَلَسْتُمْ بِاَخِيْذٍ اِلَّا اَنْ تُغِيْضُوْا فِيْهِ۔ جملہ حال ہے فاعل 'تُنْفِقُونَ' سے۔
لَسْتُمْ لَيْسَ سے جمع مذکر حاضر کا صیغہ ہے۔ تم نہیں ہو۔ لَيْسَ فعل ناقص ہے ماضی کے
معنی رکھتا ہے۔ ماضی کی پوری گردان بھی آتی ہے۔ لیکن مضارع۔ امر۔ اسم فاعل اسم مفعول
اس سے مشتق نہیں ہوتے۔ اصل میں لَيْسَ تھا تخفیفاً لَيْسَ کر دیا گیا۔

اِخِيْذٍ۔ اس کے لینے والے۔ اس میں ۵ ضمیر واحد مذکر غائب الْخَبِيثُ کی طرف راجع ہے
اِخِيْذٍ اصل میں اِخِيْذِيْنَ تھا۔ نون بوجہ اضافت گر گیا۔

اِخِيْذٍ مضاف اور ۵ مضاف الیہ۔ اِخِيْذُ بمعنی لینے والا۔ پکڑنے والا۔ یہاں اول الذکر
معنی مراد ہیں۔

اَنْ مصدر یہ ہے تُغِيْضُوْا۔ مضارع جمع مذکر حاضر۔ اِغْمَاضُ (اِفْعَالُ) مصدر

جس کے معنی ایک پلکے دوسری پلک پر رکھنے کے ہیں اور بطور استعارہ تغافل۔ تساہل اور چشم پوشی کے معنی میں استعمال ہوتا ہے تَقْصُصُوا۔ تم چشم پوشی کرو۔ تم آنکھیں بند کرو۔ تم غفلت کی ترجمہ ہوگا؛ حالانکہ (اگر تم کو کوئی ایسی ردی چیز ملے تو) تم اسے نہ لو بجایا اس کے کہ اس میں تم چشم پوشی کر لو۔ (یعنی دینے والے کا دل رکھنے کے لئے ناگواری کی صورت میں بھی اسے لے لو) عَنِی حَیْثُ۔ غَنَیٌّ۔ غِنَاءُ سے صفت مشبہ کا صیغہ واحد مذکر ہے۔ بے نیاز۔ بے پرواہ غیر محتاج۔ حَیْثُ۔ حُثٌّ سے صفت مشبہ کا صیغہ واحد مذکر۔ حمد کیا ہوا۔ تعریف کیا ہوا۔ استود۔ صفت کیا ہوا۔ دونوں اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ میں سے ہیں۔

۲: ۲۶۸ = یَعِدْكُمْ الْفَقْرَ۔ یَعِدُ فِعْلٌ كُمُ۔ ضمیر مفعول جمع مذکر غاضہ الْفَقْرَ مفعول ثانی۔ یَعِدُ مضارع واحد مذکر غائب وَعَدٌ (باب حَزَبٍ) مصدر بمعنی ڈرانا۔ وہ تم کو محتاجی سے ڈراتا ہے وہ تم کو تنگ دستی کا خوف دلاتا ہے۔

الْفَقْرَ۔ اسم فعل اور مصدر۔ تنگ دستی۔ ناداری۔ مفلسی۔ محتاجی۔ امام راغب نے لکھا ہے کہ فقر کا استعمال چار طور پر ہوا ہے۔

(۱) زندگی کی بنیادی ضروریات کا نہ پایا جانا۔ اسی اعتبار سے انسان کیا کائنات کی ہر شے فقیر (محتاج) ہے۔ چنانچہ اسی معنی میں فرمایا ہے۔ یَا أَيُّهَا النَّاسُ أَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ إِلَى اللَّهِ (۱۵: ۲۵) لوگو تم سب خدا کے محتاج ہو۔

(۲) ضروریات زندگی کا کما حقہ پورا نہ ہونا۔ مثلاً لِلْفُقَرَاءِ الَّذِينَ أُحْصُوا..... مِنَ التَّعْفُفِ (۲۴: ۳۲) تو ان حاجتمندوں کے لئے جو خدا کی راہ میں رکے بیٹھے ہیں

(۳) فقر نفس۔ یعنی مال کی ہوس۔ کتابی مال ہو اگر نفس حریص ہے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ۔ کَادَ الْفُقَرَاءُ أَنْ يَكُونُوا كُفْرًا (کچھ تعویج نہیں کہ فقر کفر تک پہنچا دے)

(۴) اللہ کی طرف احتیاج۔ ایسا فقر ہر آدمی ہر جانور بلکہ کائنات کی ہر چیز میں ہے سب اللہ کے محتاج ہیں۔ چنانچہ قرآن مجید میں ہے۔ رَبِّ اِنِّیْ لِمَا اَنْزَلْتَ اِلَیْیَ مِنْ خَیْرِ فَقِیْرٌ (۲۴: ۳۸) اے میرے پروردگار میں اس کا محتاج ہوں کہ تو مجھ پر اپنی نعمت نازل فرمائے۔

= اَلْفَحْشَاءُ۔ اسم تفضیل واحد مؤنث اس سے واحد مذکر اَفْحَشُ آئے گا اور جمع فُحْشٌ۔ فُحْشٌ مادہ بھی ہے۔ بمعنی بُر اکام۔ وہ قول و عمل جس کی برائی کھلی ہو۔ اور اس کا سنایا کرنا بُرا لگے۔ بے بیان ارمقح۔ بمعنی زنا بھی آیا ہے۔

= وَاللَّهُ یَعِدْكُمْ۔ اوپر آیا ہے الشَّیْطَانُ یَعِدْكُمْ اَلْفَسْرَ۔ شیطان تمہیں محتاجی سے ڈراتا ہے

یہاں ارشاد ہے وَاللّٰهُ يَغْفِرُ كَثْرَةَ ذُنُوبِهِمْ اَوْ يَزِيدُهَا ۚ وَاللّٰهُ عَلِيمٌ مُّذِيقٌ لِلْعَذَابِ ۚ اور اللہ تم سے مغفرت کا وعدہ کرتا ہے۔ وَعَدَ يَغْفِرُ بمعنی ڈرانا اور وعدہ کرنا ہر دو معنی میں مستعمل ہے۔

== فَضَّلَهُ اسم فعل (حالت نصب بوجہ مفعول) فضل کے معنی ہیں مہربانی۔ برتری۔ بڑھوتری۔ مال۔ قوت۔ حُسن۔ رتبہ۔ عزت۔ حکومت۔ عقل۔ علم وغیرہ میں زیادتی۔
== وَاسِعٌ اسم فاعل۔ واحد مذکر۔ سَعَةً مصدر باب سَعِ۔ وسیع فضل والا۔ کشادہ بخشش والا اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ میں سے ہے۔

== عَلِيمٌ۔ فَعِيلٌ کے وزن پر مبالغہ کا صیغہ ہے۔ بڑا دانا۔ خوب جاننے والا۔ اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ میں سے ہے۔

۲: ۲۶۹ = يُؤْتِي الْحِكْمَةَ مضارع واحد مذکر غائب۔ اِنْتَاءُ (اَفْعَالُ) مصدر۔ وہ دیتا ہے۔ الْحِكْمَةُ عقل مندی۔ علم۔ تدبیر۔ عقل۔ دانش۔ سمجھ۔ علم و عقل کے ذریعے حق بات دریافت کر لینے کا نام حکمت ہے۔ جب حکمت کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کی جائے تو اس سے اشیاء کی معرفت اور ان کا بہترین طریقہ پر ایجاد کرنا مراد ہے۔ اور جب بندہ کی طرف نسبت کی جائے تو اس سے موجودات کی معرفت اور نیک کاموں کا انجام دینا مقصود ہوتا ہے۔ قرآن حکیم کو حکیم اس لحاظ سے کہا گیا ہے کہ اس میں حکمت کی باتیں ہیں۔

الْحِكْمَةُ مفعول ہے يُؤْتِي کا اور مَنْ يَشَاءُ جملہ مفعول ثانی ہے ساراجملہ يُؤْتِي سے
الْحِكْمَةُ مَنْ يَشَاءُ صفت ہے عَلِيمٌ کی
= يُؤْتِي۔ مضارع مجہول واحد مذکر غائب جو دیا جاتا ہے یعنی جس کو دیا جاتا ہے۔ اور اُدْوِي ماضی مجہول واحد مذکر غائب اسے دیا گیا۔ اسے ملا۔

= خَيْرًا كَثِيرًا موصوف و صفت۔ خیر کثیر۔ بہت بڑی مصلحتی۔ تنوین عظمت خیر کو ظاہر کر رہی ہے۔ یعنی بہت ہی بڑی نعمت۔ جو چیز سب کو پسند ہو وہ خیر ہے اس کی ضد شر ہے
= وَمَا يَنْكَرُ مضارع منفی واحد مذکر غائب نَكَرَ (تَفَعَّلَ) مصدر يَنْكَرُ۔ اصل میں يَتَنَكَّرُ تھا ت کو ذ میں مدغم کیا گیا ہے۔ وہ نصیحت حاصل نہیں کرتا ہے۔
= اُدْوُوا الْاَلْبَابَ۔ اُدْوُوا۔ والے۔ (الو۔ حروف مادہ) جمع ہے اس کا واحد نہیں آتا۔ بعض خُد کو اس کا واحد بتاتے ہیں۔ بحالت رفع اُدْوُوا ہے اور بحالت نصب دَجَرُوا دِی ہوگا۔ ادلوا العزم۔ صاحب عزم۔ اُدْوِي الْقُوَّةِ اصحاب قوت۔ الْاَلْبَابِ۔ لُبّ کی جمع ہے۔ جس کے معنی اس عقل کے ہیں جو ہر آمیزش سے خالص ہو۔ اور عقل کو لُبّ اس لئے

کہتے ہیں کہ وہ انسان کے معنوی قوی کا خلاصہ ہوتی ہے جیسا کہ کسی چیز کے خالص حصے کو اس کا لبّ اور لبّاب کہتے ہیں۔ بعض کے نزدیک لبّ کے معنی پاکیزہ اور ستھری عقل کے ہیں چنانچہ ہر لبّ کو عقل کہہ سکتے ہیں لیکن ہر عقل لبّ نہیں ہو سکتی۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان تمام احکام کو جن کا ادراک عقولِ ترکیہ ہی کر سکتے ہیں اُدُولُ الْاَلْبَاب کے ساتھ مختص کیا ہے۔ مثلاً آیت ہَذَا مِنْ يَدَيِ الْحِكْمَةِ اُدُولُ الْاَلْبَاب ط۔ جس کو دانائی دی گئی ہے شک اس کو بڑی نعمت ملی اور نصیحت تو وہی لوگ قبول کرتے ہیں جو عقل پاکیزہ رکھتے ہیں۔

۲: ۲۰۰ = دَمَا اَنْفَقْتُمْ مِنْ نَّذْرٍ جَمْلَةً شَرْطِيَّةً بِهٖ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ جَوَابُ شَرْطٍ
 = مَا اَنْفَقْتُمْ مِّنْ مَّامُوصِلٍ هٗ اَنْفَقْتُمْ۔ ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ انْفَاق (انفاق) مصدر۔ جو کچھ تم نے خرچ کیا۔ اَنْفَقَ اسم مجرور۔ خرچ۔ یعنی صدقہ۔ خیرات۔ زکوٰۃ۔
 = نَذَرْتُمْ۔ ماضی جمع مذکر حاضر۔ نَذَرُ (باب ضَوْب) تم نے منت مانی۔ اَلنَّذْرُ کے معنی کسی حادثہ کی وجہ سے غیر واجب چیز کو اپنے اوپر واجب کر لینے کے ہیں (راعب) نذر کسی ایسی عبادت کو اپنے اوپر لازم کر لینے کو کہتے ہیں کہ اگر وہ عبادت یہ خود اپنے اوپر واجب نہ کرے تو وہ عبادت اس پر لازم نہیں ہوتی۔ (قرطبی)

مطلب یہ کہ تم خدا کی راہ میں جس طرح کا خرچ کرو یا نذر مانو۔ اللہ تعالیٰ یَغْنَا اُسے جانتا ہے اِنَّذَرُوْا نَذْرًا مِّنْكُمْ۔ یعنی جو کتنا کرنا۔ خبردار کرنا۔ ڈرانا۔ نَذْرٌ جمع نَذْرٌ ڈرانے والا۔ خبردار کرنے والا۔ قرآن مجید میں ہر جگہ نَذْرٌ (ڈرانیوالا) سے مراد نافرمانوں کو اللہ تعالیٰ کے عذاب ڈرانے والا ہے۔

= اَنْصَادٌ جمع نَاصِرٌ وَ كَصِيْرٌ کی۔ مددگار۔ قرآن مجید میں جہاں مہاجرین و انصار کا ذکر آیا ہے وہاں انصار سے مراد انصارِ مدینہ ہیں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نصرت کے بدولت اس لقب سے سرفراز کئے گئے۔

۲: ۲۰۱ = اِنْ تَبَدُّوا لِّلصَّدَقَاتِ۔ جملہ شرطیہ ہے۔ فَنِعْمًا هِیَ جَوَابُ شَرْطٍ۔ اِنْ شَرْطِيَّةً تَبَدُّوا مضارع مجزوم جمع مذکر حاضر۔ اَبْدَاؤُ (اِفعال) مصدر (اگر تم ظاہر کرو۔ اَلصَّدَقَاتِ صَدَقَةٌ کی جمع۔ خیراتیں۔ زکوٰۃیں۔ فَنِعْمًا میں ف جواب شرط کے لئے ہے۔ نِعْمًا هِیَ وہ کیا ہی اچھا ہے۔ اصل میں لَعْنَةُ مَا هِیَ۔ حقاً۔ دونوں میموں میں ادغام ہو گیا اور عین پر جَوَارِ نُون کی وجہ سے کسرہ آگیا۔ هِیَ ضمیر واحد تونث مراد اظہار الصدقہ ہے۔
 = اِنْ تَخْشَوْهَا۔ جملہ شرطیہ۔ اِنْ شَرْطِيَّةً۔ تَخَفُوا مضارع جمع مذکر حاضر۔ اِخْشَاءٌ۔

۱۰ افعال) مصدر ان شرطیہ کے آنے سے فون اعرالی مضارع سے ساقط ہو گیا ہے۔ ہا

ی الصدقة۔ ضمیر مفعول واحد مؤنث غائب

= وَ تَوَلَّوْهُمَا الْفُقَرَاءَ۔ واو عاطفہ۔ عطف جملہ ماقبل پر ہے اِی وَ اِنْ تَوَلَّوْهُمَا الْفُقَرَاءَ
لفقراء مفعول ثانی ہے فعل تَوَلَّوْا کہ تم صدقات کو پوشیدہ رکھو اور دو ان کو مابین دو

وہ یہ جملہ بھی شرطیہ ہے۔ دونوں شرطیہ۔ اِی وَ اِنْ تَوَلَّوْهُمَا الْفُقَرَاءَ لَمْ یُکْفِرْ

یٰلِ وَ اِحْدٰی مَوْنَتِ غَایِب۔ حقو۔ میں۔ کہ لے ہے۔ ہو ضمیر واحد مذکر غائب ہے

مراد اخفاء الصدقة ہے۔

= وَ یُکْفِرُوْا۔ جملہ فعلیہ ہے اِی وَ اِنَّهُ یُکْفِرُ عَنْکُمْ مِّنْ سِتِّیٰتِکُمْ اور ماقبل پر معطوف نہیں

یُکْفِرُوْا۔ مضارع واحد مذکر غائب۔ تَکْفِیْرُوْا تَفْعِیْلٌ مصدر وہ دور کرے گا وہ ساقط کر

ے گا۔ مِّنْ سِتِّیٰتِکُمْ میں مِّنْ زائدہ بھی ہو سکتا ہے اور تعینیہ بھی۔

سِتِّیٰتِکُمْ۔ مضاف مضاف الیہ۔ تمہارے گناہ۔ سِتِّیَّةٌ ک جمع۔ مِّنْ کے زائدہ ہونے کی

صورت میں ترجمہ ہوگا۔ وہ تمہارے گناہ ساقط کرے گا۔ اور اس کے تعینیہ ہونے کی صورت میں

جہ ہوگا۔ وہ تمہارے کچھ گناہ معاف کر دے گا۔ یعنی مغیرہ گناہ معاف کرے گا۔

= وَ اِنَّهُ بِمَا لَعَمَلُوْنَ خَبِیْرٌ۔ اللہ مبتدأ خَبِیْرٌ۔ خبر۔ بِمَا لَعَمَلُوْنَ منطلق خبر۔ مَا موصولہ

نا ہو سکتا ہے۔ اللہ جو کچھ تم عمل کرتے ہو اللہ اس سے باخبر ہے۔

اور مَا مصدر یہ بھی ہو سکتا ہے۔ اللہ تمہارے اعمال کی نیت اور غرض سے واقف ہے

خَبِیْرٌ۔ خَبِیْرٌ سے صفت مشبہ کا صیغہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ میں سے ہے۔ قرآن مجید

یہ ذات باری تعالیٰ ہی کے لئے استعمال ہوا ہے۔ خَبِیْرٌ وَ خَبِیْرٌ خَبِیْرٌ بمعنی حقیقت حال

پوری طرح باخبر ہونا۔ خَبِیْرٌ جو پوشیدہ چیز کو جاننے والا ہو۔

۲۴۲ = لَیْسَ عَلَیْكَ هٰذَا هُمْ۔ هٰذَا هُمْ۔ مضاف مضاف الیہ۔ ان کی ہدایت۔ ان کی تہا

۔ ان کو سیدھے راہ پر چلانا۔ هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب کفار کے لئے ہے۔ ان کو سیدھے راہ

لانا آپ کی ذمہ داری نہیں ہے۔

فَاَنْذَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم صرف اہل اسلام کو خیرات دینے کا حکم دیتے تھے اس

آیت اتری۔ اس کے بعد ہر مذہب کے آدمی کو خیرات دینے کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیدیا

لِہٰذَا اٰیۃ۔ کے معنی لطف و کرم کے ساتھ کسی کی رہنمائی کرنے کے ہیں۔ قرآن مجید

جہاں کفار کو دوزخ کی طرف دھکیلنے کے لئے یہ لفظ استعمال ہوا ہے وہ بطور مذاق و تمہک آیا ہے

مَثَلًا فَأَهْدُوهُمْ إِلَى صِرَاطِ الْجَحِيمِ (۲۳: ۳۷) پھر ان کو جہنم کے راستہ پر چلا دو۔ یہ ایسے ہی رہے جیسے کفار کے لئے عذاب کی بشارت کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ مَثَلًا فَتَقَرَّبْهُمْ لِعَذَابِ أَلِيمٍ (۲۴: ۸۴) تو اے پیغمبر! انہیں دردناک عذاب کی خوشخبری سنا دو۔

امام راغب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:-

”انسان کو اللہ تعالیٰ نے چار طرف سے ہدایت کی ہے۔

۱، وہ ہدایت جو عقل و فطانت اور عارف ضرور یہ کے عطا کرنے سے کی ہے۔ اور اس معنی میں ہدایت اپنی جنس کے لحاظ سے جمع مکلفین کو شامل ہے بلکہ ہر باندہ ارچیز کو حسب ضرورت اس سے حصہ ملائے چنانچہ ارشاد ہے رَبُّنَا الَّذِي أَمَدُّ لِي كُلَّ شَيْءٍ خَلَقَهُ ثُمَّ هَدَى (۵۰: ۲۰) ہمارا پروردگار وہ ہے جس نے ہر مخلوق کو اس کی (خاص طرح کی) بناوٹ عطا فرمائی پھر (ان کی خاص اغراض) پورا کرنے کا راہ دکھائی۔

۲، دوسری قسم ہدایت کی وہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے پیغمبر بھیج کر اور کتابیں نازل فرما کر تمام انسانوں کو راہ نجات کی طرف دعوت دی ہے۔ چنانچہ وَجَعَلْنَا هُمَا أُمَّةً يَهْتَدُونَ بِآمُرِنَا..... (۷۳: ۲۱) اور ہم نے ان کو پیشوا بنایا جو ہمارے حکم سے (لوگوں کو) ہدایت کرتے تھے (ہدایت کے پہلو) معنی مراد ہیں۔

۳، سوم ہدایت معنی توفیق خاص آیا ہے جو ہدایت یافتہ لوگوں کو عطا کی جاتی ہے۔ چنانچہ فرمایا:۔ وَالَّذِينَ اهْتَدَوْا زَادَهُمْ هُدًى (۱۷: ۴۷) اور جو لوگ ہدایت یافتہ ہیں (قرآن سننے سے) خدا ان کو زیادہ ہدایت دیتا ہے۔.....

۴، ہدایت سے آخرت میں جنت کی طرف راہنمائی کرنا مراد ہوتا ہے۔ چنانچہ فرمایا۔ وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِمْ مِنْ غَلٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي هَدَىَٰنَا لِهَٰذَا ۖ لَوْلَا الَّذِي هَدَىَٰنَا لَهَلَّكْنَا مَآلِكًا (۴۳: ۴) اور جو کینے ان کے (اصحاب الجہنہ کے) سینوں میں ہوں گے ہم سب نکال دیں گے ان کے (محلوں کے) نیچے نہریں جاری ہوں گی اور وہ کہیں گے کہ خدا کا شکر ہے جس نے ہم کو کا راستہ دکھایا.....

جن آیات میں ہدایت کی نسبت پیغمبر یا کتاب یا دوسرے انسانوں کی طرف کی گئی ہے وہ صرف راہ حق کی طرف راہنمائی کرنا مراد ہے۔

وَمَا تَنْفَعُوا - وَاَوْعَاطُفَے مَا شَرَطَے بَازمہ ہے۔ تَنْفَعُوا مضارع مجزوم (بوجہ عمل تام جمع مذکر حاضر) مِنْ تَبْعِيْفِے ہے۔ حَتَّىٰ اِیْ مَالٍ - جملہ شرطیہ ہے اور جو مال بھی تم خیرات کرو گے!

فَلَا تُفْسِدُكَ۔ جواب شرط جواب شرط کے لئے ہے۔ تو وہ خود اپنے ہی لئے کرو گے یعنی اس کا نفع لوٹ کر تم کو ہی ملیگا۔

وَمَا تُنْفِقُونَ إِلَّا ابْتِغَاءَ وَجْهِ اللَّهِ ۚ وَذُوْا حَالِهِ بے اور تُنْفِقُوْا کی ضمیر فاعلی ذوالحال ہے مطلب یہ ہے کہ جو کچھ تم خیرات کرو جس کی غرض سوائے حصول خوشنودی رب کے اور کچھ نہ ہو تو وہ تمہارے ہی لئے مفید ہے۔ علامہ پانی پتی اس کی تشریح یوں فرماتے ہیں :-

مطلب یہ ہے کہ۔ اے مسلمانو! تمہاری خیرات تو صرف اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے ہوتی ہے پھر کیا وجہ کہ اپنی خیرات کا احسان فقیر پر رکھتے ہو یا ناپاک مال دیتے ہو۔ تو یہ جملہ خبریہ ہے جس میں مسلمانوں کے حال کے تقاضے کو بیان کیا ہے یا مَا تُنْفِقُونَ لَفْظاً جملہ منفی ہے اور معنی کے لحاظ سے بھی ہے۔ مراد یہ کہ تمہاری خیرات کا مقصود خوشنودی رب کی طلب ہونا چاہئے۔ سوائے خدا کی رضا کی طلب کے اور کسی غرض کے لئے خیرات نہ دو۔ اس سے ثابت ہو رہا ہے کہ سوائے رضائے خداوندی کی طلب کے اور کسی غرض کے لئے خیرات کرنی ممنوع ہے۔ ورنہ مفت میں مال کی بربادی ہوگی (تفسیر مظہری)

مَا مَوْصُولٌ بِتَنْفِقُونَ جمع مذکر حاضر تم خیرات کرو گے۔ ابْتِغَاءَ۔ چاہنا۔ تلاش کرنا۔ بوزن انتقال مصدر ہے۔ ابْتِغَاءَ سخت کوششی کے لئے مضموم ہے اگر اچھے مقصد کے لئے ہو تو محمود ہے ورنہ مذموم مذموم کی مثال ہے۔ فَاَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُونَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ۔ وَ ابْتِغَاءَ تَأْوِيلِهِ (۴: ۲۳) تو جن لوگوں کے دلوں میں کجی ہے وہ سب متشابہات کا اتباع کرتے ہیں (ان کا مقصد) فتنہ انگیزی اور (غلط) معنی کی تلاش ہے۔

وَجْهِ اللَّهِ مضاف مضاف الیہ۔ اللہ کی خوشنودی۔ اللہ کی رضا۔ ثواب۔

وَمَا تُنْفِقُوا مِنْ خَيْرٍ يُؤْتِ إِلَيْكُمْ۔ ذَاوِ ما لفظ ہے پہلا جملہ شرطیہ دوسرا جواب شرط ہے۔

يُؤْتِ۔ مضارع مجہول واحد مذکر غائب تَوْفِيَةً (تَفْعِيلٌ) مصدر۔ اس کو پورا پورا دیا جائے گا۔

فَأَيُّكُمْ۔ صاحب تفسیر مظہری فرماتے ہیں د۔ مذکورہ بالا تینوں جملوں کے درمیان حرف عطف ذکر کیا گیا ہے حالانکہ لفظ ہر جملہ شرطیہ سابق جملہ شرطیہ کی تاکید ہے اس لئے حرف عطف نہ ہونا چاہئے۔

حرف عطف کے ذکر کی وجہ یہ ہے کہ آخری جملہ سے پہلے جملہ کی صرف تاکید ہی مقصود نہیں بلکہ منت الہی اور ایذا رسالی کی بُرائی کو الگ الگ دلائل سے مدلل کرنا مقصود ہے۔ پہلے جملہ کا مفاد یہ ہے کہ جس چیز کے دینے میں خود تمہارا فائدہ ہے اس کے دینے کا فقیر پر احسان رکھنا درست نہیں۔

دوسرے جملہ کا مفاد یہ ہے کہ جس چیز کو دینے سے تمہارے پیش نظر صرف اللہ کی خوشنودی کا حصول ہے اس کا فقیر پر احسان رکھنا تو گویا ایسے شخص سے عوض کا طلب کرنا ہے جس سے حوصلہ طلب کرنے کے لئے

عطا نہیں کی گئی۔

تیسرا احمد اس مضمون پر دلالت کر رہا ہے کہ جس چیز کا ایک بار بھی بدل لے لیا جائے اس کا احسان نہیں ہوتا۔ جیسے بالغ حبیب اپنی چیز کی قیمت لے لیتا ہے تو خریدار پر اس کا احسان نہیں ہوتا اور تم کو تو کوئی گنا معاذِ یلگا۔ پھر فقیر پر تمہارا کیا احسان؟

== وَ اَنْتُمْ لَا تَطْمَئِنُّونَ جملہ حالیہ ہے ضمیر اَنْتُمْ سے اور تمہاری حق تلفی نہیں کی جائے گی۔

۲: ۲۰۳ - لِقَدْ خَوَّاهُ - مبتدا محذوف کی خبر ہے ای صدقاتکم للفقراء۔ تمہارے صدقات فقیروں کے لئے ہیں۔ یعنی ان صدقات کے مستحق فقیر لوگ ہیں۔ (جن کا ذکر آگے آ رہا ہے)

== اُحْبِبُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ یہ صفت ہے الفقراء کی۔ اُحْصُوا۔ ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب ہے۔ اِحْصَاءُ (اِنْصَال) مصدر وہ بند کئے گئے۔ وہ روکے گئے۔ اَلْحَصْرُ کے معنی تضيق یعنی

تنگ کرنے کے ہیں۔ جیسے قرآن مجید میں ہے فَاحْصُوهُمْ (۹: ۵) اور ان کو گمیر لو۔ یا جیسے وَجَعَلْنَا جَهَنَّمَ لِلْكَافِرِينَ حَصِيرًا (۱۱۷: ۷) اور ہم نے جہنم کو کافروں کے لئے قید خانہ بنا رکھا ہے۔

فِي سَبِيلِ اللَّهِ - اللہ کے راستے میں۔ خواہ وہ جہاد ہو یا ظاہری و باطنی علوم کی تحصیل ہو۔ مثلاً اصحاب صف و غیرہ۔ یہ جملہ الفقراء کی صفت ہے۔

== لَا يَسْتَأْذِنُكَ حَرْبًا فِي الدَّرَجِ - لَا يَنْطَلِعُونَ - مضارع منفی جمع مذکر غائب اِسْتِطَاعَةٌ (اِسْتِغْفَالٌ) سے مصدر۔ معنی طاقت اصل میں استطاعت کا مطلب ہے ان تمام

پہیزوں کا ہتمام و کمال پایا جانا جن کی وجہ سے فعل۔ زور سے (طوع و مآدہ) ضَرْبًا۔ مارنا۔ بیان کرنا۔ ظاہر کرنا۔ ضَرْبُ کے اصل معنی کسی چیز کے دوسری چیز پر واقع

کرنے کے ہیں۔ چونکہ اس کی مختلف صورتیں ہیں۔ اس لئے مختلف محل پر اس کے مختلف معانی ہوں گے۔ مثلاً ضَرْبًا عَوًّا اَنْزَلْنَاهُ۔ اس نے اس کو سر پر ضرب لگائی یعنی سر پر مارا۔

ضَرْبَ اللَّهِ مَثَلًا اللہ نے مثال بیان کی۔ ضَرْبٌ فِي الدَّرَجِ۔ زمین پر چلنا۔ (کیونکہ چلنے میں زمین پر پاؤں پڑتے ہیں) جملہ کا مطلب یہ ہے کہ وہ اللہ کی راہ میں مشغولیت کی وجہ سے زمین پر کہیں

آجائیں سکتے کہ روزی کما سکیں

== يَحْصِبُهُمْ - يَحْصِبُ مضارع واحد مذکر غائب حُصْبَانٌ (باب سَفَع) سے مصدر ہے ضمیر مفعول جمع مذکر غائب۔ وہ ان کو خیاں کرتا ہے۔ اَعْذِيَاءُ عَنِّي کی جمع۔ مالدار۔ دولت مند لوگ

یہ فعل يَحْصِبُ کا مفعول ثانی ہے۔ وہ ان کو دولت مند خیال کرتا ہے۔

== لَتَعْفُفَ - مصدر ہے (باب تَفْعَل) عَفْفت سے جس سے مراد ہے قناعت کی وجہ سے سوال

کو ترک کر دیا۔ اَلْعَقَّةُ کے اصل معنی ہیں تھوڑی سی چیز پر فطاعت کرنا جو بمنزل عَقَاةً یا عَقْدَةً یعنی بچی کھچی چیز کے ہو۔

= اَلْجَاهِلُ - نادان - بے خبر۔ ان سمجھ - اسم فاعل کا صیغہ واحد مذکر جَعَالَةً (باب سَمِعَ مصدر) = تَعْرِضُهُمْ - مضارع واحد مذکر حاضر مَعْرِضَةٌ وَاَعْرِضَانِ - ۱ باب ضرب سے مصدر تَوَان کو پہچان لیتا ہے۔

= سَيَمْنَعُ - مضارع مضارع الیہ - سَيَمْنَعُ - نشانی - چہرہ - علامت یہ اصل میں دَسَمْنَعُ مقارنہ کو فاعل کی بجائے عین کلمہ کی جگہ پر رکھا گیا۔ تو سَمْنَعُ ہی ہوا۔ پھر واؤ کے ساکن اور ماقبل کے مکسور ہونے کی وجہ سے واؤ کو یا کر لیا گیا۔ سَمْنَعُ ہو گیا۔ هُنَّ - ضمیہ جمع مذکر غائب مضارع الیہ ان کی نشانی۔ ان کا چہرہ۔

= اَلْحَافَا - مصدر (افْعَالُ) کے وزن پر۔ پلٹنا - اصرار کرنا۔ یہ لِحَافُ سے ماخوذ ہے لِحَافِ اس کپڑے کو کہتے ہیں جس سے ڈھانپا جائے۔

اَلنَّافَا - مصدر ہ، یعنی اسم فاعل ہو کر اَلْيَسْتَوْنَ کی ضمیر سے حال ہے۔ یعنی بیٹھے ہوئے لوگوں سے نہیں مانگتے۔

= اَخْصُرُوا اِنِّیْ سَبِّلُ اللّٰہِ اَلْحَافَا - یہ پانچ وصف فقہاء کے بیان ہوئے ہیں انہیں راہِ اَخْصُرُوا اِنِّیْ سَبِّلُ اللّٰہِ - بطور صفت ہے۔

(۲) لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ ضَرْبَاہِیْ اَلْاَیْمَیْنِ - (۳) یَحْضَبُهُمُ الْجَاهِلُ اَغْنِیَاءَ مِنَ التَّعْفِبِ

(۴) تَعْرِضُهُمْ یَسْتَمِمْ (۵) لَا یَسْتَوْنَ اِنَّا سَمِ اَلْحَافَا بطور حال ہیں۔

= دَمَا تَنْفَقُوا میں مَما موصولہ ہے اور تَنْفَقُوا مِنْ حَیْثُ اس کا صلہ (اور جو مال تم راہِ خدا میں خرچ کرو گے۔

= فَإِنَّ اللّٰہَ بِدَعْوِیْمُ میں قَ بوجہ معنی شرط جو ملہ سابقہ میں پائی جاتی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اس بخوبی واقف ہے کہ ضمیر واحد مذکر غائب کا مرجع ہے وہ مال جو راہِ خدا میں خرچ ہوا۔

فَاِذْکَ لَا - اس آیت میں جس گروہ کا ذکر ہے۔ صاحبِ تفہیم القرآن نے یوں فرمایا ہے۔

اس گروہ سے مراد وہ لوگ ہیں جو خدا کے دین کی خدمت میں اپنے آپ کو ہمہ تن وقف

کر دیتے ہیں۔ اور سارا وقت دینی خدمات میں صرف کر دینے کی وجہ سے اس قابل نہیں ہتے کہ اپنی

معاشر پیدا کرنے کے لئے کوئی جدوجہد کر سکیں۔ بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اس قسم

کے رضا کاروں کا ایک مستقل گروہ تھا جو تاریخ میں اصحابِ صفہ کے نام سے مشہور ہیں۔ یہ تین چار

سوا آدمی تھے جو اپنے گھربار چھوڑ کر مدینے آگئے تھے۔ ہم وقت حضورؐ کے ساتھ رہتے تھے۔ ہر خدمت کے لئے بروقت تیار رہتے تھے۔ حضورؐ جس مہم پر جانتے انہیں بھیج دیتے تھے اور جب مدینہ سے باہر کوئی کام نہ ہوتا تو اس وقت یہ مدینہ ہی میں رہ کر دین کا علم حاصل کرتے اور دوسرے بندگانِ خدا کو بھی اس کی تعلیم دیتے تھے۔ چونکہ یہ لوگ پورا وقت دینے والے کارکن تھے اور اپنی ضروریات فراہم کرنے کے لئے اپنے ذاتی وسائل نہ رکھتے تھے اس لئے اللہ تعالیٰ نے عام مسلمانوں کو توجہ دلائی کہ خاص طور پر ان کی مدد کرنا اتفاق فی سبیل اللہ کا بہترین مصدق ہے۔

۲: ۲۷۴ = الَّذِينَ يَنْفِقُونَ - الَّذِينَ - اسم موصول جمع مذکر یَنْفِقُونَ اَمْوَالَهُمْ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَعَلَانِيَةً - صلہ موصول وصلہ مل کر مبتداء قَلَمَهُمْ اَجْوُهُمْ وَلَا هُمْ يَخْزَوْنَ - خبر - فت اس لئے کہ مبتداء میں بوسے شرط تھی۔

الَّذِينَ وَالنَّهَارِ اسم ظرف زمان یعنی لیلۃً نهاراً رات ہو یا دن۔ سِرًّا وَعَلَانِيَةً خفیہ طور پر یا علانیہ طور پر چاروں حال میں

= وَلَا هُمْ يَخْزَوْنَ - دَاوْ عَاطِفُهُمْ ضَمِيرٌ مَجْمَعٌ مَذْكُورٌ اِی الَّذِیْنَ یَنْفِقُونَ - لَا یَخْزَوْنَ مضارع منفی جمع مذکر غائب حُزْنٌ (باب سَمِعَ) مصدر - نہ وہ غمگین ہوں گے۔

= الَّذِیْنَ یَاْكُلُوْنَ الرِّبَا - مَبْدَا لَا یَقْوُمُونَ اَلَّذِیْ كَمَا یَقْوُمُ مِنَ الْاَنْسِ - خبر کما - کاف موضع نصب میں ہے اور مصدر محذوف کی صفت ہے۔ تقدیر کلام یوں ہوگی:

لَا یَقْوُمُونَ اَلَّذِیْ مَا مِثْلَ قِیَامِ الَّذِیْ یَتَخَبَّطُهُ الشَّیْطَانُ

= الرِّبَا - سود - بیا ج - یہ لفظ قرآن مجید میں بآ کے بعد واؤ اور واؤ کے بعد الف سے مرقوم ہے

ماسوائے سورۃ الروم آیت (۳۰: ۳۹) کے جہاں باء کے بعد الف سے مرقوم ہے۔ امام راغبؒ کہتے ہیں: ”اس المال پر جو زیادتی ہو وہ ربا ہے لیکن شرع میں وہ اس

زیادتی کے ساتھ مخصوص ہے جو ایک خاص ہی طریقہ پر ہو اور دوسری طرح نہ ہو“ تفسیر ماجدی میں ہے :- اہل عرب اس لفظ کو اُس زمانہ رقم کے لئے استعمال کرتے تھے جو قرض خواہ اپنے قرضدار سے مہلت کے معاوضہ میں وصول کرتا تھا۔ اردو میں اس کا ترجمہ سود ہے اور سود کا مفہوم ہر شخص جانتا ہے۔

علامہ عبد اللہ یوسف علی رقمطراز میں میرے نزدیک ربا کی تعریف میں ہر قسم کی (نا جائز) منافع خوری شامل ہے لیکن وہ مالی منافع جو موجودہ دور میں اقتصادیات اور بنکاری سے حاصل ہوتا ہے علامہ موصوف نے اس اختلاف رائے کے متعلق کسی اور موقع پر تفصیلاً بیان کرنے کے لئے لکھا تھا

لیکن مجھے اس موضوع پر ان کی کوئی تحریر نہیں ملی

لغات القرآن جلد سوم میں مولانا عبدالرشید نعمانیؒ لکھتے ہیں :-

”حضرت الاستاذ مظلّم (یعنی حضرت مولانا علامہ محمود حسن صاحب ٹوٹھی نے ربوہ کے متعلق ایک مستقل رسالہ تصنیف فرمایا ہے جس میں ربہ کی حقیقت شرعیہ کے سمجھنے میں عوام تو عوام خواص کو بھی غلط فہمیاں پیدا ہو رہی ہیں۔ اس رسالہ کا بغور مطالعہ ان تمام غلط فہمیوں کے ازالہ کا ماضی ہے۔ سودہ، علامہ ابو الاعلیٰ مودودی صاحب نے اس موضوع پر ایک مفصل کتاب لکھی ہے جو پڑھنے کے قابل ہے۔“

== لَا يَقُومُونَ - مضارع منفی جمع مذکر غائب بَقَامَ (باب نصر) مصدر۔ وہ نہیں اٹھیں گے۔ وہ نہیں کھڑے ہوں گے ای لَا يَقُومُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ یعنی قیامت کے دن وہ قبروں سے نہیں اٹھیں گے (مگر اس شخص کی طرح جسے شیطان نے پاگل بنا دیا ہو)

== كَمَا - حرف تشبیہ اور ما موصولہ سے مرکب ہے۔ جلد يَقُومُ الَّذِي يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطَانُ صلب ہے۔

== يَتَخَبَّطُهُ - يَتَخَبَّطُ مضارع واحد مذکر غائب يَخْبُطُ (تَفَعَّلَ) مصدر ۴ ضعیف مفعول واحد مذکر غائب وہ اس کو پاگل بنا دیتا ہے۔ مجنونا الخواس بنا دیتا ہے کہ اٹھنے کا ارادہ کرے گر پڑے پھر اٹھے گر پڑے۔ اَلَمْ تَرَ مصدر۔ جن کی جھپٹ۔ ذرا چھو جانا جنوں۔

علامہ پانی پتی اس آیت کی تشریح میں لکھتے ہیں۔ شیطان سے مراد جن ہے خَبَطَ کا معنی ہے سخت ضرب جس کے ساتھ بگاڑ بھی ہو۔ قاموس میں ہے۔ خَبَطَ الشَّيْطَانُ فَلَانًا۔ یا تَخَبَّطُ الشَّيْطَانُ فَلَانًا۔ فلان شخص کو جن نے چھو کر دکھ پہنچایا۔ اَلَمْ تَرَ سے مراد ہے جنوں یا چھو جانا مِنَ الْمَسِّ کا تعلق ہے يَقُومُ سے یا يَتَخَبَّطُ سے۔ مطلب اس طرح ہوگا کہ سود خوار قبروں سے اس طرح ہی اٹھیں گے جیسے جن کے چھپے میں آیا ہوا آدمی جنوں زدہ ہو کر اٹھتا ہے اور شیطان اس کی عقل خراب کر دیتا ہے۔

== ذٰلِكَ - کا اشارہ یا اِنَّكَ الْوَلِيُّ کی طرف ہے یا اس کے نتیجے میں جو عذاب نازل ہوتا ہے اس کی طرف ہے۔ روح المعانی میں ہے اشارة الى الدخول الى النزل بهم من العذاب

== يَا نَفْسُ - میں با، سبیت ہے۔ بایں سبب۔ اس لئے۔

ذٰلِكَ مبتدا ہے۔ اور يَا نَفْسُ مثل الْوَلِيُّ - اس کی خبر۔ ترجمہ یہ (عذاب) اس لئے ہے کہ سودا پہنچا بھی تو (نفع کے لحاظ سے) ویسا ہی ہے جیسے سودا لینا

ذَاحِلَ اللّٰهِ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الزَّوْجَ ۱۔ جملہ عالیہ بہ ترجمہ ۱۔ حالانکہ اللہ نے سودے کو حلال کیا ہے اور سود کو حرام۔ اَحَلَ ماضی واحد مذکر غائب۔ اِخْلَالَ (افعال) مصدر۔ اس نے حلال کیا۔ حَرَّمَ۔ ماضی واحد مذکر غائب۔ تَحْوِيْلٌ (لَفْعِلٌ) مصدر جس کے معنی حرام کر دینے اور سختی سے روک دینے کے ہیں۔ (اس نے حرام کر دیا۔ اس نے منع کر دیا)

یہ جملہ مستأنف بھی ہو سکتا ہے جیسا کہ روح المعانی میں آیا ہے (جملۃ مستأنفة من اللہ تعالیٰ ردّ علیہم.....) اور متکثرین کے قول اِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الْبُزْءِ کی تردید میں آیا ہے کہ تمہارا یہ کہنا باطل ہے۔ یہ صحیح کو (بوجہ) اللہ نے حلال کیا ہے اور رباکو حرام کر دیا ہے۔

۱۔ فَمَنْ جَاءَهُ مَوْعِظَةٌ مِنْ رَبِّهِ فَانْتَهَى۔ مَنْ شَرْطِيْہ ہے جَاءَ ۱ میں کو ضمیر مفعول واحد مذکر غائب ہے۔ مَوْعِظَةٌ اسم مصدر فاعل فعل جَاءَ۔ کا۔ وعظا نصیحت۔ مِنْ رَبِّہِ متعلق جَاءَ کے۔ فَاَنْتَهَى اِنْتَهَى۔ واحد مذکر غائب۔ اِنْتَهَاءٌ (افعال) مصدر۔ وہ رُک گیا۔ وہ باز آ گیا۔ اس نے چھوڑ دیا۔ فَاَنْتَهَى اِنْتَهَى کا عطف جَاءَ ۱ پر ہے۔ ہر دو جملہ شرط ہیں۔ اور فَلَهُ مَا سَلَفَ (ف) جواب شرط کے لئے اور ما موصولہ (جواب شرط)۔ مَا سَلَفَ جو گزر چکا۔ سَلَفَ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ہے۔ سَلَفَ (باب نَصَوْت) مصدر جس کے معنی گزرنے اور ہو چکنے کے ہیں۔

۲۔ وَآمُرُهُ اِلَى اللّٰهِ يَرْجِعُ جَمْلٌ مِّنْهُ مَوْعِظَةٌ۔ اور اس کا عطف جملہ فَلَهُ مَا سَلَفَ پر ہے۔ اور اس کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے۔

۳۔ وَمَنْ عَادَ۔ میں مَنْ شرطیہ ہے عَادَ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ہے عَادَ ماضی واحد مذکر غائب جس کے معنی کسی چیز سے ہٹ جانے کے بعد پھر اس کی طرف لوٹنے کے ہیں عَادَ اصل عَوَدَ تھا واد متحرک ماقبل مفتوح۔ فتح واد پر ثقیل تھا۔ اس لئے واد کو الف سے بدلا عَاد ہو گیا۔ مطلب اور جو کوئی پھر کرے۔ یہاں عود سے مراد سود کو پھر حلال سمجھنا ہے۔

یہ جملہ شرطیہ ہے اور فَاَذْكَرْتَ لَكَ الصُّحُبَ النَّارِ هُنَّ فِيْهَا خِلْدٌ وَتَنْ جَوَاب شرط ہے۔ ف جَوَاب شرط کے لئے ہے اَوْ ذَلِكْ کا اشارہ مَنْ عَادَ کی طرف ہے۔ جمع کا صیغہ باعتبار معنی کے ہے هُنَّ ضمیر جمع مذکر غائب کو تاکید کے لئے لایا گیا ہے۔ اور فِيْهَا میں ہا ضمیر واحد مؤنث غائب کی طرف راجع ہے۔

۲۶۶:۲ = يَنْحَقُّ مضارع واحد مذکر غائب مَحَقٌّ (باب فَعْل) وہ گھسٹا ہے۔ مَحَقٌّ مثلاً۔ گھسٹانا۔ کسی چیز کی برکت زائل کر دینا۔ بے برکت بنانا۔ يَنْحَقُّ مضارع واحد مذکر غائب۔ اِنْ بَاءُ۔ (افعال) مصدر۔ دَبُوْا دَبُوْا۔ دَبَاط۔ میل۔

بلندی وہ بڑھاتا ہے۔

== الْمَدَقَاتِ بَرَكَاتٍ خَيْرَاتٍ ==

== كَفَّارٌ أَشِيمٌ موصوف وصفت - كَفَّارٌ كَفَّارٌ سے مبالغہ کا صیغہ ہے۔ بہت ناکارہ۔
أَشِيمٌ بدوزخ فَعِيلٌ (رَأَيْتُمْ) گنہگار۔ أَشِيمٌ يَأْتِيهِ (باب ضَوْبٍ) أَشِيمٌ وَأَنَامُوا
أَشِيمٌ مصدر۔ بمعنی گناہ کا ارتکاب کرنا۔ كُلُّ كَفَّارٍ أَشِيمٌ۔ ہر گنہگار ناکارہ۔
۲۷۷:۲ - الَّذِينَ آمَنُوا - اسم۔

وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ اس کا عطف جملہ سابقہ پر ہے۔ اسی طرح دَاخِمُوا الصَّلَاةَ وَالْوَالَاتِ الْكَلَاةَ
معطوف ہیں اور ان کا عطف بھی جملہ الَّذِينَ آمَنُوا پر ہے۔

لَهُمْ أَجْرُهُمْ يَخْزَنُونَ۔ اپنے اسم کی خبر ہے۔

== لَا يَخْزَنُونَ۔ مضارع منفی جمع مذکر غائب۔ خَزَنٌ دُبابِ سَمِيعٍ مصدر نہ وہ نکلے ہوں گے
۲۷۸:۲ - اس آیت میں جملہ ان كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ شرطیہ ہے اور جملہ جزائیہ مقدم لایا گیا ہے
== اتَّقُوا۔ فعل امر۔ جمع مذکر حاضر۔ تم ڈرو، تم بچو۔ تم پر بیزگاری اختیار کرو۔ اتَّقَاءُ۔ مصدر اللہ
مفعول۔ اللہ سے ڈرو۔

== دَرَدُوا فعل امر، جمع مذکر حاضر۔ دَرَدٌ (باب سَمِيعٍ وفتح) مصدر تم چھوڑ دو، اس مادہ سے اس معنی
میں صرف مضارع اور اس کے مشتقات ہی مستعمل ہیں۔

== مَا بَقِيَ۔ موصول وصلہ مل کر دَرَدُوا کا مفعول۔ مِنْ دَرَدٍ متعلق مَا بَقِيَ۔ اے ایمان والو! اللہ سے
ڈرو اور جو کچھ سود لینا باقی رہ گیا ہے اس کو چھوڑ دو۔ اگر تم ایسے مومن ہو۔

۲۷۹:۲ == فَإِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ جملہ شرطیہ فَأَذْنًا يَحْزَبُ مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ جواب شرط۔

== فَأَذْنُوا۔ ف جواب شرط کے لئے ہے اِذْنُوا۔ امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ أَذْنٌ دَاذَنٌ دُبابِ
سَمِيعٍ مصدر۔ بالشتی۔ جاننا۔ خبردار ہونا۔ ترجمہ۔ تو خبردار نہ ہو جاؤ خدا اور اس کے رسول سے جنگ کے لئے
فَاقْبِنُوا۔ یقین کرو

== دَاذَنٌ يَشْتُمُ جملہ شرطیہ۔ اور اگر تم توہر کو لوگے یعنی قابل اعتراض باتوں سے باز رہو گے فَتَكْفُرُوا
فَدُؤُسُ آمَنُوا اِسْمٌ جواب شرط۔ تو اصل ترک تم حق دار ہو۔ تو تم کو مہربانی اصل نہ ہی مل سکتی ہے لَا
غَيْرَ۔ اس سے زیادہ نہیں۔

== لَا تَظْلِمُونَ وَلَا تَظْلَمُونَ (اصل سے زیادہ لے کر) تم کسی (قرض دار) پر ظلم نہ کرو گے۔ اور نہ
(اصل کی ادائیگی میں کمی کر کے یا مال مٹول سے کام لے کر) تم پر ظلم کیا جائیگا۔

۲۸۰:۲ = وَإِنْ كَانَ ذُو عُسْرَةٍ - اِنْ شرطیہ کَانَ فعل ناقص - الذی عَلَیْهِ الْحَقُّ مِنْ دَیْنِهِ (جس کے ذمہ قرض ہو) کَانَ کا اسم (مخدوف) ذُو عُسْرَةٍ (تنگ دست، مفلس) مضارع مضارع الیہ - کَانَ کی خبر - اور اگر قرضدار تنگ دست ہو - یہ تمام جملہ شرط ہے۔

= فَتُطْرَقُ - ف شرط کے جواب کے لئے ہے فَطْرَقَ مصدر - مہلت دینا - انتظار - مبتدأ - جس کی خبر مخدوف ہے ای فعلیکہ نظرۃ - تو تم پر اس کی فراخی تک مہلت دینا واجب ہے - یہ جملہ جواب شرط ہے۔

إِلَى مَبْرَئٍ - فراخی تک - مَبْرَئٍ ضد ہے عُسْرَةٍ کی آسانی - فراخ حالی - دولت مندی۔
= وَإِنْ تَصَدَّقُوا - دَاؤُ عَاطِفٍ اَنْ مصدریہ تَصَدَّقُوا مضارع بن مذكر حاضر، تم خیرات کرو۔ تم صدقہ دو - تم بخش دو - یعنی اگر تم زرق و برق بخش ہی دو - تَصَدَّقُوا (تَفْعَلُ) مصدر - تَصَدَّقُوا اصل میں تَصَدَّقُوا تَصَدَّقُوا - اَنْ کے عمل سے نون اعرابی گر گیا۔

= اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ جملہ شرطیہ ہے جس کا جواب شرط مخدوف ہے - جملہ مخدوف ہوگا۔ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ اِنَّهٗ خَيْرٌ لِّمَنْ عَمِلَتْهُ - اگر تم جانتے ہوئے کہ یہ تمہارے لئے بہتر ہے تو تم ایسا ہی کرتے۔
۲۸۱:۲ = يَوْمًا مَّعْجُولٍ فِیہ۔

= تَوَفَّى مَضَارِعَ مَجْهُولٍ وَاَمْدٍ مَوْثِقَ غَائِبٍ - پورا دیا جائیگا تَوَفَّى (تَفْعَلُ) مصدر، جس کے معنی پورا پورا دینے کے ہیں

= مَا كَسَبَتْ - مَا مَوْصُولٌ، كَسَبَتْ وَاَمْدٍ مَوْثِقَ غَائِبٍ كَسَبَتْ (بَابُ صَوَّبَ) سے مصدر - جو اس نے کمایا اس کا پورا پورا بدلہ اسے دیا جائے گا۔

= وَهٖ لَا يُظْلَمُونَ - جملہ عالیہ ہے كُلُّ نَفْسٍ سے - اور صیغہ جمع باعتبار معنی آیا ہے۔

۲۸۲:۲ = تَذَايَسْتُمْ - ماضی جمع مذکر تانہ - تم نے ایک دوسرے کو قرض دیا - تم نے ایک دوسرے کو ادھار دیا - تَذَايَسْتُمْ (تَفَاعَلُ) مصدر - جس کے معنی ایک دوسرے سے قرض کا لین دین کرنے کے ہیں - دَیْنٌ - یعنی قرض - دَیْنٌ مفعول بہ (مجرور بوجہ جرت کے) تَذَايَسْتُمْ - بَدَّيْنٌ - تم آپس میں دین یا ادھار کا معاملہ کرو۔

= اِلَى اَجَلٍ مُّسَمًّى - اَجَلٌ کے معنی کسی چیز کی مدت مقررہ کے ہیں - چنانچہ اور جگہ قرآن مجید میں ہے اَيَّامًا اَلْمُتَّعِينَ تَضَيُّتْ (۲۸: ۲۸) ان دو متعینہ مدتوں میں سے جو کسی مدت میں پوری کر لوں۔

موت کو بھی اجل کہا گیا ہے کہ اس کا وقت بھی معین اور مقرر ہے - اَجَلٌ کے معنی وجہ کے بھی ہیں مثلاً قرآن مجید میں ہے - مِنْ اَجَلٍ ذٰلِكَ كَتَبْنَا عَلٰی بَنِي اِسْرٰٓئٰلَ (۳۲: ۵) اس قتل، ک

وجہ سے ہم نے بنی اسرائیل پر یہ حکم نازل کیا۔

مُسْتَجَبٌ۔ اسم مفعول واحد مذکر شَمِیْعٌ (تفعیل) مصدر سے۔ جس کا نام لیا گیا ہو، جس کا نام رکھا گیا ہو۔ اِلٰی اَجَلٍ مُّسَمًّى۔ مقررہ یا متعین مدت کے لئے جس کی مدت نامزد کی گئی ہو۔ مطلب یہ کہ اس معاملہ یا سودے کی مدت بالکل صاف اور متعین ہونا چاہئے۔ گول اور جھل نہ ہے۔ جاڑوں کے زمانہ میں «برسات کے موسم میں دور بیچ کی فصل میں» ان مبہم مدتوں کی بجائے تعین و صراحت ہونا چاہئے کہ فلاں سنہ کے فلاں مہینہ کی فلاں تاریخ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا - يَا حُرُوفَ نَدَارِ الَّذِينَ آمَنُوا موصول وصل مل کر منادی۔ اِذَا مَلَآ بَيْتُكُمْ بَدَنِينَ اِلٰی اَجَلٍ مُّسَمًّى حملہ شرطیہ ہے فَانْكِبُوا جواب شرط۔
= فَانْكِبُوا: ف: جواب شرط کے لئے ہے اَنْكِبُوا: فعل امر جمع مذکر حاضر۔ تم لکھ لو۔ ضمیر مفعول واحد مذکر غائب جس کا مرجع دین ہے۔ جس کا آپس میں لین دین زیر بحث ہے۔ اِی الدین الذی تداینتم بہ۔

= وَلْيَنْكِتْ وَاو۔ عاطفہ یَنْكِتْ فعل امر واحد مذکر غائب۔ كِتَابَةٌ (باب نصر) چاہئے کہ کھے بَيْتُكُمْ۔ اِی باین الدائن والمدیون۔ بین الطالب والمطلوب۔ كَاتِبٌ۔ لِيَنْكِتْ کا فاعل۔ بِالْعَدْلِ۔ اِنِّی بِالْحَقِّ۔ اور کاتب کو چاہئے کہ دائن اور مدیون کے درمیان (دین کے متعلق) ٹھیک ٹھاک انصاف سے لکھے۔ فعل یَنْكِتْ کا مفعول محذوف ہے اِی الدیون ادا امر المتدائنین (طرفین کا لین دین)

= وَلَا يَأْبَ وَاو عاطفہ۔ لَا يَأْبَ فعل نہی واحد مذکر غائب۔ اِبَاءُ (باب فتح) مصدر اصل میں یأبى تھا۔ نہی میں یا کو ساقط کر دیا۔ نہ انکار کرے۔ اب ی مادہ۔

= اَنْ يَنْكِتْ میں اَنْ مصدر یہ ہے

= كَمَا۔ كَ اور مَ سے مرکب ہے۔ کاف تشبیہ کا ہے۔ یعنی جیسا۔ جیسے۔ جس طرح۔ اور ما موصولہ ہے۔ فَلْيَنْكِتْ ف عطفت کا ہے یَنْكِتْ امر کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ اس کا مفعول محذوف ہے۔ اِی امر المتدائنین ادا امر الدین بین الطرفين۔ باہمی لین دین کرنے والوں کا معاہدہ بابت دین۔ ترجمہ: اور لکھنے والا جیسا کہ خدا نے اُسے سکھایا ہے۔ لکھنے سے انکار نہ کرے اور دستاویز لکھ دے۔

= لِيَسْلِلْ۔ امر کا صیغہ واحد مذکر غائب چاہئے کہ وہ لکھوائے۔ اِمْلَاکُ (افعال) مصدر۔ اِمْلَأْ اِمْلَأْ مضمون کو بول کر لکھوانا۔ بعض صورتوں میں دوسرے لام کو یتا سے بدل

دیتے ہیں۔ (اس کو علم موت میں ابدال سماعی کہتے ہیں) شَلَا اَمَلْتُ سے اَمَلْتُ میں نے بول کر کھوایا۔ اور اَمَلْتُ سے اَمَلْتُ (یہاں ہمزہ قائم مقام کی کہ ہے) بول کر کھوانا

= اَلَّذِي عَلَيْهِ الْحَقُّ - ای المدیون - مقروض - جو زیر بار ہے۔ جس کے ذمہ حق (قرض) ہے
= وَلَيَتَنَّى اللَّهُ رَبَّهُ - وَاَوْ عَاطَفَ - يَتَنَّى - امر کا صیغہ واحد مذکر غائب - اِنْقَاءً (اِفْعَالٌ) مصدر
يَتَنَّى اصل میں يَتَنَّى تھا۔ لام کے عمل سے ہی ساقط ہو گئی۔ چاہئے کہ وہ ڈرے۔ اللہ مفعول ذنبہ
صفات مضاف الیہ بول کر اللہ کی صفت۔

ترجمہ اور مضمون وہ کھوائے کہ جس پر مطالبہ ہو اور وہ (کھولنے والا یا کاتب) اللہ سے ڈرے
جو اس کا رب ہے۔

= وَلَا يَتَنَحَّصْنَ - وَاَوْ عَاطَفَ - لَا يَتَنَحَّصْنَ - فعل نہی واحد مذکر غائب - يَتَنَحَّصْنَ (باب فتح)
مصدر - اور وہ کم نہ کرے۔ (اور وہ اس میں کوئی کسر نہ کرے) یعنی کھوانے والا یا کاتب کم نہ کرے۔ یا
کھوائے۔

= اِنْ كَانَ الَّذِي عَلَيْهِ الْحَقُّ سَفِيهًا - اِنْ شَرْطِيه - كَانَ فعل ناقص اَلَّذِي اسم موصول عَلَيْهِ
الْحَقُّ - صله موصول کر اسم كَانَ - (جس پر حق واجب ہے یعنی مدیون) سَفِيهًا خبر كَانَ اَوْ صَفِيهًا
خبر ثانی - اور اَوْ لَا يَسْتَطِيعُ اَنْ يُبْلَغَ هُوَ - خبر سوم - لَا يَسْتَطِيعُ مضارع منفی واحد مذکر غائب اَنْ
مصدر یہ - يُبْلَغَ مضارع واحد مذکر غائب - اِمْلَاؤْ (اِفْعَالٌ) مصدر کہہ کھوائے - یعنی اگر مدیون
اس قابل نہ ہو کہ وہ خود مضمون دستاویز لکھوا سکے - یہ سارا جملہ شرط ہے

= فَلْيُبْلَغْ وَلِيَّتُهُ بِالْعَدْلِ - جواب شرط - تو اس کا ولی النصف کے ساتھ (یعنی بے کم و کاست) کھوائے
سَفِيهًا - بے وقوف - بے عقل - سَفِيهًا وَسَفَاهَةً (باب کرم) بے وقوف ہونا - جاہل ہونا -
بروزن (فعل) صفت مشبہہ کا صیغہ واحد مذکر ہے عاجز - احمق - (ابن زید) جاہل (مجاہد) مبذر المال (فضول
خریج) (الشافعی)

صَفِيهًا - ضعیف - سست - کمزور - ضَعْفٌ (باب سیم) مصدر بروزن فَعِلٌ صفت مشبہہ
کا صیغہ ہے۔ ضعیف العقل - ضعیف الرائے - ضعیف یہاں ایک جامع لفظ ہے۔ نابالغ اور پیر
فرقوت سب اس میں آجاتے ہیں۔

= اَسْتَشْهِدُ ۱ - فعل امر جمع مذکر حاضر - تم گواہ لاؤ۔ تم گواہ بناؤ۔ تم گواہ کرو۔ (اِسْتَشْهِدُوا) (اِسْتَفْعَالٌ)
مصدر - جس کے معنی گواہ بنانے کے ہیں اور گواہی طلب کرنے کے ہیں شَهِدَ عَلٰی (باب سیم) کسی چیز کی
گواہی دینا۔ کسی کے خلاف شہادت دینا۔ شَهِدَ - آنکھ سے مشاہدہ کرنے والا - سچا گواہ۔

== مِنْ رَجَائِكُمْ۔ اپنے لوگوں میں سے۔ صفت ہے شَعِيدِينَ کی۔

== وَمَنْ تَوَصَّوْنَ۔ صفت ہے رَجُلٌ ذَا مِرَاتَيْنِ کی اور مِنَ الشَّهَادَةِ بدل ہے مِنْ سے جو مِيتُونَ میں ہے۔ رَأْنِ میں سے جن کو تم پسند کرتے ہو گواہوں میں سے

تَوَصَّوْنَ مضارع جمع مذکر حاضر تم پسند کرتے ہو، تم راہنی ہو۔ رَضَى (باب سَمِعَ) سے مصدر
== اَنْ تَضِلَّ۔ اَنْ مصدر یہ ناصب فعل ہے۔ اور یہ مفعول لڑ ہے۔ تقدیر کلام یوں ہے

بِدَنْ تَضِلَّ تَذَكَّرَ۔ کیونکہ اگر ان دونوں میں سے ایک بھول جائے گی تو (دونوں میں سے دوسری اس کو یاد دلا دیگی۔ یعنی دو عورتوں کی شرط اس لئے لگائی گئی ہے کہ اگر ان میں سے کوئی بات بھول جائے تو دوسری اس کو یاد کرائے۔

تَضِلَّ۔ مضارع واحد مؤنث غائب۔ وہ (عورت) بھک جائے، بھول جائے۔ بھٹک جائے
== تَذَكَّرَ۔ مضارع واحد مؤنث غائب تَذَكَّرَ (تَفَعَّلَ) سے مصدر۔ وہ (عورت) یاد دلائے
تَذَكَّرَ۔ منعوْب ہے اس کا عطف تَضِلَّ پر ہے۔

== اِخْدَاهُمَا۔ ان دونوں میں سے ایک۔ اِخْدَاهُ مضاف۔ مِمَّا ضمیر تَثْنِيہ مؤنث غائب۔ مضاف الیہ۔ فاعل ہے اور اَلْاُخْرٰی۔ دوسری۔ پچھلی۔ مفعول ہے تَذَكَّرَ کا۔

== لَا يَأْتِ۔ نفی واحد مذکر غائب۔ اِبَاءٌ دِیَابِ فَتَحَ، مصدر۔ اصل میں یَأْتِی مضاف۔ ہنی میں سی کو ساقط کر دیا۔ نہ انکار کرے۔

== اِذَا مَا۔ جب کبھی۔ جب۔ جو نہی کہ۔

== دُعَاۤیَ۔ ماضی بھول جمع مذکر غائب۔ دُعَاۤیَ (باب نَصَرَ) مصدر وہ بلائے گئے۔ وہ بلائے جائیں وہ پکائے گئے۔ وہ پکائے جائیں۔

== لَا تَسْمَعُوْا۔ فعل نہی جمع مذکر حاضر۔ تم کا بل نہ کرو۔ تم مت اکتاؤ۔ سَامِعَةٌ (باب فَخ) لول ہونا اکتانا۔ السَّامِعَةُ (س م م) کے معنی کسی چیز کے زیادہ عرصہ تک پہننے کی وجہ سے اس سے کبیدہ خاطر یا دل برداشتہ ہو جانے کے ہیں۔ اور یہ فعلاً (کسی کام کو زیادہ عرصہ تک کرنے) اور اِنْفِعَالاً (کسی چیز سے زیادہ متاثر ہونے) دونوں طرح ہوتا ہے۔

قرآن مجید میں اور جگہ آیا ہے۔ وَ هٰذَا لَا يَسْمَعُونَ (۲۸: ۴۱) اور وہ کبھی سمجھتے ہی نہیں۔ نیز اور جگہ فرمایا۔ لَا يَسْمَعُ الْاِنْسَانُ مِنْ دُعَاۤیِ الْخَنِيْزِ (۴۱: ۲۹) انسان بھلائی کی دعائیں کرتا کرتا سمجھتا ہی نہیں۔ ایک شاعر نے کہا ہے کہ

سَمِعْتُ فَكَايِفَ الْحَيَوَةِ وَمَنْ يَعِشُ — ثَمَّائِيْنَ حَوْلَ لَا اِبَالِكَ يَسْمَعُ

میں زندگی کی خوشگوار یوں سے اکتا چکا ہوں۔ ہاں جو شخص اس کی کوہنچ جائے وہ لامحالہ اکتا ہی جائے
 = اَنْ تَكْتَبُوْهُ - اَنْ مصدر - تَكْتُبُوْا - مضارع جمع مذکر حاضر کتابۃً (باب نصر) سے مصدر
 بمعنی لکھا۔ ضمیر مفعول بہ واحد مذکر غائب جس کا مرجع الذین یا الحق یا الکتاب ہے۔
 تَكْتُبُوْا اصل میں تَكْتُبُوْنَ تھا۔ لکن اعرابی اَنْ نامہ کے آنے سے حذف ہو گیا ہے اَنْ تَكْتُبُوْهُ
 بتاویل مصدر لَا كَسَمُوْا کا مفعول ہے۔

= صَغِيْرًا اَوْ كَبِيْرًا (خواہ وہ معاملہ چھوٹا ہو یا بڑا۔ دونوں تَكْتُبُوْا کی ضمیرہ سے حال ہیں
 = اِلَى اَجَلٍ - مکہ وقت ادا کے تین کے ساتھ جو فریقین کے مابین طے پایا ہو) یہ بھی تَكْتُبُوْهُ
 کی ہ سے حال ہے۔

= ذٰلِكَ - اسم اشارہ کُذِّمَ جمع خطاب کے لئے ہے۔ یہ - یہی - اس سے معاہدہ کی
 کتابت - گواہان کا تقرر - یا سب کچھ جو اوپر مذکور ہوا - مراد ہے۔

= اَقْسَطُ - قَسَطٌ يَقْسِطُ (باب ضرب) قَسَطٌ مصدر سے افعِل التفضیل کا سیغ ہے زیادہ انصاف
 کرنے والا۔ قَسَطٌ - انصاف میں سے ہے۔ اس کے معنی ظلم کرنے کے بھی آتے ہیں اور انصاف کرنے
 کے بھی۔ یہاں اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ کے معنی اللہ کے حکم میں زیادہ انصاف والے ہوں گے قَسَطٌ يَقْسِطُ
 قَسَطًا قَسَطًا بمعنی ظلم کرنا۔ اسی معنی میں قرآن مجید میں آیا ہے وَمَا لَنَا لَقَا سِطُوْرًا مَّكَانًا لَّهٖ هَمٌّ حَظًّا
 (۱۵: ۷۲) اور جو گنہگار ہوئے وہ دوزخ کا اندھن بنے۔ لیکن جب اَقْسَطُ اَقْسَطًا لِّقَسِطِهِ وَمَقْسِطُ
 (افعال) سے آئے۔ تو اس کے معنی ہوں گے اس نے انصاف کیا۔ چنانچہ قرآن مجید میں ہے وَاَقْسِطُوا
 اِلَی اللّٰهِ يَحِبَّ الْمَقْسِطِيْنَ - (۹: ۴۹) اور انصاف سے کام لو کہ خدا انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا
 = اَخْوَمٌ - بہت درست رکھنے والا۔ زیادہ درست۔ زیادہ سیدھا۔ قِيَامٌ مصدر باب نصر بمعنی
 راست ہونا۔ افعِل التفضیل کا سیغ ہے۔

= اَذْنٰی - نزدیک تر - کم تر۔ رَذِلْ تَرَا اَذْنٰی (زیادہ دور) کے مقابل آئے تو اَذْنٰی کے معنی نزدیک تر
 ہوں گے۔ اکثر (زیادہ) کے قابل آئے تو بھئی کمتر۔ جیسے ذٰلَا اَذْنٰی مِنْ ذٰلِكَ ذٰلَا الْكُثْرَ (۵۸:
 ۷) اور نہ اس سے کم نہ زیادہ۔ اَكْبَرُ (زیادہ بڑا) کے مقابل آئے تو بھئی اَصْغَرُ (بہت چھوٹا) جیسے
 وَلَسَدَ لِقَتْمَمٍ مِنَ الْعَذَابِ الَّذِیْ ذُوْنَ الْعَذَابِ اَلْاَكْبَرُ (۲۱: ۳۲) اور ہم ان کو اقیامت
 کے (بڑے عذاب کے سوا چھوٹے (کمتر) عذاب کا بھی مزہ چکھائیں گے۔ اور خیر کے مقابل رَذِلْ تَرَا
 معنی میں جیسے اَلَّتَبْدُ لَوْنِ الَّذِیْ هُوَا اَذْنٰی بِالَّذِیْ هُوَا حَیْثُ (۶۱: ۲) تو اس (موسیٰ علیہ السلام)
 نے کہا کہ بھلا بہتر چیز چھوڑ کر ان کے بدلے ناقص (رذیل تر) چیزیں کیوں لیتے ہو۔

یہ دَانِ اور دَنِي کا اسم تفضیل ہے۔

== اَلَّذِیْ تَزَاتَبُوا۔ اَلَّذِیْ اصل میں اَنْ لَا تھا دَانِ مصدر یہ لَا نافیہ نون کالام میں ادغام کر دیا گیا۔
لَا تَزَاتَبُوا۔ مضارع منفی جمع مذکر حاضر تم شک میں نہ پڑو۔ تم شبہ میں نہ پڑو۔ اِذِیَابٌ (اِغْیَالٌ) مصدر
جس کے معنی شک کرنا اور دوسرے کو ستم سمجھنا ہے۔ کہ تم شبہ میں نہ پڑو۔

اَدْنٰی اَلَّذِیْ تَزَاتَبُوا۔ یہ دفع شبہ کے لئے سہل ترین یا قریب ترین (طریقہ) ہے ای انتوب
الی انتفاء۔ دیکھو و شکمہ۔ یعنی اس طرف تم قرعہ کی رقم اس کی شہادت اس کی میعاد کے متعلق
کسی قسم کے شک و شبہ سے بچے رہو گے۔

== اَلَّذِیْ۔ استثناء منقطع۔ یَاٰیہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِذَا نَادٰی مِنْ بَیْنِ الْاَجَلِ مَسْمٰی فَاَنْتَوُہُ
مَسْتَنٰی مِنْہُ اور اَلَّذِیْ حرف استثناء اور اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةٌ حَاضِرَةٌ تَدْبُرُوْہَا بَیْنَہُمْ
ان کے درمیان کا کلام جملہ مقررہ ہے۔

== اَنْ تَكُوْنَ۔ اَنْ مصدر یہ تَكُوْنَ مضارع منصوب بوجہ عمل اَنْ۔ اَنْ تَكُوْنَ میں ضمیر اسم ہے
ای المعاملۃ۔ (ای الا ان تَكُوْنَ المعاملۃ تِجَارَةٌ حَاضِرَةٌ۔ مگر جبکہ معاملہ دست بدست تجارت
کا ہو) تِجَارَةٌ حَاضِرَةٌ۔ موصوف و صفت مل کر خبر تَكُوْنَ کی۔ اور پس وجہ منصوب ہے) تَدْبُرُوْہَا
بَیْنَہُمْ صفت ثانی ہے تِجَارَةٌ کی۔ اور صفت اول حَاضِرَةٌ ہے

== تَدْبُرُوْہَا تَدْبُرُوْنَ۔ جمع مذکر حاضر۔ تم پھرتے ہو۔ اِدَارَةٌ (باب افعال) مصدر یعنی گھمانا
چکر دینا۔ پھرانا۔ ہا ضمیر مفعول و امد موش غائب جس کو تم آپس میں پھرتے پھرتے ہو۔ مراد یہاں ہاتھوں
ہاتھ لین دین ہے۔

== جُنَاحٌ۔ گناہ۔ مضائقہ۔ حرج۔ جُنَاحٌ جُنُوْحٌ سے ماخوذ ہے جس کے معنی ایک طرف مائل ہونے
کے ہیں۔ اس لئے وہ گناہ جو انسان کو حق سے مائل کرنے اور دوسری طرف جھکائے جُنَاحٌ سے
موسوم ہوا۔ اور پھر ہر گناہ کے لئے اس کا استعمال ہونے لگا۔

== اَلَّذِیْ تَلْتَبِوْہَا۔ اَلَّذِیْ مرکب ہے اَنْ مصدر یہ اور لَا نافیہ سے۔ لَا تَلْتَبِوْہَا مضارع منصوب
بوجہ عمل اَنْ جمع مذکر حاضر۔ ہا ضمیر مفعول و امد موش غائب جس کا مرجع تِجَارَةٌ ہے (مراد
معادہ تجارت ہے) مطلب یہ کہ اگر تجارت حاضرہ ہے۔ دست بدست لین دین اور نقد بہ نقد
ہے تو اس صورت میں معاہدہ تجارت نہ لکھنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

== وَ اَشْہَدُہَا ذَاتَا لَیْعٰنٍ۔ اور جب آپس میں خرید و فروخت کرتے ہو تو گواہ بنالیا کرو۔ جمہور کے
نزدیک یہ امر استجابی ہے یعنی بہتر ہے کہ گواہ بنالیا کرو۔ گواہ بنانے اور اس میں رعایت کا ذکر اوپر

بیان ہو چکا۔ یہ عام خرید و فروخت کے متعلق ارشاد ہوا ہے۔ فروخت نقد قیمت پر ہو یا ادھار
اشہد ذاً۔ امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر اِشْهَادُ (افعال) مصدر۔ گواہ کر لیا کرو، گواہ کرو۔

== بَيَّعْتُمْ۔ ماضی جمع مذکر حاضر۔ بَيَّعْتُ (تَفَاعُلٌ) مصدر جس کے معنی باہمی خرید و فروخت کرنے کے ہیں۔ بَيَّعْتُمْ باہمی خرید و فروخت کرو۔

== لَا يُضَارُّ۔ فعل نہی مجہول واحد مذکر غائب۔ ضَرًّا مُضَارَّةً (مفاعلة) تکلیف زدہی جائے
دکھ نہ پہنچایا جائے۔ ضرر مادہ۔

== شَهِدْتُ۔ شاید۔ گواہ۔ کسی چیز کے مشاہدہ کرنے والے کو بھی شہید کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ
میں سے ہے شہید وہ ذات ہے جس کے علم سے کوئی چیز غائب نہ ہو۔ اور شرع میں شہید وہ شخص
ہے جو اللہ کی راہ میں قتل کیا گیا ہو۔

== وَانْ تَفْعَلُوا جملہ شرطیہ ہے۔ اِیْ وَانْ تَفْعَلُوا الضَّرَارَ اِذَا نَهَيْتُمْ عَنْهُ اگر تم کاتب یا گواہ کو تکلیف
پہنچاؤ گے یا جس بات سے تمہیں منع کیا گیا ہے اسے کرو گے۔

== فَاتَّهَ فُسُوقٌ بِكُمْ۔ ن جواب شرط کے لئے اِیْ ذَلِکَ الْفَعْلُ۔ فُسُوقٌ۔ (باب نصب مصدر
نافرمانی کرنا۔ گنہ کرنا۔ جواب شرط۔ تو یہ فعل تمہارے لئے گناہ کی بات ہے۔

وَ اتَّقُوا اللَّهَ۔ اور اللہ سے ڈرتے رہو۔ بابت ان امور کے جن کے کرنے کا اس نے حکم دیا ہے
اور جن سے اس نے منع کیا ہے۔ اِیْ فِيمَا مَوْكِدَ بِهِ وَنَهَاكُمْ عَنْهُ۔

== وَ يَعْلَمُکُمُ اللَّهُ۔ اور اللہ تمہیں احکام بتاتا ہے جن میں تمہاری مصلحت ہے۔

وَ اللَّهُ بِکُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ۔ اور اللہ ہر چیز سے بخوبی واقف ہے۔

صاحب تفسیر مظہری فرماتے ہیں۔

» لفظ اللہ کو تین بار تین جملوں میں ذکر کیا۔ کیونکہ ہر جملہ اپنا خاص مقصد رکھتا ہے۔ پہلے جملہ میں ترغیب تقویٰ
ہے۔ دوسرے جملہ میں وعدۃ النعم ہے اور تیسرے جملہ میں اللہ کی عظمت شان کا اظہار ہے۔

۲: ۲۸۳ = وَانْ کُنْتُمْ عَلٰی سَفَرٍ وَلَمْ تَجِدُوا کَاتِبًا۔ اِنْ شرطیہ ہے اِنْ کُنْتُمْ عَلٰی سَفَرٍ۔
جملہ شرط ہے۔ وَاِذَا عَاظَنُہٗ اور جملہ کہ تَجِدُوا کَاتِبًا معطوف ہے جس کا عطفت فعل شرط پر ہے (اور
اگر تم سفر میں ہو اور تمہیں کوئی لکھنے والا نہ ملے)

== قَرَضَ مِنْ مَّقْبُوضَةٍ۔ موصوف و صفت ل کر مفعول مالم لیم فاعل فعل ممدوف کا اِیْ قَرَضَ
مِنْ مَّقْبُوضَةٍ (تو گروی کے طور پر کوئی چیز قرض میں لی جائے یعنی قرض لینے والا قرض دینے والے
کو کوئی چیز بطور ہن دیوے) یہ جملہ جواب شرط ہے۔

= فَإِنْ آمَنَ بَعْضُكُمْ بِبَعْضٍ - جملہ شرط ہے آمِن ماضی واحد مذکر غائب آمِنُ اَمَانَةٌ - امانت۔ مصدر میں اور ان سب کے معنی کبھی حالت امن کے آتے ہیں اور کبھی اس چیز کو کہا جاتا ہے جو کسی کے پاس بطور امانت رکھی جائے۔ قرآن مجید میں ہے وَتَخُونُوا أَمَانَاتِكُمْ (۲۴: ۸) یعنی وہ چیزیں جن پر تم امین مقرر کئے گئے ہو ان میں خیانت نہ کرو۔

آمِنٌ يَأْمَنُ (باب سَمِعَ) آمِنٌ وَاَمَانَةٌ کسی کو امین بنانا (امانت دار بنانا) کسی پر اعتبار کرنا ترجمہ اگر تم میں سے کوئی کسی دوسرے کو امانت دار بنائے یعنی اس کے پاس کوئی چیز بطور امانت رکھے۔

= فَلْيُؤَدِّ الَّذِي تَرْتَوِي لِرَبِّهِ - جواب شرط کے لئے۔ لِيُؤَدِّ فعل امر واحد مذکر غائب تَأْدِيَةٌ (تفعیل) مصدر۔ پس چاہئے کہ وہ ادا کرے۔ اَدَّى يَأْدِي (باب ضَرَبَ) اَدَّى اور اَدَّى يُوَدِّي تَأْدِيَةٌ (تفعیل) ادا کرنا۔ ادى مادہ

= اَوْثِنَ - ماضی مجہول واحد مذکر غائب اِثْمَنَ (اِفْتَعَلَ) مصدر جس پر اعتبار کیا گیا ہو۔ جس کو امانت دار بنایا گیا ہو۔ جس کو امین بنایا گیا ہو۔ اَمَانَتُهُ جو چیز اس کی امانت میں رکھی گئی ہو فَلْيُؤَدِّ الَّذِي اَوْثِنَ اَمَانَتَهُ - جواب شرط

= وَلْيَتَّقِ اللَّهَ رَبَّهُ - قَاوُ عَاظُهُ لِيَتَّقِ - امر کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ لَامِ لَامِ امر۔ يَتَّقِ اصل میں يَتَّقِي مَقَا۔ بوجہ لام امری کو ساقط کر دیا گیا اِتَّقَاءُ (اِفْتَعَلَ) وقی مادہ۔ اور چاہئے کہ وہ ڈرتا ہے اللہ سے جو اس کا رب ہے۔

= لَا تَلْكُمُوهَا - فعل نہی جمع مذکر حاضر۔ كَتَمْتُ كِتْمَانٌ مصدر رباب نصر یعنی چھپانا پوشیدہ رکھنا۔ تم مت چھپاؤ۔

= وَمَنْ يَكْتُمْهَا - مَنْ شرطیہ۔ يَكْتُمُ مضارع مجزوم واحد مذکر غائب۔ كَتَمْتُ (باب نَصَرَ) مصدر۔ حاکم ضمیر مفعول واحد مؤنث غائب جس کا مرجع الشہادۃ ہے اور جو شخص اسے چھپایا جملہ شرط ہے۔

= فَإِنَّهُ اِثْمٌ قَلْبُهُ - فَإِنَّهُ میں ضمیر واحد مذکر غائب کا مرجع مَنْ ہے اِثْمٌ اسم فاعل کا صیغہ واحد مذکر ہے۔ اِثْمٌ (باب سَمِعَ) مصدر سے۔ گناہ کرنے والا گنہگار۔ قَلْبُهُ مضاف مضاف الیہ۔ ضمیر واحد مذکر غائب مَنْ کے لئے ہے۔ اِثْمٌ خبر مقدم اور قَلْبُهُ مبتدا مؤخر ہے اور پورا جملہ اِنْ کی خبر ہے۔ فَإِنَّهُ اِثْمٌ قَلْبُهُ۔ جملہ جواب شرط ہے ترجمہ۔ اور جو شخص اس کو (یعنی شہادت کو) چھپاتا ہے تو اس کا دل یقیناً گنہگار ہے۔

گئی ہے الرَّسُولُ اور الْمُؤْمِنُونَ دونوں کے مجموعہ کی طرف راجع ہوگی یا الْمُؤْمِنُونَ مبتدا ہے اس وقت ضمیر مضاف الیہ صرف الْمُؤْمِنُونَ کی طرف راجع ہوگی اور کُلُّ اپنی خبر کے ساتھ مل کر الْمُؤْمِنُونَ کی خبر ہوگی اس صورت میں اَمَنْ کا فاعل تنہا الرَّسُولُ ہوگا۔

عظمتِ شانِ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی وجہ سے اَمَنْ کی نسبت صرف الرَّسُولُ کی طرف کی گئی ہے۔ یا اس وجہ سے تنہا ایمان رسول کا ذکر کیا گیا ہے کہ رسول کا ایمان مشاہدہ اور معائنہ کے ساتھ تھا اور دوسرے لوگوں کا ایمان نظری اور استدلال تھا۔

بظاہر ط کا وقف الْمُؤْمِنُونَ کے فوراً بعد یہ بتا رہا ہے کہ الْمُؤْمِنُونَ کا عطف الرسول پر ہی ہے اور یہ اگلے جملہ کا مبتدا نہیں ہے۔

= کَتَبَہُمْ۔ مضاف مضاف الیہ۔ اس ل طرف سے یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے، اتاری ہوئی کتابیں صحیفہ۔ ہدایتیں۔ نوشتے وغیرہ۔

= لَا تَفَرِّقُوا۔ ای ویقولون لا تفرقوا۔ الخ لا تَفَرِّقُوا مضارع منفی کا صیغہ جمع متکلم۔ تَفَرِّقُوا (تَفَرَّقُوا) مصدر۔ فرق مادہ۔ ہم تفریق نہیں کرتے ہیں (اگر کسی پیغمبر کو سچا اور کسی کو جھوٹا کہیں بلکہ سب کو سچا کہتے ہیں)

= بَيْنَ اَحَدٍ قَوْمٍ رُسُلًا۔ اَحَدٌ ہاں جمع کے معنی میں آیا ہے اسی لئے اس پر بَيْنَ داخل ہوا۔ کیونکہ بَيْنَ ایسے اسم پر داخل ہوتا ہے جو کثرت پر دلالت کرتا ہو۔ ہم بَيْنَ قَوْمٍ کہیں گے بَيْنَ زَيْنٍ نہیں کہیں گے۔

= وَقَالُوا۔ اس کا عطف اَمَنْ پر ہے یعنی سب ایمان رکھتے ہیں اور کہتے ہیں.....

= سَمِعْنَا۔ ماضی جمع متکلم سَمِعَ (باب سَمِعَ) مصدر سے۔ ہم نے سنا۔ ہم نے سہجی۔

= وَاطَعْنَا۔ وَاْطَعْنَا۔ اطعنا ماضی جمع متکلم۔ ہم نے حکم مانا۔ ہم نے اطاعت کی۔ اِطَاعَةً (باب افعال) مصدر۔

= غُفِرَ اَنكَ رَبَّنَا۔ اس سے قبل نُسُكٌ محذوف ہے، ہم تجھ سے سوال کرتے ہیں، ہم تجھ سے مانگتے مانگتے ہیں۔ غُفِرَ اَنكَ مضاف مضاف الیہ۔ غُفِرَ اَنَ (باب ضَرَبَ) مصدر۔ تیری بخشش۔ اے ہمارے رب، ہم تجھ سے تیری بخشش مانگتے ہیں

غُفِرَ اَنَ بوجہ فعل محذوف کے مفعول ہونے کے منصوب ہے۔

= اَلْمَغِيرَ۔ اسم ظرف مکان و مصدر۔ صَيَّرَ مادہ۔ لوٹنے کی جگہ۔ ٹھکانہ۔ قرار گاہ۔ لوٹ کر آنا۔

حاضر ہونا۔ مائل ہونا۔ آیتہ نما میں بطور مصدر استعمال ہوا ہے اور بطور مصدر ہی قرآن مجید میں اور جگہ

ایسا ہوتا تھا نَحْنُ نُحْيِیْ وَنَمِیْتُ وَآلِیْنَا الْمَصِیْرُ (۵۰: ۲۳) تحقیق ہم ہی زندہ کرتے ہیں اور ہم ہی مالتے ہیں اور ہمارے ہی پاس لوٹ کر آنا ہے۔

بلور اسم ظرف مکان قرآن مجید میں ہے حَبِیْبُهُمْ جَعْتُمْ یَصْلَوْنَہَا وَیُنْسِی الْمَصِیْرُ (۵۸: ۸) اے پیغمبران کو درخ (ای کی سزا) کافی ہے یہ اس میں داخل ہوں گے۔ سو وہ بُرا ٹھکانا ہے۔ اور وَلِلَّذِیْنَ کَفَرُوا بِرَبِّہِمْ عَذَابٌ جَعْتُمْ وَیُنْسِی الْمَصِیْرُ (۶۵: ۶) اور جن لوگوں نے اپنے پروردگار سے انکار کیا ان کے لئے جہنم کا عذاب ہے اور وہ بُرا ٹھکانہ ہے۔

(۲۸۶: ۲) لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اَلَّذِیْ سَعَتْہَا۔ جملہ مستانفہ ہے لَا یُکَلِّفُ۔ مضارع منفی واہ مذکر غائب تَکْلِیْفٌ (تَفْعِیْلٌ) مصدر۔ اللہ تکلیف نہیں دیتا نَفْسًا۔ اسم مفعول واحد نوث منکو کسی جان کو۔ کسی شخص کو۔ اَلَّذِیْ سَعَتْہَا وَسَعَتْہَا۔ مضاف مضاف الیہ۔ وَسَعَتْ۔ طاقت سمائی۔ قدرت ہا ضمیر واحد نوث غائب جو نفس کی طرف راجع ہے۔ اللہ کسی شخص کو تکلیف نہیں دیتا (ضمہ وار نہیں بناتا) مگر اس کی بساط کے مطابق۔

== لَعَنَ مَا کَسَبَتْ وَعَلٰیہَا مَا اَلْکَسَبَتْ۔ لَعَنَ میں ہا ضمیر واحد نوث غائب جو نفس کی طرف راجع ہے جو (اچھی) کمائی اس نے کی (اس کا فائدہ) اسی کو ملیگا اور جو (برائی) اس نے کی (اس کا بوجھ) اسی پر ہوگا۔

فائدہ ۴۔ یہاں خیر کے لئے کسب کا لفظ اور شر کے لئے اکتساب کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ سو جاننا چاہئے کہ اکتساب افعال کے وزن پر ہے اور اس میں کوشش اور طلب کا مفہوم پایا جاتا ہے گویا نیکی کا بدلہ تو بہر حال ملیگا خواہ اس کی تحصیل میں کوشش صرف کی گئی ہو یا نہیں۔ لیکن بدی کی پاداش صرف اس صورت میں ملے گی جب اس کی تحصیل میں طلب اور کوشش شامل ہو۔

== رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا..... الخ اس عبارت کا عطف قَالُوا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا الخ (آیت ۲۱۵) پر ہے یا اس سے قبل فعل قَوْلُوا مقدر ہے اور تقدیر کلام یوں ہے۔ قَوْلُوا رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا..... الخ اللہ تعالیٰ نہایت کرم نوازی سے اپنے بندوں کو تعلیم دیتا ہے کہ مجھ سے یوں دعا کیا کرو۔ مجھ سے یوں مانگا کرو تاکہ میں تمہیں تمہاری لغزشوں اور خامیوں سے دگر گذرتے ہوئے تمہاری توقعات سے بڑھ کر عطا کروں۔

== لَا تُؤَاخِذْنَا۔ فعل ہی واحد مذکر ماضی مَوْأَخِذًا (مُفَاعَلَةٌ) مصدر جس کے معنی گناہ پر پکڑنے اور گرفت کرنے کے ہیں نا ضمیر مفعول جمع حکم تو ہمارا عموماً فائدہ دفرما۔ تو ہمیں نہ بچڑ۔

== اِنْ لَّمِیْنَا۔ اِنْ شرطیہ ہے لَمِیْنَا فعل ماضی جمع محکم (باب سمع) مصدر۔ اگر ہم معمول جائیں

== اَوْ اَخْطَاْنَا۔ اَوْ حرف عطف ہے یا کے معنی دیتا ہے اَخْطَاْنَا ماضی جمع متکلم اِخْطَاءُ (اَفْعَالُ) مصدر یا ہم بھول جائیں یا چوک جائیں۔

== لَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا۔ لَا تَحْمِلْ فعل نہیں واحد مذکر حاضر۔ حَمَلٌ (باب ضوب) مصدر۔ تو ہم پر بوجھ نہ ڈال۔

== اِضْرًا۔ بھاری بوجھ۔ اصل میں اِضْرُ کے معنی اس بوجھ کے ہیں جو اپنے اٹھانے والے کو چلنے سے روک دے۔ یہاں مراد تکلیف شاقہ اور سخت اور دشوار امور سے ہے۔ اِضْرًا اس عہد نوکد کو بھی کہتے ہیں جو خلاف ورزی کرنے والے کو ثواب اور خیرات سے روک دے جیسے قرآن مجید میں ہے، اَوْ اَضْرَوْا ثُمَّ دَاخَذُوْهُ عَلٰی ذٰلِكَ اِضْرٰی (۸۱: ۳) مہلاتم نے اقرار کیا اور اس پر میرا پختہ عہد لیا۔

== لَا تَحْمِلْنَا۔ فعل نہیں واحد مذکر حاضر تَحْمِلُ (اَفْعَالُ) ناصمیر متکلم مفعول۔ تو ہم پر بار نہ ڈال۔ تو ہم پر بوجھ نہ ڈال۔ تو ہم سے نہ اٹھاؤ۔

== مَا لَاطَاقَدَ لَنَا بِد۔ مَا۔ موصولہ ہے اور اگلا جملہ اس کا صلہ۔ لَا نفی جنس کا ہے اور اس کے عمل سے طَاقَدَ مبنی برفتحہ۔ یہ میں ہ ضمیر واحد مذکر غائب حمل کی طرف راجع ہے لَا تَحْمِلْنَا ای لَا تَحْمِلْنَا بِحَمَل۔

== وَاَعْفُ عَنَّا۔ وَاَوْ عَاطَف۔ اَعْفُ امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر عَفْوٌ (باب نصر) مصدر عَفَا۔ يَعْفُو عَفْوًا اس کا استعمال جب کسی کے جرم کو معاف کرنے کے لئے ہوتا ہے تو اس کا تعدیہ پذیر ہو جاتا ہے (اے پروردگار ہمارے) تو ہمارے گناہ بخش دے۔ ہمارے جرم معاف کر دے۔ ہمارے گناہ مٹا دے۔ ہمیں معاف کر دے۔

عَفْوٌ کے معنی بچے ہوئے مال کے بھی ہیں۔ مثلاً قرآن مجید میں ہے يَسْأَلُونَكَ مَاذَا يُنفِقُونَ قُلِ الْغَفْوُ (۲: ۲۱۹) اور تجھ سے پوچھتے ہیں کہ کیا خرچ کریں کہہ دیجئے جو بچے اپنے خرچ سے۔ یعنی وہ خرچ کرو جو اپنے عیال کے نفقہ سے بچ رہے۔

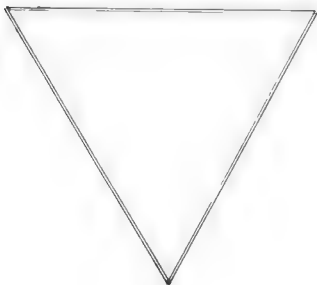
عَفْوٌ مصدر (باب نصر) بمعنی زیادہ ہونے کے بھی ہیں مثلاً جو چیز زیادہ اور گہنی ہو جاتی ہے تو بولتے ہیں عفا الشيء۔ قرآن مجید میں ہے ثُمَّ بَدَلْنَا مَكَانَ السَّيِّئَةِ الْحَسَّةَ حَتَّىٰ عَفَوْا (۹۵: ۷) پھر ہم نے تکلیف کو آسودگی سے بدل دیا یہاں تک کہ وہ (مال و اولاد میں) زیادہ ہو گئے۔ یہاں عَفَوْا بمعنی کُتِرُوا آیا ہے۔

== وَاسْفِرْنَا۔ وَاَوْ عَاطَف۔ اَمْرُکَ صیغہ واحد مذکر حاضر۔ عَفْوٌ (باب ضرب) سے مصدر

تو بخش دے۔ تو معاف کر دے۔ اصل میں غَفَرَ ایسے لباس پہننا دینے کو کہتے ہیں جو ہر قسم کی گندلی اور میل سے محفوظ رکھے۔ مغفرتِ الہی کا یہ مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ بندے کو عذاب سے محفوظ رکھے۔ اسی اعتبار سے غفر کا استعمال معاف کرنے اور بخش دینے کے معنی میں ہوتا ہے۔ مَغْفُورٌ ڈھال کو کہتے ہیں کیونکہ وہ بھی دشمن کے وار سے بچاتی ہے۔

== وَارْحَمْنَا - وَارْحَمْنَا - اَرْحَمَ اَمْرًا صِفًا وَاحِدَةً كَرَحْمَةٍ - رَحْمَةً (بارِ سَمْع) مصدر - مَا

ضمیر مفعول جن متکلم اور اے ہمارے پروردگار، تو ہم پر رحم کر
== مَوْلَانَا - مضاف مضاف الیہ - ہمارا مولیٰ - کارساز - مددگار



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

سُورَةُ آلِ عِمْرَانَ

(۳-۲) الْحَيُّ - اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنی میں ہے حَیًّا سے صفت مشبہ کا صیغہ ہے
 الْفَيُّوْهُ قَائِمٌ بِالذَّاتِ برتنے کو قائم رکھنے والا۔ دیکھو ۲: ۲۵۵
 (۳: ۳) = اَلْكَتٰبُ - الْقُرْآنُ، بِالْحَقِّ - حق کے ساتھ۔ ماہبِ مِیَارِ الْقُرْآن لکھتے ہیں کہ:
 حق کا جو مفہوم علامہ راغب اصفہانی نے بیان کیا ہے وہ بہت جامع اور لطیف ہے۔
 لکھتے ہیں الحق للفعْل والقَوْل: الواقع بحسب ما یجب، وقد رما یجب وفي
 الوقت الذی یجب۔ یعنی کوئی قول اور فعل اس وقت حق کہتا ہے جبکہ وہ اس طرح پایا جائے
 جیسے چاہئے اس انداز سے پایا جائے جتنا مناسب اور موزوں ہو اور اس وقت پایا جائے جب کہ اس
 کی ضرورت ہو۔

قرآن کو بالحق کی صفت کے ساتھ متصف کر کے اللہ تعالیٰ نے اس حقیقت کو واضح
 فرمادیا کہ قرآن آیا اور ایسی آن بان سے آیا جو اس کی شایانِ شان تھی۔ اور ایسے دلائل و براہین کے مزین
 ہو کر آیا جن کو عقل سلیم ماننے پر مجبور تھی۔ اور عین اس وقت آیا جب کہ ہر طرف گھسپ اندھیرا چھا
 چکا تھا۔ اور انسانیت کا کاروان دشت حیرت و ضلالت میں بھٹک رہا تھا اور اس وقت
 کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لئے آیا۔ جب عقل انسانی اپنی طفولیت کی حد عبور کر کے فکر و نظر کی
 وادی میں قدم رکھ چکی تھی۔ اور انسان کے حواس کو مرعوب کرنے والے معجزات سے کہیں زیادہ عقل
 و خرد کو مطمئن کرنے والی آیاتِ بینات کی ضرورت تھی۔

سبحان اللہ کیا اہماز ہے بالحق کے ایک لفظ میں معانی کا سمندر کوڑے میں بند

کر کے رکھ دیا ہے۔

۳: ۳ = اَلْقُرْآنُ - حَقٌّ سے ہے لیکن وسیع المعانی ہے۔ حق و باطل میں فرق کرنا والا۔
 یہاں الفرقان کے متعلق علماء سے مختلف اقوال منقول ہیں۔ قتادہ اور ریح بن النسنس نے قرآن کیا

امام رازی کے نزدیک وہ معجزات مراد ہیں جن سے حق و باطل میں تمیز ہوتی ہے۔
 بعض کے نزدیک وہ دلائل ہیں جو حق و باطل کے درمیان فرق کرتے ہیں بعض متاخرین نے
 اس سے عقل مراد لی ہے۔ امام ابن جریر طبری نے کہا ہے کہ ان کے نزدیک بہترین قول یہ ہے کہ وہ
 الفصل بین الحق والباطل یعنی حق و باطل میں تمیز کرنے والی قوت کو فرقان کہا جاتا ہے۔ روح
 المعانی میں ہے الْفُرْقَانُ اِنَّهُ الْقُرْآنُ فَرَّقَ بِهِ بَيْنَ الْحَقِّ وَالْبَاطِلِ فَاحْلُ فِيهِ حَلَالَهُ وَ
 حَرَمَ حُرَامَهُ وَشَرَعَ شَرَائِعَهُ وَحَدَّ حُدُودَهُ وَفَرَّقَ الْحَدِيثَ وَبَيَّنَّ بَيَانَهُ وَامْرَاطَهُ
 وَنَهَى عَنْ مَعْصِيَتِهِ وَذَكَرَ بِهَذَا الْعُنْوَانِ بَعْدَ ذِكْرِهُ بِاسْمِ الْجَنَسِ لِعَظِيمِ الشَّانِ
 وَدَفْعًا لِمَكَانِهِ۔

اس نمبر کی حیثیت سے ذکر کرنے کے بعد اس عنوان (الفرقان) سے قرآن کو دوبارہ اس کی تعظیم شان اور
 رفیع مکان کے لئے ذکر کیا گیا ہے

== عَزَّوَجَلَّ۔ اللہ تعالیٰ کے اسم حسنی میں سے ہے۔ غالب زبردست۔ قوی۔ گرامی قدر۔ عزت سے
 قِیْلُ کے وزن پر مبالغہ کا صیغہ ہے۔

== ذُو انْفِقَام۔ صاحب انتقام۔ جو انتقام پر قادر ہو۔ انتقام۔ سزا دینا۔ بدلہ لینا۔ مہر پانا۔ مہر دینا۔
 مصدر ہے نَفَقَ سے جس کا معنی کسی شے کو برباد سمجھنا۔ کہیں زبان کے ساتھ عیب لگانے اور کہیں عقوبت
 (سزا دینا) کے لئے بولا جاتا ہے (اللہ تعالیٰ کے اسم حسنی میں سے ہے)

۳: ۴۔ اَلْحَكِيمُ۔ حکمت والا۔ موزن فیصل صفت کا صغیر ہے اللہ تعالیٰ کے اسم حسنی میں سے ہے

۳: ۵۔ مُحْكَمَتٌ۔ اسم مفعول جمع مؤنث۔ مُحْكَمَةٌ۔ مفرد احکام۔ مصدر (افعال) پنجتہ۔ درست
 جن کے معانی اور الفاظ میں اجمال اور اشتباہ نہ ہو۔ لفظ اپنے معانی پر واضح دلالت کرتا ہو اور غیر مراد کا احتمال نہ ہو

== اٰخِرٌ۔ اٰخِرِی کی جمع جو اٰخِر کی تائید ہے

== مُتَشَابِهَةٌ۔ اسم فاعل جمع مؤنث۔ مُتَشَابِهَةٌ مفرد۔ قرآن حکیم میں مشابہت سے کیا مراد ہے
 اس کے معنی کی تشریح علماء نے مختلف طور پر کی ہے عام فقہانے لکھا ہے کہ اگر کسی امر کا علم نہ ہو سکے تو
 وہ مشابہ ہے۔

== نوٹ۔ تفسیر بیان القرآن میں حضرت حکیم لامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک جامع رسالہ موسوم
 برسالۃ استواء بما يتعلق بالمشابہ تحریر فرمایا ہے جو از مد مفید ہے اور آل عمران کی تفسیر میں ماحشہ پر مندرج ہے

== ذَلِیْعٌ۔ کبھی۔ حق سے روگردانی۔ ذَاغٌ یَذِیْعُ کا مصدر ہے

== اِیْتِنَاءٌ۔ چاہنا۔ تلاش کرنا۔ مصدر ہے۔ یَعْنِی سے۔ باب افتعال۔ یعنی کے اصل معنی کسی چیز کی طلب

میں درمیانہ روی کی حد سے تجاوز کی خواہش کرنا کے میں خواہ وہ تجاوز کر سکے یا نہ کر سکے۔ یعنی دو قسم پر ہے
(۱) محمود یعنی عدل و انصاف کی حد سے آگے نکل کر مرتبہ احسان حاصل کرنا۔ فرض کی حد سے تجاوز کر کے نوافل
بجالانا۔ (۲) مذموم یعنی حق سے تجاوز کر کے باطل یا شبہات میں واقع ہونا۔ زنا کو بھی یعنی کہتے ہیں کہ اس
میں حدود و عفت سے تجاوز کے معنی پائے جاتے ہیں۔

== تَادِيلٌ۔ اَدْلُ سے بروزن تَغْيِيلٌ مصدر ہے جس کے معنی اصل کی دفٹ لوٹنے کے ہیں اسی لئے مرجع
اور بجائے بازگشت کو مَوْدِلٌ کہتے ہیں۔ کسی نئے کو ذرا وہ غشی طرہ ہو یا فعل اس کی اصل مراد کی طرف لوٹانے کا نام تَدْوِل
ہے۔ علم کی مثال وَمَا يَكُنْ تَادِيْلُكَ اِلَّا اللّٰهُ۔ (اور اس کی تادیل سوائے خدا کے کوئی نہیں جانتا) اور فعل کی مثال
هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا تَادِيْلَكَ۔ (۵۳: ۶) اب کیا یہ لوگ اس کے سوا کسی اور بات کے منتظر ہیں کہ وہ
انجام سامنے آجائے۔ الخ۔

تادیل۔ تفسیر۔ تشریح۔ تعبیر۔ کل بیٹنی۔ بیان۔ حقیقت۔ ٹھیک پڑنا۔ انجام کار قیامت جیسے کہ
(۵۳: ۶) میں اس معنی میں آیا ہے۔

== آتِیْہِذَیْنِ اللّٰہِ بِرُؤْفٍ ہِیْہُ وَالرَّاسِخُوْنَ سے نیا جملہ شروع ہوتا ہے۔

۸: ۲۔ لَا تُزِغْ۔ دیکھو ذِیْمٌ آیتہ مندر بہ بالا (۳: ۷) فعل ہی۔ واحد مذکر حاضر۔ تو کج نہ کر تو نہ ہم
== هَبْ۔ واحد مذکر حاضر۔ ام۔ وَهَبْتُ۔ هَبْتُ مصدر۔ باب فتح۔ تو عطا کر۔ تو بخشش کر۔
وَهَبْتُ۔ مبالغہ کا معنی ہے بہت عطا کرنے والا۔ بہت زیادہ بخشش کرنا والا۔ اس سے قبل اِنَّ اللّٰہَ
لَکَ اَوْرَ اَنْتَ کُوْلَاکَ اللّٰہِ تَعَالٰی کی صفت رہبر میں سخت تاکید پیدا کی گئی ہے۔ مطلب یہ ہوگا: یقیناً وہاں
تو تو ہی ہے۔

۹: ۳۔ اَلْبَیْقَاذِ۔ وعدہ۔ طرف زبان بھی بنے وقت وعدہ۔

۱۰: ۳۔ لَنْ تُغْنِیَ عَنْهُمْ۔ نفی تاکید میں۔ منسارع واحد مؤنث غائب الغنی۔ تو لگزی۔ بے
نیازی۔ غنی۔ مالدار۔ بے نیاز۔ اِنِّیْ سَنَنْدُکُمْ شَیْئًا۔ اس کو کسی حد تک بے نیاز کر دینا۔ هٰذَا مَا یَغْنِیْ
عَنْکَ شَیْئًا یہ تمہارے کسی کام نہ آئیگی۔ تمہارے لئے کسی فائدہ کی نہ ہوگی۔ تمہیں کوئی فائدہ نہ دے گی۔
مَا اِنِّیْ عَنْدُ مَا لَہُ (۱۱-۱۲) اس کا مال اس کے کام نہ آیا۔ لَنْ تُغْنِیَ عَنْهُمْ اَمْوَالُہُمْ وَلَا اَوْلَادُہُمْ
مِّنْ اللّٰہِ شَیْئًا۔ ان کا مال اور ان کی اولاد ان کو اللہ کی جانب سے کسی حد تک بھی بے نیاز نہ کر سکیں گی
یعنی ان کو اللہ کے عذاب سے نہ بچا سکیں گے۔

== وَذُرُّ۔ وَحْدٌ یَّوْمُ (صُرْتُ) (آگ کا بھڑکنہ) ہے۔ ایندھن۔ نیز وقادٌ دَرَقِیْدٌ۔

یعنی ایندھن۔

۱۱:۳ = كَذَّابٌ - ك حرف تشدید یا تثنیل - ذَا بٌ کے معنی مسلسل چلنے کے ہیں مسلسل روش - مادۂ مستمرہ - ایسی عادت جس پر ہمیشہ عمل ہوتا ہے۔

= كَذَّابٌ اِلٰی فِرْعَوْنَ میں اگر اس کو نیاطلہ تصور کیا جائے تو اس صورت میں ذَا بٌ ممدوف تصور ہوگا۔ اور اس کا مطلب یہ ہوگا کہ آیتہ ماقبل میں جن کفار کا ذکر ہوا ہے ان کا طریقہ بھی وہی تھا جو کہ آل فرعون کا اور ان سے پہلے لوگوں کا تھا۔

دوسری صورت یہ ہو سکتی ہے کہ اس کا تعلق آیہ سابقہ میں مذکور کفار کے مال و اولاد سے ہے اور عبارت کچھ یوں ہوگی لَنْ تَنفَعَنِي عَنْهُمْ اَمْوَالُهُمْ وَاولَادُهُمْ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا كَذَّابٌ اِلٰی فِرْعَوْنَ یعنی جس طرح آل فرعون کو اس کا مال اور اس کی اولاد اللہ کے عذاب سے نہ بچا سکی ان (کفار) کو بھی ان کا مال اور ان کی اولاد اللہ کے عذاب سے نہ بچا سکیں گے

ایک تیسری صورت یہ بھی ہو سکتی ہے کہ اس کا تعلق وَقَدْ اَلْتَارَ سے ہے اور عبارت کچھ اس طرح ہے۔ اُولَئِكَ هُمُ الَّذِيْنَ كَذَّبُوا اِلٰی فِرْعَوْنَ یعنی آل فرعون کی طرح یہی جہنم کی آگ کا ایندھن ہونگے جبور عمار نے سب سے پہلی صورت کو اختیار کیا ہے

= عِقَابٌ - مار - سزا - ایذا - عذاب - عقوبت - سزا دینا - عَاقِبَ يَ عَاقِبُ کا مصدر ہے عَقَابٌ عَقُوْبَةً عَاقِبَةٌ عذاب کے لئے مخصوص ہیں۔ عتاب کے اصل معنی پیچھے بولنے کے ہیں (جیسے تعاقب چھپا کرنے کو کہتے ہیں) چنانچہ بولتے ہیں عَقِبَ الثَّانِيِ الْاَوَّلَ دوسرا پہلے کے پیچھے ہوا۔ اس اعتبار سے عتاب وہ سزا ہوتی جو ارتکاب جرم کے پیچھے دی جاتی ہے لہذا اس کا ترجمہ پاداش عمل کرنا پائے۔ ۱۲:۳ = تَحْشُرُوْنَ مضارع مجہول جمع مذکر حاضر الْحَشْرُ دباب نصْر کے معنی لوگوں کو ان کے ٹھکانے سے مجبور کر کے نکال کر انی وغیرہ کی طرف لے جانے کے ہیں چنانچہ ایک روایت میں ہے کہ اَللّٰسَاءُ لَكَ يَحْشُرُوْنَ عورتوں کو جنگ کے لئے نہ نکالا جائے۔ تم جمع کئے جاؤ گے۔

= اَلْقِهَادُ اسم - بھجونا - مراد ٹھکانہ قرار گاہ۔ مَهْدٌ گہوارہ۔ زمین - مَهْدٌ جمع۔ ۱۳-۲ = يَزِدُّهُمْ مِثْلَهُمْ رَاٰی الْعَيْنِ - يَزِدُّ کی ضمیر کا مرجع فِئْتَهُ تَعَاتِلُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ بھی ہو سکتا ہے اور اُخْرٰی (کافروں کا گروہ) بھی۔ اسی طرح يَزِدُّهُمْ میں هُمْ ضمیر مسلمانوں کے لئے بھی ہو سکتی ہے اور کفار کے متعلق بھی۔ اس طرح اس فقرہ کے ترجمہ کی مندرجہ ذیل صورتیں ہو سکتی ہیں۔

- ۱۔ مسلمان کافروں کو اپنے سے دوچند دیکھ رہے تھے۔
- ۲۔ مسلمان کافروں کو ان کی اصل تعداد سے دوچند دیکھ رہے تھے۔
- ۳۔ مسلمان اپنے آپ کو کافروں سے دوچند دیکھ رہے تھے۔

۴۔ کفار مسلمانوں کو اپنے سے دوچند دیکھ رہے تھے

۵۔ کفار مسلمانوں کو ان کی تعداد سے دوچند دیکھ رہے تھے

۶۔ کافر اپنے تئیں مسلمانوں سے دوچند دیکھ رہے تھے۔

دای العین مصدر مؤکد لید و نهد۔ بادی النظر میں تعداد کا اندازہ ایک اضافی امر ہے اگر حوصلہ بلند اول میں دلولہ ہو تو مد مقابل کی تعداد اصل سے کم معلوم دیتی ہے۔ اور اس کے برعکس اگر حوصلہ پست ہوں تو دشمن کی تعداد اصل سے زیادہ دکھا دیتی ہے اس لحاظ سے معانی نمبر ۲ بعد از قیاس ہے کیونکہ مسلمان جو بخش ایمان سے پڑتے اس۔ بے ایسی حالت میں دشمنوں کی تعداد اصل سے زیادہ ہرگز معلوم نہیں دیتی بلکہ اصل سے کم نظر آتی ہے معنی ۲ بھی قرین قیاس نہیں مسلمان بخوبی جانتے تھے کہ ان کی تعداد ۳۱۳ ہے اور جبکہ کفار کی تعداد ۱۰۰۰ کے لگ بھگ تھی۔ اس لئے کسی بھی صورت میں وہ ۳۱۳ کو ۱۰۰۰ ہزار سے گنا خیال نہیں کر سکتے تھے۔ اس طرح معنی نمبر ۴ بھی بعد از قیاس ہے کہ کافر ۱۰۰۰ ہزار ہوتے ہوئے ۳۱۳ کو اپنے سے دوچند یعنی ۲۰۰۰ ہزار کیسے خیال کر سکتے تھے۔

ربے معانی نمبر ۱۔ نمبر ۵۔ نمبر ۶۔ تو فریقین میں سے ایک فریق (مسلمانوں) کے جو شش بہت وجہات اور دوسرے فریق (کفار) کے جذبہ کو مد نظر رکھتے ہوئے تینوں صورتیں ممکن ہیں۔ اس اضافی کیفیت کی تائید میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی روایت نقل کی جا سکتی ہے فرماتے ہیں فظننا انی العشرین فداینا ہ۔ لیضعفون علینا ثم نظرناہم فمدانینا ہ۔ یزیدون علینا رجلاً واحداً۔ (ہم نے مشرکین کی طرف دیکھا تو بادی النظر میں ان کو اپنے سے دو گنا دیکھا پھر دوبارہ جب (جو شش ایمانی اپنے زوروں پر آیا) ہم نے ان کو دیکھا تو ایسا پایا کہ ہر سے وہ ایک آدمی بھی نہ اند نہ تھے دوسری طرف ابو جہل کا قول ہے کہ جب کفار نے مسلمانوں کو دیکھا تو (چونکہ ابھی مد مقابل کا زور ملا حظہ ہی نہ کیا تھا) ابو جہل نے کہا ان محمد ادا صحابہ اھلۃ جزور۔ کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور اس کے ساتھی تو ادھنٹ کا ایک لقمہ ہیں۔

لیکن جب مسلمانوں کی جرات و ہمت کا مزہ چکھا تو نگاہ میں فرق آگیا۔ اور مسلمانوں کی تعداد اصل تعداد سے دو گنا دکھائی دینے لگی۔ جمہور علماء و مفسرین نے اس فقرہ کا مطلب وہی لیا ہے جو کہ نمبر ۱ پر درج ہے یعنی مسلمان کافروں کو اپنے سے دوچند دیکھ رہے تھے حالانکہ وہ نگنے سے بھی زیادہ تھے۔

یُؤْتِیْهِمْ۔ مضارع واحد مذکر غائب ماضی مصدر باب تغیل وہ قوی کرتا ہے۔

عِبْرَتًا۔ عبرت۔ نصیحت حاصل کرنا۔ دوسرے کے حال سے اپنے حال کو قیاس کرنا۔

== اُدِلِ الْاَبْصَارِ - اصحاب نظر - اصحاب عقل -

۱۴:۲ == ذَرِيتٌ - ذَرِيتٌ سے ماضی مجہول واحد مذکر غائب - وہ سنوارا گیا - مزین کیا گیا - اچھا دکھلایا گیا -

== قَنَاطِيرُ - قنطار کی جمع - ڈھیر - انبار - کثیر مال - پُل - قنطار کی لفظی ساخت ہندی کے مفہوم کو چاہتی ہے اسی لئے اونچی عمارت کو قنطرة کہتے ہیں -

== مقنطرة - ڈھیر کیا ہوا - قنطرة مصدر باب فَعْلَلَة ربائی مجرد -

== اَنفُسُومَةٍ - اسم مفعول - واحد نونث - كَسُوْمَةٌ مصدر مؤنث سے باب تفعیل نشان زدہ متناظر سِمَةٌ سُوْمَةٌ - سِمًا - علامت، نشان - سُوْمٌ کے معنی کسی چیز کی طلب میں جانا - اس مفہوم کے دو اجزاء ہیں - جانا اور طلب - کبھی صرف دوسرا جز ملحوظ ہوتا ہے جیسے يَسُوْمُوْكُمْ سُوْرَ الْعَذَابِ (۲۹:۲) تمہیں سخت تکلیفیں دینے کی تلاش میں رہتے تھے -

چرانے کو بھیجنے کے لئے بھی آتا ہے سُمْتُ (باب لَحَمٌ اَسْمَنْتُ (باب افعال) سُوْمْتُ (باب تفعیل) میں نے چرانے کے لئے بھیجا - قرآن حکیم میں ہے - شَجَرٌ فِيْهِ سُمُومٌ (۱۰:۱۶) درختوں میں تم اونٹوں کو چراتے ہو یا چرانے کے لئے بھیجتے ہو - سَائِمَةٌ - چرنے والے جانور -

== مَابٌ - مَابٌ مصدر بھی ہے اور اسم زمان و مکان بھی - لوٹا - لوٹنے کی جگہ - لوٹنے کا وقت اَدْبٌ اور اَيَابٌ مصدر ہیں - اِنَّ الْاِنْسَانَ اِذَا بُعْثَ (۸۸ - ۲۵) تحقیق ان کا لوٹنا ہماری طرف ہے ۱۵:۳ == قُلْ - اے قل یا محمد - اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان سے کہہ دیجئے - امر کا صیغہ واحد

مذکر حاضر -

== اَوْفَيْتُكُمْ - اُ - استغفار یہ نہیں بلکہ تقریر اور ثبوت کے لئے ہے اُفَيْتُ مَضَارِعَ وَاحِدٍ مِّنْكُمْ تَكْفِيَةً

(باب تفعیل) سے بمعنی خبر دینا - بتانا - کُفٌ ضمیر مفعول جمع مذکر حاضر - کیا میں تم کو بتاؤں میں تمہیں بتانا ہوں خَيْرٌ - افضل التفعیل کا صیغہ - بہتر زیادہ اچھی - عمدہ تر - ذِكْرُكُمْ سے مراد وہ چیزیں اور نعمتیں جو دنیاوی ہیں اوپر مذکور ہوئی ہیں - (وہ بہتر چیز کوئی ہے وہ یہ کہ متقیوں کے لئے ان کے رب کے ہاں جنتیں ہیں جن میں نہریں جاری ہیں -

اَزْوَاجٌ اور رِضْوَانٌ کا عطف جَنَّتِ پر ہے - اور ان کے لئے ہوں گی پاک بیبیاں اور خدا کی

خوشنودی -

۱۶:۳ == قَنَا قَنَاقًا - قَنَ واحد مذکر حاضر - امر معنوف نا ضمیر جمع مفعول - قَنَ (لَفِيفٌ مَّقْرُونٌ)

(باب ضرب) قَنَ قَنَاقَةً - قَنَ يُوْقِي - قَنَ - لَذَنَ - گردان امر یوں ہوگی - قَنَ - قَنَاقَةً - قَنَاقَةً

قِيَّاتَيْنِ۔ قِ اِصل میں اِضْرِب کے وزن پر اِذْفِی تھا۔ عمل تعلیل سے اِذْ شروع میں اور ی ساکن آخر میں گر گئی۔ قِنَا۔ ہم کو بچا۔ ہم کو محفوظ رکھ۔

۱۷:۳ = وَالْعَاقِبَتَيْنِ۔ اطاعت گذار۔ اسم فاعل جمع مذکر معرف باللام قُنُوتُ باب نَصَرَ جس کے معنی خضوع کے ساتھ اطاعت کا التزام کرنے کے ہیں۔

= الْمُنْفِقَيْنِ۔ اسم فاعل جمع مذکر۔ انْفَاقُ مصدر از اِذْفِی خرج کرنے والے۔ اَنْفَقَ يَنْفِقُ۔ باب افعال ہے۔ خرچ کرنا۔ باب معاقلہ سے اَنْفَقَ يَنْفِقُ فِي الدِّينِ مذہب میں منافقت کرنا

= اَلْمُسْتَغْفِرِينَ۔ اسم فاعل جمع مذکر اِسْتِغْفَارُ مصدر باب اِسْتَعْلٰ۔ گناہوں کی معافی مانگنے والے

= اَسْحَارِ۔ سَحَر کی جمع جس کے معنی رات کی تاریکی کے ساتھ دن کی روشنی کے ملنے کے ہیں۔

اسی لئے سحر صبح کے اول وقت کو کہتے ہیں۔ اسرار صبح کے اوقات۔

۱۸:۲ = شَهِدَ اللّٰهُ۔ اللہ تعالیٰ نے گواہی دی۔ اس صورت میں اس کا مصدر شَہَادَةٌ ہے اور اگر شَهِدُوْا سے ہو تو معنی ہوں گے اس نے پایا

= وَاللّٰكِلَآءُ اُولَآءِ الَّذِيْنَ عَلِمُوْا۔ اُولَآءِ حرف عطف ہے اور لاکہ اور اُولَآءِ الْعِلْمِ اللہ معطوف علیہ

معطوف ہمیشہ معطوف علیہ کے حکم میں ہوتا ہے پس فعل شہد کا اطلاق ان ہر دو معطوف پر بھی ہوگا یعنی اللہ گواہی دیتا ہے اور فرشتے اور اہل علم بھی گواہی دے رہے ہیں جو اللہ تعالیٰ گواہی دیتا ہے کہ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ

= قَائِمًا بِالْقِسْطِ۔ هُوَ کی تعریف ہے کہ عدل و انصاف کو قائم فرمانے والا۔

صاحب تفسیر خازن لکھتے ہیں ومعناہ انہ تعالیٰ قائم بتدبیر خلقہ وقائم بارزاقہ و موجد مجازیم باعمالہم۔

ابوالاعلیٰ مودودی اس کا ترجمہ یوں فرماتے ہیں: اور فرشتے اور سب اہل علم بھی راستی اور انصاف کے ساتھ اس پر گواہ ہیں۔

پیر کرم شاہ ضیاء القرآن میں یوں رقمطراز ہیں:۔

قَائِمًا بِالْقِسْطِ کی ایک ترکیب یہ ہے کہ یہ حال ہے اور لفظ اللہ ذوالحال۔ اور دوسری ترکیب یہ ہے کہ:۔

لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ میں هُوَ ضمیر اس کا ذوالحال ہے اور یہ حال معنی اس کی صفت ہے اس صورت میں یہ

مشہودہم میں داخل ہوگا۔ یعنی ان سب گواہوں نے اس کی وحدانیت کی گواہی بھی دی اور اس کے ساتھ اس کے عدل و انصاف کی بھی شہادت دی۔

= لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ۔ کو دوبارہ تاکید کے لئے لایا گیا ہے۔

۱۹:۳ = وَمَا اخْتَلَفَ۔ میں مانا یہ ہے اور مَآجَاؤْهُمْ میں مَآ بیانہ ہے

== لَفِيَّائِهِمْ - بوجہ باہمی حسد و مخالفت کے۔

۲۰: ۳ == دَمِنَ اثْبَعَيْنَ - اِثْبَعَيْنَ اصل میں اِثْبَعَيْنِ تھا۔ اور وہ جنہوں نے میری پیروی کی۔
== اَلْأَمِّيْنِ - مشرکین عرب جو اہل یہود اور نصاریٰ کے علاوہ تھے۔ اُمِّيُّ کے معنی اصل میں اس شخص کو کہتے ہیں جو نہ لکھ سکے نہ پڑھ سکے۔ اس زمانہ میں عرب کی یہ مخصوص صفت تھی کہ وہ اکثر و بیشتر بے پڑھے لکھے تھے اور اس صفت میں دوسری قوموں سے ممتاز تھے۔

== تَوَكَّلْنَا ماضی جمع مذکر غائب توکَّلَ سے۔ اگر توکَّلَ کا لفظ متعدی بنفہ ہو تو معنی دلالت (دستی) اور قریب ترین مواقع سے اس کے حصول کو چاہتا ہے۔ جیسے وَلَيْتَ سَمِعَنِي كَذَا میں نے اپنے کان کو فلاں چیز پر لگایا۔ یا جیسے قرآن حکیم میں ہے دَمِنَ يَتَوَكَّلِ اللّٰهُ دَرَسُوْهُ (۵۶: ۵) اور جو شخص خدا اور اس کے رسول سے دوستی کرے گا۔

اور جب تعدیہ بند رہی عن ہو خواہ عن لفظوں میں مذکور ہو یا مقدر تو اس کے معنی اعراض اور روگردانی اور دور ہونے کے ہیں جیسے آیت ہذا میں۔ یہاں عن مقدر ہے پس فَاِنْ تَوَكَّلْنَا کا معنی ہوگا اگر وہ روگردانی کریں

۲۱: ۳ == يٰۤاَمْرُوْنَ بِالْقِسْطِ - جو عدل و انصاف کا حکم کرتے تھے۔

= اَلَيْسَ - در دناک۔ الم۔ درد۔ دکھ۔ تکلیف۔ تیغ۔ آلام۔

۲۲: ۳ == حَبِطَتْ - ماضی واحد نونث غائب۔ وہ اکارت ہو گئے۔ وہ مٹ گئے۔ وہ ضائع ہو گئے

۲۳: ۳ == يٰۤاَعْوَنَ - مضارع مجہول۔ جمع مذکر غائب دَعَا سے۔ بلائے جائیں گے۔ بلائے جاتے ہیں۔

== لِيَعْلَمَنَّ میں حکم کی اضافت کتاب اللہ کی طرف ہے

== ثُمَّ حرف عطف ہے اور پہلی چیز سے دوسری کے متاخر ہونے پر دلالت کرتا ہے یہاں معطوف علیہ معنوں ہے اور عبارت کچھ یوں ہوگی۔ وہم يعلمون انہ ہوا الحق ثم یتوکل فزیق منہم۔ یہاں علم ہونے کے بعد ان کی روگردانی کا فعل مذکور ہے اسبقاً لتوکیہم۔

== مَعْرِضُونَ - اسم فاعل جمع مذکر۔ روگردانی کرنے والے۔ من موڑنے والے۔ اجتنب کرنے والے۔ ہند معْرِضُونَ یا تو فَرْیَق کی صفت ہے۔ وہ قوم لا یزال الاعراض دینہم (وہ ایک ایسا ٹولہ تھا کہ دین سے روگردانی سے باز نہیں آتا تھا۔ یا فَرْیَق کا مال ہے اور فَرْیَق ذوالحال ہے۔

۲۴: ۳ == عَزَّ هُمْ - ماضی واحد مذکر غائب۔ عَزَّوَز مصدر۔ اس نے دھوکہ دیا۔ اس نے فریب دیا
ہُمْ ضمیر جمع مذکر غائب اس کا فاعل جملہ مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ ہے۔ اِی عَزَّ هُمْ افتراء عسود

كَذَّبْتُمْ - اور ان کے کذب و افتراء کی مثالیں۔

۱۔ لَنْ تَمَسَّ النَّارُ إِلَّا أَيَّامًا مَّعْدُودَاتٍ ط

۱۲۔ الْآبَاءُ نَا الْآبُيَّاءُ يَشْفَعُونَ لَنَا -

۱۳۔ إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى وَعَدَ يَعْقُوبَ أَنَّهُ لَيُعَذِّبُ أَبْنَاءَهُ - وغیرہ وغیرہ

۳: ۲۵ = فَكَيْفَ - اِنی کفیف کیون حالہ

= لِيَوْمٍ - میں ل بمعنی فی آیا ہے ای فی یوم -

۲: ۲۶ = تَنَزَّلُ - مضارع واحد مذکر ماضی - تو جہنم لیتا ہے - تو اکھاڑ پھینکتا ہے -

۳: ۲۷ = تَوَلَّجُ - مضارع واحد مذکر ماضی - اِنْبِلَاجُ (افعال) مصدر - تو داخل کرتا ہے

وَلَجُ مادہ - کسی تنگ جگہ میں داخل کرنا - جیسے باب ضرب سے وَلَجَ يَلْجُ (حَتَّى يَلْجُ الْجَبَلُ فِي سِتْرِ الْخِيَابِ) (۴: ۷۴) یہاں تک کہ اونٹ سوئی کے ناکے میں سے نکل جائے -

۳: ۲۸ = فَلَيْسَ مِنَ اللَّهِ فِي شَيْءٍ - اس فقرہ کی ترتیب کچھ یوں ہو سکتی ہے -

۱۔ فَلَيْسَ (لہ) من ولاية الله في شَيْءٍ (الخازن) تو اس کے لئے اللہ کی طرف سے کوئی

دوستی نہیں ہوگی - کیونکہ وہ تو اللہ کے دشمنوں کے دوست ہیں تو انہیں ان کو کیسے دوست رکھیں گے -

کیونکہ موالاة اللہ و موالاة الکفار ضدان لا یجتمعان - کہ نہ الکی دوستی اور کفار کی دوستی باہم

ایک دوسرے کی ضد ہیں - جو کبھی اکٹھی نہیں ہو سکتیں -

۲۔ فَلَيْسَ لَهُ نصر او ولاية من الله في اِنی امر - تو کسی امر میں بھی اس کو اللہ کی دوستی یا مدد

نصیب نہ ہوگی - (عبداللہ یوسف علی)

= اِلَّا اَنْ تَنْقُوا مِنْهُمْ نَفْسًا - تَنْقُوا - مضارع صیغہ جمع مذکر ماضی - اصل میں تَنْقُوتَ تھا -

فون امرالی بوجہ مایل اَنْ کے گر گیا -

نُفْةً مصدر ہے نُفْةً اصل میں وَفَاءٌ تھا - واو کو تا سے بدل دیا گیا - وفی - حروف مادہ

ہیں - وفی - یقی - اِنْتَقَى يَنْتَقِي - بچنا - پرہیز کرنا - حفاظت کرنا -

ماسوائے ایسی حالت کے کہ تم کو ان سے ظلم کا ڈر ہو - اِی اِلَّا اَنْ تَخَافُوا مِنْهُمْ مَخَافَةً

(الخازن) یا تم ان کے ظلم سے بچنے کے لئے ایسا طرز عمل اختیار کرو - (تفہیم القرآن)

= يُحَذِّرُكُمْ - مضارع واحد مذکر غائب - کُتْمٌ - ضمیر مفعول جمع مذکر ماضی - (اور اللہ)

تم کو ڈراتا ہے - خبر دار کرتا ہے اپنی ذات سے - یعنی اپنے غضب - اپنی ناراضگی سے -

= اَلْمَصْنُوعُ اسم ظرف مکان - صَارَ يَصْنَعُ کا مصدر بھی ہے - لوٹنے کی جگہ - قرار گاہ - ٹھکانہ -

لوٹنا۔ مائل ہونا۔ کاٹنا۔ جمع ہونا۔

۲: ۳۰ = بَيَّنَّا دَبِيْنَةَ - میں حاضر نفس کی طرف راجع ہے اور ذمہ کا مریع یا عمل سور ہے یا یوم ہے
= تَوَدَّ - مضارع واحد نونث غائب دَوَّ (باب سَمِعَ) سے مصدر - دو چاہیگی۔ آرزو کرے گی۔
دوست رکھیگی۔

= اَمَدًا - مدت مدید۔

= دَوَّنَ - مہربان - شفقت کرنے والا۔ رَاخَةً سے بوزن فَعُولٌ صفت مشبہ کا میض۔
۳: ۳۳ = اِصْطَفٰی - اصطفاء (افعال) سے ماضی - واحد مذکر غائب اس نے چن لیا۔ اس نے
پسند کر لیا۔ صَفَوُ سے باب افتعال میں ت کو ط سے اور واؤ کو ی سے بدل کر اِصْطَفٰی ہو گیا۔
اللہ تعالیٰ کا کسی بندہ کو چن لینا۔

۳: ۳۴ = ذُرِّيَّةٌ - اولاد۔ اصل میں چھوٹے چھوٹے بچوں کو ذُرِّيَّةٌ کہتے ہیں۔ مگر عرف عام میں
چھوٹی ٹبری سب اولاد کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ یہ یا تو

۱:- ذُرٌّ سے مشتق ہے جس کے معنی پیدا کرنے اور پھیلانے کے ہیں۔ اور اس کا ہمزہ متروک
ہو گیا ہے۔ جیسے رَذِيَّةٌ اور بَرِيَّةٌ۔ یا
۲:- اس کی اصل ذُرٌّ ذُرٌّ ذُرٌّ ہے۔ یا
۳:- ذُرٌّ سے بہن بھینا۔ فُعْلِيَّةٌ کے وزن پر جیسے فُعْرِيَّةٌ ہے۔

اس کی جمع ذُرَارِيُّ اور ذُرِّيَّاتٌ ہے

= ذُرِّيَّةٌ بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ ایک نسل جس کے بعض بعض کی اولاد تھے۔ بَعْضُهَا مِنْ
بَعْضٍ - ذُرِّيَّةٌ کی صفت ہے۔

۳۵: ۳ = اِمْرَاَتُ عِمْرَانَ - عمران - حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہما السلام اور ان کے
ہمیشہ حضرت مریم کے باپ کا نام تھا۔ اِمْرَاَتُ عِمْرَانَ - میں عمران سے مراد حضرت موسیٰ کے
والد نہیں بلکہ عمران کی عورت سے مراد عمران کی نسل میں سے ایک عورت ہے۔ حضرت یحییٰ کی والدہ
حضرت ہارون کی اولاد سے تھیں۔ اور حضرت مریم کی والدہ اور حضرت یحییٰ کی والدہ آپس میں رشتہ کی
بہنیں تھیں۔ لہذا حضرت مریم امّ عیسیٰ علیہ السلام آل عمران میں سے ہوئیں۔

یہ ہو سکتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ کے باپ کا نام بھی عمران ہی تھا۔

۳۵: ۳ = نَذَرْتُ - ماضی واحد مکمل نَذَرْتُ مصدر۔ (باب ضَرَبَ - نَصَرَ) میں نے
منت مانی۔ میں نے نذر مانی۔

= مَحْذَرٌ ۱۔ اسم مفعول واحد نکر۔ تَحْذَرُ مصدر۔ آزاد کیا ہوا۔

بیت المقدس کی خدمت کے لئے مخصوص (مجاہد) عبادت کے لئے خالص کر لیا گیا (شعبی)
دنیا کے دھندوں سے آزاد کردہ (جعفر صادق ؑ)

۳۶:۳ = اُعِيْذْ هَا۔ میں اس کو پناہ دیتی ہوں۔ اِعَاذَةٌ سے اِعَاذَ اُعِيْذُ (باب افعال کم یکوم)
سے مضارع واحد مکمل۔ حاضیر واحد مؤنث غائب عَاذَ لِيُوْذُ۔ ب۔ باب نصر کسی کی پناہ
طلب کرنا۔ یا پناہ لینا۔

وَاللّٰهُ سے تَا كَلَا مَنِيْ "جملہ مقررہ ہے۔ وَاِنِّيْ سَيِّئَةٌ مَّوَدَّعٍ سے پھر عمران کی عورت کا
بیان شروع ہو جاتا ہے۔

= التَّجَنُّمُ ۱۔ ملعون۔ مردود۔ راندہ ہوا۔ دَجَمْتُ سے بروزن فَعِلٌ بمعنی مَفْعُولُ قرآن میں جہاں
یہ لفظ آیا ہے شیطان کے لئے آیا ہے۔ کراندہ درگاہ الہی ہے۔

۳۷:۲ = اَبْنَتْهَا۔ اَبْنَاْتُ (افعال) مصدر بمعنی اگانا۔ بڑھانا۔ اس نے اس کو بڑھایا (جاندار
کے لئے) اس نے اس کو اگایا۔ (بنات کے لئے) اِیْ رَبَّهَا الدَّوْبُ تَرْبِيَةً حَسَنَةً فِیْ عِبَادَةِ
وَطَاعَةِ رَبِّهَا۔ (روح المعانی)

= كَفَّلَهَا ذَكَرْتَهَا۔ اس نے (اللہ نے) اس کو (مریم کو) زکریا کی کفالت میں دیدیا۔ كَفَّلَ ماضی واحد
نکر غائب۔ تَكْفِيْلٌ (تَفْعِيْلٌ) مصدر حاضیر مفعول واحد مؤنث غائب۔

كَفَّلَ کا فاعل اللہ یعنی اللہ نے زکریا کو مریم کا کفیل بنا دیا۔ اس صورت میں حاضیر مفعول اول اور
زکریا مفعول دوم ہو گا۔ لیکن کفیل کے معنی کسی کو اپنی کفالت (ذمہ داری) میں لے لینا بھی ہے۔ اس لئے
زکریا فاعل بھی ہو سکتا ہے۔ یعنی زکریا نے مریم کو اپنی ذمہ داری میں لے لیا كَفَّلَ (باب نصر بمعنی
کسی کو اپنی ذمہ داری میں لے لینا۔ کفیل ذمہ دار۔

۳۹:۲ = بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ۔ اللہ کی طرف سے ایک فرمان۔ اس فرمان سے مراد حضرت عیسیٰ علیہ السلام
ہیں چونکہ ان کی پیدائش اللہ تعالیٰ کے ایک غیر معمولی فرمان سے خرقِ عادت کے طور پر ہوئی تھی۔ اس
لئے ان کو قرآن میں کلمۃ من اللہ کہا گیا ہے۔ (تفہیم القرآن)

= حَصُوْرًا ۱۔ عورت کے پاس نہ جانے والا۔ عورتوں سے بے رغبت۔ جو عورت کے پاس نہ
بائے خواہ نامردی کے باعث یا پاکبازی اور عفت کی خاطر۔ اس کو حَصُوْرٌ کہتے ہیں حَصُوْر سے
روزن فاعل مبالغہ کا صیغہ ہے۔

۴۰:۲ = اَلْكِبْرُ۔ اسم مصدر۔ بڑھاپا۔ پیرانہ سالی۔

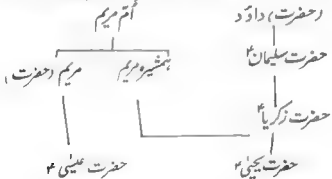
== عَاقِرٌ - بانجھ - عَقَارَةٌ سے جس کے معنی عورت کے بانجھ ہونے کے ہیں۔

۳: ۴۱ = اَلْعَتَمٰی - شام - سورج ڈھلے۔ بعد زوال۔ دن کا پچھلا وقت - زوال سے لے کر صبح تک کا وقت۔ نماز مغرب سے لے کر عشاء کی نماز تک کا وقت۔

== اَلْیَبَّكَارُ - صبح بروزن افعال اسم ہے

فائدہ نمبر ۱۔ آیات نمبر ۴۰ اور ۴۱ میں کلام مابین ذکر کیا اور اللہ تعالیٰ ہے۔ اس لئے سوال منجانب ذکر کیا ہے اور جواب منجانب اللہ تعالیٰ ہے۔

فائدہ نمبر ۲۔ حضرت یحییٰ کا شجرہ نسب کچھ یوں بنتا ہے۔



۳: ۴۳ = اَخَذْتَنِي - تو بندگی کر۔ اطاعت کر۔ قَنَوْتُ سے جس کے معنی خشوع خضوع کے

ساتھ عبادت میں لگے رہنے کے ہیں۔ فعل امر۔ صیغہ واحد مؤنث حاضر۔

== اِذْكَبْنِي - فعل امر۔ واحد مؤنث حاضر۔ تو رکوع کر۔

۲: ۴۴ = اَنْبِئْ - بَئْءٌ کی جمع۔ خبریں۔ حقیقتیں جس سے بڑا فائدہ اور یقین یا ظن غالب حاصل ہو اسے بَئْءٌ کہتے ہیں۔ کوئی خبر بَئْءٌ نہیں کہلاتی جب تک کہ وہ ثابتہ کذب پاک نہ ہو۔

== لَدَيْنِيْمٌ - لَدَا مضاف - هُنَا مضاف الیہ۔ ان کے پاس۔

لَدَا - ظرف مکان غیر متکثر۔ پاس۔ طرف۔ ضمیر کی طرف اضافت کے وقت لَدَا کی وہی حالت ہوتی ہے جو عَلٰی حرف جر کی ہوتی ہے۔

مَثَلًا لَدَيْنَا - عَلَيْنَا - عَلَيْهِ۔

== يُلْقَوْنَ - مضارع جمع مذکر غائب (اِفْعَالٌ) مصدر۔ وہ ڈال رہے تھے۔ اَلِیْقَاءُ

(افعال) کے معنی کسی چیز کو اس طرح ڈالنا کہ وہ دوسرے کو سامنے سے نظر آئے۔ پھر عرف میں

مطلق کسی چیز کو پھینک دینے پر اَلْقَاءُ کا لفظ بولا جاتا ہے۔ قرآن مجید میں ہے۔ قَالَ اَلْقَهَا يَا

مُوسَىٰ قَاتِلُهَا۔ (۲۰: ۱۹) اللہ نے فرمایا کہ اے موسیٰ (علیہ السلام) اسے ڈال دو (نیچے پھینک دو) تو اس نے اس کو ڈال دیا۔

== اِذْ يُلْقُونَ مَوْتِكُمْ۔ جب وہ (مجاور) اپنی قلیں (ریفصلہ کرنے کے لئے) پھینکتے تھے کہ ان میں سے مریم کی سرپرستی کون کرے۔ یعنی قرعہ اندازی کی خاطر قلیں پھینک رہے تھے۔ کہ کس کے نام قرعہ پڑتا ہے۔ یہاں اقلام سے مراد تیر بھی ہو سکتا ہے۔ تیروں کے ذریعہ قرعہ اندازی کا ان لوگوں میں دستور تھا۔

== يَخْتَصِمُونَ۔ مضارع جمع مذکر غائب۔ وہ جھگڑ رہے تھے (مریم کی کفالت کے سلسلہ میں) ۲: ۲۵ = كَلِمَةٍ مِّنْهُ۔ اس (اللہ) کی جانب سے ایک کلمہ۔ اس کا ایک کلمہ۔ امام رازی فرماتے ہیں کہ (اِنَّهُ خَلَقَ عِيسٰی) بِكَلِمَةٍ اللّٰهُ هُوَ قَوْلُهُ كُنْ فَيَكُونُ۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ کو اپنے قول كُنْ سے پیدا کیا۔ یہاں کلمہ سے مراد حضرت عیسیٰ کی ذات ہے

== اَلْمَسِيحِ۔ بعض علماء کے نزدیک مسیح کا لفظ عبرانی لفظ مشوح سے عرب ہے جس کے معنی مرعوب کے ہیں۔ اکثر علماء کے مطابق یہ لفظ مشتق ہے اور یہ لفظ فَعِيلٌ کے وزن پر ہے یعنی فاعل استعمال ہوا ہے یعنی مسیح کرنے والا۔ کیونکہ آپ جس بیمار پر اپنا ہاتھ مبارک پھیرتے تھے وہ معیاب ہو جاتا تھا۔ یا مسیح، یعنی مساحت، رنے والا۔ زمین کی پیمائش کرنے والا۔ یا زمین پر مسافت پیدا کرنے والا۔ کیونکہ آپ نے ساری عمر تبلیغ دین کے لئے مسافت میں گزاری اور کہیں مستقل رہائش اختیار نہ کی۔

اور مسیح اس شخص کو بھی کہتے ہیں جس کے چہرے کا ایک رُخ صاف ہو یعنی نہ آنکھ ہونہ بھریں۔ اسی بنا پر دجال کو دجال مسیح کہتے ہیں۔

== عِيسٰی۔ عبرانی لفظ الیشوع کا عرب ہے بمعنی سید۔ سردار۔

== وَجِبَہَا۔ صیغہ صفت۔ وَجَاہَةٌ۔ مصدر۔ (باب کرم) وجاہت والا۔ قدرو منزلت والا با عزت

۲: ۲۶ = اَلْمَهْدِ۔ اسم۔ گہوارہ۔ چنگھوڑا۔ مراد خیر خواہی کا زمانہ یا ماں کی گود میں ہونے کا زمانہ = كَهْلًا۔ با وقار۔ متوسط عمر کا آدمی جس کے کچھ بال سفید اور کچھ سیاہ ہوں۔ عمر کا وہ حصہ جب دمی کی قوتیں شباب پر ہوں۔

الکھل۔ ادھیڑ عمر کا۔ تیس سے پچاس سال تک کی عمر والا۔ (المجد)

= يَكْبِدُ النَّاسُ۔۔۔۔۔ كَهْلًا۔ یعنی بچپن سے لے کر کبھی عمر تک حکمت و دانش کی باتیں لوگوں کو

بتائے گا۔

۴۷:۲ = اَنَّى - کیونکر - کیسے - دیکھو ۲: ۲۲۳

= فَضَّلَ - ماضی واحد مذکر غائب فَضَّلَ مصدر - قضاء فعلی ہو یا قول - بشری ہو یا الہی - بہر حال فیصلہ کر دینا یا کر لینا - کسی بات کے متعلق آخری ارادہ یا حکم یا عمل کو ختم کر دینا - ضرور مفہوم قضا کے اندر ماخوذ ہے - صلوات کے اختلاف اور سیاق کی مناسبت سے مختلف معانی مراد ہوتے ہیں -

بنانا - پورا کرنا - غم کرنا - فیصلہ کرنا - حکم جاری کرنا - حکم دینا - مقدر کرنا - قطعی وحی بھیج کر اطلاع دینا - مقرر کرنا - حاجت پوری کر کے قطع تعلق کر لینا - فارغ ہونا - مرجعاً - مار ڈالنا -

ان سب معانی کے لئے اس کا استعمال قرآن حکیم میں ہوا ہے - یہاں مراد فیصلہ کرنا ہے - -
اِذَا فَضَّلْنَا آمَنَّا - جب وہ کسی کام کے کرنے کا فیصلہ کر لیتا ہے -

۴۸:۲ = آیتہ ۴۷ بطور جملہ مفسرہ بیچ میں آگئی - آیتہ ۴۶ میں فرشتوں کا کلام جو شروع ہوا تھا آیتہ ۴۷ کے بعد اب پھر جاری ہو گیا - یہ سلسلہ کلام آیتہ ۴۹ کے اختتام سے قبل ہی ختم ہو کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا کلام بغیر کسی تہید کے شروع ہو جاتا ہے - یہ طرز کلام انشاعربی میں انوکھا اور غیر مرسوم نہیں ہے - اور قرآن حکیم میں اس کی اکثر مثالیں ملیں گی -

= وَفَضَّلْنَاهُ الْكِتَابَ کا عطف يُفَشِّرُ لَفِ پر ہے اور ہر دو يُعَلِّمُ اور يُبَشِّرُ میں ضمیر فاعل اللہ کی طرف راجع ہے -

۴۹:۲ = الطَّيْنِ - گارا - مٹی - خاک - مٹی اور پانی کا آمیزہ - مٹی اور پانی دونوں کا آمیزہ طین ہے - گو اس سے پانی کا انفر زائل ہی کیوں نہ ہو جائے -

= كَهَيْئَةِ - ک - حرف تشبیہ - هَيْئَةٍ - کسی چیز کی حالت - کیفیت - شکل و صورت - ہٹی ماد = اَفْعُجْ - فَعُجْ سے باب نصر - مضارع واحد مکمل - میں پھونک مارتا ہوں -

= اُبْرِيْ - اِبْرَاءُ (اَفْعَالٌ) سے مضارع واحد مکمل - اِبْرَاءُ - ہر بری چیز - مرض وغیرہ سے بری کرنا اور نجات دلانا - میں بری کر دیتا ہوں مرض سے - میں تندرست کر دیتا ہوں

= اَكْمَهْ - مادر زاد اندھا - صفت مشبہہ کا صیغہ -

= اَبْرَصَ - کوڑھی - جس کو برص کی مرض ہو - ہر دو اکمہ و ابرص کی تائید و جمع ہر دین اَفْعُ (واحد مذکر) فَعْلَاءُ (واحد مؤنث) فَعْلٌ (جمع مذکر مؤنث) ہوگی -

= اَنْبَشَكُمْ - میں تم کو بتاؤں یا بتاتا ہوں - فَبَأْ يُبْشِرُ - بُنَاءُ جَزْ -

= تَنْخَرُونَ اباب افعال، اصل میں تَنْ تَنْخَرُونَ تھا - اِذْ تَخَرَّ يَدْ تَخَرُّ - پہلے

کو دال سے تبدیل کیا۔ پھر زال کو دال بنا کر دال کو دال میں مدغم کیا۔ اِدْخَرَ بَدَخْرُ ہو گیا۔
تَدْخِرُونَ تم ذخیرہ کرتے ہو۔ تم آئندہ کے لئے جمع کرتے ہو۔

۵۲:۲ = اَجَسْ - اِحْسَاسٌ (افعال) سے محسوس کیا اس نے ماضی واحد مذکر غائب
ای صرف منهم اصدارہ علی الکفر
= قَلَمًا۔ میں ف فصاحت کے لئے ہے۔

= مِنَ الْاَصَارِیْ اِلٰی اللّٰہ کون ہیں میرے مددگار اللہ کی راہ میں۔

= حَوَارِیُّوْنَ - حَوَارِیْ کی جمع۔ حَوَارِیْ حَوْرٌ سے مشتق ہے جس کے معنی خالص سپیدی
کے ہیں۔ یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اصحاب کا خطاب ہے۔ بقول شاہ عبدالقادر صاحب تزاری
اصل میں دھوبی کو کہتے ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اصحاب میں سے پہلے دو شخص جو ان کے تابع ہوئے
دھوبی تھے۔ حضرت عیسیٰ نے ان کو کہا تھا کہ کپڑے کیا دھوتے ہو میں تم کو دن دھونے سکھا دوں
وہ ان کے ساتھ ہوئے اس طرح سب کو یہ خطاب پھڑ گیا۔

۵۴:۳ = مَكْرُوْا ماضی جمع مذکر غائب۔ یہاں اس کا فاعل اہل یہود ہیں۔ مَكْرُوْا سے جس کے معنی کسی
شخص کو حیلہ کے ساتھ اس کے مقصد پر پھیر دیا جائے۔ یہ دو قسم پر ہے اگر اس سے کوئی اچھا فعل
مقصود ہو تو محمود، ورنہ مذموم۔ چال چلنا۔ فریب کرنا۔ دھوکہ دینا۔ دھوکہ کی سزا دینا یا سزا
دینے کی خفیہ تدبیر کرنا۔ مکر و فریب اردو میں ہم معنی آتے ہیں۔

۵۵:۳ = مُتَوَفِّیْكَ - مُتَوَفِّیْ اسم فاعل واحد مذکر مضاف لک ضمیر واحد مذکر مضاف الیہ۔
میں تجھے وفات دینے والا ہوں۔ میں تجھے اپنی گرفت میں لے کر اٹھائے والا ہوں۔ میں تجھے بند میں سلائے
والا ہوں۔ اور (اس حالت میں) آسمان کی طرف اٹھانے والا ہوں اس کا مصدر تَوَفَّیْتُ
ہے۔ جس کا معنی پورا پورا لینا۔ تام حق گرفت۔ تَوَفَّیْتُ الشَّیْءَ اِیْ اَخَذْتُہُ وَتَبَسَّطْتُ تَامًا۔
سو آیت میں مُتَوَفِّیْكَ کا مطلب یہ ہوا۔ میں تجھے سائے کے سائے کو یعنی روح بعد جسم قبضہ میں
لینے والا ہوں۔ وَرَافَعْتُکَ اِلَیَّ اور اپنی طرف اٹھا لیجانے والا ہوں۔ اگرچہ تَوَفَّیْ کے اور معانی بھی
ہیں جیسا کہ اوپر مندرج ہے لیکن آیت کا مطلب متذکرہ بالا جمہور علماء کے نزدیک مقصود ہے اور
متعدد احادیث نبوی سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔

= مَطْہَرُكَ - مَطْہَرُ اسم فاعل واحد مذکر۔ لک ضمیر واحد مذکر حاضر مفعول۔ تجھ کو پاکیزہ کرنے
والا ہوں۔ مَطْہَرُكَ مِنَ الذِّنِّیِّتِ كَفَرُوْا اور تجھ کو ان لوگوں (کی تمہوں) سے پاک کرنے
والا ہوں۔ جنہوں نے (تیرا) انکار کیا۔

- ۵۷:۳ = قَوْفِيهِمْ - مضارع واحد مذكر غائب تَوْفِيَةً سے۔ وہ ان کو پورا پورا دیگا
- ۵۸:۳ = ذَلِكْ - یعنی - الذی ذکرته لك من اخبار عیسیٰ دامہ مریدہ
والحواریون وغیر ذلک من القصص یعنی وہ ذکر جو میں نے حضرت عیسیٰ اور ان کی
والدہ حضرت مریم اور ان کے حواری وغیرہ کے متعلق تجھ سے کیا ہے
- ۵۹:۳ = مِنَ الْآيَاتِ وَالَّذِي كُرِيَ الْحَكِيمُ یہ اللہ کی آیات اور کلام پر حکمت ہے جس میں
سے یہ باتیں تجھے سنائی جا رہی ہیں۔
- ۵۹:۳ = اِنَّ مَثَلَ عِيسٰی عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ اللّٰهُ تَعَالٰی کی قدرت کاملہ کے
سامنے آدم اور عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کیساں ہے وہ بھی اس کی قدرت کی جلوہ گری
ہے اور یہ بھی۔
- ۶۰:۳ = الْحَقُّ - یعنی یہ بات کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تخلیق آدم و تخلیق عیسیٰ علیہما السلام
میں کوئی اختلاف نہیں ہے ہر دو اس کی قدرت کاملہ کی جلوہ گری کا نتیجہ ہیں بالکل حق و صداقت
= مُنْتَوِيْنَ - اسم فاعل جمع مذکر مُتَوَاءٌ مصدر باب افتعال - شک میں پڑنے والے
تردد کرنے والے۔
- ۶۱:۳ = حَاجَتِكَ - حاج (فاعلہ) يُحَاجُّ مُحَاجَّةً - اس نے تجھ سے جھگڑا کیا۔
حجت بازی کی۔
- = خِيَدٍ میں ۵ ضمیر واحد مذكر یا تَوْفِيَةً عِيسٰی عَلَیْہِ السَّلَامُ متذکرہ بالا مراد ہے یا یہ ضمیر الحق کی طرف
راجع ہے۔
- = تَعَالَوْا - تم آؤ۔ امر جمع مذكر حاضر۔ تَعَالَى سے جس کے معنی بلند ہونے اور آنے کے ہیں
اصل میں تَعَالٰ کا مطلب یہ ہے کہ انسان کو بلند مقام کی طرف بلایا جائے۔ پھر ہر جگہ بلانے
کے لئے استعمال کیا گیا۔ بعض علماء نے تصریح کی ہے کہ یہ عَلُوُّ سے ماخوذ ہے جس کے معنی رفعت
منزل کے ہیں۔ تو گویا تَعَالَوْا میں رفعت منزل کے حصول کی دعوت ہے قرآن مجید میں
جہاں تَعَالَوْا کا استعمال ہوا ہے وہاں یہ چیز موجود ہے۔ علماء لغت کے نزدیک تَعَالٰ
مطلقاً صَلُّم کے ہم معنی ہے۔
- = يَنْتَهِلْ - جمع مکمل مضارع مجزوم - اِنْتَهَالٌ - (افتعال) مصدر - ہم مباہلہ کریں۔
مباہلہ کہتے ہیں کہ فریقین نہایت عاجزی سے اللہ تعالیٰ کے دربار میں یہ دعا کریں کہ جو جھوٹا ہو
اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو۔

۲۶۲:۳ = مَا مِنْ إِلَهٍ مِّنْ نَّافِيَةٍ هِيَ أَوْ كَهَيْئَةٍ لِّمِ لَامٍ تَأْكِيدَ كَلِمَةٍ هِيَ .

۶۲: ۳ = كَلِمَةٍ هِيَ يَهَاں مَرَادُ جَلَّةِ الْأَلْعَبُدِ مِنْ دَوْدَ اللَّهِ هِيَ جَوَازِةٌ شَرِيفَةٍ مِّنْ أَكْجَلِ كَلِمَةٍ مَّذْكُورَةٍ هِيَ .

= سَوَاءٌ بَيْنَهُمَا اسْمٌ مَّصْدَرٌ هِيَ . بَرَابَرٌ . اسْتِثْوَاءٌ يَعْنِي دَوْنِ طَرَفٍ سَهْ بَرَابَرٍ هُونَا . نَزَاسٌ كَاثِنَةٌ بَنِيَا يَمَانَا هِيَ مَجْمَعٌ . سَهْ پَرَا كَرُمٌ هُوَ تَوْفَرٌ هُوَ كَا جِيسَ سَوِيٍّ (وَلَا أَنْتَ مَكَانًا سَوِيٍّ) اَوْرَا كَرَسٌ بَرَسٌ هُوَ كَا تَوْدَ كَ سَا تَهْ اَنِّي كَا جِيسَا كَ اَيْتِ نَهَا مِیں ۔ سَوَاءٌ يَعْنِي دَسَطَ كَ جِی اَتَا هِيَ جِیسَ خِفَ سَوَاءٌ الْجَجِيمُ (۵۵: ۳۴) دَوْرُخَ كَ یَحْجُوں نِیچ ۔ مَعْنٰی تَمَامَ كَ جِی اَتَا هِيَ جِیسَ خِفَ اَرْبَعَةً اَيَّامٍ سَوَاءٌ لِّلْسَائِلِیْنَ (۱۰: ۳۱) چَارْدَن مِیں سَائِلِیْنِ كِی فَرْوَرْت كَ مَطَابِقِ پُورِی پُورِی ۔ كَلِمَةٍ سَوَاءٌ بَيْنَهُمَا دَوْدَ بَيْنَهُمَا ۔ وَهْ بَاتِ جَوَهَا سَهْ مَهَا سَهْ دَرِیَاں بَرَابَرِ هِيَ يَعْنِي الْأَلْعَبُدِ مِنْ دَوْدَ اللَّهِ ۔

۶۶: ۳ = هَا أَنْتُمْ هَؤُلَاءِ ۔ هَا حَرْفُ تَنْبِيْهِ ۔ أَنْتُمْ ضَمِيرُ مَجْمَعِ مَذْكُورِ حَاضِرِ مَرْفُوعٍ مُّتَدَارٍ ۔ هَؤُلَاءِ ۔ یِهْ هَا، اِسْ ضَمِيرُ مَرْفُوعٍ پَرَا تِی ہِے جِسْ كِی نَبْرَ اِسْمِ اِشَارَہُ هُوَ یِهَاں اُولَاءِ خَبَرِ ہِے ۔ دِکھو تَمِیں ہُو دِہ لُوك ۔

= حَاجَّجْتُمْ ۔ حَاجَّجَ مُحَاجَّجَةً سَهْ مَاضِیْ مَجْمَعِ مَذْكُورِ حَاضِرِ ۔ تَمْ نَے جِجْتِ بَا زِی كِ ۔ تَمْ نَے جِجْرَا كِا ۔ حَیْثُفَا ۔ سَبْ بَا طَلِ رَا هِیں چھوڑ كَرَا حَقِّ كُو بَکْرُنَے وَالا ۔ دِکھو ۲: ۱۳۵ ۔

۶۸: ۳ = اَوْدَى ۔ زِیَادَہُ لَاقِیْ ۔ زِیَادَہُ مَسْتَحَقِّ ۔ زِیَادَہُ قَرِیْبِ ۔ دَلِی سَهْ اَفْعَلُ التَّفْضِیْلِ كَا صِغَرُ هِے جِیْبِ اِسْ كَا صِلَا مَ وَاقِعُ هُوَ تَوْبِہُ ڈَا نْٹِ اَوْرِ دِھْمَكِ كَ لَئِے اَتَا ہِے ۔ اِسْ صُورَتِ مِیں خُرَابِیْ اَوْرِ بَرَابَرِیْ سَهْ زِیَادَہُ قَرِیْبِ اَوْرِ اِسْ كَ زِیَادَہُ مَسْتَحَقِّ ہُونِے كَ مَعْنٰی ہُوں جِیسَ اَوْدَى لَكَ فَاَوْدَى ۔ (۷۵: ۳۴ - ۳۵) تِیرَے لَئِے خُرَابِیْ ہِیْ خُرَابِیْ ہِے ۔ یِهَاں اَوْدَى ۔ ۔ یَا بَرَا هِیْمَ ۔ لُوكُوں مِیں سَهْ اَبْرَاهِیْمَ كَ سَبْ نَزْدِیْكِ یَا قَرِیْبِ ۔

۶۹: ۳ = دَوْدَتْ مَاضِیْ وَاحِدُ تَوْنِثِ غَآبِ ۔ دَوْدَ یَوْدُ وَدَّ ۔ مَوْدَةً ۔ مَصْدَرُ ۔ اِسْ دَلِ چَا ہَا ۔ كَو ۔ مَعْنٰی كَرِ ۔

۷۰: ۳ = تَشْهَدُونَ ۔ تَمْ شَاہِدُ ہُو ۔ تَمْ حَاضِرُ ہُو ۔ تَمْ گُوا ہِی دِیتے ہُو ۔ شَھُوْدٌ جِسْ كَ مَعْنٰی حَاضِرُ ہُونِے كَ اَوْرِ مَوْجُودُ ہُونِے كَ ہِیں ۔ یَا شَھَادَةً سَهْ جِسْ كَ مَعْنٰی گُوا ہِی دِیْنِے كَ ہِیں ۔ اِیْ وَ اَنْتُمْ لَعَلَّمْتُمْ حَقِیْقَتَهَا بِلَا شَبْہَةٍ بِمَنْزِلَةِ عِلْمِ الْمَشَاہِدَةِ اَوْرِ تَمْ بِلَا شَكِّ حَقِیْقَتِ كُو مَبْنَزِلِ عِلْمِ مَشَاہِدِ كَ جَا نَتے ہُو ۔ (رُوحُ الْمَعَانِی)

۴۱:۳ = قَلِيلُونَ - مضارع بنی مکر کا ضمیر۔ کبھی سے۔ تم غلط کرتے ہو۔ مُلَايَسَةً بِأَهْمِ غُلَطٍ
غلط ہونا تَلْبِسُونَ۔ تَلْبَسَ سے معنی پہننا

۴۲:۳ = وَجْهَ الظَّهَارِ - دن کا شروع حصہ۔ جیسے وَجْهَ الدَّهْرِ - زمانہ کا شروع۔ اللہ کی
رضا۔ جیسے فَعَلَ ذَلِكَ لِوَجْهِ اللَّهِ - اللہ کی خوشنودی کے لئے یہ کام کیا۔ چہرہ۔ ذات جیسے
يَبْقَى وَجْهَ رَبِّكَ (۲۴:۵۵)

۴۳:۳ = مَلَأْنَاهُ ثَمَنًا أَهْلَ الْكِتَابِ - کا خطاب اہل کتاب کے دوسرے اشخاص سے
ہے جو اسی طائفہ کے ہم مذہب ہیں

۴۳:۳ = وَلَا تَوْمِنُوا إِلَّا لِمَنْ تَبِعَ دِينَكُمْ مَقُولَ الْهُدَى هُدَى اللَّهِ أَنْ يُؤْتَى
أَحَدٌ مِثْلَ مَا أُوتِيَْتَ مِنْ آوِيحَاجُوكُمْ عِنْدَ رَبِّكُمْ۔ مفسرین نے اس کو مشکل ترین آیت
شمار کیا ہے (ضیاء القرآن)

وقال الواحدی ان هذه الآية من مشكلات القرآن واصعبه تفسيراً۔
اس کی مندرجہ ذیل صورتیں ہو سکتی ہیں۔

۱۔ اہل یہود کے طائفہ کا قول جو آیہ ماقبل (۴۲:۳) میں دیا گیا ہے اس آیت کے ساتھ ہی ختم
ہو گیا اور وَلَا تَوْمِنُوا سے اللہ تعالیٰ کا کلام شروع ہو جاتا ہے۔

يَحْتَمِلُ أَنْ يَكُونَ الْخَبَرُ مِنَ الْيَهُودِ قَدْ تَعَمَّدَ قَوْلَهُ لَعَنَهُمْ ثُمَّ يَرْجِعُونَ - وَقَوْلُ
وَلَا تَوْمِنُوا - مِنْ حَلَامِ اللَّهِ تَعَالَى ثَبَتَ بِذُلُوبِ الْمُؤْمِنِينَ لِمَا لَيْتَ وَعَنْ تَلْبِيسِ
الْيَهُودِ وَنَزْهِمُ يَقُولُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ لَا لَصَدَقُوا يَا مَعْشَرَ الْمُؤْمِنِينَ إِلَّا مَنْ تَبِعَ
دِينَكُمْ وَلَا تَصَدَّقُوا إِلَّا يُؤْتَى أَحَدٌ مِثْلَ مَا أُوتِيَْتُمْ مِنَ الدِّينِ وَالْفَنَدِلِ وَلَا لَصَدَقُوا
إِنْ يَحَاجُّكُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ أَوْ لَقَدْ نَادَا عَلَى ذَلِكَ فَاتَّهَدَى هُدَى اللَّهِ وَإِنَّ الْفَضْلَ
بِيدِ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ۔ فَتَكُونُ الْآيَةُ طَبْعًا لِحُطْبَالِ الْمُؤْمِنِينَ عِنْدَ
تَلْبِيسِ الْيَهُودِ لِمَا لَيْتَ يَنْبَغِي لَهُمْ يَتَكَلَّمُونَ -

(۱) احتمال ہے کہ اہل یہود کے متعلق بات لعلہم یرجعون پر ختم ہو گئی۔ اور وَلَا تَوْمِنُوا الْخ
کلام اللہ ہے (یہ اس لئے کہ) مؤمنین کے دل نہ ڈگ گئیں اور اہل یہود کی اپنے دین میں تزویر نہیں
باعث شک نہ بنے۔ سو اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ اے مومنو! سوائے اپنے مذہب کے پیروکار کے
کسی پر اعتبار نہ کرو۔ اور نہ ہی یہ باور کرو کہ جو غیبات تم پر ہوتی ہیں کسی اور پر بھی ہو سکتی ہیں اور نہ ہی
اس امر کو دل میں جگہ دو کہ وہ تم پر خدا کے حضور دلیل میں غالب آجائیں گے کیونکہ ہدایت تو وہی ہے

جو اللہ کی ہدایت ہے۔ اور فضل صرف اللہ کے ہاتھ میں ہے جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے اور اللہ بڑی ہی وسعت رکھنے والا ہے اور علیم ہے)

۲۔ اس میں قُلْ اِنَّ الْهُدٰى هُدٰى اللّٰهِ جملہ مقتضیہ ہے اور دوسرے سب جملوں کا تعلق لَا تَوْفِیْکُمْ مِّنْهُ اُسے ہے۔ یعنی لَا تَوْفِیْکُمْ اِلَّا لِمَنْ نَّیَّجَ دِیْنِکُمْ وَلَا تَوْفِیْکُمْ اَنْ یُّوْفٰی اَحَدٌ یَنْزِلَ مَا اُوْتِیْتُمْ وَلَا تُصَدِّقُوْا اَنْ یُّحَاجَّوْکُمْ عِنْدَ دِیْنِکُمْ (ضیاء القرآن بحوالہ تفسیر قطبی) مت مالو کسی کی بات ماسوائے ان لوگوں کے جو تمہارے دین کی پیروی کرتے ہیں اور مت یقین کرو کہ جو انعام و فضل تم پر کیا گیا ہے وہ کسی اور کو بھی دیا جاسکتا ہے اور مت مانو یہ بات کہ وہ تمہارے رب کے نزدیک تم پر دلیل سے غالب آسکتے ہیں۔

تفسیر الخازن میں ہے ثم اختلفوا فیہ فمنہ من قال ہذا کلام معترض بین کلامین وما بعدہ متصل بالكلام الاول ای لَا تَوْفِیْکُمْ اِلَّا لِمَنْ نَّیَّجَ دِیْنِکُمْ وَلَا تَوْفِیْکُمْ اَنْ یُّوْفٰی اَحَدٌ یَنْزِلَ مَا اُوْتِیْتُمْ وَلَا تَوْفِیْکُمْ اِنْ یُّحَاجَّوْکُمْ عِنْدَ دِیْنِکُمْ ۳۔ طائفۃ من اهل الکتاب کا کلام لِمَنْ نَّیَّجَ دِیْنِکُمْ پر ختم ہو جاتا ہے اور قُلْ اِنَّ الْهُدٰى سے آیت کے اخیر تک اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اس صورت میں ترجمہ یوں ہوگا۔

(اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) تو کہہ کہ ہدایت تو وہی ہے جو اللہ کی ہدایت ہے کہ جس طرح وہ ہدایت تمہیں عطا ہوئی تھی اسی طرح وہ اسے کسی اور کو بھی عطا کرے۔ یادہ تمہارے رب کی عطا یگی کہ بارہ میں حجت بازی کریں تو (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کہہ کہ ان الفضل بید اللہ الخ یہاں عِنْدَ دِیْنِکُمْ کا مطلب عِنْدَ فِعْلِ دِیْنِکُمْ ہوگا۔

۴۔ علامہ عبداللہ یوسف علی اپنی انگریزی تفسیر THE HOLY QURAN میں اہل یہود کے کلام کو ۱۱ تَوْفِیْکُمْ (سے لے کر) لِمَنْ نَّیَّجَ دِیْنِکُمْ پر ختم کر کے آگے یوں ترجمہ کرتے ہیں۔

Say : "True guidance Is the guidance of God : (Fear ye) lest a revelation Be sent to someone (else) Like unto that which was sent Unto you? Or that those (Receiving such revelation) Should engage you in argument Before your Lord?"

۵۔ اور اگر اُد کو یعنی اِن حرف شرط یا جائے تو مطلب یوں ہو سکتا ہے کہ اگر اہل یہود وہ کہیں جو انہوں نے لَیْسَ یَبْعَ دِیْنُکُمْ تک کہا تو اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو ان سے کہہ کہ اِنَّ الْهُدٰی مَا اُذِیْنْتُمْ۔ اگر وہ خدا کی دین (عطائیں گی) پر کٹ جیتی سے کام لیں تو کہہ اِنَّ الْفَضْلَ مَنْ یَشَاءُ۔ بنی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو جو بات کہنے کے لئے ہدایت کی جاتی ہے یا تو مَنْ یَشَاءُ پر ختم ہو جاتی ہے۔ یا آیتہ ۴ کے اخیر تک چلی جاتی ہے۔
مندرجہ بالا مذکورہ صورتوں کے علاوہ ان فقروں کی اور بھی متعدد صورتیں ہو سکتی ہیں

۳: ۴۔ یَخْتَصُّ۔ مضارع واحد مذکر غائب مخصوص فرماتا ہے

== ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ۔ الفضل موصوف العظیم صفت۔ صفت موصوف مل کر مضاف الیہ۔ ذو مضاف۔ فضل عظیم کا مالک۔

۳: ۵۔ تَأْمَنُ۔ مضارع واحد مذکر حاضر۔ ضمیر واحد مذکر غائب تو اس کو امانت لے۔ تو اس کو امین بنائے۔

== قِنْطَارٍ۔ مال کثیر۔ ڈھیروں۔ انبار۔ جمع قِنْطَارِیْنِ۔

== یُوَدِّۙ۔ واحد مذکر غائب۔ مضارع۔ ضمیر واحد مذکر غائب۔ وہ اسے ادا کر دے گا۔
اداء مادہ۔ تَادِیۃً مصدر

== مَا دُمْتُ۔ مَا دَامَ افعال ناقص میں سے ہے باب نصر۔ ضوب) سے دوام مصدر۔
ماضی صیغہ واحد مذکر حاضر۔ جب تک تو ٹھہرا رہا۔ جب تک تو رہا۔

مَا دُمْتُ عَلَیْہِ قَائِمًا۔ جب تک تو اس کے سر پر کھڑا ہے۔

== لَیْسَ عَلَیْنَا سَبِیْلٌ۔ ای لیس علینا فی مَا اصْبَنَاهُ من اموال العرب عنائِ
وَدِّمٌ۔ اہل عرب کے مال میں سے جو بھی ہم ہتھیالیں اسی پر نواخذہ نہیں ہے۔ امیوں (غیر یہودیوں) کے معاملہ میں ہم پر کوئی نواخذہ نہیں ہے ان سے وہ خلائی کریں۔ دھوکہ دیں۔ نقصان پہنچاویں۔
امانت کو ادا نہ کریں۔ کسی طور پر مال اینٹھ لیں۔ اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

۳: ۶۔ بَلٰی۔ حرف۔ ہاں۔ الف اس میں اصلی ہے بعض کہتے ہیں کہ زائد ہے۔ اصل میں بَلٰی تھا۔ بلی کا استعمال دو جگہ ہوتا ہے۔

۱۔ نفی ماقبل کی تردید کے لئے جیسے ذِیْمَہ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا اَنْ لَّنْ یَّبْعَثُوْا اَکْثَرَ بَلٰی وَرَبِّیْ
لَیَّبْعَثُنَّ (۶: ۶۴) کافروں کو خیال ہے کہ وہ ہرگز نہیں اٹھائے جائیں گے تو کہہ لے کیوں نہیں
قسم ہے میرے رب کی تمہیں مژدہ اٹھایا جائے گا۔ ۲۔ یہ کہ اس استفہام کے جواب میں آنے جو

نفی پر واقع ہے خواہ استغنام حقیقی ہو جیسے اَلَيْسَ ذِيْدٌ بِقَاتِلِهِ كِيَا زِيْدٌ كُفْرَانِيْس۔ جواب میں کہا جائیگا
 بَلٰی۔ ہاں یعنی کُفْر اے۔ یا استغنام تو جہنی ہو جیسے اَيَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَلَنْ يَجْعَلَ عِظَامُهُ بَلْكُ
 قَادِرِيْنَ عَلٰی اَنْ تَشُوِيْ بَنَاتُهُ (۲۰۳: ۵۱) کیا انسان گمان کرتا ہے کہ ہم ہرگز اس کی ہڈیاں جمع نہیں
 کریں گے۔ کیوں نہیں بلکہ ہم قدرت رکھتے ہیں کہ اس کی پر پور درست کر دیں۔

یا استغنام تقریری ہو۔ جیسے اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَا نُوْا بَلٰی شَهِدْنَا (۱۷۲: ۷) کیا میں تمہارا رب
 نہیں ہوں۔ انہوں نے کہا ہاں (تو ہی ہے) ہم گواہ ہیں

نَعْمَ اے بلی میں فرق یہ ہے کہ نَعْمَ استغنام مجرد کے جواب میں آتا ہے۔ اور بَلٰی بالاتفاق
 ایجاب کے جواب میں نہیں آتا۔ بلکہ اس استغنام کے جواب میں آتا ہے جو مقترن (متصل) نفی ہو۔
 نیز بَلٰی البطل نفی کے لئے آتا ہے۔ اور نَعْمَ تصدیق ماقبل کے لئے۔ جیسے اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ۔
 (۱۷۲: ۷) بلی کی مثال۔ اور نَعْمَ کی مثال۔ فَعَلَّ وَجَدْتُ مَا وَعَدَ رَبِّيْ اَحَقًّا قَا نُوْا
 نَعْمَ۔

= اَدْنٰی۔ اِنْمَا سے ماضی واحد مذکر غائب اس نے پورا کیا۔

۴۸: ۳ = يَكُوْنُ مضارع جمع مذکر غائب اَيُّ مصدر۔ باب نصر۔ وہ گھاتے ہیں۔ وہ پھرتے
 ہیں۔ اَيُّ۔ مروّنا۔ پھیرنا۔ گھمانا۔ لَوِيْ يَلُوِيْ (ضرب) لَوِيْ لِسَانُهُ يَلُوِيْ يَلْسَانُهُ
 اس نے زبان پھیر لی یعنی جھوٹ کہا۔ خود اپنی طرف سے بات گھڑ لی۔ مطلب یہ کہ زبان مروڑ کر
 الفاظ بگاڑ کر داد کرتے ہیں۔ مثال۔ قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ كُوْنَلْ اَنْ مَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ
 پڑھنا۔

اگر لَوِيْ کے اول مفعول پر علی ہو تو متوجہ ہونے اور نہ پھیر کر دیکھنے کے ہیں لَا يَلُوِيْ
 عَلٰی اَحَدٍ۔ وہ ایسا بھاگا کہ کسی طرف نہ پھیر کر نہ دیکھا۔

۷۹: ۳ = وَ لٰكِنْ۔ اور كُوْزُوْا کے درمیان يَقُوْلُ محذوف ہے بلکہ وہ تو یہ کہے گا۔

= رَقِيْبِيْنَ۔ زاہد۔ خدا پرست۔ درویش۔ اللہ والے۔ ربّی۔ مرشد خلق۔ رَبّٰنِیْ کی نسبت
 رب کی طرف ہے اس نسبت سے لئے رَبّیٰ ہونا چاہئے تھا۔ لیکن مبالغہ کے لئے الف نون
 کا اضافہ کر دیا ہے۔ جیسے بڑی گھٹی ڈاڑھی والے کو یحیٰئی اور بہت فروگردن والے کو رَبّٰنِیٰ کہا جاتا
 ہے۔ اس صورت میں رَبّٰنِیٰ کا مطلب ہوگا بالکل اللہ والا۔

= تَدْرُسُوْنَ۔ (باب نص) مضارع جمع مذکر حاضر تم پڑھتے ہو

۸۰: ۳ = وَ لَا يَأْمُرُكُمْ۔ ثُمَّ يَقُوْلُ پر عطف ہے اور اس کا فاعل بشر ہے جو ابتدائی

آیت میں مذکور ہے اور وہ منہ نہیں نکم دے گا تمہیں۔

== آیات مذکورہ۔ تعجب اور استغمام انکاری کے طور پر ہے یعنی وہ ایسا حکم ہرگز نہیں دیگا۔ منیر فاعل بشر کی طرف راجع ہے۔

۳: ۸۱ = اس آیت میں میثاق النبیین کے دو معنی ہو سکتے ہیں۔ ایک یہ کہ نبیوں کے بارہ میں میثاق لیا گیا۔ دوسرا وہ میثاق جو نبیوں سے لیا گیا تھا۔

بعض مفسرین نے پہلا مطلب اختیار کیا ہے اور ان میں حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ بھی ہیں اور بعضوں نے دوسرا مطلب اختیار کیا ہے۔ لیکن پہلا مطلب زیادہ قرین قیاس ہے۔ دوسرے مطلب کی صورت میں ما حاصل یہ ہوگا کہ اللہ نے نبیوں میں سے ہر ایک نبی سے یہ عہد لیا تھا کہ اگر کوئی دوسرا رسول اس کے عہد میں مبعوث ہو تو اس کا فرض ہے کہ اس کی تصدیق کرے۔ اور اس کا ساتھ دے۔

تاریخ میں کب اور کہاں لیے حالات معرض وجود میں آئے کہ ایک امت کی جانب ایک رسول کتاب و حکمت لے کر آیا ہو اور اس کی حیات ہی میں ایک دوسرا رسول کتاب و حکمت کے ساتھ مبعوث ہوا ہو۔ اگر کبھی دوبنی ایک ہی وقت میں ایک ہی امت کی طرف بھیجے گئے تو دوسرا محض پہلے کی تائید اور نصرت کی خاطر مبعوث ہوا۔

اور جہاں تک اس آیت سے یہ مطلب اخذ کرنے کا سوال ہے کہ اس سے مراد تمام انبیاء سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی پیروی کا اقرار لیا گیا تھا تو امام رازی نے اس بارہ میں ایک بہت معقول سوال اٹھایا ہے کہ رسول مقبول کی بعثت کے وقت تمام انبیاء فوت ہو چکے تھے وہ کیسے ایسے وثاق کے مضاف ہو سکتے تھے۔ لہذا جیسا کہ حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کا موقف ہے وہ درست ہے کہ یہ میثاق ہر امت سے لیا گیا کہ ان میں سے ہر ایک کو بذریعہ رسول کتاب و حکمت دی گئی ہے لیکن جب کبھی اس کے بعد کوئی اور رسول منجانب اللہ کتاب و حکمت لے کر آئے۔ جو پہلی کی تصدیق و تائید میں ہو تو اس وقت کی امت پر فرض ہوگا کہ نئے آنے والے رسول کی پیروی کرے اور اس کے ساتھ تعاون کرے کیونکہ اصل دین ایک ہی ہے اور جتنے بھی خدا کے رسول ہیں سب اسی کی دعوت دینے والے ہیں۔

== وَإِذَا أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ۔ اور یاد کرو جب ہم نبیوں کے بارہ میں عہد لیا تھا۔

= لَتَوَفِّيَنَّ مَنًّا بِهِ وَكَتُوبًا مَّعْرُوفَةً۔ ہر دو فعل مضارع معروف باللام تاکید و نون ثقیدہ ہیں۔ تم ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور اس کی مدد کرنا۔

= اِصْرِي۔ میرا عہد۔ چونکہ عہد کی ذمہ داری کا بھی انسان پر بوجھ ہوتا ہے اس لئے اِصْرٌ کا

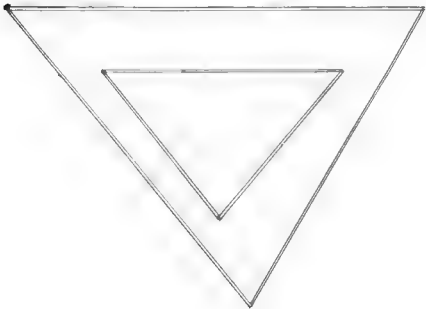
استعمال عہد کے معنی میں بھی ہوتا ہے جمع اَصَادُ

۸۴:۳ = اَسْبَاط - قبیلے - ایک داد کی اولاد۔ سَبْطُ کی جمع جس کے معنی پوتے اور نواسے دونوں کے ہیں۔ مگر نواسے کے معنی میں اس کا استعمال زیادہ آتا ہے یہاں حضرت یعقوب کی اولاد مراد ہے۔

۸۵:۲ = يَنْتَع - اصل میں يَنْتَعِي تھا۔ من عامل کی وجہ سے غ جو آخری متحرک حرف تھا ساکن ہو گیا۔ ی رُج ساکنین کے گر گئی۔ ی کی موجودگی کو ظاہر کرنے کے لئے غ کسور کر دی گئی مضارع مجزوم واحد مذکر غائب۔ ابتداء مصدر۔ چاہے۔ ڈھونڈھے۔ طلب کرے۔

۹۱:۲ = مِلُّ - وہ مقدار جس سے برتن بھر جائے۔ جمع اَمْلَاءُ
مِلُّ الْأَرْضِ - مضاف مضاف الیہ اتنی مقدار جو زمین بھر میں سما سکے۔

= اِفْتَدَى - اس نے اپنے چھڑا نے کا بدلہ (فدیہ) دیا۔
ماضی واحد مذکر غائب اِفْتَدَا (اِفْتَعَلَ) کے وزن پر۔



بِأَرْحَمَ
 لَنْ تَسْأَلُوا
 (۴)
 أَلْهَ عَمْرَانُ - الْيَسَاءُ



۹۲:۳ = لَنْ تَنَالُوا۔ مضارع نفی تاکید لَنْ۔ صیغہ جمع مذکر جاتہ۔
اصل میں لَنْ تَنَالُونَ تھا۔ لَنْ کے آنے سے نون اعرابی ساقط ہو گیا۔ صیغہ جمع کو ظاہر
کرنے کے لئے اخیر میں الف زائد کر دیا گیا۔ تم ہرگز نہیں پاؤ گے۔ تم ہرگز نہیں پہنچو گے۔
نَيْلٌ سے (باب سجع)

= الْجَزْءُ مصدر۔ مفعول بہ ہے فعل لَنْ تَنَالُوا کا۔ نیکو کاری۔ نیکی کرنا۔ مصلحتی کرنا۔ طاعت
صلاحیت۔ سچائی۔ نیک برتاؤ۔
بُزْ۔ میں اعتقادی و عملی دونوں قسم کی نیکیاں شامل ہیں۔
مَثَل۔ لَيْسَ الْبِرُّ أَنْ تُولُوا ذُجُوًّا مِثْلَ الْمَشْرِقِ وَلَا الْمَغْرِبِ۔۔۔۔۔۔

(۱۷۷:۲)

= تَنْفَعُوْا ۲۔ اِنْفَاعٌ (اِفْعَالٌ) سے جمع مذکر حاضر فعل مضارع معروف۔ نون اعرابی عامل
کی وجہ سے حذف ہو گیا ہے۔ تم خرچ کرو۔ تم خرچ کرو گے۔ تم خرچ کرتے ہو۔
۹۳:۳ = اِسْرَآئِیْلُ۔ سے اگر بنی اسرائیل مراد لیا جائے تو مطلب یہ ہوگا۔ کہ نزولِ توراۃ
سے قبل بنی اسرائیل نے رسماً بعض چیزیں حرام قرار دے لی تھیں جن کی حرمت توراۃ میں مذکور
نہیں ہے۔ اور اگر اسرائیل سے مراد حضرت یعقوب علیہ السلام لئے جاوے تو اس کا مطلب
یہ ہوگا کہ انہوں نے طبعی کراہت کی وجہ سے یا کسی مرض کی بناء پر احتراز فرمایا تھا۔ پھر ان کے
بعد ان کی اولاد نے ان چیزوں کو ممنوع سمجھ لیا تھا۔

۹۴:۳ = اِخْتَرَاءٌ۔ اس نے جھوٹ باندھا۔ اس نے بہتان تراشا۔

اِخْتَرَأَ (اِفْعَالٌ) ماضی واحد مذکر غائب خوی حروف مادہ اَلْفَرْی (فصر) کے معنی
چپڑے کو سینے اور درست کرنے کے لئے اُسے کاٹنے کے ہیں۔ اور اِخْتَرَاءٌ (اِفْعَالٌ)۔
کے معنی اسے خراب کرنے کے لئے کاٹنے کے ہیں۔ اِخْتَرَاءٌ۔ جھوٹ۔ دشمنی۔
اِخْتَرَى عَلَیْهِ اَلْکَذِبُ کسی پر تہمت لگانا۔ کسی پر جھوٹ باندھنا۔
فَعَمَّ۔۔۔۔۔ اَلْکَذِبُ۔ پس جو شخص اللہ پر جھوٹا بہتان تراشا ہے۔
= مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ۔ اس وضاحت کے بعد جو آیت ۹۳ میں کی گئی ہے۔

۹۵:۳ = مِثْلَ۔ دین کی طرح ملت بھی اس دستور کا نام ہے۔ جو اللہ تعالیٰ نے انبیاء
کی زبان پر بندوں کے لئے مقرر فرمایا تھا۔ تاکہ اس کے ذریعہ وہ قربِ خداوندی حاصل کر سکیں
دین اور ملت میں فرق یہ ہے کہ ملت کی اضافت صرف اس نبی کی طرف ہوتی ہے جس کا

وہ دین ہوتا ہے پس فَا تَعْبُوا... اَبْوَا هِیْم۔ پس دین ابراہیم کی پیروی کرو
 = حَيْفًا = الْحَيْفُ کے معنی گمراہی سے استقامت کی طرف مائل ہونے کے ہیں۔ الْحَيْفُ
 بوزن فَعِيلٌ جو باطل کو چھوڑ کر استقامت پر آجائے۔ جو سب سے بے تعلق ہو کر صرف خدا کا ہوتا ہے
 ۹۷: ۳۔ فِيهِ اَيْتٌ كَيْتَلَفَ مَقَامُ اَبْرَاهِيمَ جَزَاهُ وَمَنْ دَخَلَهُ كَانَ اٰمِنًا فِيْهِ اَوْ دَخَلَهُ
 میں ہے ضمیر و امد مذکر غائب بَيْت کی طرف راجع ہے جو آیہ ماقبل میں مذکور ہے۔
 فِيهِ اَيْتٌ تَبَيَّنَتْ (فمنها) مقام ابراہیم۔ اس میں کئی روشن نشانیاں ہیں ان میں سے
 ایک مقام ابراہیم ہے۔

۹۹: ۳۔ لَصُدُّنْ۔ صَدَّ وَنَصَرٌ تم روکتے ہو۔ تم بند کرتے ہو۔ مضارع جمع مذکر نافر۔
 = تَبْعُوْهُنَّ۔ تم اس کو چاہتے ہو تَبْعُوْهُ ہے۔ مضارع جمع مذکر نافر۔ ہا طبر و امد مونث غائب
 جو سبیل اللہ کی طرف راجع ہے۔ سبیل مذکر مونث دونوں طرح استعمال ہوتا ہے۔
 عَوَجٌ يَّعْوَجُ (سج) سے اسم ہے ٹیڑھا ہونا۔ کج ہونا جو کجی آنکھوں سے نظر آجائے مثلاً دیوار
 کا ٹیڑھا ہونا وہ عَوَجٌ (الفتح میں) ہے اور جو نظر نہ آئے مثلاً سونچو سمجھ میں کجی۔ قول میں کجی (عین
 کے کسر کے ساتھ) ہے۔

۱۰۱: ۲۔ يَغْتَصِمُ۔ و امد مذکر غائب مضارع مجزوم اِعْتَصَمَ (افعال) مصدر۔ مضبوط پکڑنا
 ہے۔ عِصْمَةٌ۔ گردن بند۔ حِمْلٌ۔ عِصْمَةٌ اور عَصَامٌ کے وغیرہ کی گردن کا پٹہ۔ عِصَامٌ۔
 مُشَكٌ کا بندھن مِحْصَمٌ کلائی کا پونچھا۔ عِصْمٌ مصدر۔ اِصْطَبَّ ستم اختیار کرنا۔ بچنا۔ محفوظ رکھنا
 عَصَمَ اَيْنَہ اس نے اس کی طرف پناہ لی۔ اِعْتَصَمَ (افعال) گناہ سے بچے رہنا۔ اِنْعَصَامٌ
 (الفعال) گناہ سے بچنا۔

۱۰۳: ۳۔ اَلْفٌ۔ اس نے الفت دی۔ اس نے محبت ڈال دی۔ تَالَيْفٌ (تَفْعِيلٌ) ہے
 جس کے معنی جمع کو ملنے اور الفت پیدا کرنے کے ہیں۔ تَالَيْفُ الْقُلُوبِ دلوں کو اکٹھا کرنا۔ باہمی
 الفت پیدا کرنا۔

= شَقًا۔ کنارہ۔ یہ لفظ ہلاکت کے قریب ہونے کے لئے ضرب التثنیہ (اشرف و حروف
 مادہ ہیں) چنانچہ کہتے ہیں اَشْفَى فَلَانٌ عَلَى الْهَلَاكِ فَلَانٌ ہلاکت کے قریب پہنچ گیا
 = حَقْرَةً۔ گڑھا۔ حَقْرٌ سے مشتق ہے جس کے معنی زمین کو ہودنے کے ہیں۔ حَقْرٌ جمع حَقَارٌ
 گور کن۔ مِخْفَرٌ بیلچہ۔ شَقَا حَقْرَةً۔ مضاف مضاف الیہ۔ گڑھے کا کنارہ
 = اَنْقَذَكُمْ۔ اَنْقَذَ (افعال) کسی خطرہ یا ہلاکت سے خلاصی دینا۔ نجات دینا۔ اس نے

تم کو بچایا۔ صیغہ ماضی واحد مذکر غائب۔ کُمُ ضمیر جمع مذکر حاضر۔ قَوْمٌ نَفِیْنٌ دشمن کے ہاتھ سے چھینا ہوا گھوڑا۔ گویا وہ دشمن سے بچایا گیا ہے۔ جَعَّ نَفَیْنٌ۔

۱۰۴: ۳ لَنْ تَنَالُنَّ مِیْنَهُ۔ لَنْ تَنَالُنَّ میں لام امر ہے صیغہ واحد نونث غائب۔ امر غائب و تکلم معروف بناوٹ کے لحاظ سے کوئی مستقل فعل نہیں بلکہ ایک دوسرا نام مضارع بلام امر کا ہے لام امر و مضارع غائب و تکلم معروف کے آٹھوں سیغوں سے خاص ہے جو صیغہ ہائے واحد کو جزم دیتا ہے۔ یہیے لَنْ تَنَالُنَّ (واحد مذکر غائب) لَنْ تَنَالُنَّ (واحد نونث غائب) اور لَنْ تَنَالُنَّ (واحد متکلم نون اعرابی کے سقوط اور نون ضمیری کی قافیہ میں مثل لَمْ کے عمل کرتا ہے۔

وَلَنْ تَنَالُنَّ۔ چاہئے کہ ہو ایک (جماعت) تم میں سے جو.....

== مِیْنَهُ۔ میں مِیْنِ۔ تبیین کے لئے بہ تبغیض کے لئے نہیں۔ یعنی امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا کام تمام امت پر واجب ہے کسی مخصوص جماعت کی ذمہ داری نہیں۔

۱۱۱: ۲ لَنْ یَصْنُوعَ کُفْرُکُمْ۔ مضارع معروف نفی تاکید ملن۔ صیغہ جمع مذکر غائب کُفْرُ ضمیر جمع مذکر حاضر۔ ہرگز تمہیں کوئی ضرر نہ پہنچا سکیں گے۔

== اَذِی۔ تکلیف۔ اذیت۔ کوفت۔

== یُوَلُّوْکُمُ الذِّبَاقَ۔ ذَلِیُّ یُوَلِّی۔ (باب تفعیل) پیٹھ دینا۔ پشت پھیر کر بھاگنا۔ اَذِیْبَاقُ جمع ذُبُوقِ۔ یعنی پیٹھ۔ وہ تمہاری طرف پیٹھ پھیر کر بھاگ جائیں گے۔

۱۱۲: ۳ ضَرْبَتْ۔ ڈال دی گئی ماردی گئی۔ لازم کردی گئی۔ مسلط کردی گئی۔ لگا دی گئی۔

ضَرْبَتْ سے ماضی مجہول واحد نونث غائب۔ علی کے ساتھ تارکب پہلو کو ظاہر کرنے کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ ضَرْبَتْ عَلَیْہِمْ الذِّلَّةَ۔ ذلت اور رسوائی ان پر لازم کردی گئی ضَرْبَتْ عَلَیْہِمْ الْمَسْکَنَةَ۔ ذلت اور رسوائی محتاجی اور بے نوائی ان پر مسلط کردی گئی۔ ان پر لازم کردی گئی۔

== تَقَقُّوْا۔ تَقَفَّ (سَمِعَ) کسی چیز کو پانا اور اس پر کامیاب ہونا۔ وہ پائے گئے۔

== حَبِلٌ۔ رسی۔ عہد و پیمان۔ چونکہ رگ بھی رسی سے مشابہت رکھتی ہے اس لئے قرآن حکیم میں شاہ رگ کو حَبِلٌ الْوَرِیْدِ۔ (۱۶: ۵۰) فرمایا ہے۔

== ہَاءُ ذَا۔ انہوں نے کیا۔ وہ پھر آئے۔ وہ لوٹے (باب نصر) بَوَّاءُ۔ جس کے اصل معنی ٹھکانہ درست کرنے اور جگہ ہموار کرنے کے ہیں۔ مجازاً اس کے معنی کمانے۔ لوٹنے۔ اقرار کرنے کے بھی آتے ہیں۔ ب و ۶۔ مادہ۔

مَكَانٌ بَوَّاءٌ۔ اترنے۔ فروکش ہونے کے لئے سازگار اور موافق جگہ۔ بَوَّاءَتْ لَہُا مَكَانًا۔

میں نے اس کے لئے جگہ کو ہموار اور درست کیا سَوَّاهُ اَدْعَدْتُ مِنْ اَهْلِكَ قُبُورِي الْمُؤْمِنِينَ
مَقَاعِدَ لِقَتَالِ۔ (۱۲۱:۳) اور جب تم صبح گھروں سے رخصت ہو رہے اور نومنوں کو لڑائی کے
لئے مناسب جگہ پر بٹھانے لگے۔

== حُذِبَتْ عَلَيْهِمُ الذَّلَّةُ۔۔۔۔۔ وَالْمُسْكَنَةُ۔ لازم کر دی گئی ان پر ذلت اور رسوائی جہاں
کہیں بھی وہ ہیں۔ بجز اس کے کہ وہ کسی عہد نامہ کی رو سے اللہ سے یا دوسرے لوگوں سے پناہ حاصل
کر سکیں (اللہ کی طرف سے عہد نامہ ان کا اہل کتاب ہونا اور یا ہندو شریعت ہونا۔ اور لوگوں کی طرف سے
عہد نامہ کسی سیاسی معاشرتی وجہ کی بناء پر بشرط پناہ حاصل کرنا) اور مستحق ہو گئے اللہ کے
غضب کے اور مسلط کر دی گئی ان پر محتاجی اور بے نوائی۔

۱۱۲:۳ = عَصَوْا۔ انہوں نے نافرمانی کی۔ انہوں نے اطاعت نہ کی۔ انہوں نے کہنا نہ مانا۔
عَصِيَّةٌ اور عَصِيَا۟ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب۔ عَصَوْا اصل میں عَصِيُوْا امتحان یا متحرک
ماقبل مفتوح اس لئے یار کو الف سے بدل لایا اب واؤ اور یار دوسرا کٹھن ہو گئے لہذا الف
گر گیا اور عَصَوْا رہ گیا۔

== سَاوَوْا اِلْعَدَّوْا۔ ماضی استمراری صیغہ جمع مذکر غائب۔ اِعْتَدَّوْا مصدر (افتعال) ع
د۔ مادہ۔ وہ زیادتی کرتے تھے۔ وہ حدود شرعیہ سے تجاوز کرتے تھے۔

۱۱۳:۳ = اِنَّا۔ اوقات۔ گھنٹیاں۔ اِنِّیْ۔ واحد۔ وقت کا کچھ حصہ۔ اِنِّیْ۔ حروف مادہ
۱۱۵:۳ = فَلَنْ يَكْفُرُوْا۔ تو اس کا رخیرے انکار نہیں کیا جائے گا۔ یعنی اس کا رخیرے کا ان کو اجر
دیا جائے گا۔ مضارع مجہول نفی تاکید ملبن۔ صیغہ جمع مذکر غائب

۱۱۶:۳ = لَنْ نَغْفِيَ۔ مضارع معروف نفی تاکید ملبن۔ صیغہ واحد مونث غائب (بابالفعال)
وہ کفایت برگز نہیں کرے گی۔ وہ ہرگز کام نہ آئے گی۔
هٰذَا مَا يَغْفِيَنَّكَ شَيْئًا۔ یہ تمہارے کسی کام نہ آئے گی۔

۱۱۷:۳ = جِدُّ۔ (مطر۔ پالا۔ سردی۔ ٹھنڈک۔ ٹور۔ بادِ سوم
۱۱۸:۳ = بَطَانَةٌ۔ ولی۔ دوستی۔ رازدار۔ سمیعی۔ آستر۔ کپڑے کا باطنی حصہ جو جسم سے ملا ہے
بطن سے مشتق ہے بطن کا استعمال ہر شے میں ظہر کے خلاف ہوتا ہے۔ باہر کی جانب کو ظہر
کہتے ہیں۔ اور اندر کی جانب کو بطن بولتے ہیں۔ کپڑے کے اوپر کے حصہ کو ظہارہ اور اندر والی
اور نیچے کے حصہ کو جو جسم سے ملا ہے بطنانہ کہتے ہیں۔

== لَا يَأْتُونَكَ۔ مضارع منفی صیغہ جمع مذکر غائب كُفُّ غمیر جمع مذکر ماضی (باب نَصْر) اَنُوْ
اَنُوْ۔ اِنِّیْ۔ مصدر کسی کام میں کوتاہی کرنا۔ دیر لگانا۔ کہتے ہیں كُفَّ يَالِ جُعْدًا۔ اس نے کوشش
کرنے میں کوتاہی نہیں کی۔

== جَبَّارٌ - تباہ کرنا۔ خرابی مچانا۔ فساد۔ تباہی۔ وہ خرابی یا فساد جس کے لائق ہونے سے کسی باندہ میں اضطراب اور بے چینی پیدا ہو جائے۔

لَا يَأْتِيَنَّكُمْ جَبَّارٌ وہ تمہیں خرابی پہنچانے میں کوتاہی نہیں کریں گے۔

== وَدُّوا - وہ پسند کرتے ہیں۔ وہ محبت کرتے ہیں۔ وہ تمنا کرتے ہیں۔ وَدٌّ - محبت۔ وَدَدٌ - محبت والا۔ (اللہ کے اسماء حسنیٰ میں سے ہے)

وَدٌّ - يَوَدُّ - ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب۔

== عَنِتُّمْ - تم کو مضرت پہنچی۔ تم کو ایذا پہنچی۔ عَنَتٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر ہے۔ عَنَتٌ - گناہ۔ بدکاری۔ زنا۔ تکلیف۔ مشقت۔ فساد۔ ہلاکت۔ غلطی۔ جور۔ اذیت۔

== أَخَوَاهِنِمْ - مضاف مضاف الیہ۔ أَخَوَاءُ - فُؤَادٌ کی جمع ہے۔ دُکُوگر اکرم سے بدل کر فُؤَادُ بمعنی منہ ہے۔

== ۱۱۹:۳ حَاسِبٌ - حاسبینہ کے لئے ہے۔ حَسِبٌ - مبتدأ اور اُدْلَہ خبر ہے۔

== لَقَوَكُمْ - وہ تم سے ملے ہیں۔ ماضی جمع مذکر غائب کُذِّ صمیر جمع مذکر ماضی۔ لَقُوا اصل میں لَقُوا ماضی جمع مذکر غائب سے۔

== حَلَّوْا - وہ تنہا ہوئے۔ وہ اکیلے ہوئے۔ حَلَّوْا سے۔ ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب

== عَصَوْا - انہوں نے کاٹ کاٹ کھایا۔ انہوں نے دانوں میں دبا دبا کر (سیر) (یا صبح) ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب۔

== اَلَا نَامِلٌ - اَنَمِلَةُ کی جمع۔ جس کے معنی پہلے پورے کے ہیں جس میں ناخن ہوتا ہے۔

انگلیاں۔ عَصَوْا عَلَیْكُمْ اَلَا نَامِلٌ مِنَ الْعِیْظِ - تمہارے خلاف غصہ و غضب کی وجہ سے انگلیاں کاٹ کاٹ کھاتے ہیں۔

== ۱۲۰:۳ تَسْتَسْكُمُ - (باب ضَرْبٍ - نَصْرٍ) وہ تم کو چبوائے۔ وہ تم کو پہنچے۔ مضارع واحد مؤنث غائب۔

== تَسُوْهُرُ - وہ ان کو بری لگتی ہے۔ وہ ان کو ناخوش کرتی ہے مضارع واحد مؤنث غائب۔ صمیر جمع مذکر غائب۔

== کِنْدٌ - مصدر اور اسم مصدر۔ اچھی تدبیر۔ بُری تدبیر۔ مکرو فریب۔ چال۔ داؤ۔

== مُجِیْطٌ - اسم فاعل۔ اِحَاطَةٌ۔ مصدر۔ حوط۔ مادہ۔ بہر طوں سے گھیر لینے والا۔

== ۱۲۱:۲ یہاں سے لے کر سورۃ کے اخیر تک کلام جنگ اُحد کے بعد نازل ہوا۔ تَبَوَّیْ دیکھو ۱۲:۳

== مَقَاعِدَ لِقَتَالٍ - مَقَاعِدَ - صیغہ جمع منتہی ایہوں - طرف مکان - مَقَعْدٌ واحد - بیٹھنے کی جگہ گھات لگانے کے مقامات - مورچے
۱۲۲:۳ == هَمَّشٌ - ماضی کا صیغہ واحد مَوَّشَتْ غَابٌ - هَمَّشٌ - مصدر - هَمَّشْتُمْ
(نَصَرَ) اس نے ارادہ کیا -

== كَلِيفَتَانِ - دو گروہ - دو جماعتیں - دو فرقے - كَلِيفَةٌ کا تثنیہ ہے -

جنگ احد کے لئے ۱۲ شوال بروز ہفتہ ۳ ہجری کو جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہزار مجاہدین کے ہمراہ مدینہ شریف سے نکلے - تو رئیس المنافقین عبد اللہ بن ابی ہرerah تھا لیکن راستہ میں غوط کے مقام پر وہ اپنے تین سو ہمراہیوں کے ساتھ الگ ہو گیا - اس کی دیکھا دیکھی قبیلہ ادس کی شاخ بنی حارثہ اور خزرج کی شاخ بنی سلمہ جوئے نئے اسلام میں داخل ہوئے تھے ان کے دل میں بھی جنگ سے واپسی کا خیال ہوا لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کی دستگیری کی اور اس لغزش کے ارتکاب سے ان کو بچایا -

== نَفَّسًا - وہ دونوں بزدلی کریں - فَنَسِلَ يَفْسُلُ (سَمَحَ) فَنَسِلُ بزدل ہونا - بزدلی کرنا - ہمت ہار دینا - مضارع کا صیغہ تثنیہ مَوَّشَتْ غَابٌ - نون اعرابی اَن کی وجہ سے گر گیا -
== وَاللَّهُ - میں داؤدِ حالیہ ہے -

۱۲۳:۳ == اَذَلَّةٌ - کمزور - نرم دل - ذلیل - ذَلِيلٌ کی جمع ہے -

۱۲۴:۳ == اَلَّذِي يَكْفِيكَ - آ - برائے استفہام - لَنْ يَكْفِيَكَ - مضارع منفی تاکید بَلَنْ صیغہ واحد مذکر غائب كُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر كَفَى يَكْفِي (ضَوْبَ) كِفَايَةً سے کافی ہونا - كِفَايَةً اس چیز کو کہتے ہیں جو ضرورت کو اس طرح پوری کرے کہ اس کے بعد کسی کی حاجت نہ رہے - کیا یہ تمہارے لئے کافی نہیں ہے

== اَنْ يُمِدَّكُمْ - مَدَّ يُمِدُّ وَاَمَدَّ يُمِدُّ - ب - کسی کو لشکر یا رسد مہیا کرنا - يُمِدُّك دال کے ضمہ کو نصب بوجہ اَنْ آئی ہے -

۱۲۵:۳ == بَاثُوَكُمْ - میں ضمیر فاعل اہل کفار کی طرف راجع ہے جو جناب احد میں اہل اسلام کے خلاف نبرد آڑا رہے تھے

== مِنْ خَوْرِهِمْ - خَوَّرَ اسم فعل - جوش - اُبال - عجلت - فَوَّرَ - اَلْفَوَّرَ کے معنی سخت جوش مارتے کے ہیں - یہ لفظ آگ کے بھڑک اٹھنے پر بھی بولا جاتا ہے اور ہانڈی اور غصہ کے جوش کھانے پر بھی - قرآن مجید میں ہے وَقَارَ النَّفُّورُ (۱۱: ۴۴) اور تنور جوش مارنے لگا -

ہانڈی کے اوبال کو فَوَادَةٌ کہا جاتا ہے پھر تشبیہ کے طور پر پانی کے ابلتے ہوئے چپٹے کو بھی فَوَادَةٌ
الغناء کہتے ہیں۔ ایک محاورہ ہے فَعَلْتُ كَذَا مِنْ فَوَدِي۔ میں نے جوش میں ایسا کیا۔
پس يَا تَوَكَّلْ مِنْ فَوْدِهِ هَذَا کا مطلب یہ ہوا کہ
ادار کا فرتم پر جوش کے ساتھ دفعۃً حملہ کریں۔

== مَسْقُومِيْنَ - اسم فاعل جمع مذکر۔ مَسْقُومٌ واحد تَسْوِيْمٌ مصدر سَوَمْتُ سے اپنے لئے نشان
مقرر کرنے والے یا اپنے کھنڈروں کا خصوصی نشان بنانے والے۔

== ذَا جَعَلَهُ اللّٰهُ - میں نے ضمیر اللہ تعالیٰ کے فرشتوں کے اتارنے کے ذریعہ سے مسلمانوں کی
امداد کے امر کے متعلق ہے

۱۲۷: ۳ = يَقْطَعُ - قَطَعَ سے مضارع کا صیغہ واحد مذکر غائب (باب فتح) مضارع پر لام جار مکسور
فعل کی علت یا سبب بیان کرنے کے لئے آئے تو اس کے بعد اَنْ مصدری نامصب کا آنا
ضروری ہے اور مضارع پر اسی اَنْ کی وجہ سے نصب آیا ہے اگر اَنْ مذکور نہ ہو جیسا کہ آیت
ہذا میں ہے تو محذوف مقدر قرار دیا جائیگا۔ لیکن اگر فعل سے پہلے لا نفی آیا ہو تو لام جر کے بعد
اَنْ کو ذکر کرنا لازم ہے۔ جیسے لَيْلًا يَكُوْنُ لِلنَّاسِ عَلَيْكُمْ حُجَّةٌ (۱۵۰: ۲)

= لَيَقْطَعُ - تاکہ کاٹ لے۔ ہلاک کرے۔

= طَوَفًا - طَوَّفَ کی جمع اطْرَافٌ - ایک ٹکڑہ - ایک حصہ۔

= يَكْتَبُهُمْ - مضارع واحد مذکر غائب هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب کَبْتُ مصدر باب صَوَّب
تاکہ وہ ان کو ذیل کرے۔ مضارع پر نصب لام جار مکسور کی وجہ سے ہے جو کہ محذوف ہے
اصل میں یہ لَيَقْطَعُ کی طرح لَيَكْتَبُهُمْ تھا۔

= حَاسِبِيْنَ - نامراد۔ حَسِبْتُ سے اسم فاعل کا صیغہ جمع مذکر۔

۱۲۶: ۳ = ترجمہ - خدا تعالیٰ نے فرشتوں کے ذریعہ امداد کا وعدہ مسلمانوں کو
خوشخبری اور ان کے اطمینان قلب کی خاطر کیا۔ اور دوم یہ کہ اہل کفار کا ایک بازو کاٹ جائے
اور وہ ذلیل و خوار ہو کر نامراد واپس لوٹیں۔

۱۳۰: ۳ = التَّوْبُوْا - بیاچ۔ سُود

= اَضْعَافًا مُّضَاعَفَةً - چند در چند۔ مُضَاعَفَةً - اَضْعَافًا کی تاکید کے لئے
لایا گیا ہے۔

۱۳۱: ۳ = اُعِدَّتْ - ماضی مجہول صیغہ واحد مؤنث غائب - اِعْدَا اَعْمَالُ سے

جس کے معنی تیار کرنے کے ہیں عَدَّ مے مشتق ہے جس کے معنی شمار کرنے کے ہیں۔ اُعِدَّتْ وہ تیار کی گئی

۱۳۳:۳ = مَسَارِعُوْا۔ جلدی کرو، دوڑو۔ سرعت سے کام لو۔ مَسَارِعَہ جس کے معنی دوڑنے اور دوڑانے کے ہیں۔ امر۔ جمع مذکر حاضر۔

۱۳۴:۳ = اَشْرَآء۔ خوشی۔ خوشحال۔ اَشْرَآء کا متضاد

= اَشْرَآء۔ تکلیف۔ سختی۔ تنگی۔ مرض۔ بیماری۔ مصیبت۔

= كَاظِمِيْنَ۔ كَاظِمٌ کی جمع ہے كَظْمٌ۔ كُظُوْمٌ۔ مصدر۔ (ضرب) غصہ روکنے والے غصہ پی جانے والے۔ كُظُوْمٌ کا اصل معنی ہے سانس رُکنا۔ مجازاً خاموش ہو جانا۔

بَعِيْزٌ كَاظِمٌ اور اِبْلٌ كُظُوْمٌ۔ وہ اونٹ جس نے جنگال کرنی چھوڑ دی ہو كَظْمٌ اَشْتَاء اس نے پانی بھر کر مشک کا مڑ باندھ دیا۔ كَظْمٌ اَنْبَاب اس نے دروازہ میں قفل لگانا = اَلْعَاقِبِيْنَ۔ عَاقِبِيْنَ۔ معاف کرنا۔ عَفُوٌّ سے۔ معاف کرنے والے۔

۱۳۵:۳ = لَمْ يُصِرُّوْا۔ مضارع نفی جہد بکُم۔ انہوں نے اصرار نہیں کیا۔ جے نہیں ہے۔ اٹھے نہیں ہے۔

۱۳۷:۳ = سُنُّوْا۔ سُنَّةٌ کی جمع۔ طریقے۔ راہیں۔ مثالیں۔ سنت، قانون شرعی۔ طور و عادت۔ دستور۔ طریقہ جاریہ۔ یہاں مراد مختلف قوموں کے عروج و زوال

۱۳۹:۳ = لَا تَهِنُوْا۔ وَهْنٌ سے۔ فعل نہی۔ جمع مذکر حاضر۔ تم سست مت ہو۔ تم بزدل مت ہو۔ تم کمزور مت ہو۔

۱۴۰:۳ = يَفْسِكُوْا۔ مضارع مجزوم واحد مذکر غائب۔ كُذِّمَ ضمیر جمع مذکر حاضر۔ تم کو لگتا ہے تم کو پہنچتا ہے۔ تم کو چھوٹا ہے۔

= قَرَحٌ۔ کسی بیرونی شے سے پہنچنے والا زخم۔ مثلاً۔ تلوار کا زخم۔

اَلْقَرْحُ۔ اندر سے پیدا ہونے والا زخم۔ مثلاً بھوڑا۔ پھنسی کا زخم۔ اول متعدی ہے اور باب فتح سے آتا ہے دوم لازم ہے اور باب سَمِع سے آتا ہے لیکن کبھی باب فتح سے آتا ہے۔ جیسے قَرَحُ قَلْبُہ۔ اس کا دل زخمی ہو گیا۔ قَرَحٌ مصدر بھی ہے۔ زخمی کرنا۔ قَرَحٌ اس دکھ اور تکلیف کو بھی کہتے ہیں جو کسی زخم سے پیدا ہو۔ یہاں زخمی ہونا اور دکھ پانا مراد ہے

۱۴۰:۳ = نَادَوْا لَهَا۔ جمع منکلم مضارع۔ مَدَّ اَدْلَہُ (مُعَامَلَةٌ) ہا ضمیر واحد مؤنث مفعول ہم اس کو اڈلتے بدلتے رہتے ہیں۔ دَنُوْا دُؤْلٌ ڈول اجوا پر نیچے آتا ہے) دَوْلَہُ دُؤْلَہُ

مالی چکر۔ دولت کہ وہ بھی ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ آتی جاتی رہتی ہے۔

۱۲۱: ۳ = لِيُمَخِّصَ - تَمَجِّصُ - (تفعیل) تاکہ خالص اور صاف کر دے۔
الْمَخْصُ - کسی چیز کو کھوٹ اور عیب سے پاک کرنا۔ مَحَصَتُ الذَّهَبِ میں
سونے کو آگ میں گھلا کر اس کے کھوٹ کو الگ کر دیا۔ دلوں کے پاک کرنے پر
تھیں کا استعمال بمثل تزکیہ و تطہیر ہوتا ہے۔

دعا میں ہم کہتے ہیں اَللّٰهُمَّ مَخِّصْ عَنَّا ذُنُوبَنَا۔ اے اللہ! ہمارے گناہوں
کو جو ہمارے ساتھ لگے ہوئے ہیں دور کر دے۔

= يَمْحَقْ - مَحَقَّ مصدر (فَعَمَ) وہ گھٹاتا ہے۔ تاکہ وہ مٹا دے۔ تاکہ وہ ہلاک
کر دے۔

يَمْحَقُ اللّٰهُ الْكَافِرِيْنَ وَيُؤَيِّدُ الصّٰدِقِيْنَ الصّٰدِقَاتِ ۝۲۱: ۲۲ (خدا سود کو نابود اور خیرات
کو بڑھاتا ہے۔)

۱۲۲: ۳ = لَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ - میں يَعْلَمُ مضارع مجزوم بوجہ نَعْمَا کے ہے متحرک
کرنے کے لئے میم کو کسرہ دیا گیا۔ ابھی جانا ہی نہیں اللہ نے یعنی آزما کر دیکھا ہی نہیں
= وَيَعْلَمُ الضّٰعِيْنَ - میں میم پر فتح بوجہ ذیل ہے۔

۱۔ واو حرف عطف ہے اور يَعْلَمُ الضّٰعِيْنَ کا يَعْلَمُ اللّٰہ پر عطف ہے۔ دراصل
یہاں بھی مجزوم تھا۔ لیکن التقارر ساکنین کی وجہ سے میم سے قبل لام کی فتح کی رعایت سے
اسے فتح دیا گیا۔

۲۔ واو - واو العطف ہے جس کے بعد اَنّ پوشیدہ ہوتا ہے لہذا واو کے بعد اور يَعْلَمِ
سے پہلے اَنّ مقدر ہے جیسے کہا جاتا ہے۔ لَا تَأْخُذْ السُّمُكُ وَتَشْرِبِ اللَّيْنِ

۳۔ امام حسن رض کی قرأت میں یہاں بھی يَعْلَمُ کی میم کو زیر ہے۔ کیونکہ واو عاطفہ ہے
اور یہ يَعْلَمُ پہلے يَعْلَمُ پر معطوف ہے اور نَعْمَا کی وجہ سے مجزوم ایہاں لام ماقبل
میم کی حرکت کی رعایت ملحوظ نہیں رکھی گئی۔

۴۔ ابو عمرو کی قرأت میں یہ يَعْلَمُ میم کے پیش کے ساتھ ہے۔ اس صورت
میں واو ابتدائیہ ہے اور جملہ نیا ہے۔ اب معنی یہ ہوں گے کہ رب تعالیٰ صابروں کو جانتا
ہے اور انہیں بقدر صبر اجر دے گا۔

۱۲۳: ۳ = كُنْتُمْ تَمْنَوْنَ - ماضی استمراری۔ صیغہ جمع مذکر حاضر۔ تَمْنَوْتَ اصل میں

تَتَمَنَّوْنَ تھات کو ت میں مدغم کر دیا گیا ہے تَعَتَّى سے مضارع تَتَمَنَّى م ن ی مادہ باب تفعّل۔ تم تمنا کیا کرتے تھے۔ تم آرزو کیا کرتے تھے۔
 = تَلْقَوْهُ۔ لَقِيَ يَلْقَى (سمع) لقاء سے جمع مذکر حاضر۔ کا ضمیر واحد مذکر غائب راجع الی اللہ ہے تم اس سے ملاقی ہو۔ تم اس سے ملو۔ تم اس سے ملاقات کرو۔ تم اس کو اپنے مقابل پاؤ۔ یہاں موت سے مراد جہاد میں شہادت ہے۔ یعنی جہاد فی سبیل اللہ میں جنگ و جدل سے قبل تم آرزو کیا کرتے تھے کہ تمہیں بھی ایسی شہادت کا موقع میسر آئے جو شہدائے بدر کو آیا تھا۔ تو لو اب اس جنگ (جنگ احد) میں تم اسے اپنے سامنے پا رہے ہو۔ فی الحقیقت پا رہے ہو۔
 = وَانْتُمْ تَنْظُرُونَ۔ برائے تاکید ہے۔

۳: ۴ = اَحَاشَیْ۔ استفہامیہ زائد۔ (اِنْ)۔ اگر نہیں۔ تاکید و تحقیق۔

اِنْ کی چار صورتیں ہیں

۱۔ اِنْ شرطیہ۔ اِنْ لَقِیْتُمْ بَیْہِمُ فَاْتَمَّ عِبَادُکَ۔ (۱۱۸: ۵) اگر تو ان کو عذاب دے تو میرے بندے ہیں۔ اِنْ یَدْعُوْهُمُ لِغُفْرِ لَهُمْ مَا قَدْ سَلَفَ۔ (۳۸: ۸) اگر وہ باز آجائیں تو معاف ہو ان کو جو کچھ ہو چکا۔

۲۔ اِنْ مخفف۔ جواز ثقیل سے مخفف ہو کر اِنْ بن گیا۔ یہ تحقیق اور ثبوت کے معنی دیتا ہے اس کے بعد لام مفتوح کا انا لازمی ہے جیسے اِنْ كَانَ اَصْحَبُ الدِّیْنِکَ لَطَّالِمِیْنِہٖ (۸۱: ۵) بلاشبہ اصحاب الایکہ ظالم تھے۔ اِنْ کَادَ لَیُضِلَّنَا عَنْ الْاِہْتِمَا۔ (۲۵: ۲۲) تو ضرور یہ ہم کو ہمارے معبودوں سے بہکا دیتا۔

۳۔ اِنْ نافیہ۔ یہ جملہ اسمیہ پر بھی آتا ہے اور جملہ فعلیہ پر بھی۔ اِنْ یَتَّبِعُونَ اِلَّا الظَّنَّ (جملہ فعلیہ) وَ اِنْ هٰذَا اِلَّا یَخْرُصُوْنَ (جملہ اسمیہ) (۱۱۶: ۶) سو یہ کچھ نہیں مگر چیخے پڑے اپنے خیال کے اور کچھ نہیں مگر اٹکیں دوڑاتے ہیں۔ یا اِنْ تَنْظُرْ اِلَّا ظُلُمًا (۳۲: ۵) ہم اس کو محض ضیعی خیال کرتے ہیں اور اِنْ هٰذَا اِلَّا قَوْلُ الْبَشْرِ (۴: ۲۵) یہ خدا کا کلام نہیں بلکہ بشر کا کلام ہے۔

اس کے بعد اکثر اِلَّا دلتا آتا ہے مگر ہر جگہ ضروری نہیں۔ مثلاً اِنْ عِنْدَکُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ بِہٰذَا تمہارے پاس اس کی کوئی سند نہیں ہے۔

۴۔ اِنْ موکہہ جو زائد ہوتا ہے اور مانافیہ کی تاکید میں آتا ہے۔ مثلاً وَ لَقَدْ مَنَّکُمْ فِیْہَا اِنْ قُلْتُمْکُمْ فِیْہَا۔ (۲۶: ۶۶) اور ہم نے ان کو مقدور دیا تھا ان چیزوں کا جن کا تم کو مقدور نہیں دیا۔ لیکن یہاں اِنْ نافیہ بھی ہو سکتا ہے اس صورت میں مانافیہ نہ ہوگا بلکہ منافیہ ہوگا۔

یا جیسے کہتے ہیں مَا اِنْ يَخْرُجْ زَيْدٌ بِابِرْ نَهْنِیْ نَكَلْ لَکَا۔

== اِنْقَلَبْ مُ عَلَى اَعْقَابِكُمْ۔ اِنْقَلَبْ يَنْقَلِبُ الْفِلْدَابُ الٹ جانا۔ پھر جانا۔ لوٹ جانا۔ اَعْقَابٌ۔ عَقِبٌ کی جمع۔ اڑیاں۔ اِنْقَلَبْ عَلَى عَقْبَيْهِ۔ وہ الٹے پاؤں واپس لوٹا۔ وہ الٹے پاؤں پھر گیا۔

۱۴۵: ۳ = كِتَابًا مُؤَجَّلًا كِتَابًا - حَكْمَ اِزْلِ - قَانُونٍ - فَرِيضَةٍ - اِسْمُ كِتَابٍ، قُرْآنٍ مَعْرُوفٍ
لوح محفوظ۔

مُؤَجَّلًا۔ اسم مفعول واحد مذکر۔ تَأْجِلُ۔ مصدر (تفعیل) اجل مادہ مؤنثلاً۔ مقرر الوقت وہ جس کا وقت مقرر ہو۔ تَأْجِلُ۔ وقت دینا۔ مہلت دینا۔ وقت مقرر کرنا۔ دیر کرنا۔ کِتَابًا مُؤَجَّلًا۔ موصوف و صفت میں۔ یہ یا تو موت کی تعریف ہے کہ موت الیسا تحریر شدہ امر ہے جس کا وقت مقرر ہے یا اذن اللہ کی تعریف ہے کہ اذن اللہ ایک الیسا حکم ہے کہ جس کے نفاذ کا وقت مقرر شدہ ہے۔

== نُؤْبِهْ مِنْهَا - میں حاضمیرواحد مونث غائب۔ دنیا کے لئے ہے۔ اورہضمیرواحد مکر غائب
 ثواب کے لئے ہے یا مَنْ کی طرف راجع ہے۔ مِنْهَا میں مَنْ - یعنی کے معنوں میں بھی یا
 جاسکتا ہے اب اس کا ترجمہ لیوں ہوگا۔

(۱) جو شخص اپنے اعمال کا صلہ دنیا میں چاہتا ہے ہم یہ صلہ دنیا سے ہی یا دنیا میں ہی دیدیتے ہیں۔

(۲) جو شخص اپنے اعمال کا صلہ دنیا میں چاہتا ہے ہم اس کو یہ صلہ دنیا سے ہی یاد دہانی دیتے ہیں۔

۳: ۱۴۶ = کَافٍ۔ اصل میں آئی تھا۔ اس پر کاف تشدید داخل کر کے نون تنوین کو لون کی شکل میں لکھ دیا۔ کَافٍ ہمیشہ خبری صورت میں مستعمل ہے۔ خاص کر قرآن مجید میں یہ بصورت خبری آیا ہے یہ مبہم کثرت تعداد پر دلالت کرتا ہے ابہام کو دور کرنے کے لئے اس کے بعد بطور تمیز کوئی لفظ مذکور ضرور ہوتا ہے۔ جیسے آیت ہذا میں وَکَافٍ تَنْبِیْ قَتْلَ مَعَهُ رَیْقَتَیْوَ کَثِیْرٌ۔ اور کہتے ہی نبی گذرے ہیں کہ ان کی معیت میں اللہ والوں کی کثیر تعداد نے جہاد کیا۔ اس مثال میں کَافٍ نے کثیر تعداد کو ظاہر کیا لیکن کس کی؛ یہ بات مبہم تھی جب اس کے بعد مِنْ تَنْبِیْ آیا تو ابہام دور ہو گیا۔ اور معلوم ہو گیا کہ کثیر تعداد پیغمبروں کی تھی۔

کاتین۔ ہمیشہ آغاز کلام میں آتا ہے۔ اس سے پہلے حرف جر نہیں آتا۔ اس کی خبر ہمیشہ مرکب ہوئی

مفرد کہیں نہیں آتی۔

کَاتِبٌ۔ استفہام کے لئے بھی آتا ہے مثلاً حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے پوچھا تھا۔ کَاتِبٌ تَقْرَأُ سُورَةَ الْأَحْزَابِ الْيَوْمَ۔ آپ سورۃ احزاب کی کتنی آیات پڑھتے ہیں؟ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ ثَلَاثًا وَسَلْعِينَ۔ (تہتر ۳۰) دیگر مثالیں۔

وَكَايْنِ مِّنَ الْاَيَةِ فِي السَّمَوَاتِ وَالْاَرْضِ (۱۲: ۲۱۰)

وَكَايْنِ مِّنَ ذَا بَيِّنَةٍ لَا تَحْصِلُ رِزْقَهَا (۲۹: ۶۰)

وَكَايْنِ مِّنْ ذُرِّيَةٍ عَمِلْتَ عَنْ اَمْرِ رَبِّهَا وَرُسُلِهِم (۶۵: ۸)

رَبُّكَوْنٌ۔ زمخشری نے اس کا معنی رب و ملے کیا ہے الرَّبَّيُّوْنُ الرَّبَّيُّوْنُ۔

قرطبی نے اس کا معنی انہوہ کثیر کئے ہیں۔ اس صورت میں اس کا واحد رَبِّيْ اور رَبَّةٌ ہوگا بمعنی جماعت کی طرف منسوب ہے۔

وَهَوُّوْا۔ ماضی معروف جمع مذکر غائب وَهْنٌ سے مَا دَهَنُوْا وہ کمزور نہیں پڑے۔ انہوں نے بزدلی نہیں دکھائی وَهْنٌ۔ کمزور اور ضعیف ہونا۔

مَا اسْتَكَانُوا۔ ماضی منفی جمع مذکر غائب۔ باب افتعال مسکن مَادَّہ۔ الشُّكُوْنُ۔ حرکت کے بعد ٹھہرنا۔ باب نصر۔ رہائش اختیار کرنا۔ سکون۔ راحت۔ تسلی سب کو محیط ہے۔ لیکن مفسرین نے مسکین کے معنی مَنْ لَّدُنْ شَيْءٌ لَّہُ (یعنی جس کے پاس کچھ نہ ہو) کئے ہیں۔ اور تَسْكُنَ مسکین اور محتاج ہونا ہے۔ اور اسْتَلْكَا وَاسْتَلْكَا نَةً وَاسْتَلْكَا مَعْنَى ذَلِيلٌ وَعَاجِزٌ ہونا ہے۔ پس مَا اسْتَلْكَا نُوا۔ کا مطلب ہوا۔ وہ دب نہیں گئے۔ وہ عاجز نہیں آئے۔ انہوں نے کمزوری نہیں دکھائی ہمت نہیں ہاری۔ ہار نہیں مانی۔

۳: ۱۴۷ = اسْتَرَاخْنَا۔ ہماری زیادتی۔ دافعال اسْرَافٌ سے جس کا مطلب کسی کام میں انسان کا حد سے تجاوز کرنا ہے۔ حد سے زیادہ خرچ کرنے کو بھی اسراف کہتے ہیں۔

۳: ۱۴۸ = فَاتَّهَمُوْا۔ میں ف سبب کے لئے ہے یعنی بہ سبب ان کے جہاد فی سبیل اللہ اور استقامت فی الحرب۔ میر و توکل علی اللہ کے اللہ تعالیٰ ان کو ثواب دینا (یعنی نصرت، غنیمت، غفران الذنوب) سے بھی نوازتا ہے۔ اور بہترین ثواب آخرت سے بھی۔

وَحَسُنَ ثَوَابُ الْاٰخِرَةِ۔ اس جملہ کا عطف جملہ سابقہ پر ہے اور اِنِّیْ کا مفعول ثانی ہے۔

اور اللہ (ان کو) آخرت کا بھی عمدہ بدلہ دیگا واد عا طفر۔ حَسُنَ (حَسُنَ یَحْسُنُ کا مصدر) بہتر

ہونا۔ عمدہ ہونا۔ مضاف۔ ثَوَابِ الْآخِرَةِ۔ مضاف مضاف الیہ مل کر مضاف الیہ حَسَنَ کا ثواب آخرت کا عمدہ ثواب یا بدلہ۔

۱۲۹:۳ = يَرْدُّوكُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ۔ اے یوحنا کو کہ انی امر کہ۔ الاول وهو الکفر۔ و اشرك باللہ۔ یعنی تمہیں تمہاری پہلی حالت کی طرف لوٹا دیں گے جو کفر و شرک کی حالت تھی۔

۱۵۰:۳ = بَلِ اللّٰهُ مَوْلَاكُمْ۔ اَضْرَابِ عَنْ مَفْهُومِ الْجُمْلَةِ الْاُولٰی (شوکانی) یہ پہلے جملہ کے مفہوم کا دوسرا پہلو ہے۔ یعنی اُدھر اگر تم کفار کی پیروی کرو گے تو وہ تمہیں کفر و شرک اور خسائے کی طرف لے جاویں گے۔ اور ادھر یہ حالت ہے کہ اللہ تعالیٰ بہترین دوست اور بہترین مددگار ہے۔

۱۵۱:۳ = سَنَلِقٰی۔ میں مستقبل قریب کے لئے ہے۔ نَلِقٰی۔ مضارع جمع متکلم۔ اِنْقَاءً۔ مصدر (افعال) لقی مادہ۔ ہم ڈالنے کو ہیں۔ ہم عنقریب ڈالیں گے۔

= رَحْمًا۔ بوجہ۔ بمقابلہ۔ بدلہ میں

= سُلْطَانًا۔ زور۔ قوت۔ حجت۔ برہان۔ سند۔ حکومت

= مَادُوں۔ مصدر۔ اور اسم ظرف۔ قیام کرنا۔ سکونت پذیر ہونا۔ مقام سکونت۔ ٹھکانہ۔ پناہ گاہ اُولٰی یَاوٰی۔ (ضرب)

= مَتَوٰی۔ ظن مکان۔ مَتَوٰی جمع۔ ٹھکانہ۔ قیام گاہ۔ فرود گاہ۔ ثَوٰی یَفْوٰی (ضرب) ثَوٰی ثَوٰی۔ مصدر متعدی بنفسہ بھی ہے۔ ثَوٰی الْمَكَاتِ اس نے اس جگہ قیام کیا۔ اِترَا۔ ٹھہرا۔ اَثَوٰی بِالْمَكَاتِ۔ (افعال) وہ وہاں مدت دراز تک ٹھہرا رہا۔ اَثَوٰیثُ۔ میں نے اس کو ٹھہرایا۔

ثَوٰی۔ یُثَوِّی (تفعیل لانہم) وہ مر گیا۔ ثَوٰیثُ (باب تفعیل متعدی) میں نے اس کو ٹھہرایا اور تَثَوٰیثُ (باب تفعیل) میں اس کا مہمان ہوا۔

اگلی چند آیات کو سمجھنے کے لئے جنگ احد (جس سے ان آیات کا تعلق ہے) کا مختصر سافقہ نگاہ میں رکھنا ضروری ہے۔

شوال ۶ھ کی ابتداء میں کفار قریش تقریباً ۱۰ ہزار کا لشکر لے کر مدینہ پر حملہ آور ہوئے۔ تعداد کی کثرت کے علاوہ ان کے پاس ساز و سامان بھی مسلمانوں کی نسبت بہت زیادہ تھا۔ اور پھر جنگ بدر کے انتقام کا شدید جوش بھی رکھتے تھے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور تجربہ کار صحابہ کرام کی رائے یہ تھی کہ مدینہ میں محصور ہو کر مدافعت کی جائے۔ مگر چند نوجوانوں نے جو شہادت کے شوق سے بے تاب تھے اور جنہیں بدر کی جنگ

میں شریک ہونے کا موقع نہیں ملا تھا۔ باہر نکل کر لڑنے پر اصرار کیا۔ آخر کار ان کے اصرار پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے باہر نکلنے کا ہی فیصلہ کر لیا۔ ایک ہزار آدمی آپ کے ہمراہ نکلے مگر تمام شوط پر پہنچ کر عبد اللہ بن ابی اپنے ۳۰۰ ساتھیوں کو لے کر الگ ہو گیا۔ عین وقت پر اس کی اس حرکت سے مسلمانوں کے لشکر میں خاصا اضطراب پھیل گیا۔ حتیٰ کہ بنو سلمہ اور بنو حارثہ کے لوگوں نے بھی دل شکستہ ہو کر پلٹ جانے کا ارادہ کر لیا۔ (آیہ ۱۲۰) مگر پھر اولوالعزم صحابہ کی کوششوں سے یہ اضطراب رفع ہو گیا اور ان ہر دو گروہوں نے پلٹنے کا ارادہ ترک کر دیا۔ باقی ماندہ ۴۰۰ آدمیوں کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمراہ لے کر آگے بڑھے۔ اور امد کی پہاڑی کے دامن میں اپنی فوج کو اس طرح صف آرا کیا کہ پہاڑ پشت پر تھا اور قریش کا لشکر سامنے۔

پہلو میں صرف ایک درہ ایسا تھا کہ جس سے اچانک حملہ کا خطرہ ہو سکتا تھا۔ وہاں آپ نے حضرت عبد اللہ بن جبیرؓ کی زیر قیادت پچاس تیر انداز بٹھائیے اور ان کو تاکید کر دی کہ کسی کو ہمارے قریب نہ پھینکنے دیا جائے۔ اور کسی حال میں یہاں سے نہ ہٹنا۔ اگر تم دیکھو کہ ہماری بوٹیاں پرندے نوچے لے جاتے ہیں تب بھی تم اس جگہ سے نہ ہٹنا۔

اس کے بعد جنگ شروع ہوئی۔ ابتدا میں مسلمانوں کا پہلے بھاری درہا یہاں تک کہ مقابل کی فوج میں اتبری پھیل گئی۔ لیکن اس ابتدائی کامیابی کو کامل فتح کی حد تک پہنچانے کے بجائے مسلمان مال غنیمت کے اٹھانے میں مصروف ہو گئے۔ اور جن تیر اندازوں کو عقب کی حفاظت کے لئے بٹھایا گیا تھا انہوں نے جو دیکھا کہ دشمن بھاگ نکلا ہے اور غنیمت لٹ رہی ہے تو وہ بھی اپنی جگہ چھوڑ کر غنیمت لوٹنے میں لگ گئے۔ حضرت عبد اللہ بن جبیرؓ نے ان کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا تاکید فرمان یاد دلایا کہ بہت روکنے کی کوشش کی مگر چند آدمیوں کے سوا (جن کی تعداد دس سے بھی کم تھی) کوئی نہ ٹھہرا۔

اس موقع سے خالد بن ولیدؓ نے جو اس وقت لشکر کفار کے رسالہ کی کمان کر رہے تھے۔ بروقت فائدہ اٹھایا۔ اور پہاڑی کا بکھر کاٹ کر پہلو کے درہ سے حمد کر دیا۔ حضرت عبد اللہ بن جبیرؓ اپنے باقی ماندہ ساتھیوں کے ساتھ حملہ کو روکنا چاہا مگر مداخلت نہ کر سکے۔ اور یہ سیلاب یکایک مسلمانوں پر ٹوٹ پڑا دوسری طرف جو دشمن بھاگ گئے تھے وہ بھی پلٹ کر حملہ آور ہوئے۔ جب مسلمانوں پر اچانک دو طرف سے حملہ ہوا تو ان کی صفوں میں اتبری پھیل گئی۔ کچھ لوگ مدینہ کی طرف بھاگ نکلے۔ اور کچھ امد پر چڑھ گئے۔ مگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک اپنی جگہ سے نہ ہٹے۔ دس بارہ جاں نثار آپ کے ہمراہ تھے اور آپ بھاگنے والوں کو پکڑ رہے تھے اِنِّیْ عِیَّادُ اللّٰہِ لَہِ۔

اِلٰی عِبَادِ اللّٰهِ۔ میری طرف آؤ اللہ کے بند۔

لڑائی کا پانسہ ایک دم پلٹنے سے مسلمان اس غیر متوقع صورت حال سے اس قدر سراسیمہ ہوئے کہ ایک بڑا حصہ پر اگندہ ہو کر بھاگ نکلا۔ تاہم چند بہادر سپاہی ابھی تک میدان میں ٹھٹھے ہوئے تھے۔ اتنے میں افواہ اڑ گئی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہو گئے۔ اس خبر نے صحابہؓ کے سب سے بے ہوش و حواس بھی گم کر دیئے۔

بعض کمزور دل کے مسلمانوں نے تو یہاں تک کہنا شروع کر دیا کہ کاش کوئی ہمارے لئے ابوسفیان (جو اس وقت لشکر کفار کے کمانڈر تھے) امان طلب کرے۔ بعض منافقوں نے تو یہ پروپیگنڈہ کرنا شروع کر دیا کہ محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام اگر نبی ہوتے تو شہید کیسے کئے جاتے آؤ اپنے پہلے دین کی طرف لوٹ جائیں۔ (اسی کے متعلق ایسے اشخاص کو آیہ ۱۴۴ میں سرزنش ہوئی ہے،

لیکن جلد ہی آپؐ کی شہادت کی افواہ غلط نکلی۔ اور تمام صحابہؓ کو معلوم ہو گیا کہ آپؐ زندہ ہیں۔ اس حقیقت نے مسلمانوں کو ہمت بندھائی۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد جمع ہونے لگے۔

ادھر اپنے قیدیوں کو چھڑا لینے اپنے لوٹے ہوئے مال کو واپس لینے نیز مسلمانوں کو وسیع پیمانے پر شہید کرنے کے بعد قریش نے خیال کیا کہ ان کا مقصد حاصل ہو گیا اس لئے انہوں نے اتنی ہی کامیابی پر اکتفا کیا۔ جو حالات نے ان کو نصیب میں کر دی تھی۔ مزید برآں شہرت کا رزار سے ان کی اپنی ہمت بھی قریب قریب جواب دے چکی تھی۔ اس لئے انہوں نے بجائے مدینہ کا رخ کرنے کے اپنے سپہ سالار ابوسفیان کے حکم پر اپنا اسباب باندھا۔ اور مکہ کی طرف روانہ ہو گئے۔

اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ مسلمانوں کی شیرازہ بندی کو دوبارہ دیکھ کر اور اپنے میں مزید لڑائی کی قوت نہ پا کر انہوں نے اس کو ہی غنیمت جانا کہ اب کے ہمارا ہاتھ اوپر ہے مزید خطرہ مول نہ لیا جائے۔ بہر کیف انہوں نے میدان کا رزار کو چھوڑ کر مکہ کے لئے رخت سفر باندھ لیا۔ ادھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غار میں کچھ وقت آرام کر کے مدینہ کی طرف واپسی فرمائی۔

اگلے دن پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دشمنوں کا پھر تعاقب کیا۔ اور حمرار الاسد جو مدینہ سے ۹ میل کے فاصلہ پر ہے جا کر قیام کیا۔ اس وقت ابوسفیان کا لشکر چند میل آگے روجا کے مقام پر پڑاؤ ڈالے ہوئے تھا۔ ہر دو فریق کو ایک دوسرے کے متعلق خبر ملی کہ مقابلہ فریق

ڈٹنے کو تیار ہے لیکن تین دن تک قیام کے بعد البوسفیان اپنے میں دوبارہ مقابلہ کی ہمت نہ پا کر مکہ کی طرف چل دیا۔

(تفہیم القرآن - ضیاء القرآن - تفسیر علامہ عبداللہ یوسف علی - اردو دائرہ معارف اسلامیہ حیاة محمد مصنفہ محمد حسین بیگل مصری)

۱۵۲:۳ = لَحْشُوْهُ لَحْشُوْهُ - لَحْشُوْهُ - مضارع جمع مذکر حاضر (باب نصر) هُوَ ضَمِير جمع مذکر غائب مفعول - الْحَاسَةُ - اس وقت کو کہتے ہیں جس سے عوارض حمیہ کا ادراک ہوتا ہے اس کی جمع حَوَاشٍ ہے جس کا اطلاق شاعرہ حمہ (یعنی سمع - بصر - شمع - ذوق - لمس) پر ہوتا ہے۔

حَسَنَتْ (نصوم) وَاخْسَنْتْ محسوس کرنا۔ اَخْسَنْتْ (افعال) دو طرح استعمال ہوتا ہے (۱) قوت حس سے کسی چیز تک پہنچنا (محسوس کرنا)

(۲) کسی کے حاسہ پر مارنا جیسے كَبَدْتُهَا میں نے اس کے جگر پر مارا۔ اور حاسہ پر مارنے سے کبھی انسان مر بھی جاتا ہے اس لے حَسَنَتْهُ بمعنی قَتَلَتْهُ بھی آجاتا ہے۔ آتہ ہذا میں انہی معنوں میں استعمال ہوا ہے یعنی جب تم کافروں کو قتل کر رہے تھے۔

= فَشَلَّخْتُ - ماضی معروف جمع مذکر حاضر فَشَلَّ مصدر - باب سَمِع - فَشَلَّ کے معنی میں بہت ہمت ہو جانا۔ بزدلی کے ساتھ کمزور ہونا۔ یعنی جب تم بہت ہمت ہو گئے یا بزدلی کے ساتھ کمزور ہو گئے

= حَتَّىٰ اِذَا فُشِلْتُمْ وَتَنَادَعْتُمْ فِي الْاَمْرِ وَعَصَيْتُمْ - تا آنکہ اس حکم کے متعلق جو تم کو دیا گیا تھا جھگڑنے لگے اور نافرمانی کی۔ (یعنی اس حکم کی خلاف ورزی کی۔ جو تم کو اپنی پوزیشن کو نہ چھوڑنے کے متعلق دیا گیا تھا) پس تم بزدل ہو گئے اور بہت ہمت ہو گئے (جیسا کہ مابعد کی جنگی صورت حالات نے بتا دیا)

(۲) اللہ نے نصرت کا جو وعدہ فرمایا تھا سچ کر دکھایا۔ لیکن تم نے بزدل باہم جھگڑا اور نافرمانی سے کام لیا۔ (اور فتح کا موقعہ گنوا دیا)

(۳) بعض کے نزدیک یہ شرط ہے جس کا جواب محذوف ہے یعنی تا آنکہ تم نے بزدلی اور بہت ہمتی دکھائی۔ اور بین حکم کی خلاف ورزی کی اور حکم عدولی سے کام لیا تو اللہ تعالیٰ نے فتح و نصرت کو روک لیا = مَا تُحِبُّوْنَ - سے مراد فتح و ظفر اور غنیمت ہے۔

= مِنْكُمْ مَنْ يُرِيدُ الدُّنْيَا - سے مراد وہ گروہ جو اپنی پوزیشن کو چھوڑ کر مال غنیمت کو

اصل کرنے کے حق میں تھا۔

== مِنْكُمْ..... الْاُخْرَى - سے مراد دوسرا گروہ جو حکم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بجا آوری میں ہر صورت اپنی پوزیشن پر ڈٹے رہنے کے حق میں تھا۔

== صَرَحَكُمْ عَنْهُمْ - صَرَفَ عَنْ - کسی کو کسی شے سے باز رکھنا۔ صَرَحَكُمْ عَنْهُمْ یہیں ان پر فوج حاصل کرنے سے باز رکھا۔ یا تمہیں ہزیمت کے ساتھ مشرکین سے پھیر دیا۔
 == لَيَبْتَليَنَّكُمْ - تاکہ تم کو آزمائے اور تمیز کرے مومنوں کی منافقوں سے۔ دنیا پسندوں، آخرت پسندوں سے۔ صابروں کی شکوہ کنندگان سے۔ اپنی غلطی پر نادم ہو کر توبہ کرنے والوں، ہٹ دھرمی سے کام لے کر اپنی رائے پر اڑے رہنے والوں کی۔

۱۵۳:۱ = تَصْعِدُونَ - باب افعالِ اصْعَادُ سے مضارع جمع مذکر حاضر اصْعَدَ يَصْعِدُ میں پر نشیب بلند کی طرف یا بلندی سے نشیب کی طرف چلنا۔ یہاں مراد احد کی بلندی کی طرف بھاگ رہے تھے۔ یا دور بھاگ رہے تھے۔ صُعُودٌ بلند مقام کی طرف چڑھنا۔
 == ذَاكَ تَلَوْنَ عَلَى اَحَدٍ - کوی (ضَرْبَ) رسی کا بٹنا۔ کسی چیز کو خمیدہ کرنا۔
 قَوَارِئُ سَبْعَةٍ! (۵: ۶۲) تو وہ سر پھر لیتے ہیں۔ يَلَوْنَ اَلَيْسَتْ لَهُمْ بِالْكِتَابِ کتابِ فُتَاةٌ کو زبان موڑ موڑ کر پڑھتے ہیں۔

محاورہ ہے فَلَا تَلَوْنِ عَلٰی اَحَدٍ - وہ کسی کی طرف گردن موڑ کر بھی نہیں دیکھتا سخت ہزیمت اٹھا کر بھاگ اٹھنے کے موقع پر بولا جاتا ہے۔ اسی سے ہے اِذْ تَصْعِدُونَ لَ تَلَوْنَ عَلٰی اَحَدٍ جب تم دور بھاگے جاتے تھے اور کسی کو پیچھے مڑ کر بھی نہیں دیکھتے تھے۔ اُخْرٰیكُمْ - مضاف مضاف الیہ اُخْرٰی کی مَوْنِثُ اُخْرٰی - پچھلی۔ دوسری۔
 حَوْلَكُمْ تمہاری پچھلی طرف سے (یعنی جب تم بھاگ رہے تھے تو پیچھے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں واپس آنے کے لئے پکار رہے تھے۔

اَتَاَبَاكُمْ - اس نے تم کو عوض میں پہنچایا اَتَاَبَ (افعال) ثَوْبٌ سے۔ اِثَابَةٌ یعنی کی جزا دینا خواہ وہ انعام ہو یا سزا۔ یہاں مزا کے معنی مراد ہیں اور فاعل اللہ تعالیٰ ہے۔
 = عَقًا كَعَمٍّ - راجع کے سبب سے رنج۔ تم نے نافرمانی کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رنج پہنچایا اللہ نے اس کے عوض تم کو (شکست کا) رنج پہنچایا۔

غم بالائے غم، غمِ اول فتح و ظفر اور غنیمت کا ہاتھ سے نکل جانا۔ غم ثانی قتل و ہزیمت یا غمِ ل قتل و جراح۔ اور غم ثانی یہ افواہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہو گئے ہیں۔

لَکِنْلَا۔ ل حرف جار۔ کئی۔ تاکہ۔ لَا۔ لافنی۔ کئی۔ کبھی نامصب مضارع ہوتا ہے جو معنی اور عمل دونوں میں اَنْ مصدری کی طرح ہوتا ہے جیسے آیتِ ہذا میں لَکِنْلَا تَحْزَنُوْا = اور کبھی تعلیلیہ ہوتا ہے یعنی لام حرف جار کی طرح معنی کے اعتبار سے بھی اور عمل کے لحاظ سے بھی۔ اس کے بعد کبھی مَا استفہامی آتا ہے۔ جیسے کَیْمَہ جِئْتُ۔ تو کیوں آیا۔ وقف کی صورت میں اس کے بعد ہا لایا جاتا ہے جیسے کَیْمَہ (کس لئے) کبھی ماصدری یا ماکاذ آتا ہے جیسے اِذَا اَنْتَ کُمْ تَنْفَعُ فَضْرًا نَّمَا یُؤْتِی الْفَقِیْ کَیْمًا یَضُرُّ وَ یَنْفَعُ

(ترجمہ) تو فائدہ رسال نہ ہو تو ضرر ہی پہنچا کیونکہ آدمی سے دوہی وجہ سے امید کی جاتی ہے۔ ضرر کے لئے یا نفع کے لئے)

یہ اَنْ مصدریہ مقدریہ پر جو بآ داخل ہوتا ہے جیسے جِئْتُکَ کئی حَکْمِیّ میں تیرے پاس آیا تاکہ تو میری عزت کرے۔ عام طور پر اس کا استعمال لام کے بعد ہوتا ہے۔ جیسے جِئْتُکَ لَکَیْ حَکْمِیّ۔

کئی نامصب سے پہلے کبھی لام حرف جر مذکور ہوتا ہے اور کبھی نہیں۔ اسی طرح اس کے بعد کبھی لَا لافنی ہوتا ہے کبھی نہیں۔ قرآن میں لَکِنْلَا کی مثالیں (۱۶: ۱۰) (۲۳: ۵۰) (۳۳: ۵۰) (۲۳: ۵۴) کَیْنَلَا یَكُوْنُ ذٰلَکَ بَیْنَ الْاَعْیُنِیْآ وَ مَیْنَلَا (۵۹: ۷۰) = حَآکُمْلَا۔ ماضی واحد مذکر غائب کُمْ ضمیر مفعول جمع مذکر خاضہ۔ فَوْتُ مَصْدَر و اسم فعل تم سے فوت ہو گئی۔ تمہارے ہاتھ سے نکل گئی۔ تم سے چھوٹ گئی۔ یا چھوٹ جائے یا تم سے بچ کر نکل جائے۔

= اَصَابَکُمْ۔ ماضی واحد مذکر غائب کُمْ ضمیر مفعول جمع مذکر حاضر اَصَابَہُ سے تم کو پہنچی۔ تم کو پکڑا۔ اَنْی۔ مَآفَا نَکُمْ اور مَا اَصَابَکُمْ میں مابیانہ ہے۔

۱۵۴: ۳۔ اَمْنَةً۔ امن۔ دلجمعی۔ جین۔ اَمْنٌ سے

نُعَاسًا۔ اونگھ۔ نَعَسَانٌ۔ نیند سے بھرا ہوا آدمی۔ اونگھتا ہوا آدمی۔ نَعَسٌ اور نُعَاسٌ۔ مصدر۔ اونگھنا۔ اِنْعَاسٌ (اِنْعَالٌ) کسی کو سلا دینا۔ اَمْنَةٌ مَوْنٌ ہے اور نُعَاسٌ مذکر۔

لہذا فعل کِنْعَشِ (جو نُعَاس کے فوراً بعد آیا ہے) میں ضمیر فاعل نُعَاس کی طرف راجع ہے اَمْنَةٌ نُعَاسًا کی متعدد صورتیں ہو سکتی ہیں۔

۱۔ اَمْنَةٌ۔ فعل اَنْزَلَ کا مفعول ہے اور نُعَاسًا اس کا بدل ہے یعنی بدل اور مبدل مندرجہ اَمْنَةٌ

مطلب وہ ذہنی اور جسمانی سکون کی تحصیل ہے جس سے گزشتہ دماغی اور جسمانی پریشانیوں اور تھکاوٹیں دور ہو جائیں

۲ = نَعَسًا فَعَلَ أُنْزَلَ کا مفعول ہے اور آمَنَہ اس کا حال جو اس سے پہلے لایا گیا ہے
مثال اس کی دَآئِمٌ دَاكِبًا رَجُلًا

(نوٹ، حال وہ اسم ہے جو کہ فاعل یا مفعول بہ یا دونوں کی حالت (صورت) کو بیان کرے)
یعنی اللہ نے ان پر اد نگہ نازل کی کہ وہ پر سکون حالت میں آگئے۔

۳ = نَعَسًا - آمَنَہ کا عطف بیان ہے (یعنی وہ تابع جو اپنے متبوع کو صاف طور پر بیان کرے) یعنی سکون و اطمینان کی وہ حالت جو ہلکی سی نیند کی صورت میں تھی۔

۴ = یا آمَنَہ مفعول لڑ ہے کہ (جس کے واسطے فعل واقع ہوا) اس نے نازل کیا اور لکھ کو تم پر اس واسطے کہ باعث سکون ہو

۵ = آمَنَہ اَمَنَ کی جمع ہے (جیسے بَرَزَہ بَارِدٌ جو اصل میں بَارِدٌ ہے کی جمع ہے)
اور یہ کُمُ ضمیر مفعول پر حال ہے اب ترجمہ یوں ہوگا۔ اور نازل کیا اور لکھ کو تم پر جو کہ امن میں آچکے تھے۔

= يٰعِشَى - مضارع واحد مذکر غائب عَشَى اور عَشِيَانٌ مصدر باب سمع اس نے ڈھانپ لیا۔ اس میں نَعَسٌ فاعل ہے

= اَهَمَّتْهُمْ - ماضی واحد مؤنث غائب اِهْمَامٌ (افْعَالٌ) سے بمعنی فکر میں ڈالنا
ہُمُ ضمیر جمع مذکر غائب۔

اَهَمَّتْهُمْ اَنْفُسُهُمْ - ان کی جانوں نے ان کو فکر میں ڈال دیا تھا۔ یعنی جن کو اپنی جانوں کی فکر پڑی ہوئی تھی۔

= هَلْ لَنَا مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ - کیا ہمارا بھی اس کام میں کچھ دخل ہے استفہام
انکاری ہے۔ یعنی ہمارا تو اس کام میں کوئی دخل ہی نہیں (یہ ان منافقین کا قول ہے جو مدینہ میں ہی رہ کر مدافعت کا مشورہ دیتے تھے۔ لیکن رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے مشورہ کے خلاف باہر نکل کر مقابلہ کا فیصلہ کیا)

= بَرَزَ - وہ نکلا۔ باب نصر۔ بَرُوزٌ کے معنی کھلم کھلا ظاہر ہونے کے ہیں۔ بَرُوزٌ کی کئی شکلیں ہیں۔ ایک تو بذات کسی چیز کا خود نما ہو جانا۔ جیسے دَرَجَتِي الْاَدْنٰى بَارِدَةٌ (۱۸)؛
(۴) اور تو دیکھے کہ زمین کھل گئی۔ یہاں زمین کا صاف طور پر کھل جانا مراد ہے کیونکہ اس روز

زمین پر مختلف قسم کے جو نشانات ارضی از قسم نباتات، پہاڑ، ٹیلے، مکان و مکین وغیرہ مٹ جائیں گے کبھی چھپی ہوئی چیز کے کھل جانے کے متعلق اس کا استعمال ہوتا ہے جیسے دَبَّرَ ذَاتَ الْجَبَحِیْمِ لِنَدْرِیْنِ (۲۶: ۹۱) اور دوزخ ظاہر کر دی جائے گی مگر انہوں کے لئے۔

میدان جنگ میں صف سے نکل کر سامنے میدان میں کھل کر آجانے کو مبارزت کہتے ہیں = مَضَاجِعِهِمْ۔ اسم طرف مکان۔ مضاف۔ هِمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ۔ قتل گاہیں۔ مَقْل۔ صَنْج سے جس کا اصل معنی سونا ہے لیکن سونے سے کبھی موت مراد لی جاتی ہے لَبَّرَ الدِّیْنُ۔ مَضَاجِعِهِمْ۔ جن کا قتل لکھا جا چکا ہے وہ تو اپنے اپنے مقتول کی طرف نکل کر ہی رہیں گے۔

وَلَبَّیْتِلِ اللّٰهُ۔۔۔۔۔ یہ سب مصائب اس لئے تھے کہ آزمائے اللہ تعالیٰ یَمْخَصِرْ مَخَصْرًا یُخَصِّصُ (باب تفعیل) تاکہ صاف کرے (دیکھو ۳: ۱۴۱) ۱۵۵: ۳ = اِسْتَرْزَلَهُمْ۔ اس نے ان کو بہکا دیا۔ (باب استفعال) الرَّزْلَةُ بِلَا قَصْدِ کے قدم پھسل جانا۔ رَزْلَةٌ پھسلنے کی جگہ باب افعال سے اَزَلَّ یُزِلُّ مَہْطِلًا۔ مَا زَلَّ لَہُمَا الشَّیْطٰنُ (۲: ۱۳۶) ان دونوں کو شیطان نے مہسلا دیا۔ = یَبْعِضُ مَا کَسَبُوا۔ ان کے کسی عمل کی وجہ سے۔

= حَلِیْمٌ۔ حَلِیْمٌ سے ہر وزن فَعِیْلٌ۔ صفت مشبہ کا صیغہ۔ اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ میں سے ہے۔ بہت شعل والا۔

۱۵۶: ۳ = عَزَّی۔ جمع غازی و امہ۔ غَازِی کی جمع غَزَاةٌ، بھی بے غَزْوٌ مصدر۔ غَزَا یَغْزُو (لَسَرَ)

= صَرَبُوا فِی الدَّیْنِ۔ اسی صاف و اخی الاض لتجارة وغیرہا۔ یعنی تجارت وغیرہ کے لئے سفر کرتے۔ صَرَبُوا میں فاعل اخوانہم ہے۔

۱۵۷: ۳ = مَتَّعْ۔ ماضی مودف جمع مذکر حاضر۔ مَوَّعٌ مصدر۔ باب نصر۔ یا اگر تم مر جاؤ۔ ماضی معز مضارع۔ اصل میں نصرْتُمْ کے وزن پر مَتَّعْتُمْ تھا۔ پہلی ہر دونوں کا ثالث میں مَتَّعْ کیا مَتَّعْ ہو گیا مصدر میں و ان کی رعایت سے میم کو ضمہ دیا گیا مَتَّعْ ہو گیا۔

۱۵۹: ۳ = فَبَیْنَا۔ مَآ۔ زائدہ ہے اور تاکید کے لئے آیا ہے۔ یعنی یہ صرف اللہ کی رحمت کی وجہ سے ہے کہ باوجود منافقین کے قصور کے آپ کا رویہ ان کی طرف لطف و محبت کا ہے۔

= لَیْنَتْ۔ ماضی واحد مذکر حاضر لَیْنٌ مصدر۔ تو نے نرمی کی۔ تو نے نرم مزاجی سے کام لیا

لَا تَبْلِيْنِ (صَوْرَت)

== فَظًا - بد کلام - بد خو - بد اخلاق - لفظ کی اصل وضع اس گندے پانی کے لئے ہے جو غلط سے بھری ہوئی آنتوں کے اندر ہوتا ہے۔

== عَلِيْظُ الْقَلْبِ - مضاف مضاف الیہ سخت دل والا - بد اخلاق - بد خو۔

== لَا تُفْضُوْا - میں لام تاکید کے لئے ہے۔ اِنْفَضُّوْا رباب انفعال، انفضاض سے ہے۔ متفرق ہونا۔ تشریز ہونا۔ وہ ضرور منتشر ہو گئے ہوتے۔

== كُوْ - یہ چھ طریق پر مستعمل ہے۔

۱۔ زمانہ ماضی میں شرط کے لئے جیسے كُوْجَاہِ فِیْ لَدَ كُوْ مُنْتَدُ۔ اگر وہ میرے پاس آتا تو میں اس کی عزت کرتا۔

۲۔ زمانہ مستقبل میں تمنا کے معنی میں۔ كُوْ تَلْتَقِیْ اَصْدَاۗءُ بَعْدَ مَوْتِنَا۔ کاش ہمارے اصداد موت کے بعد ملے۔ كُوْ اَنْتَ لَنَا كَرْهٌ۔ کاش ایک بار اور ہم کو دنیا میں جانا مل جاتا بعض نے کہا ہے کہ۔ كُوْ شرطیہ ہی ہے جس کو تمنا کا معنی دیا گیا ہے۔

۳۔ مصدریہ۔ یعنی اِنْ۔ لیکن یہ نصب نہیں دیتا۔ عَمُوْمًا ذَّكَ كُوْڈ کے بعد آتا ہے جیسے وَذَّكَ اَنْ تَاْتِيْهِمْ۔ وہ چاہتے ہیں کہ تو ان کے پاس آئے۔

۴۔ تمنا کے لئے۔ اس وقت اس کا جواب منصوب اور فاعل کے ساتھ آتا ہے جیسے كُوْ تَاْتِيْنِیْ نَحْدَ ثَنٰی۔ کاش تو میرے پاس آنا اور مجھ سے باتیں کرتا۔

۵۔ عرض کے لئے۔ مثل اَدَّ۔ اس کا جواب بھی منصوب اور فاعل کے ساتھ آتا ہے جیسے كُوْ تَنْزِلُ عِنْدَنَا فَتَصِيْبُ حَبْرًا۔ اگر تو ہمارے پاس آتا تو بہتری پاتا۔

۶۔ تعقیل کے لئے جیسے تَصَدَّقُوْا وَ كُوْ يَظْلِفُ مُحَرَّرٍ صدقہ دو اگرچہ بلا ہوا کھری ہو

۳: ۱۶۰۔ يَخْذُ لَكُمْ۔ مضارع معرّف و امد مذکر غائب لام پر جزم حرف اِنْ کی وجہ سے ہے۔ كَمْ ضمیر جمع مذکر حاضر اِنْ يَخْذُ لَكُمْ۔ اگر وہ تمہیں بے مدد چھوڑ دے۔ تمہاری مدد

نہ کرے۔ خَذَ لَدُنَّ سے جس کے معنی ہیں ایسے شخص کا عین موقع پر ساتھ چھوڑ کر الگ ہو جانا

جس کے متعلق گمان ہو کہ وہ پوری پوری مدد کرے گا۔ لہذا ساتھ چھوڑ دینا۔ دفادینا۔ قرآن حکیم

میں ہے وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِلْاِنْسَانِ خَذُوْلًا (۲۵: ۲۹) اور شبطان انسان کو عین

موقع پر دغا دینے والا ہے۔

۳: ۱۶۱۔ اَنْ يَخْلُ۔ مضارع منصوب بوجہ عمل اَنْ۔ صیغہ و امد مذکر غائب غلہ یَخْلُ۔

(باب نَصَرَ) سے غَضَلُ غُلُولُ۔ صرف مال غنیمت میں خیانت کرنے کو کہتے ہیں۔
اَنْ يَغْلُ کہ وہ مال غنیمت میں خیانت کرے۔

غُلُ طوق جمع غَلَلٌ۔ اِذَا الْغُلَلُ فِيْ اَعْنَاقِهِمْ (۴۰: ۷۱) جب کہ ان کی گردنوں میں طوق ہوں گے۔ کنایہ کے طور پر مَغْلُولُ اَيْدِیْہِمْ کو کہا جاتا ہے وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُوْلَةً اِلٰی عُنُقِكَ (۲۹: ۱۷) اور اپنے ہاتھ کو گردن سے بندھا ہوا نہ کر یعنی بہت تنگ نہ کرلو۔

== تَوَفَّیَ۔ پورا دیا جائے گا۔ تَوَفَّیْتُ سے وُفِّیَ مادہ۔ مضارع مجہول واحد مؤنث غائب۔
۱۹۳: ۳ = بَاءٌ۔ ماضی واحد مذکر غائب بَاءٌ یَبْوُوْا بَوُوْا۔ (نَصَرَ) اس نے کمایا۔ وہ لوٹا
اَلْبَوَاءُ۔ کے اصل معنی کسی جگہ کے اجزاء کا مساوی (سازگار۔ موافق) ہونے کے ہیں۔ مَكَائِ
بَوَاءُ۔ اس مقام کو کہتے ہیں جو اس جگہ پر اترنے والے کے سازگار اور موافق ہو۔

بَوَاتُ لَهُ مَكَانًا۔ میں نے اس کے لئے جگہ کو ہموار اور درست کیا وَ اَوْحَيْنَا اِلٰی مُوسٰی
وَ اٰخِیْدُ اَنْ یَّبْوَعَآ لِقَوْمِکُمْ بِمِصْرَ بُوُوْتَا۔ (۸۷: ۱۰) اور ہم نے موسیٰ علیہ السلام اور
اس کے بھائی کی طرف وحی بھیجی کہ اپنے لوگوں کے لئے مہر میں گھر بناؤ۔

بَاءٌ یَسْحَطُ۔ وہ ایسی جگہ اترے گا کہ اس کے ساتھ اللہ کا غصہ و عقوبت ہے
== سَحَطٌ۔ غصہ۔ وہ سخت غصہ جو عقوبت کا مقتضی ہو۔

== مَادُوًی۔ مصدر۔ و نیز اسم ظرف مکان۔ قیام کرنا۔ سکونت پذیر ہونا۔ مقام سکونت ٹھکانہ
اَوْیْ یَاوِیْ (صَوَّبَ)

== اَلْمَصِیْرُ۔ اسم ظرف مکان و مصدر۔ صَوَّرَ۔ مادہ۔ صَادَ لَصِیْرٌ اَصْرَبَ، صِیْرٌ
صِیْرٌ وَرَدٌ۔ مَصِیْرٌ۔ مصدر میں۔ ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف لوٹنا۔
اَلْمَصِیْرُ۔ بطور اسم ظرف مکان یعنی لوٹنے کی جگہ۔ ٹھکانا۔ قرار گاہ۔

۱۹۳: ۳ = هُمْ۔ ضمیر جمع مذکر غائب اس کا اشارہ ان دو گروہوں کے افراد کی طرف ہے
جن کا بیان آیہ ماقبل میں ہوا ہے یعنی گروہ اول مَنِ اتَّبَعَ دُضُوْا اللّٰہِ اور گروہ ثانی
مَنِ بَاءٌ یَسْحَطُ مِنَ اللّٰہِ۔ یعنی ان ہر دو گروہ کے افراد کے الگ الگ درجے ہیں
۱۹۴: ۳ = مَنٌّ۔ مصدر۔ بڑا احسان کیا۔

وَ لَکِنَّ اللّٰہَ یَمُنُّ عَلٰی مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِہٖ۔ (۱۴: ۱۱) لیکن اللہ تعالیٰ اپنے
بندوں میں سے جسے چاہے اس پر احسان فرماتا ہے۔ بعض نے اس کے معنی غیر مقطوع

غیر محدود کئے ہیں فَلَهُمْ أَجْرٌ غَيْرُ مَعْنُونٍ (۶۵: ۶۵) ان کے لئے بے انتہا اجر ہے۔
مَنْ سے شبنمی گوند بھی مراد ہے وَإِنَّا لَنَعْلَمُكُمُ النَّفْثَ وَالسَّلَاطِي (۵۷: ۲) اور ہم نے تم پر
مَنْ اور سَلَوٰی اتارا۔

۱۶۵: ۳ - أَصَابَتْكُمْ - ماضی واحد تونٹ غائب کُتھ صغیر جمع مذکر حاضر۔ وہ مصیبت تم
کو پہنچی

أَصَبَتْكُمْ - تم نے پہنچائی۔ أَصَابَ يُصِيبُ (ضَرْبَ) لازم اور متعدی ہر دو طرح مستقل
ہے۔ إِصَابَةٌ سے جس کے معنی پہنچنا۔ پہنچانا۔ پالینا۔
مُصِيبَةٌ۔ وہ مشکل جو آئیے۔

سے آدَلَمَّا۔ میں واؤ عطف کے لئے ہے اور ہمزہ استفہام کے لئے۔ لَعَلَّابِ أَلَمَّا
کیا جب۔

آیت کا شروع کا جملہ کچھ اس طرح ہوگا۔ أَدَلَمَّا أَصَابَتْكُمْ مُصِيبَةٌ قُلْتُمْ أَنَّى هَذَا
(وہ) قَدْ أَصَابَ بِمِثْلَيْنَا۔ کیا جب (اُحد میں) تم کو مصیبت (بصورت قتال و ہزیمت)
پہنچی تو تم پکار اٹھے کہاں سے آجڑی یہ مصیبت (حالانکہ ہم مسلمان ہیں اور بنی کریم صلی
اللہ علیہ وسلم ہم میں موجود ہیں) (حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ بدر کے غزوہ میں) تم نے اس سے
دو گنی مصیبت ان کو پہنچائی تھی (جنگِ اُحد میں شتر صحابی شہید ہوئے تھے اور بدر کے
جنگ میں مشرکین کے شتر آدمی قتل ہوئے اور ستر قید کر لئے گئے۔ اور پھر بدر کی لڑائی فیصلہ
کن تھی اور کفار کی شکستِ فاش تھی جبکہ اُحد میں پہلے مرحلہ پر مسلمانوں کا پلہ بھاری تھا اور
آخر میں اپنی غلطی کی وجہ سے مسلمانوں کو ہزیمت کا منہ دیکھنا پڑا لیکن باوجود پلہ بھاری ہونے
کے دشمن اپنی فتح کا غلطہ خواہ فائدہ نہ اٹھا سکا)

۱۶۶: ۳ - وَلَيَعْلَمَنَّ میں فاعل اللہ تعالیٰ ہے (تاکہ تیز کرے اللہ تعالیٰ مومنین اور منافقین میں)

۱۶۷: ۳ - أَوَادْفَعُوا - أَذِذْفَعُوا۔ تیار دفاع کرو اپنا۔

كُوْنَعَلَيْكُمْ قِتَالًا۔ اگر ہم جانتے کہ یہ ایسی جنگ ہے جو عام طور پر ان معنوں میں لی جاتی
تو ہم ضرور تمہاری پیروی کرتے لیکن اپنے سے چار گنا مسلح اور ہر ساز و سامان سے لیس لشکر
کے ساتھ ٹکر لینا جنگ نہیں خود کشی ہے۔

وَلَكِنْ مَا أَسْتَمِعُ عَلَيْهِ لَيْسَ بِقَاتِلٍ بَلِ الْقِتَاءُ بِالْإِنْفُسِ إِلَى التَّهْلُكَةِ (بیضاوی)
اس کا مطلب یہ بھی دیکھ سکتا ہے کہ: اگر ہمیں یقین ہو تا کہ جنگ ضرور ہوگی تو ہم ضرور شامل ہو جا

لیکن ہیں تو اس امر کا یقین ہے کہ جنگ نہیں ہوگی۔

== لَا اتَّبَعْنَاهُ - لام تاکید کے لئے ہے ہم ضرور تمہاری پیروی کرتے

== هُمْ بِالْكَفْرِ لَا اِيْمَانَ - اس دن وہ ایمان کی نسبت کفر کے زیادہ نزدیک تھے۔

== تَكْتُمُونَ - مضارع جمع مذکر حاضر۔ کتم سے جو تم چھپاتے ہو۔ جو تم چھپائے ہوئے ہو

۱۶۸:۳ = الَّذِينَ - سے مراد عبداللہ بن ابی اور اس کے ساتھی ہیں جو کہتے تھے کہ یہ کوئی جنگ ہے

یہ تو خود کشی ہے

== لَا خِوَاظَ - میں یا تو انہوں سے مراد یا تو منافقین ہیں جو جنگ احد میں قتل ہوئے یا وہ

مسلمان جو جنگ احد میں شہید ہوئے تو اس صورت میں وہ ان کے نسب بھائی تھے دینی

بھائی نہ تھے۔

وَقَعْدُوا - میں داؤد عالیہ ہے درآں مالیک وہ خود پیچھے بیٹھے ہے اور لڑائی میں شریک نہ

ہوئے۔ قَعْدُوا - ماضی جمع مذکر غائب قَعَدٌ مصدر جو قَاعِدٌ (ایک بیٹھنے والا) کی جمع بھی

== فَادْرَأُوا - امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ دَرَأٌ مصدر باب فجع۔ تم ہٹالو۔ تم دفع کرو۔ تم

دور کرو۔

۱۶۹:۳ = لَا تَخْشَوْنَ - مضارع منفی واحد مذکر حاضر نون تقيد براے تاکید تو مت

خیال کر۔ تو مت سمجھ۔

۱۷۰:۳ = يَنْتَبِهُوْنَ - مضارع جمع مذکر غائب اِسْتَبْشَرُوا (اِسْتَبْعَالٌ) مصدر

خوشش ہیں۔ خوشش ہوتے ہیں بِالَّذِينَ ان کے متعلق لَمْ يَلْحَقُوا بِهِمْ جواہر

نہیں آئے ان کے ساتھ۔ مِنْ خَلْفِهِمْ ان کے پیچھے رہ جانے والوں میں سے۔

۱۷۲:۳ = اِسْتَجَابُوا - ماضی جمع مذکر غائب - اِسْتَجَابَ مصدر اِسْتَجَابَ سے

جواب دادہ۔ انہوں نے مانا۔ انہوں نے قبول کیا۔ اِسْتَجَابُوا لِلّٰہ۔ انہوں نے اللہ کا فرمان قبول

کیا۔ اِسْتَجَابُوا لِوَيْهِہ (جو) اپنے پروردگار کا حکم قبول کرتے ہیں۔ (۳۸:۸۲) فَاسْتَجَابَتْ

لَهُمْ دَعْوَتُہ (۱۹۵:۳) تو ان کے پروردگار نے ان کی دعا قبول کر لی

== الْقَرْحُ - زخم۔ آبلہ۔ جمع قَرْحٌ

۱۷۳:۳ = حَسْبَا اللّٰہ کافی ہے ہمارے لئے اللہ کی ذات۔ اللہ ہی ہمارے لئے کافی ہے

حَسْبٌ مصدر حَسَبَ يَحْسِبُ (فَعَلَ) سے۔

== دَكِيْلٌ - صفت مشبہ - وَخَلَّ مصدر (باب ضرب) کار ساز۔ نگران۔ نگہبان۔ حاضر

ذمہ دار۔

آیت ۱۷۲ میں اللہ اور اس کے رسول کا فرمان قبول کرنے والوں اور ان میں نیکو کاروں اور پرہیزگاروں کے لئے اجر عظیم کی بشارت ہے یہی بشارت ان کے لئے بھی ہے جن کا ذکر آیت ۱۷۳ میں ہوا ہے جو دشمن کی کثرت سے مرعوب نہیں ہوئے بلکہ ان کا ایمان اور مضبوط ہو گیا اور انہوں نے کلیئہ اللہ پر دوری ڈال دی۔

۱۷۵:۳ = يَخَوْفُ اَوْلِيَاءَهُ - اَخَافُ يُخِيفُ اِغْتَالِ اَخَوْفُ يُخَوِّفُ اِنْقِيلِ کے دو مفعول ہوتے ہیں۔ فَلَا تَخَافُوهُمَ۔ کا قرینہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ یہاں اس کے معانی يَخَوْفُكُمْ اَوْلِيَاءَهُمْ ہیں۔ یعنی پہلا مفعول کئے محذوف ہے یعنی شیطان تم کو اپنے ساتھیوں سے ڈراتا ہے۔ یعنی اپنے ساتھیوں کا ڈر تمہارے دلوں میں ڈالتا ہے۔

= خَافُونَ اصل میں خَافُوا ہے تم مجھ سے ڈرو۔

۱۷۶:۳ = حَظًّا - حَظًّا (واحد، حُطُوطٌ جمع) حصہ۔ نصیب۔ مقررہ حصہ۔

۱۷۷:۳ = اِشْتَرَوْا۔ انہوں نے مول لیا۔ انہوں نے بیچا اِشْتَرَاءُ (افعال) سے جس کے معنی خریدنا اور بیچنا دونوں کے آتے ہیں۔

۱۷۸:۳ = اَتَمَّا۔ بیشک۔ تحقیق۔ بجز اس کے نہیں۔ اَنَّ۔ حرف شبہ بالفعل مَا كَاذِبٌ ہے حصہ کے معنی دیتا ہے اور اَنَّ کو عمل سے روکتا ہے۔

= اَتَمَّا۔ اِيضًا۔

= تَمَلَّيْ مَضَارِعَ جَمْعُ مَكْلَمٍ۔ اِنْلَاؤُ۔ مصدر۔ ملی مادہ (باب افعال) ہم ڈھیل دیتے ہیں۔ ہم مہلت دیتے ہیں۔

۱۷۹:۳ = يَذَرُ۔ مضارع منصوب واحد مذکر غائب۔ منصوب بوجہ عمل لام ہے وَذَرُ مصدر کہ چھوڑے۔ ہر دو باب فَرْبَ۔ فَرَسَ سے آتا ہے۔ اس کا مضارع يُوْذِرُ۔ يُوْذِرُ آئے گا۔ لیکن عموماً مضارع باب سَمِعَ سے آتا ہے۔ يُوْذِرُ کی واؤ حذف ہو گئی۔ يَذَرُ ہو گیا۔ لام کے عمل سے منصوب ہو کر يَذَرُ ہو گیا۔

= يَطْلَعُكُمْ۔ مضارع واحد مذکر غائب۔ اِطْلَاعٌ (باب افعال) سے مصدر طَلَعَ مادہ کَمَّ ضمیر مفعول۔ جمع مذکر حاضر کہ وہ تم کو واقف کر دے۔ تم کو آگاہ کر دے۔

۱۸۰:۳ = يَبْخُلُونَ۔ مضارع جمع مذکر غائب۔ (باب سَمِعَ) بَخِلَ کرتے ہیں۔ بَخِلَ۔ مصدر بَخِلَ بَخِيلٌ بَخِيلٌ مبالغہ بہت بڑا بَخِيلٌ (سَمِعَ)۔ بَخِلَ (كَمَّ)۔

کے مفعول اول پر علی یا عَن آتا ہے (سیوطی) اور دوسرے مفعول پر (اگر مذکور ہو تو) باد آتی ہے۔
جیسے بَنَلْ عَدُوَّكُمْ۔ اس نے اس کو وہ چیز دینے میں کنجوسی کی لیکن آیت نہ ایں یَبْخُلُونَ
اور یَخْلُوا کے بعد ایک ہی مفعول مذکور ہے اور اس پر ہر دو جگہ باد آتی ہے
= هُوَ سے مراد ان کا بخیل کا فعل ہے۔

= سَيَطُوقُونَ۔ مضارع مجہول جمع مذکر غائب۔ سن مستقبل قریب کے لئے آتا ہے۔
تَطْوِيقٌ (تفعیل) مصدر۔ طوق کی طرح ان کی گردن میں ڈالا جائے گا۔ طَوْقٌ۔ گردن بند۔ گھیرا
طاقت۔ وسعت۔ قابو۔ رسی کا بل۔ طوق مصدر بھی ہے۔ إِطَاقَةٌ (افعال) کسی چیز پر قابو
رکھ سکتا۔

= مَيِّرَاتٌ۔ مصدر مرفوع۔ ملکیت

۱۸۱: ۳ = ذُذِّقُوا۔ تم چکھو۔ ذَقَّ سے (باب نَصَرَ) امر جمع مذکر حاضر۔ ذَائِقَةٌ۔ مزا
چکھنے والا۔

= حَرِيقٌ۔ جلا دینے والا۔ فاعل اور مفعول دونوں کے لئے آتا ہے۔ یعنی جلا دینے والا۔
اور جلا ہوا۔ مَحْرِقٌ بھی فاعل آتا ہے جیسے تپ محرق اردو میں ہے۔

۱۸۲: ۳ = حَدَّ مَتَّ۔ ماضی واحد مؤنث غائب۔ تَقَدَّرَ مصدر۔ پہلے کر چکے یا پہلے بھیجے
= دَانَ۔ وَالْأَمْرَانِ۔ ورنہ حقیقت تو یہ ہے

= خَلَّامٌ۔ فعال کے وزن پر مبالغہ کا صیغہ ہے۔

یہاں حق تعالیٰ شانہ کی ذات عالی سے نفی ظلم کے سلسلہ میں مبالغہ کا صیغہ استعمال ہوا ہے
یہاں خَلَّامٌ میں مبالغہ کیت کے لحاظ سے ہے نہ کہ کیفیت کے لحاظ سے۔ یعنی ذرا سا ظلم
بھی نہیں کرتا۔

یہ مطلب نہیں کہ زیادہ ظلم نہیں کرتا اور تھوڑا سا ظلم کر لیتا ہے

۱۸۳: ۳ = أَلَذَّيْنِ۔ یعنی وہ لوگ جن کو ذُذِّقُوا عَذَابَ الْحَرِيقِ۔ کہا گیا ہے۔

۱۸۴: ۳ = الزُّبُرِ۔ کتابیں۔ اوراق۔ زبور کی جمع صحائف۔

= اَلْكِتَابِ الْمُنِيرِ۔ موصوف و صفت۔ روشن کتاب۔ یعنی جس میں شریعت کے احکام
درج ہوئے۔ بعض نے الزُّبُرِ سے صحیفہ مراد لیا ہے اور اَلْكِتَابِ الْمُنِيرِ سے توراۃ اور انجیل

۱۸۵: ۳ = تَوَتَّوْنَ۔ مضارع مجہول جمع مذکر حاضر۔ تَوَفَّيْتُ سے تم کو پورا دیا جائے گا۔

= دُخِرَ۔ ماضی مجہول واحد مذکر غائب۔ وہ ہٹا دیا گیا وہ بچا لیا گیا۔ دُخْرَحَةٌ ربائی مجرد

مِنْ عَزْمِ الْمُؤَسِّرِ - اسی من صواب التدبیر الذی لاشک ان الرشید فیہ ولا یفنی لعاقل ترکہ واصلہ من قولک عزمت علیک ان تفعل کذا ای الزمتک ان تفعلہ لا محالہ ولا ترکہ وقیل معناه فان ذلک معاتد عزم علیکم فعلہ - درست تدبیر کہ جس کی راستگی کے متعلق کوئی شک نہیں۔ اور ایک عقلمند کو اسے ترک نہ کرنا چاہیے اور اس کے اصل فنی میں یہ قول ہے کہ عَزَمْتُ کذا - میں نے پختہ ارادہ کر لیا کہ تم ایسے کرو۔ یعنی تم پر لازم قرار دیا گیا ہے کہ تم ہر حال میں اس کو کرو اور ترک مت کرو اور یہ بھی کہ اس کام کا کرنا تم پر لازم کر دیا گیا ہے۔ (المخازن)

ان ذلک مِنْ عَزْمِ الْمُؤَسِّرِ - تو یہ فعل (اجراور تقویٰ) ان امور میں سے ہے جو تم پر واجب کر دیا گیا ہے فَانْ تَصْبِرُوا وَاسْتَقُوا کا جواب محذوف ہے جو فَاِنَّ ذَلِكْ مِنْ عَزْمِ الْمُؤَسِّرِ سے لیا گیا ہے۔ گویا آیت کی تقدیر ہے ان ذلک عزيمة من عزمات اللہ۔ یہ خدا کی طرف سے عائد کردہ حقوق میں سے ہے (کشاف) صاحب المفردات۔ وَمَوَافِقِ تَفْهِيمِ الْقُرْآنِ وضیاء القرآن نے اس کا ترجمہ یوں کیا ہے۔ بیشک یہ بڑی ہمت کا کام ہے۔

۳: ۱۸۷ - لَيُبَيِّنَنَّ - مصدر کا تائید و توثیق۔ مبنیٰ مذکر حاضر۔ کہ تم ضرور بیان کرو گے یہ ميثاق کا مضمون ہے یعنی اہل کتاب سے یہ وعدہ لیا گیا تھا کہ تم ضرور بیان کرو گے لوگوں کے سامنے اور اس کو چھپاؤ گے نہیں۔

فَيُبَيِّنَنَّ - ضمیر ميثاق کی طرف راجع ہے۔ ماضی جمع مذکر غائب۔ فَيُبَيِّنَنَّ - ضروب، بَيِّنَنَّ سے چھینکنا بَيِّنَنَّ (نصر) پھوڑنا۔ بَيِّنَنَّ پھوڑا ہوا عق۔ انہوں نے اس کو چھینک دیا۔ یا ڈال دیا۔

۳: ۱۸۸ - اَتَوْا - ماضی جمع مذکر غائب۔ باب ضرب۔ اتیان مصدر اتی یاتی، کوئی چیز لانا کسی کو لانا۔

اَتَوْا - وہ لائے۔ وہ آئے۔ وہ پہنچے۔ اَتَوْا۔ انہوں نے کہا یَفُوحُونَ بِمَا اَتَوْا خوش ہوئے اپنے کئے پر۔

مَفَاذٌ - فَاذ (مادہ فوز) کا مصدر ہے۔ باب نصر۔ کامیاب ہونا۔ فَاذْ يَفُوزُ بِالْأَمْرِ کسی لہر میں کامیاب ہونا۔ فَاذْ يَفُوزُ مِنَ الْمَرْزَةِ کسی تکلیف سے نجات پانا۔ فَلَا تُحْسِبُهُمْ بِمَفَاذَةٍ مِنَ الْعَذَابِ - ہرگز خیال نہ کری کہ وہ عذاب سے نجات پالیں گے۔ ۳: ۱۸۹ - مُلْكٌ - اسم و مصدر۔ اقتدار اعلیٰ۔ بادشاہت۔

۳: ۱۹۱۔ قُعُودًا۔ جمع قَاعِدٌ کی۔ حالت نصب۔ بیٹھے ہوئے۔

== جُنُوبٌ مضاف ھُمْ مضاف الیہ۔ جُنُبٌ کی جمع۔ ان کے پہلو۔
== فَقِنَا۔ ف زائد ہے۔ ق۔ امر واحد مذکر حاضر۔ دَقِیْ یَقِیْ وَ قَائِدٌ سے نا ضمیر جمع مکمل۔
مفعول۔

۳: ۱۹۲۔ کَفِّرُوا۔ امر معروف واحد مذکر حاضر۔ تَكْفِیْرٌ۔ مصدر۔ مٹا۔ معاف کرنے۔
دور کرنے۔

۳: ۱۹۵۔ فَاسْتَجَابَ۔ ماضی واحد مذکر غائب اس نے قبول کیا۔ اس نے مانا۔
اِسْتِجَابَةٌ سے۔ باب استفعال۔

== بَعْضُکُمْ مِنْ بَعْضٍ۔ لفظ الاتصال والا تباد۔ اتصال واتحاد میں یکجا نگت کے لئے
یا مِنْ بمعنى الکاف ہے ای بعضکم کبعض۔ یعنی طاعت و فرمانبرداری پر ثواب اور معصیت
و نافرمانی پر عقوبت میں تم سب ایک دوسرے کی طرح ہو کسی کے لئے الگ معیار جزا و نزا
نہیں ہے یا تم میں سے مرد اور عورتیں سب جزا و نزا کے ایک ہی اصول کے تحت ہیں
یہ ایک جملہ مقررہ ہے۔

== اُخْبِرْ جُزْأ۔ ماضی مجہول جمع مذکر غائب وہ نکالے گئے۔

== اُذْذُوا۔ ماضی مجہول جمع مذکر غائب وہ ستائے گئے۔ ان کو اذیت دی گئی (اذی مادہ)
اُذْذُوا اصل میں اُذْذُوا مضاف ہی مضموم ماقبل مکسور کی وجہ سے ی کا ضمہ ماقبل کو دیا گیا۔
ی اور واؤ دوسانین اکٹھے ہو گئے۔ لہذا ی کو گرا دیا گیا۔ اُذْذُوا ہو گیا۔ جیسا اُذِی۔ اسے دیا گیا
ماضی مجہول واحد مذکر غائب سے اُذْذُوا جمع مذکر غائب۔

== لَدْ کَفَرْتُمْ۔ لام تاکید و نون ثقیلہ۔ اُکْفِرُوا۔ مضارع واحد مکمل۔ میں ضرور مٹا دوں گا ان کے
نامہ عمل سے ان کے گناہ۔ یا میں ضرور معاف کر دوں گا ان کے گناہوں کو۔

== لَدْ دَخَلْتُمْ۔ لام تاکید بانون ثقیلہ مضارع واحد مکمل ھُمْ ضمیر مفعول جمع مذکر غائب۔
میں ان کو ضرور داخل کروں گا۔

== ثَوَابًا۔ جَزَاءً۔ انعام کے طور پر۔ بدلے کے طور پر۔

۳: ۱۹۶۔ لَدْ یَغْرُ نَكَتٌ۔ واحد مذکر غائب نبی بانون تاکید ثقیلہ۔ مت دھو کر میں ڈالے تجھ کو

عَرَّ یَغْرُ (نَحَرَ) غَرَّضٌ مصدر

== تَقْلُبُ بر وزن تَفَعَّلَ۔ مصدر۔ پھرنا۔ پھر پھر آنا۔ آنا جانا۔ التَّالِیْنَا۔ بلا دوک ٹوک نقل و حرکت

کرنا۔ اپنے کاموں میں بلا روک ٹوک آزاد ہونا۔

== مَادُّهُمْ۔ اسم ظرف مکان۔ مقام سکونت۔ ٹھکانہ۔ مَادُّی مصدر بھی ہے

= اَلْمَعَادُ۔ اسم۔ بچھونا۔ ٹھکانہ مراد ہے۔ سقر گاہ۔

۳: ۱۹۸ = نَزْلًا۔ مہمانی کا کھانا۔ طعام ضیافت۔

= اَلْأَبْرَارُ۔ بَرٌّ۔ بَارٌّ۔ کی جمع۔ نیک لوگ۔

۳: ۲۰۰ = صَابِرُونَ۔ صیغہ امر۔ جمع مذکر حاضر۔ مقابلہ میں مضبوط جھے رہو۔ مُصَابِرَةٌ سے (مفاعلتہ) جس کے معنی صبر کے ساتھ کسی سے جنگ کرنے کے ہیں۔

صاحب مفردات لکھتے ہیں۔

الصَّبْرُ۔ کے معنی 'عقل و شریعت دونوں یا ان میں سے کسی ایک کے تقاضے کے مطابق اپنے آپ کو روک رکھنے کے ہیں۔ صبر ایک عام لفظ ہے جو کہ مختلف مواقع استعمال کے اعتبار سے مختلف ناموں سے پکارا جاتا ہے۔ چنانچہ کسی مصیبت پر نفس کو روک رکھنے کو صبر کہا جاتا ہے یہ جَزَع کی ضد ہے اور جنگ میں نفس کو روک رکھنا شجاعت ہے اس کی ضد جُبُنٌ ہے یہی صبر اگر کسی پریشانی کی عادت کو برداشت کرنے کی صورت میں ہو تو اُسے رَحْبُ الصَّدْر کشادہ دلی کہتے ہیں۔ جس کی ضد ضَجْرٌ ہے۔ اگر کسی بات کو روک رکھے تو اسے کتمان کہتے ہیں اس کی ضد مَدَّی ہے۔ (مجبور ہو کر راز کو فاش کر دینا) قرآن سے ان تمام صفات کو صبر کے لفظ سے یاد کیا گیا ہے۔

اصْبِرُوا وَاصْبِرُوا۔ ثابت قدم رہو اور استقامت رکھو۔ یعنی عبادت الہی پر اپنے آپ کو روک رکھو۔ اور خواہشات نفسانی کے خلاف جہاد کرو!

= رَابِطُوا۔ امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ تم دل لگائے رکھو۔ تم لگے رہو۔ تم آمادہ رہو۔ رِبَاطٌ اور مَرَابِطَةٌ سے جس کے معنی محافظت اور نگرانی کرنے اور چوکی ڈینے کے ہیں۔

خازن بغدادی لکھتے ہیں۔ مَرَابِطَةٌ کی اصل یہ ہے کہ ادھر کے لوگ اپنے گھوڑے اور ادھر کے لوگ اپنے گھوڑے اس طرح باندھیں کہ فریقین میں سے ہر ایک دوسرے سے جنگ کرنے کے لئے مستعد رہیں۔ بعد میں ہر اس شخص کو جو سرحد پر اقامت گزین ہو کہ سرحد پار کا دفاع کرنے لگا رابطہ کہنے لگے گو اس کے پاس کوئی سواری بندھی ہوئی نہ ہو۔

شرعاً رابطت کی دو قسمیں ہیں ایک اسلامی سرحد پر کافروں کے مقابلہ میں دفاع کے لئے چوکی دیتے رہنا۔ دوسرے نفس کی بندش اور نگرانی کرنا۔ اسی لئے حدیث میں ایک نماز

کے بعد دوسری نماز کے انتظار میں مصروف رہنے کو رباط کہا گیا ہے۔

(۴) سُورَةُ النِّسَاءِ (۹۲)

۱: ۴ = بَيْتٌ - اس نے بکھرا۔ اس نے پھیلایا۔ بَيْتٌ سے مانع واحد مذکر غائب باب ضرب۔ نصر۔

= نَفْسٍ وَاحِدَةٍ - ایک جان۔ من اصل واحد دھوارم ابوالبشر علیہ السلام یعنی ایک اصل سے جس سے مراد ذات آدم علیہ السلام ہے۔ صیغہ واحد مؤنث نفس کے لئے آیا ہے۔ مؤنث سماعی ہے۔

= ذَوَّجَهَا - جن حیوانات میں نر اور مادہ پایا جاتا ہے ان میں سے ہر ایک دوسرے کا زوج کہلاتا ہے یعنی نر اور مادہ دونوں میں سے ہر ایک پر اس کا اطلاق کیا جاتا ہے۔ حیوانات کے علاوہ دوسری اشیاء میں سے جفت (جوڑا) کو زوج کہا جاتا ہے جیسے موزے اور جوتے وغیرہ۔ پھر ہر اس چیز کو جو دوسری کی مماثل یا مقابل ہونے کی حیثیت سے اس سے مقترن ہو وہ اس کا زوج کہلاتی ہے۔

ذَوَّجَهَا میں حاضر مؤنث واحد نفس کے کی رعایت سے اس سے مراد حضرت آدم علیہ السلام ہیں۔ زوج سے مراد حضرت آدم کی زوجہ حضرت حوا مراد ہیں۔

= مِنْهُمَا - هُمَا - ضمیر تثنیہ حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا کی طرف راجع ہے یعنی حضرت آدم اور حضرت حوا علیہما السلام سے کثیر تعداد میں مرد اور عورتیں پیدا کیں۔

= نِسَاءً لَّوْنٌ - یہ - تم باہم سوال کرتے ہو اس کے نام سے۔ تم آپس میں مانگتے ہو اس کے واسطے۔ نِسَاءً لَّوْنٌ (لَقَاعِلٌ) سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ اصل میں نِسَاءً لَّوْنٌ تھا تا تثنیہ کو حذف کر دیا گیا۔ یہ میں ضمیر واحد مذکر غائب۔ اللہ کی طرف راجع ہے۔

= وَالْاَزْحَامَ - منصوب ہے اس کا عطف لفظ اللہ پر ہے اَرْحَامٌ رَحْمَةٍ کی جمع ہے

— رِجْمَ عَمْرٍاءَ کے پیٹ کا وہ حصہ ہے جس میں بچہ پیدا ہونے سے پیشتر شکم مادر میں پتا ہے۔ استعارہ کے طور پر رحم کا لفظ قرابت کے معنی میں استعمال ہوتا ہے والتقوا الارحام۔ اور درو قطع رحمی سے۔

— تَقِيْبًا بَغِيَانٍ خبر کئے والا۔ محافظ۔ مطلع۔ منتظر۔ راہ دیکھنے والا۔ فَيْضٌ کے وزن پر اسم صفت ہے۔

۲:۴ = اَتُوا اِيتَاؤُہُ امر کا صیغہ تنوید مذکر حاضر۔ تم دو۔

— لَا تَتَّبِعُوا۔ خبری۔ جمع مذکر غائب۔ تَبَدَّلُ (تَفَعَّلُ) سے جس کے معنی بدل ڈالنے کے ہیں۔ تم نہ بدل ڈالو۔

— اِنْفَا۔ میں وہ ضمیر واحد مذکر غائب۔ اکل مال یتیم کی طرف راجع ہے جس سے وَلَا تَاْكُلُوْا اَمْوَالَهُمْ اِلٰی اَمْوَالِكُمْ میں ممانعت فرمائی ہے۔

— حَوِيًّا۔ گناہ۔ وبال۔ اسم ہے۔ الْحُبُوبُ (باب نصر) سے جرم کا ارتکاب کرنا۔

۳:۴ = خِفْتُمْ۔ خَوْفٌ (اجوف واوی) باب سمع سے ماضی جمع مذکر غائب۔ اصل میں خَوْفَتُمْ تھا۔ واو متحرک ماقبل مفتوح واو کو الف سے بدلا۔ دوساکن جمع ہوئے۔ الف اجتماع ساکنین سے گر گیا۔ بعد ازاں ناکسہ کے فتح کو کسره سے بدلا کہ ماضی مکسور العین ہے۔ خِفْتُمْ۔ تم ڈرے۔ تم کو ڈر ہوا۔

— اَلَّذِیْنَ لَا یُغْفَرُ لَهُمْ

— تُقْسَطُوا۔ تم انصاف کرو۔ تم انصاف کرو گے۔

اقساط سے مضارع جمع مذکر غائب۔ اصل میں تُقْسَطُونَ تھا۔ اَنَّ ناصب کی وجہ سے نون اعرابی گر گیا۔ اَلَّذِیْنَ تُقْسَطُوا کہ تم انصاف نہیں کرو گے۔ یا نہ کر سکو گے۔

— طَابَ۔ طَیِّبٌ (باب مزب) سے ماضی واحد مذکر غائب۔ خوش ہو گے۔ مجہول معلوم ہے صاحب مدارک الترمذی نے ما طاب لکم سے مراد لیا ہے جو تمہارے لئے طلال ہیں۔

— اَلَّذِیْنَ لَا یُغْفَرُ لَهُمْ کہ تم انصاف نہیں کر سکو گے۔

— اَدْنٰی۔ دَانٌ اور دَنٰی کا اسم تفضیل ہے۔ اَلَّذِیْنَ (باب نصر) کے معنی قریب ہونے کے ہیں۔ یہ قرب ذاتی۔ حکمی۔ مکانی۔ زمانی۔ اور قرب لفظی اور مرتبہ کے سب کو شامل ہے۔ قرآن میں ذَمِّنَ النَّحْلُ مِنَ طَلْعِهَا قِوَاکَ دَانِیَةً (۶: ۹۹) اور (ہم) کجور کے گاجھے سے (نکلتے ہیں) خوشے یا گچھے جو جھکے پڑتے ہیں۔

اور آیت کریمہ ثُمَّ دَنَّا فَقَذَّيْنِیْ۔ (۸:۵۳)

پھر قریب ہوئے اور آگے بڑھے۔ اس میں قرب محکم مراد ہے۔

لفظ اَذْنِیْ کبھی معنی اَصْغَرَ آتا ہے اس صورت میں اَکْبَرُ کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ جیسے وَلَآ اَذْنِیْ مِنْ ذَٰلِکَ وَلَآ اَکْثَرُ (۷:۵۸) نہ اس سے کم نہ زیادہ۔

اور کبھی اَذْنِیْ معنی اَزْذَلْ آتا ہے اس وقت یہ خیر کے مقابلہ میں استعمال ہوتا ہے جیسے اَسْتَبْدِلْ نُوْرَ الدِّیْنِیْ هُوَ اَذْنِیْ بِالْذِّیْنِ هُوَ خَيْرٌ۔ (۶۱:۲) جہلا عمدہ چیزیں چھوڑ کر ان کے عوض ناقص چیزیں کیوں چاہتے ہو۔

اور کبھی بمعنی اول (نشأۃ اولیٰ) استعمال ہوتا ہے اور اَلْآخِرَ (نشأۃ ثانیہ) کے مقابلہ میں بولا جاتا ہے جیسے حَسِبَ الدُّنْيَا الدَّٰخِرَۃَ (۱۱:۲۲) اس نے دنیا میں بھی نقصان اٹھایا اور آخرت میں بھی۔

اور کبھی اَذْنِیْ معنی اَقْرَبْ آتا ہے اور اقرب کے بالمقابل استعمال ہوتا ہے جیسے اِذْ اَنْتُمْ بِالْعُدُوِّ الدَّٰثِرِۃِ نُبَاۤءُ هُمْ بِالْعُدُوِّ الْقُصُوۤیِ (۴۲:۸) جس وقت تم مدینے کے قریب کے ناکے پر تھے اور وہ (کافر) بعید کے ناکے پر۔

وَ ذَٰلِکَ اَذْنِیْ اَنْ یَّآتُوْا بِالشَّہَادَۃِ عَلٰی وَجْہِہَا (۱۰۸:۵) یہ طریقہ زیادہ قریب ہے کہ گواہ صحیح شہادت دیا کریں۔ یہاں اَذْنِیْ معنی اقرب آیا ہے۔

== اَلَّا تَعُوْا۔ تاکہ تم ایک طرف نہ جھک جاؤ۔ تم بے انصافی نہ کرو۔

تَعُوْا۔ عَوَّلَ (نَصَرَ) سے مضارع صیغہ جمع مذکر حاضر۔ جس کا معنی انصاف کو چھوڑ کر بڑھتی وصول کرنے کے ہیں۔ عَالَ الْمِیْزَانُ۔ ترازو جھک گئی۔ عَالَ الْحَاکِمُ۔ حاکم نے بے انصافی کی۔ عَالَ السُّہْمُ۔ تیر نشانہ سے ہٹ گیا۔

۴:۴ = صَدَقْتُمْ۔ مضاف مضاف الیہ۔ صَدَقَۃ کی جمع ہے بمعنی مہر۔

== نِخْلَۃً۔ مصدر۔ واسم۔ باب فتح۔ خوشدلی کے ساتھ۔ اپنی خوشی سے بغیر مطالبہ کے۔

== طِبْنَ۔ وہ خوش ہوئیں۔ ان کو جہلا معلوم ہوا۔ طَبِیْتُ۔ مصدر۔ باب ضرب۔

== حَنِیْئًا۔ صیغہ صفت مشبہ۔ هَنَاءً۔ مصدر۔ (فَح۔ ضَرْب۔ ثَقَرٌ) خوش مزہ۔ پاکیزہ۔

فَعِیْلٌ کے وزن پر واحد۔ جمع دونوں کے لئے آتا ہے۔ هَنِیْئٌ۔ خوش گوار۔ مُبَارَک۔ وہ چیز جو بغیر محنت کے مل جائے۔

== مَرِیْئًا۔ صفت مشبہ۔ خوشگوار۔ مَرَّاءٌ مصدر۔ خوش گوار ہونا (کَرَم۔ سَمِیع۔

فَتَحَّ - اِمْدَاءُ (اِفْعَالٌ) کھانے کو خوشگوار بنانا۔ اِسْتَمْرَاءُ (اِسْتِفْعَالٌ) کھانے کو خوشگوار پانا۔

۴: ۵ = قِيَامًا - مصدر بھی ہے (باب نصر) جس کے معنی ہیں کھڑا ہونا۔ بیٹھنے کی حالت سے اٹھنا۔ اور قَائِمٌ کی جمع بھی ہے۔ کھڑے ہونے والے۔ قیام کا لفظ مختلف معانی میں استعمال ہوتا ہے

۱۔ کسی شخص کا تسخیری طور پر یا اپنے ارادہ سے کھڑا ہونا۔ مثال۔ مِنْهَا قَائِمٌ وَحَصِيدٌ (۱۱: ۱۰۰) ان میں سے بعض تو باقی ہیں اور بعض تہس نہس ہو گئے ہیں تسخیری طور پر کھڑا ہونے کے معنی میں)

وَالَّذِينَ يَبْتِغُونَ لِيَرْبِيَهُمْ سُبْحًا أَوْ قِيَامًا (۲۵: ۶۴) اور وہ لوگ اپنے رب کے حضور سجدہ میں اور قیام میں راتیں گزارتے ہیں (قیام اختیاری کی مثال)
۲۔ قِيَامٌ لِلشَّيْءِ - کسی شے کی حفاظت اور نگرانی کرنا۔ اَلرَّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاءِ (۴: ۳۴) مرد عورتوں پر راعی اور محافظ ہیں۔

۳۔ کسی کام کا نیتجہ ارادہ کر لینا۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ (۵: ۱۱) مومنو! جب تم ارادہ کرو نماز پڑھنے کا۔

۴۔ قِيَامٌ اور قِيَامٌ اس چیز کو بھی کہتے ہیں جس سے کسی شے کی بقا وابستہ ہو۔ مثلاً آیت ہذا۔ وَلَا تُولُوا السُّفَهَاءَ آمَنُوا لَكُمْ اَللّٰهُ جَعَلَ اَللّٰهُ لَكُمْ قِيَامًا (۴: ۵) نہ دو نادانوں کو اپنے مال جنہیں اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے زندگی کا سہارا بنایا ہے

= آمَنُوا اَللّٰهُ - سے اصل مراد وہ مال ہے جو نادان یتیموں کا دوسروں کی تحویل میں بطور نگران دیا گیا ہے۔ ہنڈ کی بجائے گدے کی ضمیر کا استعمال اس اہمیت کو اجاگر کرنے کے لئے ہوا ہے کہ یہ مال ایسا ہی قابل توجہ اور قابل احتیاط ہے جیسا کہ تمہارا اپنا مال۔ اس لئے اس کا ضیاع بہر نوع مذموم ہے۔ اور جَعَلَ اَللّٰهُ لَكُمْ قِيَامًا (جسے اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے زندگی کا سہارا بنایا ہے) کے الفاظ اس مال کی اہمیت اور اس کی قدر و قیمت کو ذہن نشین کرانے کے لئے ہے کہ یہ مال زندگی کا سہارا ہے اس لئے اس کو بے مقصد خرچ کرنا منع ہے تو اس آیت کا مطلب یہ ہوا کہ نابالغ۔ بے سمجھ یتیموں کے مال کی اپنا مال سمجھ کر حفاظت کرو یہ مال زندگی کا سہارا ہے اس لئے اسے بے مقصد خرچ کے لئے ان کے مال ان نادان یتیموں کے حوالے نہ کرو۔ جو نادانی کی وجہ سے اسے چند دنوں میں اڑا دیں گے (لیکن ان کے کھانے

پینے اور لباس ضروریہ پر اس مال سے خرچ کر سکتے ہو)

۶:۴ = اِنْتَلُوا - تم آزمادو - تم امتحان لو - (اِنْتَعَالٌ) سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ یعنی تم ان کی آزمائش مختلف طریقوں سے کرتے رہو کہ آیا خور و مکمل کو پہنچ گئے ہیں اور اپنے نفع و نقصان کو صحیح طور پر پرکھ سکتے ہیں

= حَتّٰی اِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ - نکاح مصدر ہے اس کے معنی نکاح کرنا یا جماع کرنا دونوں ہیں مطلب اس کا یہ ہے کہ جب وہ بلوغت کو پہنچ جاویں اور سن تیز کو پالیں
= دُسُّدًا - دُسُّد کے معنی ہیں ہدایت - صلاحیت - راہ یابی - بھلائی - راستی - حسن تدبیر - رَشْدٌ یَّوَسُّدُ کا مصدر ہے یہاں مراد صلاحیت ہے۔

= اِذْ فَعُوا - تم دیدو - تم حوالہ کردو - دَفْعٌ سے۔ امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔

= وَلَا تَاْكُلُوْهُمَا - یعنی تم خود اس مال سے خرچ مت کرو۔

= اِسْوَافًا - فضول مدوں میں۔

= بِدَارًا - جلدی کر کے بروزن فَعَالٌ مصدر۔ یعنی سشتابی اور رعت سے کام لے کر ان ال بے دریغ خرچ نہ کر ڈالو کہ بڑے ہو گئے تو اپنا مال واپس لے میں گے۔

= فَلْيَسْتَعْفِفْ - امر واحد مذکر غائب - اِسْتَعْفَفَ (اِسْتَفْعَالٌ) مصدر وہ بچتا ہے - یعنی قیوں کے مال خود خرچ کرنے سے پرہیز کرے۔

= بِاِلْمَعْرُوفٍ - مناسب مقدار میں۔

= حَبِيبًا - حساب لینے والا - حساب کرنے والا - بروزن فَعِيلٌ بمعنی فاعل ہے۔

= ۷:۴

= قُلْ - ماضی معرفت واحد مذکر غائب - وہ کہہ ہوا - قَلَّةٌ مصدر سے۔ کثْرَتُہ کی ضد ہے وہ تھوڑا
و یا زیادہ - قلیل ہو یا کثیر۔

= مَعْرُوضًا - اسم مفعول - فَعِضٌ مصدر - فرض کیا گیا - مقرر کردہ۔

۹:۴ = وَلْيَخْشَ - واحد مذکر غائب امر خَشِيَ مصدر باب سمع - اس کو ڈرنا چاہئے - وہ ڈرتا ہے۔

= ذُرِّيَّةً - چھوٹے چھوٹے بچے - واحد اور جمع دونوں کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

= ضِعْفًا = ضَعْفٌ سے - کمزور - ناتواں - ضَعِيفٌ کی جمع ہے۔

۹:۴ = خَافُوا عَلَیْہِمْ - وہ فکر مند ہوئے ان کے منطلق۔

== وَلِيَخْشَ خَافُوا عَلَيْهِمْ۔ پس جو لوگ یتیموں کے سر پرست ہیں وہ ڈریں یتیموں کے ساتھ سلوک کرنے میں اور سوچیں کہ اگر وہ خود اپنے پیچھے چھوٹے چھوٹے کمزور ناتواں بچے چھوڑ کر اس جہاں سے رخصت ہوں تو اپنے ان بچوں کے متعلق وہ کتنے فکر مند ہوتے۔ پس جیسے و اپنے پسماندگان اپنے بچوں کے متعلق سلوک کی تیار رکھتے ہیں ویسا ہی سلوک وہ اب اپنے سر پرستی یتیموں سے کریں۔

== سَدِيدًا ۱۔ سَدِيدٌ بِرُزْنٍ فَعِيلٌ صفت مشبہ کا صیغہ ہے۔ سَدِيدٌ يَكْدُ سَدِيدًا وَسَدِيدًا درست ہونا۔ هُوَ يَكْدُ فِي تَوَلِيهِ وہ ٹھکانہ کی بات کہتا ہے۔ قُلْتُ لَهُ سَدِيدًا مِّنَ الْقَوْلِ میں نے اُسے ٹھیک اور سیدھی بات کہی۔ (سَدِيدٌ كَا مِيدٌ استوار و درست فنی الادب)

۱۰:۴ = سَيَصْلُونَ۔ سر۔ مستقبل قریب کے لئے ہے۔ يَصْلُونَ مضارع جمع مذکر غائب صلیٰ مصدر۔ باب ضرب۔ صَلَّى يَصْلِي سَلْيًا گوشت چھوننا۔ صَلَّى فَلَانَ التَّارَ۔ وَ فِيهَا سَلْيَهَا۔ آگ میں ڈالنا۔ صَلَّى (سَمِعَ) آگ کی گرمی برداشت کرنا۔ آگ میں جلنا۔ اگر میں داخل ہونا۔ يَصْلِي التَّارَ الْكَثِيرَ (۱۲-۸۶) بڑی تیز آگ میں داخل ہوگا (باب افعال) اَصْلًا ۲۔ متعدی۔ آگ میں داخل کرنا۔ آگ میں پھینکنا۔ فَتَوَفَّ نُصْلِيْدُ نَارًا (۳۰:۴) ہم اسے عنقریب جہنم میں داخل کریں گے

== سَعِيرًا الشَّعْرَ کے معنی آگ کے بھڑکنے کے ہیں۔ سَعَرْتُ النَّارَ میں نے آگ بھڑکائی سَعِيرًا دہکتی ہوئی آگ۔ دوزخ۔ سَيَصْلُونَ سَعِيرًا۔ عنقریب میں دہکتی ہوئی آگ (جہنم) جلس گے۔

۴:۱۱ = يُؤْصِيَكُمْ اللّٰهُ۔ يَوْصِي۔ مضارع واحد مذکر غائب كُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر۔ اِنْصَا۔ (افعال) مصدر۔ وصی مادہ

الْوَصِيَّةُ واقعہ پیش آنے سے قبل کسی کو نصیحتانہ طور پر ہدایت کرنے کو کہتے ہیں۔ اَلْوَصِيَّةُ اَلْاِبْنُ کا اسم ہے۔ هَذِهِ وَصِيَّتُهُ یہ اس کی وصیت ہے۔ جمع وَصَايَا۔ وَصَّيَا اللّٰهُ اللّٰهُ تعالیٰ کے احکام جو بندوں پر فرض ہوئے۔ اللّٰہ کی طرف سے وصیت بمعنی حکم کے ہے: رَاٰ: تو اوصی۔ (تفاسل) ایک دوسرے کو وصیت کرنا۔

وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالْحَسَنِ (۳:۱۰۳) اور آپس میں حق کی تلقین اور صبر تاکید کرتے ہیں۔ يُؤْصِيَكُمْ اللّٰهُ۔ اللّٰہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے وَلَعَدَّ وَصِيَّتَا الْاِنْسَانِ

(۲۹: ۸) اور ہم نے انسان کو حکم دیا۔

== حَظٌّ - حصہ - نصیب - مقررہ حصہ - بَعِ حُظُوْظُ.

۱۔ ایک لڑکے کا حصہ = دو لڑکیوں کے حصہ کے برابر

۲۔ اگر متوفی کی دو یا دو سے زیادہ لڑکیاں ہوں تو کل جائیداد کا $\frac{1}{2}$ حصہ ان کو ملے گا

۳ = اگر متوفی کی صرف ایک لڑکی ہو تو کل جائیداد کا $\frac{1}{2}$ حصہ اس کو ملے گا۔

۴۔ اگر متوفی کی اولاد ہو تو والدین میں سے ہر ایک کو $\frac{1}{2}$ حصہ ملے گا۔ اور بقیہ اولاد کو حسب قسامہ تقسیم ہوگا۔

۵۔ اگر متوفی کی اولاد نہ ہو اور وارث صرف والدین ہوں تو اس کی ماں کو کل جائیداد کا $\frac{1}{2}$ حصہ ملے گا۔ باقی $\frac{1}{2}$ حصہ باپ کا ہوگا۔

۶۔ اگر متوفی کے بہن بھائی بھی ہوں اور اس کی اولاد نہ ہو تو متوفی کی وصیت پورا کرنے اور اس کا قرض ادا کرنے کے بعد ماں کو $\frac{1}{2}$ حصہ ملے گا۔ - باپ کے باعث

بھائی بہنوں کو حصہ نہ ملے گا۔

== لَا تَنَالُوهَا - مضارع نفی جمع مذکر حاضر۔ دِرَ اَيَّةُ مصدر۔ درى مادہ۔ تم نہیں جانتے۔

== اِنْبَاءُ لَكُمْ..... لَكُمْ! تم نہیں جانتے کہ رفع (حصہ) حاصل کرنے میں تمہارے ماں باپ یا لڑکے کے لڑکیوں میں تمہارے نزدیک کون زیادہ حقدار ہے۔ یا حق حاصل کرنے میں زیادہ قریب ہے، یعنی کس کو کتنا ملنا چاہئے اور کون سی ترجیحات تم اختیار کرو۔

== خَبَرْنَاهُ مِنَ اللّٰهِ - اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر شدہ حصہ بیان فرمائیے ہیں۔

= ۱۲: ۴

بیوی کی وراثت کی تقسیم

۱۔ متوفی کی کوئی اولاد نہ ہو تو بیوی کو $\frac{1}{2}$ حصہ ملے گا۔ خواہ بیوی ایک ہو یا زیادہ۔ بقیہ دیگر وارثوں کو۔

۲۔ اگر اس کی اولاد ہو تو بیوی کو $\frac{1}{2}$ حصہ ملے گا۔ خواہ ایک ہو یا زیادہ۔ بقیہ دیگر وارثوں کو۔

نوٹ۔ ہر صورت میں متوفی یا متوفیہ کی جائیداد پر اس کی وصیت اور اس کے قرض کا بار جمع جہیز و تکفین اولیت رکھتا ہے۔

دیگر صورتیں

۱۔ اگر کوئی مرد یا عورت بے اولاد ہے اور اس کے ماں باپ بھی زندہ نہ ہوں (کلالہ) اور

اس مرد یا عورت کا اخیانی (ماں ایک باپ الگ) ایک بھائی یا ایک بہن ہو تو اس بھائی یا بہن کو ۱/۴ حصہ ملے گا۔

۲۔ اگر کلالہ (مرد یا عورت) کے ایک سے زیادہ اخیانی بھائی بہن ہوں گے تو سب کو ملا کر ۱/۴ حصہ ملیگا اور سب میں برابر تقسیم ہوگا۔

ہر دو صورتوں میں جائیداد پر پہلا بار متوفی یا متوفیہ کی وصیت اور اس کے قرض کی اور تجہیز و تکفین کا ہوگا۔

کلالہ — وہ میت جس کی نہ اولاد ہو نہ باپ۔ (حدیث)

کلالہ کی اصل کلال ہے جس کے معنی ضاعت کے ہیں۔ اعتی کا شعر ہے

فَالْكَیْتُ لَا اَدْرِیْ لَهَا مِنْ حِلَالَةٍ

وَلَا مِنْ حَقٍّ حَتّٰی تَلَاقِیْ مُحَمَّدًا

(جب تک ادنیٰ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تک نہ پہنچائے گی مجھے اس کی متکان اور فرسودہ پائی پر رحم نہیں آئے گا)

توسیع استعمال کے بعد عرف عام میں کلالہ سے مراد وہ لوگ ہوتے ہیں جو منقطع

الطریقین ہوں (نہ ان کے والدین ہوں نہ ان کی اولاد) معجم القسرات

قریب کے رشتہ کو چھوڑ کر کوئی دور کا رشتہ دار ہو تو اس کو بھی کلالہ کہا جاتا ہے مثلاً اگر حقیقی چچا کا لڑکا ہو تو اسے هُوَ ابْنُ عَمَّتِی کہیں گے اور اگر رشتہ کے چچا کا بیٹا ہو تو هُوَ ابْنُ عَمَّتِی کلالہ کہیں گے۔

صاحب معجم القرآن (پروفیسر عبدالرؤف) نے لکھا ہے کہ۔

سلف کا اجماع ہے کہ آیت نہ ایں اخیانی بھائی مراد ہیں۔ زمر شری نے بھی کشاف میں یہی معنی مراد لئے ہیں۔

= غَیْرُ مُصَادِرٍ - جو نقصان دہ نہ ہو۔ یعنی ایسی وصیت۔ یا قرض نہ ہو جو محض داروں کو نقصان پہنچانے کی خاطر عائد کیا گیا ہو۔

مُصَادِرٍ - اسم فاعل واحد مذکر۔ اصل میں مُصَادِرٌ (مضر سے بردن مفاعل) سے ہے۔

= وَصِیَّةٌ مِّنْ اللّٰهِ - (وراثت کے متعلق) یہ ہے حکم اللہ کا۔

۱۳: ۴ = یُنْفِذُ خَلْدٌ - میں فاعل اللہ تعالیٰ ہے۔ اور ہُ غمیر واحد مذکر حاضر مَن کی طرف راجع ہے۔

== یَقْنُ - واحد مذکر غائب مضارع مجزوم (بوجہ عمل من جوامع لازم فعل ہے) اصل میں یَقْنُ تھا۔ عَصِيَانٌ مصدر باب ضرب - مَنْ يَقْنُ - جو نافرمانی کرے گا۔

== يَنْقَدُ - مضارع مجزوم واحد مذکر غائب اصل میں يَنْقَدُ تھا (عُدوان مصدر) مَنْ يَنْقَدُ جو حدودِ الہیہ سے تجاوز کرے گا۔

== مُهَيِّنٌ - اسم فاعل واحد مذکر - اِهَانَةٌ مصدر - باب افعال - ذلیل و خوار کرنے والا۔

۱۵:۴ = يَأْتِيَنَّ - مضارع - جمع موت نائبِ اِيتَاءٌ - مصدر - باب ضرب - وہ عورتیں آئیں یہاں یعنی متحجب ہوئیں۔

== فَاسْتَشْهِدُوا شَهِيدَيْنِ - فَاسْتَشْهِدُوا - امر - جمع مذکر حاضر - اِسْتَشْهَدُوا (استفعال)

سے - تم گواہ لاؤ - استشہاد - گواہ لانا - یا گواہ طلب کرنا - دونوں معنوں میں آتا ہے۔

== فَاحْشَةٌ - اسم - حد سے بڑھی ہوئی بُرائی - ایسی بے میانی کا اثر دوسرے پر پڑے - زنا۔

== يَتَوَفَّيَنَّ - يَتَوَفَّيْ - مضارع واحد مذکر غائب (فاعل موت) تَوَفَّى - مصدر - (باب تفعیل)

مُتَّ - ضمیر مفعول جمع موت غائب - وَفَّى - مادہ - وَافَى - پورا - باب افعال - پورا کرنا - یا پورا دینا

باب تفعیل سے پورا پورا دینا - باب تفعیل (توفی مصدر) پورا پورا لینا - قبضہ کر لینا - کبھی مراد روح کا قبضہ کر لینا ہوتا ہے - (باب استفعال) اِسْتِيفَاءٌ پورا پورا وصول کر لینا۔

يَتَوَفَّيَنَّ الْمَوْتَ - موت ان پر پورا پورا قبضہ کر لے - موت ان کو آئے۔

۱۶:۴ = فَادْخُلْهُمَا - اَدْخُلْ - امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر - اِدْخُلْ (افعال) - ضمیر مفعول

ثنیہ (مذکر موت) دونوں کے لئے) غائب - ان دونوں کو اِذْخُلْ - ان دونوں کو مارو پیٹو۔

== اَعْرَضُوا - امر جمع مذکر حاضر - اِعْرَضَ - تم درگزر کرو - تم کنارہ کشی کرو - تم چھوڑ دو۔

۱۷:۴ = اِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللَّهِ لِلَّذِينَ - تحقیق اللہ تعالیٰ نے توبہ قبول کرنا اپنے ذمہ لے لیا ان

لوگوں کے حق میں۔

== التَّوْبَةُ - تَابَ - اس نے توبہ کی - وہ پھر آیا گناہ سے وہ باز آیا - باب نصر سے اس نے قبول کیا

جب اس کا قصد یہ الٰہی کے ساتھ تو اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ اور انابت کے معنی ہوتے ہیں، جیسے

فَتَوَلَّوْا اِلٰی بَارِئِكُمْ (۵۴:۲) پس چاہئے کہ توبہ کرو تم اپنے خالق کے حضور۔

اور جب علی سے ہوتا ہے تو توبہ قبول کرنے کے معنی میں آتا ہے - فَتَابَ عَلَيْكُمْ (۵۴:۲)

پھر حق تعالیٰ نے تمہاری توبہ قبول کر لی

== مِنْ قَرِيبٍ - جلدی - شتاب۔

۴:۱۸ = اَعْتَدْنَا - ہم نے تیار کر رکھا ہے۔ اِعْتَدُوا (اِفْعَالٌ) مصدر۔ اَلْاَعْدَادُ تیار کرنا
مہیا کرنا۔ عدد مادہ۔

وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنَّتٍ (۱۹:۱۰۰) اور اس نے ان کے لئے باغات تیار کئے ہیں۔ وآیہ ہذا
اور اگر مصدر اِعْتَدَا سے ہو تو معنی ہوتے ہیں زیادتی کرنے کے لیکن اس کا مادہ عَدَّ وُہے
۴:۱۹ = نَزَلُوا - تم وارث ہو جاؤ۔ تم میراث میں لے لو۔ (حَسِبَ يَحْسِبُ) وَرَأَيْتُ سے
مضارع جمع مذکر حاضر نون اعرابی اَنْ ناصب کے آنے سے گر گیا

= اَنْ نَزَلُوا كَرِهًا کہ تم۔ (اس کے شوہر کے مرنے کے بعد بیوہ کو متوفی کی میراث
سمجھ کر) زبردستی وارث بن جاؤ

= لَا تَعْضَلُوْهُنَّ - مضارع نفی۔ جمع مذکر حاضر۔ هُنَّ ضمیر مفعول جمع منوث غائب تم ان کو
نہ روکو۔ تم ان کو بند نہ کرو۔ تم ان کو منع نہ کرو (باب نصر) عَضَلُ سے۔ سختی کے ساتھ رکنا
یعنی عدت ختم کرنے کے بعد ان کو نکاح ثانی سے مت روکو۔

= تَذْهَبُوْا ب - تم لے جاؤ۔ تَذْهَبُوْا اللّٰهُ لَذَّهَبَ بِسَمْعِهِمْ وَابْصَارِهِمْ - (۲۰:۲) اور اگر
اللّٰہ تعالیٰ چاہے تو لیجائے ان کے سینے کی قوت اور ان کی بینائی۔
= بَعْضٌ - کچھ حصہ۔

= عَامِرُوْهُنَّ - تم ان کے ساتھ زندگی گزارو۔ تم ان کے ساتھ برتاؤ کرو۔ مُعَامَرَةٌ (مفاعلة)
سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر

= بِالْمَعْرُوْفِ - الْمَعْرُوْفِ - ہر اس قول یا فعل کا نام ہے جس کی خوبی عقل یا شریعت سے
ثابت ہے۔ اَلْمَعْرُوْفِ اس کی ضد ہے۔ دستور کے مطابق۔ مناسب طور پر۔
= عَسَى - غمرب۔ شتاب۔ ممکن ہے توقع ہے۔ اندیشہ ہے۔ کھٹکا ہے ہو سکتا ہے
۲۰:۴ = اِسْتَبْدَالٌ (استفحال) بدلنا۔ تبدیلی چاہنا۔ مصدر ہے۔

= قِنْطَارٌ - مال کثیر۔ مال کا انبار۔

۲۰:۴ = بُهْتَانًا - بہتان لگا کر۔

= اِفْشَاءً مُّبِيْنًا - صریح گناہ کرتے ہوئے۔ صریح علم کرتے ہوئے۔

۴:۲۱ = تَذْاَفَضْنِيْ بِعَضْمِكَ اِلَى بَعْضٍ - تَذْاَفَضْنِيْ بِعَضْمِكَ اِلَى بَعْضٍ - کسی جگہ پہنچنا
اَفَضْنِيْ بِعِدَةٍ اِلَى كَذَا - کے معنی ہیں کسی جگہ ہاتھ پہنچ جانا۔ اَفَضْنِيْ اِلَى وَ اَفَضْنِيْ اِلَى
الْمَرْأَةِ خَلَاءً بِهَا۔ اس کے ساتھ خلوت کی۔ جماع کیا۔ اَفَضْنِيْ - وہ پہنچ گیا۔ وہ بے حجاب نہ مل گیا۔

فَعِنَّا اس جگہ کو کہتے ہیں۔ جہاں کوئی عمارت اس جگہ کی کسی چیز کے ادراک سے مانع نہ ہو۔
خلوت بھی اسی وجہ سے اخفاء سے موسوم ہوئی کہ اس میں ہر وہ چیز جو مجامعت سے مانع تھی
دور ہو گئی۔

قَدْ أَقْضَى لَبَعْنُور۔ حالانکہ تم تنہائی میں ایک دوسرے سے مل چکے ہو۔

== اخَذَن - ماضی جمع مَوْنُث غائب وہ لے چکی ہیں۔ یا انہوں نے لیا۔
۲۲:۴ - مَقْتًا - مصدر۔ منصوب۔ کسی شخص کو برائی کا مرتکب دیکھ کر اس سے بغض رکھنا۔
سبب بغض۔ کَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللَّهِ (۳:۶۱) سخت مغضوب ہے اللہ کے نزدیک مَقْت
مادہ۔ یعنی تمہارا یہ فعل اللہ تعالیٰ کی سخت ناپسندیدگی کا سبب ہوگا۔

۲۳:۴ - ارْضَعْنَكُمْ۔ ماضی جمع مَوْنُث غائب كَمْ ضمیر مفعول جمع مذکر حاضر۔ رَضِعَ (سَمِعَ)
رَضِعَ (فَتَحَ) رَضَعًا وَرَضَعًا وَرَضَعًا - بچے کا ماں کا دودھ پینا۔ ارْضَعْنَكُمْ رَضَعًا وَرَضَعًا
مَرَّضَعًا دودھ شریک بھائی کے ساتھ دودھ پینا۔ ارْضَعْنَكُمْ دودھ پلایا اس کو۔
== رَبَّانِيكُمْ۔ رَبَّانِيَّتُہ کی جمع ہے۔ زیر پرورش لڑکی جو اگلے شوہر سے ہو۔
ربیبہ اس لئے کہتے ہیں کہ وہ اپنی ماں کے دوسرے شوہر کی آغوش میں تربیت پاتی ہے
تمہاری جوڑوں کی پہلے خاوند سے لڑکیاں۔

== فِي حُجُودِكُمْ۔ حُجُود۔ حِجْر کی جمع۔ حفاظت۔ جو تمہاری حفاظت۔ نگرانی میں
== دَخَلْتُمْ بَیْنَہُمْ۔ جن سے تم محبت کر چکے ہو۔
== حَلَالٌ۔ جمع حَلَالٌ۔ واحد یعنی زوجہ۔ حَلٌّ سے مشتق ہے حَلٌّ گرہ کھولنا۔ اِزْنًا
حلال ہونا۔

== مِنْ اَصْلَابِكُمْ۔ اَصْلَابٌ جمع صُلْبٌ کہ۔ بمعنی ریڑھ کی ہڈی۔ مراد تمہاری نسل
تمہارے تخم سے۔



يَا رَّةُ
وَالْمُحَصَّنَاتِ
سُورَةُ النِّسَاءِ (٥٤)

۲۴:۲۴ = **الْمُحْصَنَاتُ** - اسم مفعول - جمع مؤنث - مُحْصَنَةٌ وَاحِدَةٌ مُحْصَنَةٌ
اسم فاعل - وَاحِدَةٌ - احْصَانٌ - مصدر - (بروزن افعال) آزاد (پاکدامن عورتیں - دوشیزا ہوں
یا نہ ہوں) (۲۶) شوہر والیاں یعنی منکوحہ (۳۲) آزاد دوشیزائیں -

صاحب معجم القرآن نے لکھا ہے کہ سورۃ النساء میں مندرجہ بالا معانی محصنت کے بالترتیب
لئے گئے ہیں - جس ترتیب سے یہ لفظ سورۃ نساء میں آیا ہے -

ثلبہ - نے لکھا ہے کہ ہر پاکدامن عورت کو مُحْصَنَةٌ (اسم مفعول) اور مُحْصَنَةٌ (اسم فاعل) کہا جاتا ہے
لیکن شوہر والی عورت کو مُحْصَنَةٌ (اسم مفعول) کہیں گے -

قاموس میں ہے اِمْرَأَةٌ حَصَانٌ پاکدامن یا شوہر والی عورت -

راغب نے اس کی تائید کرتے ہوئے لکھا ہے کہ الرَّحْمَتُ کے بعد الْمُحْصَنَاتُ قرآن
میں آیا ہے وہاں شوہر والیاں مراد ہے اور اسم مفعول کا صیغہ ہے اور اگر حُرْمَتُ کے بعد نہیں ہے
تو فتح دیکھو بر ص - دونوں صحیح ہیں - شوہر والیاں ہوں یا عام پاکدامن عورتیں -
اصل میں احصان کا معنی ہے حفاظت رکھنا - حصن سے بمعنی قلعة

الَّذِينَ لَا مَا تُحْصِنُونَ (۱۲: ۴۸) صرف وہی تھوڑا سا رہ جائے گا جو تم احتیاط سے محفوظ
رکھ لو گے -

الْحِصَانُ کے معنی مُحْصَنَةٌ (فتح الصاد وکسر عورت کے ہیں خواہ وہ احصان
پاکدامنی کی وجہ سے ہو - یا کسی کے ساتھ نکاح کر لینے سے یا اپنے شرف ذات اور حریت کی وجہ
سے محفوظ ہو - اگر کوئی عورت ذاتی یا عفت اخلاقی کی وجہ سے بدکاری سے اپنے آپ کو
محفوظ رکھتی ہے تو مُحْصَنَةٌ (اسم فاعل) ہے - اور اگر شوہر حفاظت کرتا ہے تو مُحْصَنَةٌ
(اسم مفعول) ہے

إِلَّا مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ - جنہیں تمہاری داییں ہاتھوں نے قبضہ میں لے لیا - ان سے
مراد وہ لونڈیاں ہیں جو جہاد میں کفار کے ساتھ نہ رہیں جنگ کے نتیجے میں مسلمانوں کے قبضہ میں
آئیں - (مسئلہ) جو اسیر عورت کسی کے حصہ میں آئے وہ ایک ماہواری گذرنے کے بعد
اس سے صحبت کر سکتا ہے اگر اس کے شکم سے اولاد پیدا ہوئی تو اس کے حقوق بالکل
دیئے ہی ہوں گے جیسے دوسری اولاد کے - اب وہ لونڈی کو فروخت نہیں کر سکتا اور اس کے
مرنے کے بعد وہ خود بخود آزاد بھی ہو جائے گی - (ضیاء القرآن)

كُتِبَ اللَّهُ عَلَيْكُمْ - کتاب مصدر موكده ہے اس کا فعل كَتَبَ محذوف ہے گویا

اس کی تقدیر یوں ہے: كَتَبَ عَلَيْكُمْ كِتَابُ اللَّهِ - اسی کتب اللہ علیکم تحریر ذلک کتاب (مصدر بمعنی حکم۔ فرض۔ حکم الہی۔ فریضہ۔ جیسے یَا یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصَّیَامُ (۱۸۳:۲) اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں۔

== اَنْ تَبْتَغُوا۔ مضارع جمع مذکر حاضر۔ اصل میں تَبْتَغُوْنَ تھا۔ اَنْ ناصبہ کی وجہ سے نون اعرالی گر گیا۔ تم چاہتے ہو۔ تم ڈھونڈھتے ہو۔ تم تلاش کرتے ہو۔ اِبْتَغَاءُ (اِذْتِعَالُ) اَلْبَغْيُ کے معنی کسی چیز کی طلب میں میان روی کی حد سے تجاوز کی خواہش کرنے کے ہیں۔ خواہ تجاوز کر سکے یا نہ بنجئے۔ دو قسم پر ہے۔ (۱) محمود یعنی عدل و انصاف سے تجاوز کر کے (بڑھ کر) مرتبہ احسان حاصل کرنا اور فرض سے تجاوز کر کے تطوع بجالانا۔

(۲) مذموم۔ یعنی حق سے تجاوز کر کے باطل کو اختیار کرنا۔ یا شبہات میں پڑنا۔
بَغْيٌ (ثلاثی مجرد) کا استعمال قرآن میں اکثر مذموم معنی میں ہوا ہے۔ اَنْ تَبْتَغُوا کہ تم تلاش کرو۔ تم حاصل کرنے کی کوشش کرو۔
اَنْ تَبْتَغُوا مفعول لڑے اُحِلَّ کا۔

یعنی ماسوا ان عورتوں کے ۱ جو آیتہ ۲۳ ماقبل میں حرام کی گئی ہیں، باقی تم پر حلال کر دی گئی ہیں۔
یہ اس لئے کہ تم اپنے مال خرچ کر کے ان کو حاصل کرنے کی کوشش کر سکو۔
== مُحْصِنَاتٌ۔ اپنے نفس کو رلام داری سے بچانے والے۔ اسم فاعل، جمع مذکر۔ منصوب۔
مُسَافِحَةٌ (مُفَاعَلَةٌ) زنا کرنے والے۔

یعنی تم اپنا مال خرچ کر کے حلال عورتوں کو حاصل کرنے کی کوشش کر سکتے ہو۔ لیکن اپنے نفس کو پاکہ امن رکھتے ہوئے اور زنا کاری سے بچتے ہوئے۔ گویا ابتغاء کی اجازت مشروط ہے
== اِسْتَمْتَعْتُمْ۔ باب استفعال۔ تم کام میں لائے۔ تم نے فائدہ اٹھایا۔ تم بہت چکے۔ یعنی جب تم نے نکاح کر کے ان سے جمبستری کا فائدہ اٹھایا۔ تو مقرر شدہ مہر ان کو ادا کرو۔
اِسْتَمْتَعْتُمْ سے متعہ جو رافضیوں کے نزدیک جائز ہے اس پر استدلال کرنا سراسر باطل ہے
کیونکہ الفاظ مُحْصِنَاتٍ اور غَيْرُ مُسَافِحَاتٍ صاف طور پر اس کی تردید کرتے ہیں۔

== اُجُورَ هُنَّ۔ ان کا حق ان کا مہر۔ مضاف مضاف الیہ۔ دونوں مل کر فَاُتُوْهُنَّ کا مفعول
اُجُورٌ۔ اُجُور کی جمع ہے

== فَرِیضَةٌ۔ مقرر کیا ہوا مہر۔ لازم کیا ہوا حکم۔ صفت مشبہہ کا صیغہ واحد مؤنث۔ فَرْضٌ مادہ
۲۵:۴ = طَوْلًا۔ بمعنی السعة والغنى۔ مال و دولت۔ تونگری۔ انعام۔ وسعت۔ گنجائش

= ذَلِيلَتٌ - یہ لونڈیوں سے نکاح کی اجازت کی طرف اشارہ ہے

= الْعَنَتُ - گناہ - بدکاری - زنا - تکلیف - مشقت - فساد - ہلاکت - غلطی - غلط - جور
اذیت - عِنْتُ لِعَنْتٍ - (سمیع) کا مصدر ہے۔ یہاں متفقہ طور پر مفسرین اس سے مراد
زنا لیتے ہیں۔

= اَنْ تَصْبِرُوْا - اَنْ مصدر یہ ہے اور فعل کے ساتھ مل کر مصدر کے معنی میں ہوتا ہے
ای صَبْرُكُمْ - تمہارا صبر کرنا۔

۲۶: ۴ = سُنُّنٌ - سُنَّةٌ کی جمع ہے سُنَّةٌ کے معنی ہیں۔ راہ - رسم - دستور - رِاقِہ
جاریہ - يَهْدِيْكُمْ کا مفعول ثانی ہے۔ چلائے تم کو ان لوگوں کی راہوں پر

= يَتُوبُ عَلَیْكُمْ - تَابَ يَتُوْبُ (نَصَرَ) تَوْبًا - وَتُوبَةُ وَتَابَةً - تَابَ اِلَى
اللّٰهِ - نادم اور پشیمان ہو کر گناہ سے روگردانی کر کے اللہ کی طرف متوجہ ہونا - تَابَتْ تُوْبَةً
کرنے والا - تَابَ اللّٰهُ عَلَیْهِ - اللہ تعالیٰ کا کسی کے گناہ معاف کر کے اس کو اپنے فضل و کرم سے
نوازنا - تَوَّابٌ - (توبہ قبول کرنے والا)

۲۷: ۴ = تَمَيَّنُوْا - مَا لَ يَمِيْنُ (صَوَّبَ) مَيْلًا - درمیانی راہ سے کسی ایک طرف ہٹ
ایک طرف مائل ہو جانا۔ راست روی سے ہٹ جانا۔ تَمَيَّنُوْا - تم بہک پڑو - کج روی اختیار
۲۸: ۴ = اِنْ يَّخْفِقْ عَنكُمُ - تم سے (پابندیوں کا بوجھ) ہلکا کرے۔
يُخَفِّقُ کا مفعول منذوف ہے۔

۲۹: ۴ = عَرَّضْنِيْ - باہمی رضامندی - آپس کی خوشی - ایک کا دوسرے سے راضی
ہونا۔ (باب تفاعل) مصدر ہے۔ ی - حرف علت بوجہ ثقالت - آخر سے گر گئی - رضی ماد
۳۰: ۴ = عَدُوْنَاْ - عَدَا يَعْدُوْا عَدُوًّا وَاعْدُوْنَاْ وَاعْدُوْنَاْ - (باب نصر)
زیادتی - ظلم و ستم - سرکشی۔

= نَضْلِيْہِ - اَضْلٰی يُضْلِيْ اِضْلَاءً - (افعال) سے مضارع جمع مشکم - ہ ضمیر
مفعول واحد مذکر غائب ہم اس کو آگ میں (جہنم میں) داخل کریں گے۔
النَّضْلٰی (سَمِعَ) کے اصل معنی آگ جلانے کے ہیں۔ (باب افعال) سے آگ میں
سہینکنا - آگ میں ڈالنا۔

۳۱: ۴ = تَجَنَّبُوْا - اجْتَنَبَ (افعال) سے اگر تم بچتے رہو گے۔ اجتناب
کرو گے۔ مضارع جمع مذکر حاضر اصل میں تَجَنَّبُوْنَ تھا۔ اِنْ جازم فعل کی وجہ سے

ذن اعرابی گر گیا۔

== نَكَفَرُوا عَنْكُمْ - نَكَفَرُوا جمع منکلم مضارع جواب شرط کی وجہ سے مجزوم ہے۔ ہم دور کر دیں گے نَكَفَرُوا مصدر بروزن تفعیل۔

== مَدْخَلًا - داخل ہونے کی جگہ۔ اسم ظرف مکان۔ مَدْخَلًا مصدر بھی ہے (باب افعال) پہلی صورت میں ترجمہ ہوگا۔ ہم تمہیں عزت کی جگہ میں داخل کریں گے (یعنی جنت میں) دوسری صورت میں۔ ہم تمہیں عزت کے ساتھ (جنت میں) داخل کریں گے۔

۳۲:۴ وَلَا تَتَمَنَّوْا - مضارع نہی۔ جمع مذکر حاضر۔ تَمَنَّى باب تفعیل سے اصل میں تَتَمَنَّوْنَ تھا۔ لار نہی مجازم فعل کی وجہ سے نون اعرابی ساقط ہو گیا۔ تم آرزو مت کرو تم ہو س ذکر۔ تمنی کا بیشتر استعمال کسی بے حقیقت چیز کے تصور کرنے کے لئے ہوتا ہے۔

التمنی عبارة عن ارادة ما يعمله او يظن انه لا يكون (رازی - روح البیان) تمنی وہ ارادہ ہے جو تمنی جانتا ہے کہ پورا نہیں ہو سکتا۔ یہ اس لئے کہ حقیقت کی دنیا میں یہ اس کی استطاعت سے باہر ہوتا ہے ورنہ جہاں تک اس کی اپنی ہمت اور کوشش کا تعلق ہے وہ اسی آیت میں فرمادیا کہ۔ لِلرَّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوا۔ مردوں کے نصیب میں وہی ہے جو انہوں نے کمایا۔ یعنی جو جتنی محنت کریگا اتنا ہی مہل پائے گا۔

== دَا سَلُّوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهِ - دَاؤ کا عطف۔ وَلَا تَتَمَنَّوْا پر ہے یعنی بے کار ہو س نہ کرو بلکہ وہی چیز اللہ سے طلب کرو۔ لَا تَتَمَنَّوْا مَا لِّلنَّاسِ۔ دَا سَلُّوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهِ۔ جو چیز لوگوں کو دی گئی ہے اس کی تمنّا مت کرو۔ بلکہ اللہ تعالیٰ سے اس کے خزانوں سے وہی نعمت کی طلب کرو۔

۳۳:۱۴ كُلُّ شَيْءٍ بِرِغْصَنِكَ لَمْ يَكُنْ

== مَوَالِي - مَوَالِي۔ کہ جمع۔ چھاکے بیٹے۔ (بنوئی) عصبات (مجاہد کلام) (البوصالح) عام وارث (کلمی) دوست۔ مَوَالٍ۔ محافظ (۴۱:۱۰۴) آقا مالک (۶:۱۶)

== عَقْدَتْ اِس نے باندھا۔ عَقْدَتْ سے جس کے معنی باندھنے۔ گرہ باندھنا۔ سوگند کھانا کسی چیز کے اطراف کو آپس میں جمع کر دینا (باب ضرب) عَقْدَتْ گرہ۔ عَقْدَتْ جمع۔ نَفَقَتْ فِي الْعَقْدِ۔ گرہوں میں مہجوں کیس مائے والیاں۔

عَقْدَتْ عہد باندھنا۔ قول و قرار۔ عہد و بیان۔ اس کی جمع عُقُودُ ہے۔ عقد یمین عہد و پیمان کی پختگی =

وَالَّذِينَ عَقَدْتَ أَيْمَانُكَۙ - اور وہ لوگ جن سے تمہارا عہد و پیمان بندھ چکا ہے ۔
وَلِكُلِّ جَعَلْنَا وَالْأَقْرَبُونَ - اس کی مندرجہ ذیل ہو سکتی ہیں ۔

۱۔ کُلِّ مضاف ہے اور اس کا مضاف الیہ الحکم محذوف ہے ۔

۲۔ کُلِّ مضاف ہے اور مال اس کا مضاف الیہ محذوف ہے ۔ اور مِمَّا شَرَكْتَ الْوَالِدَانَ وَالْأَقْرَبُونَ اس مال کی صفت ہے ۔

پہلی صورت میں ترجمہ یہ ہوگا ۔ ” ہر ایک شخص کے لئے اس ترکہ کے متعلق جو اس نے چھوڑا ہے ہم نے وارثان مقرر کر دیئے ہیں ۔ اس صورت میں الوالدان وَالْأَقْرَبُونَ وارثان (موالی) کی صفت ہے یعنی یہ وارثان والدین اور قریبی رشتہ دار ہیں

دوسری صورت میں ترجمہ یوں کیا جائے گا ہر مال کے لئے جو والدان اور اقربوں نے ترکہ میں چھوڑا ہے ہم نے وارث (موالی) مقرر کر دیئے ہیں ۔ اس صورت میں والدان وَالْأَقْرَبُونَ موروثین ہیں

دوسری صورت چہور کے نزدیک زیادہ صحیح ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہی مروی ہے
= وَالَّذِينَ عَقَدْتَ نَصِبُهُمْ - یتامفہہ ہے

وَالَّذِينَ عَقَدْتَ أَيْمَانُكَۙ (اور وہ لوگ جن سے تمہارا عہد و پیمان بندھ چکا ہے) سے کیا مراد ہے بعض نے اس سے مراد وہ عورتیں لی ہیں جن سے تمہارا عہد و پیمان (نکاح) بندھ چکا ہو (ترجمان القرآن) (الوکلوم) لیکن اکثریت نے اس سے مراد وہ اشخاص لئے ہیں جن سے زندگی میں باہمی عہد و پیمان وراثت ہو چکا ہو ۔ یہ ہم بعد بالیت سے بھی جلی آ رہی تھی اور ہجرت کے بعد مہاجرین اور انصار میں ایک انصاری کی وفات کے بعد اس کا مہاجر بھائی بند وراثت ہوتا ۔

اس آیت نے اس طریقہ کو منسوخ کر دیا اور حکم ہوا کہ ان کی مدد کرو ۔ ان کی غیر خواہی کرو ان کو فائدہ پہنچاؤ ۔ لیکن میراث انہیں نہیں پہنچتی ۔ (ابن کثیر - عبداللہ یوسف علی)
بعد میں یہ دستور مابین انصار و مہاجرین آیت ۳۳ : ۶ سے منسوخ ہو گیا ۔

۳۴ : ۴ = قَوَامُونَ - جمع مرفوع - قَوَامٌ - واحد صیغہ مبالغہ - نگران - سرپرست - محافظ - مصلح ۔
بزرگ قَوَامٌ یا قَیِّمٌ اس شخص کو کہتے ہیں جو کسی فرد یا ادارہ یا نفاذ کے معاملات کو درست حالت میں چلانے اور اس کی نگہبانی اور حفاظت کرنے اور اس کی ضروریات میں مہیا کرنے کا ذمہ دار ہو ۔
= چما ۔ بوجہ یہ سببیت ہے اور مآخذ یہ ۔

= بَعْضُهُمْ - میں ہم ضمیر جمع مذکر غائب مردوں کے لئے ہے اور بعض عورتوں کے لئے (مدارک)
= فَالْيَصْلِحُ - پس نیک بیبیاں (وہ ہیں جو آگے بیان ہوئی ہیں)

= قَتَلْتِ اسم فاعل جمع مؤنث - فرماں بردار ، اطاعت گزار قَتُولٌ سے قَاتِلٌ لِمَذْكَرٍ مَخْضُوعٍ اور عاجزی کرنے والا ۔ نماز میں طویل قیام کرنے والا ۔ زندگی پر قائم و دائم رہنے والا ۔ کُلُّ لَه قَتَلْتِ

(۱۱۶:۲) سب اس کے فرمانبردار ہیں۔ اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ كَانَ اُمَّةً قَانِتًا (۱۲۰:۱۶) بے شک ابراہیم (لوگوں کے) امام اور (خدا کے) فرمانبردار تھے۔

= حَفِظْتُ لِنَفْسِي۔ مردوں کی عدم موجودگی میں اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والیاں۔ شوہروں کی عزت و آبرو کی ان کے نفع و نقصان کی اور ان کے عہدوں کی حفاظت کرنیوالیاں (لام یعنی فی ہے)۔
= بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ۔ جیسا کہ حفاظت فرمائی اللہ تعالیٰ نے ان کی عزت و آبرو کی۔ ان کے حقوق کی۔ ان کی نگہداشت و نان و نفقہ کی مردوں کو حکم دے کر۔ بے مائیں بے سببیہ اور ماسدہ یہ۔
یا اس کا یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حفاظت کرنے کا حکم دیا ہے۔

(عبداللہ یوسف علی)

= تَخَافُونَ۔ مضارع جمع مذکر ماضی۔ تم ڈرتے ہو۔ تمہیں خوف ہو۔ حَفْتُ (باب سیم) مصدر
= نَشُوذُهُنَّ۔ مضاف مضاف الیہ (مصدر)۔ باب نمر۔ ضرب) ان کی سرکشی۔ ان کی نافرمانی۔
مراد شوہر سے نفرت۔ اطاعت گریز۔ شوہر کے مقابلہ میں غور۔ مضاف مضاف الیہ مل کر فعل تَخَافُونَ کا مفعول ہے۔

= فَعِظُوهُنَّ۔ عِظُوا۔ امر۔ جمع مذکر حاضر و غُطَّ سے۔ حُنَّ ضمیر جمع مؤنث غائبہ۔ تم البسی
معدنوں کو نصیحت کرو۔ ان کو سمجھاؤ (باب ضرب) ابن فارس کہتے ہیں کہ اَلْوَعْظُ کے
معنی خوف دلانے اور ڈرانے کے ہیں

= اَلْمَصَاحِبُ۔ اسم ظرف جمع المضجع و امہ۔ بستر خواب گاہیں۔ اَضِجْ واضطجع پہلو سے
س لیٹنا۔ الصَّحْبُ ساتھ لیٹنے والا۔

= فَلَا تَبْغُوا عَلَيْهِنَّ سَبِيلًا۔ بَغَى۔ تلاش کرنا۔ ڈھونڈنا۔ چاہنا۔ عَلٰی یعنی خلاف۔ یعنی
پران کے خلاف (کوئی ظلم کی) راہ تلاش مت کرو۔

تَبْغُوا اصل میں تَبْغُونَ تھا لاغربی کے سبب فون اعرابی گر گیا۔

۲۵:۲ = شِقَاقٌ۔ اَلشُّوْرُ۔ شِقَاقٌ۔ کہتے ہیں۔ جیسے شَقَقْتُهُ بِنِصْفَيْنِ میں نے

سے برابر دو ٹکڑوں میں کاٹ دیا۔ قرآن کریم میں ہے لَقَدْ شَقَقْنَا الْاَرْضَ شِقَاقًا (۱۲۶:۸۶)

برہم نے زمین کو چیرا بچاڑا۔ یا اِذَا السَّمَاءُ انشَقَّتْ (۸۴:۱) جب آسمان پھٹ بلے گا۔

نَشَقُّ (بکسرش) اس مشقت کو کہتے ہیں کہ جو تلگ و دو سے بدن یا جسم کو لاحق ہوتی ہو۔

لَا اِلٰهَ اِلَّا اِلٰهُنَّ اَلْاَنْفُسُ (۱۶:۷) مگر جان پر مشقت جھیلنے کے بعد۔

شِقَاقٌ۔ کے معنی مخالفت، عداوت۔ ناپا جاتی۔ کے ہیں۔ باب مفاعلہ کا مصدر ہے۔ شِقَاقٌ

شَقَاتُ بِمَعْنَى الْاَلْكَ (مخافت) طرفوں میں ہونا۔

= فَاَبْعَثُوا۔ تم بھیجو۔ تم بلا بھیجو۔ تم اٹھاؤ۔ مقرر کرو۔ بَعَثٌ سے باب فتح امر کا صیغہ جمع مذکر
= حَكَمًا۔ مفعول۔ منصف۔ بیچ۔ فیصلہ کرنے والا۔ حَكَمٌ سے صفت تشبیہ کا صیغہ واہ
جمع۔ سب کے۔ لہٰذا استعمال ہوتا ہے۔ فیصلہ کرنے والے کو حکم کہتے ہیں۔ حاکم نے زیادہ بنی
= یُؤَيِّدُ۔ تثنیہ مذکر نائب اس سے مراد درج۔ ایک خاندان کی طرف سے ایک بیونا کا۔ اصل
یُؤَيِّدُ اَنْ تَحَا۔ اَنْ ناصبہ کے عمل سے فون اعرابی کر گیا۔
= يُوَفِّيكَ اللّٰهُ۔ یُؤَيِّدُ مضاف مجزوم مسطور بالوصل واحد مذکر نائب تَوْفِيٌّ مصدر باب تفعیل مرفوع
پیدا کر دے گا۔

= يَبْقَىٰكُمْ۔ میں ہمارا ضمیر تثنیہ مؤنث، غائب مراد مرث کے لئے ہے۔

۳۶:۱۲ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا۔ اس کی تقدیر ہے وَاحْسِنُوا بِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا۔

= وَبِذِي الْقُرْبَىٰ۔ ... آيَمَانًاكُمْ۔ میں ذَوِ الْقُرْبَىٰ۔ وَالْيَتَامَىٰ۔ وَالْمَسْكِينِ۔

وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبَىٰ۔ وَالْجَارُ الْجَنِبُ۔ وَالصَّاحِبُ بِالْجَنِبِ وَابْنُ السَّبِيلِ۔ اور مَا مَلَكَ
آيَمَانًاكُمْ سے پہلے اَحْسِنُوا محذوف ہے۔

= الْجَارُ ذِي الْقُرْبَىٰ۔ الْجَارُ۔ جو جوار میں یعنی پہلو میں رہنے والا ہو بمعنی پڑوسی ذَوِ الْقُرْبَىٰ

قرابت دار ہو۔ یعنی رشتہ دار پڑوسی الْجَارُ الْجَنِبُ۔ جُنُبُ بمعنی دور۔ اجنبی۔ یعنی وہ پڑوسی جو رشتہ

دار نہ ہو۔ صاحب بِالْجَنِبِ۔ پہلو کا رفیق۔ قریبی دوست سفر کا ساتھی۔ ابْنُ السَّبِيلِ۔ مسافر

= مُخْتَلَفًا۔ اسم فاعل واحد مذکر منصوب بوجہ خبر کان۔ (اَحْسِنُوا) افتعال مصدر بمعنی اکرنا

والا۔ اترانے والا۔ اپنے آپ کو بڑا خیال کرنے والا۔

= فَخُودًا۔ خبر ثانی کان۔ مبالغہ کا صیغہ فَاخُوْهُ سے فَعُولُ بمعنی فَاْعِلٌ بہت فخر کرنے والا

گھسنڈ کرنے والا۔ اترانے والا۔ شیخی خیر۔

۳۷:۱۴ يَبْخُلُونَ۔ مضارع جمع مذکر نائب۔ بَخِلٌ (باب سَجْع) مصدر وہ بخل کرنے

ہیں۔ کچھ سی کرتے ہیں۔

= فَضْلٍ۔ میں ۹ ضمید واحد مذکر غائب۔ اللہ تعالیٰ کی طرف راجع ہے۔ فضل کے معنی مال۔

برتری۔ فوٹ۔ حسن۔ مرتبہ۔ عزت۔ حکومت۔ عقل۔ علم۔ علم۔ وغیرہ میں زیادتی کے ہیں

= اَعْتَدْنَا۔ ہم نے تیار کیا ہے۔ ماضی کا صیغہ جمع حکم۔ اِعْتَادُ مصدر۔ عَتَدْنَا مَادَّةُ الْعَتَا۔

ضرورت کی چیزوں کا پہلے سے ذخیرہ کر لیا۔ یہی معنی اِغْدَاؤُ کے ہیں۔

اَعْتَدْنَا بَارِزْنَ اَفْعَلًا۔ اِغْدَاؤُ سے فعل ماضی ہے۔ بعض نے کہا ہے کہ اصل میں اَعْدَدْنَا ہے۔ ایک دال کو ت میں تبدیل کیا گیا ہے۔

۳۸: ۴ = نِکُونُ۔ مضارع مجزوم فعل ناقص کُونُ سے (باب نصر) اصل میں نِکُونُ تھا۔ مَنْ جازم فعل کی وجہ سے ن ساکن ہو گیا۔ اجتماع ساکنین (واو۔ نون) کی وجہ سے واو گئی = قَرِینًا۔ بروزن فعل۔ صفت مشبہ کا صیغہ ہے (باب کوم) ساتھ ہی۔ دوست۔ اس کی جمع قَرَنَاءُ ہے۔ قرآن حکیم میں ہے کہ وَفِضْنَا لَهُمْ قُرَنَاءَ۔ (۲۵: ۴۱) اور ہم نے شیطان کو ان کا ہم نشین مقرر کر دیا۔

ایک زمانہ کے لوگ یا امت قَرَنُ کہلاتی ہے۔ اس کی جمع قُرُونُ ہے جیسے قُرُونِ اُولٰی۔ پہلی امتیں۔ قَرَنُ جانور کا سینگ بھی ہے۔ ذوالقرنین دو سینگوں والا۔ (یہاں سینگ تشبیہ کے طور پر استعمال ہوا ہے)۔

= آیات ۲۶ = ۳۷ = ۳۸۔ میں مُخْتَلًا فَخُورًا۔ ان اشخاص کے لئے ہے جو اپنے مال و دولت۔ عزت و جاہ۔ وغیرہ پر اتراتے ہیں۔ اور فخر کرتے ہیں۔ اَلَّذِینَ یَبْخُلُونَ..... الخ۔ مُخْتَلًا فَخُورًا کی صفت ہے۔ کافرین سے مراد یہی مذہب بالا گروہ ہے کہ کفرانِ نعمت سے کام لیتے ہوئے اللہ کے دیئے ہوئے فضل پر بیجا گھٹہ کرتے ہیں۔ اس کے صحیح استعمال میں کچھ کسی کرتے ہیں دوسروں کو اس کے صحیح استعمال سے منع کرتے ہیں۔ اور اللہ کی عطا کردہ نعمتوں کو دوسروں سے چھپاتے ہیں۔

= وَالَّذِینَ یُنْفِقُونَ کی تین صورتیں ہیں

۱:- یہ الَّذِینَ یَبْخُلُونَ۔ پر عطف ہے۔ اس صورت میں ترجمہ ہوگا۔ اور اللہ ان لوگوں کو بھی پسند نہیں کرتا۔ جو اپنا مال دکھائے کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔..... الخ
۲:- یہ الَّذِینَ یُنْفِقُونَ پر عطف ہے اس صورت میں ترجمہ یہ ہوگا۔ ان لوگوں کے لئے بھی جو اپنا مال دکھائے کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔..... الخ ہم نے ان کے لئے بھی رسوا کن عذاب تیار کر رکھا ہے

۳:- وَالَّذِینَ یُنْفِقُونَ۔ سے نیا جملہ شروع ہوتا ہے۔

اس صورت میں وَالَّذِینَ یُنْفِقُونَ..... بِالْیَوْمِ الْاٰخِرِ۔ ابتدا اس کی خبر محذوف (فلہم الشیطان قَرِینًا۔ تو شیطان ان کا ساتھی ٹھہرا اور جس کا ساتھی شیطان ہو) تو وہ

جان لے کر شیطان) بہت بُرا ہے ایک ساتھی کی حیثیت سے۔

۴: ۳۹ = مَا ذَا عَلَيْنَا - اور کیا تکلیف ہوتی اب تو۔ اور کیا مصیبت آتی ان پر۔ اور کیا نقصان ہو رہا ان کا۔

۴: ۴۰ = مِثْقَالَ ذَرَّةٍ - مِثْقَالَ ذَرَّةٍ - ایک ذرہ کے وزن کے برابر ثقل مادہ - باب کرم اسم الہ ہے۔

= تَكَثَّرَ - اصل میں تَكُونُ تھا۔ ان کے عمل سے واو حرف علت حذف ہو گیا۔ اور نون کو بھی تلف قیاس حرف علت کے مشابہان کر کثرت استعمال کے سبب تخفیف کے لئے حذف کر دیا گیا کَوْنُ سے مضارع واحد نکر غائب۔ افعال ناقصہ میں سے ہے۔ وہ ہوتی ہے وہ ہوگی = يُضَاعَفُهَا - مضارع معروف۔ مجزوم بوجہ جواب شرط۔ مُضَاعَفَةٌ (مفاعلة) مصدر۔ ہما ضمیر مفعول واحد تَوَثُّتْ غائب جو حسنة کی طرف راجع ہے۔ وہ اس کو بڑھا دیا گیا۔ دو چند کر دے گا = مِنْ لَدُنْهُ - اس کی طرف سے (یہاں) اپنی طرف سے۔ لَدُنْ - ظرف مکان (رَبَّنَا اِنَّا مِنْ لَدُنْكَ رَحِمَةً - اے رب ہمارے ہمیں اپنی طرف سے رحمت عطا فرما۔

اور ظرف زمان - اَقَمْتُ عِنْدَکَ مِنْ لَدُنْ طُلُوعِ الشَّمْسِ إِلَى غُرُوبِہَا - میں اگر یاس طلوع آفتاب غروب آفتاب تک مقیم رہا۔

۴: ۴۲ = يَكُوْدُ - مضارع واحد نکر غائب مَوْدَّةً (باب سجع) مصدر۔ وہ پسند کرتا ہے وہ آرزو کرتا ہے یا کرے گا۔

تَوَسَّوْا بِهِمُ الذَّرَّاسُ - کاش انہیں دبا کر اوپر سے مٹی برابر کر دی گئی ہوتی۔ تَوَسَّوْا وہ بڑا کر دی گئی۔ وہ برابر کر دی جائے۔ وہ ملا دی جائے۔ مضارع مجہول واحد تَوَثُّتْ غائب۔ زمین ان کو اپنے اندر لے کر برابر ہو جاتی۔ تَوَ مصدر یہ بھی ہو سکتا ہے جملہ تاویل مفرد بَوْدُ کا مفعول ہو گا۔ اِیْ يَكُوْدُوْنَ اَنْ يَكُوْدُوْا۔

= مَكُوْنًا - بات۔

۴: ۴۳ = مَسْكَدِي - مَسْكَوَاتُ کی جمع ہے مَسْكَوٌ و مَسْكَوَةٌ - مَسْكَوٌ - (سجع) مَسْكَوٌ

من الشراب - شراب سے مدہوش ہو جانا

وَاَنْتُمْ مَسْكَادِي - دریاں حالیکہ تم شراب کے نشہ میں ہو۔

= لَا جُنْيًا - اور نہ حالت جنابت میں۔ دریاں حالیکہ تم پر غسل واجب ہو

= عَابِرِي سَبِيلٍ - عَابِرِي - اسم فاعل جمع مذکر۔ گندنے والے۔ عبور کرنے والے۔ راہ چلنے

مسافر۔ عابری۔ اصل میں عابریں تھا جو بعد اضافت نون جمع ساقط ہو گیا۔

== الْغَائِطُ۔ نشیبی وسیع میدان۔ مراد قضاے حاجت کا مقام۔ یا قضاے حاجت عرب قضاے حاجت کے لئے نشیبی میدان میں جایا کرتے تھے کہ لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ رہیں۔ اس لئے بطور تازیانہ براز یا قضاے حاجت کا مقام ہے۔ عمرو بن معدی کرب کا شعر ہے
وَكَمْ مِنْ غَائِطٍ دُونَ سُلَمَى۔

اور سلمیٰ سے ادھر اور بھی وسیع میدان ہیں

== تَيْشَمُوا۔ تم قصد کرو۔ تم ارادہ کرو۔ تم تیمم کرو۔ تَيْشَمُ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ تیمم کے معنی لغت میں مطلق قصد کرنے کے ہیں۔ شریعت کی اصطلاح میں پاک مٹی کا یا اس چیز کا جو پاک مٹی کا قائم مقام ہو قصد کرنا۔ اور طہارت کی نیت سے دونوں ہاتھ مٹی پر مار کر چہرہ اور دونوں ہاتھوں پر مسح کرنا مراد ہے

== صَعِيدًا ۱۔ زمین خاک۔ الصَّغُودُ کے معنی اوپر بڑھنے کے ہیں۔ صَعِيدٌ كَالْفَرْجِ وَالْأَرْضِ۔ یعنی زمین کے بالائی حصہ کے معنی میں استعمال آتا ہے

۴: ۴۴ = اَنْ تَصَلُّوا السَّبِيلَ کہ تم راہ راست سے ہٹ جاؤ۔ بہک جاؤ

۴: ۴۵ = كَفَىٰ بِاللّٰهِ وَلِيًّا۔ ہاں یلغیٰ (ضرب) کفایۃ الشئ۔ کسی شئی کا کافی ہونا۔ کسی چیز پر قناعت کرنا اور دوسری چیز سے بے نیاز ہونا۔ وَلِيًّا۔ صفت۔ تَبَدُّ (فِعْلٌ) وَلَا يَكُنْ مُحَافِظًا۔ حامی۔ بچانے والا۔ کارساز۔ مددگار۔ دوست۔ رفیق۔ كَفَىٰ بِاللّٰهِ۔ میں اللہ فاعل ہے ب زائدہ کی وجہ سے مکور ہے۔ وَلِيًّا تَمِيزُ بے بطور دوست اللہ ہی کافی ہے۔

۴: ۴۶ = هَادُونَ ۱۔ ماضی جمع مذکر نائب هُوْدٌ۔ مصدر۔ باب نصر۔ وہ پہنچ رہے ہوتے ہیں
الَّذِينَ هَادُوا۔ جو یہودی ہیں ان میں سے بعض لوگ۔

== يُحَرِّفُونَ مضارع جمع مذکر نائب۔ تحریف (تفعیل) مصدر۔ تحریف کرتے ہیں۔ بدل دیتے ہیں۔ بگاڑ دیتے ہیں۔ تحریف خواہ لفظی ہو یا معنوی یہاں دونوں مراد ہیں۔

== الْكَلِمَةُ۔ جس جمع ہے۔ کَلِمَةٌ واحد ہے۔ يُحَرِّفُونَ الْكَلِمَۃَ سَدًّا مَّا وَضَعَهَا کلمات کو ان کے مقام سے بدل دیتے ہیں۔ (یہاں کلمات سے مراد کلماتِ تورات ہیں)

== مَوَاضِعُہ۔ اسم ظرف جمع مَوْضِعٌ واحد۔ وَضَعَ مصدر۔ باب فتح۔ رکھنے کے مقامات۔ اصلی جگہوں سے وَضَعَ اتار کر رکھ دینا۔

== اسْتَفْعَ۔ تَوَسَّعَ۔ سَمِعَ وَسَعَاةٌ۔ سے امر کا صیغہ۔ واحد مذکر حاضر۔

ادبار جمع دبر کی۔ بمعنی پیٹھ) پھیر دیں۔

== نَلَعْتُمْ۔ مضارع بنی مکلم لغت مصدر افتح، حفّ ضمیر مفعول مع ذکر غائب۔ ہم ان پر لعنت کریں۔ لَعْنَا۔ ماضی۔ جمع مکلم۔ ہم نے لعنت کی

أَصْحَابُ الشَّيْطِ۔ ہفتہ کے دن ولے ۵۳۶ سے ۵۳۷ کے درمیان یہودیوں کے بنی یرمیاہ اور بنی حزقیل علیہما السلام کے وقت میں یہودیوں کو سبت یعنی ہفتہ کے دن مچلی کا شکار کرنے سے منع کر دیا گیا تھا۔ لیکن ایک گروہ نے خلاف دین کر تے ہوئے صریحاً خلاف ورزی کی دوسرا گروہ باز رہا لیکن پہلے گروہ کو منع نہ کیا۔ تیسرے گروہ نے سرگرمی سے پہلے گروہ کو اس خلاف ورزی سے منع کیا لیکن وہ باز آیا۔ آخر خدا کی لعنت نے ان کو آیا۔ اور پہلے گروہ کے چہرے مسخ کر کے ان کو بندوں کی شکل دیدی گئی۔

۴۸: ۴۔ اخْتَوٰی۔ اس نے جھوٹ بنا دیا۔ اس نے بہتان تراشا۔ اخْتَرٰ (اختعال) سے ماخوذ واحد مذکر غائب۔ یعنی اس نے گن و عظیم کا ارتکاب کیا۔

۴۹: ۴۔ یُزَكِّیْکُمْ۔ مضارع جمع مذکر غائب۔ تَزَكِيَةٌ مصدر۔ باب تفعیل۔ پاک قرار دیتے ہیں تزکیہ نفس کی دوسری تکرار۔

ایک تزکیہ بالفعل۔ اپنے اعمال کے ذریعہ جو محمود واقع ہے۔ جسے قرآن مجید میں آیا ہے فَذَرَاكَ خَلَجَ مِنْ نَّزَكَةٍ۔ جس نے تزکیہ نفس کیا وہ فلاح پا گیا

دوسرا تزکیہ بالقول۔ انسان خود اپنے اچھا ہونے کا دعویٰ کرے۔ یہ طریقہ مذکور ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس سے منع فرمایا ہے۔ مَثَلًا لَا تَزْكُوا الْفُسْكَ۔ (۵۳-۵۲) اپنے آپ کو پاک نہ ٹھہراؤ۔ یہاں اس آیت میں دوسرا طریقہ مراد ہے۔

== فَتَيَّلًا۔ باریک دھاگر۔ دُوراً جو دو اسمیوں میں بڑبڑ کر رہا جاتا ہے۔ کچھ کی گھسی کے شکاف میں جو دُوراً یا سوتا ہوتا ہے وہ بھی فتل کہلاتا ہے مراد قلیل۔

۵۰: ۴۔ دَعَفْنَا بِهٖ اِثْمًا مِّبْتِئًا۔ اور یہی کہلا گناہ ہے ب زائد ہے ضمیر واحد مذکر غائب یہ جملہ یَفْتَوُونَ سَلٰی اللّٰہُ الْکَذِب کے لئے ہے جو اس تلم میں فاعل ہے۔ نیز ملاحظہ ہو (۴۸: ۴) اور یہی افتر علی اللہ ان مفتویوں کے لئے بطور ایک صریح گناہ کے کافی ہے۔

۵۱: ۴۔ جَنَّتْ۔ بُت۔ جادوگر شیطان۔ جادو جہت اور طاغوت سے ہر وہ جنس مراد ہے جس کی اللہ تعالیٰ کے سوا پوجا کی جائے۔ خواہ وہ بُت ہو یا آدمی ہو یا جن۔ یا شیطان طَائِفَات۔ شیطان۔ حق سے روکنے والا۔ بُت۔ معبود باطل۔ سحر کش۔ سحریت۔ طاعنی۔

طَغٰی مَادَّہ۔ طَغٰی یَطْغٰی طَغْيَانًا۔ سرکشی کرنا۔ اَطْعَاهُ (احوال) اسے سرکشی لیٹان پر ابھارا۔
 اِنَّ اِلٰنَاسًا لِّیَطْغٰی بے شک انسان سرکش ہو جاتا ہے۔

== هُوَلَاءَ۔ مراد الذین تَفَرَّوْا۔ وَ یَعُوْکُوْنَ لِلَّذِیْنَ کَفَرُوْا۔ کافروں سے کہتے ہیں کہ
 اَنْتُمْ هُوَلَاءَ اَهْدٰی سَبِيْلًا۔ (تم ہی وہ لوگ ہو جو اہل ایمان سے زیادہ راہِ راست
 پر ہو) (الحازن)

لِلَّذِیْنَ۔ یعنی ان کے متعلق۔ یعنی وہ کافروں کے متعلق کہتے ہیں کہ یہ لوگ ایمان لانے والوں
 کی نسبت زیادہ راہِ راست پر ہیں۔

۵۳:۴ = فَذٰلٰکَ اِذَا۔ اگر ایسا ہوتا تو۔ اس وقت رَحْمٰتِ جِزَا ہے۔ جواب اور جزاء کے لئے آتا ہے
 = لَا یُؤْتُوْنَ۔ نہیں دیتے ہیں۔ نہ دیتے۔

== تَقْبِیْرًا۔ اسم منصوب۔ کھجور کی گٹھلی کے اوپر کا چھلکا۔ مراد حقیر ترین چیز۔

۵۴:۴ = فَذٰلَکَ اَمَّا اٰلُ اِبْرٰہِیْمَ۔ تو یاد رہے ہم نے چکے ہیں (قبل ازیں) آلِ ابراہیم کو
 کتاب و حکمت اور عظیم سلطنت۔ مثلاً حضرت داؤد اور حضرت سلیمان کو۔ یعنی ایسی ہی نعمت
 قبل ازیں آلِ ابراہیم کو بھی تودی جا چکی ہے پھر یہ اب مومنوں کو وہی نعمت دینے جانے پر کیوں
 جلتے ہیں۔

بعض کے نزدیک الناس سے مراد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم و اصحاب مراد ہیں۔

۵۵:۴ = اٰمَنَ بِہٖ۔ اسی بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم و ما اُنزل الیہ۔ یعنی ان میں سے
 کچھ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر اور ان پر نازل شدہ کلام الہی پر ایمان لے آئے۔

== صَدَّ عَنْہُ۔ صَدَّ۔ روکنا۔ رُکِنَا۔ صَدَّ یَصُدُّ (نَصَرَ) صَدَّ وَصَدَّ وَذ۔ مصدر

واحد کا صیغہ جمع کے لئے استعمال ہوا ہے۔ اور بعض اس سے باز رہے۔ یعنی ایمان نہ لائے

== وَ کُنْیَ بِجَہِ تَمَّ سَعِیْرًا۔ جَمَعْتُمْ بوجہ مجرور اور تانیث غیر منفذ ہے۔ لہذا اس کا اعراب
 فتح سے آیا ہے۔ یہ فاعل ہے کُنْیَ کا۔ سَعِیْرٌ اِرتیز ہے اور دکھتی ہوئی آگ کے طور پر جہنم
 ان کے لئے کافی ہے۔

۵۶:۴ = نَصَلِیْمٌ۔ ہم ان کو داخل کریں گے۔ نیز ملاحظہ ہو ۴۴:۳۰

== کُلَّمَا۔ کُلٌّ اور مَا سے مرکب ہے۔ اس ترکیب میں ظرفیت کی وجہ سے لفظ کُلٌّ ہمیشہ
 منصوب رہتا ہے اس میں ظرفیت ناک کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے کیونکہ ما حرف مصدری ہے
 یا اسم مکرمہ ہے۔ یعنی وقت کے۔ اکثر کُلَّمَا کے بعد فعل ماضی آتا ہے کُلَّمَا اَصَّاءَ نَهَضْتُمْ

فِيهِ (۲: ۲۰) اور آیت لہذا۔

== نَصِيحَت - واحد مَوْث غائب ماضی معروف لَصَحَّجْ مصدر (سَمِعَ) پک بایں گی
ان کی کھائیں، نَا ضِعْمٌ - پکا سوا گوشت - پکا ہوا پھل -

۵۷: ۴ = ظَلَّ ظَلِيلًا - ظَلَّ - سایہ - پرچھائیں -

ظَلِيلٌ صیغہ صفت ہے گھنی چھاؤں ٹھنڈا سایہ - ظَلَّ کے بعد اسے تاکید کے لئے لایا
کیا ہے - یعنی ہم ان کو گھنی چھاؤں میں داخل کریں گے - ربيع بن انس کہتے ہیں کہ ظَلَّ ظَلِيلًا
سے مراد عرش کا سایہ ہے جو کبھی زائل نہ ہوگا -

۵۸: ۴ = تَوَدَّدَا - تم ادا کرو - اصل میں تَوَدَّدَوْتَ تھا - اَنْ حرف ناصبہ کے آنے سے نون
اء انہی گر گیا - مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر - تَأْدِيَةٌ (باب تَعْدِيل) سے ادی - ادو - مادہ
الذَّاءُ کیبائی اور پورا پورا حق نے دینا -

== نِعِمًا - یہ لفظ مکب ہے نِعِمَہ اور مَا سے - یعنی بہت عمدہ - بہت اچھا - نِعِمًا
يَعِظُكُمْ بِہ - کیسی ہی عمدہ بات کی وہ تمہیں نصیحت کرتا ہے -

۵۹: ۴ = تَأْذِيلًا - تاذیل بروزن تَنْخِيلٌ - آؤں سے مشتق ہے جس کے معنی اصل کی طرف لوٹنے
کے ہیں - اسی لئے منع اور جائے بازگشت کو مَوْئِلٌ کہتے ہیں

أَوَّلُ الشَّيْءِ الْيَدِ اس کی چیز کو واپس لوٹادو - يَقَالُ فِي الدُّعَاءِ اَوَّلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ صَلَاتُكَ
خدا تمہارا گذرہ چیز کو واپس دلائے - احْسَنُ تَأْذِيلًا انجام کار بہتر ہے -

Best and most suitable for final determination

۶۰: ۴ = يَزْعُمُونَ - مضارع جمع مذکر غائب - زَعَمَ مصدر - باب نصر - وہ گمان کرتے ہیں
وہ دعویٰ کرتے ہیں -

== يَتَحَاكَمُونَ اِلَى - مضارع جمع مذکر غائب (اصل میں يَتَحَاكَمُونَ تھا - نون اعرابی
ان ناصبہ کی وجہ سے ساقط ہو گیا - تَحَاكَمٌ - تَعَاوَلٌ مصدر - تحالمانی الحَاكِمَ - باہمی
جھگڑے کو کسی حاکم کے پاس فیصلہ کے لئے لے جانا - يُؤْيِدُونَ الطَّاعُونَ - یعنی دعویٰ
تو یہ کرتے ہیں کہ جو کلام آپ پر نازل ہوا ہے اور جو آپ سے پہلے نازل ہوا ہے ہم اس پر ایمان سے
رکھتے ہیں - اور ادھر باہمی جھگڑے کے فیصلے کے لئے ان لوگوں کے پاس لے جائیں جو اللہ تعالیٰ
سے سرکش ہیں -

وہ جو قسمیں کھا کر کہتے ہیں کہ اِنْ اَدْرٰنَا اِلَّا اِحْسَانًا وَّلَا نُؤْذِيْهَا غلط کہتے ہیں۔ جھوٹ کہتے ہیں بلکہ تیرے رب کی قسم بات یہ ہے کہ لَا يُؤْمِنُوْنَ الخ
ب۔ یہ لَا تاکید کے لئے ہے یعنی قسم کی تاکید میں۔

ج۔ یہ نفی کے معنی میں ہے اور لَا يُؤْمِنُوْنَ کی نفی کی تاکید میں یعنی نہیں۔ تیرے رب کی قسم۔ یہ ہرگز مؤمن نہیں ہو سکتے الخ۔ اس کے قریب قریب اُردو میں بھی ہم بولتے ہیں کہ نہیں خدا کی قسم میں یہ نہیں کروں گا۔ مطلب یہ کہ میں ہرگز ہرگز یہ نہیں کروں گا۔

= يَحْكُمُوْكَ - مضارع جمع ذکر غائب۔ لک ضمیر مفعول واحد مذکر حاضر۔ حَكَمَ يَحْكُمُ - تَحْكُمُ الْقَوَلُ کسی کو منصف بنانا۔ یعنی جب تک آپ کو منصف نہ بنائیں گے

= شَجَرَ - ماضی واحد مذکر غائب۔ باب نصر۔ اختلاف ہوا۔ جھگڑا ہوا۔ شَجُوْرَ سے جس کے معنی آپس میں جھگڑنے اور اختلاف کرنے کے ہیں۔

= قَضَيْتَ - ماضی واحد مذکر غائب۔ قَضَى يَقْضِي (باب ضوَب) قضاء مصدر تو نے فیصلہ کر دیا تو نے حکم دیا۔

= حَوَّجًا تَنَكَّى - مضارع حرج۔ خلش۔

۴: ۶۶ = مَا يُؤْعَظُوْنَ ید۔ میں مابیانہ ہے۔ یعنی جس چیز کا انہیں حکم دیا جاتا ہے۔

= اَشَدَّ تَنْبِيْثًا - اَشَدَّ پختہ تر۔ اَفْلَ التَّفْضِيْلِ کا صیغہ۔ تَنْبِيْثًا مصدر باب تَغْيِيْل۔ ثابت کرنا۔ ثابت رکھنا۔ یعنی ان کے ایمان میں ثابت قدمی کی پختگی کا باعث ہوتا۔ یعنی اس طرح وہ سختی سے اپنے ایمان میں ثابت قدم ہو جاتے۔

۴: ۶۷ = اِذَا - حرف جزا ہے۔ جواب شرط۔ جزا کے لئے آتا ہے جب۔ اس وقت۔

ادیکھو ۴: ۵۳) اصل میں یہ اِذَا ہے وقت کی صورت میں نون کو الف کی صورت میں بدل لیتے ہیں۔ یہاں اِذَا - وہ جواب ہے جس کا سوال مقدر ہے۔ جیسے کہ سوال ہے کہ اس خَيْرَ الْاٰلِهَمَّ اور اَشَدَّ تَنْبِيْثًا کے بعد پھر کیا ہوتا تو جواب ہے۔ تو پھر ہم ان کو اپنے پاس سے اجر عظیم عطا کرتے۔

= مِنْ لَّدُنَّا - ہماری طرف سے لَدُن طرف زمان ہے تو نہایت وقت کی ابتداء پر دلالت کرتا ہے۔ جیسے اَقَمْتُ عِنْدَهُ مِنْ لَّدُنْ طُلُوْعِ الشَّمْسِ اِلٰی غُرُوْبِهَا۔ میں اس کے پاس مقیم رہا ابتداء طُلُوْع آفتاب سے غروب آفتاب تک۔

طرف مکان بھی ہے جس کا معنی ہے پاس۔ طرف۔ قرآن حکیم میں عموماً اسی کا استعمال ہے

ملا آیت نہا

۴۹:۴ = مِنْ دُيَا نِيرِ جے

= حَسَنٌ أَوْ لَبِيبٌ. اِنْشِئَا. حَسْبُ. بِمَعْنَى مَا أَحْسَنَ قَبْلِ كَيْ هِيَ لَبَّ. حَسَنٌ أَوْ لَبِيبٌ دَقَّقًا.
چاہئے تھا۔ علمائے اس کے دو جواب دیئے ہیں۔

ایک تو یہ ہے کہ اس کی تفسیر کلام یہ ہے حسن کل واحد منهم در دَقَّقًا۔

اور دوسرا جواب یہ ہے کہ رَفِيقٌ۔ جَرِيدٌ کے الفاظ واحد۔ جمع۔ جنس سب معانی کے لئے استعمال ہوتے ہیں۔ اس لئے رَفِيقٌ یہاں معنی دَقَّقًا ہے۔

۴:۴۱ = حِذِّذْكُمْ۔ تمہارا بچاؤ جس کے درجہ بچاؤ کیا جاتا ہے۔ حذر کہلاتا ہے۔ مضاف مضاف الیہ۔ (الْحِذِّذُ ۱۰۱) خوف زدہ کرنے والی چیز ہے درجہ بچاؤ۔ قرآن عظیم میں ہے اِنَّ مِنْ اَنْوَاعٍ جَلَّةٍ وَاَذَلَّةٍ لَّكُمْ سِدْرُ التِّلْهِ فَاَحْذَرُكُمْ (۱۴:۶۵) تمہاری عورتوں اور اولاد میں سے بعض تمہارے دشمن (بھی) ہیں سوال سے بچتے رہو۔

حِذِّذْ سے یہاں مراد اسلوب جنگ و فیرہ میں جن کے ذریعہ دشمن سے بچاؤ حاصل ہوتا ہے۔ حِذِّذْ اَحْذَرُكُمْ احتیاطی تدابیر عمل رکھو۔ اپنے بچاؤ کا انتظام پورا رکھو۔ اپنے بچاؤ کے ہتھیار موجود رکھو۔ مقابلہ کے لئے تیار ہو۔

= اِنْفِرُوا۔ تم نکلو۔ تم کوچ کرو۔ (النَّصْرُ ضَرْبٌ) نَفِیْرٌ اور نَفُوْرٌ ہے۔ جس کے معنی نکلنے کوچ کرنے۔ اور ہجائے افسار ہونے کے ہیں۔ امر کا صیغہ جمع مذکر ماضی۔ اصل میں نَفَرُکُمْ معنی کسی چیز کے لئے بیتاب ہونے کے ہیں یا اس سے بیزار ہونے کے ہیں۔

فَاَنْفِرُوا۔ پس تم نکلو۔

= ثَبَّاتٍ۔ جمع۔ ثَبَّاتٌ واحد۔ گروہ۔ ٹوٹے۔ ثَبَّاتٍ اِیْ فِی ثَبَّاتٍ۔

= جَمِیْعًا۔ سب اکٹھے ہو کر جماعت کی صورت میں۔

= اِنْفِرُوا۔ سے مراد مطلق باہر نکلنا بھی ہے اور جہاد کے لئے دشمنوں کے مقابل میں نکلنا ہی ہے یہاں دونوں ہی مراد ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ جنگ احد کے بعد دشمنوں کے حوصلے بلند ہو گئے تھے۔ اطراف و نواح کے قبیلوں کے تیور بدل گئے تھے اور وہ ہر وقت مسلمانوں کے درپے آزار تھے۔ اس لئے حکم ہوا کہ جب بھی باہر نکلو تو دشمنوں سے خطہ کئے پیش نظر مسلح ہو کر گروہ کی صورت میں نکلو تاکہ بوقت ضرورت خاطر خواہ مدافعت کر سکو۔

دوسری صورت میں پہلے خدا اور رسول کی اطاعت کا حکم دیا۔ اور اب دین کی رہنمائی کے لئے جہاد

کی تعلیم دی جا رہی ہے۔ اور حکم ہوتا ہے کہ دشمن کے مقابلہ میں متفق و مجتمع حالت میں نکلو۔ اور باقاعدہ اسلحہ جنگ سے لیس ہو کر۔

۴۲:۴ = لَيَبْطِئَنَّ - مضارع بلام تاکید و نون ثقیلہ - يَبْطِئُ يَبْطِئُ يَبْطِئُ (تفعیل) بَطَأَ مادہ - لازم اور متعدی دونوں طرح استعمال ہوتا ہے - اَبْطَأُ - چلنے میں دیر لگانا اور سستی کرنا - جلد کے معنی یہ ہیں - اور تم میں سے کچھ ایسے بھی ہیں جو خود بھی دیر لگاتے ہیں اور دوسروں سے بھی دیر لگواتے ہیں -

= شَهِيدًا ۱ - سے یہاں مراد موجود ہے -

۴۳:۴ = لَيَقُولَنَّ - مضارع بلام تاکید و نون ثقیلہ واحد مذکر غائب - تو ضرور کہہ اُٹھے فعل بانفاعل يَلَيِّنُنَّيْ عَظِيْمًا مفعول

= كَانَتْ كَذَّابًا تَكُنَّ مَوَدَّةً - لَيَقُولَنَّ اور يَلَيِّنُنَّيْ کے درمیان جملہ معرضہ ہے یعنی جیسے تمہارے اور اس کے درمیان دوستی یا باہمی محبت کا کوئی رشتہ تھا ہی نہیں - اور اسے محض اپنی خود غرضی ملحوظ ہے مومنوں سے اسے کوئی سروکار نہیں -

= مَوَدَّةً - مصدر دوستی - محبت - دلی رغبت -

۴۴:۴ = فَلْيَقَاتِلْ - مُقَاتَلَةٌ (مفاعلة) مصدر سے امر کا صیغہ واحد مذکر غائب - اس سے خطاب مومنین کے بے جنہوں نے آخرت کے لئے اپنی دنیاوی زندگی یَوْمَ دِي فَلْيَقَاتِلْ پس چاہئے کہ لڑیں -

= وَمَنْ يَقَاتِلْ - میں فعل مضارع مجزوم بوجہ عمل مَنْ کے ہے -

۴۵:۴ = مَا كُنْهَ - کیا ہو گیا ہے تمہیں - کیا وجہ ہے - یہ استفہام تحریر علی الہیاد کے لئے ہے - یعنی جہاد میں براہِ گنجتہ کرنے کے لئے ہے -

= فَالْمُسْتَضْعِفِينَ - اسم مفعول جمع مذکر (باب استعمال) سَبَّحَ اللہ پر عطف ہونے کی وجہ سے مجرور ہے - یعنی کہ تم جنگ کیوں نہیں کرتے اللہ کی راہ میں اور بے بس مرد - عورتوں اور بچوں کی خلاصی کے لئے - یہاں بے بس مرد - عورتیں اور بچوں سے مراد ہیں وہ جو مکہ میں مسلمان ہوئے اور مشرکین نے ان کو ہجرت سے روک رکھا - اور ان پر طرح طرح کی اذیتیں اور سختیاں کیں ۴۶:۴ = کید - تدبیر - (خواہ اچھی ہو یا بری) چال - داؤ - کید (باب ضرب) مصدر معیشی چال چلنا - تدبیر کرنا -

۴۷:۴ = كُفُّوا ۱ - امر جمع مذکر حاضر - اصل میں اَنْكُفُوا بروزن اَنْصُرُوا - تھا - تم روکو -

كَفَّتْ يَكْفُتٌ - كَفُّوا يَكْفُتُكَ (عَنِ الْقِتَالِ) امام قرطبی کہتے ہیں کہ یہ آیت حضرت عبدالرحمن بن عوف الزہری - المقداد بن الاسود الکندی - قدامہ بن مطعون - سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم اور دیگر صحابہ کی ایک جماعت کے متعلق نازل ہوئی۔

ان حضرات کا تقاضا تھا کہ ان کو مکہ میں طرح طرح کی اذیتیں دی گئیں اب جب کہ ان کی حالت بہتر ہو گئی ہے تو ان کو اپنے موذی دشمنوں کے ساتھ مقاتلہ کی اجازت دی جائے۔ لیکن چونکہ ابھی جہاد کا حکم نازل نہیں ہوا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کو نماز اور روزہ پر زیادہ توجہ دینے کے لئے فرمایا کرتے تھے جو فرض کئے جا چکے تھے اور قتال سے منع فرماتے تھے۔

== كَتَبَ عَلَيْكَ الْقِتَالَ - جب ان پر جہاد فرض کیا گیا۔ اور مشرکین سے قتال کا حکم ہوا اور بدر کے میدان کی طرف نکلنے کا حکم ہوا۔

== خَرَبْنَا مَنَازِلَهُمْ - ان میں سے ایک فریق - ایک گروہ - سائے نہیں بلکہ ان میں سے ایک گروہ جو ایمان میں سنجہ نہ تھے

== بَخَشَوْنَا النَّاسَ - بَخَشَوْا جمع مذکر غائب خَشِيََتْ مصدر باب سمع ہے لوگوں سے ڈرنے لگے۔ یعنی مشرکین سے مقاتلہ سے خوف کھانے لگے۔ فَرِيقًا لِفَتَادَاهُ لیکن معنی جمع ہے۔

== لَوْلَا - کیونکہ - اَخَّرْتَنَا - تو نے ہمیں مہلت دی۔

== اَجَلٍ قَرِيبٍ - اجل مدت مقررہ کو کہتے ہیں موت کو اجل بھی اسی لئے کہتے ہیں کہ اس کا وقت مقرر ہے الی اجل قَرِيبٍ - کچھ مدت تک - تھوڑا عرصہ اور۔

== فَيَنَالُ كَهْجُورِ كَهْمَلٍ کے ریشے برابر۔ ملاحظہ ہو ۴۰: ۴۹۔

۴۸: ۴ = يَذْرَؤُكُمْ - مضارع مجزوم واحد مکر غائب - اِذْ رَاكَ سے - پلستر کیا ہوا۔

بلند - فَصْرٍ مَّشِيدٍ - (۴۵: ۲۲) بہت بلند محل - مُشِيدًا تَشْيِيدًا (تفعیل) سے اسم مفعول اونچے اور مضبوط بنائے ہوئے۔

== فَمَالِ هَؤُلَاءِ الْعُتُومِ - اس قوم کو کیا ہو گیا ہے، یہ کیسی ہے۔ مَا شَأْنُ هَؤُلَاءِ الْعُتُومِ

== لَا يَكَادُونَ - کَادَ يَكَادُ (فتح) کَوَدٌ مصدر۔ کَادَ يَكَادُ۔ اگرچہ افحال نامہ ہیں لیکن استعمال میں ان کے بعد دوسرا فعل ضرور آتا ہے۔ جس کے واقع ہونے کے قرب کو کَادَ سے ظاہر کیا جاتا ہے۔ لَا يَكَادُونَ يَفْقَهُونَ حَدِيثًا بات سمجھنے کے قریب ہی نہیں جاتے۔

۴۰: ۴ = حَفِظًا نَكَبَانٍ - حفاظت کرنے والا۔ حَفِظٌ سے ہر وزن فَعِلٌ بمعنی فَاعِلٌ۔

۸۱:۴ = طَاعَةٌ - اِیْ یَقُولُونَ مِنْ اٰذْوَاهِمُ - یعنی منہ سے تو طاعت کا دم بھرتے ہیں کہتے ہیں کہ ہم مطیع فرمان ہیں۔ طَاعَةٌ اسم بمعنی عکبر داری۔ قبول کرنا۔ سکم ماننا۔ طَوَّعَ سے۔

= بَوَّزُوا - ماضی جمع مذکر غائب - وہ نکلنے میں بَوَّزُوا سے باب نصر۔ جس کے معنی کھلم کھلا ظاہر ہونے کے ہیں۔ یعنی جب آپ کے پاس سے اٹھ کر چلے جاتے ہیں۔

= بَيَّنَّتْ - اس نے رات کے وقت مشورت کی۔ یعنی تو ایک طائفہ (گروہ) رات بھر (آپ کے) فتنے مشوروں میں لگا رہتا ہے جو غیث الذی یَقُولُ ہے۔ یعنی جو وہ کہتا ہے (کہ ہم فرمانبردار ہیں) اس سے بالکل مختلف ہے۔ یَقُولُ میں ضمیر واحد مؤنث غائب طَائِفَةٌ کی طرف راجع ہے یا اس کی ضمیر واحد مذکر حاضر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف راجع ہے اس صورت میں اس کا مطلب یہ ہوگا کہ وہ طائفہ رات بھر مشورہ کرتا رہتا ہے ان باتوں کے خلاف جو آپ نے فرمائی ہیں۔

= یُبَيِّنُونَ - جو وہ رات بھر مشورہ کرتے ہیں۔

۸۲:۴ = نَوَحَّانٌ - اِیْ نَوَحَّانَ هَذَا الْقُرْآنُ - اگر یہ قرآن ہوتا (اللہ کے سوا کسی اور کی طرف سے)

۸۳:۴ = اَمْرٌ - کے معنی حکم کے ہیں لیکن یہ جملہ اقوال و افعال کے لئے بھی عام ہے۔ چنانچہ قرآن میں ہے۔ وَ اٰتَيْنَاهُ يُزَجِّمُ الَّذِیْ مَوَّكَّلُهُ (۱۲۳:۱۱) اور تمام امور کا رجوع اسی کی طرف ہے۔ امر۔ یعنی کوئی بات۔ کون معاملہ۔ اس کی وجہ اَمْرٌ ہے۔ وَ اِذَا اَجَاءَهُمْ اَمْرٌ مِّنَ الْاَمْنِ - اس کا مطلب ہے کہ جب بھی ان کے پاس کوئی خبر۔ کوئی امر، کوئی معاملہ (خواہ وہ امن کے متعلق ہو یا خوف کے متعلق) پہونچتا ہے۔

= اِذَا عَاوَاہُ - وہ مشہور کر دیتے ہیں۔ اس کا تذکرہ عام کر دیتے ہیں۔ اس کو شہرت دیدیتے ہیں شاعت کر دیتے ہیں۔ افشا کر دیتے ہیں۔ اِذَا عَاوَاہُ - اِذَا عَاوَاہُ سے بمعنی شہرت دینا۔ خبر پھیلانا۔ اِذَا ظاہر کرنا۔ ذٰلِکُمْ مَادَہُ۔

اَدْرِیْ الْاَمْرِ - صاحب الامر۔ ماکم باقتدار۔ ذمہ دار۔ حاکم۔ اہل عقل و بصیرت۔ اہل الرائے۔

وہم کبار الصحابة کابی بکرو عمرو و عثمان و علی - رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

یعنی صحابہ کبار جیسے حضرت ابو بکر حضرت عمر۔ حضرت عثمان حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم

= لَمَلَمَةُ الدِّیْنِ - لام تاکید کے لئے ہے۔ تو ضرور جان لیتے اس بات کو کہ وہ جو ان میں سے استنباط کرنے والے ہیں۔ عَلِمَ کا فاعل الدِّیْنِ ہے۔ فاعل جب اسم ظاہر ہو تو فاعل کو واحد لاتے ہیں۔

= کَسَبَتْ طَوْنَهُ - اِسْتِنَاطٌ (استفعال) مصدر۔ جو اس کی تحقیق کرتے ہیں۔ جو غور و فحوص لے کر نتیجہ اخذ کرتے ہیں۔ تو گویا اس صورت میں متعلقہ خبر اپنے صحیح اور اصلی روپ میں سامنے

آجاتی اور امن و خوف کی غلط کیفیت جو بغیر سوچے سمجھے لوگ خبروں سے اخذ کر لیتے ہیں یہ پیدا نہ ہوتی۔

۸۴:۴ = فَقَاتِلْ - میں ف جزایہ ہے۔ اور فَقَاتِلْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ جواب شرط ہے شرط محذوث ہے تقدیر کلام یوں ہوگی۔ اِنْ اَخْرَدَكَ وَتَرَكُوكَ وَحَدَّكَ فَقَاتِلْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ۔ اگر (منافقین) تمہیں تنہا چھوڑ دیں تو تو اللہ کی راہ میں اکیلا ہی لڑ۔

= لَا تَكْلَفُ إِلَّا نَفْسَكَ - تو صرف اپنی ذات کی حد تک مکلف (ذمہ دار) ہے۔
= حَوْضٌ - امر واحد مذکر حاضر۔ تو رغبت دلا۔ تو تاکید کر۔ تو تحریض دلا۔ تو ابھار۔ حَوْضٌ عَلَى الْقِتَالِ = عَسَى - عنقریب ہے۔ شتاب ہے۔ ممکن ہے۔ توقع ہے۔ اندیشہ ہے۔
= عَلَى اَنْ تَلْقَیْ - ممکن ہے۔ یا توقع ہے کہ روک دے۔ کَفَّ مصدر۔ باب نصر۔

اَشَدُّ - افعِل التفضیل کا صیغہ۔ شدید تر۔
= بَانَسْ - لڑائی۔ دہبہ۔ سختی۔ زور۔ جنگ کی شدت۔ توقع ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی جنگ کی شدت کو روک دے۔ کیونکہ لڑائی کی شدت کے طور پر اللہ کی گرفت بہت سخت ہے۔
= اَشَدُّ تَشْكِيْلًا - عذاب دینے۔ سزا دینے۔ یا مضعف و عاجز کر دینے میں اللہ تعالیٰ بہت سخت (اُن سے)

= يَشْفَعُ - مضارع مجزوم واحد مذکر غائب۔ جزم فعل بوجہ عمل مَنْ ہے۔ جو سفارش کرتا ہے جو معاف کرنا ہے۔

= يَكْفُلُ - حصہ۔ پورا پورا حصہ۔

= مُقِيَّتًا - اسم فاعل واحد مذکر۔ اِثْمًا كَثْرًا مصدر۔ قُوْنٌ۔ مادہ۔ قادر۔ نگران۔ محافظ۔ روزی دینے والا۔ بعض نے اس کا معنی شاہد بھی لیا ہے۔ یعنی اللہ ہر بات پر نظر رکھنے والا ہے۔

۸۶:۴ = حَيِّتُمْ - تمہیں دعا دی جائے۔ تمہیں سلام کیا جائے۔ حَيِّتُمْ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔

= حَيُّوْا - تم دعا دو۔ تم سلام کرو۔ امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔

= حَبِيْبًا - حساب لینے والا۔ حساب کرنے والا۔ بروزن فَعِيْلٌ بمعنی فاعل۔

۸۷:۴ = اَصْدَقُ - افعِل التفضیل کا صیغہ۔ زیادہ سچ بولنے والا۔ زیادہ سچا۔

= فَعَالِكُمْ - کیوں تم میں۔ فی الْمَنَافِقِ فَعَالِكُمْ - منافقوں کے بارہ میں۔ فَعَالِكُمْ - دو گروہ۔ یعنی

کیا وہ ہے کہ منافقوں کے بارہ میں تم دو گروہوں میں ہو گئے ہو۔ بعض لوگ جنہوں نے اسلام

لَسَلَطَهُمْ۔ اس نے ان کو زور دیا۔ ان کو مسلط کیا۔ سَلِطْتُ (تفعیل) معنی غلبہ اور مسلط کرنا۔
یہاں تقویت قلب کے لئے آیا ہے۔ برائے ازالۃ الحصر (تنگ دلی۔ ذہنی کرب۔ حصر کی کیفیت)۔
مدارک۔ عبدالرشید یوسف علی۔ الخازن۔

= قَلْعًا تَلَوُكُمُ۔ عطف ہے لَسَلَطَهُمْ پر یعنی اگر اللہ چاہتا تو وہ ان کو مہارے ساتھ لڑنے کے
لئے تقویت قلب دیدیتا۔ اور وہ حصور اور بے یقینی کی کیفیت اپنے دل میں نہ پاتے۔ تو پھر وہ ضرور
تم سے قتال کرتے۔

بعض نے اس کا ترجمہ کیا ہے۔ اگر اللہ چاہتا تو ان کو تم پر مسلط کر دیتا تو وہ ضرور تم سے لڑتے
لیکن یہ ترجمہ درست نہیں ہے۔ جب وہ مسلط ہی ہو گئے تو لڑنے کی کونسی گنجائش رہ گئی۔
ولو شاء الله..... قَلْعًا تَلَوُكُمُ۔ جملہ معترضہ ہے۔

خدا نے مسلمانوں پر اپنی عنایت کا ذکر کیا ہے کہ اس نے ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا
اور وہ مسلمانوں سے قتال کی اپنے میں بہت نہ پاسکے۔

= فَإِنْ اعْتَذَرُوا كُفُّوا۔ پس اگر وہ تم سے اعراض کریں۔ ایک طرف رہیں۔ کناہ کش رہیں
(اعْتَذَرُوا)۔ ماضی جمع مذکر غائب۔ اعتذال (افتعال) مصدر کُفُّ۔ ضمیر جمع مذکر حاضر۔

= اَسْلَمَ۔ صلح۔ انقیاد۔ فرمانبرداری۔ اطاعت۔ تسلیم سے معنی سپرد کرنا۔ اسم ہے۔
۴: ۹۱ = رُدُّوْا۔ وہ لوٹائے گئے۔ وہ پھیرے گئے۔ رُدُّ سے باب نصر۔ ماضی مجہول جمع مذکر غائب۔
كَلِمًا رُدُّوْا اِلَى الْفِتْنَةِ۔ جب کبھی حالات نے ان کو فتنہ کی طرف پھیرا۔ تو اُدْكِسُوا فِيْهَا۔
وہ سر کے بل اس میں جا گرے۔

اُدْكِسُوا۔ وہ الٹ دیئے گئے۔ اَزْكَاسُ سے۔ سر کے بل اوپر سے نیچے الٹ دینا۔

ملاحظہ ہو ۴: ۴۷۔

اس جملہ میں اُدْكِسُوا۔ فعل مجہول استعمال ہوا ہے۔ بعض دفعہ فاعل کو اس تیزی و تندی
سے کہتا ہے کہ گمان ہوتا ہے کہ اس کو کوئی طاقت مجبور کر رہی ہے ورنہ وہ اپنے طور پر شاید اتنی
جلد بازی نہ کرتا۔ اس سے اس کی بے تابی اور شدت خواہش ظاہر ہوتی ہے جیسا کہ حضرت لوط
کے قصہ میں۔ سورۃ یٰسود میں آیا ہے وَجَاءَكَ قَوْمٌ يُّهْرَعُونَ اِلَيْهِ (۱۱-۱۲) جب فرشتوں کو
انسانی شکل میں قوم لوط نے حضرت لوط کے ہاں دیکھا۔ تو اپنی مذموم خواہش کے زیراثر وہ سر پہٹ
اس طرف دوڑے۔ یوں معلوم ہوتا تھا کہ وہ آبلہ زیر پا ہیں اور کوئی اور طاقت ان کو اڑانے
لے جا رہی ہے اصل میں ان کی شدت خواہش ان کو بھگائے لئے جاری تھی۔

اسی طرح آیت نہ ایں اُدْکِسُوا سے فی الحقیقت یہ مراد نہیں کہ ان کو کوئی اور مسلمانوں کے خلاف قتال میں حصہ لینے پر مجبور کر رہا تھا بلکہ ان کا ایمان تو سچی تھا۔ ان کے نہاں خانہ دل میں تو شرک اور کفر بسا ہوا تھا موقع پاتے ہی وہ مسلمانوں کے خلاف جو شش و خروش کے ساتھ برسرِ پیکار ہو گئے۔

== یَلْقُوا اور یَلْقُوا عطف میں یَعْتَزُّوْا پر۔ اس لئے لَمْ کا عمل ان ہر دو فعل پر ہے۔
== لَقِیْتُمْهُمْ۔ تم پاؤ ان کو۔

== سُلْطَانًا مُّبِیْنًا۔ کھلا کھلا اختیار۔ پورا پورا اختیار۔

۹۲:۴ = تَحْزِیْرُ۔ آزاد کرنا۔ مصدر ہے (تفعیل)

== ذَقَبَہ۔ اصل میں گردن کو کہتے ہیں۔ پھر جلد انسانی بدن کے لئے استعمال ہونے لگا (اردو زبان میں بھی گردن سے مراد جان یا جسم انسانی مراد لیا جاتا ہے پھر عرف عام میں غلام کے لئے استعمال کیا جانے لگا۔ تَحْزِیْرُ ذَقَبَہ۔ غلام کا آزاد کرنا۔

== دِیْقٌ خون بہا۔ اصل میں دَدِی دَدِی کا مصدر ہے اور دَدِی تھا۔ واو کو حذف کر آخر میں لائی گئی ہے۔ دیت میں سواوٹ دیئے جاتے ہیں۔

== مُسَلَّمَةٌ۔ سالم۔ بے داغ۔ یعنی ایسے اونٹ جو بے داغ ہوں۔

== یَصَدُّوْا۔ تَصَدَّقَ یَتَصَدَّقُ۔ تَصَدَّقَ (تفعیل) مضارع۔ جمع مذکر غائب۔

وہ معاف کر دیں۔ اصل میں یَتَصَدَّقُ تھا۔ تاہم کو صاد میں مدغم کیا۔ اور مدغم فیکو شدہ دی گئی تَوْبَہ۔ مصدر منصوب۔ یعنی بطور توبہ کے۔ اللہ سے توبہ کرنے کے طور پر۔

۹۳:۴ = مُتَعَدِّا۔ تَعَدَّدَ (تفعیل) مصدر سے اسم فاعل کا صیغہ واحد مذکر۔ عَدَدًا۔ جان بوجہ کہ
== خَالِدًا۔ ہمیشہ رہیگا اس میں۔

== اَعَدَّ۔ اس نے تیار کیا۔ اَعَدَّ (اِفعال) تیار کرنا۔ عَدَّ سے مشتق ہے جس کے معنی شمار کرنے کے ہیں۔ اعداد کے معنی کسی چیز کے اس طرح تیار کرنے کے ہیں کہ شمار کی جائے

۹۴:۴ = فَتَبَيَّنُوا۔ تم تحقیق کرو۔ تم کھول لو۔ تَبَيَّنَ (تفعیل) سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر

== تَبَيَّنُوا۔ تم جاہتے ہو۔ تم ڈھونڈتے ہو۔ اِبْعَادُ مصدر بغنی مادہ۔ البغی کے معنی ہیں کسی چیز کی طلب میں میانہ روی کی حد سے تجاوز کی خواہش کرنا۔

== عَوَضَ۔ مال و متاع سامان۔ اسباب۔ دنیاوی مال اَلْعَوَضُ۔ ہر چیز جسے ثبات نہ ہو۔ دنیا کے لئے بولتے ہیں۔ الدُّنْيَا عَوَضٌ حَاضِرٌ۔ دنیا تو پیش افتادہ ساز و سامان کا نام

۹۷:۴ = رَأَى الَّذِينَ تَوَفَّيْنَاهُمُ الْمَلَائِكَةَ۔ بے شک وہ لوگ جن کی روحوں کو فرشتوں نے قبض کیا۔

یہ آیت ان مسلمان لوگوں کے متعلق نازل ہوئی تھی جو بلا کسی معذوری یا مجبوری کے اپنے عزیز و اقارب اور مال و جائیداد کی وجہ سے مکہ میں ہی رہ گئے جب کہ ہجرت اس وقت فرض تھی۔ فرشتوں اور ان کے درمیان یہ مکالمہ ہوا۔ جب فرشتے ان کی رو میں قبض کر رہے تھے = تَوَفَّيْنَاهُمْ۔ ان (فرشتوں کی جماعت) نے ان (ان کی روحوں) کو قبض کیا۔ اس نے ان کو اٹھایا وہ ان کو قبض کرتی ہے۔ تَوَفَّيْ فعل ماضی بھی ہو سکتا ہے اور فعل مضارع بھی۔ تَوَفَّيْ سے قبض کرتا۔ مضارع کی صورت میں اصل میں تَتَوَفَّيْ تھا۔ ایک تاء حذف ہو گئی۔ صیغہ امود مؤنث غائب باب تفعیل۔ لغیف مفروق۔ هَمْ ضمیر مفعول جمع مذکر غائب = ظَالِمٍ۔ اصل میں ظَالِمِينَ تھا۔ اضافت کی وجہ سے نون جمع گر گیا۔ ظَالِمِينَ اَنْفُسِهِمْ اپنی جانوں کے دشمن۔

تَوَفَّيْنَاهُمْ کی ضمیر مفعول ضم سے حال ہے یعنی درآں حالیکہ وہ اپنی جانوں پر ظلم کر رہے تھے یا کر رہے ہوں گے۔

= قَالُوا۔ کہیں گے فرشتے۔ فَيَذَرُوكُمْ۔ تم کس شغل میں تھے۔ تمہارے کیا طور طریقے تھے۔ یعنی تم نے ہجرت کیوں نہ کی۔

= قَالُوا۔ کہیں گے وہ لوگ۔ كُنَّا مُسْتَضْعِفِينَ فِي الْاَرْضِ۔ ہم وہاں ہجرت سے مجبور و معذور تھے = قَالُوا کہیں گے فرشتے۔ اَلَمْ تَكُونُ۔۔۔۔۔ فِیْہَا۔ کیا اللہ کی زمین اتنی فراخ و وسیع نہ تھی کہ تم وہاں سے دوسری جگہ ہجرت کر باتے۔

= قَالُوا لَوْلَا۔ پس یہی لوگ ہیں۔

= مَا دَرٰهُمْ۔ مضارع مضارع الیہ۔ ان کا ٹھکانہ۔ ان کا مقام سکونت۔ مَا دَرٰ اسم ظرف بھی ہے اور مصدر بھی۔

= مَصِيْرًا۔ اسم ظرف۔ لوٹنے کی جگہ۔ قرار گاہ۔ ٹھکانہ۔

۹۸:۴ = الْمُسْتَضْعِفِينَ۔ جو درحقیقت مجبور و معذور تھے۔ مُسْتَضْعِفِينَ۔ کمزور۔ ناتواں ضعیف لوگ۔

= لَا يَسْتَطِيعُونَ حِيلَةً۔ کسی حیلہ و چارہ کی استطاعت نہ رکھتے تھے۔

= وَلَا يَهْتَدُونَ سَبِيلًا۔ اور نہ (باہر نکلنے کی) کوئی راہ تلاش کر سکتے تھے۔

۴: ۱۰۰ = سَعَةً - کشائش۔ وسعت۔ فراخی۔ طاقت۔ پہنچ۔ وَسِعَ يَسْعُ (سَمِعَ) کا مصدر جس کے معنی فراخ ہونے کے ہیں۔ اول سے واؤ کو حذف کر کے آخر میں اس کے عوض تاء لانے ہیں جیسے عِدَّةٌ (وعدہ) رِزْقٌ (وزن)

سَعَةً کا استعمال مقامات کے لئے بھی ہوتا ہے اور حالت کے لئے بھی۔ اور فعل کے لئے بھی چنانچہ مقام کے بارہ میں ارشاد ہے اَلَمْ تَكُنْ اَرْضًا مَّسْفُوحَةً (آیت ہذا) کیا اللہ کی زمین اتنی کشادہ نہ تھی۔ حالت کے بارہ میں ہے لِيُنْفِقْ ذُو سَعَةٍ مِّنْ سَعَتِهِ (۷۵: ۷۵) اور صاحب دولت اپنی دولت کے مطابق خرچ کرے۔ فعل کے بارہ میں ہے وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ (۲: ۲۵۵) اور اس کی حکومت آسمانوں اور زمین کو اپنی وسعت میں لئے ہوئے ہے (یہاں کشائش رزق مراد ہے۔)

— مَوَاصِفًا۔ صاحب کثاف نے مرائم کے یہ معنی بیان کئے ہیں۔ موائع کا معنی ہجرت گاہ یا ہجرت کا راستہ ہے۔ المنجد میں اس کے معنی بھاگنے کی جگہ۔ قلعہ۔ جائے پناہ۔ یعنی اس کو بہت جگہیں ایسی مل جائیں گی جہاں وہ پناہ لے سکے
= يَذْرَؤُہُ۔ مضارع مجزوم واحد مذکر غائب۔ اِذْرَاكَ سے (موت) اس کو اُپر کڑے
۴: ۱۰۱ = ضَرَبْتُمْ فِي الْاَرْضِ۔ (حبیب) تم زمین میں سفر کرو۔ ضَرْبٌ فِي السَّاءِ پانی میں تیرنا۔

= لَقَعْتُمْ وَاٰتِ الْعَشْوَةِ۔ تم قفر کرو نماز میں۔ یعنی نماز کو مختصر کرلو۔
= يَغْتَنِّكُمْ۔ مضارع واحد مذکر غائب۔ کنہ ضمیر مفعول۔ مع ذکر حاضر۔ فَتَنٌ وَفَتْوَنٌ مصدر باب ضرب۔ کہ تم کو پریشانی میں ڈال دیں گے۔ مصیبت میں مبتلا کر دیں گے۔
آیت ہذا میں کلام اِنْ خِفْتُمْ..... لَقَعُوا کلام ماقبل سے منفصل ہے اور کلام ما بعد سے متصل۔ اس صورت میں یہ شرط ہے اور جواب شرط اس کے بعد محذوف یعنی "تو یہی قصر نماز کرلو۔ اور اگر اس کو کلام ماقبل کے ساتھ لیا جائے تو مطلب ہے کہ "تم قصر نماز کر سکتے ہو جب تم حالت سفر میں ہو اور حبیب دشمنوں کی طرف سے تکلیف و گردنہ اندیشہ ہو۔
بہر کیف بحالت سفر اور بحالت خوف کفار۔ دونوں حالتوں میں قصر جائز ہے۔

۱۰۲: ۱۰۲ = وَلِيَاخُذُوا اَسْلِحَتَكُمْ۔ (اور چاہئے کہ وہ پکڑے رکھیں اپنے ہتھیار) اس گروہ کے لئے ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شروع نماز میں نماز کے لئے کھڑا ہوا ہے
= فَاِذَا سَجَدُوا۔ (پس جب یہ پہلا گروہ سجدہ کر چکے) فَلْيَكُونُوا مِنْ وَّرَآئِكُمْ (تو یہ پیچھے

چلے جائیں حفاظت کرنے کے لئے)

= كَلِمَاتُ يَصْلُوْنَ (جس دوسرے گروہ نے ابھی ناز پڑھنا شروع نہیں کی)

= اَمْتِنْتُمْ - تمہارا ساز و سامان - مَنَعٌ کی جمع -

= يَمْلِكُونَ - مضارع - مَمْلُكٌ مصدر مضرب، وہ حملہ کر دیں گے۔

= مَمْلُكَةٌ وَاحِدَةٌ - یکبارگی حملہ کرنا - مَا لَ يَمْلِكُ (حَرْبٌ) جھک جانا - ادھر ادھر مڑ جانا - مَا لَ عَلٰی

حملہ کرنا - مَا لَ عَنْ - اعراض کرنا - کناہہ کشی کرنا - وَمَا لَ اِلَّا - کسی کی طرف رغبت کرنا۔

= لَتَضْحَكُوا - تم اتار رکھو۔

= حِذْرُكُمْ - تمہارا بچاؤ - تمہارے بچاؤ کا سامان - اپنا بچاؤ ملحوظ رکھو۔

۱۰۳:۷ - اَطْمَأْنَنْتُمْ - تم مطمئن ہو جاؤ - تم مطمئن ہو گئے - اَطْمَئِنَّا نُسے ماضی جمع مذکر غائب

= مَوْفُوتًا - اسم مفعول واحد مذکر - دَقْتُ - مصدر - وقت مقرر کیا ہوا - یعنی جس کا وقت مقرر شدہ ہے

کَثَبًا مَّوْفُوتًا - ایک فرض جس کی ادائیگی کا وقت مقرر ہے

۱۰۴:۷ = لَا تَهَيَّؤْا - تم سست مت ہو جاؤ - تم کمزور دل نہ ہو جاؤ - وَهْنٌ - سے فعل نہی جمع

مذکر حاضر۔

وَلَا تَهَيَّؤْا..... الْقَوْمَ - دشمن قوم کو ڈھونڈ نکالنے اور اس کا مقابلہ کرنے میں بزدلی دکھانے

= تَنَكَّلُوْا تَنَكُّوْنَ - تم درد مند ہوتے ہو - تم تکلیف پاتے ہو - اَلَكُمُ سے - درد - تکلیف ۔

مضارع جمع مذکر حاضر - (یعنی اگر تم کو دشمن کا مقابلہ کرنے اور اس کا تقاب کرنے میں دکھ یا تکلیف

پہنچتی ہے تو ان کو بھی تمہاری حرج تم سے مقابلہ کرنے سے ویسی ہی تکلیف اٹھانی پڑتی ہے)

= اَرَاكَ اللّٰهُ - جو اللہ نے تمہیں دکھایا ہے - یعنی جو حقیقت حال کا علم خدا نے تمہیں عطا کیا ہے

= وَلَا..... خَصِيْمًا - ای دلا تکتن خصیما للخصائین - اور خیانت کرنے والوں کے

لئے جھگڑا کرنے والا - یا طرفداری کرنے والا - ذنب -

لَا تَكُنْ - فعل ناقصہ - لَا تَكُنْ کی ضمیر واحد مذکر حاضر - اسم لا تَكُنْ - خصیما خبر -

۱۰۴:۸ = لَا تَجَادِلْ - تو مت جھگڑ - فعل نہی واحد مذکر حاضر - جَدَلَ مَادَه - باب مفاعلة

مُجَادَلَةٌ سے -

= حَوَّانًا - بہت زیادہ خیانت کرنے والا - بڑا دغا باز - حِيَانَةٌ سے مبالغہ کا صیغہ۔

= اَشِيْمًا - گنہگار - اَشِيْمٌ بمعنى اَلِثْمِ - فَعِيلٌ بمعنى فاعل -

= يَسْتَخْفُونَ - وہ چھپتے ہیں - وہ چھپ رہے ہیں - اِسْتَخْفَا - (اِسْتَخْفَا) مصدر خفی مادہ

يُبَيِّنُونَ بُيِّنَتْ مصدر باب - تفعیل۔ رات کو سوچتے ہیں۔ رات کو سوچتے اور بتیر کرتے ہیں۔ مَا لَا يَرْضَى مِنَ الْقَوْلِ۔ ایسی باتیں سوچتے اور کہتے ہیں جن پر خدا راضی نہیں ہے۔ مُحِيطًا۔ اسم فاعل۔ مفرد احاطۃ مصدر۔ ہر طرف سے گھیرے ہوئے۔ پورا پورا قابو رکھنے والا۔ ہر طرح سے جاننے والا یہاں احاطہ علمی مراد ہے۔

۱۱۲: ۴ = يَوْمَ يَمْ - رَمَى يَوْمِي۔ (ضَرْبٍ) سے مضارع واحد مذکر غائب۔ رَمَى مصدر۔ اس کی تہمت لگائے۔ الزام لگائے۔ يَمْ میں ۵ ضمیر خطیثۃ اور اَنْتُمْ کی طرف راجع ہے یَوْمَ اصل میں يَوْمِي تھا۔ مَثْ شرطیہ کی وجہ سے ی حذف ہو گئی۔

= بَرِيئًا۔ بے تعلق۔ بے گناہ۔

ثُمَّ يَوْمَ يَمْ بِرِيئًا۔ پھر اس گناہ کا الزام کسی بے گناہ کے سر تھوپ دیتا ہے۔

= اِخْتَلَّ۔ اس نے اٹھالیا اِخْتِمَالًا سے بمعنی برداشت کرنا۔ اٹھانا۔

فَقَدْ اِخْتَلَّ بِهْمَا نَادَا ثَمًا مَبِينًا تو اس نے بہتان اور ایک صریح گناہ کا بوجھ اپنے سر اٹھالیا ۱۱۴: ۴ = نَجَّوْهُم۔ اسم مکرہ۔ سرگوشی۔ سرگوشی کرنے والے۔ هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف مضاف الیہ۔ واحد اور جمع دونوں کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ اس کا مادہ ن ج و ہے۔

اَلنَّجْوٰۃ۔ بلند جگہ۔ جگہ بلند کی وجہ سے اپنے ماحول سے الگ معلوم ہو۔

نَجْوٰۃ کسی کو علیحدہ بلند مقام پر چھوڑنے کے بھی ہیں۔ نَجَّيْتُهُ کے معنی سرگوشی کرنے کے ہیں۔ یا اپنے ہمید کو دوسروں پر افشاہ ہونے سے بچانے کے ہیں۔ اس سے اِسْتِغْنَاءُ ہے۔

استغناء کرنے اور رفع حاجت کے لئے علیحدہ جگہ تلاش کرنا۔ گویا ہر صورت میں علیحدگی اور خلوت کا مفہوم غالب ہے۔

= لَا اَخِيْرِيْ كَثِيْرٍ مِّنْ نَّجْوَاهُمْ۔ ان کے اکثر خفیہ مشورے خیر سے خالی ہوتے ہیں۔

= اَلَّا..... بَيِّنَاتٍ لِّلنَّاسِ۔ ہاں وہ جو (ایسے مشوروں میں) صدقہ خیرات کی تلقین کرے۔ یا بے نیکی و مصلحت کی بات کہے یا لوگوں میں اصلاح کی بات کہے تو وہ مستثنیٰ ہے۔ یعنی ایسے خفیہ مشورے خیر سے خالی نہیں کہلاتے جائیں گے۔ یہاں اَمْوَ بمعنی ترغیب و تلقین ہے۔

۱۱۵: ۴ = يَشَاقِقِيْ۔ واحد مذکر غائب مضارع مجزوم بوجہ عمل مَنْ۔ يَشَاقِقِيْ ہوا۔ ق ثانی بوجہ حرف مابعد کے ساتھ وصل کے لئے مکسور ہوا۔ جو مخالفت کرتا ہے شَقَاقٌ مصدر باب مفاعل سے ہے شَقَّ (مضاعف) کے معنی طرف۔ ضد۔ مخالفت۔ مکرہ۔

= نُوَلِّهِمْ۔ جمع متکمم مضارع ۵ ضمیر مفعول راجع الی من قولیۃ مصدر بات تفعیل۔ ہم بھڑکیں گے۔

لَا مَنِّهُنَّ۔ باب تفعیل۔ میں ان کو (درج طرح کی) امیدیں دلاؤں گا۔
 نَعْمَةٌ وَنَعْمَةٌ۔ مَتَّى يُعْتَقَى۔ آرزو دلانا رغبت دلانا۔
 لَا مَنِّهُنَّ۔ میں ان کو ضرور حکم دوں گا۔ اَمْرٌ سے

لَيُبْتَلَنَّ۔ بَتْلَكَ يُبْتَلِكُ تَفْعِيل کاٹنا۔ کاٹ کاٹ کر ٹکڑے کرنا۔ چیرنا یُبْتَلِكَنَّ
 اَذَانُ النِّعَامِ۔ وہ ضرور جانوروں کے کان کاٹا کریں گے۔ کفار عرب اس اوشنی کو جو پانچ بچے
 جنٹی اور پانچواں نہ ہوتا تو اس کے کان چمید کرتوں کے نام پر چھوڑ دیتے۔ اور اس سے کسی قسم کا کام نہ
 لیتے۔ یہ بھی شرک کی ایک شکل ہے

وَلَا مَنِّهُنَّ فَلَيُبْتَلَنَّ اَذَانُ النِّعَامِ۔ میں ان کو شدت یا امر سے حکم دوں گا اور اس
 نتیجہ میں وہ ضرور جانوروں کے کان کاٹا کریں گے۔ ف پچھلے فعل کے نتیجہ کو ظاہر کرتی ہے۔
 وَلَا مَنِّهُنَّ فَلَيُغَيَّرَنَّ خَلْقُ اللَّهِ۔ اور میں ان کو حکم کروں گا پس وہ ضرور ہی اللہ کی بنائی
 ہوئی مخلوق کی شکلیں بگاڑیں گے۔

تغییر (تفعیل) غَيَّرَ يُغَيِّرُ بگاڑنا بدلتا۔ مسخ کرنا۔ یہ صورت کا بگاڑ یا مسخ کرنا جسمانی بھی
 ہو سکتا ہے۔ مثلاً پہرہ داروں کی آنکھیں نکالنا۔ عورتوں کا بال کٹا کر اپنی نسوانیت کو بگاڑنا وغیرہ
 (یہ بگاڑ غیر فطری استعمال مخلوق بھی ہو سکتا ہے) مثلاً جانوروں کے ساتھ خواہش رانی کرنا مردوں کے ساتھ
 صاحب کشف کی تشریح کے مطابق دین اسلام جو دین فطرت ہے اس میں رد و بدل اور کاٹ پھاٹ
 کرنا وغیرہ وغیرہ۔

۱۲۰:۴ = لَعِدُهُنَّ۔ وَعَدَ يَعِدُ وَعْدًا۔ سے مضارع کا صیغہ واحد مذکر غائب ہم ضمیر مفعول
 جمع مذکر غائب وہ ان سے وعدہ کرتا ہے۔ وہ ان کو ڈراتا ہے
 = لَيَمْنَنَّ۔ اور غلط امیدیں دلاتا ہے جھوٹی آرزوئیں پیش کرتا ہے۔
 = غَوَّارًا۔ دھوکہ۔ فریب

۱۲۱:۴ = مَحِيضًا۔ جاسے پناہ۔ بچنے کی جگہ۔ حَاصٌّ يَحِيضُ (اجوف یا بی) باب مضارع
 بچنا۔ الگ ہونا۔ مِنْ حَاصٍّ عَنِ الشَّرِّ مَلَكٌ۔ جو بچا اور شے سے الگ۔ اُوہ محفوظ رہا۔ مَحِيضٌ
 اسم ظرف مکان۔ مہاگ کر پناہ لینے کی جگہ۔
 ۱۲۲:۴ = بَعَثْتُ اِيَّيْ فِي جَلَّتْ۔

= قِيلَ (اچھی بات میں کلام میں۔ قول میں۔

۱۲۳:۴ = اَمَّا نَسِيَكُمْ۔ اَمَّا نِي۔ اَمْنِيَّةٌ کی جمع۔ تمہاری مٹھرائی ہوئی امیدیں۔ تمہارے خیالات

کے اندازے۔ اس میں خطاب بت پرستوں سے ہے۔
 = لَئِنِّي كَا اَم مَحْذُوفٌ هَے۔

تقدیر کلام یوں ہے۔ لَئِنِّي اَلَا مَرُ مَنُوْطًا بِمَا مَرَّ بِكَ اَيُّهَا الْمَشْرِكُوْنَ - اے مشرکوبات
 یعنی انجام کار تمہاری امیدوں پر منحصر نہیں ہے۔
 ۱۲۴:۴ = لَقِيْنَا - کعبور کی گھٹلی کے اوپر کا جھپکا بمعنی ذرہ برابر۔
 ۱۲۵:۵ = اَحْسَنُ - بہتر اَفْعَلُ التَّفْصِيْلُ کا صیغہ۔

= مَن اَحْسَنُ - استفہام انکاری ہے یعنی کوئی بہتر نہیں ہو سکتا بلحاظ دین کے۔ الخ۔
 = مَن اسَلَمَدَ جَعَلَهُ لِلّٰہِ جس نے اللہ کے آگے سر تسلیم خم کر دیا۔

= حَنِيفًا - ایک طرف ہونے والا۔ حَنْفٌ سے جس کے معنی گمراہی سے استقامت کی طرف مائل
 ہونے کے ہیں۔ صفت مشبہ کا صیغہ ہے۔ جو کوئی ایک راہِ حق پکڑ لے اور سب باطل راہیں چھوڑ
 دے۔ ضیف کہلاتا ہے۔ حَنِيفًا حال ہے اس کا ذوالحال وہ شخص ہے جس نے ملت ابراہیمی کی پیر
 اختیار کی۔ وَاشْبَعَ مِلَّةَ اِبْرٰہِیْمَ حَنِيفًا۔ اور جس نے تمام ادیان باطلہ کو چھوڑ کر مرف دین ابراہیمی کا
 اتباع کیا۔

۱۲۶:۴ = مُحِيطًا - ملاحظہ ہو ۱۰۸:۴۔ یہاں احاطہ قدرت مراد ہے۔

۱۲۷:۴ = یَسْتَفْتُوْنَكَ - مضارع جمع مذکر غائب۔ اسْتَفْتَا۔ مصدر ک ضمیر مفعول۔
 واحد مذکر حاضر۔ آپ سے فتویٰ لیتے ہیں۔ آپ سے مسئلہ معلوم کرتے ہیں۔ اسْتَفْتَا کسی مشکل بات کا حل دریافت
 کرنا۔ اِفْتَا کسی مشکل مسئلہ کو حل کرنا۔ فتیٰ فتی حروف مادہ۔

= یَفْتِيْكُمْ - وہ تم کو حکم دیتا ہے۔ تم کو مشکل بات کا حل بتاتا ہے اِفْتَا افعال سے واحد مذکر غائب
 = تَرْغَبُوْنَ - تم چاہتے ہو۔ تم رغبت کرتے ہو۔ رَغَبَةٌ مصدر مضارع جمع مذکر حاضر۔ رَغِبَ اِلَیْہِ طلب
 یعنی خواہش کرنا۔ ورغب عنه ترکہ متعدّد۔ کسی چیز کو مَدَّ اچھوڑ دینا۔ اس کی طرف رغبت نہ رکھنا۔
 اس آیت کی ترکیب میں حسب ذیل ملحوظ رہیں۔

یُفْتِيْكُمْ (وہ تمہیں فتویٰ دیتا ہے۔ مشکل بات کا حل بتاتا ہے) ان باتوں میں۔

یُفْتِيْكُمْ۔ (۱) فِیْہِیْنَ اِی فی النِّسَاءِ۔ (جن کے متعلق تم دریافت کرتے ہو۔ یُفْتِيْكُمْ (محذوف)
 (ب) فی یتامی النساء..... تَنْکِحُوْهُنَّ۔ یُفْتِيْكُمْ (محذوف)

(ج) فِی الْمُسْتَضْعَفِیْنَ مِنَ الْوَلَدِ اِنْ یُفْتِيْكُمْ (محذوف)

یُفْتِيْكُمْ (محذوف) (د) فِی اَنْتَ تَقُوْمُوْا لِیَّتَامَی بِاَلْقِیْطِ۔

يَتَامَى النِّسَاءِ (مضات مضات الیہ) یہ عورتوں کے یتیم بچے۔ اِیْ اَوْلَادُ النِّسَاءِ بعض نے اس کا مطلب النِّسَاءِ الِیتَامَى (موصوف و صفت) یتیم لڑکیاں لیا ہے۔

تَوَعَّبُونَ۔ کا صلہ عَنْ یَا اِلٰی یَا فِیْ مَذکور نہیں لہذا تَوَعَّبُونَ عَنْ اَنْ تَتَلَحَّوْهُنَّ کا مطلب ہوگا جن سے تم نے نکاح کرنا نہیں چاہتے (بوجہ ان کے عدم حُسن اور عدم مال و دولت کے) اور تَوَعَّبُونَ اِلٰی یَا فِیْ اَنْ تَتَلَحَّوْهُنَّ کا مطلب ہوگا جن کے ساتھ تم نکاح کی خواہش رکھتے ہو (بوجہ ان کے حُسن اور مال و دولت کے)

تَوَعَّبُونَ کا عطف لَوْ تَوَنُّوْا پر بھی ہو سکتا ہے اس صورت میں اس کی تقدیر ہوگی وَلَا تَوَعَّبُونَ اَنْ تَتَلَحَّوْهُنَّ اور نہ تم خواہش رکھتے ہو ان کے ساتھ نکاح کی۔

یتامی النِّسَاءِ اور مستضعفین کے متعلق احکام سورۃ النساء سورۃ ہذا کے رکوع ۱۰ و ۲۰ میں ارشاد فرمائے ہیں۔ وَ مَا یَشْنِیْ سَ عَلَیْمًا تَحْتَ اَصْلِ اسْتِغْنَاءِ کا جواب نہیں ہے بلکہ خَلَّ اللّٰهُ یَفْضِلُکُمْ فِیْہِمْ (کہہ دے اے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کو کہ (ابھی) اللہ تعالیٰ تم کو ان عورتوں کے بارہ میں بتاتا ہے) یہ کہہ کر لوگوں کی توجہ سابقہ احکام کی طرف مبذول کرائی جا رہی ہے۔ جو اسی سورۃ کے آغاز میں یتیم لڑکیوں کے متعلق بالخصوص اور یتیم بچوں کے متعلق بالعموم فرمائے گئے تھے اس سے یہ یاد دلانا مقصود ہے کہ لوگوں کے ذہن نشین ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیکت میںوں کے حقوق کی کتنی اہمیت ہے

۱۲۸:۴۔ یہاں سے اصل استغناء کا جواب شروع ہوتا ہے۔

بَعْلُہَا۔ اس عورت کا خاوند۔

شُؤْرًا۔ مصدر۔ منصوب کہہ رنسر۔ ضرب زبانی۔ ناموافقت۔ شوہر کی طرف سے نشوز سے مراد ہے کہ عورت کہ ذلیل سمجھ کر۔ جبستری ترک کر دینا۔ یا مصارت نہ کر دینا۔ لاپرواہی۔ بدسلوکی۔ اِعْرَاضًا۔ بے رخی۔ کنار کشی۔ رد گردانی۔

جُنَاحٌ۔ گناہ۔ جُنُوحٌ سے ماخوذ ہے۔ جس کے معنی ایک طرف مائل ہونے کے ہیں۔ اس لئے وہ گناہ جو انسان کو حق سے دوسری طرف مائل کرے۔ یعنی جھکا دے وہ جُنَاحٌ سے موسوم ہوا مچھر ہر گناہ کے لئے اس کا استعمال، دہنے لگا۔ کنایہ حرن اور مضائقہ بھی مراد لیا جاتا ہے۔

حَلَّ جُنَاحٌ سَلَّہُمَا۔ ان دونوں پر کوئی گناہ نہیں کوئی مضائقہ نہیں۔ کوئی حرج نہیں۔ یُضْلَعَا۔ وہ دونوں آپس میں سلج کر لیں۔ مضارع منصوب تثنیہ مذکر غائب۔ اضْلَاحٌ سے اُخْضِرَتْ۔ وہ حاضر کی گئی۔ اِحْضَارٌ سے جس کے معنی سامنے کرنے کے ہیں ماضی مجہول واحد

مَوْتِ مَاتَب۔

= اَلشَّخْ - خود غرضی - کجوسی - بخل - حرص - راعِب لکھتے ہیں کہ شَخْ وہ بخل ہے جس میں حرص ہو اور عادت بن گیا ہو۔ خود غرضی - یہ مصدر ہے اور ابواب - سَمَح - ضَرْب - نَصْر - تینوں سے آتا ہے وَ مَنْ يُوْنُ شَخْ نَفْسِه (۹: ۵۹) اور نہ شخص حرص نفس سے بچایا گیا وَ اَخْضَرَتِ اِلَا نَفْسُ الشَّخْ - اور طباع تو خود غرضی کی طرف مائل ہوتی ہیں۔

= وَ اَنْ تَخْشَوْا۔۔۔۔۔ اور اگر تم احسان کرو۔ یہاں خطاب صرف مردوں سے ہے کہ وہ احسان کریں اور نہ تارک کام لیں۔ کیونکہ بحیثیت قَوَّامُوْنَ عَلَى النَّسَاءِ کے اس پر ذرا نص بھی زیادہ مائد ہوتے ہیں اور اسی سے عالی ظرفی اور جذبہ فیاضی کی زیادہ امید کی جاسکتی ہے۔ ۱۲۹: ۴ = وَلَنْ تَسْتَطِيعُوا - تم نہ کر سکتے۔ تم نہ کر کرنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ طَوْءَ مَادَّہ۔

لَا تَسْتَطِيعُوْنَ نَصْرَ نَفْسِكُمْ (۴۳: ۲۱) وہ نہ تو آپ اپنی مدد کر سکتے ہیں۔

= اِنْ تَعْدِلُوا - کہ تم عدل و انصاف کر سکو۔ پورا پورا انصاف کر سکو۔

= فَلَا تَمِيلُوا كُلَّ الْمِيلِ - مَالٍ يَمِيلُ مَيْلًا - مَالٌ سَلَى - مخالفت کی طرف مائل ہونا۔ یعنی مکمل بے تعلقی اختیار کر دو۔ مَالٌ اِلَى - کسی سے رغبت کی خاطر اس کی طرف مائل ہونا۔ مَالٌ مَعَنْ - روگردانی کرنا۔

یہاں صلہ چھوڑ دیا ہے جس سے محبت میں وسعت پیدا ہو گئی ہے۔ اس کا مطلب ہو سکتا ہے کہ تم بالکل ایک بیوی کی طرف ازراہ محبت مائل نہ ہو جاؤ۔ یا یہ کہ تم بالکل ایک بیوی کے خلاف ہو۔ نفرت نہ ہو جاؤ۔ دونوں بیک وقت بھی یہ حالتیں بعید از قیاس نہیں کہ ایک کی طرف تو شدت کی رغبت ہو اور دوسری کی طرف شدت نفرت لیکن عبارت مابعد کا ذریعہ تبارک ہے کہ یہاں تَمِيلُوا عَلٰی کے صلہ کے ساتھ ہے۔ یعنی ایک بیوی سے مکمل کنارہ کشی اور قطع تعلقی اختیار نہ کر کے اسے لگتا چھوڑ دو۔ یعنی نہ تو اس کی بیوی کی حیثیت ہے نہ مطلقہ کی۔

= مَدَّوْهَا - تم اس کو چھوڑ دو۔

= اَلْمُعْلَقَةُ اسم مفعول واحد مَوْنَتْ - تَعْلِيْقُ مصدر۔ باب تفعیل لٹکانی گئی۔ نہ اُدھر نہ اُدھر۔ نہ بیوی بن کر رہنے کے قابل اور نہ آزاد کہ نکاح ثانی کر سکے۔

۱۳۰: ۴ = يَتَفَرَّقَا - وہ دونوں الگ ہو جائیں۔

= يُعْنِ اللّٰهُ - يُعْنِ اصل میں يُعْنِي تھا۔ جواب شرط کی وجہ سے ہی گر گئی۔ اَعْنِي يُعْنِي اِعْتَنَاهُ (افعال) اللہ اس کو بے احتیاج بنادے گا۔ محتاج نہ کیگا۔ بے نیاز نہ کر دیگا۔

== مِنْ سَعَةٍ - وسعت بخشش ہے۔ یعنی اللہ خود ان کی ضروریات کو پورا کر دے گا۔
 سَعَةٍ - وسعت۔ گنجائش۔ کشائش۔ فراخی۔ وَسِعَ يَسْعُ (سَع) کا مصدر
 ۳۱:۴ = وَصَيْنَا - ماضی جمع مکمل تَوْصِيَةً سے (باب تفعیل) ہم نے حکم دیا۔
 ۱۳۲:۴ = ذَرِكْنَلَا - صفت مشبہ۔ کارساز۔ مددگار۔ نگہبان۔

۱۳۵:۴ = قَوَّامِينَ - جمع قَوَّامٍ واحد۔ اگرچہ بالذکر کا صیغہ ہے لیکن اسم فاعل کے معنی ہیں۔ انصاف کے لئے کھڑے ہوئے دالے۔

== الْقِسْطُ - اسم مصدر۔ انصاف۔ یہ ظلم اور جور کرنے کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے اگر باب مُرَبِّ (قِسْطٌ يَقْسِطُ - قَسَطًا وَقِسْطًا سے آئے تو معنی ہوتے ہیں حق سے تجاوز کرنا۔ حق کے خلاف کرنا۔ صفت قَاسِطٌ ہے۔ جس کی جمع قَاسِطُونَ وَقَاسِطٌ ہے اگر باب افعال سے آئے تو بمعنی انصاف کرنا۔ عدل کرنا کے ہیں۔

پہلی مثال۔ وَأَمَّا الْقَاسِطُونَ فَكَانُوا لِجَهَنَّمَ حَطَبًا۔ (۱۵:۴۲) اور جو دوسروں کا حق مانتے دالے ہیں۔ وہ درخت کا ایندھن بنے۔ یہاں مراد راد حق سے مڑ جانے والے بھی ہیں۔
 دوسری مثال۔ وَاقْصِبُوا إِنَّا اللَّهُ يُجِبُ الْمُقْسِطِينَ۔ (۹:۴۹) اور انصاف سے کام لو کہ خدا انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

كُونُوا قَوَّامِينَ بِالْقِسْطِ شُهَدَاءَ لِلَّهِ - اِي كُونُوا قَوَّامِينَ بِالْعَدْلِ فِي جَمِيعِ الشَّهَادَاتِ لَوْحِدِ اللَّهِ - یعنی ہر شہادت میں خدا کی رضا کی خاطر عدل و انصاف کرنے والے ہو۔

== إِنْ يَكُنْ - خواہ وہ مشہود علیہ ہو یعنی وہ فریق حبس کے خلاف گواہی دی جا رہی ہو۔ خواہ وہ امیر ہو یا غریب۔

== أَدْلَى بِهِمَا - أَدْلَى - افعِل التفعیل کا صیغہ ہے۔ زیادہ لائق۔ زیادہ مستحق۔ زیادہ قریب۔ وَلِيُّ سے۔

جب اس کا صلہ لام واقع ہو۔ تو یہ ڈانٹ اور دھمکی کے لئے آتا ہے۔ اس صورت میں نہ خرابی اور بُرائی سے زیادہ قریب اور اس کے زیادہ مستحق ہونے کے معنی ہوں گے۔

مثلاً قرآن مجید میں ہے أَدْلَى لَكَ فَادْلَى۔ (۲۴:۴۵) کم بختی ہو تیرے لئے کم بختی۔

فَاللَّهُ أَدْلَى بِهِمَا - اِنَّ اِن دُونِ کا بہتر خیر خواہ ہے۔ (یعنی غنی کا بھی اور فقیر کا بھی)۔
 یعنی تم کو ان کی خیر خواہی کی خاطر جھوٹی گواہی دینے کی ضرورت نہیں۔ تم سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ ان کا

يَخُوضُوا فِي حَدِيثٍ شَازٍ..... الخ.

سورۃ الانعام نئی ہے اور یہ ہدایت مشرکین مکہ کی ایسی مجلس میں بیٹھنے کی ممانعت کے متعلق ہے جہاں میں وہ آیات الہی پر نکتہ چینی کرتے تھے۔
موجودہ سورۃ النسا میں کم و بیش یہودیوں کی ایسی ہی مجالس میں بیٹھنے سے ممانعت فرمائی گئی ہے جو اپنی ان مجلسوں میں آیات الہی کا مذاق اڑاتے تھے۔ نکتہ چینی کیا کرتے تھے اور انکار کرتے تھے۔ یہ سورۃ مدنی ہے۔

= اِذَا سَمِعْتُمْ۔ کے لفظی معنی ہیں جب تم سنو۔ لیکن اس کا ترجمہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ جب تم دیکھو۔ کہ اللہ کی آیات کا انکار کیا جا رہا ہے اور مذاق اڑایا جا رہا ہے تو فَلَا تَقْعُدُوا مَعَهُمْ ان کے پاس مت بیٹھو

= يَخُوضُوا۔ مضارع جمع مذکر غائب اصل میں يَخُوضُونَ تھا۔ حتیٰ حرف جر کے بعد ان مقدار کے عمل سے نون اعرابی ساقط ہو گیا۔ وہ مشغول رہیں (ایسی باتوں میں۔ خوض مصدر باب نصر۔
= حَتَّى يَخُوضُوا فِي حَدِيثٍ غَيْرِهِ۔ (ان کے پاس مت بیٹھیں) اس وقت تک کہ وہ (یہ کفر و استہزاء چھوڑ کر) کسی دوسری بات کو چھیڑیں۔

۴: ۱۴۱ = يَتَوَلَّوْنَ بَكْمُ۔ انتظار کر رہے ہیں کہ تمہارے ساتھ کیا گذرتی ہے (نیکی یا بدی کا میابی یا ناکامی) یعنی تمہارا کیا انجام ہوتا ہے۔ تَوَلَّوْا (تَفَعَّلُ) سے۔

= الَّذِينَ يَتَوَلَّوْنَ بَكْمُ کا عطف ان الَّذِينَ يَتَّخِذُونَ الْكَافِرِينَ (آیت ۱۳۹) پر ہے اور منافقین مذکرہ آیہ ۱۳۸ کے متعلق ہے لہذا فعل بَشَرُوا (آیت ۱۳۸) کا اطلاق الَّذِينَ يَتَّخِذُونَ الْكَافِرِينَ اور الَّذِينَ يَتَوَلَّوْنَ بَكْمُ پر ہوگا۔ یعنی اے نبی علیہ السلام ان منافقین کو دردناک عذاب کی بشارت فرمادے۔ جنہوں نے مومنوں کو چھوڑ کر کافروں کو اپنا دوست بنا رکھا ہے اور جو تمہاری ناکامی یا ناکامیابی پر گہری نظر رکھے ہوئے ہیں اور سوچ رہے ہیں کہ کس طرح ہر دو صورت میں مانی فائدہ حاصل کیا جائے۔

= قَالُوا۔ ای المنافقین یعنی یہ منافقین تم سے کہتے ہیں
= اِنَّكُمْ لَنْ تَعْمَدُوْا۔ کیا ہم تمہارے ساتھ نہ تھے۔ یعنی ہم تمہارے ساتھ شریک جنگ تھے ہمیں بھی مال غنیمت سے حصہ ملنا چاہیے۔

= اَلَمْ نَسْتَحْوِذْ عَلَيْكُمْ۔ نفی جہد بلکہ کاصیغہ جمع مکمل۔ اِسْتَحْوَاذٌ (استفعال) مصدر کیا ہم تم پر غالب نہ آگئے تھے۔ اِسْتَحْوَاذُ الْغَيْرِ عَلَى الْاُتَانِ۔ گور خر گدھی پر غالب آگیا یعنی گدھے

کا مادہ خر کی پشت پر چڑھ کر (جیسا کہ جفتی کی صورت میں ہوتا ہے) دونوں جانب سے قابو میں کر لینا
حَوْذُ مَادَہ

= تَمْنَعُکُمْ مِّنْ - اِی اَللّٰہُ تَمْنَعُکُمْ مِّنْ - کیا نہیں بچایا تھا ہم نے تم کو (مومنوں) سے
کیا ہم نے تمہارے حفاظت نہ کی تھی۔

۱۴۲: ۴ = یُخْلِذُ غُوْنٌ - وہ فریب کرتے ہیں۔ وہ دھوکہ دیتے ہیں۔ مُخَادَعَةٌ (مُفَاعَلَةٌ)
مصدر۔ اَلْخِذَاعُ کے معنی ہیں جو کچھ دل میں ہو اس کے خلاف ظاہر کر کے کسی کو اس چیز سے
بھیر دینا جس کے وہ درپلے ہو۔

= یُخْلِذُ غُوْنٌ اَللّٰہُ - یہ (اپنے زعم میں) خدا کو مکیدہ دیتے ہیں۔ یہاں اللہ کو دھوکہ دینا اس کے
رسول اور صحابہ کو فریب دینا مراد ہے۔

دَهَوَ حَاہُ مَفْعَلٌ - (وہ) انہیں کو دھوکہ میں ڈالنے والا ہے (بعض نے اس کے معنی کئے ہیں
کہ اللہ تعالیٰ ان کو ان کی فریب کاریوں کا بدلہ لے گا۔ بعض نے کہا ہے کہ مقابلہ اور مشاکہ کے
طور پر کہا گیا ہے۔ جیسا کہ آیت دَمَكُوْا وَاَمَكُوْا اَللّٰہُ (۵۴: ۳) میں ہے
(مشاکہ - مقابلہ - علم بدلے کی معافی خوبیوں میں سے دو خوبیاں ہیں۔

مقابلہ - دو یا دو سے زائد متوافقی معنی کو لاکر ہر ایک کے مقابل کو ذکر کر دیا جائے ترتیب کے ساتھ
مشاکہ - شئی کو ایسے لفظ کے ساتھ ذکر کرنا جو اس کے لئے موضوع نہ ہو اس کے غیر کی صحبت
میں واقع ہونے کی وجہ سے۔

= کَسَاۤیَ کَسَلَاتٌ کی جمع ہے سستی کاہل۔ جس کام میں سستی نہ کرنی چاہتے اس
میں سستی کرنے کو کَسَلٌ کہتے ہیں۔ کَسَلٌ یَّکْسِلُ (سَمِعَ) سستی کرنا بمثل کَسَاۤیَ
سُکُوَانٌ۔

= یَوَاۤءَزْنَ - مضارع جمع مذکر غائب - مُوَاۤءَزَةٌ (مُفَاعَلَةٌ) سے مصدر (مَآۤیَ) سے
(مہوز العین اور ناقص یائی) وہ دکھاؤں کرتے ہیں۔ وہ ریاکاری کرتے ہیں۔ وہ دکھلاتے ہیں
(لوگوں کو)

یا تَرَاۤیَ یَوَیْیَ سے مضارع مجہول ہے وہ دیکھے جاتے ہیں۔ یا کہ وہ دیکھے جائیں لوگوں سے
یعنی لوگ انہیں دیکھیں۔ (عبداللہ یوسف علی)

۱۴۳: ۴ = مَذْبَذٌ بَیِّنٌ - اَلَّذِیْ یَذْبِذُ - اصل میں معلق چیز کی ہلنے کی آواز کو کہتے ہیں
پھر بطور استفادہ ہر قسم کی حرکت اور اضطراب کے معنی میں استعمال ہوتا ہے مَذْبَذٌ بَیِّنٌ

بَيْنَ ذَٰلِكَ - یعنی ہمیشہ مضطرب رہتے ہیں۔ کبھی مسلمانوں کی طرف اور کبھی کفار کی طرف۔
 خَبَذَتْ فُلَاتٌ تَرَدَّدَ بَيْنَ أَمْرَيْنِ وَلَا تَلْبُثُ صُغْبَتُهُ يَوْمَ أَحَدٍ مِّنْهُمَا
 دو امور یا دو آدمیوں کے درمیان حالت تردد میں ہونا اور ان میں سے کسی ایک کے ساتھ
 ثابت قدم نہ ہونا۔

۱۴۴: ۴ = سُلْطَانًا - سلطان۔ زور۔ قوت۔ محبت۔ دلیل۔ اختیار۔ برہان۔ سند۔ حکومت
 سلطان کے معنی محبت و برہان کے ہیں۔ اسی معنی میں ارشاد الہی ہے۔ لَا تَنفَعُ دُونَكَ
 لِسُلْطَانٍ (۳۳: ۵۵) نہیں نکل سکتے تم بدوں سند کے۔ کبھی اس سے مراد معجزہ لیا جاتا
 ہے۔ جیسے إِذَا زُلْزِلَتْ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ لِسُلْطَانٍ مُّبِينٍ (۳۸: ۵۱) اور جب بھیجا ہم نے اے
 کو فرعون کے پاس کھلی سند دیکر۔ یہاں مراد معجزہ بھی لیا جاسکتا ہے۔ اور کھلی دلیل بھی۔
 یہاں واضح دلیل مراد ہے۔ یعنی کفار کے ساتھ اس قسم کے قریبی تعلقات اور بچہ مرہم
 منافقت کی کھلی دلیل ہیں۔ اس کے بعد اگر تم پر اللہ تعالیٰ کی گرفت آئے تو تم کو کھٹکوا دیے
 ۱۴۵: ۴ = الدَّٰرُ لَئِذَا - طبقہ۔ درجہ۔ الدَّٰرُکُ اور الدَّٰرُکُ دونوں لغتیں ہیں۔
 بندگی کی طرف جو یکے بعد دیگرے درجے ہوتے ہیں ان کو اہل عرب درجات کہتے ہیں اور پستی
 کی طرف یکے بعد دیگرے درجے ہوتے ہیں ان کو دَرَکَاتُ کہتے ہیں۔ جہنم کے مختلف طبقات۔
 (درکات) علی سبیل التنزیل یہ ہیں۔

(۱) جہنم۔ (۲) لظی۔ (۳) حطہ (۴) سعیر۔ (۵) سقر۔ (۶) جیم۔ (۷) ہاویتہ۔ سب کے نیچے منافقوں کا
 یہی ٹھکانہ ہے۔

۱۴۶: ۴ = مَا - استفہامیہ ہے۔ اے اللہ تعالیٰ لا یعذب الشاکر والمؤمن
 یعنی اللہ تعالیٰ شکر گزار اور مؤمن بندے کو عذاب نہ دے گا۔
 کیا کرے گا اللہ تعالیٰ تمہیں سزا دے کہ اور تم شکر گزار اور مؤمن ہو۔
 = شَاكِرًا - قدر شناس۔ قدر دان۔

پَارَةُ
لَا يُحِبُّ اللهُ
(٦)
النِّسَاءَ وَالْمَاءِدَةَ

۱۴۸:۴ = لَا يُحِبُّ اللَّهُ الْجَهْرَ

لَا يُحِبُّ فعل نفی مضارع۔ اللہ فاعل الجہر مفعول۔

= الْجَهْرُ۔ مصدر۔ زور سے کہنا۔ ظاہر کرنا۔ اصل میں دیکھنے یا سننے میں کسی چیز کے حکم کھلا ظاہر ہونے کا نام جہر جہر جہر (فتح) جَهْرًا و جَهْرًا و جَهْرًا۔ جَهْرًا بِالْأَمْرِ۔ اعلان کرنا۔ جَهْرًا بِالْقَوْلِ۔ آواز بلند کرنا۔ جَهْرًا الصَّوْتُ۔ آواز اٹھانا۔ كَلَمَتُهُ جَهْرًا و بِالْجَهْرِ میں نے اس سے کھلے اور صاف الفاظ میں بات کی۔

لَنْ تُؤْمِنَ لَكَ حَتَّى تَرَى اللَّهَ جَهْرَةً۔ (۵۵:۲) کہ جب تک ہم خدا کو سامنے نمایاں طور پر نہ دیکھ لیں تم پر ایمان نہیں لائیں گے۔ اَرَى اللَّهَ جَهْرَةً (۱۵۳:۴) ہمیں نمایاں اور ظاہر طور پر خدا دکھا دو۔

لَا يُحِبُّ اللَّهُ کما مفعول ہے الْجَهْرَ بِالشَّوْرِ۔ بری چیز کا حکم کھلا علی الاملان اظہار۔ مِّنَ الْقَوْلِ کلام۔ زبانی۔ یعنی اللہ تعالیٰ پسند نہیں فرماتا کہ کوئی بری بات علی الاعلان بر ملا کہی جائے = إِلَّا مَنْ ظَلَمَ۔ إِلَّا محذوف استثناء۔ بعض کے نزدیک إِلَّا مَنْ ظَلَمَ میں استثنا منقطع ہے اور اس صورت میں إِلَّا مَنْ ظَلَمَ کا مطلب ہوگا فَلَا يَزِيدُ اللَّهَ بِالْجَهْرِ يَدًا۔ البتہ مظلوم کے بری بات بر ملا کہنے پر اللہ تعالیٰ مواخذہ نہیں فرمائے گا۔

اور بعض کے نزدیک یہ استثناء متصل ہے۔ اور اس میں مضاف محذوف ہے۔ اور آیت کا تقدیر یوں ہے۔ لَا يُحِبُّ اللَّهُ الْجَهْرَ بِالشَّوْرِ مِّنَ الْقَوْلِ إِلَّا الْجَهْرَ مَنْ ظَلَمَ۔ یعنی سوائے مظلوم کے ظالم کو علانیہ بُرا کہنے کے اللہ تعالیٰ کسی کو پسند نہیں کرتا کہ وہ کسی کو علانیہ بُرا کہے۔

= سَمِيعًا۔ مظلوم کے شکوہ کو سننے والا ہے

= عَلِيمًا۔ ظالم کے ظلم کو بخوبی جاننے والا ہے۔

۱۴۹:۴ = تُسَدُّ مَضَارِعَ جَمْعُ نَدْرٍ مَّا نَرِ اَصْلُ فِي تَبَدُّدٍ مَّقَارِ اِنْ كِي وَجِهٍ سَ نُونِ اَعْرَابِي گزر گیا۔ اِبْدَاءً سے۔ تم ظاہر کرو۔

= لَعَفُوا عَنَ۔ عَفَوْ سے جمع ندر حاضر۔ یہ بھی اصل میں تَعَفُّوْنَ مَقَارِ اِنْ تَرطِبِہ کی وجہ سے نون اعرابی گزر گیا۔ عَفَاوْنَ۔ معاف کرنا۔ سزا نہ دینا۔ تَعَفُّوْا عَنَ۔ تم برائی کو معاف کر دو۔ تم درگزر کر دو۔ تم برائی کی سزا نہ دو۔

= عَفَوْا۔ بردوزن فَعُولٌ عَفَوْ سے مبالغہ کا صیغہ ہے۔ اور عَفَوْ کے معنی برائی سے یا گناہ سے درگزر کرنے کے ہیں۔ عَفَوْا۔ بہت زیادہ معاف کرنے والا۔ یہ اللہ تعالیٰ کے اسماءِ حسنیٰ میں سے ہے۔

پیدا کردی گئی تھیں کہ ان کو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا پہاڑ ان کے اوپر آپرے گا۔

عہد سے مراد وہ میثاق ہے جو کوہ طور کے دامن میں بنی اسرائیل کے نمائندوں سے لیا گیا تھا۔ (تفسیر القرآن مودودی)

اور ہم نے کوہ طور کی بلندیوں کے دامن میں ان سے عہد لیا تھا۔ (عبداللہ یوسف علی) صاحب المفردات لکھتے ہیں :-

الرَّفْعُ - اُفْتَحَ کے معنی بلند کرنے اور اٹھانے کے ہیں۔ یہ کبھی تو مادی چیز کو جو اپنی جگہ پر پڑی ہوئی ہو اسے اس کی جگہ سے اٹھا کر بلند کرنے پر بولا جاتا ہے جیسے فرمایا وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمْ الطُّورَ (۱۶۳: ۲) اور ہم نے طور پہاڑ کو تمہارے اوپر لا کھڑا کیا۔ یا آیت ہذا۔ اور اللَّهُ الَّذِي رَفَعَ السَّمَوَاتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا (۲: ۱۳) اللہ تعالیٰ وہ قادر مطلق ہے جس نے آسمان کو بدوں کسی سہارے کے جسے تم دیکھ سکو اونچا بنا کھڑا کیا۔

اور کبھی ناموری اور شہرت ذکر بلند کرنے کے لئے۔ جیسے فرمایا وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ (۴: ۹۴) اور ہم نے تمہارے ذکر خیر کا آواز بلند کیا۔

اور کبھی مرتبہ کی بلندی بیان کرنے کے لئے جیسے رَفْعُ دَرَجَاتٍ مِّنْ نَّشَأٍ (۷۶: ۱۲) اور ہم جس کو چاہتے ہیں اس کے درجے بلند کر دیتے ہیں۔

= رَمِثًا قَرِينًا - میں ب سبب ہے۔ یعنی بِسَبَبِ اخَذَ مِيثَاقَ قَوْمٍ۔ ان سے پختہ وعدہ لینے کے لئے۔ الميثاق - پختہ عہد و پیمان جو قسموں کے ساتھ ہو کہ کیا گیا ہو وَوَقَّعُ سَ۔
= لَا تَقْسُذُوا - فعل نہی تم تعدی نہ کرو۔ تم تجاوز نہ کرو۔ تم زیادتی نہ کرو۔ عَدُوٌّ سے باب نصر۔

= السَّبْتِ - روزِ شنبہ۔ سینچر کا دن۔ اہل یہود کے نزدیک سینچر کا دن مبراک اور تعظیم کا دن تھا۔ اور اس دن وہ اپنے کام کاج سے قطع تعلق رکھتے تھے۔ یہودیوں کا عزت و حرمت کا دن انگریزی اور عبرانی ثبات کا عربی مترادف۔

اس روز ان پر بعض کام کرنے اور بعض نہ کرنے کے احکام عائد تھے۔ اسی طرف اس آیت میں اشارہ ہے کہ سبت کے روز اسامیٰ اِخْلَافِ وَرُزْیِ نہ کرنا۔ حدود جو مقرر کی گئی ہیں ان سے تجاوز نہ کرنا۔

= مِيثَاقًا لِّمَلِيحًا - پختہ وعدہ۔ غَلِظَ غَلْظَةً صَفَتْ مَشَبَةً سَخِنَتْ شَدِيدَ الْغِلْظَةِ -
یعنی موٹا پن۔ گاڑھا پن۔ سخت پن۔ فَلَ مَا سَتَعْلَظُ فَاَسْتَوِيْ عَلٰی مَوْجِبِهِ (۲۹: ۴۸) پھر

مولیٰ اور سخت ہوئی۔ اور پھر اپنی مال (تنہ) پر سیدھی کھڑی ہو گئی۔

۱۵۵: ۴ = فِيمَا۔ میں ب سببیت کے معنی پر ۱۔ ت کرتا ہے۔ اور مازائدہ ہے اور تاکید کا فائدہ دیتا ہے۔

= فِيمَا لَقَضِهِمْ۔ نقص مصدر لَقَضُ سے معنی توڑ دینا۔ نقص مضاف جم ضمیر جمع مذکر نائب مضاف الیه ان کے توڑ دینے کی وجہ سے۔

= فِيمَا لَقَضِهِمْ مِمَّا قَالُوا میں تقدیر عبارت یوں ہے فِيمَا لَقَضِهِمْ مِمَّا قَالُوا لَعْنَةُ اللَّهِ اَنْ كَفَرُوا بِآيَاتِ اللَّهِ اور قَتَلُوا رُسُلَهُمْ اور قَوْلُهُمْ قُلُوبُنَا غُلْفٌ کا عطف فِيمَا لَقَضِهِمْ مِمَّا قَالُوا پر ہے۔ یعنی وہ ہماری لعنت کے نیچے اس واسطے بھی آگئے کہ انہوں نے اللہ کی آیات سے انکار کیا۔ انبیاء کو ناحق قتل کیا اور (گستاخانہ) یہ بات کہی کہ ہمارے دلوں پر غلاف پڑے ہوئے = غُلْفٌ جمع۔ اس کا واحد اَغْلَفٌ ہے اصل میں لام پر ضم تھا جو تخفیفاً ساقط کر دیا گیا۔

اَغْلَفٌ وہ چیز ہے جو کسی غلاف میں بند ہو۔ قُلُوبُنَا غُلْفٌ یعنی ہمارے دل غلافوں کے اندر بند ہیں تمہاری نیسیت کی رسائی ہمارے دلوں تک ناممکن ہے۔

= بَلْ طَعَّ اللَّهُ عَلَيْنَا لَكُنْفُرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُونَ إِلَّا قَلِيلًا جملہ معترضہ ہے اور ان کے قول قُلُوبُنَا غُلْفٌ کے جواب میں آیا ہے کہ ان کے دل غلافوں کے اندر کیا بند ہیں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہی ان کے دلوں پر مہر لگا دی ہے (بوجہ ان کے کفر کے) اس لئے ان میں متوڑے ہی ہوں گے جو ایمان لائیں گے۔

= طَعَّ۔ اس نے مہر لگا دی۔ اس نے تھپ لگا دی۔ اس نے ٹھہ لگا دیا۔ باب فنتہ سے صیغہ واحد مذکر غائب ہے۔

۱۵۶: ۴ = وَكَفَرُوا بِهِمْ فِيمَا لَقَضِهِمْ مِمَّا قَالُوا آیت ماقبل پر ہے اسی طرح وَكُفِّرُوا بِهِمْ..... دَسُّوا اللہ کا عطف فِيمَا لَقَضِهِمْ پر ہے۔ یعنی وہ بدیں سبب بھی مورد لعنت ہوئے کہ انہوں نے پیغم کفر کا ارتکاب کیا۔ (یعنی پہلے حضرت موسیٰ کا اور پھر حضرت عیسیٰ کا اور ان کے بعد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا) اور حضرت مریم پر بیتان عظیم باندھا۔

۱۵۷: ۴ = وَكُفِّرُوا بِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيحَ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ کا عطف حسب بالا فِيمَا لَقَضِهِمْ مِمَّا قَالُوا پر ہے۔

= مَا قَتَلُوهُ۔ سے لے کر آیت ۱۵۹ تک جملہ معترضہ ہے۔

== مَا صَلَبُوهُ۔ مَا نافیہ ہے۔ صَلَبُوا صَلَبٌ سے (باب ضرب) ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب ہے۔
 توفیر واحد مذکر غائب حضرت عیسیٰ کی طرف راجع ہے انہوں نے اس کو سولی نہیں چڑھایا تھا۔
 الصلب هو قلیق الانسان للقتل۔ کسی انسان کو لٹکا دینا تاکہ وہ مرا جائے یہ صلیب ہے۔
 = شُبَّہ۔ وہی صورت بنادی گئی۔ مانند کر دیا گیا۔ تَشْبِیْہٌ سے جس کے معنی کسی چیز کو کسی چیز کے
 مانند کر دینے کے ہیں۔ ماضی مجہول کا صیغہ واحد مذکر غائب ہے

وَلَكِنْ شُبَّہ لَمْ يَدْ۔ بلکہ سولی چڑھانے کا معاملہ ان پر مشتبہ کر دیا گیا۔ ان کو یوں معلوم ہوا کہ
 انہوں نے حضرت عیسیٰ کو سولی چڑھا دیا۔ لیکن حقیقت میں حضرت عیسیٰ کو وہ نہ قتل کر سکے اور نہ
 ہی سولی پر چڑھا سکے۔ محض صلیب کی حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے مشابہت کی وجہ سے غلط فہمی ہوئی
 = وَانَّ الَّذِينَ اخْتَلَفُوا..... اِلَّا اِتَّبَعَ الظَّنُّ بِهٖ اِنْ اَخْتَلَفَ كَرْنِے والوں کے متعلق ہے
 جو عیسائی تھے اور ان میں آپس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مصلوب ہونے پر کوئی متفق
 علیہ قول نہیں بلکہ ان میں بیسیوں اقوال ہیں جن کی کثرت اسی بات پر دلالت کرتی ہے کہ اصل
 حقیقت ان کے لئے بھی (یعنی نصاریٰ کے لئے بھی جنہوں نے یہود کے دعویٰ قتل و تصلیب پر
 پراعتبار کر لیا ہے) مشتبہ ہی رہی۔ کوئی فرقہ ان میں سے کہتا ہے کہ جس شخص کو صلیب پر چڑھایا
 وہ مسیح نہ تھا۔ بلکہ ان کی شکل کا کوئی اور آدمی تھا۔ کوئی کہتا ہے کہ صلیب پر چڑھایا تو مسیح کو ہی تھا مگر ان
 کی وفات صلیب پر نہ ہوئی تھی۔

اور کوئی کہتا ہے کہ صلیب پر موت مسیح کے جسم انسانی کی واقع ہوئی تھی مگر الوہیت کی روح جو
 اس میں تھی وہ اٹھالی گئی۔

اور کوئی کہتا ہے کہ مرنے کے بعد مسیح علیہ السلام جسم سمیت زندہ ہوئے اور پھر جسم سمیت
 اٹھائے گئے۔ علیٰ ہذا القیاس۔

= وَمَا تَقُولُوْا یَقِیْنًا۔ ان کی مندرجہ بالا غلطیوں کا قرآن حکیم نے ازالہ کر دیا۔ کہ یقیناً انہوں نے
 حضرت مسیح کو قتل نہیں کیا۔ بس یہ حقیقت ہے اور پھر اس کی مزید تشریح کر دی بَلْ دَفَعَهُ اللّٰهُ
 اِلَیْہِ۔ بلکہ اللہ نے اسے اپنی طرف (جسمانی طور پر زندہ) اٹھالیا۔

۱۵۸:۴ = دَفَعَهُ کی مزید تشریح کے لئے دَفَعْنَا ۴: ۱۵۴ کے تحت ملاحظہ ہو۔

۱۵۹:۴ = اِنْ نافیہ ہے۔

= یَمْ قَبْلَ مَوْتِہِ۔ میں ضمیر حضرت عیسیٰ کی طرف راجع ہے۔

یعنی جب حضرت عیسیٰ زمین پر نزول فرمائیں گے تو ان کی طبعی موت سے قبل تمام اہل کتاب (یہودی

اور عیسائی (جو اس وقت موجود ہوں گے۔ سب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت پر ایمان لا کر اسلام میں داخل ہوں گے۔

بعض کے نزدیک اس ہر مرجع اہل کتاب میں سے کا ہر فرد ہے مکیں اکثر مفسرین پہلے ہی قول کو ترجیح دیتے ہیں۔

۱۶۰: ۴ = قَبْضَلُمْ میں باء سببیہ ہے۔

= بِصَيِّهِمْ - صَدَّ - رَكْنَا - رَكْنَا - صَدَّ لَيْصَدُّ (لِصَدَّ) کا مصدر۔ ان کے (لوگوں کو) اللہ کے راستے سے) روکنے کی وجہ سے۔

= كَثَبُوا - نَاسًا كَثِيرًا - بہت لوگوں کو جی ہو سکتا ہے۔ اور صَدَّ كَثِيرًا (کثرت سے روکا) بھی۔

۱۶۱: ۴ = نَهَوْا - نَهَى سے ماضی مجہول جمع مذکر غائب۔ ان کو منع کیا گیا۔ ان کو روکا گیا۔ نَهَى يَنْهَى (فتح) وَنَهَى يَنْهَى نَهَوْا - اصل میں نَهَيْتُمْ تھا۔ ماقبل کسور کی وجہ سے یا پرشمہ دشوار تھا۔ اس لئے یہ ضمہ ماقبل کو دیا۔ اب تہی اور و ساکنین ہونے کی وجہ سے ہی گر گئی۔

= جو چیزیں باوجود پہلے حلال ہونے کے اب اہل یہود پر حرام کر دی گئی تھیں ان کی دوبارہ یہ چار جراثیم تھیں۔ ان کا ظلم کرنا۔ لوگوں کو راہ حق سے روکنا۔ سود کھانا۔ اور لوگوں کا مال ناحق ہڑپ کرنا۔

۱۶۲: ۴ = لَكِنِ الرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ مِنْهُمْ - میں ہم متمیز جمع مذکر غائب آیہ ۱۶۰ میں الَّذِينَ هَآذِلًا کی طرف راجع ہے۔

= يُؤْمِنُونَ كَافِعًا لِّرَاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ اور الْمُؤْمِنُونَ ہیں۔

= الْمُقِيمِينَ الصَّلَاةَ - نماز کو عزم و استقامت کے ساتھ پڑھنے والے۔ مُقِيمِينَ اسم فاعل جمع مذکر منصوب۔

= الْمُقِيمِينَ کا عطف الْمُؤْمِنُونَ پر ہے۔ نحوی قاعدہ کے مطابق الْمُقِيمُونَ ہونا چاہئے تھا اسے اپنے مطوف علیہ کے خلاف اعراب کیوں دیا گیا۔ اس کے متعلق علماء نے متعدد جواب دیئے ہیں۔ لیکن سب سے بہتر وہ توجیہ ہے جو سیوریہ نے کی ہے۔ کہ مُقِيمِينَ پر نصب تعظیم کی وجہ سے ہے۔ اور اس نے اس کی کئی مثالیں بھی دی ہیں و ہذا اصح ما قبل فیہ (قطبی)

= اُولَٰئِكَ مَنَؤُفٍ لِّفِہِ اَجْزَا عَظِيمًا - (یہی لوگ جنہیں ہم عنقریب اجر عظیم دیں گے) اشارہ اُولَٰئِكَ کے مشار الیہم نَاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ - الْمُؤْمِنُونَ - مُقِيمِينَ الصَّلَاةَ - مُؤْمِنُونَ

الذَّلُكَةُ - المؤمنون باللہ والیوم الآخر ہیں۔

== مُؤْتُونَ - اسم فاعل جمع مذكر ناسخ الموقوف واحد انشاء مصدر باب افعال۔ تین دالے۔
اداکر نے دالے۔

۴: ۶۳۔۔ اذْحَيْنَا۔ ہم نے وحی بھیجی۔ ہم نے حکم بھیجا۔ اِنْعَاءُ اِفْعَالٌ۔ سے ماضی کا صیغہ جمع متکلم
وَحْيٌ مصدر۔ اشارہ سے بتانا۔ اشارہ سے بات کرنا۔ دل میں بات ڈالنا۔ لغت عربی میں وحی کا معنی
اشارہ کرنا ہے جیسے قرآن مجید میں ہے فَخَرَجَ عَلَى قَوْمِهِ مِنَ الْمِحْرَابِ فَأَذَىٰ إِلَيْهِمْ
أَن سَبَّحُوا بُكْرَةً ذِكْرًا (۱۹-۱۱) مہرودہ (عبادت کے) حجرے سے نکل کر اپنی قوم کے پاس
آئے تو ان سے اشارے سے کہا کہ خدا کو صبح و شام یاد کرتے رہا کرو۔

لیکن اس کا اطلاق مختلف لغوؤں پر ہوتا رہتا ہے مثلاً ۱۔ بطریق الہام کسی پیر کو دل
میں ڈال دینا۔ جیسے وَأَذْحَيْنَا إِلَىٰ أُمِّ الْمُؤْسَىٰ أَنْ أَذْضَعِجِدِ (۲۸: ۷) اور ہم نے موسیٰ کی ماں کی طرف
وحی بھیجی کہ اس کو دودھ پلاؤ۔

(۲) اپنے طبعی اور غیر فطری فرائض کی انجام دہی کے لئے فطری طور پر ہدایت غافل کی طرف سے ہوتی
ہے اور اسے وحی تسخیری بھی کہتے ہیں۔ جیسے وَأَذَىٰ رَبُّكَ إِلَى النَّحْلِ (۱۶: ۲۸) اور تمہارے رب نے
شہد کی مکھوں کو ارشاد فرمایا۔

(۳) کسی کو براہِ راست طریقہ پر کسی امر کی تعلیم دینے کو بھی وحی کہتے ہیں جیسے وَكَذَلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ
عَدُوًّا شَيَاطِينَ الْإِنْسِ وَالْجِنِّ يُوحِي بَعْضُهُمْ إِلَىٰ بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُورًا (۱۱۳: ۷)
اور اسی طرح ہم نے شیطانِ بیست جنوں اور انسانوں کو ہر پیغمبر کا دشمن بنا دیا وہ دھوکہ دینے
کے لئے ایک دوسرے کے دل میں طع باتیں ڈالتے رہتے ہیں۔

۴۔ شریعت میں کلمہ الہیہ کو وحی کہا جاتا ہے جو انبیاء و اولیاء کی طرف القا کیا جاتا ہے اس کی چند
صورتیں ہیں۔ مثلاً فرمایا۔

مَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُكَلِّمَهُ اللَّهُ إِلَّا وَخْيًا أَوْ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ أَوْ يُرْسِلَ رَسُولًا
فَيُوحِي بَأْذَنِهِ مَا يَشَاءُ۔ (۵۱: ۲۲) اور کسی آدمی کے لئے ممکن نہیں ہے کہ خدا اس سے بات
کرے۔ مگر الہام کے ذریعہ سے یا پردہ کے پیچھے سے۔ یا کوئی فرشتہ بھیج دے۔ تو وہ خدا کے حکم
سے جو خدا چاہے القاء کرے۔

الہام کی مثال اُمِّ الْمُؤْسَىٰ کے بارہ میں اوپر گد چکی ہے۔
وحی کی دوسری دو قسمیں بذریعہ فرشتہ یا اندر پس حجاب بلا واسطہ یہ دونوں انبیاء کے

مخصوص ہیں۔ وحی جو فرشتہ کے ذریعہ ہوتی ہے تو فرشتہ ظاہری آنکھوں سے نظر آتا ہے اور اسٹ
 عالم سنانی دیتا ہے جیسا کہ حضرت بے ایل علیہ السلام ایک معین شکل میں آکر آنحضرت صلی اللہ علیہ
 وسلم تک پیام رسالت پہنچایا کرتے تھے۔ مِنْ ذَرَاءِ حِجَابٍ جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے
 کوہ طور پر اللہ کا کلام سنا تھا۔

ایک اور صورت وحی کی القاء فی الرُّوْح یعنی دل میں کسی بات کا ذال دینا۔ جیسے حدیث
 شریف میں ہے کہ نبی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اِنَّ رُوْحَ الْقَدَسِ نَفَثَ فِیْ
 رُوْحِی (روح القدس نے میرے دل میں یہ بات ڈال دی۔)

اور حدیث شریف میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انْقَطَعَ الْوَحْیُ وَبَقِیَتْ
 الْمُبَشِّرَاتُ ذَوِیَ الْاُیْمُوْنِ۔ کہ وحی تو منقطع ہو چکی ہے مگر مبشرات یعنی دنیا مومن باقی رہ گئے ہیں
 = اِنَّا اَوْحٰیْنَ اِلَیْكَ (الْکِتٰبِ) کَمَا اٰتٰیْنَا (اٰی اَوْحٰیْنَا اِلَیْ) ذَاوَدَ ذَبْلُوْرَا۔
 اِنَّا اَوْحٰیْنَا اِلَیْكَ (الْکِتٰبِ) کَمَا اٰتٰیْنَا (اٰی اَوْحٰیْنَا اِلَیْ) ذَاوَدَ ذَبْلُوْرَا۔

۱۶۴:۴ = رُسُلًا کَا عَظْفِیْ اَوْحٰیْنَا اِلَیْكَ (آیت ماقبل) پر ہے۔ اور (جیسے وحی بھیجی ہم)
 دوسرے رسولوں پر۔ یہی صورت رُسُلًا کَمَا نَقْصُصُھُمْ کی ہے۔

۱۶۵:۴ = حُجَّةٌ عِزْرٌ حِجَّتْ۔ جمع جَجَعَتْ۔
 = مُنْذِرٌ رِّیْقٌ۔ اسم فاعل جمع مذکر منصوب ڈرانے والے۔

= بَعْدَ الرُّسُلِ۔ یعنی نبیوں اور رسولوں کے بھیجنے کے بعد ان کی بعثت اور کتب سماویہ
 ان پر نازل کرنے کے بعد۔

۱۶۶:۴ = لٰکِنْ اللّٰهُ لَیَشْھَدُ۔ آیات ماقبل کے مفہوم سے معلوم ہوتا ہے کہ لیکن اللہ
 سے پہلے عبارت انھُمْ لَا یَشْھَدُوْنَ (یہ لوگ آپ کی رسالت کی اور کتاب اللہ کے
 نازل ہونے کی شہادت نہیں دیتے تو نہ دیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ گواہی دیتا ہے۔

= شَھِدَ ب۔ کسی کے متعلق شہادت دینا۔ شَھِدَ عِنْدَ الْحَاکِمِ یُفْلَدُ اَوْ عَلٰی
 فُلَانٍ۔ اس نے حاکم کے سامنے فلاں کے متعلق یا فلاں کے خلاف شہادت دی۔
 اللّٰهُ لَیَشْھَدُ بِمَا اَنْزَلْنَا اِلَیْكَ اللّٰهُ تعالیٰ گواہی دیتا ہے اس کتاب کی بابت (اس کے حق میں)
 جو اس نے نازل کی تمہاری طرف۔

= اَنْزَلْنَا لِعٰلَمٍ۔ کہ اس نے اتارا اسے اپنے علم سے۔ یعنی یہ کلام جو نازل کیا ہے اللہ تعالیٰ
 کے علم کی جلوہ گاہ ہے۔ (اس میں ان چیزوں کا علم ہے جس پر اس نے اپنے بندوں کو مطلع فرمانا چاہا)

جیسے ارشاد ہے وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهِ إِلَّا بِمَا شَاءَ۔ (۲۵۵:۲) اور وہ اس کی منشاء کے بغیر کسی چیز کے علم کا احاطہ نہیں کر سکتے۔ یہاں بھی علم سے مراد اللہ کا خاص علم ہے جو صرف وہی جانتا ہے۔ اور صرف اسی قدر اپنے بندوں کو دیتا ہے جتنا کہ وہ خود چاہے۔
۱۶۷:۴ = صَدَّ ذَا - صَدَّ سے انہوں نے روکا۔

۱۶۹:۴ = يَسِيرًا - آسان - سہل - يُسْرًا مَادَّة - صفت مشبہ واحد مذکر منصوب۔
۱۷۰:۴ = وَإِنْ تَكْفُرُوا فَإِنَّ اللَّهَ مَالِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ -

اِنْ تَكْفُرُوا کے بعد فَمَوْعِنٌ عَنْكُمْ وَلَا يَتَّخِذُ بِكُمْ۔ اگر تم انکار کرو گے یا کفر کرو گے تو اللہ کا کچھ نہیں بگاڑ سکو گے وہ تمہارے کفر و ایمان سے بالاتر ہے اور تمہارے کفر سے اس کو کوئی ضرر نہیں پہنچے گا۔ بلکہ جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب اللہ ہی کا ہے۔
۱۷۱:۴ = لَا تَقْلُوا - فعل نہی - جمع مذکر حاضر عَلُوٌّ باب نَصَرَ، تم مبالغہ مت کرو۔ تم حد نہ بڑھو۔ تم زیادتی مت کرو۔

= عَلَى اللَّهِ - عَلَى اکثر استعلاء کے معنوں میں آتا ہے جیسے حُمِلَ عَلَى الدَّائِبَةِ - جانور پر لا دیا گیا۔ یا اللَّهُ عَلَى حَلِيٍّ شَيْءٌ حَقْدِيٌّ - اللہ ہرشی پر قادر ہے۔

لیکن یہاں صرف متعلق کے معنوں میں استعمال ہوا ہے۔

= كَلِمَتُهُ - صاحب فیض القرآن نے کلمہ کی بڑی اچھی اور عام فہم تشریح کی ہے۔

فرماتے ہیں کلمہ کا لغوی معنی تو ہے ما ينطق به الانسان جس کے ساتھ نطق کیا جائے یہ تو ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر اس کا اطلاق حقیقی معنوں میں نہیں ہوتا بلکہ مجازاً ہے اب دیکھنا یہ ہے کہ وجہ مجاز کیا ہے۔ امام غزالی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ :-

حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر کلمہ کے اطلاق کی وجہ یہ ہے کہ ہر مولود کے دو سبب ہوتے ہیں ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ کا ارادہ اس کی تخلیق سے متعلق ہو اور وہ اپنی زبان قدرت سے کُنْ فرما کر اذنِ ظہور دے۔

دوسرا سبب یہ ہے کہ مادہ منویہ شکم مادر میں قرار پکڑے اور وقت معین گزرنے کے بعد اس کی ولادت ہو۔

پہلا سبب اگرچہ حقیقی ہے لیکن نگاہوں سے پوشیدہ ہے اس لئے اُسے سببِ اجید کہہ لیجئے۔ اور دوسرا سبب کیونکہ عادی اور عام ہے اور اسے ہر ایک جانتا ہے مومن ہو یا غیر مومن اس لئے اسے سببِ قریب کہہ لیجئے۔ اب یہاں دلائلِ قطعیہ سے ثابت ہے کہ سببِ قریب

یعنی مادہ، منورہ موجود نہیں۔ اس لئے اس پر سبب بعید یعنی کلمہ کُن کا اطلاق کر دیا۔ اور آپ کو کلمۃ اللہ یا کلمۃ مَقْدُود کہا دیا۔ اور عربی لغت میں سبب کا اطلاق سبب پر عام ہوتا ہے جیسے حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے شعلق فرمایا انا دعوة الی ابراہیم یعنی میں اپنے پدر بزرگوار ابراہیم کی دعا ہوں۔ حالانکہ آپ دعائے تھے دعا کا جواب تھے۔ دعا ابراہیمی چونکہ آپ کی تشریف آوری کا سبب بنی تھی اس آپ پر دعا کا اطلاق کر دیا۔

تیسرے کلمہ کا لفظ بشارت اور آیت کے معنی میں بھی مستعمل ہوتا رہتا ہے اس صورت میں معنی یہ ہوگا کہ آپ وہ بشارت ہیں جو حضرت مریم کو دی گئی۔ یا آپ اللہ تعالیٰ کی قدرت کی آیت (نشانوں میں سے ایک روشن نشانی) ہیں۔

== دُخِّ مَقْدُود - ضیاء القرآن میں ہے: روح کا معنی ہے مابہ الحیاۃ جس کے ساتھ زندگی قائم ہو۔ اور زندگی دو قسم کی ہوتی ہے۔ حسی اور معنوی۔ حسی زندگی وہ ہے جس کے ذریعے چلنا پھرنا۔ بولنا سُننا۔ سمجھنا یا دکرنا وغیرہ قسم کے افعال صادر ہوتے ہیں اور معنوی زندگی وہ ہے جس سے مکارم اخلاق رحم۔ محبت۔ سخاوت وغیرہ کا ظہور ہوتا ہے اسی لئے قرآن حکیم کو بھی کئی بار روح کہا گیا ہے۔ کیونکہ وہ حیات معنوی کا سبب ہے۔ وَكَذَلِكَ اَوْحَيْنَا اِلَيْكَ رُوحًا مِّنْ اَمْرِنَا۔ (۵۲: ۴۲) اسی طرح ہم نے اپنے حکم سے آپ پر روح یعنی قرآن نازل کیا حضرت مسیح کیونکہ حیات حسی اور معنوی دونوں کے مظہر اتم تھے اس لئے آپ کو بطورِ مبالغہ روح یعنی سراپا روح کہہ دیا۔ جیسے ہم بہت کسی خوبصورت انسان کو حُسنِ محبت کہہ دیتے ہیں۔

المفردات میں ہے۔ کبھی روح کا اطلاق سانس پر ہوتا ہے۔ جیسے شعر ہے :-

وَقُلْتُ لَهُ ادْفَعِهَا اِلَيْكَ وَاَحْيِهَا

بِرُوحِكَ وَاَجْعَلْ لَهَا قِيَّةً قَرُورًا

تو میں نے کہا اسے اٹھاؤ۔ اور قدرے نرم بھونک مار کر اسے سگادو اور اس میں تھوڑا سا ایندھن ڈال دو۔

کبھی روح کا اطلاق اس چیز پر ہوتا ہے جس کے ذریعہ زندگی۔ حرکت۔ منافع کا حصول اور مفات سے بچاؤ حاصل ہوتا ہے۔ آیت کریمہ: وَيَسْئَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ قُلِ الرُّوحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّي (۸۵: ۱۷) اور تجھ سے روح کی حقیقت دریافت کرتے ہیں تو اُن سے کہہ دیجئے یہ میرے پروردگار کا حکم ہے۔

روح کے دیگر معانی۔ روح۔ جان۔ جمید کی بات۔ فیض غیبی بھی ہیں۔

کبھی روح کو آل کے ساتھ بطور معرفت حضرت جبریل کے لئے بھی استعمال کیا گیا ہے جیسے
تَعْرِضُ الْمَلَائِكَةُ عَلَى الْكَوْكَبِ (۴۰: ۶۴) فرشتے اور جبریل اس کی طرف چڑھتے ہیں۔ حضرت جبریل
کو رُوحُ الْقُدُّس (۲: ۸۷) اور رُوحُ الْاَمِين (۲۶: ۱۹۲) سے بھی ذکر کیا ہے۔

مینہ۔ اس سے۔ روح کی اضافت اللہ تعالیٰ کی طرف جزئیت کی نہیں بلکہ تشریف اور
تفضیل کی ہے یعنی اللہ تعالیٰ کا کسی کو اپنی ذات کی طرف منسوب کرنا اس چیز کے لئے شرف اور
فضل کا اظہار ہے۔ اور ایسی اضافت کا استعمال قرآن حکیم اور کلام عرب میں عام ہے۔ مثلاً
اللہ تعالیٰ شیطان کو فرماتے ہیں۔ اِنَّ عِبَادِي لَئِنْ لَمْ يَنْصَرِفْ عَنْكَ فَلْيَنْصَرِفْ عَنْكَ سُلْطَانٌ (۱۵۶: ۲۲)
یعنی میرے بندوں پر تو قابو نہیں پاسکتا۔ بندے تو سب اللہ تعالیٰ کے ہی ہیں۔ مومن ہوں
کافر ہوں۔ نیک ہوں یا بُد۔ لیکن اطاعت شعار بندوں کی اضافت اپنی طرف کی اور
ان کو اپنا مخصوص اور مخلص بندہ ہونے کا شرف بخشا۔

یہاں بھی رُوحٌ متہ یا روح اللہ کہہ کر اس خصوصی شرف و مقبولیت کا اظہار مقصود ہے
جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بارگاہِ الہی میں حاصل ہے مینہ کے لفظ سے یہ کہنا کہ قرآن سے بھی
ثابت ہوتا ہے کہ حضرت مسیح اللہ کی جڑ ہیں بالکل ناقص ہے۔ کیونکہ آپ اس طرح جزئیت ثابت
کرنے پر لبّد ہوں تو پھر اس میں حضرت عیسیٰ کی خصوصیت باقی نہیں رہتی کیونکہ قرآن میں حضرت
آدم علیہ السلام کے متعلق صاف موجود ہے وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوحِيْ (۱۵: ۲۹) میں نے اپنی روح آدم
میں بھونکی۔ صرف آدم ہی نہیں بلکہ تمام اولاد آدم کے متعلق ارشاد ہے ثُمَّ جَعَلْنَا نَسْلَهُ مِنْ سُلَالَةٍ
مِنْ مَّاءٍ مَّهِينٍ ثُمَّ سَوَّاهُ وَنَفَخْنَا فِيْهِ مِنْ رُّوحِيْ (۲۲: ۸: ۹) یعنی اللہ تعالیٰ نے ہر بچہ آدم کو مادہ
منور سے تخلیق کر کے اور اس کے اعضاء درست کر کے اس میں اپنی روح بھونکی۔ صرف آدم اور اپنی
آدم ہی نہیں بلکہ کائنات کی ہر چیز کو اللہ تعالیٰ کا جزو ماننا پڑے گا۔ جیسے کہ ارشاد باری ہے وَنَسَخْنَاهُ مَا
فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا مِّنْهُ (۲۵: ۱۳) اس نے اپنی طرف سے تمہارے لئے جو کچھ
آسمانوں اور زمین میں ہے مٹھ کر دیا۔ لہٰذا مِنْ رُّوحِيْ مِنْ رُّوحِيْ۔ مینہ کے الفاظ سے کسی چیز کی
جزئیت ثابت نہیں ہوتی۔ (ضیاء القرآن)

الْقَهْر۔ اس کو ڈالنا۔ ہا ضمیر واحد مؤنث غائب جو کہ کلمہ کی طرف راجع ہے۔

ثَلَاثَةٌ تَمِن۔ اسم مدد ہے اشارہ ہے عیسائیوں کے مسئلہ تثلیث کی طرف۔

اِنَّهُمْ هُوَا۔ تم رک جاؤ۔ تم چھوڑ دو۔ اِنَّهُمْ اِنْ فَعَالٌ، سے جس کے معنی جس کام سے منع کیا جائے

اس سے باز رہنے کے ہیں۔ امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔

۱۷۲:۴ = لَنْ يَسْتَكْتَفِيَ السَّيِّئُ - اِسْتَكْتَفَى سے مضارع نفی تاکید ثبوتی باب الاستفعال سے

صیغہ رائد مذکر غائب۔ وہ ہرگز۔ عار نہیں سمجھے گا۔ وہ ہرگز حقیر سمجھ کر سرتابی نہیں کرے گا

وَمَنْ يَسْتَكْتَفِ - مضارع مجزوم بالشرط جو عار کرے گا یا جو حقیر سمجھ کر سرتابی کرے گا۔ جو حقیر سمجھ کر غرور کے ساتھ سرتابی کرے گا

۱۷۳:۴ = فَيُؤْتِيهِمْ تَوْفِيَةً (تفعیل) سے۔ مضارع واحد مذکر غائب۔ هُمْ ضمیر مفعول جمع مذکر

غائب۔ وہ ان کو پورا پورا دیگا۔

= اُجُزْهُمْ - ان کا بدلہ۔ اُجُزْ جمع ہے اُجْرٌ کہ مفعول یہ فعل فَيُؤْتِيهِمْ کا۔

= اِسْتَكْتَفُوا - اِسْتَكْتَفَى سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب۔ دیکھو ۱۷۲:۴ الم آیت ماقبل،

يَسْتَكْفِ -

۱۷۵:۴ = اِعْتَصَمُوا بِهِ - انہوں نے اس کو مضبوطی سے پکڑا۔ یعنی اللہ کی رسی کو مضبوطی سے

پکڑا۔ اعتصام (افتعال) سے ماضی جمع مذکر غائب۔

۱۷۶:۴ = يَسْتَفْتُونَكَ - اِسْتَفْتَاؤُ (استفعال) مضارع جمع مذکر غائب۔ لَكَ ضمیر مفعول۔

واحد مذکر حاضر۔ وہ آپ کو فتویٰ چاہتے ہیں۔ آپ سے مسئلہ معلوم کرتے ہیں۔ آپ سے حکم پوچھتے ہیں

اس کے بعد فی السَّكَلَةِ محذوف ہے۔ یعنی کلالہ سے متعلق آپ سے پوچھتے ہیں۔ چونکہ جواب میں کَلَلَةٌ

کا ذکر آگیا اس لئے یہاں محذوف کر دیا گیا۔

= يُعْطِيكَ - وہ تم کو فتویٰ دیتا ہے۔ حکم دیتا ہے۔ مضارع واحد مذکر غائب کہ ضمیر مفعول

جمع مذکر حاضر

= السَّكَلَةُ - وہ لوگ جو منقطع الطرفین ہوں۔ یعنی زنانہ کے والدین ہوں اور نہ ان کی اولاد ہو۔

حدیث شریف میں ہے کہ کلالہ وہ میت ہے جس کی نہ اولاد ہو نہ باپ۔ بعض اہل لغت نے لکھا ہے

کہ کلالہ اس وارث کو کہتے ہیں جو میت کا نہ باپ ہو نہ اولاد۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ کلالہ اولاد کے علاوہ دوسرے وارثوں

کو کہتے ہیں۔

۱۷۶:۴ - اَنْ تَحْضُلُوْا - اَنْ نافیہ ہے۔ کہ تم گمراہ نہ ہو جاؤ۔ تم جھٹک نہ جاؤ۔ تم ٹھیک راہ

پر نہ چلو۔ صَلَّوْا سے جمع مذکر حاضر۔ مضارع معوض۔ اصل میں لَحْضُوْنَ تھا۔ اَنْ نامیہ کے

سب سے نون اعرابی گر گیا۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

سُورَةُ الْمَائِدَةِ

۱:۵ اَدْخُوا - تم پورا کرو۔ اِيْضَاءٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ اِيْضَاءٌ وعدہ۔ وعدہ کا پورا کرنا۔ عَقُوْدٌ۔ قول و قرار۔ عہد و پیمان۔ عَقْدٌ کی جمع۔ عقد کہتے ہیں ایک چیز کو ایک چیز میں مضبوطی سے باندھنا۔ اور گرہ لگانا۔

یہاں اس کے مراد وہ تمام تکالیف شرعیہ اور احکام دینیہ ہیں کہ جن کی تعمیل بندوں پر لازمی اور ضروری ہے اور اسی میں داخل ہیں امانات اور معاملات کے جملہ عہد و پیمان کہ جن کا پورا کرنا واجب ہے۔

عقدہ۔ گرہ۔ عہد۔ عہدہ۔ عہدہ۔

بِهَيْئَةِ الْاَنْعَامِ۔ بہیمہ اصل میں اس جانور کو کہتے ہیں جس میں نطق نہ ہو۔ مالا نطق لہذا غیب میں بے زبان جانور۔ عرب میں درندوں اور پرندوں کو اگرچہ وہ بھی بے زبان ہیں بہیمہ نہیں کہا جاتا۔ مگر دوسرے چار پائے چیرنے والے جانور مراد لئے جاتے ہیں۔ بعض علماء کے نزدیک ہر چوپا کو بہیمہ کہا جاتا ہے ۱۱۔ شکل ذی اربع (اس صورت میں اس کی اضافت انعام کی طرف بیان ہے۔

اَنْعَامٌ نَفْسٌ کی جمع ہے۔ جس کے معنی اصل میں تو اونٹ کے ہیں۔ لیکن اس کے ساتھ دیگر مویشی بھیڑ بکری۔ گائے بھینس کو بھی شامل کیا جاتا ہے

اگر ان میں اونٹوں کو داخل نہ کیا جائے تو دوسروں کو انعام نہیں کہا جاسکتا

بِهَيْئَةِ الْاَنْعَامِ۔ بے زبان مویشی قسم کے جانور۔

عَنْدَ عَلِيِّ الصِّدِّیقِ۔ عَلِیٌّ۔ اسم فاعل جمع مذکر۔ اصل میں مُجَلِّدٌ تھا۔ بوجہ اضافت فون حذف کر دیا گیا۔ مُجَلِّدٌ۔ واحد اِخْلَافٌ۔ مصدر حلال قرار دینے کے لئے۔ اِخْلَافٌ کسی چیز کو

حلال بنا دینا۔ یا حلال قرار دینا۔ یا ذمہ داری سے باہر نکل آنا۔

حِلٌّ کا معنی ہے گرہ کھول دینا۔ کسی جگہ اترنے کی صورت میں عموماً سامان کھولا جاتا ہے اس لئے حلول کا معنی اترنا ہو گیا۔ اس مادہ سے جتنے مشتقات ہیں سب کے مفہوم میں کھولنے یا اترنے کا معنی ضرور پایا جاتا ہے۔

عَنِوَعْلَى الصَّيْدِ - شکار کو حلال قرار دینے والے ذبُو۔ یعنی شکار کو حلال قرار مت دو

وَأَنْتُمْ حُرْمٌ - واوِ عالیہ ہے۔ حُرْمٌ کی جمع ہے احرام باندھنے والے یا حرم کے اندر داخل ہونے والے۔ حرم سے خانا کعبہ مراد ہے۔ یعنی جب کرم خانا کعبہ کی حدود میں ہو۔

الْحُرْمُ کو حرام اس لئے کہا جاتا ہے کہ اللہ نے اس کے اندر سمیت سی ایسی چیزیں حرام کر دی ہیں جو کہ دوسری جگہ حرام نہیں ہیں اور یہی معنی الشَّهْرُ الْحَرَامِ کے ہیں۔ وَحِلٌّ حُرْمٌ وَفَحْشٌ وہ شخص جو حالت احرام میں ہو۔ وَأَنْتُمْ حُرْمٌ - جب کرم حالت احرام میں ہو یا خانا کعبہ کی حدود میں ہو۔

۲:۵ = لَا تَحِلُّوا - فعل نہی۔ تَحِلُّوا (افعال) سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ حِلًّا عہد و پیمان سے آزاد ہونا۔ أَحَلَّ الشَّيْءُ کسی چیز کو حلال کر لینا۔ اس کے متعلق حدود اور بندشوں سے اپنے آپ کو آزاد کر لینا۔ اس کا احترام (جو حدود اور بندشوں سے مستلزم ہے) نہ کرنا۔ بے حرمتی کرنا۔ (حسین محمد مخلوف مفتی الدیار المصریہ السابق - اپنی کتاب کلمات القرآن تفسیر و بیان میں لَا تَحِلُّوا کا معنی لَا تَنْهَكُوا لکھتے ہیں۔ اِنْهَكَ الشَّيْءُ بے عزتی کرنا۔ بے حرمتی کرنا۔

= شَعَابِرُ شَعْبَةٍ کی جمع ہے شَعْبَةٌ بَرْدَانِ قَبِيلَةٍ - بمعنی مَنْفَعَةٌ بمعنی مَنْفَعَةٌ ہے شَعْبَةٍ کے معنی نشانی کے ہیں۔ اور اشْعَارُ کے معنی علم میں لانے کے ہیں۔ ہر وہ شے جو کسی چیز کا نشان ہو یا کسی علامت کو بتائے اسے شَعْبَةٍ سے موسوم کیا جا سکتا ہے۔

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ فرماتے ہیں کہ شَعَابِرُ اللہ عرف دین میں مکانات ازمہ۔ علامات و اوقاف عبادت کو کہتے ہیں۔ مکانات عبادت مثلاً کعبہ۔ عرف، مزدلفہ۔ جمارت لائے صفاء و مروہ۔ ازمہ عبادت مثلاً رمضان حرم کے مہینہ۔ عید الفطر۔ عید النحر۔ جمعہ۔ ایام تہنیتی اور علامات عبادت مثلاً اذان و اقامت۔ نماز باجماعت۔ نماز مسجد و نماز عیدین۔ شَعَابِرُ اللہ الشَّيْءِ نشانیاں الْهَدْيُ - اسم معرف باللام۔ قربانی کا وہ جانور جو ماہِ حُرْم میں حرم کے اندر قربانی کے لئے بھیجا جاتا ہے۔ هَدْيٌ - هَدْيٌ سے بمعنی کسی چیز کا راستہ بتانا۔ کسی چیز کی طرف رہنمائی کرنا۔ هَدْيٌ وہ جانور جو حرم کی طرف لیجا جائے۔ ال سے اس کو مخصوص کر دیا گیا۔ اس جانور کے لئے جو قربانی کے لئے

= تَعَادَلُوا۔ تم آپس میں مدد کرو۔ تم آپس میں تعاون کرو۔ تَعَادَلْتُ (تَفَاعَلْتُ) سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔

= لَدَا تَعَادَلُوا۔ اصل میں تَعَادَلُوا تھا۔ ایک ت کو گرا دیا گیا ہے۔ نہی جمع مذکر حاضر۔ مت تعاون کرو۔ مت مدد کرو ایک دوسرے کی۔

= اَلْعَدْوَانُ عِنْدَ اِلْعَدُوِّ اَلْأَضَرُّ اے مصدر ہے۔ ظلم و ستم۔ زیادتی۔ تعدی۔ حد سے گزر جانا۔

= عِقَابٌ۔ مار۔ عذاب۔ سزا۔ عقوبت۔ سزا دینا۔

عَاقِبَ يَعَاقِبُ کا مصدر ہے۔ عِقَاب وہ سزا ہے جو جرم کے سزا ہونے پر دی جاتی ہے یعنی پہلے ارتکاب جرم ہوتا ہے اور بعد میں اس پر سزا ہوتی ہے۔ عَقِبَ پیچھے کو کہتے ہیں۔

۳:۵ اَهْلٌ - اِهْلَالُ الْاَعْمَالِ اے ماضی مجہول کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ پکارا گیا۔

ہلال نیا پانہ۔ اَهْلٌ - نیا پانہ نکلا۔ نیا پانہ دیکھتے وقت آواز نکالنا یا پکارنا۔ حاجیوں کا بلیک کہنا۔ اَهْلٌ يَذْكُرُ اللّٰهَ۔ اس نے (کام کرتے وقت) اللہ کا نام لے کر پکارا۔

اَهْلٌ ب کسی جانور کو ذبح کرنے سے پہلے اللہ کا نام لے کر پکارنا۔ اَهْلٌ لِغَيْرِ اللّٰهِ۔ پکارا گیا غیر اللہ کے لئے۔ اس میں وہ جانور بھی شامل ہے جس کو ذبح کرتے وقت اللہ کے سوا کسی اور کے نام پر پکاڑے۔ اور وہ جانور بھی جو اللہ کے سوا کسی غیر کی نذر سے ناسخ کر دیا گیا ہو۔ خواہ بوقت ذبح بسم اللہ بھی پڑھی جائے۔

= اَلْمُنْحَنِيَّةُ۔ اسم فاعل واحد مَوْث۔ انحناء (افعال) مصدر۔ گلا گھونٹ کر مارا ہوا۔ گلا گھٹنے سے مرنے والی۔ اسی سے مرض خناق ہے جس سے گلا گھونٹ جاتا ہے۔

لَمَوْجُوذَةٌ - وَقَدْ۔ مصدر باب ضَرْبٍ، چوٹ کھا کر مارا ہوا۔ اسم مفعول واحد مَوْث۔

= اَلْمُتَوَذِّیَّةُ۔ اسم فاعل واحد مَوْث (باب تَفَعُّل) وہ جانور جو اوپر سے گر کر ذبح کرنے سے بچے مر جائے۔ اَلرَّوْدَى (سَمِعَ) بمعنی ہلاکت۔ اور اَلتَّوَذَّى (فَعَّلَ) اپنے آپ کو ہلاکت کے سامنے پیش کرنا۔ قرآن حکیم میں ہے وَمَا يُغْنِي عَنْهُ مَالُهُ اِذَا اسْتَرْسَى۔ (۱۱:۹۲) اور جب وہ جہنم میں گر گیا تو اس کا مال اس کے کچھ بھی کام نہ آئے گا۔

تَوَذَّى فِي النَّبْرِ۔ کنویں میں گرنا۔ پس اَلْمُتَوَذِّیَّةُ اوپر سے گر کر مارا ہوا جانور

= اَلنَّطِیْحَةُ۔ صیغہ صفت بروزن فَعِيلَةٌ۔ بمعنی مَفْعُولَةٌ۔ لَطِیْحَةٌ بمعنی مَنطُوحَةٌ مصدر (فَتَحَ - ضَرَبَ) وہ جانور جو دوسرے کے سیٹک کی چوٹ سے مارا ہو۔ نَطَحَ اَلثَّوْرُ

لیجایا جار ہا ہو۔

== اَنْفَلَا نُنْدِ . قَلَا نُنْدِ . جمع قَلَا نُنْدِ کی ہے وہ چیز جو گردن میں لٹکائی جائے ۔ ہار ۔ رسی ۔ پٹہ ۔ اَنْفَلَا نُنْدِ سے مراد ذَوَاتُ الْاَنْفَلَا نُنْدِ وہ جن کے گلے میں رسیاں یا پٹے ڈالے گئے ہیں ۔ یہ ہڈی کی صفت میں ہے یعنی وہ بالورہن کی گردنوں میں پٹے ڈالے ہوئے ہیں اور حرم کی طرف ذبح کرنے کے لئے لیجائے جا رہے ہیں ۔

== اٰمِنِ اٰمِ کی تبع اٰمِ ہے جس کے معنی قصد کرنے کے ہیں ۔ اٰمِنِ قصد کرے ہوئے ہیں ۔ (ریت الاحرام کا) اسم فاعل جمع مذکر اٰمِ (باب نصر) قصد کرنا ۔

== الشَّهْرُ الْحَرَامُ . الْهُدَى . الْقَلَا نُنْدِ . اٰمِنِ سب شعائر اللہ کے معطوف ہیں ۔

== اِذَا حَلَلْتُمْ . جب تم احرام سے نکلو جِلَّ اور حَلَا لَ سے ماضی جمع مذکر حاضر ۔

== اِضْطَاذُوا . تم شکار کر لو ۔ تم شکار کر سکتے ہو ۔ اِضْطَاذُوا (افْتَعَالُ) سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر یہاں امر سے یہ مطلوب نہیں کہ احرام سے باہر نکلنے کے بعد ضرور شکار کرو بلکہ مقصود یہ ہے کہ پھر تمہیں شکار کرنے کی اجازت ہے اور پہلے جو بندش لگائی گئی تھی غنیو علی الصَّيْدِ دَانْتُمْ حَرَمِ اب د و نہیں رہی ۔

== لَا يَجْزِيَنَّكُمْ . فعل نہی ۔ واعد مذکر غائب تاکید بانون تَقِيلُ ۔ جَزَمُ مصدر (باب ضرب) اَكْ ضمیر مفعول ۔ باعث نزن جائے ۔ برا نگیزہ نہ کرے ۔ آمادہ نہ کرے ۔

== شَتَاتٌ ۔ دشمنی کرنا ۔ لبض رکھنا ۔ یہ مصدر سماعی ہے خلاف قیاس ۔ اس کا فعل فَتَمَّ اور سَمِعَ دونوں سے آتا ہے ۔ لبض ۔ عداوت ۔ دشمنی ۔

== لَعَنَدُوا ۔ تم زیادتی کرنے لگو ۔ تم حد سے گزر جاؤ ۔ اِغْتَدَاؤُ (اِفْتَعَالُ) سے مضارع جمع مذکر حاضر ۔

== لَا يَجْزِيَنَّكُمْ شَتَاتُ قَوْمٍ اَنْ صَدَّوْكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اَنْ لَعَنَدُوا شَتَاتُ قَوْمٍ مضاف مضاف الیہ مل کر فاعل ۔ اَنْ صَدَّوْكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۔ وجہ عداوہ کہ انہوں نے تمہیں مسجد حرام میں داخل ہونے سے روکا تھا جس کے لئے فعل کی نفی آئی ہے ۔ اَنْ لَعَنَدُوا کہ تم زیادتی کرو ۔

اگر مخالفین کے ساتھ تمہیں مسجد حرام میں جانے سے روکنے کی وجہ سے رنج و عداوت ہو تو یہ رنج تمہیں ان کے خلاف زیادتی کرنے پر آمادہ نہ کرے ۔ معجم الوسیط میں اس کا مطلب لَا يَجْزِيَنَّكُمْ لَبْضُ قَوْمٍ عَلَى الْاِغْتِدَاؤِ عَلَيْهِمْ لکھا ہے ۔

خامص پچکے ہوئے پیٹ والا آدمی۔

غُلُوْ مُتَجَاوِیْلٌ لَا فِیْہِ - متجاوز اسم فاعل واحد مذکر تَجَاوَفَ التفاضل مصدر گناہ کی طرف میلان رکھنے والا۔ حق سے پھر نے والا۔ یعنی گناہ کی طرف میلان یا رغبت یا حق سے روزِ الٰہی کو خل نہ ہو بلکہ مفضل افضل اور محبوبی اس کا باعث ہو تو مندرجہ ذیل وحیات کا استعمال فوت ایوت کی مزا مباح ہے اور اللہ غفور رحیم ہے اسے معاف کرے گا

۵: ۴ - عَلَفٌ - باب تفعیل تعلیف سے ماضی جمع نذر علفہ - تانے سے تانے والی - تم نے تعلیف دی۔ = النجاء ارج - شکاری جانور۔ زخمی کرنے والے۔ نجار علفہ لی جمع جس کے ذہنی شکاری جانور کے ہیں۔ خواہ وہ بزرگ ہو یا زخمی باز۔ عقاب وغیرہ۔ یا درندہ زخمی تو وغیرہ۔ یہاں سے مشتق ہے جس کے معنی ہیں زخمی کرنا۔

وَمَاعْلَمٌ مِنَ الْجَوَارِحِ - کا عطف الیہیات پر سے اور ماعلمہ تم من الجوارح کا عطف مضاف محذوف ہے۔ تعلیف کا مریہ ہے۔ الحاح لکم سیدہ - ماعلمہ تم من الجوارح اور ان شکاری جانوروں کا کیا؟ دانشمندی قبائے سے حاصل ہے۔ جس کو نہ سکھایا اور نہ سکھایا ہوا ہے۔

= مکملین - اسم فاعل جمع نذر مطلب واحد تملیث التعلیل مصدر - تملیث جانور کو شکار کی تعلیم دینے والے۔ شکاری جانور و شکار پر تملیث سے ملتا ہے۔ حلیہ - کتیا درندہ - محبوب کتیا والا جانور۔ مکملین علمتم کی ضمیر فاعل سے حال ہے یعنی تب تم سہمائے ہوئے جانوروں سے شکار کر رہے ہو۔ تو ان سہمائے ہوئے جانوروں کا شکار تھا ہے لئے حلال ہے۔

= تعلیم و فہم میں ہونے کی ضمیر الجوارح کی طرف - ابج ہے تم ان کو سکھاتے ہو۔ تم ان کو تعلیم دیتے ہو وَمَاعْلَمٌ لِّلّٰہِ - جو اللہ نے تمہیں بتایا ہے یا سکھایا ہے یا جس کی اس نے تعلیم دی ہے۔ = اَمْسَلْنِ عَلَیْکُمْ - جسے وہ بزرگ کر کے تمہارے لئے۔

۵: ۵ - محصنین - مسافحین متحدی اخذان - دیکھو ۳: ۲۵ - ۲۶

= خطبہ - اکرنا گیا۔ ضائع کیا۔ باب تن -

۶: ۵ - الْمَوَاقِفُ - جمع - الْمَوَاقِفُ الْمَوَاقِفُ واحد کفیاں - الْمَوَاقِفُ - وہ چیز جس سے سہارا لیں۔ وہ چیز جس سے نفع اٹھایا جاسکے۔ اسی سے ہے مَوَاقِفُ الدَّارِ گھر کے منافع کی چیزیں۔ لوازمات خانہ۔ جیسے کنواں۔ ٹکڑا۔ باورچی خانہ۔ پانچاؤ وغیرہ۔

= اَزْجَلْکُمْ - منصوب ہے لہذا اس کا عطف اید نیلہ پر ہے

= جُنُبًا - دور - انہی - تنہی - جذبات سے معنی دور رہنا۔ دور کرنا۔ جنبی جسے جنابت لائق ہو یعنی جس پر

وَنَحْوَهُ بِل كَا يَاس جیسے سیکوں دلہ باورہ سیک سے مارنا۔

= التَّيْعُ - درندہ - واحد اسْتَيْعَّ وَتَيْعٌ وَتَيْعٌ - بن۔

= ذَكَيْتُهُ ماضی جمع مذکر ماضی۔ تم نے ذن کیا ذَاكَ الذَّيْخَةُ اس نے جانور کو ذن کیا
إِنْ مَا ذَكَيْتُمْ (سوائے اس کے جسے تم ذن کرو) یہ استثنایا تو الغنخقة سے لے کر ما
أَحْلُ الشُّبَّةِ تک جتنے جانور مذکور ہوئے ہیں سب کے لئے ہے اور مجبور اسی معنی میں اس
کو بیان ہے لیکن سوال پیدا ہوتا ہے اگر اس جانور کو نے سے قبل ذن کر لیا جائے تو وہ المخصد
المقوودہ التردیدۃ اور المنطیقة کے معنی میں آتا ہی نہیں

یا یہ استثناء منقطع ہے جیسا کہ امام رازن نے تحریر کیا ہے کہ مذکورہ جانور حرام ہیں البتہ ان کے
حلاوہ جو ملال جانور تم ذن کر لو وہ تہا ہے لئے جائز ہیں۔

البنی کا قول ہے کہ یہ استثناء صرف ما حل المسح کے لئے ہے

= التَّغْصِبُ اسم مفرد۔ ثبت۔ جمع تَغْصِبٌ یعنی مَغْصُوبٌ مَا تَغْصِبُكَ عَيْنٌ مِنْ دَوْلَةٍ
اللَّهُ (المعجم الوسيط)

تغصب کرنا۔ گاڑنا۔ کہہ کے ارد گرد چتر گاڑے ہوئے تھے جن پر بعض نبیوں کے نام پر قربانی
کے جانور قربان کئے جاتے تھے اور ان کا خون ان پر چھڑکا جاتا تھا اور گوشت ان چھروں پر رکھا جاتا تھا
= تَغْصِبُكَ عَيْنٌ - باب استفعال۔ تم قسمت معلوم کرو۔ تم جانو۔ تم تقسیم چاہو اِسْتَقْسَمُوا
یعنی تقسیم کا خواستگار ہونا۔ اور جوئے کے یہاں سے حصہ کی تقسیم چاہنا۔

= الاذْلَامُ - تیر۔ زلحد واحد۔ اذلام سے وہ تیرا دیں جن کے ذریعہ مشرکین عرب کسی ام
کام کو کرنے یا نہ کرنے کے متعلق فیصلہ کرتے تھے۔ یہ تیرا نہ کہہ میں سکھتے ہوئے تھے کسی پر اسے فانی دیتی
اور کسی پر نہایت دینی رکھا ہوا ہوتا تھا۔

= ضَنْقُ اسم فعل مصدر۔ گناہ۔ نافرمانی کرنا۔ حدود شریعت سے نکل جانا۔ گناہ کبیرہ کا ارتکاب کرنا۔ وغیرہ
= نَيْشُ ماضی واحد مذکر ماضی۔ وہ یور۔ نا امید ہوا۔ ابا۔ بے امید

= اَمْسَرَ ماضی مجہول واحد مذکر ماضی۔ اس طرار سے۔ وہ بے انتہا کیا گیا۔ وہ مجبور کیا گیا
وہ لاپرواہ کیا گیا۔ باب افتعال صر دے اصل میں اضطوار تھا تا کو ط میں تبدیل کیا گیا۔
عام طور پر اس کا استعمال اس وقت۔ وہاں ہے جب انسان کو ایسے امر مجبور کیا گیا ہو جسے وہ ناپسند
کرتا ہو۔

= مَخْمَصِيَّةٌ اسم جنس الدجاجة۔ بھوک۔ ایسی بھوک جس سے پیٹ پک بپائے دھیل

غسل واجب ہو۔ نہی کو جنب اس لئے کہ باتا ہے کہ جب تک وہ غسل نہ کرے نماز اور مسجد سے دور رہتا ہے۔ یہ لفظ واحد تنیید جمع۔ مذکر۔ مؤنث سب نے لئے یکساں بولا جاتا ہے۔

= اَلْغَالِطُ قصائے حاجت کی جگہ۔ دیکھو ۴: ۴۳

= صَعِيدًا زمین۔ خاک۔ دیکھو ۴: ۴۳

= حَرَجٌ تنگی۔ مضائقہ۔ گناہ۔ اصل یہ حَرَجٌ کے معنی میں کسی چیز کے مجتمع ہونے کی جگہ۔ ایک جگہ جمع ہونے میں چونکہ تنگی کا تصور موجود ہے اس لئے تنگی اور گناہ کو حرج کہلاتا ہے۔

= مِثْقَالُ عَمْدٍ - وَالْفَتْكُمُ بِهِ (جس کے پورا کرنے کے لئے) اس نے تم کو پابند کیا بظاائق مواظقہ دو ثاقا کسی کو کسی معاہدہ کا پابند کرنا دِثَاقٌ - وَثَاقٌ جمع دُثَاقٌ - رسی۔ زنجیر۔ بندش۔ اخلاقی بندش اسی سے وثیقہ اقرار نامہ۔ تحریری معاہدہ وغیرہ اور وثیقہ تولیس ہے۔

۵: ۸ = قَوَّامِينَ جمع منصوب قوام واحد اگرچہ مبالغہ کا صیغہ ہے لیکن اسم فاعل کے معنی میں ہے انصاف کے لئے کھڑے ہونے والے۔ اللہ کے حقوق ادا کرنے کے لئے کھڑے ہونے والے۔ اللہ کے ساتھ کئے ہوئے عہد کو پورا کرنے کے لئے کھڑے ہونے والے

لِلّٰہِ میں مضاف محذوف ہے اس کی تقدیر یوں ہے قَوَّامُونَ لِحُفَظِی اللّٰہِ - اولادِ اللہ۔ اولادِ اللہ۔ اولادِ اللہ۔ اولعہد اللہ۔

= شَہِدًا اَوْ بِالْفَتْنِ - حال من الضیاع فی قیامہن بھی ہو سکتا ہے۔ اس صورت میں ترجمہ ہوگا مومنو! انصاف کی گواہی دیتے ہوئے اللہ کے دین کے لئے یا اس کے حقوق کی ادائیگی کے لئے کمر بستہ ہو جاؤ۔ یا پستہ پر عطف ہو سکتا ہے۔ کو دوا شدہ داء بالقسط اور انصاف کے ساتھ سچی گواہی دینے والے بن جاؤ۔

= وَلَا یَجْزِئُکُمْ شَتَانُ قَوْمٍ - دیکھو ۲: ۵

۵: ۱۱ = ہَتَّ - ماضی واحد مذکر نائب۔ ہَتَّ مصدر۔ باب نصر۔ اس نے ارادہ کیا۔ ہَتَّ بمعنی ارادہ غم۔ جمع صَمَوْمٌ۔

= فَکَفَّ - اس نے روک دیا۔ کَفَّ مصدر باب نصر

۵: ۱۲ = لَعَنَّا ہم نے بھیجے۔ ہم نے مقرر کئے۔ ہم نے اٹھائے

- لَعَنَّا اسم منصوب۔ مردار۔ قوم کی طرف سے ایسا نے عہد کے ذمہ دار۔ قوم کے حالات کی تفتیش کرنے والا۔ ہر ایک کی پوچھ گچھ کرنے والا۔

نقیب اس شخص کو کہتے ہیں جو کسی قوم کے صحیح حالات سے باخبر ہو اور ان کی بہتری اور برتری کا ذریعہ

اور ان کے کردار پر کڑی نظر رکھنے والا ہو۔

== وَقَالَ اللَّهُ أَنِّي مَعَكُمْ ۚ يه خطاب نقیبوں سے ہے اس کی تقدیر یوں ہے وقال الله للنبياء اني معكم اور بعض کے نزدیک اس کی ممانعت بنی اسرائیل کی ساری قوم ہے لیکن یہ قول صحیح ہے کیونکہ یہ اکثر قریب ترین اسم ماضی مذکوران فاتحہ یوں ہے اس کے بعد کلام کی سہ سے ابتدا ہوتی ہے اور لفظ سے لے کر سورت تک کلام قوم بنی اسرائیل سے ہے۔

== لَنُنْزِلَنَّ السَّحَابَ سَائِغًا ۖ فَيَسْقِي السَّيِّئَ الْمُنْعَمَ ۚ يه جو ان پانچ اور پرستش ہے اقام العتلة ايتاء الذلوق - ايمان بالوئسل - تقدير الوئسل - فائز حسن - اور لا لغتوں سے لے کر الہام تک جواب شرط ہے۔

== وَتَجْعَلُ السَّيِّئَ الْمُنْعَمَ ۚ يه تم نے ان کی مدد کی - تم نے ان کو قوت پہنچائی - تم نے ان کی تعظیروں - تقدیر سے ماضی جمع مذکر خاصہ - و او سبھا ہ ہے جن اسم فاعلین کی نسبت کو کہا ہے کہ تم نے ان کو قوت پہنچائی - و انھن - میں محو کردوں گا - میں مٹا دوں گا - تلفظ سے جس کے معنی کسی چیز کو اس وقت تھپا اور دعوت ہے کہ تم کو یاد رکھیں تمہاری ہی نہیں - فائز حسن - مدام تاکید و نون ثقیہ - جیتوا و ایدم کلکم == سَوَاءٌ السَّبِيلُ ۖ سَيُهِدُ لَكُمْ سُبُلَكُمْ ۚ يه راستہ مستقیم - ہدایت و رشد کی راہ -

== ۱۳:۵ - فَيَسْقِي السَّيِّئَ الْمُنْعَمَ ۚ يه او - ماضی فاعل مذکوران کلام میں فوت و زور پیدا کرنے کے لئے ہے -

== لَنُنْزِلَنَّ السَّحَابَ سَائِغًا ۖ فَيَسْقِي السَّيِّئَ الْمُنْعَمَ ۚ يه لَنُنْزِلَنَّ السَّحَابَ سَائِغًا ۖ فَيَسْقِي السَّيِّئَ الْمُنْعَمَ ۚ يه

== لَنُنْزِلَنَّ السَّحَابَ سَائِغًا ۖ فَيَسْقِي السَّيِّئَ الْمُنْعَمَ ۚ يه ماضی جمع مکمل - ہم غنیہ مفعول جمع مذکر غائب - لغت مصدر باب فتح ہم نے لغت کی ہم نے رحمت سے دور کر دیہ۔

اللَّعْنُ الْإِبْرَاهِيمَ ۖ وَبَنِي إِبْرَاهِيمَ ۚ يه لعنت رحمت سے دور کرنے کو کہتے ہیں

== قَسِيَّةٌ ۚ اسم فاعل واحد مؤنث - سخت دس سنگدل - ایسے کہ ایمان کے لئے نرم نہیں پڑتے - حَاشِيَةٌ ۚ اس کی مندرجہ ذیل ہو سکتی ہیں

۱ - یہ مصدر ہے بمعنی خیانت - و فاعل اس صورت میں ترقبہ ہوگا مقبہ متواتر ان کی طرف سے خیانت کے ارتکاب کی اطلاع ہوتی رہے گی۔

۲ - یہ اسم فاعل ہے اصل میں حَاشِيَةٌ ۚ متعارفہ مبالغہ کے لئے آئی ہے - اس صورت میں معنی ہوں گے تمہیں ہمیشہ ان میں سے کسی بڑے خائن کا علم ہوتا رہے گا۔

۳ - حَاشِيَةٌ صفت ہے اور اس کا موصوف محذوف ہے گویا آیت کی تقدیر یوں ہے - وَلَا تَزَالُ تَطَّلِعُ عَلَى خِزْيَةٍ مِّمَّا تَهْتَفُونَ بِهِنَّ ۚ يه اور آپ کو اکثر ان میں سے کسی نہ کسی خیانت کرنے والی جہا

کی اطلاع ملتی رہیگی :-

= لَا تَزَالُ . افعال ناقصہ میں سے ہے۔ تو ہمیشہ رہیگا۔ فاعل کے ساتھ استمرار فعل کے معنی دیتا،
= تَطْلُعُ . تو خبردار ہوگا۔ تو اطلاع پائے گا۔ لَا تَزَالُ تَطْلُعُ . تو ہمیشہ اطلاع پاتا رہیگا۔ تجھے متواتر
اطلاع ملتی رہیگی۔

= وَاصْفَحْ . تو درگزر کر۔ صَفَحَ (باب فتح) سے امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔

۱۴:۵ = فَأَعْرَبْنَا . ماضی جمع مکمل۔ ہم نے سکادی . ہم نے چسپاں کر دی . ہم نے ڈال دی .
اعْرَاءُ سے جس کے معنی لگائے ، ڈالنے . رغبت دلانے اور چسپاں کرنے کے ہیں . مادہ غی
اغْرَى بین القوم . اى افسد . اور اغْرَى العداوة بینہم اى اتى العداوة بینہم .

قرطبی نے الاغواء بالثنیٰ کا مطلب الالتصاق من جهة التسليہ علیہ لکھا ہے کسی چیز کا
اس طرف سے چسپاں کرنا جس طرف پڑنے والی چیز لگی ہوئی ہو۔

۱۵:۵ = يَغْفُوا . مضارع واحد مذکر غَفُو سے وہ معاف کرتا ہے . اس فعل کا فاعل
رَسُولُنَا ہے

= نُودُ . سے مراد رسول کریم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں . قرآن بھی ہے۔

۱۶:۵ = سُبُلُ السَّلَامِ . سلامتی کی راہیں . يَهْدِي کا مفعول ہے . اور يَهْدِي بہ میں ضمیر
ہے کِتَابُ مَبِينٍ . کی طرف راجع ہے .

= يَادِّبُهُ . بِتَوْفِيقِهِ . وبإياديه .

۱۸:۵ = الْمَصِيرُ . صَادٍ يَصِيرُ . (ضَرْبُ) سے اسم طرف مکان . لوٹنے کی جگہ . ٹھکانا قرآن کا
الْمَصِيرُ مصدر بھی ہے۔

۱۹:۵ = عَلَى فَتْرَةٍ مِنَ التَّوَسُّلِ . فِتْرَة . اسم فعل . مصدر .

دھیما ہو جانا۔ سست ہو جانا۔ کسی نبی کی خیریت کا دھیما پڑ جانا۔ اور آندو نبی کا اس وقت تک مبعوث
نہ ہونا۔ دونوں کے درمیانی وقفہ کو فِتْرَة کہتے ہیں۔ جب کوئی چیز چلتے چلتے رک جائے تو کہتے ہیں کہ
فِتْرَة لَ شَيْءٍ اور اگر کوئی کام پہلے بڑی سرگرمی سے ہو رہا ہو اور پھر وہ بند ہو جائے تو اس کے لئے بھی فِتْر کا
استعمال ہوتا ہے۔ اور دونوں کے درمیانی زمانہ کو فِتْرَة کہتے ہیں اور یہاں یہی مراد ہے۔ یعنی نبیوں کے
مدتوں تک آنے کے بعد۔

اِنَّ . مبادیہ۔

۲۱:۵ = لَا تَزَالُ ذَرِّفُ . فعل نہی جمع مذکر حاضر۔ تم مت چھو۔ تم مت لوٹ جاؤ۔ اِرْتَدَادُ (افتعال)

پھر جانا۔ لوٹ جانا۔

= علی ادبار جمع دُجَب کی ہے یعنی پیٹھ۔ پیٹھ کے پھر جانا۔ پیٹھ پھر جانا۔

= فة مثلوا۔ ف اول الذکر فعل کے انجام کو ظاہر کرنے کے لئے آیات

تتقلبوا ۱۔ تم پھوگے۔ تم لوٹو گے۔ یعنی پیٹھ پھر کر شر ذباور و زنا انجام اس کا یہ ہوگا کہ خسارہ کھانے والے بن کر لوٹو گے۔

۲۳:۵ = يخافون ای يخافون اللہ اللہ سے ڈرنے والے۔

= انعم اللہ علیہما۔ یہ ان دو آدمیوں کی صفت ہے یعنی جن کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت اور وفا، عہد کی نعمت سے نوازا تھا۔

= اَدْخَلُوا سَلِيمُ النَّاب۔ ای ادخلوا الباب عہد ان پر اچڑھائی کرتے ہوئے، دروازہ سے داخل ہو جاؤ۔

۲۶:۵ = خَاتَمًا میں ہا ضیہ مد منوش الارض المقدمہ ۱ آیت ۲۱ کی طرف راجع ہے

= يَتَهَيَّوْنَ مَضَارِعَ جمع مذکر غائب۔ تَأَادُّ بَلَدًا تَتَهَيَّوْنَ مَضَارِعَ وَتَتَهَيَّوْنَ مَضَارِعَ۔ رگڑاں گھومتے رہیں گے۔ تَتَهَيَّوْنَ لِقَ وَدَقْ بِيَابَانِ۔ وہ بیابان جس میں مسافر گم ہو جائے۔

= فَلَا تَأْسَ (باب سبع) تو غم نہ کھا۔ اصل میں تَأْسَى (اسی معنی غمگین ہونا ہے) تھا لام نہی کے آنے سے آخرے ہی گر گئی۔

۲۷:۵ = وَأَنْتَ۔ ای وانتل یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ أَنْتَ۔ تو پڑھ تو تلاوت کر۔ تو پڑھ کر سنا۔ بَلَادَةً سے امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔

= عَلَيْنِمْ میں جنم ضیہ جمع مذکر غائب اہل یہود کی طرف راجع ہے۔ کیونکہ انہیں رنج تھا کہ آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم جو حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے تھے ان کوئی ناکر کیوں بھیجا گیا

= قَرَّبًا قَرَّبًا۔ ماضی تثنیہ مذکر غائب۔ قَرَّبًا۔ دونوں نے قربانی دی۔ تَقَرَّبَ

پیش کرنا۔ نزدیک کرنا۔ قرب حاصل ہوئے کی مبدیہ صفت دینا۔ تقریب کا مادہ قَرَّبَ ہے

قربان اس چیز کو کہتے ہیں جو قرب خداوندی کے لئے قربان ہو جائے۔ خواہ کوئی چیز ہو جائے۔ مویا بے جان یا

اعمال صالحہ، اسلامی عبادتیں اس قرب کے لئے قربان ہو جاتی ہیں۔ جو اللہ کا قرب حاصل کرنے کے لئے

ذبح کیا جاتا ہے۔ اس کی جمع قراین ہے

۲۸:۵ = بَلَدًا۔ ای بَلَدًا۔ تو نے مجھ پر ہاتھ اٹھایا۔ یعنی مائے

یا صلہ کرنے کے لئے

۲۹:۵ = تَبَوَّأَ - تو حاصل کرے۔ تو سمیٹے۔ تو لوٹے۔ تو پھر جائے۔ تَبَوَّأَ تَبَوَّأً
کَبُوًّا۔ اور کَبَوَّأً۔

= اَنْ تَبُوَّأَ بِاَيْتُنِيْ وَ اَتَمَّكَ (کہ تو ہی سمیٹ لے میرا گناہ اور اپنا گناہ، تیرا گناہ یعنی میرا
قتل اور میرا گناہ۔ اس نقصان کا گناہ جو اپنی جان بچانے کی کوشش کرتے ہوئے میرے ہاتھ سے
تجھے پہنچ جائے) (تفہیم القرآن) یہ بھی ہو سکتا ہے کہ بِاَيْتُنِيْ سے مراد بحدف مضاف بِاَيْتُنِيْ
قَتْلُنِيْ (میرے قتل کرنے کا گناہ) یعنی اپنے سابقہ گناہوں میں تو میرے اس قتل کا گناہ بھی شامل
کر لے۔ یا بِاَيْتُنِيْ سے مراد یہ بھی ہو سکتا ہے کہ میرے سابقہ کردہ گناہ بھی تیرے کندھوں پر اسی
پڑ جائیں۔ اور مظلومیت کی وجہ سے ان کا بوجھ میرے کندھوں سے تیرے کندھوں پر چلا جائے
اور میرا قتل میرے گناہوں کا کفارہ بن جائے۔

۳۰:۵ = طَوَّعَتْ - ماضی واحد مؤنث غائب۔ تطويع (تفخيل) سے اس (کے نفس) نے رغبت
دلائی۔ اس نے راضی کر لیا۔ اس نے آمادہ کر لیا۔ اس نے آسان کر دیا۔
اس کے نفس نے قبول و ترغیب سے اس پر آمادہ کر لیا اور وہ اس کام کے کرنے پر رضامند ہو گیا
۳۱:۵ = قَبَعَتْ اللهُ سُرَّابًا۔ پس بھیجا اللہ نے ایک کوارٹ اس فقرہ میں معدوف عبارت
پر دلالت کرتا ہے۔ عمار نے مابعد کے فقرہ لِيُرِيْدَ كَيْفَ يُوَارِي سُرَّابًا آخِزًا (تاکہ وہ اسے
دکھائے کہ وہ اپنے بھائی کی لاش کو کس طرح چپائے) سے استدلال کیا ہے کہ ایل کے نقل کے بعد قایل
کو کچھ سمجھ نہ آئی کہ وہ اپنے بھائی کی لاش کو مرد اور خور جا نوروں درندوں پرندوں سے کیسے محفوظ کرے۔
اسی الجھن میں وہ لاش کو کئی دن اٹھائے پھرتا رہا تا آنکہ اللہ نے کوؤں کا ایک بوڑھا بھیجا ایک کوئے نے
دوسرے کوئے کو مار دیا اور پھر اپنی چوٹی اور پنجوں سے زمین کو کھود کر اس گڑھے میں مردہ کوئے کو دفن کر دیا
= يَبْحَثُ مضارع واحد نکر غائب بَحَثٌ مصدر باب فتح سے بمعنی کریدنا۔ کھودنا۔ تلاش کرنا۔
اسی سے بحث مشتق ہے کہ بحث میں بھی مختلف پہلوؤں کو لا کر اصلی نکتہ کو تلاش کیا جاتا ہے۔

= لِيُرِيْدَ (تاکہ اسے دکھائے) میں ضمیر مفعول واحد نکر تو صاف طور پر تاویل کی طرف راجع ہے
لیکن ضمیر فاعل اللہ کی طرف یا کوئے کی طرف راجع ہو سکتی ہے۔

= يُوَارِي مضارع واحد نکر غائب وَّارِي يُوَارِي مُوَارَاةً (مفاعلة) وہ چپائے وہ چپاتا
ہے۔ يُوَارِي چھپ جانا۔ جیسے حَتَّى تُوَارِثَ بِالْحَبَابِ (۲۲:۳۸) یہاں تک کہ آفتاب (پرندہ)
میں چھپ گیا۔ اَنُوَارًا۔ پیچھے۔ پچھلے باب۔ ظلف۔ جیسے وَمِنْ قَوَّامٍ اسْتَحَقَّ لِعَقْبٍ د
(۱۱-۱۲) اور اسحاق کے بعد یعقوب کی خوشخبری دی۔

= سُوْنَةُ - لاکش - عیب - فضیحت - مردہ عورت کی شرمگاہ کو بھی کہتے ہیں مادہ سُوْنٌ۔
الْمُسُوْنَةُ - ہر وہ چیز جو انسان کو غم میں مبتلا کر دے اسے سُوْنٌ کہا جاتا ہے۔ خواہ وہ امر دنیوی کے فیصل
سے ہو یا آخری کے۔ اور مادہ اس سے کہ اس کا تعلق احوال نفسانیہ سے ہو یا بدنیہ سے۔

= يَادِيْلَتِي مضاف مضاف الیہ اصل میں يَادِيْلَتِي تھا ہائے میں ن بربادی - لیکن خدا کے وقت
افسوس اور حسرت کی آواز کھینچنے کے لئے ہی کو الف سے بدل دیا اور اس کے مقابل کو یعنی ت کو
فتح دیدیا۔ اس طرح يُوْنَلَتَا ہو گیا لیکن ضمیر دائمہ فتح کو ظاہر کرنے کے لئے ہی کو بدستور رکھ کر الف کو
اس کے اوپر لگادیا۔

وَيَلِّ هَلَاكَتِ، بربادی۔ عذاب کی شدت۔ عذاب دوزخ کی ایک دادی - وَيَلِّ رِضْوَانِي
تباہی۔ کلمہ حسرت و ندامت۔

= اِنْجَزْتُ - میں عاجز رہا۔ میں تو اس سے بھی قاصر رہا کہ اس کو س کے منہ ہی ہوتا۔
= اَجَلَ - مصدر ہن اجل کا۔ واسطے غرض۔ سبب۔ وجہ۔ مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ۔ اسی وجہ سے۔
باین سبب۔

۳۲: ۲۵ = مُنْوَخُونَ - اسوائے حد امثال یا حد مقررہ سے آگے بڑھنے والے۔ بجا صرف
کرنے والے۔

۳۳: ۵ - يُنْفِوْا مضارع مجہول جمع مذکر غائب نفی مصدر ۱ باب صَوَّبَ، نفی ۱ نفی ۱ نفی ۱
ان کو نکال دیا جائے۔ نفی التَّوَجُّلِ مِنْ بَنِيهِ۔ آدمی کو اس کے شہر سے شہر بدر کرنا۔
۳۴: ۵ = تَقْدَرُ ذَا عَلَيْنِمْ - تم ان پر قادر ہو جاؤ۔ تم ان پر قابو پاؤ، تم ان پر قدرت حاصل کر لو ۱ باب
ضرب ۱ مضارع جمع مذکر ماضی

۳۶: ۵ = يَفْقَدُوا بِدَ - کہ اس کو فدیہ کے طور پر ادا کریں (تاکہ دوزقیامت کے عذاب سے نجات
حاصل کریں۔

۳۸: ۵ = كَسَبَا - ماضی ثنیۃ مذکر غائب۔ ان دونوں نے کمایا۔

= نَكَالًا - اسم منصوب۔ عبرت۔ بہ تناک سزا دینا۔ نَكَالٌ يُنْكَالُ تَنْكِيلًا ۱ تَغْيِيلٌ ۱ رسول الراء
مہنگا دینا۔ اپنے سے ایک طرف کر دینا

۴۰: ۵ = لَا يَخْزُونَكَ - تجھے رنجیدہ نہ کرے۔ تجھے دگیر نہ رہے۔

= يُسَارِعُونَ - مضارع جمع مذکر غائب۔ مُسَارِعَةٌ ۱ مَضَاعِلَةٌ ۱ مصدر ۱ جو ایک دوسرے کے
ساتھ دوڑ لگاتے ہیں اس میں دو گروہوں کا ذکر ہے الذین یسارعون فی الکفر۔ اور الذین ھ

اور اگر ایک ہی گروہ مثلاً الذین یسارحون فی الکفر مراد ہے تو پھر اس گروہ کے آدمیوں کا آپس میں ایک دوسرے سے سبقت لینے کے لئے دوڑ لگانا ہے

== سَتَحْمِلُونَ - خوب کان لگا کر سننے والے جاسوس ر. مَنَعٌ سے مبالغہ کا صیغہ جمع مذکر سَمَاعٌ کی جمع۔ خوب کان لگا کر سننا کہیں تو نقص بینی اور جاسوسی کے لئے ہوتا ہے اور کہیں قبول کرنے اور مانتے کے لئے۔ چنانچہ سَمَاعٌ کا استعمال جاسوس اور طبع دونوں کے لئے ہوتا ہے۔ یہاں بھی دونوں معنی بن سکتے ہیں۔ بعض مفسرین نے پہلے معنی اختیار کئے ہیں اور بعض نے دوسرے

== لَلَّذِينَ فِيهِمْ لَامٌ تَعْلِيلٌ یعنی "کو" بھی آسکتا ہے اور معنی "کے لئے" بھی۔

اول الذکر میں اس کا مطلب ہو گا کہ وہ ہر قسم کے جھوٹ اور افتراء کو خوب کان لگا کر سنتے ہیں جو اسلام کے خلاف ہو۔ اور متوخر الذکر میں: کہ وہ کان لگا کر سنتے ہیں تاکہ نقص بینی سے کام لے کر اس میں کذب و افتراء کی آمیزش کر کے آگے سنائیں۔

== يُخَوِّفُونَ الْكَلِمَةَ - يُخَوِّفُونَ مضارع تحریف (تفعیل) سے۔ بدل دیتے ہیں۔ بگاڑ دیتے ہیں۔ الْكَلِمَةُ جمع ہے الْكَلِمَةُ کی۔ کلمہ کا صحیح ترجمہ بات ہے۔ حق قول بھی ہو سکتی ہے جیسے میری بات سنو! اور فعل بھی جیسے یہ بات کرو۔

یہاں بات قول کے معنوں میں ہے اور سے مرعاً اس سے مراد کلام اللہ ہے اللہ کی کلام یا اللہ کے احکام جن سے مراد وہ کلام یا احکام مادہ میں جو قرابت میں موجود تھے جیسا کہ آیت ۵: ۱۱۳ سورۃ کی آیت نمبر ۱۳ سے مترشح ہے، توفیق کا مطلب ہو گا کہ یہ لوگ اللہ کے کلام میں تحریف کر دیتے ہیں

== مِنْ اَنْفِهِمْ - مَوَاضِعُهُ فقرہ ماقبل کی تشریح میں آیا ہے یعنی یہ تحریف الفاظ کو یا احکام کو اپنی صحیح جگہ سے ادھر ادھر کر کے کرتے ہیں۔

مَوَاضِعُهُ مضاف مضاف الیہ ہے اور وہ کی ضمیر الْكَلِمَةُ کی طرف راجع ہے۔ مَوَاضِعُ جمع ہے مَوْضِعٌ کی جو اسم ظرف مکان بھی ہو سکتا ہے اور اسم ظرف زمان بھی جیسا کہ عبد اللہ یوسف علی نے لیا ہے، آیت ۵: ۱۳ میں يُخَوِّفُونَ الْكَلِمَةَ مَوَاضِعُهُ استعمال ہوئے ہیں اور آیت ہذا میں مِنْ اَنْفِهِمْ مَوَاضِعُهُ لفظ بعد اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ مَوَاضِعُ ایک مخصوص حالت اختیار کر چکے ہیں۔ یا تو اللہ کی جانب سے ان کا صحیح محل متعین ہو چکا ہے۔ جیسا کہ مدارک التنزیل میں ہے: بِمِلُونَةٍ عَنْ مَوَاضِعِهِ الَّتِي رَضَعَهُ اللَّهُ فِيهَا۔ علیحدہ کر دیتے ہیں کلام کو اس کے صحیح مقام سے جس میں اللہ نے اس کو متعین کیا ہے۔ یا بَعْدِ کے بعد لفظ عَلَیْہُ محذوف ہے کہ مَوَاضِعُ کے صحیح محل کا علم ہوتے ہوئے بھی کلام کو ان مَوَاضِعُ سے بدل دیتے ہیں جیسا کہ مولوی محمد علی نے ترجمہ کیا ہے۔

اس آیت میں **مِنَ الَّذِينَ هَادُوا** کے شروع اور آخر میں علامت فتح واقع ہوئی ہے یہ وقت معافہ کی علامت ہے۔ تفصیل کے لئے ۲:۲ لفظ **يُحَذِّرُ** ملاحظہ ہو۔

اگر **كَلِمَاتُهُمْ** پر وقت کریں تو **مِنَ الَّذِينَ** سے نیا بند شروع ہوگا اور یہ بیان **فَاخْذُوا** تک چلا جائے گا۔ اور اگر **الَّذِينَ هَادُوا** پر وقت کریں تو مابعد کی عبارت **فَاخْذُوا** تک **الَّذِينَ** **لَيْسَ بِخَوَافٍ** اور **الَّذِينَ هَادُوا** ہر دو کے متعلق ہوں۔ یہی جمہور علماء و مفسرین نے اختیار کیا ہے۔ ازالہ بعد **مِنَ يُوَدِّعُ اللّٰهُ** سے لے کر **مِنَ اللّٰهِ** سنا تک جملہ معترضہ ہے۔ اور **اُولَٰئِكَ الَّذِينَ** سے لے کر **سَدَّ ابَّ غَلِيْمٍ** تک ان ہر دو گروہوں کی نرا مذکور ہے۔

= اِنْ اَوْ تَشْتَمُ هٰذَا۔ اگر تمہیں یہ حکم دیا جائے جو ہم تمہیں بتاتے ہیں، اِنْ تَلْعَنُوْهُ اور اگر یہ حکم (جو ہم نے بتایا ہے) تم کو نہ دیا جائے۔

= فَاخْذُوا۔ تم پر جاور۔ تم درو (زمانو)، باب مع، حَدَّثَ سے جس کے معنی کسی خوف کی بات ڈرنے اور بچنے کے ہیں۔ امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔

= يَفْزَحُونَ۔ فَاخْذُوا۔ صاحب فیض القرآن نے الکشاف کے حوالہ سے ایک خاص واقعہ بیان کیا ہے جس کی غرض اس فقرہ میں اشارہ کیا جا رہا ہے مختصراً :

خیبر کے دو اعلیٰ ناندافوں کے ایک مرد اور ایک عورت نے زمانا کا ارتکاب کیا۔ توراۃ میں مندرجہ احکام کے مطابق علماء یہود نے ان کو رجم کرنا مناسب نہ سمجھا اور ان کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور گئے کے لئے بھیجا۔ اور ان کو ہدایت کی کہ اگر حضور درے لگانے اور منہ کالا کرنے کا حکم دیں تو مان لینا اور اگر رجم کا حکم دیں تو انکار کر دینا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں کے عالم صوریہ کو حکم بنا کر قورات کا حکم ان پر صادر فرمایا اور ان کو مدینہ میں رجم کیا گیا۔

آیت کے مختلف جزویات کی تشریح کے بعد اس کا ترجمہ مطابق جمہور علماء یوں ہوگا :

اے رسول جو منافقین زبانی ایمان لانے کا دعویٰ کرتے ہیں لیکن دل سے ایمان نہیں لائے یا جو یہودی بن گئے ہیں ان ہر دو میں سے ان لوگوں پر تو علیگن اور دل گیر نہ ہو جو کفر کی راہ میں ایک دوسرے کے ساتھ دد لگا رہے ہیں یہ لوگ بڑے کان لگا کر تجھے سنستے ہیں کہ بعد میں اس میں کذب و افتراء کی آمیزش کریں۔ اور آگے ان لوگوں کو جا کر سنائیں جو ابھی تک تیرے پاس خود نہیں پہنچے یہ لوگ کتاب اللہ کے الفاظ اور معانی کو ان کا صحیح محل متعین ہونے کے باوجود اصل مواضع سے بدل کر بکرا کر پیش کرتے ہیں۔ اور لوگوں سے کہتے ہیں کہ اگر تمہیں ایسا حکم دیا جائے جیسا کہ ہم نے بتایا ہے

تو اس کو قبول کر لو۔ اور اگر اس سے مختلف ہو تو قبول نہ کرنا۔

مختلف الفاظ جو مختلف معنی اور قرآن میں بیان ہوئے ہیں ان کے معانی بھی معانی درست ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ الفاظ کا انتخاب اور یہ ان کی ترکیب استعمال بعد مدبر بالامعانی کو شامل ہے اور یہی کلام کا اعجاز ہے۔

۴۲:۵ = فَنَسْتَدْعُ اس کا فتنہ اس کی آزمائش، اس کا امتحان۔ فتنہ نیز معنی عذاب۔ بربادی۔ فساد۔ اَصْلُکُمْ بَرِّے کھانے والے۔ اکل نے مبالغہ کا صیغہ بمع مذکر ہے۔

= اَللَّعْنَةُ - سَعَتٌ - حَرَامٌ ۔

۴۳:۵ = یُحْکَمُوْکَ (تفعیل) مصدر وہ آپ کو منصف بناتے ہیں۔ وہ آپ سے فیصلہ کراتے ہیں۔ کیف یُحْکَمُوْکَ۔ وہ کیسے آپ کو منصف بناتے ہیں جبکہ..... اس میں بھی اشارہ ہے مندرجہ بالا واقعہ زنا کا (۴۱:۵)

۴۴:۵ = اَسْلَمُوْا۔ وہ تابع ہوئے۔ وہ حکم بردار ہوئے۔ یعنی تورات کے احکام کے خود بھی ذلیل بردار تھے۔ اور لوگوں کو بھی اسی کی تعلیم دیتے تھے۔

یہاں نبیین سے مراد وہ انبیاء ہیں جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد آئے اور ان کی اپنی الگ کتاب یا شرع نہ تھی۔

= الذَّبَّیُّوْنَ۔ زائد۔ تبارک۔ درویش۔ اشد دلے۔ مرنے۔ مرنے کی لفظ ہے اہل حرب کے کلام میں قلیل الوجود ہے۔

بعض کا خیال ہے کہ رب کی طرف منسوب ہے۔ بعض کے نزدیک رب مصدر کی طرف منسوب ہے۔ ربانی وہ ہے کہ بر علم کی پرورش کرے۔ یا علم کے ذریعے اپنے نفس کی تربیت کرے۔

= اَحْبَادٌ۔ حَبْر کی جمع۔ علماء۔

ذَّبَّیُّوْنَ اور اَحْبَادٌ کا عطف الذَّبَّیُّوْنَ پر ہے۔

یعنی اس کے مطابق حکم بردار مسلمان۔ انبیاء۔ رابینوں اور اہل یہودیوں کو پیروی کی تلقین کرتے ہیں۔ یا اس کے مطابق فیصلہ دیتے تھے۔

= اَسْتَحْضَرُوْا۔ باب استفعال۔ ماضی مجہول صیغہ جمع مذکر غائب۔ وہ نگران ٹھہرائے گئے۔ اَسْتَحْضَرُوْا۔ نگہبان بنانا۔

= الذَّبَّیُّوْنَ۔ اَلَاَحْبَادُ۔ ہر فعل یُحْکَمُ کے فاعل ہیں۔

یَمَّا اَسْتَحْضَرُوْا۔ صرف رابینوں اور اہل جبار کے لئے آیا ہے۔ الذبیون کی صفت اَسْلَمُوْا

سے پیشتر ازیں کر دی گئی ہے۔

لیکن بعض نے اسے ہر سرگروہ کے لئے لیا ہے کیونکہ کتاب اللہ کی حفاظت ان سب کے ذمہ کی گئی تھی۔

فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ قَلِيلًا۔ اس میں مسلمانوں کو بھی تنبیہ کی جا رہی ہے کہ علماء یہود کی طرح بادشاہوں اور امیروں سے ڈر کر تم بھی قرآن کے معانی میں ہیر پھیر شروع نہ کرو دنیا بیکدان ڈرنے کی بجائے اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا۔

۴۵:۵ = رِيْهًا میں ہا نمبر جہا انزل اللہ کی طرف راجع ہے جس مراد تورات ہے۔
= الْجُرُوحُ - جُرْح کی جمع - زخم۔

= قِصَاصٌ - بدلہ - ہر چوٹ کا بدلہ ویسی ہی چوٹ - قتل کا بدلہ قتل - عضو کا بدلہ عضو۔
= لَصَدَقَ - اس نے خیرات کی - اس نے بخش دیا۔ ماضی معروف (لَتَقْعَلُ) واحد مذکر ثانی۔
إِنَّ اللَّهَ يَجْزِي الْمُتَسَدِّقِينَ (۸۸: ۱۲) خدا خیرات کرنے والوں کو ثواب دیتا ہے۔ وَآتَ لَصَدَقَاتِهِمْ لَكُمْ (۲۸۰: ۲) اور اگر از قرض (بخش دو تو تمہارے لئے زیادہ اچھا ہے۔
= كَفَّارَةٌ۔ گناہ کا شرعی اتار۔ الْكَفَّارَةُ - جو چیز گناہ کو دور کرے اور اسے ڈھانپ لے اسے کفارہ کہا جاتا ہے۔

چنانچہ قرآن مجید میں ہے ذَلِكْ كَفَّارَةٌ لِّمَا نَكَلُمُ إِذَا حَلَفْتُمْ (۸۹: ۵۱) بیٹھاری قسموں کا کفارہ ہے جب تم قسمیں کھاؤ۔

۴۶:۵ = قَعَيْنَا - ماضی معروف جمع مکمل - لَقَعَيْنَاهُ (لتفعیل) مصدر - پیچھے بھیجنا - پیچھے کر دینا اس کا مادہ قَعَا ت - یعنی گردن اور سر کا پچھلا حصہ قُفُو - قُفُو - کسی کے پیچھے چلنا - پیروی کرنا (اس معنی میں باب نمرے مستعمل ہے)

لَقَعَيْنَاهُ دو مفعول چاہتا ہے - جیسے قَعَيْتُ زَيْدًا اَعْمَرًا - میں نے زید کو عمرو کے پیچھے بھیج دیا۔
کبھی مفعول دوم پر ب آتا ہے - جیسا کہ آیت ہذا میں ہے قَعَيْنَا لِعِيسَى - اُو (ان کے پیچھے) ہم نے عیسیٰ علیہ السلام کو بھیجا۔

= عَلَى اَنْتَارِهِمْ - ان کے نقش قدم پر - ان کے پیچھے پیچھے۔

۴۷:۵ = وَلِيَحْكَمْ - پس چاہئے کہ وہ ضرور فیصلہ کریں - یا حکم دیں - امر کا صیغہ واحد مذکر ثانی۔

۴۸:۵ = مُهَيِّئًا - مُهَيِّئًا - اسم فاعل واحد مذکر منصوب - بمعنی نگران - مشاہد - مُهَيِّئًا مصدر - نگرانی کرنا - حفاظت کرنا - هَمَّن - مَادَه - اَلْمُهَيِّئُونَ - اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنی میں سے

نگرانِ حفاظت کرنے والا۔ مخلوق کے اعمال و ارزاق و آجال کا فیصل و مقرر۔

= عَمَّا۔ جس چیز سے۔ اصل میں عَنْ مَّا مَخَّ۔ تُوں کو میم میں نہ کر گیا۔

= لَا يَتَّبِعْ۔ تو اتباع نہ کر تو پیروی نہ کر

= وَلَا يَتَّبِعْ مِنَ الْحَقِّ۔ اور اس حق بات سے جو تمہارے پاس آئی ہے پھر کران کی

خواہشات کا اتباع نہ کر۔ (اگرچہ خطاب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے لیکن یہاں منیٰ طیب سے دوسرے لوگ مراد لئے جاتے ہیں کیونکہ حضور علیہ السلام کا ان کی خواہشات کا اتباع کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

= يَكُنْ۔ ہر ایک کے لئے۔ يَكُنْ نِسْكَہ تم میں سے ہر امت کے لئے۔ مراد امتِ موسیٰ و امتِ عیسیٰ و امتِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم و علیہم اجمعین۔

= شِرْعَةً۔ بمعنی شریعت۔ لغت میں شریعت اس راستے کو کہتے ہیں جو ان کی طرف جاتا ہو۔ اسی مناسبت

سے شریعت و شریعت اس راستہ کو کہا جاتا ہے جو نجات دہین کی طرف راہنما کرتا ہو۔ اسی سے شمار ہوتا ہے۔

= مِنْهَاجٍ۔ کھلا راستہ۔ واضح اور روشن راستہ۔ تَفْج۔ صدر۔ ارب فتح لازم و متعدی

ونوں کے لئے آتا ہے۔ فَجَّ۔ فَجَّجَ وَفَجَّجَ۔ تینوں ہم معنی ہیں۔

بعض کے نزدیک دونوں اشرقت و منہج کے معنی ملتی ہیں۔ اور طاق سے یہاں مراد دین ہے۔ لیکن جب لفظ مختلف ہوں تو تعددِ خاطر کو تاکید کے لئے اکٹھا کیا جاتا ہے۔

حضرت ابن عباس کے نزدیک شریعت وہ ہے جس کو قرآن نے کرایا ہو اور منہج وہ سبیل یا راستہ جو منت میں وارد ہوا ہے۔

= فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ۔ پس تم نیکیوں میں ایک دوسرے سے بڑھنے کی کوشش کرو۔ فَت مَحْذُوف

بابت بردالالت کرتا ہے یعنی تم ان باریکیوں اور خیروں میں مت پڑو۔ بلکہ اللہ کے اس آخری دین۔ آخری کتاب اور آخری رسول پر ایمان لا کر نیکی کے میدان میں ایک دوسرے سے بازی بجانے کی کوشش کرو۔

۴۹:۱ = اَنْ يَفْتَنُوكَ۔ اَنْ۔ بمعنی مبادا۔ ایسا نہ ہو کہ۔ يَفْتَنُوكَ۔ مضارع منصوب جمع مذکر غائب مَن سے۔ لَنْ ضمیر مفعول واحد مذکر عارف۔ کہیں وہ تمہیں بہکا نہ دیں۔

= خَاِنٌ تَوَلَّوْا۔ (پس اگر وہ منہ پھیریں) سے مراد منافقین اسلام ہیں۔ یعنی ہو کر بار بار نپوندنغاں رہنا کوشش و تنبیہ کے باوجود وہ اپنی اصلاح پر آمادہ نہ ہوں۔

۵۱: = يَكُوْفُكُمْ۔ مضارع واحد مذکر غائب تَوَلَّوْا (تَفَعَّلَ) اصل میں يَتَعَلَّوْا۔ ضمیر ضم منہج سے لگے ہو گئی۔ هٰذَا ضمیر مفعول منع مذکر غائب۔ جو ان سے محبت کرتا ہے۔ دوستی کرتا ہے۔

ہم میں عیب نکالتے ہو) باوجود اس کے کہ تم میں سے اکثر لوگ ایمان سے خارج ہیں۔ سخاوی، ۶۰:۵ = اَبَيْتُكُمْ۔ میں تم کو بتاؤں۔ تَبَيَّنْتُ سے مفارقت واحد مکمل۔ کُتِبَ فَمِيزَ مَعَ مَدْرِحَاظِ مفعول۔

= مَتَّوْبَةٌ۔ بدلہ بڑا، ثواب۔ مَتَّوْبَةٌ باعتبار بڑا و نہ ایا ثواب کے بطور ثواب کے بیہیت ثواب کے لغوی معنیث۔ ثواب اچھے اور برے دونوں قسم کے اعمال کی جزا کے لئے استعمال کرتا ہے۔ لیکن عرف عام میں زیادہ تر نیک اعمال کی جزا کے لئے مستعمل ہے۔

= هَلْ اَبَيْتُكُمْ۔۔۔۔۔ عِنْدَ اللَّهِ اللہ کے نزدیک جزا یا سزا پانے کے لحاظ سے ان میں سے کون بڑا ہے۔

ذٰلِكَ کا اشارہ کس کی طرف ہے اس میں مختلف بیانات ہیں صاحب تفسیر القرآن نے اس کا مشرا الیہ فاسْقُوْتَ یا ہے اور ترجمہ کیا ہے کیا میں ان لوگوں کی نشاندہ کروں جن کا انجام خدا کے ہاں فاسقوں کے انجام سے بھی بدتر ہے ابن کثیر نے ذٰلِكَ سے مراد فاسقین یا یہ گمان کیا ہے جو وہ اہل ایمان کے متعلق کہتے تھے کہ غلط راستہ پر ہیں اور ترجمہ یوں کیا ہے۔
”تم جو ہماری نسبت گمان کہتے ہو آؤ میں تمہیں بتاؤں کہ خدا کے پاس بدلہ پانے میں کون بدتر ہے۔“

قریب قریب یہی معنی صاحب مارک التنزیل نے لئے ہیں فرماتے ہیں

ذٰلِكَ اِشَارَةٌ اِلَى الْاِيْمَانِ اِیْ بَشَرٍ مَّا نَقَعْتُمْ مِنْ اِيْمَانِنَا ثَوَابًا اِیْمَانِیُّ ہمارے ایمان پر جو سزا مرتب ہوئے کا تم گمان کرتے ہو۔

مَنْ لَعَنَهُ اللّٰهُ۔۔۔۔۔ السَّبِيلُ یہ هَلْ اَبَيْتُكُمْ کی وضاحت یہ ہے۔

۶۱:۵ = یَكْتُمُوْنَ۔ (جس کو وہ پہچانتے ہیں یعنی نفاق۔

۶۲:۵ - الْعُذْوَان - عَذَا یُعْذُوْا کا مصدر ہے اباب نصر، ظلم و ستم۔ زیادتی۔

= الْمُسَخَّت - حرام۔ دیکھو ۲:۵

= تَوَلَّآ۔ اگر ماضی پر داخل ہو تو زبردستی کے لئے ہوتا ہے یعنی نبیوں نے کیوں کیا۔ یا کیوں اپنے فرض کی ادائیگی میں غفلت اور کوتاہی کی۔

اور اگر مضارع پر داخل ہو تو کسی کام پر برا نکتہ کرنے اور اس کے لئے ہوتا ہے یہاں خدا پر داخل ہے اور مقصد یہ ہے کہ اہل کتاب کے علماء اپنا فرض منصبی ادا کرنے کے لئے اٹھ کھڑے ہوں

== يَفْعَلُكَ - مضارع جمع نكرة غائب - حَصَمَةٌ مصدر (باب ضوب) ك ضير مفعول واحد نكرة ماضية -
وہ تم کو بچالیکا۔

== إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ - ای لا یکنتم معاصی بدوت بك - جو گزند تم کو پہنچانے
کے ارادے رکھتے ہیں۔ ان کی ان کو توفیق نہ ملے گا۔

کافروں کو تمہارے مقابلے کا میابی کی راہ ہرگز نہ دکھائے گا (تفہیم القرآن)
۶۸:۵ = لَسْتُ عَلَى شَيْءٍ - تم کسی چیز پر نہیں ہو۔ تم کسی اصل پر نہیں ہو۔ تم کسی دین پر تصور نہیں کئے
جاؤ گے۔

== فَلَا تَأْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ - آپ افسوس نہ کریں کافروں پر۔
فلا تحزن علیہم فان ضرر ذلك لاسی بہم۔ آپ غم نہ کھائیں ان پر اس کفر کا بدلہ وہ خود ہی پالیں
(کشفات)

۶۹:۵ = إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَادُوا وَالصَّابِقُونَ وَالنَّصَارَىٰ مِنْ أُمَّتٍ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ
الْآخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ۔

آیت ہذا میں اگر الصَّابِقُونَ کو اُن کے تحت لیا جائے تو اس کو منصوب ہونا چاہئے تھا اور
الصَّابِقِينَ ہوتا جیسا کہ آیت ۶۲:۲ میں ہے اس کی مندرجہ ذیل موشی، ہو سکتی ہیں

اول تقدیر میں آیت یوں ہو۔ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَادُوا وَالنَّصَارَىٰ مِنْ أُمَّتٍ بِاللَّهِ
وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ۔ وَالصَّابِقُونَ كَذَلِكَ۔

بے شک وہ لوگ جو ایمان لائے (یعنی جو مسلمان ہے) اور جو یہودی بنے۔ یا جو نصرانی ہیں ان میں سے جو
اللہ پر اور روز قیامت پر ایمان لائے اور نیک عمل کئے تو ان کو نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے اور
بھی مال صابیوں کا ہے۔

دوم یہ کہ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَادُوا کی خبر محذوف لی جائے اور النَّصَارَىٰ کو الصَّابِقُونَ
پر معطوف سمجھا جائے۔ اور مِنْ أُمَّتٍ کو ان دونوں گروہوں کی خبر لیا جائے اس صورت میں معنی یہ ہو
بے شک وہ لوگ جو ایمان لائے اور وہ جو یہودی ہوئے ان میں سے جو لوگ اللہ پر اور روز آخرت پر ایمان
لائے اور نیک عمل کئے تو ان کو نہ کوئی خوف ہوگا۔ اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ اور صابیوں اور نصاریٰ میں
سے جو لوگ اللہ پر اور آخرت پر ایمان لائے اور نیک عمل کئے تو ان کو نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ
غمگین ہوں گے۔

۷۰:۵ = لَا تَهْوَىٰ - هَوَىٰ (باب سجع) سے مضارع منفی واحد مؤنث غائب وہ نہیں چاہتی
ہے

وہ نہیں پسند کرتی ہے۔ ھَوَىٰ۔ نفس کا خواہش کی طرف مائل ہونا۔

= بِمَا لَكَ تَهَوَّىٰ۔ ایسا کم لے کر جسے ان کے نفسوں نے (یعنی انہوں نے) پسند نہ کیا۔

= فَوَيْلًا۔ یعنی رسولوں کے ایک گروہ کو۔

= فَيَنْتَقِیْ۔ آفت، مصیبت، عذاب۔ فَنَقَّ سے جسک اصل معنی سونے کو آگ میں پٹا کر کھرا کھوٹا جاننا۔ یا آگ میں ڈالنا۔

قرآن مجید میں یہ لفظ اور اس کے مشتقات مختلف معنی میں استعمال کئے گئے ہیں۔

۷۲:۵ = لَعَنَّا كَذَّابًا كَا فَا لَ اَلَّذِيْنَ كَا كُوْرَا اِنَّ اللّٰهَ..... اَبْنُ مَرْيَمَ ہے یعنی جنہوں نے یہ کہا کہ اللہ مسیح ابن مریم ہی تو ہے۔ وہ کافر ہو گئے۔

۷۲:۵ = ثَا لِيْثٌ ثَلَا ثِيْثٌ۔ تین (خداؤں) میں سے تیسرا (خدا) ہے۔ تین خدا۔ اللہ۔ دوسرا مسیح۔ تیسرا۔ حضرت مریم یا روح القدس۔

۷۵:۵ = اِنِّیْ یُؤْفِكُوْنَ ؕ اِنِّیْ۔ جہاں۔ کیونکر۔ جب۔ اسم طرف زمان و مکان۔ ظرف زمان ہو تو یعنی متنی (جب۔ جس وقت) ظرف مکان ہو تو یعنی آئین۔ (جہاں۔ کہاں)

اور استغناء یہ ہو تو یعنی کیف۔ (جیسے۔ کیونکر۔ یُؤْفِكُوْنَ مضارع مجہول جمع مذکر غائب اُفْکٌ سے۔) (باب ضرب) پھیرے جاتے ہیں۔ بھٹک رہے ہیں۔ لٹے پھر رہے ہیں۔

اُفْکٌ۔ جھوٹ۔ بہتان۔ کسی نے اس کی اصلی جانب سے منہ پھیرنے کا نام افک ہے۔ پس جو بات اپنی اصلی صورت سے پھر گئی اس کو افک کہیں گے۔ جھوٹ اور بہتان میں چونکہ یہ صفت بدرجہ اتم موجود ہے اس لئے ان کو افک کہا گیا ہے۔

بعض دفعہ فعل مجہول اس لئے استعمال کیا جاتا ہے تاکہ ظاہر کیا جاسکے کہ فاعل نے فعل کو اس تیزی سے اور اندھا دھند کیا۔ گویا اس کا فعل اس کے اختیار سے باہر تھا۔ یا اس کے پس پشت محرک فعل کی شدت کو ظاہر کرنے کے لئے۔

اس کی دیگر مثالیں۔ وَجَادَہُ حَمْدٌ مَّذْہَبٌ مَّوْعُوْثٌ اِلَیْہِ۔ (۱۱-۸) اور اس کی قوم اس کی طرف بھگٹ دودڑ کر آئی۔

اور دَانِیُّ السَّحْوَةِ سَاجِدٌ یَّتُ۔ (۴: ۱۲۰) اور جادوگر (بے اختیار) سجدے میں گر پڑے لَا تَعْلُوْا۔ تم بلند نہ کرو۔ تم زیادتی نہ کرو۔ تم غلومت کرو۔ غُلُوْا (تَصَوَّر) کے

معنی ہیں حد سے گذرنا۔ مضارع نہیں جمع مذکر حاضر۔

= صَلُّوْا۔ فعل لازم۔ وہ گمراہ ہو گئے۔ وہ گمراہ ہوئے۔

== اَصْلُوكَ۔ فعل متعدی۔ انہوں نے (دوسروں کو) گمراہ کیا۔

۷۸:۵۔ عَلَى لِسَانِ دَاوُدَ وَعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ۔ حضرت داؤد اور حضرت عیسیٰ ابن مریم کی زبان پر۔ یعنی حضرت داؤد اور حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام نے اپنی زبان سے ان کے لئے بد دعا کی۔
اور وہ ملعون ہوئے۔ یعنی اللہ کی مہشکاران پر پڑی
== عَصَا۔ انہوں نے نافرمانی کی۔

== حَقَّوْا الْفِتْنَةَ۔ وہ مد سے بڑھ جایا کرتے تھے۔ زیادتیاں کیا کرتے تھے۔ ماضی استمراری جمع مذکر غائب۔

۷۹:۵۔ حَقَّوْا لَا يَتَنَاهَوْنَ۔ وہ ایک دوسرے کو منع نہیں کیا کرتے تھے۔ ماضی استمراری نہی۔ صیغہ جمع مذکر غائب۔

۸۰:۵۔ يَتَوَكَّنُونَ۔ دوستی رکھتے ہیں۔ تَوَكَّنَ سے بمعنی دوستی رکھنا۔ منہ موڑ لینا۔ اعراض کرنا الفاظ ضد ادیں سے ہے۔

== سَخِطَ (سَخِطَ) وہ غصہ ہوا۔ وہ ناراض ہوا۔

اِنَّ سَخِطَ اللّٰهُ..... خَالِدُونَ۔ یہ قَدَّ مَتَّ کی تعریف ہے یعنی انہوں نے کیا اگے بھیجا۔ (۱) اللہ کی ناراضگی (۲) دائمی عذاب۔

۸۱:۵۔ النَّبِيِّ۔ سے یہاں مراد حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں۔ جنہوں نے صریحاً حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق پیشگوئی فرمائی تھی۔ اگر یہودی صحیح طور پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تعلیم کو مانتے تو وہ کبھی بھی مخالفین رسول اکرم سے محبت یا تعلق نہ رکھتے۔

== اِتَّخَذُوْهُمْ۔ میں غیر ہم جمع مذکر غائب اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا (آیہ ماقبل کی طرف راجع ہے
۸۲:۵۔ لَتَجِدَنَّ۔ مضارع بلام تاکید و نون تفعیلہ۔ تو ضرور پائے گا۔

== لَتَجِدَنَّ۔ فعل بافاعل۔ اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا۔ اَلَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا دونوں مفعول۔ اَشَدَّ اِنْسَانٍ..... اَلْمُؤْمِنِ۔ حال۔ یعنی تو ضرور پائے گا اہل یہود اور مشرکین کو ایمان والوں کی عداوت میں تمام لوگوں سے سخت ترین۔

اسی طرح دوسرے فقرہ کا بھی ترجمہ ہوگا۔ اور تو ضرور پائے گا ان لوگوں کو جو کہتے ہیں کہ ہم نصاریٰ ہیں ایمان والوں کی دوستی میں ان سب سے قریب ترین۔

== قَتِيْبِيْنَ۔ جمع منصوب۔ قَتِيْبُونَ۔ جمع مرفوع۔ اس کی واحد قَتِيْبٌ اور قَتِيْمٌ ہے۔ بمعنی عیسائی عالم۔ یا درویش۔ یہ سریانی لفظ ہے۔

— زُهْبَانٌ - نابدانِ اہل کتاب - اہل کتاب کے درویش -

دَاهِبٌ - واحد - جیسے فَارِسٌ کی جمع فُرُسَانٌ اور رَاكِبٌ کی جمع رُكَبَانٌ ہے
راہب اس عبادت گاہ کو کہتے ہیں۔ جو دنیا کے ہنگاموں سے الگ تھلگ خانقاہوں اور مجروں
میں مصروف ذکر و فکر رہتا ہے۔

علامہ قرطبی نے رہبانیت کی یوں تشریح کی ہے۔

الزُّهْبَانِيَّةُ وَالزُّهْبُ النَّعْدُ فِي صَوْمِعَةٍ -

قِيَّيْنِ اور زُهْبَانًا - اَنَّ کے عمل کی وجہ سے منصوب ہیں۔

يَا رَءُ
وَإِذَا سَمِعُوا
الْمَاءِ دَعَا^(ك) وَالْأَنْعَامُ

وَإِذَا سَمِعُوا مَا أُنْزِلَ إِلَى الرَّسُولِ

۵: ۸۳ = لَفِيضٌ - فَاحَصٌ يَفِيضُ فَيْضًا - (ضَوْبَ) سے منارے واحد واثنا عشر غائب - وہ بہتی ہے - وہ جاری ہوتی ہے - فَاحَصُ الْمَاءِ کے معنی ہیں کسی جگہ سے پانی کا اچھل کر بہ نکلنا - یہاں آسمانوں کے آنکھوں سے بہنے کے لئے آیا ہے -
= الدَّيْعُ - آئو - اشک - واحد - دُمُوعٌ وَادَمَعٌ جمع -

= دَبَّتَا سے جو کلام شروع ہوا آیت ۸۴ کے اختتام پر الصَّلِحِينَ پر ختم ہوتا ہے -
۵: ۸۴ = فَأَنَّا بُهَمِدْنَا سَبِيْرًا - اَنَابَ يُنِيبُ اِنَابَةً (باب انعام) بدل دینا انعام دینا - ثواب دینا - هُمْ ضمیر مفعول جمع مذکر غائب - اس نے ان کو بدل یا انعام دیا - یہاں ماضی مستقبل کے معنی میں مستعمل ہوا ہے - یعنی وہ ان کو بدل دے گا - انعام دے گا -
= جَنَّتِ فِيْهَا - اَنَابَ کا مفعول ثانی

۵: ۸۹ = عَقَدْنَا لَكُمُ الْاِيْمَانَ - عَقَدَ يُعَقِدُ اَلْعَقِيْدَةَ (باب تفعیل) ماضی کا مفعول جمع مذکر حاضر - تم نے پختہ کیا - تم نے مضبوط کیا - تم نے گرہ باندھی - اَلْاِيْمَانُ - اِيْمَانٌ کی جمع - قسمیں معاہدے - یعنی وہ قسمیں جن کا تم نے پختہ اقرار کر لیا ہے - جو نیا وادادہ تم نے اٹھائی ہیں -
= تَخْرِيْزٌ - (باب تفعیل) مصدر ہے آزاد کرنا - کسی کو مسجد کی خدمت یا خدا کی عبادت کے لئے وقف کر دینا - جیسے نَذَرْتُ لَكَ مَا فِي بَطْنِيْ مُحَرَّرًا (۳۵: ۳) جو بچہ میرے پیٹ میں ہے اس کو تیری نذر کرتی ہوں - لکھنا - تحریر کرنا - وغیرہ - یہاں آزاد کرنے کے معنی میں آیا ہے -
اَلْحُرُّ - آزاد مرد -

= دَقَبَةٌ - گردن - جان - غلام - رقبہ اصل میں گردن کو کہتے ہیں - پھر جلد بدن انسانی کے لئے استعمال ہونے لگا - اور عرف میں یہ غلاموں کا نام پڑ گیا - جس طرح الفاظ فاسخ اور ظہور کا استعمال سوار یوں کے لئے کیا جانے لگا - تَخْرِيْزٌ دَقَبَةٌ کے معنوں میں اور جبکہ اُنْكَرْنَا دَقَبَةٌ بھی آیا ہے
۹: ۵ = اَلْمَيْسِرُ - اسم و مصدر - جوا - جھاکھیلنا - قمار بازی -

يُسْرًا سے - يُسْرًا کے معنی آسانی - اور سہولت کے ہیں یہ عُسْر کی ضد ہے - چونکہ جوا کھیلنے میں بھی مال آسانی اور بلا کلفت حاصل ہوتا ہے - اس لئے اس کو اَلْمَيْسِرُ کہا جاتا ہے -
= اَلْاَنْصَابُ - نَصَبٌ کی جمع - بَیت وہ تمام چیزیں جو عبادت کے لئے نصب کی جائیں - خواہ وہ مورتی ہو یا پتھر - یا اور کچھ - ان کو انصاب کہا جاتا ہے - یہاں انصاب سے مراد وہ پتھر ہیں جو حرم

میں کعبہ کے ارد گرد نصب تھے اور کفار ان کے لئے جانور ذبح کرتے اور ان کا خون ان پتھروں پر لیتے اور گوشت ان پتھروں پر رکھ دیتے۔ جسے قرآن مجید نے حرام فرمایا۔ دیکھو ۵: ۳۔

== آذَانُ لَامٍ - تیر-تیر پھینک کر شگون لینا۔ دیکھو ۵: ۳

== رِجْسٌ - ناپاک، پلید، گندہ۔ عقوبت۔ عذاب۔ بلا۔ اَرْجَاسٌ۔ جمع (حرمت شراب کے متعلق ملا جڑ۔ (۲: ۲۱۹)

۹۱: ۵ = يُؤَقِّعُ - مضارع واحد مذكر غائب اِيقَاعٌ (افعال)، مصدر۔ وہ ڈال دے۔ مضارع منصوب بوجہ عمل اُن ہے۔

== يَصْدُكُمُ - وہ تم کو روک دے۔ صَدَّ مصدر۔ كُدَّ ضمير مفعول جمع مذكر خاثر مضارع منصوب بوجہ عمل اُن۔

== مُنْتَهَوْنَ - باز آنے والے۔ منع ہو جانے والے۔ رُک جانے والے۔ اِنْتِهَاءٌ (افعال)، مصدر اصل میں مُنْتَهِيُونَ تھا۔ مادہ نَحَى

۹۲: ۵ = اخذُوا - باب سَبَعَ - حَدَّثُوا سے امر کا صیغہ جمع مذكر حاضر۔ تم ڈرو۔ تم بچو۔

== تَوَكَّلْتُمْ - تَوَكَّلْتُمْ سے۔ ماضی جمع مذكر حاضر۔ تم بھگ گئے۔ تم نے منہ موڑ لیا۔ تَوَكَّلْتُمْ کا معنی وال ہونا۔ حاکم ہونا بھی ہے۔

۹۳: ۵ = اس آیت میں الفاظ۔ اٰمَنُوا - عَمِلُوا الصَّالِحَاتِ - اِنْفَعُوا - یہ تکرار استعمال ہوئے ہیں بعض کے نزدیک یہ تکرار تاکید و مبالغہ کے لئے ہے اور ایمان و تقویٰ اور ان پر مزید درجہ احسان حاصل کرنے کے لئے اجماع اور جوش دلانے کے لئے ہے

اور بعض کے نزدیک عَلَى الَّذِينَ کے متصل اٰمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ زمانہ ماضی کے متعلق ہے یعنی وہ لوگ جو صاحب ایمان تھے اور نیک اور صالح اعمال کے حامل تھے اگر حرمت سے پہلے انہوں نے میسر و انصاف و ازلام سے کام لیا تو ان کو وہ معاف ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی اِذَا مَا خِطْرٌ کے لئے ہے اور اس سے متعلق اِنْفَعُوا اَوْ اٰمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ مستقبل کے لئے یعنی بشرطیکہ وہ آئندہ بھی ڈرتے رہیں گے ان چیزوں سے جو حرام کی گئی ہیں اور ایمان پر ثابت قدم رہیں گے اور اچھے کام کریں گے۔ پھر جس جس چیز سے روکا جائے اس سے رُکیں۔ اور جو فرمان الہی ہو اسے مانیں پھر خدا ترسی کے ساتھ نیک رویہ اختیار کریں (المنازن - تفہیم القرآن)

صاحب ضیاء القرآن اور عبدالغنیوسف علی نے علامہ بیضاوی کی تشریح نقل کی ہے کہ فرمایا ہیں۔ ان مکرر الفاظ سے صحابہ کرام کی تین حالتوں یا ان کے تین مقامات کا ذکر کیا جا رہا ہے پہلے اِنْفَعُوا

وَأَمَّا أَسَىٰ ان کے تقویٰ اور ایمان کی اس حالت کا بیان ہے جس کا تعلق ان کے اپنے قلب اور روح کے ساتھ ہے۔

دوسرے اِتَّقُوا اَوْ اَمْنُوا سے ان کے تقویٰ اور ایمان کی اس کیفیت کا بیان ہے جو ان کے اور دوسرے لوگوں کے درمیان مٹی اور آخسری اِتَّقُوا اَوْ اَحْسَنُوا سے تقویٰ اور احسان کی اس حالت کی طرف اشارہ ہے جو ان کے اور ان کے رب کے درمیان مٹی - یا پہلے ان کے ابتدائی مقام کی طرف اشارہ ہے۔ پھر ان کے درمیانی حالت کی طرف اور آخر میں ان کے اعلیٰ ترین مقام کی طرف جبکہ عابد و معبود - سائبہ سجود میں دوری کے پردے اٹھ جاتے ہیں اور نعمت مشاہدہ سے دل کی آنکھیں روشن ہوتی ہیں اسی لئے اِتَّقُوا اَوْ اَحْسَنُوا فرمایا۔ جب کہ انسان مقام احسان پر فائز ہوتا ہے۔ اور احسان کا مفہوم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

اِنَّ تَعْبُدَ اللّٰهَ حَقَّ تَكٍ تَرٰۤاُ فَاِنَّ لَكَ مِمَّا لَمْ تُكُنْ تَرٰۤاُ فَاِنَّهُۥ بَرّٰكٌ

یعنی احسان اس کیفیت کو کہتے ہیں جبکہ تو اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طرح کرے جسے کہ تو اسے دیکھ رہا ہے اور اگر رسالت عبادت میں تو اس کو نہیں دیکھ رہا تو وہ تو تمہیں دیکھ رہا ہے۔

۹۴:۵ = لَيْسَ لَكَ - مضارع واحد مذكر غائب مضارع بلام تأكيد دون تنقيح. كَمْ ضمير مفعول جمع مذكر تامر - ده تم کو ضرور آزمائے گا۔ وہ تمہاری ضرور جانچ کرے گا۔

بَلَاءُ۔ سے (باب نصر) مادہ بلی۔

— رِمَا حَكْمٌ - مضاف مضاف الیہ۔ تمہارے نیزے۔

== تَتَالُہ۔ اس کو پاتی ہے۔ اس تک پہنچتی ہے۔ نَبْلُ سے (ہَابُ نَعْمَ)

۹۵:۵ - وَأَنْتُمْ حُرُمٌ لِّدَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ (اَنْتُمْ حُرُمٌ دَ اَتَمَّ عَالَتِ اِحْرَامِ مِیْ هُوَ
تَمَّ اِحْرَامِ بَانَدِیْ هُوَ۔

== مُنْعِمِدٌ ۱- عَمَدٌ ۱- جان بوجہ کر ارادۂ (بابِ تَعْمَلِ)

== التَّعَدِ اسم فاعل - چوپایہ - اونٹ بکری - گائے - بھینس وغیرہ جمع العَامَّ وَلَعَمَاتُ

== ذَوَاعِدُی - دو معتبر عادل شخص -

— هَذِيَا۔ اسم نکرہ منصوب۔ قربانی کا جانور جو ماہِ حُرُم میں حَرَم کے اند ذبح ہونے کے لئے بھیجا جاتا ہے

— بَالِغُ الْكُتْبَةِ - بالغ - پہنچنے والا - بُلُوغُ کے معنی پہنچنا۔ کعبہ سے مراد حدودِ حرم ہے کیونکہ جانور کعبہ میں نہیں ذبح کئے جاتے۔

بَالِغَ الْكَلْبَةِ - یعنی وہ جانور پھر پہنچ جائے کعبہ یعنی مکہ معظمہ میں۔

== هَكَذَا بِبَالِغِ الْكَلْبَةِ - حال ہے جس کا ذوالحالِ مِثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ ہے یعنی چوپایوں میں سے ویسا ہی جانور جو شکار کیا گیا ہو وہ پہنچایا جائے ذبح کے لئے حدودِ حرم میں
== وَمَنْ قَتَلَهُ..... ضَيَامًا - اور جس نے عمدًا شکار مارا تو اس پر پاداش واجب ہوگی جس کی تین صورتیں ہیں۔

(۱) چوپایوں میں سے اسی قیمت کا جانور جو حرم مکہ میں لاکر ذبح کیا جائے۔

(۲) یا کفارہ کے طود پر اس جانور کی قیمت کے برابر مساکین کو کھانا کھلائے۔

(۳) یا اس قیمت میں جتنے مساکین کو کھانا کھلایا جاسکتا ہے ان مساکین کی تعداد کے برابر روزے رکھے۔ اور ہر شے صورت میں فیصلہ تہائے میں سے دو صاحبِ عدل و انصاف شخص کریں گے
== يَذُوقُ - ل - تاکہ - يَذُوقُ - مضارع منصوب واحد مذکر - يَذُوقُ (نَصْرَ) سے مصدر تاکہ وہ چکھے۔

== وَبَالَ اِسْمٍ مَنْصُوبٍ - مضاف - اَمْرٌ مضاف الیہ دونوں مل کر وَبَالَ کا مضاف الیہ وَبَالَ اَمْرٍ - مضاف و مضاف الیہ مل کر مفعول یہ ہے يَذُوقُ کا۔ بد اعمالی کی سخت نزا۔

== عَادَ - وہ پھرا۔ اس نے عود کیا۔ وہ پھر آ رہا ہے۔ باب (نَصْرَ) عَوْدَ سے جس کے معنی کسی چیز سے ہٹ جانے کے بعد پھر اس کی طرف لوٹنے کے ہیں۔

== يَنْتَقِمُ - مضارع واحد مذکر غائب۔ وہ انتقام لے گا۔ وہ بدلہ لے گا۔ وہ نرا دے گا۔ باب اَفْعَالٍ اِسْتِقَامَ سے۔

۹۶:۵ = طَعَامُهُ - اس کا کھانا۔ اس میں ءُ ضمیر واحد مذکر غائب صَيْدُ الْبَحْرِ کی طرف راجع ہے۔ یعنی تہائے لئے پانی کے جانوروں کا کھانا بھی جائز۔ یعنی ان کا جن کو تم شکار نہیں کرتے بلکہ انہیں سمندر خود بخود زندہ یا مردہ خود بخود باہر پھینک دے۔

== وَلَيْسَ يَارِقَ - مسافروں کے لئے۔ یعنی تہائے لئے بھی جو حالتِ احرام میں ہو اور ان کے لئے بھی جو مسافر ہیں اور حالتِ احرام میں نہیں ہیں۔

۹۷:۵ = الْكَلْبَةِ - چوکر مکعب شکل کا مکان جس کی ہر جانب مربع ہو۔ یعنی چھت، فرش، چاروں اطراف، جو ہر دوئی سطح سے اوپنچا ہو۔ یعنی کرسی پر بنا ہوا ہو۔ مراد مسلمانوں کا قبلہ۔ اس کو کعبہ اسی لئے کہتے ہیں کہ اول تو موعظہ سطح سے اوپنچا ہوا ہے یعنی کرسی موعظہ سطح سے اوپنچی ہے۔ اور دوسرے قریباً قریباً مربع الجوانب مکعب شکل کا ہے۔ اصل میں اس کا کوئی ضلع بھی دوسرے کے برابر نہیں ہے موقع پر اس کی

یا آتش یوں ہے۔

شرقی دیوار کا طول ۱۱ میٹر ۵۸ سینٹی میٹر
 مغربی دیوار کا طول ۱۱ میٹر ۹۲ سینٹی میٹر
 شمالی، شامی جانب کی دیوار کا طول ۱۰ میٹر ۲۲ سینٹی میٹر
 (جنوبی، یعنی جانب کی دیوار کا طول ۱۰ میٹر ۱۳ سینٹی میٹر)
 (رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان)

کعبہ کی سطح زمین سے بلندی = ۱۵ میٹر
 دیوار شرقی سے مقام ابراہیم تک فاصلہ = ۱۱ میٹر ۱۰ سینٹی میٹر

(الحرم المکی - الحاج عباس کرارۃ، القاہرہ)

= الْبَيْتُ الْحَرَامُ - عَزَّتْ وَاللَّاهُ عَزَّتْ وَحَرَمَتْ وَاللَّاهُ عَزَّتْ
 = الشَّهْرُ الْحَرَامُ - عَزَّتْ وَحَرَمَتْ وَاللَّاهُ عَزَّتْ - يَا أَكْرَمَ الشَّهْرِ كَوَاسِمِ جَنَسٍ يَأْتِي جَانِبَهُ تَوَاسِ كِ
 مِنْ أَشْهُرِ الْحُرُمِ هُوَ كِ - عَزَّتْ وَحَرَمَتْ وَاللَّاهُ عَزَّتْ - يَعْنِي ذُو الْقَعْدَةِ - ذُو الْحِجَّةِ، مُحَرَّمٌ -
 اَوَّلُ رَجَبٍ الْمَرْجَبِ
 = الْهَدْيُ وَالْفَتْلَانِ - كِ لَيْ دَكِيمُو ۲۱۵ - قَرْبَانِي كِ جَانُورِ اَوَّلِهِ جَانُورِ جَن كِ گَلِيں
 پٹے پڑے ہوئے ہوں۔

= رِقَابًا لِلنَّاسِ - رِقَابًا وَدِقَامًا - اس چیز کو کہتے ہیں جس کے سہارے کوئی قائم
 ہو سکے۔ جس طرح کہ عِمَادٌ دَسَانَدٌ - اس چیز کو کہتے ہیں جس کے کسی چیز کو سہارا لگا دیا جائے
 بنا خپہ قرآن مجید میں ہے۔

وَلَا تَوَلُّوْا الشُّفْعَاءَ اَمْوَالَكُمْ الَّتِي جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ رِقَابًا - (۵:۴) اللہ بے عقلوں
 کو ان کا مال جسے خدا نے تم لوگوں کے لئے سبب معیشت بنایا ہے۔ مت دو۔
 اسی طرح آیت ہذا میں ہے کہ۔

اللہ تعالیٰ نے کہیہ کو جو عزت والا گھر ہے لوگوں کے لئے بقاء کا باعث بنایا ہے۔
 بُيِّنَتِ الْحَرَامُ - کعبہ کی صفت ہے۔ الشَّهْرُ الْحَرَامُ - الْهَدْيُ - الْفَتْلَانِ

سب کا عطف الکعبۃ پر ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے ان سب کو لوگوں کی بقاء اور ان کی اجتماعی زندگی کے قیام کا ضلیع بنایا ہے۔ قیاماً۔ جَمَل کا مفعول ثانی ہے۔

۹۸: ۵ — مَثِي بُدُّ الْعِقَابِ ۚ سَخَتْ مَزَانِيهِ وَالْا۔

۹۹: ۵ — مَا مَبْدُودٌ — جو تم ظاہر کرتے ہو یا جو تم ظاہر کر دو گے۔ (بَدَأُ افعال) سے = مَا كُنْتُ مُؤْتٍ — جو تم چھپاتے ہو۔ جو تم چھپاؤ گے۔ کُنْتُ سے۔

۱۰۱: ۵ — اِنْ مَبْدُ — اصل میں مَبْدُی تھا۔ اِنْ کے عل سے ی حذف ہو گئی۔ مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب۔ اگر وہ ظاہر ہو جائے۔

اِبْدَاءُ۔ مصدر بَدَأَ مادہ۔

= تَسْوُكُمُ۔ وہ تم کو برسی لگے۔ وہ تم کو ناغوش کرتی ہے۔ مضارع واحد مؤنث غائب۔

سَاءَ يَسْوُو (نصر) سَوَوُ۔ سَوَوُ سے مادہ۔ سوء۔ السَّوءُ ہر وہ چیز جو انسان کو فہم پر مبتلا کرے۔ خواہ وہ امور دنیوی کے قبیل سے ہو۔ یا اخروی کے اور عام ہے اس کے کہ اس کا تعلق احوال نفسانہ سے ہو یا بدنیہ سے یا ان امور خارجیہ سے جن کا تعلق باہ و ببال کے چلے جانے یا کسی قریبی رشتہ دار یا دوست کے فوت ہو جانے سے ہوتا ہے۔ قرآن میں لفظ یا اس کے مشتقات ہمیں بیماری۔ رسوائی۔۔ برائی بھی آیا ہے۔

اس آیت کے ترجمے میں بعض نے اِنْ مَبْدُ كُنْتُ تَسْوُكُمُ۔ وَاِنْ كُنْتُ لَأَعْنَهَا حِينَ يُنْزَلُ الْقُرْآنُ مَبْدُ كُنْتُ کو اکٹھا کیا ہے اور اسے اَشْيَاء کی صفت لکھا ہے اس صورت میں ترجمہ ہو گا۔

اے ایمان والو! امت پوچھ گچھ کیا کرو ایسی باتوں کے متعلق کہ اگر تم پر عیاں کر دی جائے ان کی حقیقت تو تمہاری ناگواری یا تنگی کا باعث نہیں۔ اور اگر اس وقت دریافت کیجائیں جب قرآن نازل ہو رہا ہو تو تم پر ان کی وضاحت کر دی جاتی۔ (یعنی احکام الہی کے سمجھنے میں جو تمہیں مشکلات یا دقتیں درپیش ہوتیں ان کی وضاحت کر دی جاتی)

اس ترکیب کو صاحب مدارک التنزیل اور مولانا محمد علی نے لیا ہے۔ دوسروں کے نزدیک يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا..... تَسْوُكُمُ۔ اور وَاِنْ كُنْتُ لَأَعْنَهَا..... مَبْدُ كُنْتُ کو الگ الگ لیا ہے۔ اس صورت میں ترجمہ یہ ہو گا۔ اے ایمان والو! ایسی باتیں مت پوچھ کر کہ اگر ظاہر کی جائیں تو تمہارے لئے تنگی کا باعث نہیں (جیسے قوم موسیٰ نے گلے کے متعلق سوال کر کر کے اپنے اوپر دائرہ اختیار تنگ کر لیا تھا) (دیکھو۔ ۶۸: ۲ - ۷۱) (ہاں) اگر تم ایسی باتیں

جب قرآن نازل ہو رہا ہو (تو کسی مفصل یا دقیق امر کو سمجھنے کی خاطر) دریافت کر دے تو وہ تم پر واضح کر دی جائیں۔ (۱) اے الحاذن - ضیاء القرآن - اور تفسیر عبد اللہ یوسف علی میں اختیار کیا گیا ہے) عَمَّا آتٰهُم مِّنْهُمَا کی بھی دو صورتیں ہو سکتی ہیں

۱۔ ایک تو یہ کہ اس باب میں تم نے جو اب تک کیا ہے اے اللہ نے معاف کر دیا ہے۔ (مدارک التنزیل - الحاذن - تفعیم القرآن)

۲۔ یعنی جب قرآن کے کسی حکم کے نزول کے وقت تم نے وضاحت کی خاطر سوال کئے تو خدا تمہیں یہ معاف کر دے گا (عبد اللہ یوسف علی)

۱۰۲:۵ = سَمَّا لَهَا - هَا ضَمِيرٌ وَاحِدٌ تَوْنَتْ غَائِبٌ كَامِرَجٍ امْتِنَاءٌ نَهَيْتُمْ بَلَكُمُ الْمَسْئَلَةَ (پوچھ دریافت - سوال و جواب) معذوف ہے۔ یعنی ایسا ہی مسئلہ اٹھایا تھا ایک قوم نے تم سے پہلے بھی (یہاں قوم سے مراد کسی ایک خاص نبی کی قوم نہیں بلکہ سوال کرنے والوں کی ایک جماعت یعنی کئی سوال کرنے والوں نے ایسے سوال کئے تھے مثلاً حضرت صالح علیہ السلام کی قوم نے اونٹنی کے حلق اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے اللہ تعالیٰ کو بالجہر دیکھنے کے متعلق - حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قوم نے المسائدہ کے متعلق)

= ثُمَّ اصْبَحُوا يَوْمَافِي كُفْرٍ - بَهَا بمعنی بقرہ العمل بھا مراد ہے پھر وہ منکر ہو گئے اس وضاحت پر عدم عمل کی وجہ سے۔ پھر وہ ان احکام کا انکار کرنے والے ہو گئے۔

۱۰۳:۵ = بِحَيْثُكَ - مَبْرُورٌ نَفْعٌ بِمَعْنَى مَفْعُولَةٍ - کان پھٹا۔ بَعَثْتُ الْعَيْنُ - میں نے اونٹ کے کان اچھی طرح کاٹ ڈالے۔ اہل عرب کی کفر کی رسموں میں سے ایک یہ تھی کہ اگر کسی بت کے لئے کسی مویشی کی نذر مانتے تو اس کے کان پھاڑ دیتے نشان کے لئے اور اس کو بحیرہ کہتے۔

= سَائِبَةٍ - عرب کے زمانہ جاہلیت میں وہ جانور جو بت کے نام کر کے چھوڑ دیا جاتا تو اسے سائبہ کہتے تھے۔ سَائِبٌ يَسِيرٌ (ضرب) بے مقصد گھومنا۔ جانور کا آزاد کرنا۔ سائبہ وہ اونٹنی جو تمام مشقت سے آزاد کر دی گئی ہو۔

یہ جانور سائبہ بھی بے روک ٹوک بدرجہ چاہے پھرتا رہتا۔ کوئی اس کو روکتا نہ تھا = وَصِيْلَةٍ - وہ نوحیہ اونٹنی جس کے سب سے پہلے حمل میں مادہ بچہ ہو اور دوسرے حمل میں بھی مادہ ہو۔ اس کو وصیلہ کہا جاتا تھا کیونکہ دو متواتر دو حملوں میں مادہ بچے ہوتے۔ درمیان میں نہ پیدا نہیں ہوا۔ دونوں مادہ بچے متصل پیدا ہوئے اس لئے

وہ اونٹنی وصیلہ کہلاتی تھی۔ اس اونٹنی کو مشرک بتوں کے نام پر مچھوڑ دیتے تھے اور اس کا دودھ نہیں دوتے تھے۔

= حَام - حَامِی - جو آنے والا اونٹ۔ جس اونٹ کی پشت سے دس بچے پورے ہوتے یعنی سواری اور بوجھ کے قابل ہو جاتے تو اس اونٹ پر لادنا موقوف کر دیتے اور چائے یا پانی پر سے نہ ہٹاتے۔ اسے حامی کہتے۔

۱۰۵:۵ = عَلَیْکُمْ اَنْفُسُکُمْ - اپنے نفسوں کی حفاظت کرو۔ تم پر اپنی جانوں کا فکر لازمی ہے
۱۰۶:۵ = شَہَادَۃٌ بَیْنَکُمْ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْکُمْ اَپس میں تمہاری گواہی تم میں سے دو معتبر اور صاحب عدل شخص ہیں۔

= اَوْ اَخْرَاجَ یَادُو اور شخص مِّنْ غَیْرِکُمْ۔ غیروں میں سے۔ غیر مسلم (جہور)
= تَحْبِسُوْهُنَّ۔ تم ان دونوں کو روک لو۔ حَبَسَ یَحْبِسُ (ضَوْبَ) روکے رکھنا مضار
جمع مذکر ماضی۔ مِمَّا ضَمیر تثنیہ مذکر غائب۔

= اِنْ اِزْتَبَسْتُمْ۔ اگر تم شک میں پڑے۔ اگر تمہیں شک پڑ جائے۔ اِزْتَبَسْتُ (افتعال)
رَبَّیْتُ۔ (مادہ)

= لَا تَشْتَرِیْ بِہ..... لَیِّنَ الْاُتْمِیْنِ۔ یہ الفاظ جن گواہان سے قسم لیا جا رہی ہے وہ کہیں گے۔

۱۰۷:۵ = عَثَرَتْ عَلٰی۔ اسے اطلاع کو دی گئی۔ اسے خبر کو دی گئی (باب نصر۔ ضروب) عَثَرْتُ
سے جس کے معنی بغیر چاہے کسی چیز پر مطلع ہو جانے کے ہیں ماضی مجہول واحد مذکر غائب۔
عَثَرْتُ یَعَثَرُ عِثَارًا وَعَثُوْرًا۔ کے معنی گر پڑنے کے ہیں۔ اور مجازاً اس کا استعمال کسی شخص کے اچانک بلا طلب کسی بات پر مطلع ہو جانے کے لئے ہوتا ہے۔

وَكَذٰلِکَ اَعَثَرْنَا عَلَیْہِم۔ (۲۱:۸) اور اسی طرح ہم نے لوگوں کو ان کے حال سے
باخبر کر دیا۔ یعنی لوگوں کے قصد کے بغیر ہی ہم نے ان کے حال پر مطلع کر دیا۔

= اِسْتَحَقَّ۔ وہ دونوں حقدار ہوئے۔ اِسْتَحَقَّ قَاتِلُ مَاضِی کا صیغہ تثنیہ غائب اِسْتَحَقَّ اَللّٰہُ
وہ دونوں گناہ کے مرتکب ہوئے۔ یا کسی گناہ کے سزاوار ہوئے۔ گناہ کر کے مستحق سزا
ہوئے۔

= اِسْتَحَقَّ عَلَیْہِم الْاَدْلِیْنِ۔ پہلے دونوں نے جن کا حق ضائع کیا تھا۔
= فَيَقْسِمُ۔ پس وہ دونوں قسم اٹھاویں یعنی وہ دوئے گواہ جو حقداروں میں سے

لئے جاویں۔ مضارع تنیہ مذکر غائب اِشْتَامُ (اَضَالَ) مصدر

= لَشَهَادَتِنَا..... إِذَا لَمِعَ الظَّالِمِينَ۔ یہ قسم کے الفاظ وہ دو نئے گواہ کہیں گے جو کہ حقداروں میں سے لئے گئے ہیں۔

۵: ۱۰۸ = اَذْنٰی = زیادہ نزدیک۔ زیادہ کم۔ جب یہ اکبر کے مقابلہ میں ہو تو ا صغر کے معنی دیتا ہے اور جیب خیر کے مقابلہ میں ہو تو اذل کے معنی دیتا ہے اور جیب اقصٰی (دور) کے مقابلہ میں ہو تو نزدیک کے معنی دیتا ہے۔ یہ ذاب اور ذنی کا اسم تفضیل ہے۔ پہلی صورت (ذاب سے) اقرب (نزدیک) اور دوسری صورت میں اذل کے معنی میں آتا ہے۔

= يٰۤاٰتُوْا۔ مضارع جمع مذکر غائب۔ اصل میں يٰۤاٰتُوْا مَآ۔ اَنْ کے عمل سے نون گر گیا۔ يٰۤاٰتُوْا ب۔ وہ لائیں۔ اَنْ يٰۤاٰتُوْا بِالشَّهَادَةِ کہ وہ گواہی دیں۔

= عَلٰی وَّجْهِهَا۔ کما حقہ۔ جیسا کہ چاہئے۔ ٹھیک ٹھیک۔

= اَنْ تَرَدَّ اَيْمَانُ بَعْدَ اَيْسَابِهِمْ۔ (یا وہ خوف کھائیں کہ) ان کی قسموں کے بعد قسم کو (وارثان میت کی طرف) لوٹایا جائے گا۔ یعنی ان کی قسم پر دوسرے فریق کی قسم لی جائے گی۔ اور ان کی قسم کی تردید ہو جائے گی۔

آیات نمبر ۱۰۶-۱۰۷-۱۰۸۔ مطلب یہ ہو گا اے ایمان والو! جب تم میں سے کسی کی موت کا وقت آجائے۔ اور وہ وصیت کر رہا ہو تو اس کے لئے شہادت کا نصاب یہ ہے کہ ہتھاری جماعت میں سے دو صاحب عدل آدمی گواہ بنائے جائیں۔

یا اگر تم سفر کی حالت میں ہو اور وہاں موت کی مصیبت پیش آجائے۔ تو غیر مسلموں ہی میں سے دو گواہ لے لئے جائیں۔ پھر اگر کوئی شک پڑ جائے تو نماز کے بعد دونوں گواہوں کو (مسجد میں) روک لیا جائے۔ اور وہ خدا کی قسم کھا کر کہیں کہ۔

”ہم کسی ذاتی فائدے کے عوض شہادت بیچنے والے نہیں ہیں اور خواہ ہمارا کوئی رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو (ہم اس کی رعایت کرنے والے نہیں) اور خدا کے واسطے کی گواہی کو ہم چھپانے والے ہیں اگر ہم نے ایسا کیا تو گنہگاروں میں شمار ہوں گے۔ لیکن اگر پتہ چل جائے کہ ان دونوں نے اپنے کو گناہ میں مبتلا کیا ہے تو پھر ان کی جگہ دو اور شخص ان لوگوں میں سے کھڑے ہوں جن کا حق پچھلے دو گواہوں نے مارنا چاہا تھا۔ اور وہ خدا کی قسم کھا کر کہیں کہ ہماری شہادت ان کی شہادت سے زیادہ برحق ہے اور ہم نے اپنی گواہی میں کوئی زیادتی نہیں کی ہے۔ اگر ہم ایسا کریں تو ظالموں میں سے ہوں گے“

اس طریق سے زیادہ توقع کی جاسکتی ہے کہ لوگ ٹھیک ٹھیک شہادت دیں گے یا کم از کم اس بات کا ہی خوف کریں گے کہ ان کی قسموں کے بعد کہیں ان کی تردید نہ ہو جائے اللہ سے ڈرو اور سنو! اللہ نافرمانی کرنے والوں کو اپنی رہنمائی سے محروم کر دیتا ہے۔

(تفہیم القرآن)

۱۰۹:۵ — مَسَآخِرُ أَوْبَتُهُ۔ تمہیں کیا جواب دیا گیا۔ اِجَابَةُ جِس کے معنی جواب دینے کے ہیں۔ ماضی مجہول جمع مذکر حاضر۔

یعنی جب تم نے لوگوں کو دین حق کی دعوت دی تو اس کے رد عمل میں ان کا کیا جواب تھا۔ انہوں نے کہاں تک اسے قبول کیا اور کہاں تک اس کے منکر ہوئے۔

لَا عَلِمَ لَنَا۔ ہمیں کوئی علم نہیں۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ ان کو سرے سے اس بات کا علم ہی نہ تھا۔ کہ ان کی تبلیغ کا کیا اثر ہوا۔ اس جواب کی مختلف وجوہ بیان کی جاتی ہیں۔

۱۔ یہ کہ یوم حشر کی ہولناکی کی وجہ سے مخاطبین دین حق کے رد عمل کا مفصل بیان بڑا مشکل ہو گا۔

۲۔ یہ کہ کمال انکساری کی وجہ سے۔ کہ اے خدا ہمارا علم تیرے علم کے مقابل میں اس قدر حقیر اور نامکمل ہے کہ نہ ہونے کے برابر ہے۔

امام فخر الدین رازی رح فرماتے ہیں کہ۔

قَالُوا لَا عِلْمَ لَنَا لَا نَكَ تَعْلَمُ مَا أَظْهَرُوا وَمَا أَضْمَرُوا وَنَحْنُ لَا نَعْلَمُ إِلَّا بِمَا أَظْهَرُوا
فَعِلْمُكَ فِيهِدِ الْفَنِّ مِنْ عِلْمِنَا فَلِهَذَا الْمَعْنَى نَعْلَمُ الْعِلْمَ عَنِ الْفَسْهَدِ لِأَنَّ عِلْمَهُمْ
عِنْدَ اللَّهِ كَلَامٌ عَلَمٌ۔ (انہوں نے) جواب دیا (اے اللہ) تو ان کے (مخاطبین کے) ظاہر اور
باطن کو جانتا ہے۔ اور ہم ان کے ظاہر کو جانتے ہیں۔ نیز اعلیٰ ان کے بارہ میں ہمارے علم سے کہیں
زیادہ عمیق اور دقیق ہے بدین وجہ انہوں نے اپنی طرف سے لاعلمی کا اظہار کیا۔ کیونکہ ان کا علم
اللہ تعالیٰ کے علم کے سامنے نہ ہونے کے برابر ہے۔

۳۔ یہ کہ ہمارا علم نہ ہونے کے برابر ہے کیونکہ ہم اپنی زندگی میں ان کے ظواہر سے باخبر ہے لیکن
مرنے کے بعد ہمیں کوئی علم نہیں کہ انہوں نے کیا کیا عمل کئے اور ان کا رد عمل کیا رہا۔ اس کا علم تو ہی
رکھتا ہے۔

ایسا ہی جواب حضرت عبید بن جراح رضی اللہ عنہ نے آیت ۱۱۷:۵ میں دیا۔ وَكَنتَ عَلِيمٌ شَهِيدًا مَّا
دُمْتُ فِيهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنْتُ أَنتَ الرَّقِيبُ عَلَيْهِمْ۔ میں ان پر گواہ رہا جب
دُمتُ فیہم فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیہم۔

تک میں ان میں رہا پھر جب تو نے مجھے اٹھایا تو تُو ہی ان پر نگران تھا۔
 = عَلَا مٌ۔ حملہ سے مبالغہ کا صیغہ ہے۔ خوب یا نئے والا۔

عَلَا مٌ الْغِيُوْب۔ ایسا زبردست جاننے والا جو ہر طرح کی معلومات کا ان کے گونا گوں ہونے کے باوجود علم رکھتا ہو۔ جو اُس موجود ہے اُسے بھی جانتا ہے جو آئندہ ہوگا اُسے بھی جانتا ہے جو ظاہر ہے اُسے بھی باقائے ہے اور جو پوشیدہ ہے اُسے بھی۔ جو تھا۔ جو ہے۔ جو ہوگا سب کچھ جانتا ہے۔

۵: ۱۱۰۔ اَيَّدْتُكَ۔ میں نے تیری مدد کی۔ اَيَّدْتُ تَاْمِيْنُ (تغییل) سے بمعنی مدد دینا۔ قوت دینا۔ اَيَّدْتُ ماضی کا صیغہ واحد مکمل ک ضمیر مفعول پر

= بِرُوْحِ الْقُدُس۔ جبرائیل علیہ السلام کے ذریعے۔ روح القدس سے مراد حضرت جبرائیل علیہ السلام ہیں یا روح القدس سے مراد پاک مقدس روح ہے کیونکہ ارواح اپنی ماہیت کے لحاظ سے مختلف ہیں۔ کچھ روحیں مقدس پاک۔ نورانی اور مشرف ہیں اور کچھ ارواح غیث۔ مکدر اور آلودہ ہیں یہاں مراد کہ ہم نے ایک پاک۔ صاف۔ مقدس ملنے روح سے نوازا۔

= اَلْمُهَيِّد۔ اسم۔ گہوارہ۔ مراد شیر خوارگی کا دہرا۔ یا ماں کی گود میں فِي الْمُهَيِّد۔ بحالت طفولیت۔ = كَهْلًا۔ ادھیڑ عمر کا آدمی جس کے کچھ بال کالے اور کچھ سفید ہو گئے ہوں۔ بحالت کھولت۔

كَهْلًا حال ہے حمله تَكَلَّمَ النَّاسُ ذوالحال ہے

= تَكَلَّمَ النَّاسُ تو باتیں کرتا ہے تَكَلَّمَ سے مضارع واحد مذکر حاضر۔

تَكَلَّمَ النَّاسُ فِي الْمُهَيِّد كَهْلًا یعنی بحالت طفولیت و کھولت ہر دو حالت میں تو باتیں کرتا تھا دلائل و براہان سے۔

= وَاِذْ عَلَّمْتُكَ۔ اس کا عطف اِذَا اَيَّدْتُ تَكُّ پر ہے۔

= اَلْكِتٰب سے مراد تورات ہے۔ تمہیں کتاب کی تعلیم کی اور تورات کو پڑھنا اذ کھنا سکھایا جو موسیٰ کلیم اللہ پر اتاری گئی تھی۔ حدیث میں بھی توراۃ کا لفظ ہے۔ اور اس سے مراد تورات بھی اور دوسری اب بھی۔ ابن کثیر۔ الکتب بمعنی الخط۔ لکھنا پڑھنا۔

الطَّيْن۔ گارا۔ مٹی۔ خاک۔ مٹی اور پانی کا آمیزہ

= كَهْفِيْنَةً۔ ك۔ بمعنی مثل۔ مانند۔ ہیئت۔ اسم صورت۔ شکل۔

= فَتَفْخُ۔ تو پھونک مارتا ہے۔ فَفَخَّ سے واحد مذکر حاضر۔

= فِيْهَا۔ میں حاضر ضمیر واحد مؤنث غائب حیثہ کی طرف راجع ہے۔

== تَبْرِيءٌ - تو تندرست کرتا ہے۔ تو صحت یاب کرتا ہے اِنْبَاءٌ سے بَرِئٌ - مادہ - مضارع واحد مذکر حاضر - فعل بافاعل

== اَلَا كَمْ - مادر زاد اندھا۔ کَمْ وَاوَد یعنی نابینا۔ صفت مشبہ کا صیغہ ہے تَبْرِيءٌ کا مفعول ہے۔
== اَبْرَصَ - کوڑھی۔ اس کا عطف اَلَا كَمْ ہے۔

== تَخْرُجُ الْمَوْتَى - تو مردوں کو (قبر سے زندہ حالت میں) نکالتا تھا۔

== كَفَعْتُ - میں نے روک دیا تھا كَفَعْتُ بَيْنَ (اسْتَوَاثِيلَ عَنكَ) - میں نے بنی اسرائیل کو تیرے قتل سے روک دیا تھا۔

اس آیت میں جہاں خداوند تعالیٰ نے ان احسانات اور انعامات کا ذکر کیا ہے جو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر فرمائے گئے تھے لیکن اِذْ تَخْلُقُ سے لے کر تَخْرُجُ الْمَوْتَى بِاِذْنِی تک بار بار لفظ بِاِذْنِی (میرے حکم سے) فرمایا ہے۔ جس سے یہ ذہن نشین کرانا مقصود کہ یہ تمام خسرانی عادت کام محض اللہ تعالیٰ کے حکم پر تھا ہے ہاتھوں سر انجام ہوتے تھے کیونکہ حقیقت میں وہی ذات باری تعالیٰ خالق کل ہے اور شافی الامراض ہے۔ اور مردوں کو زندہ کرنے والی ہے مخلوق میں بذاتِ خود کوئی ایسی قدرت نہیں رکھتا۔

۵: ۱۱۱ = اَلْحَوَارِیْنَ - حواری جمع کا صیغہ اس کا معرذ حَوَادِیْ ہے جو حَوْر سے مشتق ہے جس کے معنی سپیدی کے ہیں۔ یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اصحاب کا خطاب ہے ان کو سپیدی سے نسبت اس لئے دی گئی کہ ان کے کپڑے سفید تھے یا بقول بعض وہ دھوبی تھے اور کپڑے دھو کر صاف کیا کرتے تھے اور حواری غلطی زبان میں دھوبی کو کہتے ہیں۔

== اَوْحَيْنَا - یہاں وحی سے مراد الہام ہے یعنی میں نے بذریعہ الہام ان کے دلوں میں ڈالا۔ اِذْ اَوْحَيْنَا ... الا یہ کہ یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ جب ہم نے حواریوں کے دل میں بذریعہ الہام یہ بات ڈال دی کہ وہ مجھ پر اور میرے رسول پر دل سے ایمان لے آویں تو انہوں نے تمہاری دعوت الی الحق سُنکر اسے قبول کر لیا۔ اور تمہیں کہنے لگے، ہم ایمان لے آئے ہیں اور (مے پیغمبر) تم گواہ رہو کہ ہم مسلمان ہیں۔

۵: ۱۱۲ = هَلْ يَسْتَطِيعُ رَبُّكَ - کیا تیرا رب یہ کر سکتا ہے۔ يَسْتَطِيعُ مضارع واحد مذکر غائب استطاع استعمال مصدر حواری تو قبل ازیں دل میں مسلمان ہو چکے تھے اس لئے ان کا یہ کہنا کہ کیا تیرا رب یہ کر سکتا ہے کسی شک پر مبنی نہ تھا۔ بلکہ جیسا کہ کلام مابعد و لَطْمَیْنِ قُلُوبِنَا سے واضح ہے۔ محض مزید اطمینانِ قلب اور تقویتِ ایمان کی خاطر انہوں نے مادہ طلب کیا تھا۔ جیسا کہ

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا تھا۔ رَبِّ ارِنِي كَيْفَ تُحْيِي الْمَوْتَىٰ اَوْرِخَا تَعَالٰی كے ارشاد اَوَّلَمَ تَوْفِيْنٌ پَر فرمایا تھا بَلٰی وَلٰكِنْ لِّيَبْلُوْا فِیْهِ (۲: ۲۶۰) لیکن میں دیکھنا اس لئے چاہتا ہوں کہ میرا دل اطمینان حاصل کرے۔

== مَائِدَة - کھانا جو دسترخوان پر چنا ہوا ہو۔ یادہ دسترخوان جس پر کھانا پنا ہوا ہو۔
= اَتَقُوا اللّٰهَ - اللہ سے ڈرو اور ایسے سوال مت کرو جو اب شرط ہے۔ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ
شرط ہے عموماً جو اب شرط شرط کے بعد ہی آتا ہے۔ لیکن عربی ادب میں اور دیگر زبانوں میں بھی اکثر جو اب شرط کو شرط سے قبل لایا جاسکتا ہے

۵: ۱۱۴ = تَوَفَّيْنِيْ - تو نے مجھے اٹھایا۔ تو نے مجھے قبض کیا۔ تو نے مجھے وفات دی۔
تَوَفَّيْتُ تَوَفَّيْتُ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر حاضر ہے۔ ن وقایہ ی ضمیر واحد متکلم۔
تَوَفَّيْتُ کے اصل معنی لغت میں کسی چیز کو کامل طور پر قبضہ میں لینے کے ہیں۔ جیسے نیند کی حالت میں ہوش کو پورے طور پر اٹھالیا جاتا ہے یا موت کے وقت روح پورے طور پر قبض کر لی جاتی ہے۔ تَوَفَّيْتُ کا استعمال موت کے لئے کیا جاتا ہے۔ لیکن یہ اس کے حقیقی اور لغوی معنی نہیں ہیں بلکہ مرادی اور تعمیری معنی ہیں۔
= الرَّقِیْبُ عَلَیْهِمُ۔ الرَّقِیْبُ۔ نگہبان۔ خبر رکھنے والا۔ محافظ۔ راہ دیکھنے والا۔ کُنْتُ کی خبر ہے۔



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
(٦) سُورَةُ الْأَنْعَامِ (٥٥)

۱۶ = ثَمَّ حرف عطف ہے۔ لیکن کوئی دوسرا حرف عطف اس کے قائم مقام نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ معنی عطف پر دلالت کے ساتھ ساتھ کفار کی نادانی اور ان کے عقیدہ کی قباحت کو بھی میاں کر رہا ہے ثَمَّ دالۃ علیٰ قبیح فعل الکافرین (قرطبی)

= یَعِدُ لُوْنٌ - مضارع جمع مذکر غائب عَدَلَ - مصدر - (باب ضرب)

یعنی وہ الوہیت میں اپنے معبودانِ باطل کو خداوند تعالیٰ کا ہمسرا اور اس کے برابر بنائے ہوئے ہیں۔ (وہ عدل و انصاف کرتے ہیں یہاں یہ معنی مراد نہیں) یہاں یَوَدُّ یَعِدُ لُوْنٌ کو وَ هُمْ یَمُشِرُ کُوْنٌ (۱۱۶: ۱۰۰) کے ہم معنی لیا گیا ہے۔

بعض نے اس کو عَدُوْلٌ سے مشتق لیا ہے اور یَوَدُّ یَعِدُ میں ب بمعنی عَنْ مراد لیا ہے یعنی عَنْ رَبِّ یَعِدُ لُوْنٌ اپنے رب کی حکم عدولی کرتے ہیں۔ اسی معنی میں قرآن مجید میں آیا ہے بَلْ هُمْ قَوْمٌ یَعِدُ لُوْنٌ (۲۴: ۶۰) بلکہ یہ لوگ راستہ سے الگ ہوئے ہیں۔

۲: ۶ = قَضٰی - مقرر کر دیا۔ ماضی واحد مذکر غائب قَضَاءٌ مصدر - قضاء میں فیصلہ کر دینا یا کر لینا۔ کسی بات کے متعلق آخری ارادہ یا حکم یا عمل کو ختم کر دینا کا مفہوم ضرور موجود ہوتا ہے۔

سیاق کی مناسبت سے مختلف معانی مراد ہوتے ہیں۔ بنانا۔ پورا کرنا۔ عزم کرنا۔ فیصلہ کرنا۔ حکم جاری کرنا۔ حکم دینا۔ مقرر کرنا۔ قطعی وحی بھیج کر اطلاع دینا۔ مقرر کرنا۔ حاجت پوری کر کے قطع تعلق

کر لینا۔ فارغ ہونا۔ مرجانا۔ مار ڈالنا۔ ان سب معانی کے لئے قضا کا استعمال قرآن مجید میں ہوا ہے اور اس آیت میں مراد مقرر کی ہے

= اَجَلًا - میعاد۔ قَضٰی اَجَلًا - یعنی اس نے موت کے وقت کا فیصلہ کر چھوڑا ہے۔ اَجَلًا مفعول ہے قَضٰی کا۔

= وَاَجَلَ مَسْمٰی عِنْدَکَ - اَجَلَ - ایک دوسری مدت - مَسْمٰی - طے شدہ - نامزدہ - مقرر کردہ شدہ - اور اول الذکر میعاد کے علاوہ جو زندگی اور موت کے متعلق ہے ایک دوسری مدت بھی اس

کے ہاں طے شدہ ہے یعنی اس کا وقت بھی متعین ہے جو صرف اس کے علم میں ہے۔

= ثَمَّةٌ - بعد وہی مفہوم ادا کرتا ہے جس کے لئے یہ لفظ پہلی آیت میں استعمال ہوا ہے۔

= تَمَوَّدُونَ - تم شک کرتے ہو۔ تم تردد کرتے ہو۔ اِمْتِنَا اَوْ اَفْتِنَا (سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ اِمْتِنَا کے معنی ہیں کسی ایسی چیز کی بابت تجت کرنا اور محکوم کرنا کہ جس میں شک و شبہ یا تردد ہو۔

۴۱۶ = مَعْرِضِينَ - اعراض کرنے والے۔ منہ موڑنے والے۔ اجتنب کرنے والے۔ اِعْوِضُوا (افعال) سے۔ اسم فاعل جمع مذکر منصوب۔

= كَذَّبُوا بِالْحَقِّ - انہوں نے حق کو جھٹلایا۔ اَلْحَقُّ مفعول بہ ہے كَذَّبُوا کا۔

= اَنْبَاؤُ - اَلْبَسُوْ - خبریں۔ حقیقتیں۔ بِنَا کی جمع۔ جس کا بڑا فائدہ اور یقین یا ظن غالب حاصل ہو۔ اسے بِنَا کہا جاتا ہے۔ جس خبر میں یہ باتیں موجود نہ ہوں اس کو بِنَا نہیں بولتے۔ کیونکہ اس وقت تک کوئی خبر بِنَا کہلانے کی مستحق نہیں ہوتی جب تک کہ وہ شبابہ کذب سے پاک نہ ہو۔ جیسے وہ خبر جو بطریق تو اترا ثابت ہو یا جس کو اللہ رسول نے بیان کیا ہو۔

۶: ۶ = قُرُونٍ سِنِيْنَ - عورت کے گیسو، بالوں کا بٹا ہوا حصہ (چٹی)، زمانہ۔ ایک زمانہ کے لوگ۔

قُرُونُ الشَّمْسِ - سورج کا کنارہ۔ عمر۔ سن۔ هُوَ عَلَى قُرُونٍ - وہ میرا ہم عمر ہے۔ ۱۰ - ۲۰ - ۳۰ - ۴۰ - ۵۰۔

۱۲۰ سال کو بھی قرن کہتے ہیں۔ قرن کی جمع قرون ہے۔ یہاں مراد

وہ قوم جو کسی ایک زمانہ میں ہو۔

= مَكْنُفَةً - ہم نے ان کو با اقتدار بنایا۔ ہم نے ان کو جہاد عطا کیا۔ تَنَكُّبُكُمْ تَفْعِيلٌ سے ماضی

جمع مکمل۔ مَكْنُ يَفْكُنُ (باب کوئم) حاکم کے پاس مرتبہ حاصل کیا۔ اَمْكُنْ - يُمْكُنُ (افعال)

باقتدار ہونا۔ قابو پانا۔ کسی جگہ پر قدرت حاصل کرنا۔ باب کوئم - افعال سے فعل لازم آئیگا

اور تفعیل سے متعدی۔

= السَّمَاءُ - اى المطر - یعنی بارش۔ کیونکہ یہ اوپر سے آتی ہے۔

= مِذْرَارًا - دَرَّ اور دَرَّو سے بہت برسنے والا۔ لگاتار برسنے والا۔ (صیغہ مبالغہ)

سَّمَاءٌ - مِذْرَارٌ - لگاتار اور بکثرت برسنے والا مینہ۔ قرآن مجید میں دوسری جگہ آیا ہے يُزِيلُ

السَّمَاءَ عَلَيْكُمْ مِثْرَةَ آَارٍ - (۷۱ - ۱۱) وہ تم پر لگاتار مینہ برسانے گا۔

= مِنْ تَحْتِهَا - مِنْ تَحْتِ اشْجَارِهَا - مِنْ تَحْتِ بَسَاتِينِهَا - ان کے باغوں میں

= اَنْشَأْنَا - ہم نے پیدا کیا۔ اِنْشَاءٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مکمل۔

۷:۶ = فِي قِطَاطٍ - کاغذ پر لکھی ہوئی صحیفہ کی صورت میں۔ قِطَاطِی کی جمع قِطَاطِیَۃ
 ۸:۶ = لَقَضَىٰ الْأَمْرَ - پھر تو فیصلہ ہی ہو گیا ہوتا۔ پھر تو سارا قصہ ہی ختم ہو گیا ہوتا۔ (ان کی)
 ہلاکت کا فیصلہ ہو گیا ہوتا۔

= لَا يَنْظُرُونَ - مضارع منفی مجہول۔ جمع مذکر غائب۔ ان کو مہلت نہیں دی جائے گی۔
 = لَمَّا نَزَّلْنَا سَ لَا يَنْظُرُونَ تک۔ اگر ہم فرشتہ اتارے تو بات ختم ہی ہو گئی ہوتی۔ قصہ ہی ختم
 ہو گیا ہوتا۔ پھر ان کو مہلت نہ دی جاتی۔

قَضَىٰ الْأَمْرَ کے مختلف معانی کے پیش نظر اس فقرے کے مختلف معانی مفسرین نے
 لئے ہیں۔

۱۔ اگر فرشتہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اتاراجاتا تو فرشتہ کو اس کی اصلی
 صورت میں دیکھ کر معترضین یا تو ہلاک ہو گئے ہوتے یا مجنوں الحواس ہو جاتے۔ لیکن ان دونوں
 صورتوں میں پھر ان کو مہلت دینے کی ضرورت ہی نہیں رہتی۔

۲۔ اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہمراہ فرشتہ ان کی تصدیق رسالت کے لئے یا لوگوں
 کو ڈرانے اور تبلیغ کے لئے اتاراجاتا تو پھر ان کے ایمان لانے یا نہ لانے کا سوال ہی پیدا نہ ہوتا
 اس صورت میں حقیقت آشکار ہو گئی ہوتی اور سوائے اس حقیقت کے اعتراف کرنے کے
 کوئی چارہ کار ہی نہ ہوتا۔ اور نہ ہی مزید مہلت کی ضرورت رہتی۔ پھر تو صرف حساب لینا ہی باقی رہ جاتا

۹:۶ = لَوْجَعَلْنَا - اگر ہم بناتے کسی فرشتہ کو نبی ۶ ضمیر واحد مذکر بنی (مخدوم) کے لئے
 ہے۔ لَجَعَلْنَا دَجَلًا - تو ہم اس کو ضرور انسان کی شکل میں بناتے۔ اس میں ۶ ضمیر
 مَلَكًا کی طرف راجع ہے۔ انسانی شکل میں بنانے کی ضرورت اس واسطے کہ فرشتوں کی اصلی
 صورت غیر مرقی ہے جسے مادی آنکھ نہیں دیکھ سکتی۔

= لَلْبَنَّا عَلَيْهِمْ - لَبَسَ عَلَيْهِ (صَوَّب) کسی پر معاملہ کو مشتبہ یا مغلوط کر دینا۔ ہم ان کے
 لئے حقیقت کو مشکوک کر دیتے۔

(یا خود ہی پھر بات مشکوک ہو جاتی کیونکہ جب فرشتہ انسان کی شکل میں آتا ایک مزید شک
 یہ پیدا ہو جاتا کہ یہ حقیقتاً فرشتہ ہے یا پھر انسان ہی ہے)۔

= مَا يَلْبِسُونَ اٰی مایلبسون علی الفہم جس شک میں انہوں نے خود اپنے آپ کو
 ڈال رکھا ہے۔

۱۰:۶ = اَمْسُخَرِیْ بَ اس سے ٹھٹھا کیا گیا۔ (رسولوں کے ساتھ ٹھٹھا کیا گیا تھا اور ان کا

مذاق اڑایا گیا تھا، ماضی مجہول کا صیغہ واحد مذکر غائب۔

== حَاقَّ - حَاقَّ يَحِيقُ (ضَوَّبَ) اس نے گھیر لیا۔ وہ الٹ پڑا۔ وہ نازل ہوا۔ حقیق مادہ
== سَخِرُوا - سَخِرَ - انہوں نے ہٹھکایا۔ مذاق کیا۔ انہوں نے ہنسی کی۔
فَحَاقَ يَسْتَهْزِئُونَ۔

حَاقَّ فعل۔

مَا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ فاعل۔
الَّذِينَ سَخِرُوا مِنْهُمْ - مقول۔

جس حقیقت کا وہ مذاق اڑایا کرتے تھے اس نے ان مذاق اڑانے والوں کو سزا
دینے کے لئے آگھیرا۔ نیز ملاحظہ ہو (۲۱: ۴۱)

۱۲: ۶ = لَمَنْ - کس کا ہے۔ مَنْ استنبہا یہ ہے۔

كُتِبَ عَلَى نَفْسِهِ الرَّحْمَةُ - رحمت فرمانے کو اس نے اپنے اوپر لازم اور واجب
کر لیا ہے۔ یہاں واجب سے مراد یہ ہے کہ اس نے رحمت کرنے کا وعدہ، نوکدہ کر لیا ہے۔
۱۳: ۶ = سَكَنَ - وہ ٹھہرا۔ وہ بساؤ رہا۔ اس نے آرام پکڑا۔ سکون جس میں حرکت کرنے
کی صلاحیت ہو اس کے حرکت نہ کرنے کا نام ہے۔

۱۴: ۶ = فَاطِرَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ - اللہ تعالیٰ کی صفت ہے

== وَلَا تَكُونُوا مِنْ قَوْمِ لُوطٍ - فعل نہی با نون تفضیل۔ قوم گزرتہ ہو۔ لَا تَكُونُوا سے قبل وَقِيلَ لِنَبِيِّ
مُحَذِّفٍ ہے۔ یعنی مجھ سے یہ بھی کہا گیا کہ تم شرک کرنے والوں میں سے مہرگز نہ بننا۔

۱۶: ۶ = يَصْرَفُ (ضرب) صَرَفَ - مصدر۔ مضارع مجہول مجزوم واحد مذکر غائب
صَرَفَ يَصْرِفُ صَرَفٌ - وہ ہٹا لیا جائے گا۔ وہ بچا لیا جائے گا۔ اس سے ٹال دیا جائے
== عَنْهُ میں ہ ضمیر واحد مذکر غائب۔ عذاب کی طرف راجع ہے۔

== فَقَدْ رَحِمَهُ - توفیقاً رحم فرمایا اللہ تعالیٰ نے اس پر کہ اس کی ضمیر مَنْ کی طرف راجع ہے

۱۷: ۶ = يَمْسِكُ - مضارع مجزوم بوجہ عمل اِنْ - واحد مذکر غائب مَسَّسَ

(باب سمع) لگائے۔ پہنچائے۔ اَلْمَسَّسُ کے معنی اچھونا کے ہیں اور اَلْمَسَّسُ کے ہم معنی
ہے لیکن اَلْمَسَّسُ کسی چیز کے تلاش کرنے کو بھی کہتے ہیں اور اس میں یہ مزدی نہیں کہ وہ چیز مل ہی جائے
لیکن مَسَّسَ کا لفظ اس وقت استعمال ہوتا ہے جب ماسہ لاس کے ساتھ اس کا اور اک بھی ہو سکنا
عورت سے مجامعت کے مشوں میں بھی استعمال ہوتا ہے جیسے اَنِّي نِكَؤُنِي لِيْ وَلَدٌ وَلَمْ يَمْسَسُوْهُ

بَشَرٌ (۳: ۴۷) میرے ہاں بچہ کیونکر ہوگا حالانکہ کسی انسان نے ہاتھ تو لگایا نہیں (یعنی میرے ساتھ
معاملت نہیں کی) آیت ہذا کے معنوں میں مَسْتَفْعٌ اِثْبَاتًا مَسَاءً وَالصَّوَاءُ (۲: ۲۱۴) ان کو بڑی بڑی
سختیاں اور تکلیفیں پہنچیں۔ ک ضمیر مفعول واحد مذکر حاضر۔

— كَاشِفٌ - اسم فاعل مفرد۔ كَاشِفُونَ اور كَاشِفُونَ - جمع قیاسی كَشَفٌ کھولنا۔
ظاہر کرنا۔ برہنہ کرنا۔ ضرر کو دفع کرنا۔ باب ضرب۔ متعدی اور باب سمع سے لازم آتا ہے یعنی
شکست کھانا۔ كَاشِفٌ ضرر کو دفع کرنے والا۔ تکلیف سے رہائی دلانے والا۔

۶: ۱۸ = اَلْقَاهِرُ - الْقَاهِرُ کے معنی کسی پر غلبہ پا کر اسے ذیل کرنے کے ہیں اور تذلیل
وغلبہ ہر دو کے معنی میں علیحدہ علیحدہ بھی استعمال ہوتا ہے۔ آیت ہذا میں معنی یہ ہوں گے۔ وہ اپنے
بندوں پر غالب ہے۔

وَاَمَّا الْيَتِيمَ فَلَا تَقْهَرْ (۹: ۹۳) تو تم بھی یتیم پر ستم نہ کرو۔ یعنی اسے ذیل نہ کرو
اَلْقَاهِرُ خبر ہے هُوَ مبتدا کی۔

۶: ۱۹ = قُلْ اَيُّ شَيْءٍ اَكْبَرُ شَهَادَةً - اَيُّ شَيْءٍ مقدار اَكْبَرُ خبر شَهَادَةً تميز (لے)
رسول صلی اللہ علیہ وسلم کہہ کہ گواہی کے لحاظ سے کونسی چیز سب سے بڑی (معتبر) ہے۔

یہ اس سوال کے جواب میں ہے جو کبھی کی روایت کے مطابق کفار مکہ نے کیا تھا۔
اِدِنَا مَنْ يَشْهَدُ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ - آپ نے ان سے پوچھا جواب میں کہ کونسی شہادت
سب سے معتبر ہے اور پھر فرمان خداوندی کے مطابق ان کو بتایا۔ اَللّٰهُ شَهِيدٌ بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ
میرے اور تمہارے درمیان اللہ گواہ ہے۔

بعض کے نزدیک اللہ پر وقف ہے۔ اور یہ پہلے سوال اَيُّ شَيْءٍ اَكْبَرُ شَهَادَةً کا جواب
اور شَهِيدٌ بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ نیا جملہ ہے۔ اور اس سے پہلے وَهُوَ مَحْذُوفٌ سمجھا جاسیگا۔
لَا تَنْذِرُكُمْ۔

— لَا تَنْذِرُكُمْ۔ اَنْذَرْتُ سے مضارع ہے اور بوجہ عمل لام منصوب ہے۔ یہ لام
لام کئی کہلاتا ہے لام کئی کے بعد اَنْتَ مقدم ہے جو مضارع کو نصب دیتا ہے۔ صیغہ واحد
متکلم کُمُ ضمیر مفعول جمع مذکر حاضر تاکہ میں تم کو ڈراؤں

— مَنْ يَنْبَغُ - لَا مَنَ دَمَن بَلَّغَ هَذَ الْقُرْآنُ - تاکہ جس جس کو یہ قرآن پہنچے ان کو
مشنبہ کر دوں۔

— اَنْشَأَكُمْ - الف استفہامیہ اِنَّ حرف مشبہ بالفعل کُمُ ضمیر جمع مذکر حاضر کیا واقعی تم

تَشْهَدُونَ۔ لام تاکید تَشْهَدُونَ مضارع جمع مذکر حاضر۔ تم گواہی دیتے ہو۔
أَشْكُرُكُمْ تَشْهَدُونَ کیا تم واقعی یہ شہادت دیتے ہو۔

۱۸۵۱ اور اس میں اور بھی بہت سی ضرورتیں پوری کرتا ہوں۔ آیتِ مذکور میں پتھروں اور مکڑی کے بنے ہوئے زل کو اللہؑ کہنے کی وجہ سے تخفیر کے طور پر ان غیر ذی العقول اللہؑ کی صفت بجائے جمع کے واحد نمونہ لائی گئی ہے۔

۲۰: = یَخْرِقُونَہ - میں کہ خیر واحد مذکر غائب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں۔ کہ آپ کا لیے مبارک شتمائل۔ صفات تورات اور انجیل میں مذکور ہیں۔

حَسِبُوا النَّفْسَهُمُ - أَهْلَكُوا أَنْفُسَهُمْ - أَرَبَعُوا النَّفْسَهُمْ - (جنہوں نے) اپنے نفسوں کو ہلاکت
 دے گھائے میں ڈال دیا۔ بانکارہم نبوت محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ
 وسلم کی نبوت سے انکار کر کے۔

۲۲: یَوْمَ - مفعول ہے۔ تقدیر کلام ہے اَذْکُورْ یَوْمَ نَحْشُرْهُمْ جَمِیْعًا۔
= قَتْلَ لَایُؤْمِنُوْنَ۔ اِیْ لَا یُؤْمِنُوْنَ یہ۔ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہیں لائیں گے۔

تَوَعُّدٌ - تم دعویٰ کرتے تھے (باب نصر) دَعْمٌ سے مضارع جمع مذکر حاضر دَعَمٌ کا استعمال زیادہ تر دعویٰ باطل اور ایسے قول کے بیان کرنے کے متعلق ہوتا ہے جو مظنہ کذب ہو۔ تحقیق نہ ہو بلکہ مشکوک ہو۔ اس لئے قرآن مجید میں جہاں بھی زعم کا استعمال ہوا ہے مذمت کے لئے ہوا ہے۔

- كُنْتُمْ تَزْعُمُونَ - اے کونتم تو زعموں آئنا تشفع لکھ عیند ریکہ جن کے متعلق تمہارا
زعم تھا کہ وہ خدا کے ہاں تمہاری سفارش کریں گے۔

۲۳: = فِتْنَةٌ اس کا لغوی معنی: پرکھنا اور آزمائش کرنا ہے لیکن یہاں فتنہ سے مراد عذر و بہانہ ہے

۲۴: = ضلّٰ - گم ہو گیا۔ گمراہ ہو گیا۔ ہلاک ہو گیا۔

== مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ = جو بت وہ گھر کر پو جائی کرتے تھے وہ سب بناوٹی معبود گم ہو جائیں گے (یعنی وہ ان کو وہاں نہ پائیں گے۔)

۲۵:۶ == يَسْتَمِعْ اِلَى - کان لگا کر سنتے ہیں

= اَكْتَنَ - كِتَانٌ کی جمع - پرے - غلاف -

= وَفَرَا - اسم مصدر - منصوب - ثقل - گرائی - بہرہ پن -

مطلب یہ ہے کہ ان مشرکین و کفار میں سے بعض تیری باتوں کو کان لگا کر سنتے ہیں لیکن ان کی ہٹ دھرمی - مندر تعصب اور جمود کی وجہ سے ان کے دلوں پر پرے اور ان کے کانوں میں بہرہ پن ہو گیا ہے کہ سننے کے باوجود مذہ کچھ سمجھ پاتے ہیں اور نہ کچھ ان کے پلے پڑتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ان چیزوں کو اپنی طرف منسوب کرنے کی وجہ یہ ہے کہ گواصل سبب ان کی محرومی تو ان کا متواتر اعراض و انکار ہے لیکن سبب پر مستتب ہونا یا متاثر ہونا اثر کا مترتب ہونا قانون فطرت کے تحت ہے جو خدا نے بنایا ہے اس لئے سبب اور متاثر کی بجائے ان کو خود ذات باری کی طرف منسوب کر دیا گیا ہے۔

= اِكْتَنَ اَوْدَ وَفَرَا دونوں جَعَلْنَا کے مفعول ہیں۔

حَتَّى - جب تک - جہاں تک - لیکن یہاں اس کا مطلب یہ ہے کہ پہلے نَكَلْنِ يَبْهِيْهِ اِلَى اَنْهَمُ ان کا اعراض و تکذیب اس حد تک پہنچ چکے ہیں کہ جب بھی وہ تیرے پاس آتے ہیں جھگڑا کرتے ہیں
== يُجَادِلُوْنَكَ مضارع جمع مذکر غائب مُجَادَلَةٌ سے جبدل مادہ - باب مفاعلة - وہ تم سے جھگڑا کرتے ہیں۔

= اِنْ - نافیہ ہے۔

۲۶:۶ == يَكْفُرُوْنَ عَنْهُ - مضارع جمع مذکر غائب كَفَرُ مَعْنَى مصدر (باب فتح) وہ منع کرتے ہیں

وہ روکتے ہیں - عَنْهُ سے مراد عَنْ اِتْلَاعِ التَّوْحِيدِ - صَلَّى اللہ علیہ وسلم۔

= يَنْتَوْنُ عَنْهُ - دور ہوتے ہیں - مضارع جمع مذکر غائب نَامَى مصدر -

۲۷:۶ == وَاقِفُوا - ماضی مجہول - جمع مذکر غائب وَقَفَ اَوْدُقُوْفٌ مصدر - باب ضروب -

جب ان کو روک کر کھڑا کیا جائے گا۔

اِذْ وَقِفُوْا عَلٰی النَّارِ - جب وہ دوزخ کے کنارے لاکھڑے کئے جاویں گے (ماضی

مبغنی مضارع) اس کے معنی یہ بھی ہو سکتے ہیں جب وہ دوزخ کے متعلق مطلع کئے جاویں گے - یا دوزخ کے کنارے پیش کئے جائیں گے - یا علیٰ معنی فتح ہے اور مطلب اس کا یہ ہے کہ جب

وہ نار جہنم میں ڈالے جائیں گے۔

مثال اس کی عَلَى مُلْكٍ سَلِيمَانَ اِی فِی مُلْكٍ سَلِيمَانَ (۱۰۲:۲) حضرت سلیمان علیہ السلام کے عہد حکومت میں۔

= یَلِیْنَتَا۔ یاد حرف تینہ۔ یا حرف نذر جس کا منادی محذوف ہے۔ کِبَتْ حرف مشبہ بفعل تنہا کے لئے متصل ہے۔ نَا اسم۔ اے کاشش ہم۔

= نَزِدُّ۔ مضارع مجہول مع مکمل۔ رَزِدُّ۔ مصدر۔ (باب نصر) ہم پھیر دیئے جائیں یا پھیر دیئے جاتے ہیں۔ ہم لوگ دے جائیں۔ یا لوگ دے جاتے ہیں۔

= وَ لَقَدْ نَزَدَ بَ۔ مضارع منفی منصوب بوجہ جواب تنہا۔ یَلِیْنَتَا نَزِدُّ۔ وَادَّشَلَتْ کے ہے جو تنہا کے جواب میں ہے

= نَزَوْتُ۔ مضارع جمع مکمل منصوب بوجہ جواب تنہا۔

= بَلَّ۔ للاضراب عن الوفاء بساتمقوا۔ ان کے ایفائے تنہا کے رد میں آیا ہے یعنی ان کی یہ تنہا یا آرزو کہ اگر وہ واپس دنیا میں لوٹائے جائیں تو وہ تکذیبِ قرآن سے باز رہیں گے اور مومن بن جائیں گے۔ بالکل غلط اور جھوٹ ہے بلکہ وہ یہ اس لئے کہہ رہے ہیں کہ اب بَدَّ اللَّهُ مَا صَاوَدُوا یُخْفُونَ مِنْ بَلَّ۔ ان کے راز افشا ہو گئے ہیں۔ ان کی جھوٹی قسموں کی حقیقت کھل گئی ہے۔ اور سوائے یہ کہنے کے انہیں کوئی چارہ کار نظر نہیں آتا۔

= بَدَّ ۱۔ ظاہر ہو گیا (باب نصر) بَدَّ ۲ اور بَدَّ ۳ سے جن کے معنی 'کھلم کھلا ظاہر ہو جانے کے ہیں۔ ماضی واحد مذکر غائب۔

= عَاوُوا یُخْفُونَ۔ ماضی استمراری۔ یُخْفُونَ مضارع جمع مذکر غائب۔ اِخْفَاءُ سے وہ چھپایا کرتے تھے۔

= نَعَاذُوا ۱۔ لام جواب نَزِدُّ میں واقع ہے وہ پھر کریں۔ وہ پھر کرتے ہیں۔ عَوَّذٌ مصدر = نَهْوٌ ۱۔ ماضی مجہول جمع مذکر غائب۔ نیز ملاحظہ ہو (۱۶۱:۴)

۲۹:۶ = اِنْ نَافِیَہ ہے۔

= مَبْعُوْنٌ۔ اسم مفعول۔ مع مذکر۔ اٹھائے جانے والے۔ دوبارہ زندہ کئے جانے والے (۳۰:۶) اَلْیَسَىٰ هٰذَا بِالْحَقِّ۔ الاشارة الى البعث۔ دوبارہ اٹھائے جانے کی طرف اشارہ ہے۔ کیا یہ حق نہیں۔

۳۱:۶ = لِقَاءَ۔ حاصل مصدر۔ پیشی۔ ملاقات۔ لَقِیَ۔ یَلْقِیَ لِقَاءً (دَسَمِعَ) استقبال

کرنا۔ پانا۔ ملاقات کرنا۔ لَاقِيَ يُلَاقِي (مفاعلة) مَلَقَاةً۔ آئے سامنے آنا۔ لَمْنَا۔ ملاقات کرنا
= بَعَثَ۔ ایک دم۔ اچانک۔ یکایک۔ بَعَثَ يَبْعَثُ بَعْثًا۔ اچانک آنا۔ یکایک آنا
ناگاہ آنا۔

= يَحْسَرُونَ۔ کلمہ تاسف والے قسمت۔ ہائے انوس۔ یا حرفِ نداء حسرتنا مضاف
مضاف الیہ مل کر مَناوٰی۔ حسرت مَناوٰی حقیقی نہیں۔ صرف کثرتِ حسرت کے اظہار کے
لئے اسے مَناوٰی بنایا گیا ہے۔

= عَلٰی مَا قَرَّرْنَا فِيْهَا۔ اس کو تا ہی پر جو ہم سے اس زندگی میں ہوئی۔ مَناوٰی نہیں ہے
بیانہ ہے۔ فَرَطَ فِيْهِ۔ قَصْرَ فِيْهِ وَضِعَهُ حَتّٰی مَاتَ۔ ترکہ و اغفلہ۔ کوتاہی کرنا۔ غفلت
پر تنا۔ فَرَطَ سے باب تفعیل، افراط و تفریط اسی سے ہے۔ یعنی کسی شے میں معمول سے کمی یا بیشی
کرنا۔ باب تَنْوِیْل میں تفسیر اور کوتاہی کرنے کے معنی میں مستعمل ہوتا ہے۔

= يَحْمِلُوْنَ۔ وہ اٹھائیں گے۔ اٹھائے ہوئے ہوں گے۔

= اَدْرَاَهُدْ۔ اُن ۔۔۔ اَدْرَاَ جمع ہے وَذَرَكِ

= اَلَا۔ حرف تنبیہ۔ اور مرد۔ اَسْمَدَار۔ خبر دار گمان لو، سُن لو۔

= مَسَاءً۔ سَاءَ يَسُوْءُ رَاصِعٌ۔ سے۔ فَعِلٌ۔ ہے۔ سَوَّءٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر
غائب ہے۔

۳۳: ۶ = اَيَحْزُنُكَ۔ لام تاکید۔ يَحْزُنُ مَضارع واحد مذکر غائب۔ لَكَ ضمیر واحد مذکر
حاضر مفعول۔ تم کو رنجیدہ کرتی ہے (یہ بات) اس کا نازل اَلَّذِي يَتَوَلَّوْنَ ہے یعنی وہ بات
جو یہ کہہ رہے ہیں

= يَجْعَدُوْنَ۔ جَعَدَ يَجْعَدُ مصدر۔ باب نَج۔ وہ انکار کرتے ہیں۔

۳۴: ۶ = اُدْرُوْا۔ دَرَسَ سے۔ اُن کو انداز دی گئی۔ اِنْدَاءُ (اِفعال) سے ماضی
مجبہول کا صیغہ۔ جمع مذکر غائب۔

اَذٰى مَادَهٗ۔ اَذٰى يُّؤْذِيْ اِيْذًا وَاُوْذِيْ يُوْذِيْ اِيْذًا

= مُبَدِّل۔ اسم فاعل واحد مذکر۔ مَبْدُوْل (تفعیل) مصدر۔ تبدیل کرنے والا۔

= بِنَیْجٰی۔ اسم مجرور۔ مضاف۔ خبر۔ اَبْنَاءُ جمع۔ خبریں۔

۳۵: ۶ = كَبُوْا۔ ماضی واحد مذکر غائب۔ باب كَبَّمْ يَكُوْمُ۔ اس باب میں اس کا مصدر ہے۔

كَبُوْا۔ كَبُوْا اور كِبَادَةٌ آتا ہے جس کے معنی بڑا ہونا۔ كَبُوْا شاق ہے۔ دشوار ہے۔ ناگوار ہے۔

== اِعْرَاضُهُمْ۔ ان کی روگردانی۔ فاعل ہے کَبُّوا۔

== اِنَّ تَبَتَّحِي۔ کہ توڑھونڈھے یا تلاش کرے۔ اِیْتِخَازٌ سے مضارع واحد مذکر حاضر۔ منصوب پوجہ عمل اُن۔

== نَفَقًا۔ اسم منصوب مفعول۔ سُرنگ۔ نَافِقًا نَادِ نَفَقَةً گوہ کا بیٹ جس کے کم از کم دو منہ ہوتے ہیں۔ ایک دہانے سے گوہ داخل ہوتی ہے اور جب نکلے اس سوراخ کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو وہ دوسرے سوراخ سے نکلا۔ اتا ہے۔ نفاق اور منافقت اصطلاح قرآنی میں اسی دو درجہ کا نام ہے۔

== سَلَّمَ۔ اسم منصوب مفعول۔ میڑھی۔ زینہ۔ سَلَّمَ کی جمع سَلَامٌ اور سَلَامٌ ہے سَلَّمَ السَّلَامَ سے مشتق ہے۔

== فَتَأْتِيَهُمْ۔ تو لے آئے اُن کے پاس۔

فَإِنِ اسْتَلْطَمَتْ حَبْلَ خُطْبَةٍ جِسْمٍ كَابٍ بِ فَاَفْعَلْ معذوف ہے۔ عبارت یوں ہوگی
فَإِنِ اسْتَلْطَمَتْ اِنَّ تَبَتَّحِي نَفَقًا فِي الْاَرْضِ اَوْ سَلَّمَ فِي السَّمَاءِ فَتَأْتِيَهُمْ
بِاَيَّةٍ فَاَفْعَلْ اگر تو طاقت رکھتا ہے کہ: ہونڈھ نکالے زمین میں کوئی سُرنگ یا آسمان تک جانے کے لئے کوئی میڑھی کے لے آئے۔ ان کے پاس کوئی معجزہ تو کر دیکھ
یہ شرط۔ اور اِنْ كَانَ كَبُّوا عَلَيْكَ اِعْرَاضُهُمْ جواب شرط ہے۔

بعض کے نزدیک آیت نہا میں خطاب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے لیکن نہیں کا رعایہ نہیں کہ رسول کریمؐ ایسا کر رہے تھے اور آپ کو منع کیا گیا بلکہ یہ اسلوب کلام کسی چیز سے برہیز اور اجتناب کی تاکید کے لئے اختیار کیا گیا ہے۔

اور بعض کے نزدیک یہ خطاب امت کے ہر فرد کو ہے۔ علامہ ابو حیان نے اسی قول کو اختیار کیا ہے۔ لیکن قرآن حکیم کے فرمودات کی روشنی میں پہلا قول زیادہ صحیح معلوم دیتا ہے۔
قرآن کریم میں قریب قریب اسی حالت کو یوں بیان فرمایا گیا ہے۔

۱) فَلَمَّا تَبَايَعْتَ لِنَفْسِكَ عَلَىٰ اَنَّا نَرْحِمُكَ اِنَّ لَكَ يَوْمَئِذٍ هَدًى اَوْ نَسِيًّا
۶:۱۸ (اور آپ جو ان پر اتنا غم کھاتے ہیں) سو شاید آپ ان کے پیچھے غم کے مائے جان
ی۔ د۔ گئے۔ اگر یہ لوگ مضمون قرآنی پر ایمان نہ لائے (یعنی اتنا غم نہ کریں کہ قریب بہ ہلاکت
رہے)

۱) لَعَلَّكَ تَبَايَعْتَ لِنَفْسِكَ اِنَّ لَكَ يَوْمَئِذٍ اَمُومًا مِّنِيَّةً (۳:۲۶) شاید آپ ان کے

ایمان نہ لانے پر (سُخ پر سُخ کرتے کرتے) اپنی جان دیدیں گے
 (۳) إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ
 (۵۶: ۲۸) آپ جس کو چاہیں ہدایت نہیں دے سکتے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ جس کو چاہے ہدایت کر دیتا ہے
 اور ہدایت پانے والوں کا علم (بھی) اسی کو ہے۔

موصوٰیج آیت مذاہم بھی خطاب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہے اور فرمایا جا رہا ہے
 کہ اگر تم پر ان کا اعراض کرنا شاق گذرتا ہو تو تم اس کا علاج کر ہی کیا سکتے ہو۔ زمین میں سُرنگ
 نکالو اور وہاں سے خدا کی نشانی نکال لاؤ یا آسمان پر سیڑھی لگا کر چڑھو اور اوپر سے کوئی
 نشانی ڈھونڈ نکالو اور لاکر پیش کر دو۔ اگر ہو سکتا ہے تو ایسا بھی کر دیکھو۔ یہ کبھی ایمان لائیں
 ہی نہیں۔ اگر خدا کو ان کا ایمان لانا منظور ہی ہوتا تو انہیں خود ہدایت پر جمع کرتا۔ (ابن کثیر)
 ۳۶: ۶۔ يَسْتَجِيبُ مَضَاعٍ وَاحِدٍ مُذَكَّرٍ غَائِبٍ۔ استجابة (استفعال) سے مصدر
 ج و ب حروف مادہ۔ دعوت قبول کرتے ہیں۔

= اَلْمَوْتِ۔ المیت کی جمع۔ مرے۔

یہاں اَلَّذِينَ يَسْمَعُونَ کے مقابل میں اَلْمَوْتِ واقع ہوا ہے سننے والوں سے مراد
 وہ لوگ ہیں جن کے ضمیر زندہ ہیں جو نیک و بد میں تیز کر سکتے ہیں۔ ان کے مقابل میں مُردہ وہ
 لوگ ہیں جو لکیر کے فقیر ہیں۔ اور اپنی ہٹ دھرمی اور تعصب کی وجہ سے کوئی اثر قبول نہیں
 کرتے۔

= يَبْعَثُ اللَّهُ مَضَاعٍ وَاحِدٍ مُذَكَّرٍ غَائِبٍ۔ هُمْ ضمیر مفعول جمع مُذَكَّرٍ غَائِبٍ
 ن کو اٹھائے گا۔

وَالَّذِينَ يَبْعَثُ اللَّهُ۔ بے مرے تو انہیں تو اللہ تعالیٰ بس قبروں ہی سے اٹھائے
 (تفہیم القرآن) یعنی جو مردہ دل اور مردہ ضمیر ہیں وہ تو ایمان نہیں لائیں گے۔ اور روزِ محشر
 قبروں سے ہی اٹھیں گے۔ اور اپنے کئے کی سزا بھگتنے کے لئے خدا کے حضور لوٹائے جائیں گے
 ۳۸: ۱۶۔ دَابَّةٌ جَانُورٌ۔ چلنے والا۔ پاؤں دھرنے والا۔ ریٹکنے والا۔ اسم فاعل کا صیغہ
 مُذَكَّرٌ مَوْثِدٌ دونوں کے لئے آتا ہے۔ اس میں تادمیت کی ہے اس کی جمع دَوَابٌّ ہے
 قرآن مجید میں دَابَّةٌ کا لفظ ہر حیوان کے لئے آیا ہے۔

= مَا خَرَطْنَا۔ ماضی منفی جمع مکمل تَفْرِيطٌ مصدر (باب تفعیل) ہم نے کسی یا کوئی
 نہیں کی۔ ہم نے کسی ضروری چیز کو نہیں چھوڑا۔ (ملاحظہ ہو ۳۱: ۶)

۳۹: صَمٌّ - صَمٌّ کی جمع ہے۔ بہرے۔

بَكَّةٌ - أَبَكَّةٌ کی جمع ہے۔ گونگے۔

۴۰: أَرَقَيْتُكُمْ - أَخْبَرْتُنِي۔ مجھے بتاؤ۔ بھلا بتاؤ تو۔

آ۔ ہمزہ استفہام۔ دَرَأَيْتَ فعل یا فاعل جس میں ت فاعل ہے۔ اس کے بعد لَکَ کُما مَرَّ خطاب کے لئے ہیں۔ اور محض ضمیر فاعل کی تاکید کے لئے لائے جاتے ہیں۔ ت کو حالت زیرہ جمع اور تانیث میں اس کی حالت پر چھوڑ دیا جاتا ہے۔ اور ان حالتوں میں بجات کے ت میں حسب مقام تبدیلی ہوتی رہتی ہے۔ اگر لَکَ کُما۔ کُتھِیراے تاکید نہ لائے جائیں ت میں ضمیر کے مطابق تبدیلی ہو جائے گی۔ مثلاً أَرَأَيْتَ الَّذِي يَنْهَى (۹: ۹۶) کیا تم نے شخص کے حال پر نظر کی جو منع کرتا ہے۔

اور قُلْ أَرَأَيْتُمْ مَا تَدْعُونَ۔ (۴: ۴۵) (مے پیغمبر) ان لوگوں سے کہو کہ بھلا دیکھو تو یہی بن کو تم (اللہ کے سوا) پکارتے ہو۔ دُائی مادہ۔ مہموز العین اور ناقص یا ئی ہے۔ اس سے مشتق رُؤیہ ہے۔

۴۱: يَكْثِفُ - مضارع واحد مذکر غائب۔ كَثِفَ مصدر (باب ضرب) وہ دور کرتا ہے۔ تَنْسُونَ - مضارع جمع مذکر حاضر۔ نَسِيَ مصدر۔ جس کے معنی کسی چیز کو ضبط میں نہ رکھنے ہیں۔ خواہ یہ نکر ضعف قلب کی وجہ سے ہو یا ازراہ غفلت۔ یا قصد کسی چیز کی یاد بھلا دیئے جتنی کہ وہ دل سے محو ہو جائے۔ نَسِيَ يَنْسِي (سمع)

(جب مصیبت کا انتہائی وقت آتا ہے تو بدترین مشرک بھی اپنے دوسرے معبودوں کو بھلا صرف اللہ تعالیٰ کا نام ہی پکارتا ہے۔)

۴۲: بَأْسَاءٌ - سختی۔ فقر۔ اسم مؤنث۔ بُوْسٌ سے مشتق ہے۔ الصَّرَاءُ = تکلیف۔ سختی۔ تنگی۔ بیماری۔ مصیبت۔ اسم ہے۔ بَأْسَاءُ اور الصَّرَاءُ توں مؤنث ہیں۔ اور ان کا مذکر نہیں آتا۔

يَنْصَرَعُونَ - مضارع جمع مذکر غائب نَصَرَ (تفعل) مصدر۔ عاجزی کرتے ہیں۔ گڑھتے ہیں۔ تاکہ عاجزی کریں۔

آیت میں فَآخَذَ نَعْمَہ سے قبل فَكَفَرُوا وَاكذَبُوا محذوف ہے۔

یعنی ہم نے رسول بھیجے لیکن انہوں نے انکار کیا اور ان کی نافرمانی کی اور تکذیب کی تو ہم ان کو تکالیف میں مبتلا کیا۔ (بیضاوی) لیکن اگر متن کو بعینہ لیا جائے تو معانی ہو گئے

ہم نے ان کی طرف رسول بھیجے اور ان کو مصائب و آلام میں مبتلا کیا تاکہ وہ عاجزی کے ہمارے سامنے جھک جائیں۔ (تفہیم القرآن)

صاحب کشف اور صاحب روح المعانی نے اول الذکر کو اختیار کیا ہے۔

۶:۴۳ = نَوَآءٌ۔ اس کی حسب ذیل صورتیں ہیں۔

۱) امتناعیہ (اگر) نَوَآءٌ شرط اور لَا نَافِیَہ سے مرکب ہے۔ لفظاً کوئی تغیر پیدا نہیں کر دو جملوں پر داخل ہوتا ہے۔ جملہ اسمیہ۔ جملہ فعلیہ۔ پہلے جملہ کا ایک جزو ضرور محذوف ہوتا خواہ خبر ہو یا فعل۔

ابن مالک کا قول ہے کہ نَوَآءٌ کے پہلے جملہ کی خبر اگر عام ہو جیسے کاشن ثابت وغیرہ تو واجب الحذف ہے۔ اور اگر عمومی خبر نہ ہو بلکہ کسی مادہ کے ساتھ مقید ہو مثلاً "الْحِلُّ" مثارب۔ قاضی۔ ذائب۔ ماضی۔ وغیرہ اور بغیر ذکر کے معلوم نہ ہو سکے تو ذکر واجب ہے۔ جیسے حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ مبارک ہے لَوْ لَا قَوْمٌ لَمْ یَحْدِثْ عِہْدَ بِالْإِسْلَامِ لَهَدَمْتُ الْکَعْبَةَ۔ اگر تیری قوم نئی نئی اسلام میں داخل نہ ہوتی ہو تو میں کعبہ کو ڈھا دیتا۔ (اور ابراہیمی بنیادوں پر دوبارہ تعمیر کرتا) اور ذکر کے بغیر اگر خبر معلوم ہو سکے ہو تو ذکر و حذف دونوں جائز ہیں۔ مثلاً نَوَآءٌ فَضَّلُ اللّٰهُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَتُهُ (۴:۸۳) عَلَیْکُمْ۔ فَضَّلُ اللّٰهُ کے متعلق ہو تو خبر محذوف ہوگی۔ ورنہ نازل کے متعلق ہو کر فضل اللہ کی خبر ہوگی۔

اور اگر نَوَآءٌ ضمیر پر داخل ہو تو ضمیر مرفوع ہونی ضروری ہے جیسے نَوَآءٌ أَشْتَمُ لَكُمْ مُؤْمِنِينَ (۳۴:۳۱) مبتدئ کے نزدیک ضمیر کامرفوع ہونا ضروری نہیں۔

۲) تخصیض اور عرض کے لئے بھی نَوَآءٌ آتا ہے یعنی فعل پر سختی کے ساتھ ابھارنا و تخصیض نرمی سے کسی کام کی طلب کرنا (عرض) اس وقت نَوَآءٌ کے بعد مضارع آنا چاہئے۔ خواہ لفظاً ہو یا معنی۔ نَوَآءٌ تَسْتَغْفِرُونَ اللّٰهَ۔ (۲۶:۴۶) تخصیض اور نَوَآءٌ أَخَذْتَنِي إِلَىٰ أَحْلِبَ قَرْيَةٍ۔ (۱۰:۶۳) عرض۔

۳) رجوع و توبیح کے لئے۔ اس وقت یہ ماضی پر داخل ہوگا۔ نَوَآءٌ جَاءُوا عَلَیْهِ بِأَذْفِ شَهَادَةٍ۔ (۲۴:۱۳) اور فَلَوْا إِذَا جَاءَهُمْ بِأَسْمَاءٍ لَّصْرَعُوا۔ (۶:۴۳)

۴) استنہام کے لئے نَوَآءٌ أَنْزَلَ عَلَیْهِ مَلَكٌ (۶:۸۸) اور نَوَآءٌ أَخَذْتَنِي إِلَىٰ أَحْلِبَ قَرْيَةٍ۔ (۱۰:۶۳) لیکن جہور اہل ادب کے نزدیک اول آیت میں توبیح اور دوسری آیت

میں عرض کے لئے ہے۔

== خَلَوْاْ اِذْ جَاءَهُمْ بَأْسُنَا تَضَرَّعُوْا - فَلَوْلَا تَضَرَّعُوْا اِذْ جَاءَهُمْ بَأْسُنَا - مہربان ہمارا عذاب ان پر آیا تو کیوں نہ انہوں نے زاری کی اور توبہ کی۔

== مَسَتْ مَاعِنِ وَاحِدَتْنِثْ فَاَبْ فَشَوَّجْ مصدر - فَشَوَّجَ مَادَہ ناقص وادی مَسَا يَمَسُّونَ (نصر) اصل میں شَوَّجَتْ تھا وَاَدَسَا قَطْ ہو کر فَشَوَّجَتْ ہو گیا۔ (دل) سخت پڑ گئے۔ خشک ہو گئے حق کو قبول نہیں کرتے۔

۶: ۴۴ == فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ اَبْوَابَ حُلِيِّ شَيْءٍ ہم نے ہر شے کے دروازے ان پر کھول دیئے یعنی ان کو ہر قسم کی نعمتوں سے نوازا۔

== بَفْشَہ - اچانک - یک دم - یکایک۔

== مُبْلِسُوْنَ - اسم فاعل جمع مذکر - مرفوع - مُبْلِسٌ واحد -

مایوس - گھمگین - پشیمان - متحیر - خاموش - جن کو کوئی بات بن پڑی ممکن نہیں - اشد کی رحمت سے مایوس - بکس - بے خبر آدمی۔

۶: ۴۵ == ذَابِرٌ - بخ - بنیاد - بچھاڑی - جڑ - پیچھا - دُبُوْرَے جس کے معنی پشت پھیرنے کے ہیں - اسم فاعل واحد مذکر۔

== وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ - حمد الہی اس واسطے کہ ظالم قوموں کی بیخ کنی سے خدا کی مخلوق کو نجات نصیب ہوئی - اس نعمت پر خدا کی حمد انسان پر لازم ہے۔

۶: ۴۶ == اَدَّیْتُمْ - ملاحظہ ہو ۴۰: ۶۔

== نَصَرْتُ - مضارع جمع حکم تَصَرَّفْتُ مصدر - (باب تفعیل) ہم پھیر پھیر کر بیان کرتے ہیں - ہم کھول کھول کر ہر پہلو سے بیان کرتے ہیں۔

== یَعْدُوْنَ - مضارع جمع مذکر غائب صَدَفْتُ مصدر - (باب صرہ) اعراض کرتے ہیں ۶: ۵۲ == لَا تَطْرُدْ - فعل ہی واحد مذکر حاضر (باب نصر) طَرَدَے - جس کے معنی ذلیل سمجھ کر ہانکنے اور دور کرنے کے ہیں - دھکمارنا۔

== عَدَاةٌ - ٹرکا - طلوع فجر اور طلوع آفتاب کا درمیانی وقت

== الْعِشَی - رات، زوال کے بعد سے لے کر غروب آفتاب تک کا وقت - اسی بنا پر ظہر اور عصر کو صَلَاتَا الْعِشَی - بولتے ہیں۔

(۲) دن کا بچھلا وقت - (۳) زوال سے لے کر صبح صادق تک کا وقت (۴) عِشَی و

عِشَاءً نماز مغرب کے لئے عشر کی نماز تک کا وقت۔

== فَتَطْرُدَهُمْ کہ تو ان کو اپنے سے دور ہٹائے۔ تَطْرُدُ واحد مذکر ماضی منصوب بوجہ جواب نہیں (صَاعِلَيْكَ مِنْ حَسَابٍ) ان کے حساب کی کوئی ذمہ داری تجھ پر نہیں

== فَتَكُونُ مِنَ الظَّالِمِينَ جواب نہیں۔ (لَا تَطْرُدِ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ) یہ بھی جائز ہے کہ فَتَطْرُدَهُمْ پر عطف ہے بوجہ تسبیب کے کہ ظالمین میں سے ہونا بوجہ ان کو اپنے سے دور ہٹانے کے ہے۔

یہ آیت حضرت بلال - جناب سلمان - عمار وغیرہم کے متعلق نازل ہوئی تھی کہ اکابرین مکہ حضور سے کہتے تھے کہ ہم آپ کے پاس حاضر تو ہوں لیکن ان گنواروں، ناداروں کے ساتھ بیٹھنا ہماری ہمتک ہے۔

۶:۵۳ == فَتَنَّا ماضی جمع مکمل۔ ہم نے آزمائش میں ڈالا۔ اس کے علاوہ مصیبت سے بچانے کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے۔ یہاں ماضی بمعنی مضارع بھی ہو سکتا ہے ہم آزمائش میں ڈالتے ہیں۔

== مَنَ اللَّهُ عَلَيْنَا۔ خدا نے ان پر بڑا احسان کیا مَنَ يَمُنُّ (نَصَرَ) مَنَّ مصدر احسان کرنا۔ مَنَّا احسان کرنے والا۔ اَلْمَنَّا۔ خدا تعالیٰ کے اسماء حسنی میں سے ہے۔

۶:۵۵ == تَسْتَبِينَ۔ مضارع واحد مؤنث غائب۔ اِسْتَبَانَهُ (اسْتَفْعَال) بِلین مادہ کے وہ ظاہر ہو جائے۔ کھل جائے۔

== مَبِينٌ۔ راستہ۔ راہ۔ مذکر دو مؤنث دونوں کے لئے اس کا استعمال ہوتا ہے۔

۶:۵۶ == تُفَيْتُ ماضی مجہول واحد مکمل۔ نَفَيْتُ سے مجھے روکا گیا ہے۔ مجھے مانعت کر دی گئی ہے۔

۶:۵۷ == بَيِّنَةٌ۔ واحد۔ بَيِّنَاتٌ۔ جمع۔ روشن اور کھلی دلیلیں۔ ایسی دلیلیں جو حق اور باطل کے فرق کو واضح کر دیں۔

== كَذَّابْتَهُمْ۔ میں وہ فیرواحد مذکر غائب سے مراد اللہ تعالیٰ ہے (کشاف) یا اللہ کی جانب سے آئی ہوئی کلام۔ یعنی اَلْقُرْآنُ ومعجزات الباہرۃ وبراہین الواضحة (المآذن)

== تَسْتَعْجِلُونَ۔ تم جلدی کرتے ہو۔ تم غلبت کرتے ہو۔ یعنی جس عذاب یا پاداش کے لئے تم جلدی چاہتے ہو۔ استعجال (استفْعَال) سے جمع مذکر حاضر۔

== يَقْضُ۔ قَضَى يَقْضُ (نَصَرَ) سے مضارع واحد مذکر غائب وہ بیان کرتا ہے۔ یعنی اللہ

تعالیٰ بیان کرتا ہے۔

= اَلْفَاعِلِيْنَ - اسم فاعل جمع مذکر فِعْلٌ مصدر فیصلہ کرنے والے۔ حق کو باطل سے الگ کرنے والے۔

۵۸:۶ - لَقَضٰی الْاَمْرُ - بات کا فیصلہ ہو گیا ہوتا اَلْفَضَاءُ کا معنی قَوْلًا یا عملاً کسی کام کا فیصلہ کرنے کے ہیں۔ حکم کرنا۔ خبردار کرنا۔ تمام کرنا کے معنی میں بھی آتا ہے ملاحظہ ہو (۲:۶) ۵۹:۶ - نَسَقُطُ - مضارع واحد مؤنث غائب (باب نصر) وہ گرتی ہے۔ سَقُوطٌ بمعنی گرنا ہے۔

= دَرَجَةً - اسم مفرد - نکرہ - کوئی ایک پتہ۔ دَرَجٌ چاندی کا سکہ۔ (فَابْعَثُوا اَحَدَكُمْ بِوَرِقِكُمْ هٰذَا) - تو اپنے میں سے کسی کو یہ سکہ لے کر شہر میں بھیجو۔ (۱۹:۱۸) = حَبَّةٌ - دانہ۔ غلہ۔ اناج۔ گندم۔ جو وغیرہ اناج کے دانہ کو حَبٌّ اور حَبَّةٌ کہتے ہیں حَبُوْبٌ جمع۔

= رَظِيْبٌ ہرا۔ یَابِسٌ خشک۔ دونوں مجبور بوجہ حرت جار۔ مَوْنٌ کے ہیں۔

= رَكِيْبٌ مُّبِيْنٌ - لوح محفوظ ۶۰:۶ - يَتَوَفَّكُمُ - مضارع واحد مذکر غائب تَوَفَّى مصدر۔ (بَابُ تَفْعُلُ) كُنْ ضمیر مفعول۔ تمہاری جانوں کو لے لیتا ہے۔ یا لے لیگا۔

یہاں تَوَفَّى کا لفظ غنیمہ کے معنی میں استعمال ہوا ہے کیونکہ غنیمہ بھی موت کی بہن ہے۔ = جَزَحَمٌ - تم نے کمایا۔ (باب فتح) جَزَحٌ سے جس کے معنی زخمی کرنے کے مانے اور کسی میں طعن کرنے کے ہیں۔ یہاں کمانے کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ يُقَالُ خَلَدْتُ يَجْزَحُ لِعِيَالِهِ - وہ اپنے بچے کے لئے کماتا ہے۔

۵۸:۶ - ثُمَّ يَبْعَثُكُمْ فِيْهِ پھر اٹھاتا ہے تم کو (غنیمہ سے) دن کے وقت کی ضمیر لَتَقَادِرُ کی طرف راجع ہے۔

= يَفْقَضِيْ اَجَلٌ مُّسَمًّى تاکہ پوری کر دی جائے (اس نیند اور بیداری کے تسلسل سے تمہاری عمر کی) میعاد مقررہ۔

۶۱:۶ - حَفَظَةً - حَافِظٌ کی جمع۔ نگہبان۔ حفاظت کرنے والے۔

= تَوَفَّيْتُمْ دُسُلًا - (فرشتوں کی جماعت) اس کو اٹھا لیتی ہے اس کی رُوح کو قبض کر لیتے ہیں۔

= لَا يُفَرِّطُونَ - وہ (اس میں) کوتاہی نہیں کرتے۔ یعنی اللہ کے فرستائے اس کے حکم کی بجا آوری میں کوتاہی نہیں کرتے۔ ملاحظہ ہو ۲۸:۶ - ۳۱:۶

۶۲:۶ = زُذُّوا۔ ماضی مجہول جمع مذکر غائب رُذُّ سے۔ وہ واپس لائے گئے۔ وہ لوٹائے گئے۔ وہ پھیرے گئے۔ یعنی عباداً۔ اس کے بندے موت کے بعد اس کے حضور لوٹائے جاتے گئے۔

= اسْرِعُ الْحُسَيْنَ - حساب کرنے والوں میں سب سے زیادہ جلد اور تیز حساب کرنے والا ۶۳:۶ = تَصْرَعَا۔ عاجزی کرنا۔ گر گڑانا۔ بروزن تفعیل مصدر ہے

= لَتَنَ اَنْجَنَّا۔ اگر وہ (اللہ) ہمیں نجات دیدے (یہ ان کی دعا ہے لَتَنَ اَنْجَنَّا مِنْ هٰذَا لَتَكُونَنَّ مِنَ الشَّاكِرِيْنَ)

۶۴:۶ = كَذِبٌ - اسم مصدر۔ نکرہ۔ سخت غم۔ دم گھوٹنے والا غم

۶۵:۶ = يَلْبِسُكُمْ شَيْعًا۔ يَلْبِسُ مضارع واحد مذکر غائب۔ لَبَسَ مصدر (باب ضَوَب) كَمْ ضمير مفعول وہ تم کو ملائے۔ یعنی باہم دست دگر بیاں کر دے۔ شَيْعٌ جمع شَيْعَةٍ کی۔ اَلْبَسَ عَلَيْهِ الْاَمْرُ۔ جب بات مشتبہ اور گڑبگڑ ہو جائے۔ وَلَبَسَ عَلَيْهِ الْاَمْرُ خُطْ مُلَطَّ ہو جانا کہ حقیقت پہچانی نہ جا سکے۔ قرآن میں ہے وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ (۲۲:۲) اور حق کو باطل کے ساتھ خلط ملط مت کرو۔ يَلْبِسُكُمْ شَيْعًا تم کو مختلف فرقوں میں بانٹ دے گا آپس میں الجھ جادو اور ایک دوسرے کے ساتھ لڑنے لگو

= يَذِيْقُ۔ مضارع واحد مذکر غائب اِذَاقَهُ مصدر (باب افعال) وہ چکھائے۔

يَكْعَثُ۔ يَلْبِسُ اور يَذِيْقُ منصوب آئے ہیں بوجہ عمل اُن کے۔

= بَاسٌ۔ لڑائی۔ دبدبہ۔ سختی۔ آفت۔ جنگ کی شدت۔

= يَذِيْقُ بَعْضَكُمْ بَاسَ بَعْضٍ۔ تم میں سے ایک فریق کی سختی و انداز سانی کا مزہ دوسرے فریق کو چکھائے

۶۶:۶ = كَذَّبَ بِهِ میں نے ضمیر قرآن حکیم کے لئے ہے

= وَكَيْلٌ ذَمُّدَارٌ۔ کارساز۔ نگران۔ نگہبان۔

۶۷:۶ = مُسْتَقَرٌّ۔ القوار۔ الثبوت۔ نہایت۔ غایت۔

لِكُلِّ نَبَأٍ مُسْتَقَرٌّ۔ یعنی قرآن کی ہر ایک خبر میں ایک حقیقت ایک غایت ہے یا خدا بتائی ہوئی ہر خبر کے لئے اس کے وقوع پذیر ہونے کا وقت اور مکان ہے اور اس میں کوئی

تاخیر یا رد و بدل نہیں ہے۔

۶۸:۶ = يَخْوَضُونَ مضارع جمع مذکر غائب خَوْضٌ سے (باب نصر) وہ مشغول ہوتے ہیں۔ اردو میں غور و خوض استعمال ہوتا ہے۔ لیکن یہاں اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ اتہناؤ اور طعنات آیات ربانی (قرآن حکیم) پر بحث کرتے ہیں یا نکتہ چینی کے لئے انہیں زیر بحث لاتے ہیں۔

= يَخْوَضُوا مضارع مجزوم منصوب حتیٰ کے عمل کی دہرے

= اِمَّا - اِنْ اور مآ سے مرکب ہے۔ کئی معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔

۱۔ بطور حرف تفصیل۔ جیسے اِنَّا هَذَا بَيْنَهُ السَّيْلُ اِنَّمَا كَانَ كَرْوًا اِنَّمَا كَانَ كَرْوًا (۳:۷۶) ہم نے انسان کو راستہ دکھایا اس کے بعد وہ شکر گزار بندہ بنے یا نا شکر ابن جاتے۔

(۲) شک و ابہام کے موقع پر جیسے جَاءَ اِقَامًا ذَنبًا وَاِمَّا عَمُرُو۔ یا تو زید آیا ہے یا عمرو۔

(۳) اباحت و تنہید کے لئے۔ تَعْلَمُهُ اِمَّا الْفَقَهُ وَاِمَّا اللَّغَةَ۔ فقہ سیکھ یا لغت۔ یہاں اگر کے معنی میں ہے۔

— يُنْسِيكَ مضارع واحد مذکر غائب بانون ثقیلہ لک ضمیر مفعول واحد مذکر حاضر نَسِيَ سے وہ تم کو بھلا ہی دے۔

= لَا تَقْعُدْ فعل نہی واحد مذکر حاضر۔ (باب نصر) قَعُودٌ۔ تو نہ بیٹھ۔ تجھے بیٹھنا نہ چاہئے۔
الذِّكْرُ۔ نصیحت کرنا۔ ذکر کرنا۔ یاد۔ پسند۔ موعظت۔ ذَكَرَ يَذْكُرُ کا مصدر ہے۔

نصیحت کے معنوں میں آیا ہے۔ وَذَكَرَ قَاتَانَ الذِّكْرُ الَّذِي تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِينَ۔ (۵۵:۵۱)
اور نصیحت کرتے رہو کہ نصیحت مومنوں کو نفع دیتی ہے۔ ان ہی معنوں میں یہ اگلی آیت میں استعمال ہوا ہے۔ لیکن یہاں بمعنی یاد آیا ہے۔ یعنی یاد آنے کے بعد۔

۶۹:۶ = مِنَ جَسَارِهِمْ میں ضمیر جہنم کا فروع کے لئے ہے یعنی تقویٰ اختیار کرنے والوں پر کافروں کے حساب سے کچھ بلو جہ نہ ہو گا۔ انہیں معنوں میں آیت ۵۲ میں استعمال ہوا ہے۔

= وَتَلْكَ ذِكْرِي۔ لیکن نصیحت کرنا تقویٰ اختیار کرنے والوں پر فرض ہے۔

تقدیر کلام یوں ہے وَتَلْكَ عَلَيْنَا ذِكْرِي۔

= لَعَلَّكُمْ يَتَّقُونَ میں ضمیر جمع مذکر غائب بھی کافروں کے لئے ہے۔

۷۰:۶ = ذَرَّ امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر وَذَرَّ سے (باب مسمع وفتح) تو چھوڑ دے۔

= عَزَّ وَجَلَّ ماضی واحد تونث غائب۔ هُمُ۔ ضمیر مفعول جمع مذکر غائب۔ دنیاوی زندگی نے ان کو بہر کار کھا ہے۔

وَذَكِّرْ بِهِ - اور نصیحت کرو قرآن کے ذریعہ سے - یعنی ان مشرکوں کو قرآن کی روشنی میں نصیحت کرو۔ ذَکِّرْ فعل امر واحد مذکر ماضیہ میں ۲ ضمیر واحد مذکر غائب قرآن کی طرف راجع ہے۔
 = اَنْ - کہہ - اَنْ - مبادا کہنے میں بھی آتا ہے جیسے اَنْ جَاءَ كُمْ فَاسِقٌ يَنْبِئُ قَبِيْلَكُمْ اَنْ لَّيْسَ بِهٖ اَكُوْمًا ۱ جِهَالَةً فَتُضِلُّوْهُ عَلٰی مَا فَعَلْتُمْ مِّنْ دُوْرٍ ۵ (۶:۳۹)
 اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لے کر آئے تو تحقیق کر لیا کرو کہیں ایسا نہ ہو کہ تم کسی گروہ کو نادانستہ نقصان پہنچا بیٹھو۔ اور پھر اپنے کئے پر پشیمان ہو۔
 اکثر مفسرین نے یہاں اَنْ کو انہیں معنوں میں لیا ہے۔ لیکن اگر اسے ”کہہ“ کے معنی میں لیا جائے جیسا کہ علامہ عبد اللہ یوسف علی نے یا ہے تو عبارت کے معنی زیادہ واضح ہو جاتے ہیں اس صورت میں اَنْ کے بعد کا جملہ ذَکِّرْ کا مفعول بہ ہوگا۔
 صاحب روح المعانی کہتے ہیں۔

و منهم من جعله (اٰی تُبْسَلْ نَفْسٌ يِّمَّا كَبِتْ) مفعولا به لذکر۔ ان میں سے بعض نے ”تُبْسَلْ نَفْسٌ يِّمَّا كَبِتْ“ کو ذَکِّرْ کا مفعول بہ لیا ہے۔
 = تُبْسَلْ - وہ گرفتار ہو جائے۔ وہ ہلاکت کے سپرد کی جائے۔ اِنْ سَالَ سَے مضارع مجہول واحد مؤنث غائب بُسِلَ بمعنی تَهْلَكَ (ابن عباس)
 تُبْسَسَ - (قتادہ) اٰی فی نار جهنم - تخرق بالنار (الضحاك)
 = لَعْدَلْ - وہ بدلہ ملے (ضوب) عدل سے جس کے معنی اصل میں مساوی اور برابر کرنے کے ہیں۔ چونکہ بدلہ کا بھی یہی مطلب ہوتا ہے کہ جس چیز کا بدلہ ہے اس کے برابر ہے۔ اس لئے بدلہ کرنے کے معنی بھی آتے ہیں۔ مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب۔
 = وَذَكِّرْ بِهِ اَنْ تُبْسَلْ نَفْسٌ الخ - اور نصیحت کر قرآن کے ذریعہ سے کہ:-
 بکڑا جائیگا آدمی اپنے مملوں کی وجہ سے اور نہیں ہوگا اس کے لئے اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی حمایتی اور نہ کوئی سفارشی۔ اور اگر وہ ہر چیز قدر میں لے کر چھوٹنا چاہے تو وہ بھی اس سے قبول نہ کیا جائے گا۔

= اَذْلٰكَ - وہ لوگ جو دین کو کھیل اور دل لگی سمجھتے ہیں اور جنہیں دنیوی زندگی نے دھوکہ دیا رکھا ہوا ہے۔

= اُبْسِلُوا - ماضی مجہول جمع مذکر غائب وہ ہلاک کئے گئے وہ ہلاک ہوئے۔ وہ گرفتار کئے گئے۔ وہ بکڑے گئے۔ وہ ثواب سے محروم کئے گئے۔ (اوپر بُسِلَ ملاحظہ کیا جائے)

= حَمِيمٌ - نہایت گرم پانی۔ اس سے حمام مشتق ہے جہاں گرم پانی مل سکتا ہے۔

حَمِيمٌ قَرِیْبٌ دوست کو بھی کہتے ہیں حَمِیْمٌ سے۔

۶: ۷۱۔ نَزَدَ - مضارع مجہول جمع مکمل۔ دَزَّ يَزِدُّ - (باب نصر) سے ہم پھیر دیئے جائیں۔ ہم لوٹاتے جائیں۔ ہمیں لوٹا دیا جاتے۔

= اَعْقَابِنَا - عَقِبَتْ کی جمع مضاف مضاف الیہ۔ ہماری اڑیاں۔ اَلرَّوْدُ عَلَی الْاَعْقَابِ بمعنی الرَّجُوعُ اِلَی الثَّوْبِ وَالصَّلَاةِ۔

= كَالَّذِی اسْتَهْوَتْهُ الشَّیَاطِیْنُ - لغت مصدر محذوف۔ اِی اسنو ردِّا مثل رد الذی استهوتہ الشیاطین۔ اور نہ عوارعاء مثل دعاء الذی استهوتہ الشیاطین۔ کیا ہم پھر جائیں مثل پھرنے اس شخص کے جسے شیاطین نے مہلکا دیا ہو۔ یا پکاریں مثل پکائے اس شخص کے الخ۔

= اسْتَهْوَتْهُ - اس نے اس کو راستہ مہلکا دیا۔ اسْتَهْوَاءٌ (استفعال) راستہ مہلکا دینا۔ فریفتہ کرنا۔ لمبندی سے پستی کی طرف لانا۔

= حَيَوَانٌ - حیران۔ سراسیمہ۔ ہکا ہوا۔ متردد۔ حیرت سے صفت مشبہ کا صیغہ۔

= لَہٗ میں کہ ضمیر واحد مذکر غائب الذی کی طرف راجع ہے۔

= اِئْتِنَا - ہمارے پاس آ۔ اِئْتِ صیغہ امر۔ نا ضمیر جمع مکمل اِنِّی یَا قَنِی اِئْتِنَا (ضرب) سے

= لَہٗ اصْحَابٌ..... اِئْتِنَا۔ اس کے ساتھی ہوں جو اسے بلا ہے ہوں ہدایت کی طرف۔ اور پکار رہے ہوں کہ ہماری طرف آ جا۔

۶: ۷۲۔ اَنْتُمْ اَقِیْمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّکٰوٰتَ - اِی و امرنا لان اَقِیْمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّکٰوٰتَ - (اور ہمیں یہ بھی حکم دیا گیا ہے کہ تم نماز قائم کرو اور اس سے ڈرو۔

۶: ۷۳۔ وَیَوْمَ یَقُولُ کُنْ فَیَکُونُ - اور جس دن وہ کہیگا کہ حشر ہو جائے اسی دن وہ ہو جائے گا۔ (تفہیم القرآن)

یَوْمَ بمعنی حَیْنَ (وقت) بھی ہو سکتا ہے۔ اس صورت میں معنی یہ ہوں گے اُوہ وہی ذات ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو حق کے ساتھ پیدا کیا (اور جس وقت (بھی) وہ کسی شے کو کہتا ہے۔ ہو جاتا تو وہ ہو جاتی ہے۔

= قَوْلُہُ الْحَقُّ - اس کا ارشاد عین حق ہے۔ عین حقیقت ہے۔ جو وہ حکم دیتا ہے وہ

ہو کر ہی رہتا ہے اس کا قول اٹل ہے قَوْلُهُ مُتَدَا - الْحَقُّ - خبر۔

۶: ۷۴ = اَرْمِكَ - اَدَى - مضارع واحد مکمل رَأَى يَرَى رَأْيًا وَدُؤْيَةً (فتح) مہسوز العین ناقص یائی) میں دیکھتا ہوں - لک ضمیر مفعول واحد مذکر حاضر - میں تجھے دیکھتا ہوں - میں تجھے پاتا ہوں۔

۶: ۷۵ = كَذَلِكَ - اِسی طرح - كَمَا اَرَيْنَا قَبْلَ الشَّرِكِ جس طرح ہم نے اس کو شرک کی قباحت (باپ کی اور اس کی قوم کی گمراہی) دکھائی تھی - اِسی طرح ہم نے چشم بصیرت سے اس کو ملکوت السموات والارض کا مشاہدہ کرا دیا۔

= نَوَى - مضارع جمع مکمل اَدَى يَرَى (باب افعال) اِدَاعَةٌ - ہم دکھاتے ہیں یہاں مضارع ماضی کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔

= مَلَكُوتٌ - مصدر - مَلَكٌ سے مبالغہ کا صیغہ بذریعہ اِزادۃ دت اقتدار کامل - غلبہ تائم حکومت حقیقہ - بقول راغب - ملکوت - اللہ کی بادشاہت کے لئے مخصوص ہے۔

= وَ لَيَكُونَنَّ - اِی فعلنا ذَلِكْ لَيَكُونَنَّ (ہم نے ایسا اس لئے کیا، کہ وہ کامل یقین کرنے والوں میں سے ہو جائے۔

= اَلْمُؤَقِّنِينَ - اسم فاعل جمع مذکر - معصرف - مجبور - اَلْمُؤَقِّنُ - واحد - اِيقَاتٌ مصدر - عین الیقین کے مرتبہ پر فائز ہونے والے۔

۶: ۷۶ - جَنَّ عَلٰی - اس نے ڈھانپ لیا - اس نے چھپا لیا - جَنَّ سے (باب نصر)

= اَفْلَحَ - وہ غائب ہو گیا - وہ غروب ہو گیا - (ضَرَبَ - نَصَرَ - سَمِعَ) اَفْلَحَ سے

بمعنی آفتاب - مابہتاب - وغیرہ ستاروں کا غروب ہونا - اَفْلَحَ اسم فاعل جمع اَفْلَحِينَ

۶: ۷۷ = بَاذِغًا - درخشاں - روشن - بُرُؤْعٌ سے بمعنی طلوع ہونا - چمکنا - اسم فاعل واحد مذکر۔

۸۱۶: ۷۸ = هَذَا اَرَبِيَّ - اَهَذَا اَرَبِيَّ کے معنی میں استعمال ہوا ہے - اَنْ استغفم

معذرت ہے اور استغفام انکاری کے طور پر آیا ہے - مطلب یہ ہے کہ اے میری قوم کیا یہ میرا رب ہے؟ ہرگز نہیں۔

۶: ۷۹ = وَجَعَلْتُ - ماضی معروف واحد متکلم - وَجَعَلْتُ مصدر (باب تفعیل) میں نے اپنا رُخ پھیر لیا۔

= فَطَرَ - فَطَرُ مصدر - وہ عدم سے وجود میں لایا - اس نے پیدا کیا - فَطَرُ کے اصل معنی

بھاڑ دینے کے ہیں یعنی عدم کے پردہ کو بھاڑ کر وجود میں لایا۔

== حَنِيفًا - الْحَنَفُ کے معنی گمراہی سے استقامت کی طرف مائل ہونے کے ہیں۔ الحنیف بوزن (فعل) جو باطل کو چھوڑ کر حق واستقامت کی طرف آجائے۔ اس کی جمع حُنَفَاءُ ہے۔ حَنِيفٌ حَنَفٌ سے صفت مشبہ کا صیغہ ہے۔

۸۰:۶ == حَاجَةً - مُحَاجَّةٌ (مفاعلة) سے باہم محبت کرنا۔ دلیل بازی کرنا۔ الْحُجَّةُ اس دلیل کو کہتے ہیں جو صحیح مقصد کی وضاحت کرے۔ اور دو متناقض امور میں سے ایک کی صحت کی مقتضی ہو۔

حَاجَ اس نے محبت بازی کی۔ اس نے مجبڑ کیا۔

== حَدَّانِ - اصل میں حَدَّانِی ہے اس نے مجھے ہدایت دی۔ مجھے ہدایت یافتہ کیا۔ حَدَّ آيَةٍ سے (باب ضرب)

== اِلَّا اَنْ يَشَاءَ رَبِّي شَيْئًا - اللہ میرا رب ہے کوئی تکلیف مجھے پہنچانا چاہے تو۔ (ورنہ میں ان سے نہیں ڈرتا۔ جن کو تم رب کا شریک ٹھہراتے ہو)

== اَفَلَا تَتَذَكَّرُونَ - مضارع منفی جمع مذکر حاضر۔ ہمزہ استفہامیہ۔ کیا تم نصیحت نہیں پکڑو گے۔ تم نصیحت کیوں نہیں پکڑتے (باب تفعّل)

۸۱:۶ == كَذٰلِكَ يُنْزَلُ - مضارع نفی جہد بلم۔ واحد مذکر غائب۔ اس نے نہیں نازل کیا۔ اس نے نہیں اتارا۔ یعنی جس کے لئے اس نے تم پر کوئی سند نازل نہیں کی۔ تم کو کوئی اجازت نامہ نہیں دیا۔

== اَلْفَرِیْقَیْنِ - موحدین کا فریق اور مشرکین کا فریق۔ حضرت ابراہیم اور اس کے پیروکار ایک فریق۔ مشرکین مخالفین دوسرا فریق۔

== بِاِلٰہِ مَنْ - اٰی امن من العذاب۔ عذاب سے بے خوفی اور اطمینان ۸۳:۶ == كَذٰلِكَ یُلٰیسُوا - مضارع مجزوم نفی جہد بلم۔ صیغہ جمع مذکر غائب کَبَسُ مصدر۔ انہوں نے نہیں ملایا۔ انہوں نے غلط نہیں کیا۔

== آیت ۸۲ پر حضرت ابراہیم کا کلام ختم ہوا۔

۸۳:۶ == ذُرِّیَّتَهُ ذُرٌّ سے۔ نسل۔ اولاد۔ ذُرٌّ ذَرٌّ سے۔ ذرہ بھر۔

۸۶:۶ == حَبِطَ عَنْ - الْخَبْطُ - (حسب یحب) کے معنی کسی کام کے ضائع ہو جانے اور اکارت ہونے کے ہیں۔ آیت ہذا۔ اور اگر وہ لوگ شرک کرتے تو جو عمل وہ کرتے تھے

سب ضائع ہو جاتے۔ ارشاد ہے لِيَحْبِطَنَّ عَمَلُكَ - (۶۵:۳۹) تَوَقُّفًا فَبَايَ عَلَّ بَرَادُ هُوَ بَايَ
حَبِطَ عَنْهُ اِی ذَهَبَ عَنْهُ۔

۶: ۸۹ = بِقَا۔ هَا ضَمِيرُ وَاحِدٍ مَوْنُثٌ۔ الْكُتُبُ۔ وَالْحِكْمُ۔ وَالْبَنُوَّةُ کی طرف راجع ہے۔ یا
اس کا مرجع آیات قرآنی میں جو دلائل التوحید والبنوة کے متعلق ہیں۔

= هُوَلَاءُ۔ یعنی اہل مکہ۔

= وَكَلْنَا بِقَا۔ وَكَلْنَا۔ ماضی معروف۔ جمع متکلم۔ تَوَكَّلْ (تفعیل) مصدر۔ ہم نے مقرر کر دیا

= قَوْمًا۔ گروہ۔ جماعت۔ بلا تخصیص نسل و وطن (اُس صورت میں جب کہ ایسی قوم بلا واسطہ

مناطبت نہ ہو) ایک نسب اور وطن سے تعلق رکھنے والی جماعت (جہاں پیغمبروں نے ان کو خطاب

کیا ہو جیسے يٰ اَقْوَمُ یا اِذْقَالَ لِقَوْمِهِ)

یہاں اس آیت میں قوم سے مراد اصحاب النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ انصار۔ مہاجرین۔ تابعین

تابعین۔ عربی، عجمی سب مراد ہیں جو اہل ایمان تھے۔

۶: ۹۰ = اُوْلَئِكَ سے مراد وہ اٹھارہ انبیاء ہیں جو اوپر مذکور ہیں۔

= اِقْتَدَ۔ تو اس کی پیروی کر۔ تو اس کی اقتدا کر۔ اقتدار کا معنی ہے کسی کے کام کے

موافق کوئی کام کرنا

علامہ قطب الدین الکشاف کے حاشیہ میں لکھتے ہیں :-

کہ یہاں اقتدار سے مقصود صرف اخلاق فاضلہ اور صفات کمال میں ان جلیل القدر انبیاء کی پیروی

کرنا ہے۔ هُوَ ضَمِيرُ وَاحِدٍ مَذْكَرٍ فِيهِ مَدَا هُوَ میں ہدٰی کی طرف راجع ہے۔

= اُوْلَئِكَ الَّذِينَ رَاٰیَہُ (۸۹) سے لے کر اِقْتَدَہُ (آیت ۹۰) تک ترجمہ یوں ہو گا۔

یہ تھے انبیاء جنہیں ہم نے کتاب و حکمت اور نبوت عطا کی۔ پس اگر یہ لوگ (اہل مکہ) ان

(کتاب و حکمت۔ نبوت یا آیات قرآنی) سے انکار کرتے ہیں۔ تو ہم نے مقرر کر دیا ہے ایک ایسی

قوم کو (اصحاب النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ انصار۔ مہاجرین وغیرہ) جو ان (کتاب و حکمت۔ نبوت یا آیات

قرآنی) سے منکر نہیں ہے بلکہ ان پر ایمان رکھتی ہے) یہی (انبیاء علیہم السلام) وہ لوگ تھے جن کو

اللہ تعالیٰ نے ہدایت عطا فرمائی تو بھی ان کی اس ہدایت کی (جو میں نے ان کو عطا کی) پیروی کر

= عَلَیْہِہُ میں ہُوَ ضَمِيرُ وَاحِدٍ مَذْكَرٍ غَائِبٌ کا مرجع قرآن یا تبلیغ قرآن ہے۔ اور اسی طرح هُوَ ضَمِيرُ

کا مرجع بھی قرآن ہے۔

= اِنْ نَّافِیَہُ ہے۔

== ذِكْرِي. نصیحت۔ اوپر ۶: ۶۸ ملاحظہ ہو۔

۹۱: ۹ == مَا قَدْ رُذِّا۔ ماضی منفی معروف۔ صیغہ جمع مذکر غائب۔ انہوں نے تعظیم نہیں کی۔ انہوں نے نہیں پہچانا۔

== تَجْعَلُونَهُ قَرَأَطِيسَ۔ جن کو تم نے متفرق اور مختلف کافروں میں رکھ رکھا ہے (تاکہ اپنے مطلب کے اوراق مختلف مواقع پر پیش کئے جاسکیں جیسا کہ ان کے اپنے مفاد میں مناسب ہو) قَرَأَطِيسَ۔ الْقِرَاطِيسُ۔ ہر وہ چیز جس پر لکھا جائے۔ کاغذ وغیرہ

== قُلِ اللّٰهُ۔ جواب ہے قُلْ مَنْ أَنْزَلَ الْكِتَابَ الَّذِي جَاءَ بِهِ مُوسَىٰ كَا۔ قُلِ اللّٰهُ كُو اگر تم اس پر سمجھ لیا جاتے تو تقدیر ہوگی قُلْ هُوَ اللّٰهُ۔ اور جملہ فعلیہ کے اعتبار سے اس کی تقدیر ہوگی۔ قُلْ أَنْزَلَهُ اللّٰهُ۔

== خَوْضِیمَ۔ ان کی یہودہ گوئی۔ باتیں بنانا۔ گھسنا۔ خَاضَ يَخُوضُ کا مصدر ہے خَوْضٍ کے معنی پانی میں گھسنے کے ہیں بطور استفادہ سب کاموں میں گھسنے کے لئے استعمال ہوتا ہے ۹۲: ۶ == لِنُنْذِرَ۔ کہ ڈرائے تو۔ تو ڈرائے گا۔ تو ڈراتا ہے۔ اِنْذَارٌ۔ سے مضارع واحد مذکر ماضی۔

== اُمُّ الْقُرَىٰ۔ مکہ معظمہ۔ بستیوں کی اصل اور بڑی بستیوں کی ماں۔

== مَنْ حَوْلَهَا۔ جو اس کے ارد گرد ہے۔ یعنی تمام اہل مشرق و مغرب۔

۹۳: ۶ == اخْتَرَىٰ۔ اس نے جھوٹ بانڈھا۔ اس نے بہتان تراشا۔ اِشْتَرَاؤُ (افتعال) سے ماضی واحد مذکر غائب۔

== مَنْ قَالَ۔ اے من اظلم ممن قال۔ اور کون زیادہ ظالم ہے اس سے جو کہے۔

== ذِكْرِي۔ کاش تو دیکھے۔ کاش تو دیکھ سکے۔

== عَمْرَاتٍ۔ عَمْرُوۃ کی جمع۔ موت کی کسمتیاں جو سائے اعضاء پر چھا جائیں۔ عَمْرُوۃ وہ شیر پانی حبس کی تہ نظر نہ آئے۔ بطور تشبیہ اس سے مراد جہالت۔ غفلت لی جاتی ہے۔ حوقلی پر غالب آجاتے۔

== بِاسِطُوۡا۔ اصل میں بِاسِطُوۡنَ تھا۔ اَيِّدِيْہِمُ کی طرف مضاف ہونے کی وجہ سے ن ساقط ہو گیا۔ کھولنے والے۔ بڑھانے والے۔

یعنی کاش تو ان ظالمین کو اس حالت میں دیکھ سکے جب موت کی کسمتیاں ان پر غالب ہوں گی۔ اور فرشتے ان کی جان نکالنے کے لئے، اپنے ہاتھ ان کی طرف بڑھا رہے ہوں گے۔

= اَخْرَجُوا اَنْفُسَكُمْ - اس سے پہلے یَقُولُونَ لَهُمْ مَحْذُوف ہے - اَخْرَجُوا اَنْفُسَكُمْ
لاذِ اِثْنِیْ جَانِیْنِ - اس کا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اگر ہو سکتا ہے تو جِزْءُ الدِّیْنِ اپنی جانیں، ہمارے ہاتھوں
سے اَخْرَجُوا فَعَلَ امر حاضر - اَنْفُسَكُمْ مفعول بہ ۔

= تَجْزُوْنَ - تم بدلہ دینے جاؤ گے - تم جزا دینے جاؤ گے - جَزَاءٌ سے جمع مذکر ماضی ۔

= عَذَابُ الْهُوْبِ - اہم ہے - الْهُوْبُ کا استعمال دو طرح پر ہوتا ہے ۔

۱، انسان کا کسی ایسے موقع پر نرمی کا اظہار کرنا کہ جس میں اس کی سبکی نہ ہو۔ یہ قابل ستائش ہے
قرآن حکیم میں ہے وَبِعَذَابِ الرَّحْمٰنِ الَّذِیْنَ یَمْشُوْنَ عَلٰی الْاَرْضِ هٰؤُنَا (۶۳:۲۵) اور
خدا کے بندے تودہ ہیں جو زمین پر متواضع ہو کر چلتے ہیں ۔

۲، هَوَانٌ بمعنی ذلت اور رسوائی کے بھی آتا ہے یعنی دوسرا انسان اس پر مسلط ہو کر اس کو
سبکسار کرے۔ تو یہ قابل مذمت ہے قرآن حکیم میں ہے فَاحْذَرُوْهُمْ صَاعِقَةُ الْعَذَابِ
الْهُوْبِ (۱۴:۴۱) تو.... کرٹک نے ان کو اکچڑا اور وہ ذلت کا عذاب تھا۔

اور اگر علی کے ساتھ آئے تو معنی معاملہ کے آسان ہونے کے ہیں جیسے هُوَ عَلٰی هٰذَا
(۲۱:۱۹) کہ یہ مجھے آسان ہے ۔

سَوْعَدَآبُ الْهُوْبِ بمعنی ذلت کا عذاب ۔

= تَسْكُرُوْنَ - اِسْتَكْبَارُ (استغفال) سے مضارع جمع مذکر حاضر - تم تکبر کرتے تھے
تم گھنڈ کرتے تھے۔

۹۴:۶ = جِئْتُمُوْنَا - تم ہمارے پاس آئیے - اس میں واو اشباع کا اور نا ضمیر جمع مکمل ہے
= خَرَادٰی - خَرَدٌ - کی جمع ۔ اکیلے اکیلے ۔ ایک ایک ۔

= حَوَّلْنٰكُمْ - ہم نے تم کو عطا کیا۔ ہم نے تم کو دیا۔ تَحْوِيلٌ (تَفْوِیْلٌ) سے جس کے
معنی ایسی چیزوں کے عطا کرنے کے ہیں جن کی نگہداشت کی ضرورت پڑے۔ جیسے عربی میں
کہتے ہیں خَلَدٌ خَالٌ مَالٍ اَوْ خَالٌ مَالٍ - یعنی فلاں مال کی خوب نگہداشت کرنے والا ہے
(آیت نڈا میں : جو مال و شاع ہم نے تم کو دیا تھا تم سب پیچھے چھوڑ آئے)

ماضی جمع مکمل - کُنْتُمْ ضمیر مفعول جمع مذکر حاضر۔

= فِیْكُمْ - اِنْفِیْ اُمُوْرَكُمْ - تمہارے معاملات میں ۔

= مَشْرَكَآءُ یعنی مَشْرَکَاؤِلَہُ

یعنی جن کو تم یہ سمجھتے تھے کہ تمہاری فلاح و بہبود اور نفع و نقصان میں اللہ کے ساتھ شریک ہیں

اور عمل و دخل رکھتے ہیں۔

== نَقَطَ - کٹ گیا۔ ٹوٹ گیا۔ قطع ہو گیا۔ ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ نَقَطَ نَقَطًا سے
نَقَطَ بَيْنَكُمْ۔ اسی نَقَطَ مَا بَيْنَكُمْ مِنَ الْوَصْلِ۔ بے شک تمہارے درمیان جو رشتہ تھا
وہ ٹوٹ گیا۔

== صَلَّ - کھو گیا۔ گم ہو گیا۔ ضائع ہو گیا۔ ہلاک ہو گیا۔ گمراہ ہو گیا۔ بھٹک گیا۔ راہ سے
دور جا پڑا۔

== مَا كُنْتُمْ تَزْعُمُونَ۔ اور جو دعویٰ تم کیا کرتے تھے (وہ کھو گئے)

۹۵: ۶ == خَالِقٌ۔ اسم فاعل واحد مذکر۔ خَلَقَ مصدر۔ بچاڑنے والا۔ بچ اور گٹھلی کو بچاڑ
کر سبزہ نکالنے والا۔ (خَالِقُ النَّحْلِ وَالنَّوَى) تاریکی کو بچاڑ کر صبح کرنے والا۔ خَالِقُ الْاَصْبَاحِ
= النَّحِيتِ۔ دانہ۔ غلہ۔ گندم۔ انج۔ اس کی جمع جنوب ہے۔ عام (دوائی وغیرہ کی گولیوں کو)
بھی حَبّ کہتے ہیں۔

== النَّوَى۔ النَّوَاثِ۔ اس کی واحد۔ کھجور کی گٹھلیاں۔

== تَوَخَّكُونَ۔ تم پٹائے جاتے ہو۔ تم پھیرے جاتے ہو۔ اخذُ سے جس کے معنی کسی شے
کے اپنے اصلی رخ سے پھرنے کے ہیں۔

یہاں اعتقاد میں حق سے باطل کی طرف۔ قول میں راستی سے دروغ بیانی کی طرف
در فعل میں نیکو کاری سے بدکاری کی طرف پھیرا جانا مراد ہے۔ مضارع مجہول جمع مذکر حاضر
= ذَلِكُمْ اللَّهُ خَالِقُ تَوَخَّكُونَ۔ یہ ہے اللہ (ان خوبوں والا) اور (تم دیکھو) تم کدھر
پکے چلے جا رہے ہو۔

۹۶: ۶ == سَكَنًا۔ برائے تسکین۔ آرام۔ راحت۔ برکت۔ جس سے سکون حاصل ہو۔

سَكُونٌ سے اسم ہے۔ بسنے کی جگہ۔ آرام و سکون کی جگہ یا وقت۔ محلًا للسكون (قطب)

= حُسْبَانًا۔ برائے حساب۔ شمار۔ حُسْبَانٌ بمعنی حساب و شمار۔

حَسَبَ يَحْسُبُ (نص) کا مصدر ہے۔

قرآن مجید میں جو یہ آیا ہے وَبُرِّسَ عَلَيْهَا حُسْبَانًا (۱۸: ۱۸) اور بھیج دے اس پر عذاب

نویہاں حُسْبَانٌ کی دو تفسیریں کی گئی ہیں۔ (۱) ایک آگ یا مہجوا کا۔ (۲) دوسرا عذاب

اور حقیقت میں حساب کے مطابق سزا۔

= تقدیر۔ اندازہ۔ مقدار کو مقرر کرنا۔ خواہ کسی نوعیت کے متعلق ہو۔

۹۷:۶ = يَتَّقُونَ يَعْلَمُونَ اہل دانش و اہل علم کے لئے۔

۹۸:۶ = مُتَّقٍ - ظرف مکان۔ بروزن اسم مفعول اِسْتَقْرَأَ مصدر۔ قرار گاہ۔ پھرنے کی

= مُتَوَدِّعٌ - ظرف مکان۔ بروزن اسم مفعول اِسْتَيْدَاعٌ (اِسْتِعْاَلٌ) مصدر۔ امانت رکھنے کی جگہ۔ حفاظت کی جگہ۔ رحمہ مادر۔

مُتَّقٍ اور مُتَوَدِّعٌ کے متعلق علماء کے متعدد اقوال ہیں۔ بعض نے کہا ہے کہ متَّقٍ سے مراد شکم مادر اور مُتَوَدِّعٌ سے مراد باپ کی پیٹھ۔

اور بعض نے کہا ہے کہ متَّقٍ سے مراد زمین ہے جہاں انسان دنیوی زندگی بسر کرتا ہے اور مُتَوَدِّعٌ سے مراد قبر ہے۔ جہاں مرنے کے بعد حشر تک کا درمیانی عرصہ گزارنا ہوتا ہے۔

اور بعض کے مطابق مستقر سے مراد دنیوی زندگی (ظرف زمان) اور مُتَوَدِّعٌ روانگی کا وقت (ظرف زمان) وداع سے رخصت ہونا۔ اس کی تقدیر ہے۔ فَكَلَّمَهُ مُتَّقٍ وَ مُتَوَدِّعٌ۔

= يَفْقَهُونَ - مضارع جمع مذکر غائب۔ سمجھ رکھتے ہیں۔ سمجھتے ہیں۔

۹۹:۶ = بَنَاتٍ - گھاس۔ سبزی۔ زمین کی پیداوار۔ روئیدگی۔ زمین سے پیدا کرنا۔ زیر سے لگنے والی ہر چیز۔

= مِنْهُ - میں ضمیر بنات کی طرف راجع ہے۔ یعنی بنات سے ہم سرسبز کو نپلیں نکالتے ہیں۔

= حَقِيرًا - سبز۔ سبز۔ حَضَرٌ سے جس کے معنی سبز اور ہرا ہونے کے ہیں صفت منجہ کا صیغہ ہے۔

= مَتَرًا کَبًا - اسم فاعل واحد مذکر۔ مَتَرًا کَبٌ (تَفَاعُلٌ) مصدر۔ تہرتہ۔ ایک پرانے

سوار۔ رَكْبٌ اور رُكُوبٌ کے معنی کسی جانور پر سوار ہونا۔ اناج کی بالی کے دانے باہم متعل ہوتے ہیں۔ ایک دانہ دوسرے سے وابستہ ہوتا ہے۔ کوئی اوپر ہوتا ہے کوئی نیچے۔ اس لئے

اس کو متر اکب کہا گیا ہے۔

گویا تہرتہ ہونے کے سبب ایک دانہ دوسرے پر سوار ہوتا ہے۔ مکی کا سٹہ۔ اور انار کے دانے بہترین مثال ہیں۔

= طَلْعُهَا - اس کا گامبا۔ اس کا خوشہ۔ اس کا شگوفہ۔

= قِنُوتٌ اِنَّ - قِنُوتٌ کی جمع۔ کھجوروں کے گچھے۔

= دَانِيَةً - جھکنے والے۔ لٹکنے والے۔ دُنُوتٌ سے جس کے معنی قریب ہونے کے ہیں۔

جھکنے اور لٹکنے میں بھی قربت کے معنی پائے جاتے ہیں۔ اسم فاعل کا صیغہ واحد تونث۔

= اَعْتَابٍ - عِيبٍ کی جمع - انگور

= الرُّمَات - انار

= مُشْتَبِهًا وَخَصْرًا مُّخْتَابًا - اپنی نوع اور قسم کے لحاظ سے ایک جیسے لیکن اپنی اپنی افراد، شکل و شباہت کے لحاظ سے الگ الگ - مثلاً ایک مکی کا خوشہ بطاہر خوشہ مکی سے مشابہت رکھتا ہے لیکن اس کا سائز دانوں کی قطاروں کی تعداد، ہر قطار میں دانوں کی تعداد - ان کا باہمی فاصلہ وغیرہ ایسی چیزیں جو کسی دوسرے خوش میں ایک جیسی نہیں ہو سکتیں - لہذا ہر خوشہ کی انفرادیت اپنی اپنی

= يَنْعِيهِ مصدر - مجرور - مضارع ضمیر مضارع الیہ - اس کے بچے کو - يَنْعِيْ (ضرب فتم) پھل پکنا۔

۶: ۱۰۰ = وَخَلَقْنَاهُمْ - واؤ عالیہ ہے خَلَقَ میں فاعل اللہ ہے - هُمْ ضمیر الجن کی طرف راجع ہے - مالا نکمہ اللہ نے ہی ان کو پیدا کیا ہے۔

= خَوَقُوا اِلٰهَ - انہوں نے تراشا - خَوَقَ سے - ماضی، جمع مذکر غائب۔

اَلْخَوَقُ (ضرب) کسی چیز کو بلا سوچے سمجھے بگاڑنے کے لئے پھاڑ ڈالنا۔ قرآن میں ہے کہ: خَوَقْتُمَا لِتَغْيِرَ اَهْلُكُمَا (۱۵: ۱۷) کیا تو نے اس کو اس لئے پھاڑا ہے کہ مسافروں کو غرق رہے۔ خَوَقَ - خَوَقَ کی ضد ہے جس کے معنی اندازہ کے مطابق خوش اسلوبی سے کسی چیز کو بنانے کے ہیں اور خَوَقَ کے معنی کسی چیز کو بے قاعدگی سے پھاڑ ڈالنے کے ہیں۔ آیتہ میں اور بے سمجھے (جھوٹ، بہتان) اس کے لئے بیٹھے اور بیٹیاں بنا گھڑی ہیں

۱۰۱: اَبَدِيْعٌ - اَلَّذِيْ جَدَّاعٌ - کسی کی تقلید اور اقتدار کے بغیر کسی چیز کو ایجاد کرنا۔ اسی سے نئے موزے ہوئے کنویں کو دَکِيْئَةٌ بَدِيْعٌ کہتے ہیں۔ جب اَبَدِيْعٌ کا لفظ اللہ عزوجل کے لئے استعمال ہوتا ہے تو اس کے معنی ہوتے ہیں بغیر آلہ - بغیر مادہ اور بغیر زمان و مکان کے کسی نئے کو ایجاد کرنا۔ یہ معنی صرف اللہ تعالیٰ کی ذات کے لئے مختص ہیں

بَدِيْعٌ بِمَعْنٰی مُّبْدِيْعٌ یعنی اس چیز کا پیدا کرنے والا جس کی سابق میں کوئی مثال نہ ہو اللہ الٰہی کے اسماء حسنٰی میں سے ہے۔

= اَتَى - کس طرح - کیونکر - کیسے - یہ کیسے ہو سکتا ہے اَتَى یُعْنِيْ هٰذَا اَللّٰهُ لَيَجِدَ مَوْثِقًا ۲۵۹: ۲ اللہ تعالیٰ ان باتوں کو کیونکر زندہ کرے گا۔

۱۰۳: = وَكَيْلٌ - صفت مشبہ - وَكَلَّ سے (ضرب) نگران - نگہبان - کارساز - امن - گواہ۔

لَا تَذْكُرْكَ. مضارع منفی واحد نونث غائب۔ وہ اس کو نہیں پاسکتی اَذْكُرْ کسی چیز کی غایت کو پہنچنا اَذْكُرْكَ الصَّيْتُ۔ لڑکا بچپن کی آخری حد کو پہنچ گیا۔ یعنی بالغ ہو گیا۔

حَتَّىٰ اِذَا اَذْكُرَكَ الْغُرُورُ (۱۰:۱۹) یہاں تک کہ اس کو غرق (کے عذاب نے) آچکرا۔ اور اک کا معنی ہے کسی چیز کو گھیر لینا۔ اس کا احاطہ کر لینا۔ ظاہر ہے کہ احاطہ اس چیز کا ہو سکتا ہے جو محدود ہو اور کسی خاص سمت میں پائی جاتی ہو۔ اور اللہ تعالیٰ کی ذات نہ تو محدود ہے اور کسی خاص سمت میں موجود۔ اس لئے اس کا احاطہ کرنا ناممکن ہے۔ آیت ہذا میں ترجمہ ہوگا۔

نظریں اس کو نہیں گھیر سکتیں اور وہ سب نظروں کو گھیرے ہوئے ہے۔
۱۰:۱۶ = بَصَّارٌ کھلی دلیلیں۔ ظاہر نصیحتیں۔ بَصِيْرَةٌ کی جمع۔ جس طرح جسم کے لئے بصارت (بینائی) ہے اسی طرح روح کے لئے بصیرت ہے۔

= اَنْصَر۔ اس نے دیکھا۔ (افعال) ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔
= عَمِيَ۔ وہ اندھا ہوا۔ عَمِيَ مصدر۔ ماضی صیغہ واحد مذکر غائب یہاں کو رد دل ہونا مراد ہے
= حَفِظَ۔ نگہبان۔ حَفِظَ سے بَرَزَن قِيْلُ یعنی فاعل ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ میں ہے
کیونکہ وہ کل کا نگہبان ہے۔

۱۰:۱۶ = تَصَوَّرَ الْاَيَاتِ۔ ہم چہرہ پھر کر۔ طرح طرح سے آیات (توحید) کو بیان کرتے ہیں
= دَرَسَتْ۔ دَرَسَ اور دَرَسَتْ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر حاضر
تو نے پڑھا۔ تو نے پڑھ سنا یا۔ دَرَسَ الْفِتْرَةَ عَلَى الْغَبْرِ۔ دوسرے کو پڑھ کر سنانا
= بَيَّنَّتْهُ مَضَارِعُ صِغَرٍ مَجْمُوعٍ مُّكَلِّمٌ تَبَيَّنَتْ (تَفَعَّلَ) مصدر۔ ہم ظاہر کر دیں۔ ہم کھولیں
۱۰:۱۶ = لَا اِلَهَ اِلَّا هُوَ۔ جملہ معترضہ ہے جو معطوف اور معطوف علیہ کے درمیان آگیا ہے
۱۰:۱۶ = لَا تَلْبِسُوا۔ فعل نہی۔ جمع مذکر حاضر۔ سَبَّ سے (باب نصر) تم بڑا مت کہو۔ تم گالیاں نہ دو۔

= عَدَدًا۔ ظَلَمًا وَتَمَدُّدًا۔ زیادتی۔ تعدی۔ ظلم و ستم۔ حد سے بڑھنا۔ زیادتی کرنا۔
(یعنی برا کہنے لگیں گے خدا کو زیادتی اور بے سمجھے۔

۱۰:۱۶ = جَهَنَّمَ۔ تاکید پوری کوشش، مشقت۔ جَعَدَ يَجْعِدُ کا مصدر ہے۔
اَصْنَمُوا بِاللّٰهِ جَهَنَّمَ اَيَّمَا لِهَيْت۔ وہ پوری کوشش سے اللہ کی قسمیں کھاتے ہیں۔
= اَيَّةٌ نشانی۔ یہاں نشانی سے مشرکین کی مراد کوئی خاص نشانی ہے جیسے عصا موسیٰ
حضرت عیسیٰ کا مردوں کو اللہ کے حکم سے زندہ کرنا۔ کوڑھیوں کو تندرست کرنا وغیرہ۔

محمد بن کعب القرظی اور انکلبی نے کہا ہے کہ مشرکین نے بطور خاص نشانی کے یہ مطالبہ کیا تھا کہ کوہ صفا سونا ہو جائے۔ ہمارے کچھ مرے ہوئے لوگ زندہ ہو جائیں کہ آپ کی تصدیق کریں مابعد المات کے متعلق۔ اور ہمیں فرشتے دکھائیے کہ ہم ان سے آپ کی صداقت کے متعلق دریافت کریں۔

== اِنَّمَا الْآيَاتُ عِنْدَ اللّٰهِ۔ کہ نشانیاں تو وہی اللہ ہی کے پاس ہیں۔ یہ شیت ایزدی ہے کہ ان کو ظاہر کرے یا نہ کرے۔ یا کب اور کن حالات میں کرے۔

== مَا يُشْعِرُكُمْ۔ میں منافقین اہل ایمان ہیں۔ (گو بعض کے نزدیک یہاں خطاب مشرکین سے ہے) تمہیں کیا خبر۔ تمہیں کیسے سمجھایا جائے۔ يُشْعِرُ۔ مضارع واحد مذکر غائب۔ اِشْعَارُ (اِفْعَال) ہے۔ آگاہ کرے۔ واقف بنائے۔ سمجھائے۔

== اِنَّمَا اِذَا اِجَاءَتْ لَا يُؤْمِنُونَ۔ کہ جب ایسی خاص نشانی آ بھی جائے تو پھر بھی یہ ایمان نہیں لائیں گے۔ یا تقریر یوں ہے۔ اِنَّمَا اِذَا اِجَاءَتْ يُؤْمِنُونَ اِذَا لَا يُؤْمِنُونَ۔ کہ جب ایسی خاص نشانی آجائے تو یہ ایمان لائیں گے یا نہیں لائیں گے۔

== نَقَلَبْ۔ مضارع جمع مکمل۔ نَقْلَبُ (نَقْلَبُ) مصدر۔ ہم (حق کی طرف) پھیر دیتے ہیں۔ موڑ دیتے ہیں۔

== کَمَا۔ جیسے۔ جیسا کہ جس طرح۔ کَمَا تعلیل کے لئے بھی آتا ہے۔ جبکہ بعض کے نزدیک اس کا استعمال ان آیات میں آیا ہے۔

(۱) کَمَا اَرْسَلْنَا مِنْكَ رُسُلًا مِّنْكَ۔ (۱۵۱:۲) فَاذْكُرُوْنِیْ۔ ... (۱۵۲:۲) چونکہ میں نے پیغمبر بھیج دیا تمہیں میں سے۔ ... اس لئے میری یاد کرو۔ یہاں ارسال رُسُل ذکر الہی کی علت ہے؛ (۲) وَ اِذْ كُوْنُوْهُ كَمَا هٰذَا نَكُتُ۔ (۱۹۸:۲) چونکہ اللہ نے تمہیں ہدایت کر دی اور ذکر کا طریقہ بنا دیا۔ اس لئے اس کی یاد کرو۔ یہاں ہدایت ذکر کی علت ہے۔

(۳) وَ نَقَلَبْ اَفْئِدَةً تَلْهٰوْنَ وَاَبْصَارَهُمْ كَمَا نَهٰ یُؤْمِنُوْنَ اَوَّلَ مَرَّةٍ۔ (آیت ہذا) کیونکہ وہ پہلی مرتبہ اس کے ساتھ ایمان نہیں لائے تھے ہم ان کے دلوں اور نظروں کو بھید دیں گے۔ یہاں ان کے پہلی مرتبہ کے معجزوں (آیات) پر ایمان نہ لانا علت بن گیا ان کے تغلیب قلوب و البصلا کا۔

انکشاف اور ابن کثیر نے اس آیت میں کاف کو تعلیل کے معنوں میں لیا ہے۔ البغدی میں ہے کہ کاف کبھی تعلیل کے لئے استعمال ہوتا ہے جیسے اُذْکُرُوا اللّٰهَ کَمَا هٰذَا نَكُتُ (۱۹۸:۲) اللہ کو

یاد کرو کیونکہ اس نے تمہیں ہدایت دی۔

لفات القرآن میں ہے کہ: کاف کو تغلیل کے لئے اخفش اور بعض کوفیوں نے قرار دیا ہے اور اکثر اہل عربیت نے الکار کیا ہے۔

== اَدَّلَ مَتَّحَ۔ پہلی مرتبہ۔ اس سے مراد یا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سابقہ معجزات ہیں مثلاً شق القمر وغیرہ۔ یا سابقہ انبیاء کے معجزات مثلاً عصا موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ کا کوڑھوں تندرست کرنا۔ مردوں کو زندہ کرنا۔

== مَذَّأَمُ عَمْد۔ مضارع جمع متکلم۔ عَمْدٌ ضمیر مفعول جمع مذکر غائب۔ وَذَذُّ مصدر (باب یتع) ہم ناقابل ہر واہ سمجھ کر چھوڑ دیتے ہیں۔ اس کا ماضی مستعمل نہیں۔ صرف مضارع اور امر مستعمل۔ طَعْنًا نِهْمًا۔ ان کی گمراہی۔ ان کی سرکشی۔ ان کی شرارت۔ ان کی بے راہی۔

== يَعْمَهُونَ۔ مضارع جمع مذکر غائب عَمْدٌ مصدر۔ (باب یتع۔ یتع) وہ سرگرداں پھرتے ہیں۔ وہ جھٹکتے پھرتے ہیں۔ وہ حیران و پریشان پھرتے ہیں۔ عَمْدٌ۔ سرگردانی۔ حیرانی۔ گمراہی۔ تردد۔

== لَيُؤْمِنَنَّ بِهَا۔ میں کفار کے قول کی نقل ہے۔ اِنَّمَا الْآيَاتُ عِنْدَ اللَّهِ میں ان کا جواب (حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان سے ہے) اور وَمَا يُشْعِرُكُمْ سے لے کر آخر آیت اا تک پارہ ۸) مسلمانوں سے خطاب (منجانب اللہ) ہے۔

== قُلْ اِنَّمَا الْآيَاتُ عِنْدَ اللَّهِ سے يَعْمَهُونَ تک عبارت کچھ یوں ہوگی۔ قُلْ اِنَّمَا الْآيَاتُ عِنْدَ اللَّهِ وَمَا يُشْعِرُكُمْ اِنَّمَا اِذَا جَاءَتْ لَا يُؤْمِنُونَ كَمَا لَمْ يُؤْمِنُوا بِهِ اَوَّلَ مَرَّةٍ (بِذَلِكَ) وَتَقْلِبُ اَفْئِدَتَهُمْ وَاَبْصَارَهُمْ وَتَذَكَّرُ فِي طُعْنًا نِهْمًا يَعْمَهُونَ۔۔۔۔۔ اور آپ کو کیسے سمجھایا جائے کہ جب یہ خاص نشانیاں (جن کا یہ لوگ مطالبہ

کر رہے ہیں) آجائیں گی جب بھی یہ ایمان نہ لا دیں گے جیسے کہ وہ ایمان نہ لائے تھے جب پہلی مرتبہ (جب اللہ کی طرف سے خاص نشانیاں اس کے انبیاء کی معرفت ظہور میں آئی تھیں) اور اب ان کے ایمان نہ لانے کی وجہ سے) ہم ان کے دلوں کو (حق طلبی کے قصد سے) اور ان کی نگاہوں کو (حق بینی کی نظر سے) پھیر دیں گے۔ اور ان کو (ان کی) سرکشی (و کفر) میں حسیران و سرگرداں چھوڑ دیں گے۔

(ملاحظہ ہو بیان القرآن از مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ اور ضیاء القرآن پبشر کریم)

(صاحب بھیروی)

يَا رَحْمَةً
وَلَوْ أَنَّنَا
(۸۱)

الْأَعْمَامُ وَالْأَعْرَافُ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَلَوْ أَنَّنَا نَزَّلْنَا إِلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةَ

۶: ۱۱۱ — حَشَرْنَا۔ ہم نے اکٹھا کیا۔ ہم نے جمع کیا۔ اَلْحَشَرُ (نَصَرَ کے معنی)۔ لوگوں کو ان کے ٹھکانے سے مجبور کر کے نکال کر لڑائی کی طرف بھگانے کے ہیں۔

ایک روایت میں ہے اَلنِّسَاءُ لَا يُحْشَرْنَ عورتوں کو جنگ کے لئے نہ نکالا جائے۔ اور یہ انسان اور غیر انسان سب کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ قرآن مجید میں ہے وَ اِذَا الْوُحُوشُ حْشِرَتْ (۵: ۸۱) اور جب وحشی جانور اکٹھے کئے جائیں گے قیامت کے دن کو بھی یوم الحشر کہا جاتا ہے کہ سب کو اس روز اکٹھا کیا جائے گا۔

= قُبُلًا۔ جمع۔ قَبِيلٌ واحد۔ جماعت در جماعت۔ گروہ در گروہ۔ بعض کے نزدیک قَابِلٌ کی جمع۔ یعنی آنکھوں کے سامنے۔ آگے۔

= يَجْهَلُونَ۔ مضارع جمع مذکر غائب۔ جَهْلٌ۔ جَهْلًا مصدر (باب سَمِع) وہ نہیں جانتے۔ وہ جاہل ہیں۔ وہ جہالت کرتے ہیں۔ جہالت کی باتیں کرتے ہیں۔

۶: ۱۱۲ = كَذٰلِكَ۔ ایسے ہی۔ اسی طرح۔ یعنی جس طرح یہ لوگ آپ کے عداوت رکھتے ہیں اور مخالفت کرتے ہیں۔ اسی طرح ہم نے ہر نبی کے لئے شیاطین جن وانس سے اس کے دشمن پیدا کئے۔

= يُؤْخَذُ۔ مضارع واحد مذکر۔ اِيْخَازٌ سے وہ دوسو ڈالٹا ہے وہ دوجی بھیجتا ہے۔ یہاں شیاطین جن وانس کی دوسو اندازی کو دوجی سے اس لئے تعبیر کیا گیا ہے کیونکہ یہ سب باتیں بھی بڑی رازداری اور چپکے چپکے ہوتی ہیں

= ذُخُوْفٌ۔ طمع۔ سنہری۔ سونا۔ آراستہ۔ زینت۔ اور کسی شے کے کمالِ حُسن کو زخوف کہتے ہیں۔ اسی لئے سونے کو بھی زُخُوْفٌ کہا جاتا ہے۔ لیکن جب اس کا استعمال قول کے لئے

ہو تو جھوٹ سے آراستہ کرنے اور ملع کی باتیں کرنے کے معنی ہوں گے۔ یہاں ملع اور زیب کے معنی میں آیا ہے۔

= عُرُوذًا - دھوکہ دینے کے لئے۔ تاکہ ان کو دھوکہ میں ڈال دیں۔

= مَا خَلَوُا - میں ۶ ضمیر واحد مذکر غائب۔ شیاطین جن وانس کا لوگوں کے دلوں میں وسوسہ ڈالنا۔ اور جھوٹی باتیں ملع کی صورت میں اذہان میں ڈالنے کی طرف راجع ہے
= يَفْتَرُونَ - مضارع جمع مذکر غائب (إِفْتَعَالٌ) مصدر۔ وہ دروغ بازی کرتے ہیں۔ وہ افتراء بہتان باندھتے ہیں۔

۱۱۳:۶ = تَصْنَعِي - مضارع واحد مؤنث غائب۔ وہ جھکتی ہے۔ وہ جھکتے ہیں۔

صغوا اور صغی سے ر باب سمع۔ نصر (أَصْنَعِي إِلَى حَدِّ شَيْءٍ) کان لگانا۔ کان دھرنا۔ اصغی الیہ سننے کے لئے جھکنا۔ جھکنا۔ مائل ہونا۔

الیہ اور يَرْصُوهُ میں ۶ ضمیر ان دوسووں اور ملع فریب کی باتوں کی طرف راجع ہے جو شیاطین جن وانس ایک دوسرے کو سکھاتے اور دوسرے لوگوں کے دلوں میں ڈالتے تھے۔

= يَفْتَرُونَ مَضَارِعَ جمع مذکر غائب افتراء (إِفْتَعَالٌ) سے۔ وہ کمائیں۔ وہ کریں

افتراء۔ کے اصل معنی درخت سے چھال اتارنے کے ہیں اور زخم سے چھلکا کریدنے کے۔

جو چھال یا چھلکا اتارا جاتا ہے اسے قرف کہتے ہیں۔ اور بطور استعارہ اِفْتَرَوْا کمانے کے معنی

میں استعمال ہوتا ہے خواہ وہ کسب اچھا ہو یا بُرا جیسے قرآن پاک میں ہے سَيَجْزُونَ بِمَا

كَانُوا يَفْتَرُونَ (۱۲۰:۶) وہ عنقریب اپنے کئے کی سزا پائیں گے۔

اور وَأَمْوَالُنَا أَفْتَرَفْنَاهَا (۲۴:۹) اور مال جو تم کماتے ہو۔

لیکن اس کا بیشتر استعمال بُرے کام کرنے پر ہوتا ہے۔

= وَتَصْنَعِي إِلَيْهِ مَعْطُوف ہے عُرُوذًا پر۔ کہ دھوکہ میں رکھیں..... ان کو۔ اور یہ کہ مائل

ہو جائیں اس کی طرف ان لوگوں کے دل جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے۔

اسی طرح وَ لِيَرْصُوهُ اور وَ لِيَفْتَرُوا کا عطف بھی عُرُوذًا پر ہے۔ یعنی اس لئے کہ

وہ ان ملع باتوں کو پسند کرنے لگیں۔ اور جو گناہ وہ کر رہے ہیں وہ کرتے رہیں (اور حق و صدا

کی طرف سے غافل اور دھوکہ میں رہیں)

۱۱۳:۶ = أَفْغَرِ اللَّهُ أَبْتَغِي مَفْضَلًا سے قبل قتل یا محمد (صلی

اللہ علیہ وسلم لِقَوْلِهِ الْمَشْرُكِينَ مَعْدُودَاتٌ ۚ

== اَبْتَنِيْ - مضارع دامت محکم - میں تلاش کروں - میں چاہوں اَبْتِنَاءُ (افعال) سے

== حَكَمًا - منصف - فیصلہ کرنے والا - حَكَمْتُ سے صفت مشبہ کا صیغہ وائد اور جمع سب کے لئے

استعمال ہوتا ہے - خصوصی فیصلہ کرنے والے کو تکلم کہتے ہیں اس لئے یہ حکم سے زیادہ بلیغ ہے -

== مَفْصَلًا - اسم مفعول تفصل وار - یعنی ادامہ و لواہی کو الگ الگ کیا گیا ہے -

۱۱۳:۶ == اَلْمُعْتَرِيْنَ - اسم فاعل جمع مذکر - الْمُعْتَرِيْ وَاحِدٌ اِمْتَرَاؤُ (افعال) مصدر -

شک میں پڑنے والے - تردد کرنے والے -

۱۱۵:۶ == حَكَمْتُ - حکم - یا اذلی تحریر - یا ثواب و عذاب کا وعدہ -

کَلِمَتٌ سے یہاں مراد قرآن مجید ہے - کیونکہ اہل لغت نے تصریح کی ہے کہ وہ کلمات کثیرہ جو کہ مقصد واحد سے متعلق ہوں ان کو بسا اوقات کلمہ (واحد) کہہ دیا جاتا ہے - جس طرح زہیر کا قصیدہ جو کہ کثیر اشعار کا مجموعہ ہے - اسے کلمہ زہیر بھی کہہ جیتے ہیں -

یا کلمہ سے مراد خداوند تعالیٰ کی ہر بات ہے - جس کے متعلق فرمایا کہ تمہارے رب کی بات سچائی

اور عدل پر ختم ہوتی ہے - جو کچھ وہ فرماتا ہے وہ امر حق ہے - امر حق ہونے میں کوئی شبہ نہیں کیا

جاسکتا - اور جو کچھ وہ حکم دیتا ہے وہ عدل کے سوا اور کچھ نہیں - (ابن کثیر)

۱۱۶:۶ == نَطَحُ - تو حکم مانے - تو حکم مانے گا - اِطَاعَةٌ سے مضارع واحد مذکر حاضر -

نَطَحَ - اصل میں نَطَحَ تھا - اِنْ شَرَطِيْ کے آنے سے ہی حذف ہو گئی -

== اِنْ يَتَّبِعُونَ اور اِنْ هُمْ میں اِنْ نافیہ ہے -

== يَخْرُصُونَ - مضارع جمع مذکر غائب خَرَصٌ سے (باب نَصَرَ) وہ قیاسی باتیں کرتے ہیں

اَلْخَرَصُ - پھلوں کا اندازہ کرنا - اندازہ کئے ہوئے پھلوں کو خَرَصٌ بمعنی مَخْرُوصٌ کہتے

ہیں - اُنکے کرنا اور جھوٹ بولنے کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے - چنانچہ آیہ نماز میں اور آیت

(۲۰:۴۳) میں ہے اِنْ هُمْ اِلَّا يَخْرُصُونَ - یہ تو صرف اُنکلیں دوڑا رہے ہیں -

اور بعض کے نزدیک يَخْرُصُونَ بمعنی يَكْذِبُونَ ہے یعنی وہ جھوٹ بولتے ہیں -

۱۱۹:۶ == فَصَلَ - ماضی واحد مذکر غائب لَفْصِيلٌ (تفصیل) مصدر - تفصیل دار بیان

کر دیا ہے - الگ الگ بیان کر دیا ہے

== اَضْطَرُّرْتُكُمْ (افعال) سے ماضی مجہول جمع مذکر حاضر مادہ ضرر تم مجبور

کئے گئے - تم مجبور ہو جاؤ - تم لاچار ہو جاؤ - یا کئے جاؤ -

= اَلَيْسَ - اِی الٰہی اِحلّم - اس کے کھانے کے لئے - اس کے کھانے پر۔

= کَثِيرًا ۱۔ اِی کثیرا من الذین یجادلونک فی اِحلّ الممتة ونبیہ۔

یعنی ان لوگوں میں جو آپ سے مجادلہ کرتے ہیں مردہ کے کھانے کے متعلق یا دیگر ایسے احکام کے متعلق بہت سارے اپنی خواہشات کی پیروی کی وجہ سے اور بے علمی کے سبب گمراہ ہیں اور صداقت کو نہیں جانتے۔

= لِيَضْلُوْنَ - يَضِلُّوْنَ - مضارع جمع مذکر غائب۔ اِضْلَالٌ (افعال) سے لام براۓ تاکید۔ بلاشبہ وہ گمراہ کرتے ہیں۔

= اَلْمُعْتَدِيْنَ - اسم فاعل جمع مذکر منصوب و مجرور۔ اَلْمُعْتَدِيّ واحد۔ اِغْتَدَا۔

(افعال) سے مصدر۔ حق سے پہننے والے۔ حد سے تجاوز کرنے والے۔

= ۱۲۰:۶ - ذَرُّوا - امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ وَذَرُّوا سے تم چھوڑ دو۔ ملاحظہ ہو ۱۰۹:۶۔

= عَاثُوا يَفْقَرُوْنَ - مضارع جمع مذکر غائب۔ کَاثُوا يَفْقَرُوْنَ ماضی استمراری

(جس کا) وہ ارتکاب کیا کرتے تھے۔ ملاحظہ ہو ۱۱۴:۶

= ۱۲۱:۶ - فَنُفِقَ - اصطلاح شریعت میں فَنُفِقَ کے معنی ہیں حدود شریعت سے نکل جانا۔

گنہ کرنا۔ عموماً علی گناہ کو فَنُفِقَ کہتے ہیں۔ اور ضروریات دین کے انکار کو کفر۔ عربی میں ہے فَسَقَتِ الزُّطْبَةُ عَنْ قَتْرِهَا۔ کھجور اپنے چھلکے سے باہر نکل آئی۔ فاسق بھی خیر سے باہر نکل آتا ہے۔

= يُؤْخَذُونَ - مضارع جمع مذکر غائب (افعال) مصدر۔ وہ وحی کرتے ہیں۔ وہ

دل میں ڈالتے ہیں۔ وہ وسوسہ ڈالتے ہیں۔

= ۱۲۲:۶ - يَهْتَشِيْ بِهَا فِي النَّاسِ - کا مطلب ہے کہ ہم نے اس کے لئے نور بنادیا جس کے

اجالے میں۔ (یا جس کی مدد سے) وہ لوگوں کے درمیان چلتا بھرتا ہے۔ یا اس کا مطلب

یوں بھی ہو سکتا ہے کہ ہم نے اس کے لئے نور بنادیا جس کو لے کر وہ لوگوں کے درمیان

چلتا ہے (اور اس طرح دوسروں کو بھی روشنی مہیا کرتا ہے)

= كَذٰلِكَ - اِی کما ذین للمؤمن اِیماناً۔ یعنی حسب طرح مؤمن کے لئے اس کا

ایمان خوبصورت و دلکش بنادیا گیا اسی طرح کافروں کے لئے ان کا عمل جاذب و دلکش

کر دیا گیا۔

= ۱۲۳:۶ - وَكَذٰلِكَ - اِی وکما جعلنا فی مکة صنادیدھا (ا کا برھا) لیمکودا

فیہا۔ یعنی جس طرح مکہ میں ہم نے وہاں کے بڑے لوگوں کو (مسلمانوں اور اسلام کے خلاف) شرارت کرنے والا بنا رکھا تھا اسی طرح ہم نے ہر بستی میں۔

== جَعَلْنَا۔ ہم نے بنایا۔ ہم نے پیدا کیا۔

== اَخْبَر۔ اَکْبَر کی جمع ہے رئیس لوگ۔ مُجْرِمِہَا۔ اسم فاعل جمع مذکر منصوب مضاف ہا مضاف الیہ۔ اصل میں مُجْرِمِیْنَ تھا۔ اضافت کی وجہ سے نون ساقط ہو گیا۔

اَخْبَرِ مُجْرِمِہَا کی مندرجہ ذیل صورتیں ہو سکتی ہیں

۱۔ اَخْبَر۔ مضاف مجرمیہا (مضاف مضاف الیہ مل کر) مضاف الیہ۔ اور مضاف

مضاف الیہ مل کر مفعول جَعَلْنَا کا۔ اس صورت میں جعلنا کا مفعول اول فی کُلِّ قَرْیَۃٍ ہو گا۔ اور ترجمہ یوں ہو گا۔

جس طرح مکہ میں ہم نے بڑے بڑے مجرموں کو (رسول۔ مسلمانوں۔ اور اسلام کے خلاف) شرارتیں کرنے والا بنایا ہے۔ اسی طرح ہم ہر بستی میں اس کے بڑے بڑے مجرموں کو (رسول مسلمانوں اور اسلام کے خلاف) وہاں تدبیریں کرنے کے لئے کھڑے کر دیتے ہیں۔

۲۔ مُجْرِمِہَا۔ اَخْبَر کا بدل ہے۔ اس صورت میں معنی یہ ہوں گے۔

جس طرح ہم نے بڑے بڑے لوگوں یعنی مجرموں کو (رسول۔ مسلمانوں۔ اور اسلام کے خلاف) شرارتیں کرنے کے لئے مکہ میں بنایا ہے اسی طرح ہم ہر بستی میں بڑے لوگوں یعنی مجرموں کو (رسول مسلمانوں اور اسلام کے خلاف) تدبیریں کرنے کے لئے بنا دیتے ہیں۔

۳۔ اَخْبَر اور مُجْرِمِہَا دونوں جَعَلْنَا کے مفعول ہیں۔ اور مطلب آیت یوں ہو گا

جس طرح ہم نے مکہ میں رئیسوں کو اس بستی کے مجرم بنا دیا ہے تاکہ وہ (رسول اور مسلمانوں اور اسلام کے خلاف) شرارتیں کریں اسی طرح ہم ہر بستی میں بڑے لوگوں کو وہاں کے مجرم بنا دیتے ہیں تاکہ وہ رسول۔ مسلمانوں اور اسلام کے خلاف) وہاں شرارتیں کریں

۴۔ مُجْرِمِہَا۔ مفعول اول ہے جَعَلْنَا کا اور اَخْبَر مفعول ثانی۔ اور یہاں مفعول ثانی کو مقدم کیا گیا ہے۔ اس صورت میں معنی یہ ہوں گے۔

جس طرح ہم نے مکہ میں یہاں کے مجرموں کو بڑے لوگ بنا دیا ہے کہ (رسول مسلمانوں اور اسلام کے خلاف) تدبیریں کریں اسی طرح ہم ہر بستی میں مجرموں کو بڑے لوگ بنا دیتے ہیں تاکہ وہ وہاں (رسول۔ مسلمانوں اور اسلام کے خلاف) وہاں تدبیریں کریں۔

۶: ۱۲۴ == جَاءَ ثَمُودُ میں هُتَ خَمیر جمع مذکر غائب اکابر مکہ کی طرف راجع ہے (یہ اکابر

کفار قریش تھے

= یُصْنِبُ - مضارع واحد مذکر غائب إِصَابَةٌ (افعال) سے مصدر پہنچے گا۔

= أَجْرَمُوا - انہوں نے جرم کیا۔ إِجْرَامٌ (افعال) سے ماضی جمع مذکر غائب

= صَعَادُ - ذلت۔ خواری۔ صَعَوْ يَصْعَرُ (کَرُمٌ يَكْرُمُ) کا مصدر ہے جس کے

معنی ذلیل ہونے کے ہیں۔ یہاں بطور اسم بمعنی ذلت و خواری مستعمل ہے۔

۶: ۱۲۵ = حَقِيقًا - تنگی۔ مضافاً۔ گناہ۔ اصل میں حَوْجٌ کے معنی کسی چیز کے مجتمع

ہونے کے ہیں۔ اور ایک جگہ جمع ہونے میں چونکہ تنگی کا تصور موجود ہے اس لئے تنگی

اور گناہ کو حرج کہتے ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بنی کنانہ کے ایک شخص سے دریافت فرمایا کہ

مَا الْحَرْجَةُ - اس نے جواب دیا الْحَرْجَةُ فِينَا الشَّجَرَةُ تَكُونُ بَيْنَ الْأَشْجَارِ

الَّتِي لَا تَقْصِلُ إِلَيْهَا رَاعِيَةٌ وَلَا وَحْشِيَةٌ وَلَا شَيْءٌ۔

رحرہ ہمارے ہاں اس درخت کو کہتے ہیں جو درختوں کے جھنڈ کے درمیان ہو کہ وہاں نہ

تو چسروا ہا جا سکے نہ کوئی وحشی جانور اور نہ کوئی اور چیز وہاں پہنچ سکے

تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔

كَذَلِكَ قَلْبُ الْمُنَافِقِ لَا يَصِلُ إِلَيْهِ شَيْءٌ مِّنَ الْخَيْرِ۔

(منافق کا دل بھی ایسا ہوتا ہے کہ وہاں تک کوئی نیک بات نہیں پہنچتی۔

= كَانَمَا يَصْعَدُ - كَانَ - حرف مشبہ بالفعل اسم کو نصب دیتا ہے اور خبر کو

رفع۔ ما نہ اللہ ہے اس کے آنے سے کوئی فرق پیدا نہیں ہوتا۔ البتہ كَانَ کا لفظی تصرف

باطل ہو جاتا ہے اس وقت یہ اپنے مابعد کو نہ منصوب کر سکتا ہے نہ مرفوع۔

یہاں تشبیہ کے لئے استعمال ہوا ہے۔ بمعنی گویا۔ جیسے مثلاً كَانَ ذِيْنًا اَسَدًا

گویا زید شیر ہے۔

= يَصْعَدُ - مضارع واحد مذکر غائب يَصْعَدُ - مصدر (باب تفعّل) اِصْعَادٌ

(افعال) چلنا۔ سیر کرنا۔ پہنچنا۔ اس کے مفعول پر فاعل آنا ضروری ہے۔ جیسے اَصْعَدَ

بَنِي الْأَسَدِ وہ زمین پر چلا۔ اس نے زمین پر سیر کی۔ (باب تفعیل) سے (صَعَدَ

يَصْعَدُ) چڑھ کر اوپر پہنچ جانا۔ مفعول پر فاعل یا علی آتا ہے۔

تَصْعَدُ (باب تفعّل) میں اس کا معنی دشوار گزرنے اور شاق ہونا کے ہیں جیسے تَصْعَدُ

فِي السَّمَاءِ۔ وہ چیز مجھ پر شاق گذری۔ لیکن اگر باب لفعل کی ت کو ص میں ادغام کر کے
اَصْعَدُ بنا لیا جائے جسک مضارع آیتہ مذ میں آیا ہے تو چڑھ کر پہنچ جانے کا معنی ہوتا ہے
اور مفعول پر فی آسمان ہے۔ يَصْعَدُ اصل میں يَنْصَعِدُ تھا۔ ت کو ص میں مدغم کیا۔ ص پر نند دیا گیا
كَأَنَّمَا يَصْعَدُ فِي السَّمَاءِ۔ گویا وہ (دشواری سے) آسمان پر چڑھ رہا ہے۔

= يَجْعَلُ عَلَىٰ - ڈال دیتا ہے۔ مسئلہ کر دیتا ہے۔

= الرِّجْسُ - رِجْسُ - ناپاک - پلید - گندہ - نجس - عذاب - عقوبت - گناہ -

= الرِّجْسُ سے مراد شیطان بھی ہو سکتا ہے بیکہ کہ ابن کثیر میں ہے۔

۱۲۶: ۶ = هَذَا - اشارہ ہے اس طرف جو قرآن میں آیا ہے۔ یا اشارہ ہے اسلام کی طرف

یا اس بیان کی طرف جو خدا نے توفیقِ شہر صدر اور خذلان کے متعلق اور فرمایا ہے (بیضادی)

قرآن - اسلام - دین حق۔

= مُسْتَقِيمًا - منسوب بوجہ مال ہونے کے۔

= يَدَّ كُرُوفًا - مضارع جمع مذکر غائب۔ تَدَّ كُرًا (تَفْعَلُ) سے۔ نصیبت

پکڑتے ہیں۔

۱۲۷: ۶ = دَارُ السَّلَامِ - سلامتی کا گھر یعنی جنت۔

= دَلِيْلُهُمْ - ان کا ولی - ان کا دوست - ان کا حامی و ناصر۔

۱۲۸: ۶ = دَيُّوْمَ يَخْشُرُهُمْ - اِی اذکر یَوْمَ يَخْشُرُهُمْ - اور یاد کرو وہ دن جب

(اللہ) ان سب کو اکٹھا کرے گا۔ هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب۔ جمع جن والنس کے لئے ہے۔

الحازن - صاحب مدارک التنزیل اور بیضادی نے خَشَرُوْا (نون کے ساتھ صیغہ جمع

مکمل پڑھا ہے)

= يَمْشُرُ الْجِنَّ - اس سے پہلے یَقُوْلُ محذوف ہے تقدیر ہے دَيُّوْلُ يَمْشُرُ الْجِنَّ

..... لے جنات کے گردہ۔ یہاں جنات سے مراد شیاطین ہیں۔ اَلْمَفْشُوْر - اسم مفسد

مَعَاشٍ جمع - بڑا گردہ

= اِسْتَكْتَرْتُمْ - تم نے بہت زیادہ (تابع) کر لیا۔ اِسْتِكْتَارٌ - (استفعال) سے۔ کسی

کام کو بہت زیادہ کرنا۔ اسی باب سے لفظ استحصال ہے بہت زیادہ وصول کرنا۔ یہاں

اِسْتَكْتَرْتُمْ مِّنَ الدِّنْسِ سے مراد یہ ہے کہ انسانوں میں بہتوں کو تم ضلالت اور

سرکشی کی طرف لے گئے تھے۔

== اَدْلِيْشُهُمْ مِّنَ الدِّنْسِ - انسانوں میں سے جو ان شیاطین کے دوست - ہمنوا ان کے ساتھ تعلق رکھتے تھے۔

== اِسْتَتَعَ - اس نے فائدہ اٹھایا۔ اس نے کام نکالا۔

== اَجَلْتُ - تو نے مدت مقرر کی۔ تَاَجِلُّ (تَفْعِيلٌ) سے جس کے معنی مدت ٹھہرانے اور دیر کرنے کے ہیں۔ اَجَلٌ - وقت مقررہ۔ مدت مقررہ۔ چونکہ موت کا وقت بھی مقرر ہے اس لئے اَجَلٌ موت کو بھی کہتے ہیں۔

== قَالَ - اِیْ قَالَ اللّٰهُ۔

== مَثَوٰیكُمْ - مَثَوٰی - طرف مکان مفرد۔ مَثَاوِی - جمع ٹھکانہ۔ دراز مدت تک۔ ٹھہرے کا مقام۔ فرودگاہ۔

۱۲۹:۶ == نُوْتٰی - مضارع جمع حکم۔ تَوَلَّیْتُ (تفعیل) ہم حاکم بناتے ہیں۔ ہم تسلط کرتے ہیں۔ یا ہم دوست بناتے ہیں۔

صاحب مدارک نے نُوْتٰی بَعْضَ الظَّالِمِیْنَ بَعْضًا کی تشریح تین طرح کی ہے

۱۔ ایک کو دوسرے کے پیچھے دوزخ میں داخل کرنا۔ اس وقت نُوْتٰی کا ماخذ مَوَالَآۃ ہوگا۔ کسی کام کا پیہم پے در پے کرنا۔

۲۔ ایک ظالم کو دوسرے ظالم پر تسلط کرنا۔ اس وقت نُوْتٰی کا ماخذ وِلَایَۃ ہوگا حکومت۔ غلبہ۔ تسلط۔ یہ قول عام اہل تفسیر کا ہے

۳۔ ایک کو دوسرے کا دوست اور مددگار بنادینا۔ اس وقت نُوْتٰی کا ماخذ وِلَایَۃ ہوگا۔ دوستی۔ مدد۔ قتادہ کا یہی قول ہے۔ ابن کثیر نے بھی یہی مطلب لیا ہے۔

۱۳۰:۶ == یَقْضُوْنَ - مضارع جمع مذکر غائب۔ قَضَّضَ مصدر (باب تَصَدَّ) وہ نقل کرتے ہیں۔ وہ پڑھتے ہیں۔ وہ بیان کرتے ہیں یا بیان کرتے تھے۔

== یُنْذِرُكُمْ - مضارع جمع مذکر غائب۔ کُمْ ضمیر مفعول جمع مذکر حاضر۔ اِنْدَازُ (افعال) وہ ڈراتے تھے۔

== غَوَّثَهُمْ - غَوَّثَ - ماضی واحد مؤنث غائب۔ هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب۔ دنیوی زندگی نے ان کو دھوکہ میں رکھا ہوا تھا۔ ان کو بہکا رکھا تھا۔

۱۳۱:۶ == ذٰلِكَ - ذٰلِكَ خبر ہے جس کا مبتدا محذوف ہے اِیْ الامر ذٰلِکَ -

حقیقت یہ ہے۔ یا بات یہ ہے۔

یہ اشارہ ہے ارسالِ رسل کی طرف۔ یعنی یہ رسولوں کا بھیجنا اور ان کا لوگوں کو سود و عاقبت سے ڈرانا۔ اس وجہ سے ہے کہ ہر

آت۔ مصدر یہ ہے۔

== لَمْ يَكُنْ - نہیں ہے۔ لَمْ يَكُنْ فعل ناقص۔ مضارع مجزوم۔ یعنی جَعَدَ لَمْ يَكُنْ كَوْنٌ سے باب نمر۔

== مَهْلِكُ الْفُرُجِ - بستیوں کو ہلاک کرنے والا۔

یعنی تیرا رب بستیوں کو ہرگز ہلاک نہیں کرتا۔ مضاف مضاف الیہ ہو کر خبر کان کی

== يَطْلُمُ - کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں

۱) يَطْلُمُ قَنْطَرَهُ - (۲) يَطْلُمُ قَنْطَرَهُ - (من اللہ) جہور نے اول الذکر کو ترجیح دی ہے

== غَطِلُوْنَ - غفلت کرنے والے۔ بے خبر۔

مطلب یہ ہے کہ - بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں کو بشیر اور نذیر بنا کر اس لئے بھیجتا ہے کہ وہ کسی بستی یا قوم کو ان کے ظلم و شر اور کفر و شرک کی وجہ سے جبکہ وہ ان بدیوں کے مالِ ناواقف اور بے خبر ہوں ہلاک نہیں کرتا۔ (بلکہ باقاعدہ خدا کے فرستادہ جو انہی میں سے ہوتے ہیں ان کو نیک و بد سے مطلع کرتے ہیں۔ اور خداوند تعالیٰ کے وعدے و وعید سے ان کو باخبر کرتے ہیں۔ پھر اس کے بعد وہ اگر بدیوں کے عذابِ محکب ہوں تو مکافاتِ عمل میں ہلاکت ان کا مقدر بن جاتی ہے۔ ۱۳۲: ۶ = لِكُلِّ مِّنَ الْمُكَلَّفِينَ - لکل عامل۔ ہر عاقل بالغ عامل کے لئے ۱۳۳: ۶ = يَسْتَخْلِفُ - مضارع واحد مذکر غائب مجزوم۔ بوجہ جواب شرط تمہارا جانشین بنائے تمہاری جگہ لے آئے۔

== مَا بَيَّنَّا - مآبیانہ ہے۔ جیسے چاہے۔ جیسے چاہے۔

ذَرِيَّةٌ - اولاد۔ اصل میں چھوٹے چھوٹے بچوں کا نام ذَرِیَّتٌ ہے۔ لیکن عرف عام میں چھوٹی اور بڑی سب اولاد کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ اگرچہ اصل میں جمع ہے لیکن واحد اور جمع دونوں کے لئے مستعمل ہے۔

ذَرِيَّةٌ کے بارے میں تین اقوال ہیں۔

۱۔ یہ ذَرِیَّةٌ سے مشتق ہے جس کے معنی پیدا کرنے اور پھیلانے کے ہیں اور اس کی ہمزہ متروکہ ہو گئی ہے جیسے ذَرِیَّةٌ اور ذَرِیَّةٌ میں

۲۔ اس کی اصل ذَرِیَّةٌ سے ہے۔ (۳) ذَرِیَّةٌ سے جس کے معنی کچھنے کے ہیں۔ فُعْلِيَّةٌ

کے وزن پر جیسے مُعْرِئَةٌ - ذُرَارِيٌّ - ذُرِّيَّاتٌ مع۔

= قَوْمِ الْآخِرِينَ - الْآخِرُ کی جمع ہے۔ دوسری قوم۔ دوسرے لوگ۔

مِنْ ذُرِّيَّةِ قَوْمِ الْآخِرِينَ - ایک دوسری قوم کی نسل سے۔

۱۳۴:۶ = لَا ت - آیت - آنے والا - اِيْتَانُ سے جس کے معنی آنے کے ہیں۔ لام تاکید کے لئے

آیا ہے۔ اسم فاعل واحد مذکر

= مُعْجِزِينَ - اسم فاعل جمع مذکر۔ عاجز کرنے والے۔ ہر ادیت والے - اِعْجَازُ (افعال) سے

دوسرے کو عاجز بنادینا۔ عاجز کر دینا۔ مُعَاجِزَةٌ (مُعَاكَلَةٌ) مقابلہ کر کے اپنے حریف کو ہرا دینا۔ یعنی تم اس کو ایسا کرنے سے ہرگز روک نہیں سکتے۔

۱۳۵:۵ = عَلَى مَكَانَتِكُمْ - عَلَى غَايَةِ اسْتَطَاعَتِكُمْ جَنَاتٍ سے ہو کے۔ اِعْمَلُوا عَلَى

مَكَانَتِكُمْ - تم سے جو ہو سکتا ہے کر گزرو۔

= اِنِّى عَامِلٌ - اے انی عامل ملامتونی بہ رتی۔ میں تو دہی کرتا رہوں گا جو میرے رب نے

مجھے حکم دیا ہے۔ یا یوں بھی ہو سکتا ہے انی عامل عَلَى مَكَانَتِي - جو کچھ مجھ سے ہو سکتا ہے میر

کرتا رہوں گا۔

= عَاقِبَةُ الدَّارِ - مضاف مضاف الیه - عَاقِبَةٌ - عاقبت۔ انجام امر۔

عَقِبْتُ يَعْقِبُ کامصدر ہے جس کے معنی پیچھے آنے کے ہیں۔ لیکن اس کا استعمال ہر شے

کے آخر اور انجام کے لئے ہوتا ہے۔ اس کا استعمال ثواب کے لئے بھی آتا ہے جیسے وَالْعَاقِبَةُ

لِلْمُتَّقِينَ - (۲: ۲۸) اور انجام نیک تو پر ہیزگاروں ہی کا ہے۔ مگر اضافت کی صورت میں کبھی

عقوبت کے معنی میں آتا ہے جیسے ثُمَّ كَانَتْ عَاقِبَةُ الَّذِينَ اَسَاءُوا وَالسَّوْءَ (۱۰: ۳۰)

میں چرچن لوگوں نے بُرائی کی ان کا انجام بھی بُرا ہوا۔

= الدَّارُ - (دَوْرٌ - مَادَّة) مکان کو کہتے ہیں۔ کیونکہ وہ چار دیواری سے گھرا ہوتا ہے۔ اس کی جمع

دِيَارٌ ہے۔ پھر دار کا لفظ شہر۔ ملاقہ۔ بلکہ سائے جہان پر بولا جاتا ہے۔ اور الدَّارُ الدُّنْيَا

اور الدَّارُ الْآخِرَةُ (موصوف - صفت) نشاۃ اولی - نشاۃ ثانیہ میں دو قرار گاہوں کی طرف

اشارہ ہے۔

بعض نے دار الدنیا۔ دار الآخرة کو مضاف مضاف الیه بھی کہا ہے۔ الدَّارُ الدُّنْيَا

گھر کے لئے بھی ہو سکتا ہے اور آخرت کے گھر کے لئے بھی۔

اسی طرح اس آیت کے مندرجہ ذیل معنی ہو سکتے ہیں۔

کس کے لئے انجام اچھا ہوتا ہے اس دنیا کے گھر کا۔ یعنی کس کی دیوی زندگی کا اچھا نتیجہ برآمد ہوتا ہے (ضیاء القرآن)

۲۔ آخرت میں انجام اچھا کس کا ہوتا ہے

۳۔ انجام کار کس کے حق میں بہتر ہوتا ہے۔ (تفہیم القرآن)

صاحب روح المعانی کے قول کے مطابق لفظ دار سے مراد دار دنیا ہے ذکر دار آخرت الحاذقوں رقمطراز ہیں۔

فَسَوْفَ تَعْلَمُونَ غَدًا فِي يَوْمِ الْقِيَامَةِ لِمَنْ تَكُونُ عَاقِبَةُ الدَّارِ وَهِيَ الْجَنَّةُ۔ کل قیامت کے دن تم جان لو گے عاقبتہ الامر کس کا ہو گا۔ یعنی جنت کس کے نصیب میں ہوگی۔ ان تمام صورتوں میں مَنْ موصولہ ہوگا۔
= علامہ زرخشری اور علامہ بیضاوی نے مَنْ کو استفہامیہ معنی میں لیا ہے۔
ان کے نزدیک تقدیر کلام یوں ہے۔

إِنَّ تَكُونُ لَهُ الْعَاقِبَةُ الَّتِي خَلَقَ اللَّهُ لَهَا هَذِهِ الدَّارَ۔

= عام فہم ترجمہ وہ ہے جو ابن کثیر نے اختیار کیا ہے: قریب میں تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ عاقبت کی بھلائی کس کے لئے ہے۔

۱۳۶:۶ جَعَلُوا۔ انہوں نے کیا۔ انہوں نے ٹھہرایا۔ انہوں نے مقرر کیا۔ جَعَلُوا لِلَّهِ شُكْرًا ۶:۱۰۰ انہوں نے اللہ کے شریک بنائے (وصفی طور پر) اور آیتِ نذائیں: انہوں نے اللہ کے لئے ایک حصہ مقرر کر رکھا ہے ان کھیتوں اور مویشیوں سے جو اس نے پیدا کئے ہیں (فعلی طور پر۔ ای فعلوا بال فعل)

= ذَرَأَ۔ اس نے پیدا کیا۔ اس نے پھیلا یا۔ اس نے بکھیرا۔ ذَرَأُ (باب فتح) سے۔ جس کے معنی پیدا کرنے، ظاہر کرنے اور بکھیرنے اور پھیلانے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر ثانی۔
= الْحَرْثُ۔ حَرْثٌ يَحْرَثُ (ضرب) کا مصدر۔ کھیتی۔ زراعت۔ کھیت کو حَرْثٌ کہتے ہیں جیسے نِسَاءٌ كُنَّ حَرْثٌ لَكُمْ (۲: ۲۲۳) تمہاری بیویاں تمہاری کھیتی ہیں۔

= الدَّعَامُ۔ مویشی۔ بھڑ۔ بکری۔ گائے۔ بھینس۔ اونٹ۔ لَعَمَہُ کی جمع۔
= لَصِيْبًا۔ حصہ (اللہ کی نذر و نیاز کے لئے،

= سَاءَ۔ بُرَا ہے۔ سَاءَ يَسُوءُ (لَصَرَ) سَوَّءٌ مصدر

۱۳۷:۶ ذَيِّنَ۔ اس نے سنوارا۔ اس نے زینت دی۔ اس نے بھلا کر کے دکھایا۔

تَرْبِيَةٍ (تَفْعِيلٌ) سے ماضی واحد مذکر غائب۔ اس کا فاعل مُشْرِكَا ثَمُودَ۔ اور قَتَلَ اَذْكَاءَ ۾ مفعول۔

= يَزِدُّهُمْ - مضارع جمع مذکر غائب اِزْدَاؤُ (اِفْعَالٌ) مصدر رَدَّى - مادہ - کردہ ہلاکت میں ڈال دیں ان کو۔ هُمْ ضمیر مفعول جمع مذکر غائب۔ كَثِيرَاتٍ الْمُشْرِكِينَ کی طرف راجع ہے۔ رَدَّى ہلاک دِزْدَى اور رَدَّيَاتُ مصدر۔ لازم (باب ضَرْبٌ) کو ذکر چلنا۔ لَزَعْنَا مصدر۔ ریزہ ریزہ۔ چھرا کر دینا۔ کوٹنا۔ رَدَّى - مصدر (باب سَع) ہلاک ہونا اِزْدَاؤُ (اِفْعَالٌ) ہلاک کرنا مستقّت ڈال دینا۔

= لِيَزِدُّهُمْ میں لام عاقبت۔ یا لام مآل ہے۔ جو کسی فعل پر مرتب ہونے والے نتیجہ کو ظاہر کرتا ہے یا لام ملت ہے۔

= لِيَلْبِسُوا عِلْيَنَ وَيَنْفَعَهُ - تاکہ مستحبہ کر دیں ان پر ان کا دین۔ يَلْبِسُوا - مضارع منصوب لبسُ مصدر۔ (باب صَرَب) تاکہ وہ غلط ملط کر دیں۔ گڑبڑ کر دیں۔

۱۳۸:۶ = حِجْرٌ - منوع۔ عقل۔ اصل میں جس مکان کا احاطہ چھروں سے بنایا جائے اسے

عبر کہا جاتا ہے۔ اس لئے حطیم کعبہ اور دیارِ ثمود کو حجر کہا گیا ہے۔ قرآن میں ہے:-

وَلَقَدْ كَذَّبَ أَصْحَابُ النَّجْرِ النَّعْرِ سَلِينَةً (۸۰:۱۵) اور وادیِ حجر کے رہنے والوں

بھی پیغمبروں کی تکذیب کی۔ اور حجر چھروں سے احاطہ کرنا، اسے حفاظت اور روکنے کے

معنی لے کر عقل انسانی کو بھی عبر کہا جاتا ہے قرآن مجید میں ہے هَلْ فِي ذَلِكَ قَسَمٌ

لَيْنَ نُنْزِلَ حِجْرًا (۵:۸۹) کیا بے شک یہ نہیں قسم کھائے کہ لائق ہیں۔ حِجْرٌ حرام چیز کو بھی کہتے

ہیں کیونکہ اس کا تادل منوع ہوتا ہے جیسے آیہ بَازِیْمْ وَقَالُوا هَذِهِ الْأَعْمَامُ وَحُوتٌ حِجْرٌ اور یہ بھی

کہتے ہیں کہ یہ چوپائے اور کھیتی حرام ہیں۔ یہاں حِجْرٌ اسم مصدر ہے جو اسم مفعول (مَحْجُورٌ) کے

مفعول میں استعمال ہوا ہے جس طرح ذَنْبٌ مَذْبُوحٌ کے مفعول میں استعمال ہوتا ہے

= يَرْعَاهُمْ - يَرْعَاهُمُ الباطل من غیر حجتہ۔ اپنے گمانِ باطل سے بغیر کسی محبت یا دلیل

یا حقیقت کے۔ یعنی یہ بات محض وہ اپنے گمانِ باطل کی بنا پر رکھتے ہیں

= وَالْأَنْعَامُ حَرَمَاتٌ ظُهُورُهَا وَالْأَنْعَامُ لَا يَذْكُرُونَ اسْمَاءُ اللَّهِ عَلَيْهِمَا۔ اور بعض چوپائے

ایسے ہیں جن کی پشتیں انہوں نے حرام قرار دے رکھی ہیں یعنی ان پر نہ سواری کرتے ہیں اور نہ بلاشتے

ہیں کیونکہ ان کو کسی نہ کسی بت یا دلو یا البصورت بت یا انسان کے نام منسوب کر رکھا ہے اور بعض

چوپائے ایسے ہیں جن کو ذبح کرتے وقت وہ اللہ کا نام نہیں لیتے اور اگر کسی کا نام لیتے ہیں تو ماسوی اللہ

کسی اور بُرت یا شریک کا نام لیتے ہیں اور اس طرح اس کو شرعاً حرام کر دیتے ہیں) اور پھر بمنوع دندوم افعال کو مستجاب اللہ قرار دیتے ہیں۔

۱۳۹:۶ = اخْتَرَاءَ عَلَيْنَا۔ یہ ان کا فعل اللہ تعالیٰ پر محض ایک بہتان اور سن گھڑت اور انفرادی برداری ہے۔ خدا نے ایسا کوئی حکم یا اجازت نہیں دے رکھی
۱۳۹:۶ = هُنَّ ۶۔ (متذکرہ بالا آیت ۱۳۸) یا وہ جانور جو سائبہ اور عبیرہ کھاتے تھے جس کے لئے ملاحظہ ہو (۵۱: ۱۰۳)

= فَهَمْ۔ میں ضمیر جمع مذکر غائب۔ تو مرد اور عورتیں سب (اس میں ضمیر یکہ ہو سکتے ہیں)
= سَيَجْزِيهِمْ۔ مضارع واحد مذکر غائب۔ ہم ضمیر مفعول جمع مذکر غائب وہ (اللہ ان کو) ان کی مشرکانہ کرتوتوں کی جزا دے گا۔ ہرے گا۔
وَصَفَّهُمْ۔ مصدر۔ مضاف۔ ہم مضاف الیہ۔ ان کے بیان کی۔ ای وصفہم الکذب علی اللہ ان کا جھوٹا اور بے بنیاد بیان اللہ کے خلاف

۱۴۱:۶ = مَعْرُوشَتٍ۔ اسم مفعول کی جمع مَوَاشٍ۔ مَعْرُوشَةٌ واحد۔ عَرِشٌ سے عَرِشٌ۔ اس نے لکڑی کا گھر بنایا۔ عَرِشٌ حجر۔ ٹی۔ عَرِشَتُ الْکَرَمِ۔ میں نے انگور کی بیل کے لئے چھتری بنادی۔ (باب ضرب) ہر چھتری کے لئے اونچا ہونا لازم ہے اسی علو کے مفہوم کے لحاظ سے عرش بادشاہ کے تخت کو بھی کہتے ہیں۔ اور مجازاً اقتدار و سلطنت بھی مراد لیتے ہیں۔

مَعْرُوشَتٍ۔ چھتری پر چڑھائی ہوئیں۔ ابن عباس کا قول ہے کہ اس سے عام بیلں مراد ہیں خواہ چھتریوں پر چڑھائی گئی ہوں یا نہ۔ مگر اوپر پھیلانی جاتی ہوں۔ مثلاً انگور۔ خرغوفہ۔ ترغور۔ کرد و نیوہ عَرِشٌ مَعْرُوشَتٍ۔ وہ پودا جو چھتری پر نہ چڑھایا جائے۔ جس کی بیل نہ ہو اور اپنے تن پر کھڑا ہو۔ مثلاً کھجور کا درخت۔ گیہوں۔ جو۔ وغیرہ۔

= اُكْلُهُ۔ اس کا میوہ۔ اس کا پھل۔ مضاف مضاف الیہ۔ ایسی کھیتیاں جس کے پھل۔ میوہ۔ الگ الگ ہوں اپنے ذائقہ اور کیفیت میں مختلف ہوں۔ یا اپنے مزہ اور غذایت میں مختلف ہوں
۶ ضمیر الذرّاع کے لئے ہے۔

= مُتَشَابِهًا۔ رنگ و شکل میں غَیْرُ مُتَشَابِهٍ ذائقہ میں۔ کھانے میں۔ یا نوع کے لحاظ سے ایک جیسے لیکن انفرادی خصوصیات میں مختلف۔

= لَمْ يَر ۶۔ میں ۶ ضمیر ان میں سے ہر ایک کے لئے ہے۔ ای کل واحد من ذلک

== اَنْفُسَكُمْ۔ اور اللہ کا حق ادا کرو۔ یعنی اس میں سے اللہ کی راہ میں دو۔

یہ دسٹر کے متعلق بھی ہو سکتا ہے اور صدقہ اور خیرات کے متعلق بھی ہو سکتا ہے۔ لیکن زکوٰۃ نہیں کیونکہ یہ ہمت مکتی ہے اور زکوٰۃ مدینہ میں فرض ہوئی تھی۔ لیکن بعض کے نزدیک یہ آیت مدنی ہے اور یہاں مراد زکوٰۃ ہے۔

== یَوْمَ حَصَادِهِ۔ اس کے کاٹنے کے دن۔ یہاں حَصَادِ سے مراد وہ کمیتی ہے جو صحیح وقت میں کاٹی گئی ہو۔ فَجَعَلْنَاهَا حَصِيدًا (۱۰۱: ۱۲) میں سے مراد وہ کمیتی جو بے وقت۔ فساد اور زہنی کی غرض سے کاٹی گئی ہو۔ قرآن میں ہے مِنْهَا قَائِمٌ وَحَصِيدٌ (۱۱: ۱۰۰) ان میں سے بعض تو باقی ہیں اور بعض کا تہس نہیں ہو گیا۔ (یہاں تباہ کی گئی بستیاں مراد ہیں)

== لَا تَسْرِقُوا۔ فعل نجی جمع نہکر حاضر۔ اسْرَفَ الْاَنْفَالُ سے۔ تم چیمات اڑاؤ۔ تم حد سے نہ بڑھو۔ ۱۲۲: ۶۔ وَفَرِحَ الْاَنْعَامُ۔ اور پیدا کیا اس نے چوپایوں میں سے۔
== حَمُولَةً۔ لانے والے جانور۔ بوجھ اٹھانے والے۔ حَمْلٌ سے صفت مشبہ کا صیغہ۔ چوپائے از قسم اونٹ۔ گھوڑا۔ گدھا۔ وغیرہ۔

== فَزَرَّ شَاءَ۔ مصدر بھی ہے لیکن اس جگہ ایسے چھوٹے چوپائے مراد ہیں جو کہ ان پر بوجھ نہیں لاداجا۔ بیسے بکریاں بھیریں وغیرہ۔ یا ایسے جانور جو فریش پر لٹکر ذبح کئے جاتے ہیں۔
== خُطُوَاتٍ۔ خُطُوَةٌ کی جمع۔ قدم۔ شیطان کی پیروی مت کرو۔ ۱۲۲: ۶۔ ثَمَنِيَّةٌ اَنْفَاجٍ۔ کی مندرجہ ذیل موتیں ہو سکتی ہیں۔
۱۔ حَمُولَةٌ وَفَزَرَّ شَاءَ کا بدل ہے۔

۲۔ یہ كُلُوا کا مفعول ہے۔ اور تقدیر کلام یوں ہے كُلُوا مِمَّا رَزَقَكُمْ اللّٰهُ ثَمَنِيَّةً اَنْفَاجٍ اس سورت میں وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ اِنَّكُمْ لَعِنْدَهُ قَبِيْنٌ قبلہ مقرر ہے۔
۳۔ اس کا فعل محذوف ہے ای اَنْشَأَ ثَمَنِيَّةً اَنْفَاجٍ اس نے پیدا کئے آٹھ جوڑے۔

اَنْفَاجٍ۔ جوڑے۔ ہم مثل چیزیں۔ قرن، دَوْبُج کی جمع ہے۔ حیوانات کے جوڑے میں زاد رما۔ ہر ایک کو زوج کہتے ہیں۔ لہذا ثَمَنِيَّةً اَنْفَاجٍ کے معنی ہوئے آٹھ زوج یعنی آٹھ چوپائے مشتمل ہر فرد مادہ۔ (پیدا کئے)

== الصَّائِنِ۔ اسم مبنس۔ بھیر۔ مادہ۔ دہہ وغیرہ جن پر اون پر ضامن کی جمع ہے۔ ایک کی جمع رَكْبٌ ہے۔ صَائِنَةٌ مَوْنَتٌ۔ ہر دو کی جمع صَائِنٌ ہے۔ بعض کے نزدیک یہ اسم جمع ہے۔ اَلْمَعْرِزِ۔ اسم مبنس۔ بکریاں۔ اس کا واحد مَاعِزٌ ہے اور مَوْنَتٌ مَاعِزَةٌ۔

== مِتَّ الشَّارِبُ اشْبِئْنَ بکریوں میں سے دو چوپائے (ایک نر اور ایک مادہ)
 == وَالَّذِیْنَ حَوَّهَ کیا دونوں زحرام کئے ہیں اس نے (ایک نر خان میں سے ایک نر
 معز میں سے) اس میں غالف (ستھارہ) یعنی کسی چیز کے تعلق دریافت کرنا خواہ را بصورت
 استقام ہو یعنی بطور سمجھنے کے۔ بیسے اَتَجَعَلَ فِیْهَا مَنَ یُّفْسِدُ فِیْهَا ۲۰: ۲۱ کیا تو مقرر کر دیا
 زمین پر اس شخص کو بطور خلیفہ جو اس میں فساد کرے گا۔ یا (۲) بطور تہدید یعنی زبردستی جیسے آیہ
 نذایں۔

== اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَیْهِ اَرْحَامُ الْاَشْبِئْبِئْدِ۔ یا وہ (بچہ) جیسے ان دونوں مادہوں (یعنی مادہ
 بھیڑ اور مادہ بکری کے) رحم لئے ہوئے ہیں؟ یعنی جو ان کے پیٹ میں ہے اس کو اللہ نے حرام کیا
 ہے؟

== یَتَّبِعُوْنِیْ بِعِلْمِ۔ مجھے کسی علمی دلیل سے بتاؤ۔

== (آیہ ۱۴۳-۱۴۴) اس امر پر توجیح کی گئی ہے کہ خدا نے ان چاروں قسم کے چوپایوں میں سے (بھیڑ
 بکری۔ اونٹ۔ گائے) یا ان کی مادہوں کے پیٹ سے پیدا ہونے والے بچوں کو حرام نہیں کیا۔ یہ محض
 تمہاری اپنی بنائی ہوئی باتیں ہیں کہ کسی کو سبب۔ بھید وغیرہ کا نام لے کر حرام کر دیا۔ اور کسی کو مردوں کے
 لئے حلال اور مردوں کے لئے حرام کر دیا۔

۶: ۱۴۴ = دَضَعُوْهُ۔ ماضی واحد مذکر غائب۔ تَوْصِیۃُ (الفعیل) مصدر کم فاعل مفعول مع
 مذکر حاضر اس نے تم کو مکم دیا۔ وَضَعِیْ ماضی

۶: ۱۴۵ = مَسْفُوْحًا۔ اسم مفعول واحد مذکر۔ سَفَحَ مصدر باب فتح، بہایا ہوا۔ بہتا ہوا۔

= دَجِیۡشٌ۔ ناپاک۔ پلید۔ گندہ۔ عذاب۔ بلا۔ اَزْجَاسٌ۔ جن

= فِائَتُہٗ۔ میں نمیرہ لَحْمُ الْاَخِیْنِیۡہِ کی طرف راجع ہے۔

= فِئْشًا۔ اسم فعل۔ حالت نصب۔ گناہ کی چیز فِئْشٌ کے معنی ہیں دائرہ شریعت سے نکل جانا

عربی میں محاورہ ہے فِئْشٌ التَّرْطُبُ عَنْ فِئْشِہٖ کھجور اپنے چمکے سے باہر نکل آئی
 اَوْفِئْشًا۔ یا ناپاک گوشت! یہاں چونکہ جانوروں کے گوشت کا ذکر ہو رہا ہے اس لئے فِئْشٌ
 مراد وہ گوشت ہے جو نافرمانی کا سبب بن سکے یا گناہ کا موجب ہو سکے۔ یا ایسا ہو کہ وہ شریعت کے
 احکام کے خلاف ہو۔

فِئْشًا کا عطف ہے لحم الخنزیر پر اور فِائَتُہٗ رَجِیۡشٌ جملہ مترشحہ ہے۔ اُجَلٌ بَعِیۡرٌ اَللّٰہِہٖ
 فِئْشٌ کی صفت ہے۔ یعنی (کھانے والے پر حرام ہے) مردار بہتہ و خون۔ سورہ گوشت یا وہ

یا وہ جانور جو اللہ کے واسطے اور کے نام پر ذبح کیا گیا ہو۔

= اُھِلَّ۔ پکارا گیا اُھِلَّ سے ماضی مجہول صیغہ واحد مذکر غائب۔ اُھِلَّ کے معنی نیا چاند دیکھتے وقت آواز لگانے اور پکانے کے ہیں پھر ہر آواز کے متعلق اس کا استعمال ہونے لگا۔ پس جس جانور کو بھی اللہ کے واسطے کسی غیر کی نذر سے نامزد کیا جائے خواہ وہ غیر میت ہو یا حیوانیت روح۔ یا پر یا غیر یا کوئی مکان یا تھان۔ اور اس نیت سے ذبح کیا جائے کہ اس سے ان کی خوشنودی یا تقرب حاصل ہو گا سو وہ جانور حرام اور ما اُھِلَّ بِدِیْنِ اللہ میں داخل ہو گا خواہ بوقت ذبح اللہ کے واسطے کا نام لیا جائے یا نہ۔

اسی طرح وہ جانور بھی جس پر بوقت ذبح اللہ کے واسطے کا نام لیا جائے۔ اس نذر میں شامل ہے۔ اُھِلَّ وَلِلہِ۔ ذبح کرتے وقت بسم اللہ اللہ اکبر کہنا۔ الفرائد یہ،

= اِضْطَرَّ وہ بے اختیار کیا گیا۔ وہ لاپار کیا گیا۔ اِضْطَرَّ (افْتَعَالَ) سے ماضی مجہول کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ انظار کے معنی ہیں انسان کو کسی نذر رساں چیز پر مجبور کرنا۔ عام طور پر اس کا استعمال انسان کو کسی ایسی چیز یا ایسے امر پر مجبور کرنا جس کو وہ ناپسند کرتا ہو۔

= مَنَیْرٌ بَیْغ۔ بایغ اصل میں باغی تھا مَنَیْرٌ ساقط ہو گئی۔ حد سے نکل جانے والا۔ حکم عدولی کرنے والا۔ بَغَی سے اسم فاعل کا صیغہ واحد مذکر ہے۔

= عَادَ۔ زیادتی کرنا والا۔ عَادَ سے جس کے معنی ظلم کرنے اور حد سے بڑھنے کے ہیں اسم فاعل واحد مذکر عَادَ اصل میں عَادَ وُ عَمَّا۔ داؤ پہلے یا رہا۔ بھگ گیا۔ قاعدہ ہے کہ جو واو اسم فاعل میں کلمہ کے آخر میں واقع ہو اور اس کا ماقبل مکسور ہو وہ یا ہو کر گرجاتی ہے۔

۶: ۱۴۶۔ هَآذِیْ مَا مَنِیْ جَمْعُ مَذْکُرِ غَائِبِ هُوْذٌ مُّصَدَّرٌ (باب نَصْر) یہودی ہوئے

یعنی جو یہودی ہیں هُوْذٌ یہودیوں کی جماعت

= ذِی ظُفُرٍ جس کے پنجے ہوں۔ پنجہ والے شکار کرنے والے جانور۔

ظُفُرٌ نَاحِنٌ۔ خواہ انسان کا ہو یا حیوان کا۔ لیکن آیت مذکور میں پنجہ والے شکاری جانور مراد ہیں۔

= اَلْعَمَمِ۔ اسم جنس۔ بکری۔ بکریاں۔

= مَشْحُوْمٌ مَّھْنًا۔ ان دونوں اگائے اور کپڑی کی چربی۔ شَحْمٌ۔ شَحْمٌ کی جمع ہے

= اَلْحَوَیْدِ اَنْثَرِیَاں۔ اَنْتِی۔ حَوَیْئَہ کی جمع

= اِخْتَلَطَ اِعْظِمَ۔ اَوْ مَا اِخْتَلَطَ اِعْظِمَ۔ اِی مَا لَصِقَ بِالْعِضَامِ مِنَ الشَّحْمِ۔ وہ چربی

جو ہدیوں سے تجبّی ہوئی ہو۔

۶: ۱۴۷ = یُرَدُّ مَضَارِعَ مَجْہُولٍ وَاحِدٌ مَذْکُورٌ غَائِبٌ رَدٌّ مصدر باب نَصَرَ لَا یُرَدُّ نہیں لوٹایا جائے گا۔

= بِأَسْئَةٍ - اس کا عذاب - مضاف مضاف الیہ۔

۶: ۱۴۸ = تَخْرُصُونَ - مضارع جمع مذکر حاضر تم اٹھلیں مائتے ہو۔ تم جھوٹ بولتے ہو خصوصاً سے باب نصر۔

۴: ۱۴۹ - الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ - دلیل کامل - الحجۃ الدلیل - البالغة اسم فاعل۔

واحد مؤنث - پہنچی ہوئی - پہنچنے والی حقیقت کو پہنچنے والی - انتہا کو پہنچنے والی - دلیل تامہ۔

۶: ۱۵۰ = هَلَكَةً - اسم فعل معنی امیر - واحد تنبیہ جمع سب کے لئے آتا ہے تذکرہ و تائید ہر حالت میں هَلَكَةً ہی آتا ہے - لازم بھی ہے متعدی بھی ہے - لاؤ - حاضر کرو - آؤ - آئیہ میں متعدی استعمال ہوا ہے - اور آیت ۲۲: ۱۸ میں هَلَكَةً اَلَيْنَا لازم استعمال ہوا ہے۔

= يَفْعِدُونَ - مضارع جمع مذکر غائب اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس کے عدیل اہمیر اوروں کو بھی بناتے ہیں۔

۶: ۵۱ = تَعَاذُوا - تم آؤ - تَعَاذَى سے باب تفاعل امر کا صیغہ جمع - تذکرہ حاضر - يَتَعَاذُوا سے ماخوذ

ہے جس کے معنی بلند مرتبہ کے ہیں - لہذا جب کوئی شخص دوسرے کو تعالٰیٰ کہہ کر بلا تا ہے تو گو یا دعوت کے حصول کی طرف دعوت دیتا ہے قرآن حکیم میں جہاں تَعَاذُوا کا استعمال ہوا ہے وہاں یہ چیز موجود ہے جیسے تَعَاذُوا اِلٰی کَلِمَةٍ (۶۴: ۳) جو بات کیساں تسلیم کی گئی ہے اس کی طرف آؤ۔

اور تَعَاذُوا اِلٰی مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ (۶۱: ۴) جو حکم خدا نے نازل کیا ہے اس کی طرف رجوع کرو۔ تَعَاَلَ - هَلَكَةً کے ہم معنی ہے

= اَخْلُ اصل میں اَخْلُوْا ہے۔ مضارع محزوم واحد متکلم میں پڑھ کر سناؤں - تِلَادَةٌ سے رت

ل و مادہ تِلَاة (نَصَرَ) کے معنی کسی کے پیچھے اس طرح پلنے کے ہیں کہ ان کے درمیان کوئی انہی چیز حال نہ ہو یہ کہیں تو جسمانی طور ہوتا ہے اور کہیں اس کے احکام کا اتباع کرنے سے۔

اس معنی میں اس کا مصدر تَكَلَّوْا تَكَلَّوْا آتا ہے اور کہیں یہ متابعت کسی قرأت اچھڑنے اور اس کے معانی سمجھنے کے لئے غور و فکر کرنے کی صورت میں ہوتی ہے اس معنی میں اس کا مصدر تِلَادَةٌ ہے

پہلی مثال وَانْقَمَرَا اِذَا تَلَّاهَا (۲: ۹۱) اور چاند کی قسم جب وہ سورج کا اتباع کرتا ہے۔ اور تِلَادَةُ شَاهِدٌ مِّنْهُ (۱۱: ۱۸) اور ان کے ساتھ ایک (آسمانی) گواہ بھی اس کی جانب سے ہو۔ یعنی ایسا شاہد

جو اس کی پیروی کرتا ہے اور اس کے حکم کے مطابق عمل کرتا ہے۔

يَشْكُرُونَ اٰیٰتِ اللّٰهِ (۳: ۱۱۳) وہ آیات الہی کی تلاوت کرتے ہیں۔

التلاوة۔ بالضموس خدا تعالیٰ کی طرف سے نازل شدہ کتابوں کے اقوال کو تلاوت کہلاتا ہے۔
کبھی یہ اتباع ان کے اور اور ذوالہی الحکام، ترغیب و ترہیب اور جو کچھ ان سے سمجھا جاسکتا ہے ان کی
اتباع کی صورت میں۔ مگر یہ لفظ قرأت اچھے سے خاص ہے یعنی تلاوت کے اندر قرأت کا مفہوم
پایا جاتا ہے قرأت نے اندر تلاوت کا مفہوم نہیں پایا جاتا چنانچہ کسی کا خط پڑھنے کے لئے تَکْوِثُ
وَقَمْتُکَ نہیں ہوتے۔ بلکہ لفظ صرف قرآن پاک کے کچھ پڑھنے پر بولا جاتا ہے کیونکہ اس کے پڑھنے
سے اس پر عمل کرنا واجب ہو جاتا ہے۔

= مَا حَرَّمَ رَبِّيَ عَلَیْکُمْ۔ جو مہاتے رب نے مہاتے لئے حرام کیا ہے۔ اس کی تفصیل

آیزد اور آیات نمبر ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳ میں دی گئی ہے،

= اِمْلَاقٍ بِرِزْنٍ اَمْحَالٍ مصدر ہے مفلس۔ تنگ دست ہونا۔ اَمْحَالٍ مفلس ہونا۔

اَمْحَالٍ الذَّهْرُ مَالُهُ۔ زمانہ نے اس کے مال کو ہاتھ سے نکال دیا۔ کنال کر دیا۔

مِنْ اِمْلَاقٍ تنگ دستی کی وجہ سے۔

۱۵۲: ۶ = اَمْشَدَّ ۶۔ اس کی عقل و تیز اور قوت کا مکمل ہونا

اَمْشَدَّ کے معنی ہیں قوت و عقل و تیز کا مکمل ہونا۔

= اَوْفُوا۔ تم پورا کرو۔ اِيفَاءُ (افعال) سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر

= اَنْكَيْلٌ۔ غلہ سے پیما نہ بھرنا۔ غلہ ناپنا۔ صِلْتُ الطَّعَامَ۔ میں نے اسے غلہ ناپ کر دیا

حَالٌ یَّحْنُلُ کَنْیَلٌ جنوب، گیہوں وغیرہ اناج غلہ کی مقدار کو کسی پیمانہ سے ناپنا۔

اِکْتَالَ یُکْتَلُ۔ اِکْتَالَ مِنْهُ وعلیہ اپنے لئے ناپنا۔ اَلْمِکْيَالُ۔ ناپنے کا آلہ۔

= بِالْقِسْطِ۔ انصاف و عدل کے ساتھ۔

= تَنْكَرُوْنَ۔ تم نصیحت پکڑو۔ تم دھیان رکھو۔ تَنْكَرُوْا (تَفْعَلُ) سے مضارع

جمع مذکر حاضر۔

۱۵۳: ۶ = تَنْفَرَتْ بِکُمْ عَنْ سَبِيلِہِ۔ تمہیں متفرق کر دے گی تمہیں جدا کر دے گی۔ اگر

فَاعِلُ السَّبِيلِ ہے (سبیل کی جمع) راستے۔ راہیں۔

ای فتمیل بکہ هذه الطرق المختلفة المضلّة عن دینہ وطریقہ الذی ارتقنا

عبادہ۔ کہ یہ مختلف اور گمراہ کن راستے تمہیں اللہ کے اس دین اور طریقِ مستقیم سے ہٹا دیں

جسے اس نے اپنے بندوں کے لئے پسند کیا ہے۔

ذَلِكُمْ وَخُشْكُم بِيَوْمِ الْحِسَابِ ۝۱۰۱ اور کہہ باتساعِ دینہ و طریقہ یہ ہے اس کا وہ طریقہ جس کے ارباب کا وہ نہیں حکم دیتا ہے۔

۱۵۴: ۶ = ثُمَّ أَنْتُمْ مُوسَىٰ الذِّكْرُ ۝ یہاں ثُمَّ کی مندرجہ ذیل صورتیں ہو سکتی ہیں
 ۱۔ ثُمَّ۔ پھر۔ التراخی فی الوقت کے لئے بولا جاتا ہے۔ یعنی ماقبل سے مابعد کے دلت کے لحاظ سے متاخر ہونے پر دلالت کرتا ہے۔ لیکن بعض دفعہ التراخی فی الزمان کے لئے بھی بولتے ہیں۔
 الب موقع پر اس کے معنی ہوں گے مزید برآں۔ اس سے بڑھ کر۔ ان معنوں میں یہ آیت ۲: ۲۶ میں استعمال ہو اب۔ ارشاد باری ہے۔ هُوَ الَّذِي خَلَقَ لَكُمْ مَنَاقِبَ الْأَنْحَاثِ جَمِيعًا ثُمَّ اسْتَوَىٰ إِلَى السَّمَاءِ فَسَوَّاهُنَّ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ وہی ذات ہے جس نے سب کچھ زمین میں سے تمہارے واسطے پیدا کیا۔ اس سے بڑھ کر یہ کہ وہ آسمان کی طرف متوجہ ہوا تو سات آسمان مکمل کر دینے۔

یہاں تراخی فی الوقت تو ہو نہیں سکتا کیونکہ سورۃ النضرعات ۹: ۲۸ میں آسمان کے پیدا کرنے کے بعد آیت ۲۰ میں فرمایا وَالْأَرْضَ بَعْدَ ذَلِكَ دَحَاهَا (۹: ۲۰) اس کے بعد اس نے زمین کو بچھایا لیکن یہ محض لغوی بحث ہے حقیقت قرآن میں کہیں زمین کی پیدائش کا پہلا ذکر ہے اور آسمانوں کی پیدائش کا ذکر بعد میں اور کہیں زمین کے ذکر کو آسمانوں کے ذکر پر قدم کیا گیا ہے کیونکہ کسی جگہ بھی مقصود کلام یہ نہیں ہے کہ کس کو پہلا بنایا گیا اور کس کو بعد میں۔ بلکہ موقع محل کے مطابق ہر ایک کی پیدائش کا ذکر کیا گیا ہے۔ ۱۔ ملاحظہ فرمادیں ۱۵۴: ۶۔ تفہیم القرآن ۹: ۲۰۔

ثُمَّ عَاطَفَ ۝ اور اس کا عطف وَخُشْكُم پر ہے۔ اور یہ عطف ایک خبر کے بعد دوسری خبر بنانے کے لئے ہے۔ جب اللہ پاک اپنے قواں دَاتَ هَذَا صِرَاطٍ مُسْتَقِيمًا کے ذریعہ قرآن سے متعلق خبریں چکا تو مدحِ تلویت پر ثُمَّ کے ذریعہ عطف فرمایا۔ کہ اب تمہیں یہ بھی خبر دیتے ہیں کہ ہم نے حضرت موسیٰؑ کو جی کتاب دی تھی جو کہ تَصَامَعَتِی الَّذِی ... الخ تھی۔

تَصَامَعَتِی۔ پورا کرنا۔ پورا ہونا۔ تمام کرنا۔ کسی شے کے تمام کرنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ اس حد تک پہنچ چکی کہ اب کسی خارجی شے کی اس کو احتیاج نہیں رہی۔ مکمل۔ ناقص کی ضد ہے ناقص وہ ہے جو کسی خارجی شے کا محتاج ہو (یہاں پورا ہونا بطور نعمتوں اور انعام کے ہے)

عَلَى الَّذِی احْسَنَ۔ عَلَى کُلِّ مَنْ احْسَنَ۔ ہر وہ شخص جو نیک عمل کرے۔ جہلائی کی روش اختیار کرے۔

۱۵۵: ۶ = وَ هَذَا اِکْتِبَ۔ یعنی قرآن حکیم

۱۵۶:۶ = اَنْ تَقُولُوْا۔ اَنْ اَنْزَلْنٰهُ کی علت ہے یعنی ہم نے اسے نازل فرمایا۔ تاکہ تم یہ نہ کہو
 = طَائِفَتَيْنِ۔ یعنی یہود اور نصاریٰ۔

= اِنْ كُنَّا۔ اِنْ ثقیلہ سے مخفف ہے۔ وَاِنَّهٗ كُنَّا اوریہ کہ ہم (ان کے بڑھنے اور بڑھانے
 سے بالکل بے خبر تھے)

= دَرَسَتْہ۔ ان کا پڑھنا پڑھانا۔ ان کی تلاوت۔ دَرَسَ یَدْرُسُ کا مصدر ہے۔
 مضارع ہے۔ ہِمْزٌ ضمیر جمع مذکر غائب جو ان کتب کے متعلق ہے جن کا ذکر ابھی ابھی ہوا ہے کہ
 کتاب تو صرف ان دو گروہوں پر اتاری گئی تھی۔ مضارع الیہ ہے

۱۵۷:۶ = اَدْ تَقُولُوْا۔ قبل الذکر اَنْ تَقُولُوْا پر عطف ہے ای۔ اَوْ اَنْ تَقُولُوْا۔ یا تم
 یہ نہ کہہ سکو۔

= بَقِیَّةٌ کھلی دلیل۔ واضح دلیل۔ روشن نشانی۔ واحد۔ بَقِیَّتٌ جمع۔
 = صَدَقَتْ مِنْہَا۔ صَدَقَ یَصْدُقُ (ضَرْبٌ) سے ماضی واحد مذکر غائب۔ اُس نے اُس
 منہ چیر لیا۔ ہَا ضمیر واحد مؤنث غائب راجع الی آیات اللہ۔ صَدَقَ۔ روگردانی کرنا
 منہ موڑنا۔ کترانا۔

۱۵۸:۶ = یَنْظُرُوْنَ۔ نَظَرَ یَنْظُرُ (نَصَرَ) مضارع۔ جمع مذکر غائب۔ وہ انتظار کرتے ہیں
 وہ دیکھتے ہیں۔

ہَلْ یَنْظُرُوْنَ۔ وہ کس کی انتظار کر رہے ہیں (الْاَآءِ)۔ سوائے اس کے کہ۔ یہاں استفہام انکاری
 یعنی کہ وہ کسی اور بات کا انتظار نہیں کر رہے بجز اس کے کہ۔
 = الْمَلٰٓئِکَةُ۔ سے مراد موت یا عذاب کے فرشتے ہیں۔

= رَجُلٌ۔ سے مراد اَمْرٌ رَجُلٌ بالعذاب۔ تیرے رب کا حکم ان کے مذاجکے لئے۔
 = آیات۔ سے مراد آیات قاسمہ ہیں۔

۱۵۹:۶ = فَذَقُوْا۔ فَذَقَ یَذُقُ (تَفَعَّلَ) انہوں نے کھڑے کر دیئے۔ یعنی انہوں
 نے مذہب کے کئی فرقے بنادیئے۔ ماضی جمع مذکر غائب

= وَكَانُوْا شِیْعًا اور ہو گئے کئی گروہ۔ اور گروہوں میں بٹ گئے۔ شِیْعًا جمع ہے شِیْعَةٌ
 کی۔ اصل میں شیعاع کے معنی انتشار اور تقویت کے ہیں۔ اس کا اطلاق واحد شیعہ جمع مذکر اور مؤنث
 سب پر ہوتا ہے۔

= لَسْنَا مِنْہُمْ فِی شَیْءٍ۔ تو کسی امر میں بھی ان میں سے نہیں ہے۔ یعنی آپ کا ان سے کوئی

سرکار نہیں ہے آپ کا ان سے کوئی واسطہ نہیں ہے۔

== يَتَّبِعُهُ - يَتَّبِعُ يَتَّبِعُ تَتَّبِعُ التَّعْقِيلُ (وہ بتاتا گا۔ وہ خبردار کرے گا۔ مضارع جمع مذكر غائب
ہوئے ضمیر جمع مذكر غائب۔

۱۶۱: ۶ - قِيَمًا - صيغة مفت ہے یا قیام کا مخفف ہے۔ درست۔ ثابت۔ صلاح و بقا کا مدار
اقوال دینا و آخرت کو درست کرنے والا۔ مستقیم۔ مستحکم۔

= حَقِيقًا - تمام باطل راستوں سے ہٹ کر ایک راہ حق اختیار کرنے والا۔

دِينًا قِيَمًا اور مِلَّةً اِبْرَاهِيمَ دونوں صراطِ مستقیم کی تعریف ہیں۔ حَقِيقًا ابراہیم کی صفت ہے
یاد دینا قِيَمًا۔ (۱) صراط کا بدل محل ہے (۲) ہدائی کا دوسرا مفعول ہے (۳) اس سے فعل

عَدَوْتِي وغیرہ محذوف ہے۔ اور مِلَّةً اِبْرَاهِيمَ۔ دین کا عطف بیان ہے

۱۶۲: ۶ = شُكِّي - شُكُّ عِبَادَتٍ پرستش۔ قربانی۔ الشُّكُّ کے معنی عبادت کے ہیں۔

نَاسِكٌ عابد کو کہتے ہیں لیکن یہ لفظ ارکانِ حج کے ساتھ مخصوص ہو چکا ہے۔ النَّاسِكُ اِمَّا لِحُجِّ
ادا کرنے کے مقامات قَادًا قَصِيْمًا پھر جب تم حج کے تمام ارکان پورے ادا کر چکے ہو عبادت کے
معتوں میں آیا ہے یعنی میری عبادت

لسان العرب میں ہے الشُّكُّ وَالشُّكُّ - الْعِبَادَةُ وَالطَّاعَةُ وَكُلُّ مَا يَتَّقُوهُ بِهِ

اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰی - یعنی ہر وہ عبادت اور اطاعت اور ہر وہ چیز جو اللہ تعالیٰ سے قرب ۲ ذریعہ ہو

= بِنِ لِّكَ کا اشارہ مندرجہ بالا اقوال کی طرف ہے جو آیات ۱۶۱ میں مذکور ہوئی ہیں۔

۱۶۳: ۶ - اَلْبَنَى - میں تلاش کروں۔ بَنَى یَبْنِیْ دَضْرِبَ بَنَى مصدر

= اَلْعَلَيْهَا - مگر اس کا بوجھ (یعنی عمل کا) اس (نفس) پر ہوگا۔ اس کے ذمہ ہوگا۔ وہی اس کا ذمہ دار ہوگا

یعنی کوئی شخص بھی جو عمل کرتا ہے اس کی ذمہ داری اسی کی گردن پر ہوگی۔

= تَزَرُّ - وہ بوجھ اٹھاتی ہے یا بوجھ اٹھاوے گی۔ وَزَرٌ مصدر (باب ضرب یعنی بوجھ اٹھانا۔ وَازَرَةٌ

بوجھ اٹھانے والی۔ وَزَرٌ بوجھ۔ وَزِيرٌ وَزِيرٌ نَعِيلٌ) بادشاہ کا مددگار۔ حکومت کا بوجھ اٹھانے والا۔

۱۶۵: ۶ = يَتَّبِعُكُمْ - يَتَّبِعُ يَتَّبِعُ تَتَّبِعُ التَّعْقِيلُ (وہ بتاتا گا۔ وہ خبردار کرے گا۔ مضارع جمع مذكر غائب
ہوئے ضمیر جمع مذكر غائب۔

غَابَ كَمْ ضمیر مفعول جمع مذکر ماضی۔ تاکہ تم کو آزمائے۔ يَتَّبِعُكُمْ مصدر۔

= مَا اَنْتُمْ كُمْ (وہ نعمت جو اس نے تم کو دی۔

= سَوَّيْعُ الْعُقَابِ - سَوَّيْع - سرعت سے کرنے والا۔ تَعْيِلٌ کے وزن پر یعنی فاعل صفت

مشبہ کا صیغہ ہے۔ عقاب مزا۔ مقویت۔ مذاب۔ سزا دینا۔ عَاقِبَ يُعَاقِبُ (مفاعلة) سے

عقوبت۔ حاتب و عقیاب تینوں الفاظ مذہب کے لئے مخصوص ہیں۔

۷۱) سورۃ الاعراف (۳۹)

۱:۷۰ = الْقَصَصُ۔ حدوتہ مقطعات میں جن کا علم خدا تعالیٰ کی ذات کو ہے۔

کِشِیْثٌ۔ غیر سب۔ جس کا مبتدا محذوف ہے یعنی هُوَ کِیْتَابٌ۔ کِشِیْثٌ سے مراد یہاں القرآن ہے۔

== صَدْرُكَ تیرا سینہ۔ صَدْرُكَ سے۔ مضاف لک فمیر واحد نہ کرنا نہ۔ مضاف الیہ۔ واحد۔ صَدْرُكَ جمع۔ بعض مقامات پر ایک قرآن میں جہاں کہیں قَلْبُ کا لفظ استعمال ہوا ہے وہاں صرف تم و عقل کی طرف اشارہ ہے۔ جسے فرمایا ہے اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَذِکْرٍ لِّمَنْ کَانَ لَدٰ قَلْبٍ ۝۱: ۳۷ جو شخص دل آگاہ رہتا ہے اس کے لئے اس میں نصیحت ہے۔ اور جہاں صَدْرُ استعمال ہوا ہے وہاں علم و عقل۔ علامہ شہبوت ہولے نفس اور مشب و غیرہ قوی نفسانہ کی طرف بھی اشارہ ہے۔ چنانچہ رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ (۲۰۱: ۲۵) میں نفسانی قوی کی اصلاح کا سوال ہے۔

== حَوْرَجٌ۔ تنگی۔ مضائقہ۔ تنگ۔ تنگ۔ اصل میں حَوْرَجٌ کے معنی اشبار کے مجتمع ہونے کی جگہ دینے ہیں۔ اور جمع ہونے میں چونکہ تنگی کا تصور موجود ہے اس لئے تنگی اور گناہ کو بھی حرج کہا جاتا ہے۔ چنانچہ اور جگہ آیہ تَمَّ لَا یَجِدُ ذٰلِیْنَ الْفٰسِقِیْنَ حَوْرَجًا (۳۱: ۲۵) اور... مہر و اپنے دلوں میں کوئی تنگی نہ پائیں انہ محسوس کریں کہ بعدہ خاطر نہ ہوں۔

== فَلَا یَكُنْ فِیْ صَدْرِکَ حَوْرَجٌ مِّنْهُ۔ پس نہ چاہئے کہ وہو تیرے سینہ میں کوئی تنگی یا تنگی خاطر اس سے۔

نقد برکلام یوں ہے۔ هٰذَا کِتٰبٌ اُنْزِلَ اِلَیْکَ لِتُبَيِّنَ بِہٖ وَذِکْرٍ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ فَلَا یَكُنْ فِیْ صَدْرِکَ حَوْرَجٌ مِّنْهُ۔ یہ کتاب (القرآن) ہے۔ جو ناس کی گئی ہے تیرے طرف اشارہ تو ڈرائے انوکوں کو اس کی نوابی سے پرہیز نہ کر کے کی حاتب سے اور یہ ایک نصیحت ہے مؤمنوں کے لئے جس پر چاہئے کہ تیرے سینہ میں اس کی تبلیغ کے متعلق کوئی تنگی و شک و شبہ نہ ہو۔ یعنی آپ صریح اور بے مشرک اس کی تبلیغ فرمادیں۔ منافقین کی تکذیب اور تنقید کا کوئی ڈر دل میں نہ رکھیں۔ کیونکہ تیرے اللہ کی طرف سے یہ حق و صداقت پر مبنی کتاب ہے۔

== ذِکْرُی۔ نصیحت کرنا بہت ذکر کرنا۔ یاد۔ پند نصیحت۔ موعظت۔ ذِکْرُیْذِکْرُ (نَصْر) کا مصدر ہے۔ کثرت ذکر کے لئے ذِکْرُی بولا جاتا ہے۔ یہ ذکر سے زیادہ بلیغ ہے۔
ذِکْرُی کی مندرجہ ذیل صورتیں ہو سکتی ہیں۔

۱۔ یہ بحالت نصب ہے اضمار فعل کے ساتھ ای لَتَنْذِرَیْہَ وَتَنْذِرُکَیْہَا اس صوت میں اَلذِّکْرُی یعنی التذکرہ ہے

۲۔ یہ بحالت رفع ہے۔ اور اس کا عطف کنث پر ہے۔ ای هُوَ کَنْثٌ وَذِکْرُیْ لِلْمُؤْمِنِیْنَ۔
۳۔ یہ بحالت جر ہے۔ والعطف علی محل لَتَنْذِرَیْ یعنی لِلْاَنْذَارِ وَلِلذِّکْرِیْ ڈرانے کے لئے اور نصیحت کے لئے۔

۳: ۰ = اَتَّبِعُوا۔ تم پیروی کرو۔ اِتَّبَعْتُ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔
اس کی دو صورتیں ہیں۔

۱۔ اس سے قبل لفظ تَلْ محذوف ہے۔ کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو کہہ۔ اے لوگوں سے۔
۲۔ بلا واسطہ لوگوں سے خطاب ہے۔

== وَلَا تَتَّبِعُوا۔ فعل نہیں جمع مذکر حاضر یعنی لَا تَتَّخِذُوا۔ تم مت بناؤ۔ تم مت پیرو یا لَا تَتَّبِعُوا سے مراد لَا تَقُولُوا ہے۔ تم مت کہو۔

== قَلِيلًا مَّا تَذْكُرُونَ۔ تم بہت ہی کم نصیحت قبول کرتے ہو۔ یہ قلت۔ قلت زمانی بھی ہو سکتی ہے یعنی قلیل عرصہ کے لئے نصیحت پڑتے ہو اور پھر فراموش کر دیتے ہو۔ مَّا عملًا زائد ہے لیکن قلت کی تاکید کرتا ہے۔

۴: ۰ = کُفُّ۔ سوایہ استغفار کے لئے آتا ہے۔ کُفُّی دیر۔ کُفُّی مقدار۔ کُفُّی تعداد۔ کُفُّی مدت۔ اس کی تمیز ہمیشہ مفرد مذکور ہوتی ہے کبھی مذکور ہوتی ہے مثلاً کُفُّیْہُمْ عَمَّا یَعْبُدُکَ تیرے پاس کُفُّی دہم ہیں۔ کبھی محذوف ہوتی ہے مثلاً کُفُّیْہُمْ۔ یعنی کُفُّ دُعا نَالِیْہُمْ۔ تو کُفُّی مدت ٹھہرا۔

۱۔ خبیر یہ۔ جو مقدار کی بیشی اور تعداد کی کثرت کو ظاہر کرتا ہے اس کی تمیز ہمیشہ مجرور ہوتی ہے جیسے کُفُّیْہُمْ دُجُلٌ حَبُوبٌ۔ میں نے کُفُّی ہی مدوں کو پیٹا۔ کبھی اس صورت میں اس کی تمیز پر موصی بارہ داخل ہوتا ہے جیسے کُفُّیْہُمْ قَرْبَیْہُ اَهْلُکُمْ اھا۔ آیتہا، اور کُفُّی ہی بستیاں ہیں کہ ہم نے بناء کر ڈالیں۔

== بَيِّنَاتٌ۔ الْبَيِّنَاتُ وَالْبَيِّنِيَّتُ۔ رات کے وقت دشمن پر حملہ کرنا۔ شیخون مارنا۔ آیتہا۔ بَيِّنَاتٌ وَهَمْ قَاتِلُونَ رات کے وقت جب وہ سو رہے تھے یا دن کو جب وہ قیلولہ (دوپہ کا سونا) آرام کرنا

کر رہے تھے۔ بَيَّتْ يَبِيَّتْ تَبِيَّتْ (تفعل) رات کو مشورہ کرنا۔ بَيَّتْ طَائِفَةٌ مِنْهُمْ ۱: ۷۱۔
 ان میں بعض لوگ مشورہ کرتے ہیں۔ بَاتْ يَبِيَّتْ (اضرب) رات گزارنا رات ہونا۔
 = قَائِلُونَ۔ اسم نال۔ جمع مذکر۔ قِيلُولَةٌ مصدر۔ دوپہر میں سونے والے، دوپہر کو آرام کرنے
 والے۔ ایہ بڑا ہی سونا مراد ہے

۶: ۷۔ فَلَنَسْأَلَنَّ الَّذِينَ أُرْسِلَ إِلَيْهِمْ۔ لَنَسْأَلَنَّ۔ مضارع جمع منکلم باللام تاکید و تون ثقیدہ
 سو ہم ضرور پوچھیں گے۔ الَّذِينَ أُرْسِلَ إِلَيْهِمْ۔ ان کو، سے جن کی طرف رسول بھیجے گئے تھے (کہ
 انہوں نے رسولوں کا کہاں تک اتباع کیا۔

= الْمُرْسَلِينَ۔ رسولوں سے کہ انہوں نے خدا کا پیغام پہنچا دیا
 ۱۷: ۱۔ فَلَنَقْصُصَ عَلَيْهِمْ۔ نَقْصُصٌ۔ مضارع جمع منکلم لام تاکید بانون ثقیدہ۔ قَصَّ يَقْصُصُ۔
 (نقصن) سلی کسی کے کون بات بیان کرنا۔

= يَعْلَمُ۔ اپنے علم کی بنا پر یعنی ان کے اقوالِ ظاہرہ و باطنہ اور ان کے اقوال و افعال کے متعلق
 خدا کے علم محیط کی بنا پر
 = هُنَّ کی ضمیر رسل اور مرسل الہم کی طرف راجع ہے۔
 = وَمَا كُنَّا نُنْشِئُكُمْ۔ غیر حاضر۔ غائب ہونے والے۔ اور ہم غیر حاضر نہ تھے۔ (ان کے قول و فعل کے
 وقت) ہم بے خبر نہ تھے۔

۸: ۷۔ أَلْوَزْتُ۔ (توزنا) یعنی کسی چیز کی مقدار معلوم کرنا۔
 وَزَنُ يَزُنُ۔ (ضوب) کا مصدر ہے۔ عرف عام میں وزن اس مقدار خاص کو کہتے ہیں جو ترازو یا
 ترازو کے ذریعہ معین کی جاتی ہے۔ وَأَقْبِمُوا أَلْوَزْتُ بِالْقِسْطِ (۹: ۵۵) اور انصاف کے ساتھ ٹھیک
 تولو۔

= الْحَقُّ۔ حق۔ برحق۔
 أَلْوَزْتُ يَوْمَ مَشْنِ الْحَقِّ۔ کی مندرجہ ذیل صورتیں ہو سکتی ہیں۔
 (۱) أَلْوَزْتُ موصوف۔ الْحَقُّ صفت۔ صفت موصوف مل کر مبتدا۔ يَوْمَ مَشْنِ خَبر۔ (يَوْمَ مَشْنِ
 اصل میں جملہ محذوف يَوْمَ يَسْأَلُ اللَّهُ الْأَمَّةَ دَرَسَلَهُمْ کی جگہ آیا ہے)
 (۲) أَلْوَزْتُ۔ مبتدا۔ اور الْحَقُّ خَبر۔ يَوْمَ مَشْنِ متعلق خبر۔ پہلی صورت میں معنی ہوں گے۔ جس دن
 رسل اور مرسل الہم سے پوچھ گچھ ہوگی۔ اس دن پورا پورا تول تولو جائے گا۔
 دوسری صورت میں معنی ہوں گے اور اس دن (اعمال کا) تولنا برحق ہے۔

== مَوَازِينُهُ۔ اسم آکر۔ میزان کی جمع۔ یا اسم مفعول مَوَازُونُ کی جمع ہے۔ وزن کرنے کا آلہ
یعنی ترازو۔ یا وزن کئے جانے والے اعمال۔

۹: ۷ = خَسِرُوا (باب سَمْع) خُسْرَانٌ مصدر۔ خَسِرُوا الْاَنْفُ هُمْ۔ انہوں نے اپنی جانوں کو
گھماٹے میں ڈالا۔

== بِمَا كَانُوا بِآيَاتِنَا يَلْمِزُونَ۔ اِیْ يَكْنِزُونَ۔ جھٹلاتے تھے۔ یا بے انصافی کیا کرتے تھے
۱۰: ۷ = مَكْنُكُمُ۔ ماضی جمع متکلم۔ تَكْنِیْ (تَفْعِيلٌ) مصدر۔ ہم نے ان کو جمادِ عطا کیا۔ ہم
نے ان کو با اقتدار بنایا۔ ہم نے ان کو آباد کیا۔

== مَعَالِشٍ۔ مَعِيشَةٍ کی جمع۔ سامانِ زندگی۔ زندہ رہنے کے اسباب۔

۱۱: ۷ = صَرَفْنَا كُمْ۔ ماضی جمع متکلم۔ ضَمیر مفعول جمع مذکر حاضر صَوْرٌ یُصَوِّرُ (باب تَفْعِيل)
تمہاری شکل و صورت بنائی۔

یہاں خطاب تو حاضرین کو ہے لیکن مراد حضرت آدم علیہ السلام ہیں یعنی ہم نے آدم کو پیدا کیا
اس کو اچھی صورت بخشی اور پھر فرشتوں کو اسے سجدہ کرنے کا حکم دیا۔

یہ اسلوب بیان قرآن میں عام ہے مثلاً حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جمعہ یہودیوں کو فرمایا گیا
وَإِذْ نَجَّيْنَاكَ مِنَ الْجُذُمِ (۴۹: ۲) اور یاد کر دو اس وقت کو جب ہم نے تم کو آلِ فرعون
سے نجات دلائی۔ اس میں حالانکہ خطاب رسول اکرم کے زمانہ کے یہودیوں سے ہے لیکن مراد ان
کے اسلاف ہیں جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں ہو گئے تھے
۱۲: ۷ = طِينٍ۔ گار۔ خاک۔ مٹی اور پانی دونوں کا آمیزہ۔

۱۳: ۷ = فَاهْبِطْ مِنْهَا۔ امر واحد مذکر حاضر۔ تَوَاتَرًا۔ هَبْطٌ يَهْبِطُ اَضْوَیْ، اَنْزَارٌ هَبْطٌ۔
مصدر۔ ہما۔ ضمیر واحد مؤنث غائب۔ اس سے مراد یا تو جنت ہے یا آسمان سے زمین کی طرف مراد
ہبوط۔ بلندی سے پستی کی طرف ذلت و خواری کی صورت میں نیچے آنے کو کہتے ہیں یہاں یہ بھی مطلب ہو سکتا
ہے کہ ہماری بارگاہ سے دلع بوجاؤ۔

۱۴: ۷ = فَمَا يَكُونُ لَكَ۔ یہ تیرے لئے درست نہیں ہے۔ تجھ کو کوئی حق حاصل نہیں ہے۔ اَنْ تَشْكُرَ بَرَّيْهَا۔
کہ تو کبر و غرور کرے اس جگہ۔ (جنت یا سمار یا بارگاہ خداوندی میں) یعنی تیر کوئی حق نہیں۔ تیر کرے اور پھر بھی
تو یہاں ہے۔

= الشَّعْبِ مِّنْ ذَیْلِ۔ ذیل۔ بے عزت لوگ۔

۱۴: ۷ = اَلْطَّرِيقِ۔ تو مجھ کو مہلت دے۔ تو مجھ کو ڈھیل دے۔ اَلْطَّرِيقُ (اِنْخَالٌ) سے امر کا صیغہ واحد مذکر

حاضر۔ ان وقایہ کی ضمیر واحد مکمل۔

== يُبْعَثُونَ - مضارع مجہول جمع مذکر غائب۔ بَعَثَ يَبْعَثُ بَعَثَ، وہ (یعنی لوگ) اٹھائے جاویں گے۔
یوم قیامت۔

۱۵:۱۰ - الْمُنْظَرِيْنَ - اسم مفعول جمع۔ مُنْظَرٌ واحد۔ انْظَرُ مصدر۔ باب انفعال جن کو مہلت دی گئی۔ مہلت یافتہ۔ ڈھیل دیے ہوئے۔

۱۶:۷ - قَسَمًا - باب اس میں سببیہ ہے۔

== اَعْوَيْتَنِي - اِعْوَاءُ (اِغْعَالٌ) ہے۔ اَعْوَى يُعْوِي اِعْوَاءً - غشی اور غوی کے معنی میں بہک جانا۔ گمراہ ہونا۔ لعنتی ہونا۔ برباد ہونا۔ ناکام و نامراد ہونا۔ خائب و خاسر ہونا۔ زندگی خراب ہونا۔ باب افعال سے۔ بہکانا۔ گمراہ کرنا۔ برباد کرنا۔ خائب و خاسر کرنا۔ زندگی خراب کرنا یا گمراہی کی سزا دینا۔ یعنی سزاؤ گمراہ کرنا۔ نَبِيْہِ اِنْ خَانَ اللّٰهُ يُؤَيِّدُ اَنْ تَفْوِيْكَ (۳۴، ۱۱) اگر نذیہ چاہے کہ تمہیں تمہاری گمراہی کی سزا دے۔

اغوار کا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کسی کو ایسا حکم دیا کہ جس کی نافرمانی اس کی گمراہی کا باعث بن جائے اس آیت میں یہ آخری دو معنی مراد ہو سکتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے حکم پر سجدہ نہ کرنے کی سزا میں ایسی کو جنت سے یا درگاہ سے نکل جانے کا حکم دیا تھا۔
یہ کہ اللہ تعالیٰ نے شیطان کو سجدہ کرنے کا حکم دیا تھا لیکن اس کی حکم عدولی اس کی گمراہی کا سبب بن گئی۔ سو فیما اَعْوَيْتَنِي کا ترجمہ ہوگا۔

ہیں وجہ کہ میری حکم عدولی پر تو نے سزاؤ راہ مستقیم سے مجھے دور کر دیا ہے

== لَا تَعْدُونَ - مضارع بلام تاکید و نون تقييد۔ صيغہ واحد مکمل۔ تَعَدَّ يَتَعَدَّى (نفس) تَعْدُوْنَ سے میں ضرور بیٹھوں گا۔ میں تاک میں بیٹھوں گا۔

== صَوَّاطِلُكَ - تیرا راستہ۔ مضاف مضاف الیہ۔ صَوَّاطِلُكَ اِی عَلٰی صَوَّاطِلِكَ تیرے راستہ پر۔

== لَا تَعْدُونَ لَهَا صَوَّاطِلَ الْمُسْتَقِيمِ - تیرے سیدھے راستے سے ان کو گمراہ کرنے کے لئے میں ان کی تاک میں بیٹھوں گا

۱۷:۱۰ - لَا تَكْنَهُمْ - مضارع بلام تاکید و نون تقييد۔ صيغہ واحد مکمل۔ میں ضرور آؤں گا ان کے پاس (ان کو بہکانے کے لئے)

۱۸:۷ - مَذْمُومًا - حقارت کیا ہوا۔ ذلیل۔ ذَامَّةٌ (باب تفعیل، اِی عَابَدَ وَحَقَّرَ

و طردہ - عیب لگانا - ذیل کرنا۔ دھتکارنا۔ ذَامَہ - ذُیْمًا وَ ذَامًا (ضرب، عیب لگانا، مذمت کرنا) = مَذْحُورًا - دَحْرَیْدُ حَرْ دَحْرًا وَ دُحُورًا (فتح) دھتکارنا۔ دور کرنا۔ ہٹانا۔ مَذْحُورًا - مردود۔ دھتکارا ہوا۔ راندہ ہوا قرآن میں آیا ہے وَ یَقْذِفُونَ مِنْ حِلِّ جَابِ دُحُورًا (۹۸:۳۷) اور وہ ہر طرف سے دھتکار کر نکال دیتے جاتے ہیں

= لَذَّ مَلَأَتْ - مضارع بلام تاکید و لون تفسیلہ میں ضرور بھردوں گا۔ مَلَأَتْ سے (باب فتح) جس کے معنی بھرنے اور پُر کرنے کے ہیں۔ اَلْمَلَأْتُ وہ جماعت جو کسی امر پر مجتمع ہو تو نفروں کو باہری حسن اور جمال اور نفوس کو ہیبت و جلال سے بھرتے۔ قرآن میں ہے اَلْمَلَأَتْ إِلَى الْمَلَأِ بْنِ اِسْرَاطِیْلَ (۲۴۶:۲۲) مہلّا تم نے بنی اسرائیل کی ایک جماعت کو نہیں دیکھا۔ اور دَقَالَ الْمَلَأُ مِنْ حَوْمَہ (۲۷:۷) اور قوم فرعون میں جو سردار تھے کہنے لگے۔

اور کہتے ہیں خَلَدَتْ مَلَأُ الْعِیُونِ - یعنی سب اسے عزت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ گویا اس نے ان کی نظروں کو اپنے جلو سے بھر دیا ہے۔ اَلْمَلَأْتُ کسی چیز کی اتنی مقدار کہ برتن کو بھرے۔ قرآن میں ہے۔ فَلَنْ یُعْجِلَ مِنْ اَحَدٍ هِذِ الْمَلَأُ الَّذِیْنَ ذَهَبًا وَ لَوِ افْتَدٰی بِہ (۹۱:۳۱) سو ان میں سے کسی کا زمین بھر سونا بھی نہ لیا جائے گا۔ اگرچہ وہ معاوضہ میں اس کو دنیا بھی چاہے = مِنْکُمْ - اے منک و منهم - مخاطب کی ضمیر غالب آئی ہے۔

۲۰: ۷ = لَیْبُدِیْ لَہُمَا - لام عاقبت کے لئے ہے۔ یعنی شیطان نے ان کے دلوں میں دُکھ اندازی کی جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ نبی باس اتار دیا گیا۔ اور وہ اپنے آپ کو برباد دیکھنے لگے۔ لَیْبُدِیْ مضارع واحد مذکر غائب۔ اِبْدَاؤُ (اِضْعَالُ) مصدر کہ ظاہر کرے۔ کھول دے۔ نمایاں کرے۔ بَدَلْکَ مَادَہ۔

= دُوْرِی - ماضی مجہول واحد مذکر غائب وَ اَرٰی یُوَارِیْ مُوَارَاةً (مفاعلة) روی مَادَہ۔ وہ چھپایا گیا۔ وہ پوشیدہ رکھا گیا۔

= سَوَا تَہُمَا مَضَات مَضَات الیہ۔ ان دونوں کی شرمگاہیں۔ سَوَاةً کی جمع ہے۔ لَیْبُدِیْ لَہُمَا مَا دُوْرِی عَنْہُمَا مِنْ سَوَاتِہُمَا - یہ بھی شیطان کے دوسرے ٹولنے کی غرض و غایت سے۔ یعنی ان دونوں کی شرمگاہوں کے وہ حصے جو ڈھانپ کر ان سے چھپائے گئے تھے ان پر بے پردہ کر دے۔ (کیونکہ اسے معلوم تھا کہ اگر دونوں اس کے دھوکہ میں آگئے تو نتیجہ وہ بے پردہ ہو جائیں گے)

= مَا تَہَمَّکُمَا میں ماضی کے ہے نہیں منع کیا تھا اس نے تم دونوں کو

عَنْ هَذِهِ الشَّجَرَةِ. اِنَّ مِنْ الْاَصْحَادِ عَنْ هَذِهِ الشَّجَرَةِ اس درخت کا پھل کھانے سے۔

۲۱: ۷ = وَقَاسَمَهُمَا اَنْ كُنتُمَا قَوْمًا صَالِحٰی۔

۲۲: ۷ = فَذَرْتُهُمَا يَفِرُّوۡر۔ ان دونوں کو ڈھلا لیا۔ ان دونوں کو نیچے ڈال دیا۔ ان دونوں کو کھینچ لیا۔ ان دونوں کو نیچے گرا دیا۔ ذٰلِی تَذٰلِیۡۃٌ (تفصیل) سے جس کے معنی کسی کو حیلہ سے کام میں لگانے کے ہیں۔ ماضی واحد مذکر غائب۔ تَذٰلِیۡۃٌ اِذْ لَآءِ الدَّٰلِیۡۃِ سے لیا گیا ہے۔ جس کے معنی ڈول ڈلک کے ہیں اسی مناسبت سے نیچے ڈال دینے اور کھینچ لینے کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے یَفِرُّوۡر۔ غرور۔ دھوکہ۔ فریب۔ جھوٹی امید۔ لالچ۔

= مَبْدَآت۔ ظاہر ہو گئی مَبْدَآت اور مَبْدَآت سے ماضی واحد مؤنث غائب۔

= طَفِیْقًا۔ وہ دونوں گئے۔ (اس کام کو جو آگے مذکور ہے) طَفِیْقٌ (دسمع) حکاک کی طرح افعال مقاربت میں سے ہے۔ جس طرح حکاک کی خبر مضارع بغیر اَنْ کے ہوتی ہے اسی طرح طَفِیْقٌ کی خبر بھی مضارع ہوتی ہے۔ اور بغیر اَنْ کے آتی ہے۔ جیسے یَکَادُ الْبَرْقُ یَخْطِفُ الْبَصَارَ هُنَا (۲۰: ۲) برق کی یہ حالت ہے کہ معلوم ہوتا ہے کہ ابھی اس نے ان کی بینائی لے لی۔

اور طَفِیْقٌ کی مثال آیت ہٰذَا۔ طَفِیْقًا یَخْصِفُنْ عَلَیْهِمَا مِنْ وَّرَیِّ الْجَنَّةِ۔ اور پہچان لگ گئے اپنے (بدن) پر جنت کے پتے۔

= یَخْصِفُنْ مضارع تثنیہ مذکر غائب خَصَفٌ مصدر۔ (باب ضرب) وہ دونوں پھانٹنے لگے۔

۲۴: ۷ = اِھْبِطُوۡا۔ تم سب اترو۔ هُبُوۡطٌ سے اس کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ نیچے اترا۔ مہبوط آدم۔ حضرت آدم کا جنت سے زمین پر اترا۔

= مُسْتَقَرٌّ۔ ظرف مکان۔ استقرار (استفعال) مصدر۔ قرار گاہ۔ ٹھہرنے کی جگہ۔

= مَتَاعٌ۔ اسم مفرد۔ اَمْتَعَةٌ جمع۔ معین وقت تک فائدہ اٹھانا۔ سامان جو کام میں آتا ہے جس سے کسی طرح فائدہ حاصل کیا جاتا ہے۔

= اِلٰی حَیۡنٍ۔ ایک وقت تک۔

۲۶: ۷ = اَنْزَلْنَا۔ کالغوی معنی ہے اوپر سے نیچے آنا۔ جیسے اَنْزَلْنَا الْمَآءَ ہم نے پانی راہِ ش کی صورت میں نازل کیا۔ انسانی ضروریات زندگی کو ہم پہنچانے کے لئے بھی یہ لفظ استعمال کیا گیا ہے کیونکہ اکثر دینشراہنی چیزیں تدبیرات سماویہ سے ظہور میں آتی ہیں۔ مثلاً ہی لباس کہ کپاس سے تیار ہوتا ہے جو اپنی نشوونما کے لئے پانی کی محتاج ہے جو اوپر سے برستا ہے۔ اسی طرح

آیہے وَأَنْزَلَ لَكُمْ مِنَ الْأَنْعَامِ (۶:۳۹) اور اس نے تمہارے لئے چوپائے (مولیشی) بھیجے یا نازل کئے۔ پیدا کئے۔

== رِيْثًا۔ باعث زینت۔ رِيْثٌ۔ رونق۔ لباس زینت۔ رِيْثٌ اصل میں پرندوں کے پروں کو کہتے ہیں۔ اور اس کا واحد رِيْثَةٌ ہے۔ اور چونکہ پرندوں کی پروں سے رونق ہے اور وہ ان کے لئے ایسے ہی ہیں جیسے انسان کے لئے کپڑے۔ اس لئے اس کا استعمال بطور استعارہ رونق۔ زیب و زینت اور کپڑوں کے لئے ہوتا ہے۔ رِيْثًا صفت بھی ہو سکتا ہے رِيْثًا کی جو اس سے قبل محدثہ == وَبِئْسَ التَّقْوَىٰ ذٰلِكَ حَيٰثِرٌ اور پرہیزگاری کا لباس وہ سب سے بہتر ہے۔

یہ نیا جملہ ہے بِئْسَ التَّقْوَىٰ مضاف مضاف الیہ مل کر مبتداء اور ذٰلِكَ حَيٰثِرٌ خبر گویا تقدیر کلام یوں ہے۔ وَبِئْسَ التَّقْوَىٰ هُوَ حَيٰثِرٌ بعض نے بِئْسَ التَّقْوَىٰ کو نصب کے ساتھ پڑھا ہے۔ اور اس کو بِئْسًا پر عطف لیا ہے۔ لیکن جمہور اول الذکر کی طرف گئے ہیں بِئْسَ التَّقْوَىٰ سے مختلف علما نے مختلف معانی لئے ہیں۔ مثلاً لباس الحرب۔ (دُحَال۔ زرہ وغیرہ) خشية الله۔ الايمان۔ التمتع الحسن۔ عمل صالح۔ الحياء وغیرہ۔

== ذٰلِكَ مِنْ اٰيَاتِ اللّٰهِ میں ذٰلِكَ کا اشارہ انزال اللباس کی طرف ہے۔ اور آیات سے مراد اللہ کی نعمتیں۔ اس کا فضل و کرم بھی ہو سکتا ہے۔ اور نشانیاں بھی۔

== لَعَلَّكُمْ يَذَكَّرُوْنَ۔ تاکر وہ (انسان) نصیحت پکڑیں۔

۲۷: ۷۔ لَا يَفْقَهُنَّ كُفْرًا۔ مضارع منفی باون ثقیلہ۔ فَتَنَ يَفْتَنُ (ضَرْب) سے صیغہ واحد مذکر غائب۔ نہیں فتنہ میں مبتلا نہ کرے۔ تمہیں گمراہ نہ کرے

== يَفْتَنُ۔ مضارع واحد مذکر غائب فتنع مصدر (باب فرب) اتروادیا۔ بمعنی مامنی۔

== لِيُذَكِّرَهُمَا۔ مضارع منصوب۔ اِذَاعَةٌ سے۔ هُمَا ضمیر مفعول تثنیہ۔ تاکر وہ ان دونوں کو دکھائے۔

== يَفْتَنُ عَنْهُمَا لِئَلَّا يَكُونَا مِنَ السَّٰغِيْنَ۔ حال ہے الْيَوْمَ کے۔

== اِنَّہ میں کہ ضمیر واحد مذکر غائب شَيْطٰن کی طرف راجع ہے۔

== قَبِيْضًا۔ اس کا کتبہ۔ اس کی جماعت۔ اس کا گروہ۔

۲۸: ۷۔ فَاحْشَةً۔ اسم۔ حد سے بڑھی ہوئی بدی۔ ایسی بے خیالی جس کا اثر دوسروں پر پڑے

برودہ چیز جس کی ممانعت اللہ نے کر دی ہے۔ مثلاً برہنہ ہو کر کعبہ کا طواف کرنا۔ جس کی یہاں ان

آیات میں مذمت کی گئی ہے۔ زنا وغیرہ۔

۲۹: ۴ = بِالْقِسْطِ . بِالْعَدْلِ وَهُوَ الْوَسْطُ مِنْ كُلِّ امْرِ قِسْطٌ سَ مَرَادِ عَدْلِ
یعنی ہر کام میں درمیانی راستہ اختیار کرنا نہ اس میں افراط ہو نہ تفريط۔
= قَاتِبْنِمُؤَادٍ جُزْءُ حُكْمِ سَيِّدِ كُلِّ مَسْجِدٍ کی تقدیر یوں ہے قُلْ اَمَرَ رَبِّي بِالْقِسْطِ وَقَالَ
اَتَيْمُوْا اَوْجُوْا هٰذَا عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ (الخازن) تو کہہ لے محمد صلی اللہ علیہ وسلم میرے
رب نے عدل و انصاف کا حکم دیا ہے۔ اور فرمایا ہے اپنی چہرے سیدھے کرو (تبدلی کی طرف) ہر نماز
کے وقت۔

= اَتَيْمُوا . اقامۃ الشئ اسطواء الشئ حقہ و توفیقہ شروطہ یعنی کسی چیز کو کما حقہ اس کی
تمام شرائط کو پورا کرتے ہوئے ادا کرنا۔ اَتَيْمُوا۔ اس کا معنی جمع مذکر حاضر ہے۔ تم قائم کرو۔ تم درست
کرو۔ اقامۃ (باب افعال) سے بمعنی قائم کرنا۔ درست رکھنا۔

= وَجُزْءُ حُكْمٍ . تمہارے چہرے۔ الوجہ سے مراد دلی توجہ اور نیت صحیحہ بھی مراد ہو سکتی ہے
= مَسْجِدٍ . اُمّ ظرف زمان بھی ہے اور ظرف مکان بھی ہے۔ سو اس کا معنی وقت نماز بھی ہو سکتا
اور مسجد اور ہر وہ جگہ جہاں نماز ادا کی جائے۔

= بَدَا . اس نے شروع کیا۔ اس نے ابتداء کی (باب فتح) بَدَا . يَبْدَأُ . كَيْفَ
بَدَأَ الْخَلْقُ (۲۹: ۲۰) اس نے کیسے مخلوق کو پہلی مرتبہ پیدا کیا۔

= تَعُوْذُونَ . مضارع جمع مذکر حاضر۔ عَادَ يَعُوْذُ عُوْذٌ (باب نصر) الْعُوْذُ . کس نام کو
ابتداء کرنے کے بعد دوبارہ اس کی طرف پلٹنے کو عُوْذُ کہا جاتا ہے۔ خواہ وہ پلٹنا نہایت ہو یا قول
غیر سے۔ جیسے دَلَّوْا دُّرُؤَالْعَادُوْا لِمَا نَهَوْا عَنْهُ (۲۸: ۶۱) اگر یہ (دنیا میں) لوٹائے بھی جائیں
تو جن (کاموں) سے ان کو منع کیا گیا تھا وہی کرنے لگیں۔ اور اَوَّلُ تَعُوْذَاتِنَا ۱: ۸۸
یا تم ہمارے مذہب میں آ جاؤ۔

= تَعُوْذُونَ . تم پھر آؤ گے۔ تم پھر لوٹو گے۔

= كَمَا بَدَأَكُمْ تَعُوْذُونَ . جس طرح اس نے تم کو پہلے پیدا کیا تھا ویسے ہی تم لوٹو گے

۳۰: ۴ = كَمَا بَدَأَكُمْ تَعُوْذُونَ . فَزَيَّنَّا هٰذَانَ دَرَجَاتٍ لِّقَاتِلِهِمْ الضَّلٰلَةَ . اس
طرح اس نے تم کو پہلے پیدا کیا تھا ویسے ہی تم اس کی طرف لوٹو گے ایک گروہ کو تو اللہ نے
ہدایت دیدی اور ایک گروہ سے کہ جس پر گمراہی واجب ہو گئی۔ اس کے معانی میں مفسرین کے
اختلافات ہیں۔ کیا تنگے پیدا ہوئے تھے تو تنگے ہی اٹھانے جائیں گے۔ یا جس بنا پر کسی کی خلقت

ہوئی تھی اسی پر اس کی واپسی ہوگی۔ یا جیسا قرآن میں ہے: هُوَ الَّذِي خَلَقَكُمْ فَمِنْكُمْ كَافِرٌ وَمِنْكُمْ مُؤْمِنٌ (۲: ۶۲) کہ اللہ تعالیٰ نے کسی کو تو من پیدا کیا اور کسی کو کافر۔ اور پھر ایسا ہی اٹھائے گا جیسا کہ پیدا کیا۔ (ابن کثیر)

۳۱: ۷ = زَيَّنَّاكُمْ۔ مضاف مضاف الیہ۔ تمہاری زینت۔ یہاں زینت سے مراد لباس ہے
= لَا تُسْرِفُوا۔ تم اسراف نہ کرو۔ حد سے نہ بڑھ جاؤ۔ تم بیجا خرچ نہ کرو۔
۳۲: ۷ = مَن كَسَى۔

= أَخَذَ۔ یہاں معنی اس نے پیدا کی۔

= خَالِجَةً۔ خاص کر۔ صرف (اپنی کے لئے روز قیامت کو)

۳۳: ۷ = أَجَلٌ = مدت مقررہ۔ مقررہ وقت۔ (عذاب کے ازل ہونے کا)

موت کو بھی اجل کہتے ہیں۔ کیونکہ اس کا وقت بھی مقرر ہے

= لَا يَسْتَأْذِنُونَ۔ مضارع منفی جمع مذکر غائب (باب استفعال) وہ دیر نہیں کر سکتے۔ وہ
پچھے نہیں ہٹ سکتے۔

= لَا يَسْتَقْبِدُ مَوْئِدًا۔ مضارع منفی جمع مذکر غائب وہ آگے نہیں بڑھ سکتے۔ وہ پہلے نہیں ہو سکتے
(باب استفعال)

۳۵: ۷ = اِمَّا اِنْ كُنْتُمْ اِذَا اَنْتُمْ تَحْذَرُونَ۔ جیسے اِمَّا اِنْ تَحْذَرُونَ تَحْذَرُونَ حَسَنًا
(۱۸: ۸۶) خواہ ان کو عذاب سے خواہ ان سے حَسَن سلوک کر۔ آیہ ہذا میں معنی اگر استعمال ہوا ہے
نیز ملاحظہ ہو

۳۷: ۷ = يَتَنَاهَوْنَ۔ مضارع واحد مذکر غائب هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب۔ تَنَاهَوْا۔ مصدر باب
مع (پہنچ جائے گا۔ پہنچا رہیگا۔

= نَصِيبُهُمْ۔ ان کا حصہ۔ یعنی خوراک۔ عمر۔ صحت۔ بیماری۔ اچھا یا برا کام کرنے کے مواقع
گناہ کرنے یا توبہ کرنے کے مواقع۔ وغیرہ وغیرہ۔

= مِنَ الْكِتَابِ۔ (جوان کی قسمت میں) لکھا ہوا ہے۔ الْكِتَابِ۔ نوشتہ تقدیر۔
= حَتَّىٰ اِذَا۔ یہاں تک کہ جب۔

= يَتَوَخَّوْنَهُمْ۔ مضارع جمع مذکر غائب هُمْ ضمیر مفعول۔ جمع مذکر غائب۔

یہ ان اشخاص کی طرف راجع ہے جو زندگی میں اللہ تعالیٰ کے خلاف جھوٹی بہتان بازی کرتے
تھے اور اس کی آیات کو جھٹلاتے تھے۔ يَتَوَخَّوْنَ حال ہے دُسَلْنَا سے یعنی درآئیکدہ

(یعنی اللہ کے فرستادہ فرشتے) ان کی رو میں قبض کر رہے ہوں گے۔ یا قبض کریں گے۔ وہ جان نکالتے ہیں یا نکالیں گے۔ یا ان کی جان لینے کے لئے يَتَوَفَّوْنَہَا بِبَابِ تَعْوِيلِ
 = قَاۡلُوۡا۟- اِذَا کا جواب۔

= اٰیٰتِنَا۔ یہاں۔ اٰیٰتِ (کہاں۔ ظرف مکان، اور مَا موصولہ کو اکٹھا کر دیا گیا ہے۔
 تقدیر کلام یوں ہے۔ اِنِ الْاٰلٰہِۃُ الَّتِیْ کُنْتُمْ تَدْعُوْنَہَا۔ اِیْ لَعِبْدُوْہَا۔ کہاں
 ہیں وہ جن کو تم مہود پرچارنے تھے (اللہ کے ہوا)۔ اٰیٰتِنَا۔ یعنی جہاں کہیں جس طرف۔
 اٰیٰتِنَا یُکُوۡلُوۡا یَذْرِکُمْ الْمَوْتُ (۴: ۷۸) جہاں کہیں بھی تم ہو گے موت تم کو آ لے گی۔
 = صَلَّوْا۟ عَلَیْہَا۔ ہم کو چھوڑ گئے۔ ہم سے گم ہو گئے ہیں۔

۲۸: ۷ = لَعَنَتْ اُخْتَهَا۔ لَعَنَتْ۔ یعنی لعنت بھیجے گی یعنی وہ جماعت جو نئی جہنم میں داخل ہو رہی
 ہوگی (اُخْتَهَا۔ اپنی بہن پر یعنی اپنی بیسی جماعت پر جو اس سے قبل جہنم میں داخل ہو چکی ہوگی۔ اپنی بیسی
 سے مراد یہ کہ جس پاداش میں دونوں جہنم میں پہنچی ہیں یعنی مشرکین کی جماعت مشرکین پر۔ یہود کی جماعت
 یہود پر۔ وغیرہ وغیرہ)

= اِذَا رَکُوزًا۔ مَدَارُکَ یَتَدَارَکُ (تفاعل) مدارک کے تار کو دال میں ادغام کر کے شروع
 میں ممبزہ وصل لائے اِذَا رَکُوزًا ہو گیا۔ اِذَا رَکُوزًا ماضی جمع مذکر غائب۔ مَدَارُکَ سے۔
 الدَّرَکُ اور الدَّرَکُ کے ایک ہی معنی ہیں۔ لیکن الدَّرَکُ کالفظ اوپر چڑھنے کے اعتبار
 سے بولا جاتا ہے اور الدَّرَکُ کالفظ نیچے اترنے کے لحاظ سے۔ اسی لئے درجات الجنة اور
 درجات النار کا محاورہ ہے۔ قرآن میں ہے دَرَجَۃًۢ بَعْضُہُمْ دَرَجَۃًۢ (۲۵: ۲۳) اور بعض
 کو بلند درجات سے نوازنا۔ یَاۡۤاِنَّ الْمُنٰفِقِیۡنَ فِی الدَّرَکِ الَّذِیۡلِ مِنَ النَّارِ (۴۱: ۱۴۵)
 بے شک منافق لوگ دوزخ کے سب سے نیچے کے طبقہ میں ہوں گے۔

سمندر کی گہرائی کی تر کو ادراک کی طرح اس کے ساتھ پانی تک پہنچنے کے لئے دوسری رسی ملائی
 جائے۔ اس کو بھی درک کہتے ہیں۔ یادہ رسی جو بڑی رسی سے باندھی جائے یادہ رسی جو ڈول کے کندھے
 سے باندھی جائے۔ درک کہلاتی ہے۔ اس لئے یکے بعد دیگرے ایک چیز کے کسی دوسری چیز سے ملنے کو
 (تاکہ نایت کو پہنچ سکے) ادراک کہتے ہیں۔ اسی طرح پیہم کوششوں سے کسی حقیقت کے پالینے کو
 بھی ادراک کہتے ہیں۔

پس مدارک کے معنی پہلے پہلے ایک دوسرے سے ملنے کے ہیں۔ عربی محاورہ ہے مَدَارَکَ
 الْقَوْمِ قوم کے فرد ایک دوسرے سے جا ملے۔ (ہلاک ہو گئے) آیت مذہب میں اِذَا رَکُوزًا سے مراد یہی ہے

کہ جب ان کی جماعتیں ایک دوسرے سے ملتی ملتی ختم ہو جائیں گی۔ یعنی جب سب امتیں اس میں (دورخ میں) یکے بعد دیگرے جمع ہو جائیں گی۔

= اَخْرَاهُمْ۔ ان میں کی آخری۔ یا پھیلی۔ یا دوسری۔ اَخْرَا اور اَخْرَا کی مَوْنَتْ۔

= اَوَّلَهُمْ۔ ان کی پہلی۔ اگلی۔ اَوَّلُ کا مَوْنَتْ۔

= قَالَتْ اَخْرَاهُمْ لِذُوْنِهِمْ کے مندرجہ ذیل معنی ہو سکتے ہیں۔

۱۔ سب سے آخری امت (دورخ میں داخل ہوگی) اپنے سے پہلی امتوں کو کہیں!

۲۔ (دورخ میں) سرچھپے آنے والی امت اپنے سے پہلے والی امت کو کہے گی،

۳۔ حرامتِ زمانہ کے لحاظ سے بعد میں آئی تھی۔ وہ اپنے سے پہلی امت کو کہے گی۔ کیونکہ یہ پہلی امت

حقّی نبیؐ اپنے بعد میں آنے والوں کے لئے گمراہی کے دین کو چھوڑ گئی تھی (دنیا میں)

۴۔ یا مرتبہ کے لحاظ سے آخری امت وہ ہوگی جو تابعین کی جماعت تھی اور اولیٰ وہ جماعت ہوگئی جو کہ

قائدین کی جماعت تھی لہذا تابعین قائدین کو کہیں گے

۵: ۳۶ = كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ • جو تم کمایا کرتے تھے۔ جو تم کماتے تھے تھے۔

۷: ۴۰ = يَلِجْ • وَ يَلِجْ يَلِجْ سے مضارع منصوب واحد مذکر غائب۔ وَ لَوْجْ مصدر۔ داخل

ہو جائے

= مَسَمَّ الْخِيَاطِ۔ مضاف مضاف الیہ۔ سم۔ ناکہ۔ سوراخ۔ خياط۔ سوزن۔ سوئی۔ سم الخياط

سوئی کا ناکہ۔

۷: ۴۱ = مِهَادٌ۔ بچھونا۔ ٹھکانہ۔ قرار گاہ۔ مَهْدٌ گہوارہ۔ پالنا۔ زمین۔ مَهْدٌ مصدر

(باب نَصَوَ) بچھانا۔ اختیار کرنا۔ کام کرنا۔ تمہید۔ کام کو ہموار کرنا۔ مَدْرَسْنَا۔ عند قبول کرنا

= عَوَاشٍ۔ عَوَاشِيَّةٌ کی جمع۔ اصل میں عَوَاشِيَّتْ تھا۔ حالتِ رفع کے سبب ی کو ساقط کر دیا

گیا۔ معنی آگ کے برے۔ ہر طرف سے ڈھانک لینے والی آگ۔

۷: ۴۳ = نَزَعْنَا۔ ماضی معروف۔ جمع منکلم۔ نَزَعَ مصدر۔ (باب فَتْح) ہم نکال دیں گے

چھین لیں گے۔ ملاحظہ ہو آیت ۷: ۲۷

= غَلَّ۔ اسم فعل۔ دل کدورت۔ قلبی عداوت۔ غَلَّ يَغْلُ۔ (باب ضوَب) کینہ سے سب

کا پرہیز۔ غَلًا وَ غَلِيلًا مصدر غَلَّ يَغْلُ غُلُولًا۔ دھوکہ دینا۔

= نَخْتِمُ۔ ان کے نیچے۔ نَخَتَ فَصُوْرُهُمْ۔ ان کے عملوں کے نیچے۔ یا ان کے حکم پر۔

یعنی نہریں ان کے حکم پر چلیں گی۔ فرعون نے کہا تھا۔ وَ هَذِهِ اَنْهَارُ نَجْوٰی مِنْ خَتْمِ

(۵۲:۴۳) بیضادی نے اس کے معنی لکھے ہیں۔ تحت قصری۔ تحت امری۔ اور میں
بیدی۔

= تَوَاصُّفَاتُ۔ ماضی مجہول جمع مذکر غائب۔ يَدَّاءُ۔ مصدر۔ باب مفاعلة۔ ان کو پکارا جائیگا۔
(ماضی بمعنی مستقبل)

= اُدْرِثْمُوْهُمَا۔ تم اس کے وارث بنائے گئے نہیں وہ میراث میں رہی گئی۔ وَاُوْا شِبَاعَ
کلب۔ اصل میں صیغہ اُدْرِثْمُوْهُ ہے جو اِيْرَافَاتُ (افعال) سے ہے۔

۴۴: ۷ = تَادَى۔ ماضی واحد مذکر غائب يَدَّاءُ۔ مصدر (باب مفاعلة) اس نے پکارا
یہاں ماضی بمعنی مضارع ہے۔

= اَذَّنَ۔ ماضی واحد مذکر غائب۔ اس نے پکارا۔ اَلَا اَذَّنُ سے مشتق ہے۔ اَذَّنُ بمعنی
کان۔ استعارہ کے طور پر وہ شخص جو ہر ایک کی بات سن کر اتنا لیتا ہے جیسے قرآن میں
ہے وَ يَقُوْلُوْنَ هُوَ اَذَّنُ (۶۱: ۹) اور کہتے ہیں کہ وہ تو کان ہے یعنی ہر ایک کی بات سن کر بیان
لیتا ہے۔

اَذَّنُ سے دیگر مشتقات اِذْنٌ۔ حکم۔ اجازت۔ ارادہ۔ مشیت۔ اِذْنٌ۔ اس نے سنا
اس نے حکم دیا۔ وَاِذْنَتْ لِيْ رَبِّهَا وَ حَقَّتْ۔ (۲: ۸۴) اور وہ اپنے رب کا فرمان سنے گی۔ اور
اسے واجب بھی ہے۔ اور لَا يَتَكَلَّمُوْنَ اِلَّا مِّنْ اِذْنٍ لَهُ الرَّحْمٰنُ (۷۸: ۷۸)
نہیں کلام کریں گے۔ مگر وہ کلام کر سکیگا جسے اس کا رحمن (اللہ تعالیٰ) حکم دے گا۔ وَاِذْنٌ
(باب تفعیل) وہ پکارا۔ مُؤَذِّنٌ۔ پکارنے والا۔ اور (باب تفعیل) سے وَاِذْنًا اَذَّنَ
زُبَيْكُ۔ (۱۶: ۷) اور (اس وقت کو یاد کرو) حبیب، تمہارے پروردگار نے (یہود کو) آگاہ کر دیا
تھا۔

= مُؤَذِّنٌ۔ سے مراد بعض نے اسرافیل (صاحبِ سرور) لیا ہے بہر کیف اس سے مراد کوئی
فرشتہ ہے جو اہل جنت اور اہل دوزخ دونوں کو سن سکتا ہے۔

۴۵: ۷ = يَبْعُوْهُنَّھا۔ مضارع جمع مذکر غائب۔ ہاں ضمیر واحد مؤنث غائب جو سبیل کی
طرف راجع ہے۔ وہ اس کو جانتے ہیں۔ بَعِیْ مصدر۔

= عَوَجًا۔ ٹیڑھا۔ عَوَجٌ کبھی۔ ٹیڑھا پن۔ عَوَجٌ يَغْوِجُ (سَمْعٌ) سے۔

۴۶: ۷ = الْاَعْرَافِ۔ سے مراد۔ وہ دیوار ہے جو جنت اور دوزخ کے درمیان قائم ہے۔
اَعْرَافٌ عُرُفٌ کی جمع ہے جس کے معنی ہیں مکان مرتفع۔ بلند جگہ۔ عرف الفردوس۔ گھوڑے

کی گردن کے بال - عُرُوْتُ الدِّلِیْلِک - مرغے کی کلفی۔

= سِیِّئُهُمْ۔ ان کا چہرہ۔ ان کی نشانی - سِیِّئًا کے معنی نشانی اور علامت کے ہیں۔ یہ اصل میں دَسْمٰی تھا۔ دَاذْ کُوْفًا کلمہ کی بجائے عین کلمہ پر رکھا گیا۔ تُوْسُوْ مَی ہوا پھر دَاذْ کے ساکن اور ماقبل کے مکسور ہونے کی وجہ سے دَاذْ کو یاد کر لیا گیا تُوْسِیْنِ ہو گیا۔ سِیْنِ مضاف ہُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ۔

= مَادَاۤ ا - ماضی جمع مذکر غائب یَدَاۤ مصدر۔ باب مفاعلہ۔ انہوں نے پکارا۔ (یا ماضی بمعنی ماضی) وہ پکاریں گے۔ اس کا قائل دِجَالٌ۔

= لَمَّا یَدْخُلُوْا ہَا۔ (ابھی) وہ اس میں (جنت میں) داخل نہیں ہوئے ہوں گے۔

= دَهْمٌ یَطْمَعُوْنَ۔ اور وہ (جنت میں) داخل ہونے کے خواہش مند ہوں گے۔

لَمَّا یَدْخُلُوْا هَا دَهْمٌ یَطْمَعُوْنَ (ای اصْحَابُ الْاَعْرَافِ)

اصحاب اعراف کے بارہ میں کہ یہ کون ہوں گے ہر مفسرین میں اختلاف ہے لیکن راجح قول یہ ہے کہ یہ وہ لوگ ہوں گے جن کی نیکیاں اور گناہ برابر ہونے کی وجہ سے ابھی خداوند کریم نے ان کو بہشت میں داخل ہونے کی اجازت نہ دی ہوگی۔ لیکن وہ داخل ہونے کی خواہش رکھتے ہوں گے۔ جیسا کہ آگے چل کر بیان ہوتا ہے کہ وہ اہل جہنم کو دیکھیں گے تو پکار اٹھیں گے۔ اے ہمارے رب ہمیں ان ظالم لوگوں کے ساتھ شامل نہ کیجئے۔

۴۷: ۷ = صُوْرَتٌ۔ ماضی مجہول واحد مؤنث غائب وہ پھیری گئی۔ (ماضی بمعنی مضارع وہ

پھیری جائیں گی) یعنی جب ان کی نگاہیں اہل دوزخ کی طرف پھیری جائیں گی۔ یا پھیریں گے = یَتَلَقَّآءٌ۔ طرف۔ یَقَاءٌ سے۔ جس کے معنی ملاقات کرنے کے ہیں۔ اسم ہے۔ ملاقات کرنے اور آنے سامنے ہونے کی جگہ کو یَتَلَقَّآءٌ کہتے ہیں اور اسی اعتبار سے طرف اور جہت کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔

۴۸: ۷ = اَعْنٰی عَنْ۔ فائدہ بخشہ کام آنا۔ غنی بنا دینا۔ مَا اَعْنٰی عَنْکُمْ وہ تمہارے کسی کام نہ آیا۔ اس نے تمہیں کوئی فائدہ نہ دیا۔

= جَمْعُکُمْ۔ تمہاری جمعیت۔ تمہاری جماعت۔ تمہارا جمع ہونا۔

= مَا اَعْنٰی میں ما مانفہ ہے اور مَا کُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُوْنَ میں ما بیانہ ہے۔

= مَا کُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُوْنَ۔ جس کام گھمنڈ کیا کرتے تھے۔ ماضی استمرار جمع مذکر حاضر

۴۹: ۷ = اَھْلُوْا لِقَآءِ الذِّیْنِ میں اُ استقامیہ هُوَ لِاِ اسم اشارہ قریب (مبتدا)

اس کا مشار الیہ اصحاب الجنة محذوف ہے۔ الذین خبر۔ اَسْمَعْتُمْ (تم قسمیں کھاتے تھے) لَا يَسْمَعُ اللَّهُ بِرَحْمَةٍ۔ الذین کے صلہ میں داخل ہے۔

تقدیر کلام یوں ہے۔ اَهُؤَلَاءَ هُمُ الذِّينَ اَسْمَعْتُمْ عَلَيْهِمْ بِأَنَّ لَا يَسْمَعُ اللَّهُ بِرَحْمَةٍ۔ کیا یہ بنتی لوگ وہی ہیں جن کی نسبت تم قسمیں کھاتے تھے کہ اللہ اپنی رحمت سے ان کو نہیں نوازے گا۔

== اَدْخُلُوا..... نَحْزَنُونَ۔ (کلام متذکرہ بالا کے بعد اہل جنت کی طرف متوجہ ہو کر وہ یہ کہیں یا ان کا کلام مِرْحَمَةٍ پر ختم ہو گیا اور یہ جملہ اصحاب اعراف کے حق میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی طرف سے کہا گیا کہ اب تم نے اصحاب الجنة اور اصحاب النار کا حال دیکھ لیا۔ تم بھی جنت میں جاؤ داخل ہو جاؤ۔۔۔ الخ یا اصحاب اعراف یہ کہیں گے کہ (دیکھو انہیں تو حکم مل گیا ہے کہ داخل ہو جاؤ جنت میں)۔۔۔ الخ۔ یہاں اصحاب اعراف کا کلام ختم ہوا۔

۵۰:۷ = اَفِيضُوا عَلَيْنَا مِنَ الْمَاءِ۔ اَفِيضُوا۔ تم بہاؤ۔ امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ اِفَاضَةً سے۔ اِفَاضَ الْمَاءِ۔ کسی جگہ سے پانی کا اچھل کر بہ نکلنا۔ آنسوؤں کے بہنے کے لئے بھی آتا ہے جیسے فرمایا تَرَىٰ اَعْيُنُهُمْ لَفِيضٌ مِنَ الْمَدْيِ (۵: ۸۳) تم دیکھتے ہو کہ ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوتے ہیں۔ قرآن میں آیا ہے ثُمَّ اَفِيضُوا مِنْ حَيْثُ اِفَاضَ النَّاسُ (۱۹۹:۲) پھر جہاں سے اور لوگ واپس ہویں وہیں سے تم بھی واپس ہو۔ یہاں اِفَاضَةً کے معنی مجمع کثیر کے یکساں گی لوٹنے کے ہیں۔ اور یہ فَيَضُّنَ الْمَاءِ (یعنی پانی کا زور سے بہ نکلنا) کے ساتھ تشبیہ دے کر بولا جاتا ہے ۷: ۵۱ = الذِّينَ۔۔۔۔۔ یہ نیا جملہ ہے اور یہاں سے کلام اللہ کی طرف سے ہے۔ اصحاب النار کی التجا اور اہل جنت کا جواب علی الکافذین پر ختم ہو گیا۔ الذِّينَ بمعنی جن لوگوں۔ مَا كَانُوا يَجْعَدُونَ۔ مَا بمعنی کما۔ كَانُوا يَجْعَدُونَ۔ ماضی استمراری۔ وہ انکار کیا کرتے تھے۔

۵۲:۲۷ = فَصَلْنَاكَ۔ ماضی جمع متکلم۔ تَفْصِيلٌ (تَفْصِيلٌ) مصدر ہم نے اس کو کھول کر بیان کر دیا۔ ہم نے اس کی الگ الگ (مختلف پہلوؤں سے) تفصیل (وضاحت) کر دی = عَلٰی عِلْمِهِ۔ یہ اللہ کا حال بھی ہو سکتا ہے اور کِتَابِ کا بھی۔ پہلی صورت میں اس کے معنی ہوں گے کہ ہم نے اپنے علم کامل سے اس کی وضاحت کر دی۔ دوسری صورت میں معنی ہوں گے کہ ہم نے اس کی وضاحت کر دی ہے اور وہ تمام سُلوْم پر مشتمل ہے = هُدًى وَرَحْمَةً۔ حال ہے فَصَلْنَاكَ۔ یعنی درآں حالیکہ وہ ہدایت اور رحمت ہے

۵۳:۷ = يَنْظُرُونَ - ای يَنْظُرُونَ - وہ انتظار کرتے ہیں۔ یا انتظار کر رہے ہیں۔
 = هَلْ - یہ حرتِ استخبار اور کبھی استفہام کے لئے آتا ہے۔ قُلْ هَلْ عِنْدَكُمْ مِنْ عِلْمٍ
 فَتُخْرِجُوهُ لَنَا (۶۱: ۱۴۹) کہہ دو تمہارے پاس کوئی سند ہے (اگر ہے) تو لے ہماری سامنے
 لاؤ۔ اور کبھی تنبیہ۔ تنبیہ یا نفی کے لئے بھی آتا ہے۔ جیسے هَلْ لَعَلَّكَ لَهُ سَيِّئًا (۹):
 ۶۵) مھلا تم اس کا کوئی ہمنام جانتے ہو۔

(نفی) هَلْ تَرَى مِنْ فُطُورٍ (۳۷: ۳۷) کیا تجھے کوئی شکاف نظر آیا۔
 (نفی) هَلْ هَذَا الْاَبَشَرُ مِمَّنْ لَكُمْ (۳۱: ۲۱) هَلْ هَذَا الْاَبَشَرُ مِمَّنْ لَكُمْ - یہ شخص (کچھ بھی)
 نہیں ہے مگر تمہارے جیسا آدمی ہے۔

اللہ تعالیٰ کی قدرت پر تنبیہ اور اس کی سطوت پر تحریف۔ هَلْ يَنْظُرُونَ إِلَّا تَأْوِيلَهُ
 ان کو کسی بات کا انتظار نہیں مگر صرف اس کے اخیر نتیجہ کا انتظار۔ کیا یہ اس کی دھمکی یا اس کی تعبیر
 کے سچ و جھوٹ پر ہونے کا انتظار کر رہے ہیں۔ یعنی یہ کس بات کے منتظر ہیں۔ کیا یہ انتظار
 کر رہے ہیں کہ قرآن میں جو وعدہ عید آئی ہیں وہ فی الواقع انجام کار ٹھیک بیٹھتی ہیں یا نہیں (تنبیہ)
 = يَوْمَ يَأْتِي تَأْوِيلَهُ - جس روز آجائے گا اس کا انجام۔ یعنی جس دن اس کتاب کے وعدے
 و عید کے عواقب اور نتیجے ظاہر ہوں گے۔

= نَكِدْ - ہم لوٹے جائیں۔ مضارع مجہول رد مصدر۔ (باب نصر)
 = فَتَعْمَلْ - تاکہ ہم عمل کریں۔ مضارع منصوب بوجہ جواب استفہام سیغ جمع معکلم۔
 = خَيْرُ مِمَّا لَفُسْنُمْ - ملاحظہ ہو (۹۹: ۲۹)

= ضَلَّ عَنْهُمْ - گم ہو گئے ان سے۔ چھوڑ گئے ان کو۔ (یعنی جو بہتان بازی وہ کیا کرتے تھے
 اور جن معبودانِ باطل کی وہ پرستش کیا کرتے تھے وہ ان کو چھوڑ گئے)
 ۵۴: ۷ = اسْتَوَىٰ عَلٰی - اس نے قرار پکڑا۔ وہ قائم ہوا۔ وہ سیدھا ہو کر بیٹھا۔ ممکن ہوا
 ملاحظہ ہو (۲۹: ۲) اسْتَوَىٰ کا یہ معنی نہیں کہ خداوند تعالیٰ عرش پر بیٹھ گیا۔ کیونکہ مکان اور جلو
 سے پاک ہے۔ اس کے استویٰ کی جو کیفیت ہے وہ ہمارے فہم سے بالاتر ہے۔
 عرش کے معنی کے لئے ملاحظہ ہو ۱۰: ۳۔

= يُعْشَىٰ - مضارع واحد مذکر غائب اَعْشَىٰ يُعْشَىٰ (باب افعال متعدی بدو مفعول)
 يُعْشَىٰ اللَّيْلُ النَّهَارَ - وہ رات سے دن کو ڈھانک دیتا ہے۔ عَشَىٰ يُعْشَىٰ (سمع)۔
 چھایا جانا۔ ڈھانک لینا۔

== جَنْثًا۔ دوڑتا ہوا۔ شتاب۔ جَلَد۔ حَتُّ سے جس کے معنی کسی کام پر ابھانے اور رغبت دلانے کے ہیں۔ فَعِيلٌ بمعنی فاعل یعنی حَاتٌّ اور رغبت کرتے ہوئے یا بمعنی مَفْعُولٌ یعنی مَخْتُوْتُ اچھے رغبت دلائی گئی ہو، صفت مستبہ کا میغذ ہے۔ جس کا استعمال سرح یعنی جلد اور شتاب کے معنی میں ہوتا ہے۔

== يَطْلُبُهُ جَنْثًا۔ اگر يطلبہ کا نامل نیل ہے تو یہ ایل کا ماں ہے یعنی وہ دن کو جلد پالنے کی کوشش میں ہے۔ اور اگر اس کا نامل الفجار ہے تو یہ انہار کا حال ہے یعنی دن رات کو جلد پالنے کی کوشش میں ہے۔ طلب یہ ہے کہ دونوں راتوں رات "ذکر مدعت" تک ایک اور دوسرے کے پیچھے پیسم رواں رواں ہیں۔

== مُسَخَّرَاتٍ اسم مفعول جمع مَوْتٌ مُسَخَّرَةٌ واحد تسخير مادہ باب تفعیل۔ تابع تسخیر میں۔ زیر فرمان۔

== تَبَادُلٌ۔ وہ بہت برکت والا ہے۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر ماضی اس فعل کی گردان نہیں آتی اور صرف ماضی کا ایک صیغہ مستعمل ہے اور وہ بھی صرف اللہ تعالیٰ کے لئے آتا ہے۔ ۵۵:۷ - اَدْعُوا۔ اس کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ تم پکارو دَعْوَةٌ سے۔ باب نصر۔ اَتَدْعَانِي عَابِرِي سَبْعَةِ كُهُوفٍ مَّكِينَةٍ۔

== خَفِيَّةٌ۔ پوشیدہ۔ چھپا ہوا۔ یہاں بمعنی چپکے چپکے۔ آہستہ آہستہ مُعْتَدِينَ۔ اسم فاعل جمع مذکر۔ اِعْتَدَاءٌ۔ (افتعال) مصدر۔ مدد سے آگے بڑھنے والے مدد سے تہاد کر کے والے۔

== ۵۶:۷ طَعْمًا۔ توقع۔ امید۔ رکھتے ہوئے۔

== ۵۷:۷ بُشْرًا۔ خوشخبری دینے والی بُشْرٌ برون فَعْلٌ بِشِيرَةٍ کی جمع ہے (بشیراں) بشارتیں کی بارش کی خوشخبری دیتی ہیں۔

== بَنُو مِدْيَانَ۔ بَنُو۔ درمیان۔ بیچ۔ جب اس کی انصافت آئیدی (ہاتھوں) کی طرف ہو تو اس کے معنی سامنے اور قریب کے ہوتے ہیں۔ بیسے ثُمَّ لَا تَكُنْ لَهُمْ مِنَ الْبَاقِينَ ائیدی ہم (۱۰:۷۱)۔ ہم میں ضرور آؤں گا ان پر سامنے سے۔ یا اس کے معنی قبل (پہلے) کے ہوتے ہیں۔ مثلاً آیت ۱۰۷:۱۰ بَنُو مِدْيَانَ كَانُوا يَكْفُرُونَ اس کی رحمت سے پہلے یہاں جنت سے مراد بارش ہے۔

== اَقَلَّتْ۔ قلت اور کثرت اصل وضع کے لحاظ سے صفاتِ مدد سے ہیں جس طرح

کہ عِظَمٌ اور صَعَرٌ صفاتِ اجسام سے ہیں۔ بعدہ کثرت و قلت اور عِظَمٌ و صَعَرٌ میں سے ہر ایک دوسرے کی جگہ بطور استعارہ استعمال ہونے لگا ہے۔ مثلاً۔ قَبْلَ الْبَلِّ الْإِقْلَامُ (۲۲: ۷۲) رات کو قیام کرو مگر تھوڑی رات۔ اس میں قلیل کا استعمال تعداد کے لئے نہیں بلکہ وقت کی کمی کو بیان کرنے کے لئے استعمال ہوا ہے۔

اب (افعال) سے اِخْلَلْتُ کے معنی قیل پانے یا ہلکا سمجھنے کے ہیں۔ کسی چیز کو ہلکا سمجھنا مُنْجِبٌ و تِلْہے مثلاً اِخْلَلْتُ مَا اَعْطَيْتَنِي میں نے تمہارے دیئے و حقیر سمجھا۔ اور بھی اس سے دوسرے اعتبار سے ہوتا ہے جیسے آیتہ مذکورہ میں ہے۔ اِذَا اَخْلَلْتُ سَخَابًا اِقْالًا جب وہ باران جاری پتھروں کو اٹھالاتی ہے۔

یہاں اَخْلَلْتُ کہہ کر اشارہ فرمایا ہے کہ وہ بادل جن کو اٹھالاتی ہے اگرچہ فی انفسہ ببارق ہوتے ہیں لیکن ہوا کی قوت کے اعتبار سے نہایت ہلکے ہیں۔ اَخْلَلْتُ بمعنی حملت بہ۔ سَقْنَهُ۔ سَاقٍ يَسُوقُ۔ سَوْقٌ (باب نصر) سے ماضی جمع مکمل کا ضمیر واحد مذکر غائب ماسے ہانک رہا ہے۔ (ماضی بمعنی مضارع)

= يَبْلَدِي مَيِّتٍ۔ ویران بستی۔ خشک و بے گیاه علاقہ۔

= فَاَنْزَلْنَاهُمْ۔ پھر ہم اس سے اتارتے ہیں۔

۴ ضمیر واحد مذکر غائب کے تعلق مختلف اقوال ہیں۔

۱۔ یہ بِلَدِ مَيِّتِ کی طرف بھی راجع ہو سکتا ہے اور معنی ہوں گے۔ ہم پانی و ویران بستی پر اتارتے ہیں۔

۲۔ یا یہ صحاب کے لئے ہے کہ ہم ان بادلوں سے پانی اتارتے ہیں۔

۳۔ یا یہ سوق کے لئے ہے کہ ہم ان کو ہانک کر لیجانا ویران بستی پر پانی برسانے کے لئے اتارتے ہیں۔

= اَخْرَجْنَاهُ۔ میں نے ضمیر واحد مذکر غائب المائد کے لئے ہے

= نَعَسَكُمْ مِّنْ كُودٍ۔ تاکہ تم نصیحت نہ کرو۔ یعنی یہ مثال تمہیں اس لئے دی ہے کہ اس سے

تم یہ نصیحت قبول کرو کہ اس طرح وہ تم کو مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کر دینا اور قیامت و قوت ہوگی

۵۸: ۷۔ حَبِطَ۔ وہ خبیث ہوا۔ وہ خراب ہوا۔ اَلَّذِي اسم موصول المبدل کے لئے ہے

یعنی وہ بستی جو خبیث اور خراب ہے۔

= مَكْدًا۔ اسم صفت منصوب۔ بے فائدہ۔ قلیل النفع۔ کمی۔ شرب سے

باراں کہ در لطافت طبعش کلام نیست

در باغ لاله روید و در شوره بوم و خس

= تَصَرُّفٌ، ہم مختلف طریقوں سے بیان کرنے ہیں۔ ہم پھیر پھیر کر بیان کرتے ہیں۔
تَصَرُّفٌ مصدر۔ مضارع جمع متکلم۔

۶۰:۴ = اَمَلًا۔ اسم جمع۔ موقوف باللام۔ سرداروں کی جماعت۔ بڑے لوگوں کی جماعت۔
مَلًا يَمَلًا۔ بمعنی بھر دینا۔ قوم کے سردار چونکہ قوم کے دلوں کو اپنی خوبیوں اور محاسن۔
بھرتے ہیں اس لئے انہیں مَلًا انہیں کہتے ہیں۔ وَلَا اِلٰهَ اِذْنِ زَمِيْنِ کی دستوں کو ممتلئ
بھر بھر دینا۔ (نیز ملاحظہ ہو: ۱۱: ۹۶)

۶۱:۴ = لَيْسَ بِيْ صَلَآةٍ۔ لَيْسَ۔ فعل ناقص۔ واحد مذکر غائب۔ بمعنی نہیں۔
صَلَاةٍ۔ گمراہی۔ لَيْسَ بِيْ صَلَاةٍ مجھ میں کوئی گمراہی نہیں ہے۔

۶۲:۴ = اَبْلَغَكُمْ۔ بَلَغَ يَبْلُغُ تَبْلُغُ (كَفَعِلٌ) سے مضارع واحد متکلم۔ میں تم کو پہنچاؤں
ہوں۔ کُمْ ضمیر مفعول جمع مذکر حاضر۔
= رِسَالَتٍ۔ رِسَالَةٌ کی جمع۔ پیغامات۔

۶۳:۴ = عَلٰی رَجُلٍ۔ عَلٰی لِسَانِ رَجُلٍ۔ (تم میں سے) ایک شخص کی زبان سے یا اس۔
ذریعہ سے۔

۶۴:۴ = عَمِيْنٌ۔ عَمِدٌ کی جمع۔ جہالتِ نصب۔ عَمٌّ عَمِيٌّ سے بروزن قَعِلٌ صف
مشبہ کا سیفہ ہے۔ یہ اصل میں عَمِيٌّ تھا۔ چونکہ ناقص یا ئی میں صفت مشبہ کا ی حذف
ہو جاتا ہے۔ اس لئے یا حذف ہو گئی۔ اور عَمِدٌ رو گیا۔ حالت رفع میں جمع عَمُوْنَ آئیگا
۶۵:۴ = اِلٰی عَادٍ سے پہلے.. اَرْسَلْنَا مُنْذَرًا۔ یہ عطف بھی ہو سکتا ہے نوح پر آج
(۵۹) عَادٍ سے مراد قوم عاد ہے۔ عاد حضرت نوح کی قوم میں ایک شخص گذرا ہے۔ اس کا
نسل اسی کے نام سے موسوم ہوئی۔

عاد بن عوص بن ارم بن شالمج بن ارفخشذ بن سام بن نوح علیہ السلام۔

۶۶:۴ = سَفَاهَةً۔ سَفَهَةٌ يَسْفَهُ (سَمِعَ) کا مصدر۔ بے عقلی۔ بے وقوفی۔ جہالت
= اَمِيْنٌ۔ امانت دار۔ معتبر۔ امن والا۔ اَمَانَةٌ اَوْ اَمْنٌ سے۔ اسم نائل کا سیفہ بھی
ہے۔ اور اسم مفعول کا بھی۔ کیونکہ قَعِلٌ کا وزن دونوں میں مشترک ہے۔

۶۹:۴ = بَصُطَةً۔ بَسْطَةٌ۔ کشادگی۔ وسعت۔ کشائش۔ بسیط۔ کشادہ۔ وسیع
= اِلَآءٍ۔ اِلَآءٍ کی جمع۔ احسانات۔ نعمتیں۔

۷۰:۴ = اَجِئْنَا۔ الف استغہامیہ۔ جِئْتُ ماضی واحد مذکر حاضر۔ نا ضمیر

ع مشکل۔ کیا تم (اس لئے) ہمارے پاس آئے ہو۔

= مَنَدَر۔ مضارع منصوبہ (یوم عمل لائم تعلیل لِنَعْبُدُ) جمع مشکل۔ وَذَر۔ مصدر (باب بیع) درخورا عتناء سمجھ کر چھوڑ دینا۔ ناقابلِ پرواہ سمجھ کر چھوڑ دینا۔ اس کا ماضی مستعمل نہیں۔
و مضارع اور امر مستعمل ہیں۔ مَنَدَر۔ ہم ناقابلِ پرواہ سمجھ کر چھوڑ دیں۔

= بِمَالِیَدُنَا۔ جس سے تم میں ڈراتے ہو۔ وَعَدَ یَعِدُ (ضَوْب) سے مضارع واحد مذکر حاضر صیغہ ہے۔ مَا صَیغہ جمع مشکل۔ تم میں دھمکاتے ہو۔ وَعَدَ یَعِدُ۔ وعدہ کرنے کے لئے بھی آتا ہے۔
لیکن یہاں وعید کے معنی مراد ہیں۔

۱۷ = دَقَّ۔ واجب ہو گیا۔ لازم ہو گیا۔ (باب فتم) وَقَعُ مصدر وَقَعَ النِّسَاءُ مِنْ تَحْتِ جَبْرِ کابا تھ سے گرنا۔ دَقَّ الْقَوْلُ عَلَیْهِمْ۔ قول کا ان پر واجب ہونا۔ وَقَعَ الْحَقُّ۔ حق کا بت ہونا۔ وَقَعَ الزَّمَرُ۔ کسی امر کا واقع ہونا۔ وقوع پذیر ہونا۔

= رَجَسَ۔ عقوبت۔ عذاب۔ اَذْجَسَ۔ جمع۔ ناپاک۔ پلید۔ گندہ۔
= اَتَجَادَلُوْا نَحْنُ۔ الف استفہامیہ۔ تَجَادَلُوْا۔ مضارع جمع مذکر حاضر۔ ن وقایہ ی نمیر
ع مشکل۔ مُجَادَلَةٌ (مُفَاعَلَةٌ) سے۔ کیا تم مجھ سے جھگڑا کرتے ہو۔

= مَا نَزَلَ اللهُ۔ میں مانافہ ہے (نہیں اتاری اللہ نے ان ناموں کے لئے کوئی سند)
۱۸ = ذَابَر۔ جُر۔ یخ۔ بنیاد۔ بچاڑی۔ بچھاڑ بُوْر سے جس کا معنی پشت پھرنے کے
۱۔ اسم فاعل کا صیغہ واحد مذکر۔

۱۹ = اِلَى تَمُوْدَ۔ اِلَى الْقَوْمِ تَمُوْدَ۔ ثمود بن ماد بن ارم سام بن نوح علیہ السلام۔
= تَكْمُ اَیَّةَ۔ اِی اَیَّةَ لَّکُمْ نَاقَةٌ کا حال ہے۔

= خَذَرُوْهَا۔ ف۔ پس۔ ذَرُوْا۔ امر صیغہ جمع مذکر حاضر۔ وَذَرُّوْا (ملاحظہ ہو: ۷۰)
= لَا تَمْسُوْهَا۔ اس کو مت چھوؤ۔ اِی لَا تَضْرِبُوْهَا۔ لَا تَعْقِرُوْهَا۔ اولاد نہ تلو دوھا۔ اس کو
ت گزند پہنچاؤ۔

= فَيَاخُذْ كُمْ عِنْدَ اَبِّ اَلْیَمِّ۔ جواب نہی۔ اور اسی لئے مضارع منصوب ہے۔
۲۰ = بَوَّأَ کُمْ۔ تم کو جگہ دی۔ قَبْوِیَّةٌ (تَفْعِیْلٌ) سے جس کے معنی ٹھکانا دینے اور
سب جگہ فروکش کرنے کے ہیں۔ ماضی واحد مذکر غائب۔ اَلْبَوَّاءُ کے اصل معنی کسی
کے اجزاء کا مساوی (سازگار موافق) ہونے کے ہیں۔ مَثَاثُ بَوَّاءُ اس جگہ کو کہتے ہیں
اس جگہ پر اترنے والے کے لئے سازگار اور موافق ہو۔ بَوَّأْتُ لَهُ مَكَانًا۔ میں نے اس کے لئے

بل گرے پڑے تھے۔

۸۰: ۴ = وَتُؤْتَاۤیْ دَارَ سَلٰمٍ لَّوْطًا

= اِنَّا تَوَوَّلْنَا الْفٰحِشَةَ۔ کیا تم ایسی بے حیائی کا کام کرتے ہو۔ ملاحظہ ہو: ۲۸: ۴

۸۱: ۴ = مُسْرِضُوْنَ۔ اسم فاعل۔ اِسْرَافٌ مصدر۔ حد اعتدال سے یا مقررہ سے آگے بڑھنے والے۔ بے جا و بیہودہ صرف کرنے والے۔ لواطت کرنے والے۔ غرض حد حلال سے حد حرام کی طرف بڑھنے والے۔

۸۳: ۴ = الْعٰبِرِیْنَ۔ الْعَابِرُ اسے کہتے ہیں جو ساتھیوں کے چلے جانے کے بعد پیچھے رہ جائے۔ اسی سے مُبَوَّضٌ ہے۔ مثنیٰ میں باقیماندہ دودھ۔ عُبَادٌ وہ گرجا جو قتلہ کے چلے جانے کے بعد پیچھے رہ جاتا ہے۔ مٹی اڑنے کے بعد فضا میں باقی رہ جائے۔ نَبَا۔ الْعَابِرِیْنَ پیچھے رہ جانے والے۔

۸۴: ۴ = اَمْطَرْنَا۔ ہم نے برسایا۔ اِمطَارٌ۔ برسانا۔ ۱ باب افعال، مطر (انفس) (آسمان کا) بارش برسانا۔ مَطَرٌ۔ بارش۔ ابو عبیدہ کا قول ہے کہ مَطَرٌ کا استعمال بلا رحمت میں ہوتا ہے اور اَمْطَرٌ کا نزول عذاب میں۔

۸۵: ۴ = اَخَاهُمْ۔ ان کا بھائی۔ اس سے قبل اَرْسَلْنَا مَحْذُوف ہے۔

= اَدْعُوا۔ تم پورا کرو۔ اِیْقَآءُ (افعال) سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاض۔ لعیف مفروق وَفَّ یَعْنِ اِیْقَآءٌ۔ پورا کرنا۔ اَذْفِیُّ یُؤْخِی اِیْقَآءُ (افعال) پورا کرنا۔ اَذْفِیُّ بِالْوَعْدِ۔ وعدہ پورا کیا۔ اَذْفِیُّ الْکَلِیْلِ۔ پیمانہ پورا ناپنا۔ اَدْعُوا الْکَلِیْلَ۔ پیمانہ پورا ناپنا۔ اَلْکَلِیْلُ۔ غلہ سے پیمانہ بھرنا۔ پیمانہ سے غلہ ناپنا۔

= اَلْغِیْزَاتِ۔ وَزْنٌ سے وزن کرنا۔ اِعْمِدُوْا اَلْغِیْزَاتِ۔ وزن کو پورا کرو۔ یعنی پورا پورا تولو۔ لَا تَنْخَسُوا۔ تم گھٹا کر نہ دو۔ بَخْسٌ سے جس کے معنی ظلم سے کسی چیز کے گھٹانے اور کم کرنے کے ہیں۔ فعل نہی جمع مذکر حاضر۔

۸۶: ۴ = لَا تَفْعُدُوْا۔ فعل نہی جمع مذکر حاضر۔ تم نہ بیٹھا کرو۔ تَفْعُدٌ سے معنی بیٹھنا۔ (باب نصر)

= تَوَعَّدُوْا۔ تم ڈراتے ہو۔

لَا تَفْعُدُوْا اِسْتَوْعِدُوْا۔ تمام راستوں پر مت بیٹھو کہ لوگوں کو (شعیبؑ اور حق پر ایمان لانے سے) ڈراؤ۔ یعنی شعیبؑ اور حق پر ایمان لانے کے تمام راستوں کو دھمکیوں اور

تہدید سے بند مت کرو۔ محل طریق سے مطلب کل طریق من الحق والدین (حق اور دین کی طرف جاتے والے تمام راستے)

== وَلَقَدْ وَدَّ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ مَنْ آمَنَ بِهِ - (ای دلا تقعدوا بكل صراط تصدون عن سبیل اللہ من امن به - ای دلا تمنعوا من یزید الایمان باللہ - اور جو اللہ پر ایمان لانا چاہتا ہے اس کو خدا کی راہ سے روکنے کے لئے تمام راستے بند مت کرو۔

== تَبْخَوْنَهَا - تم اس کو چاہتے ہو اپنی سب سے مفاسد جمع نہ کر حاضر ہا ضمیر واحد مونث غائب جو کہ سبیل اللہ کی طرف راجع ہے۔

== عَوَجًا - عوج - کجی - ٹیڑھا پن -

== لَا تَقْعُدُوا - عَوَجًا - یعنی راستہ پر ہوا بن کر مت بیٹھ جاؤ۔ کہ گونوں کو ڈرا دھمکا کر خدا کی راہ سے روکے رکھو۔ اور طریق حق میں مین میخ نکالتے رہو۔

يَارَ
وَقَالَ الْمَلَأُ

(٩)
الْأَعْرَافُ وَالْأَنْفَالُ

وَقَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا

== لَتَعُوذَنَّ - مضارع بلام تاکید و نون ثقیلہ - جمع مذکر ماضی - تم بچراؤ گے - تم مٹاؤ گے - تم پٹ آؤ گے - عَادَ يَعُوذُ مَعُوذًا (باب نصر) کسی شے سے پلٹنے کے بعد پلٹنا خواہ بذات خود ہو یا بذریعہ قول یا بذریعہ عزم و ارادہ) اس کی طرف پھرنے اور لوٹنے کو کہتے ہیں۔

== وَلَقَدْ عَلِمْنَا - ہمارا اندہیب - (وَأَوْ لَتَعُوذُنَّ فِي مِلَّتِنَا - یا تمہیں واپس ہمارے دین میں لوٹ آنا ہو گا - یہ خطاب کفار اور مشرکین کا حضرت شعیب علیہ السلام اور ان کے پیروں سے تھا۔ ان کے پیرو قبل ازیں مشرکین ہی کے مذہب سے تھے - لہذا مشرکین کے مذہب میں واپس لوٹ آنے کا خطاب ان پیروکاروں سے ہے جو بذاتہ حضرت شعیب سے نہیں ہے کیونکہ وہ تو کبھی بھی مشرکین کے دین پر نہ تھے)

== وَأَوْ لَتَعُوذُنَّ - ہمزا استفہام کے لئے ہے وَاوْ براے حال - تقدیر کلام یوں ہے: اَلتَّيْسُ وَنَنَا فِي مِلَّتِكُمْ فِي حَالِ كَوْنِهِمْ مَعَ كَوْنِنَا كَارِهِينَ - کیا تم ہمیں اپنے دین کی طرف لوٹاؤ گے حالانکہ ہمیں اس سے کراہت ہے - نفرت ہے۔

۸۹۱۷ == اِفْتَرَيْنَا - اِفْتَرَاءً - سے ماضی جمع حکم - ہم نے بہتان باندھا۔

== قَدْ اِفْتَرَيْنَا - منہا - تقدیر کلام یوں ہے ان عدنانی ملتکم بعد اذْ نَجَّيْنَا اللّٰهَ مِنْهَا قَدْ اِفْتَرَيْنَا عَلٰی اللّٰهِ كَذِبًا - باوجود اس کے کہ اللہ نے ہمیں اس (بتہائے دین) سے ہمیں نجات بخشی ہے اگر ہم تمہارے دین کی طرف لوٹتے ہیں تو ہماری طرف سے یہ اللہ تعالیٰ پر صریحاً جھوٹا بہتان ہو گا

== وَمَا يَكُونُ لَنَا - اور نہیں ہے (کوئی وجہ) ہمارے لئے۔

== فَيَفْهَمُ فِي هَآ صَمِيرٍ وَاحِدٍ مَوْثُ غَائِبٍ مِلَّتِ مُشْرِكِينَ کی طرف راجع ہے۔

== اِلَّا اَنْ يَشَاءَ اللّٰهُ رَبُّنَا - یعنی ماسوائے اس کے کہ مشیت ایزدی ہی یہی ہو اور یہ ہمارا مقدر ہو چکا ہو۔

= وَسِعَ رَجَبًا حُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا. تميز اس کا علم ہر شے کو محیط ہے۔

= اِفْتَحُ۔ امر۔ واحد مذکر ماضی۔ تو بصل کرے۔ اَلْفَتْحُ۔ قاضی۔ فیصلہ کرنے والا۔ اَلْفَتْحَاتُ حکومت۔ فَتْحٌ ہے۔ فَتْحٌ کے معنی فتح و نصرت بھی ہیں۔

۹۱: ۷ = الرَّجْفَةُ۔ الزلزالہ۔ زلزلہ۔ جھونچال۔ لرزش۔ کپکپاہٹ۔ جَنَمٌ مِّنْ نَّارٍ۔ اوندھے پڑے ہوئے۔ منہ کے بل گرے ہوئے۔

۹۲: ۷ = لَمْ يَخْتَوِ بِهَا۔ مضارع نفی محمد بنم۔ غنی مصدر۔ (باب سَمِعَ) انہوں نے قیام نہیں کیا دگیا وہ کبھی بستے ہی نہ تھے غَنِيَتْ بِالْمَكَانِ۔ میں مکان میں ٹھہرا۔ قیام کیا۔ غنى القوم فی دارهم۔ لوگوں نے اپنے گھروں میں مدت تک قیام کیا۔ مَعْنَى قیام گاہ۔

۹۳: ۷ = اُنْشَى۔ میں اُنکس کروں۔ میں ٹکلیں پُوں۔ میں غم کھاؤں۔ اُنْشَى سے (باب سَمِعَ) مضارع کا صیغہ واحد معلوم۔ اُنْشَى اصل میں اُنْشَى تھا۔ دوسری ہمزہ الف میں بدل گئی۔ اُنْشَى ہو گیا۔ = كَيْفَ اُنْشَى۔ میں کیسے غم کھاؤں۔ میں کیوں غم کھاؤں۔

یعنی اس قدر نصیحت و وعظ کے بعد ان کے سلسلہ انکار اور ہٹ دھرمی کی جو ان کو یہ سزا ملی ہے وہ کسی رنج و ہمدردی کے مستحق نہیں ہیں)

۹۴: ۷ = اَلْبَاسَاءُ۔ اسم مونث ہے بُؤْسٌ سے مشتق ہے۔ بَاسٌ بُؤْسٌ اور بَاسَاءٌ تینوں میں سختی اور ناگواری کے معنی پائے جاتے ہیں۔ مگر بُؤْسٌ کا لفظ زیادہ تر فقر و فاقہ اور لڑائی کی سختی پر بولا جاتا ہے۔ اور اَلْبَاسُ وَاَلْبَاسَاءُ جسمانی زخم۔ بدنی تکلیف جسمانی امراض اور نقصان کے لئے آتے ہیں۔

= اَلصَّرَّاءُ = ضرر سے وہ تکلیف مراد ہے جو فقر و حاجت سے ہوتی ہے۔ تکلیف سختی تنگی۔ اَلْبَاسَاءُ وَاَلصَّرَّاءُ۔ دونوں اسم مونث ہیں ان کا مذکر نہیں آتا۔ = يَصْطَرَعُونَ۔ مضارع جمع مذکر غائب۔ يَصْطَرَعُ (يَفْعَلُ) مصدر۔ اصل میں يَصْطَرَعُونَ تھا۔ ت کو ض میں مدغم کر دیا گیا۔ (تاکر وہ زاری کریں۔ عاجزی کریں)

۹۵: ۷ = السَّيِّئَةُ اصل میں سَوَاءٌ تھا وَاَوْ كَوَىٰ سے بدل کر ی کو ی میں مدغم کر دیا گیا ہے بمعنی برائی۔ خطا کاری۔ گناہ۔ فعل ربہ۔ ہر وہ شی جو فی نفسہ یا نتیجہ ناگواری اور تکلیف کا باعث بنے۔ زہروں حالی۔ یا مصیبت یا سختی۔

= الْحَسَنَةُ السَّيِّئَةُ کی ضد ہے ہر وہ شی جو فی نفسہ یا نتیجہ آسائش۔ فرحت و اطمینان کا باعث بنے۔ نیکی۔ نیکو کاری۔ خوشحالی۔ سلامتی۔

== عَمَّوْا - عَمَّوْا (نَصَرَ) وہ بڑھ گئے۔ وہ زیادہ ہو گئے۔ عَمَّوْ سے جس کے معنی زیادہ ہونے کے ہیں۔ عَمَّوْا۔ اے کفر وافی الفہم و اموالہم۔ مال و جان میں کثرت ہونا۔
 == السَّرَّاءِ - نعمت۔ فراخی۔ خوشی۔ اصل میں حالت شادمانی کا نام ستر ہے۔
 == بَفْتَةٍ - اپانک۔ ایک دم۔ یکایک۔ دفعۃً۔

== آیات ۹۴-۹۵ میں بعض کے نزدیک یٰنِی کے بعد فَكَلَّ بُؤْءُ محذوف ہے۔ یعنی ہم نے جب کبھی کسی بستی میں نبی بھیجا۔ تو انہوں نے اسے جھٹلایا۔ تو ہم نے ان کو محتاجی اور بیماری میں پکڑ لیا۔

لیکن بعض کے نزدیک یَضْرَعُونَ کے بعد انمار ہے۔ یعنی ولكن لم يَضْرَعُوا محذوف ہے کہ ہم نے ان پر محتاجی اور بیماری عائد کر دی کہ وہ سرکشی سے باز آئیں۔ لیکن انہوں نے ایسا نہ کیا۔ تو ہم نے ان کو دوسرا موقع دیا اور ان کی تنگی اور بیماری کو فراخی اور مال و جان کی کثرت میں بدل دیا۔ کہ شاید اب اللہ کی طرف جھکیں گے اور ہمارے رسولوں کا اتباع کریں گے۔ لیکن وہ اپنی ہٹ دھرمی سے باز نہ آئے تو اپانک ستر کے طور پر ہم نے ان کو اپنی گرفت میں تکرر دیا
 ۹۷:۷ = آمِنَ - وہ بے خوف ہو گیا۔ وہ نڈر ہو گیا۔ آمِنٌ سے (باب سمع) ماضی واحد مذکر غائب۔ آمِنٌ بمعنی امن۔ بے خوفی۔ دلجمعی۔

== مَائِسًا - ہمارا عذاب۔

== بَيَاتًا - رات کے وقت۔ راتوں رات۔

۹۸:۷ = ضَعَى - چاشت کے وقت۔ دوپہر کے وقت۔

۹۹:۷ = مَكْرًا - چال۔ الْمَكْرُ کے معنی کسی شخص کو حیلہ کے ساتھ اس کے مقصد سے پھیر دینے کے ہیں۔ اگر اس سے کوئی اچھا فعل مقصود ہو تو محمود ہوتا ہے اور اگر اس سے کوئی بُرا فعل مقصود ہو تو مذموم ہوتا ہے۔

اور جب اس کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف ہو تو یہ محمود ہے۔ جیسے وَاللّٰهُ خَيْرٌ الْمَكْرِيْنَ ۵ (۵۴:۳) اور فَا لَا يَجْنِي الْمَكْرُ السَّوِيَّ إِلَّا بِأَحْلَمِ (۱۴۲:۳۵) اور بری چال کا وبال اس کے چلنے والے ہی پر ہوتا ہے

۱۰۰:۷ = لَمْ يَهْدِ - مضارع مجزوم بوجہ عمل لَمْ۔ هِدَايَةٌ مصدر۔ باب ضرب۔ اصل میں يَهْدِي تھا۔ لَمْ کی وجہ سے مضارع معنی ماضی ہوا۔ کیا ہدایت نہیں کی۔ کیا موجب ہدایت نہیں ہوا۔

جب لازم کو حرف سد یا حرف جر کے مترعدی بنایا جائے تو معنی بھی بدل جاتے ہیں مثلاً ذَهَبَ گیا ذَهَبَ بِہ لے گیا۔ موجودہ صورت میں ہَدٰی یَهْدِیٰ پر اللام حرف وصل لایا گیا ہے یَهْدِیٰ لِی ۙ واضح کرنا۔

== اَوَّلَهُ يَهْدِي بِلَدَيْنِ بِذٰلِكَ يَهْدِيہ۔ کیا ان لوگوں کو جو سابق اہل زمین کے بعد زمین کے وارث ہوئے ہیں اس امر واقعی نے واضح نہیں کر دیا کہ اگر ہم چاہیں تو ان کے قصوروں پر انہیں پکڑ سکتے ہیں۔

== وَ نَطِيعٌ لَا يَسْمَعُونَ، اگر یہ جملہ پہلے پر عطف ہے تو مطلب یہ ہوگا:-

”اور ہم ان کے دلوں پر مہر لگا سکتے ہیں کہ وہ کچھ سنیں ہی نہیں۔“

اور اگر یہ نیا جملہ ہے تو اس کا معنی ہوگا۔ (اگر یہ حقائق سے سبق نہ سیکھیں گے تو ہم ان کے دلوں پر مہر لگا دیں گے کہ وہ کچھ سُن ہی نہ سکیں۔) انسان دھیان دے کر نصیحت بھی سنتا ہے اگر اس کا دل اثر قبول کرنے کی خواہش رکھتا ہو۔ اگر دل پر مہر لگی ہوئی ہے تو پھر سنتا کون ہے؟

۱۰:۷ == اٰنْبِئِہُمْ اَنْبِئَاؤَہٗ نَبَاٌ لِّیْ جَمِیعَہ۔ خبریں۔ نَبَاٌ اس خبر کو کہتے ہیں جس کا بڑا فائدہ اور یقین یا فتنہ غالب حاصل ہو۔ جس خبر میں یہ باتیں نہ ہوں اس کو نَبَا نہیں کہتے۔ کوئی خبر اس وقت تک نَبَا کہلانے کی مستحق نہیں ہوتی جب تک کہ شائبہ کذب سے پاک نہ ہو۔ بیسے وہ خبر جو بعرقِ تواتر ثابت ہو۔ یا جس کو امتداد اللہ کے رسول نے بیان فرمایا ہو۔

== ہَا۔ ضمیر واحد مؤنث غائب القُرْیٰ کی طرف راجع ہے۔ بستیوں سے یہاں مراد حضرت نوح۔ لوط۔ ہود۔ شعیب علیہم السلام کی قوموں کی بستیاں ہیں۔

== فَمَا كَانُوا لِيُؤْمِنُوا۔ لام تاکید کے لیے۔ اور ہرگز نہ ہوا یہ کہ وہ ایمان لاتے۔ یعنی وہ ہرگز ایمان نہ لاتے۔ اس پر جس کو وہ پہلے جھٹلا چکے تھے نیز ملاحظہ ہو ۸۹:۷۔

۱۰:۸ == فَمَا وَجَدْنَا..... مِنْ عٰہِدٍ۔ اور ہم نے ان میں سے اکثر کو مہد کا پابند نہ پایا۔ مَا نَافِعُہٗہُ۔ اِنْ۔ مخفف ہے اِنْ سے۔ اِنَّا وَجَدْنَا ضرور پایا ہم نے۔

== فَاصْبِرْ۔ حکم عدولی کرنے والے۔ نافرمانی کرنے والے۔ حدودِ شریعت سے نکل جانے والے

۱۰:۹ == فَظَلَمُوْا اِیْہَا۔ ظلم کرو انہا۔ انہوں نے ان آیات سے انکار کر دیا۔ ظلم کہتے ہیں کسی شے کو اس کی مخصوص جگہ سے ہٹا کر نقصان کے ساتھ یا زیادتی کے ساتھ یا وقت بدل کر یا جگہ بدل کر بے جگہ رکھ دینے کو۔ یہاں ظلم اس لئے استعمال ہوا کہ بجائے ان آیات پر ایمان لانے کے انہوں نے انکار کر دیا۔

۱۰۵:۷ = حَقِيقٌ - سرِدار لائق - ثابت - قائم - حَقٌّ سے بروزنِ قِیَلِ صفتِ مشبہہ کا صیغہ حَقٌّ کے اصل معنی مطابقت اور موافقت کے ہیں جیسے کہ دروازے کی چولہے گڑھے میں - اس طرح میں نٹ آجاتی ہے کہ وہ استقامت کے ساتھ اس میں گھومتی رہتی ہے -
لفظ حَقٌّ کئی طرح پر استعمال ہوتا ہے -

- ۱۔ وہ ذاتِ ہوشمکت کے تقاضوں کے مطابق اشیاء کو ایجاد کرے۔ اس معنی میں باری تعالیٰ پر حق کا لفظ بولا جاتا ہے - مَثَلًا ثُمَّ رُدُّدَا إِلَى اللَّهِ مَوْلَاهُمَا الْحَقُّ (۶۲:۶) پھر اقیامت کے دن تمام لوگ اپنے مالک پر حق اللہ تعالیٰ کے پاس بلائے جائیں گے
- ۲۔ ہر وہ چیز جو متضاد صفت کے مطابق پیدا کی گئی ہو - اس اعتبار سے کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ہر فعل حق ہے - مَثَلًا مَا خَلَقَ اللَّهُ ذُلَّتَ إِلَّا بِالْحَقِّ - (۵:۱۰) اس نے سورج - چاند کو منور بنایا - ان کی منزلیں مقرر کیں - یہ سب کچھ اس نے حکمت کے تقاضوں کے عین مطابق پیدا کیا
- ۳۔ کسی چیز کے بارے میں اس طرح کا اعتقاد رکھنا جیسا کہ وہ نفسِ واقع میں ہے چنانچہ ہم کہتے ہیں کہ بعثت - ثواب - مقاب - اور جنت و دوزخ کے متعلق فلاں کا اعتقاد حق ہے -
- ۴۔ وہ قول یا عمل جو اسی طرح واقع ہو جس طرح پر اس کا ہونا ضروری ہے اور اس مقدار اور اسی وقت میں ہو جس مقدار میں جس وقت میں اس کا ہونا واجب ہے - چنانچہ قرآن میں آیا ہے :- وَكَذَلِكَ حَقَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ (۳۲:۱۰) اسی طرح خدا کا ارشاد ثابت ہو کر رہا - یا حَقُّ الْقَوْلِ مِنِّي لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ - (۱۲:۳۲) میری طرف سے یہ بات طے پا چکی ہے کہ میں دوزخ کو مہر دوں گا.....

حَقِيقٌ عَلَىٰ اَنْ - حق یہی ہے کہ - (میرے لئے) واجب یہی ہے کہ - (میرے لئے) سرِدار یہی ہے -

۱۰۷:۷ = اَلْقَى - اَلْقَى يُلْقِي اِلْقَاءً (اضاعال) ماضی واحد مذکر غائب اس نے زمین پر پھینکا
= خَاذَا - اذا یہاں دفعۃً - ناگہاں - فوراً - کے معنوں میں آیا ہے - ولبے اس کا معنی حبیب اس وقت - بھی ہے -

= لَقْبَانٌ - بہت بڑا سانپ - اڑدھا - اسم ہے - مذکر مؤنث دونوں کے لئے آتا ہے
= مُبِينٌ - صاف - ظاہراً - کھلا - سچ - سچ کا -

۱۰۸:۷ = نَزَعَ - ماضی واحد مذکر غائب (باب فتح) نَزَعَ سے باہر نکالا -
= بَيَضَاءٌ - سفید - صفت مشبہہ کا صیغہ واحد مؤنث بَيَاضٌ سے - اس کی جمع بَيَاضٌ ہے

اور مذکر اَبْنَحْصُ

۷: ۱۱۱۔ اَرْجِدْ۔ اَرْجِبُ تو اس کو ڈھیل دے۔ تو اسے مہلت دے اَرْجَاءُ دِافِعَالٌ سے جس کے معنی ڈھیل دینے یا مہلت دینے کے ہیں یا ملتوی کرنے کے۔ رجاء مادہ۔ اَرْجِ امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ ضمیر واحد مذکر غائب

آیات ۱۰۹-۱۱۰-۱۱۱ میں مختلف اقوال ہیں

(۱) اِنَّ هٰذَا سَے لے کر فَمَاذَا نَأْمُرُوْنَ تک سردارانِ قوم فرعون کا کلام ہے اور خطاب جملہ حاضرینِ دربار سے ہے۔

(۲) یہ کلام سردارانِ قوم فرعون کا ہے لیکن خطاب فرعون سے ہے۔ اور جمع کا صیغہ برائے تعظیم لایا گیا (۳) اِنَّ هٰذَا سَے لے کر مِّنْ اَرْضِكُمْ تک سردارانِ قوم کا خطاب فرعون سے ہے اور فَمَاذَا نَأْمُرُوْنَ فرعون کا خطاب سردارانِ قوم سے ہے کہ تم کیا مشورہ دیتے ہو۔

اسی طرح آیت ۱۱۱ میں قَالُوا کے تعلق مختلف صورتیں ہیں۔

(۱) اگر خطاب جملہ حاضرینِ دربار سے ہے تو جمع مذکر غائب کی ضمیر ان حاضرین کی طرف راجع ہے (ب) اگر خطاب سردارانِ کافر فرعون سے ہے (ممبر ۲ مذکورہ بالا) تو قَالُوا سے مراد انہی سرداروں سے ہے۔ جنہوں نے خطاب کے بعد فرعون کو از خود تجویز پیش کی۔ (ج) مذکورہ ممبر ۲ کی صورت میں ضمیر فاعل سرداروں کی طرف راجع ہے۔

مندرجہ بالا صورتوں میں ممبر ۲- اور (ج) سے عبارت زیادہ واضح ہو جاتی ہے

عسلاوہ ازیں ایک اور امر حل طلب ہے وہ یہ ہے کہ آیات نمبر ۱۰۹-۱۱۰-۱۱۱ میں اِنَّ هٰذَا سَے لے کر مِّنْ اَرْضِكُمْ تک کلام سردارانِ قوم فرعون کی طرف منسوب ہے لیکن سورۃ الشعراء (۲۶: ۳۴-۳۵) میں یہ خطاب فرعون کی طرف سے سرداران کو ہے۔ عبارت یوں ہے قَالَ لِلْمَلِكِ حَوْلَهُ اِنَّ هٰذَا السَّاحِرُ عَلِيمٌ ﴿۳۵﴾ يُرِيدُ اَنْ يُخْرِجَكَ مِنِّ اَرْضِكَ لِيَسْخِطَ فَمَاذَا نَأْمُرُوْنَ (۳۵) لیکن حقیقت میں ہر دو میں کوئی اختلاف یا تضاد نہیں ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزات دیکھ کر جب ناظرین (فرعون اور اس کے سرداران و دیگر حاضرین) بھو بھوکے رہ گئے تو باہمی چہ میگوئیوں میں یہ خدشہ ہر ایک کے دل میں تھا جو وہ اپنی اپنی زبانوں سے ادا کرنے لگے کہ یہ تو جڑا ماہر جادوگر معلوم دیتا ہے جس کا ارادہ اپنے جادو کے زور سے قبطیوں کو ان کے ملک سے باہر نکالنے اور حکومت پر خود قبضہ کرنے کا ہے۔

== اَلْمَدَائِشِ - مَدَائِشُ کی جمع - مدینہ کی جمع مَدَنٌ بھی ہے۔ معروف بہ آل

== حَبِطَ يَنْجَ۔ ہر کا سے اکٹھے کرنے والے۔ جمع کرنے والے۔ اہم فاعل جمع مذکر۔ کاشِیْرُ واحد
 ۱۱۲: ۷ = يٰۤاَتُوْكَ بِكُلِّ سَاجِدٍ عَلَیْمٍ۔ کہ وہ لے آئیں تہا سے پاس تمام سرگردہ ماہر جادو گروں کو
 ۱۱۳: ۷ = السَّحْرُ۔ جادوگر۔ اس کی واحد سَاحِرٌ ہے۔
 ۱۱۵: ۷ = اِمَّا۔ یہ کئی معنی دیتا ہے۔

(۱) حرف تفصیل ہوتا ہے جیسے اِمَّا هَدٰیْنٰهُ السَّبِيْلَ اِمَّا شَاكِرًا وَاِمَّا كَفُوْرًا۔ (۳: ۷۶)
 ہم نے انسان کو راستہ دکھلا دیا۔ اب وہ شکر گزار بندہ بنے یا ناشکرا
 (۲) شک و ابہام کے موقع پر بھی آتا ہے جیسے بِنَاءٍ اِمَّا زَبِيْذٌ وَاِمَّا عَمُرٌ۔ یا تو زید آیا ہے یا عمرو
 گویا یہ معلوم نہیں کہ ان دونوں میں سے کون آیا ہے۔
 (۳) اباحت اور تنصیر کے معنی بھی دیتا ہے۔ جیسے آیۃ نذار نیز ملاحظہ ہو (۳۵: ۷)

۱۱۶: ۷ = وَاَسْتَرْهَبُوْهُنَّ۔ انہوں نے ان کو ڈرایا۔ دہشت زدہ کر دیا۔ اِسْتَرْهَبَ اِسْتَرْهَابًا
 سے ماضی جمع مذکر غائب۔ هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب الناس کے لئے ہے
 الرَّهْبُ۔ الرَّهْبَةُ۔ ایسے خوف کو کہتے ہیں جس میں احتیاط اور اضطراب بھی ہو جیسے لَا اَسْتُرُّ اَسْتُرًا
 رَهْبَةً (۱۳: ۵۹) تمہاری ہیبت تو ان کے دلوں میں اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر ہے۔
 ۱۱۷: ۷ = تَأْتَفُّ۔ وہ نکل جاتی ہے۔ وہ نکل جائے گی۔ یہاں۔ مضارع یعنی ماضی وہ نکل گئی (باب
 سَتَعَ) تَفَعُّ سے جس کے معنی بھرتی سے لے لینے اور جھٹ آتا لینے کے ہیں خواہ مزید نکلنے کی صورت
 میں ہو یا ہاتھ سے لے لینے کی شکل میں۔

== يٰۤاَتُوْكَ بِكُلِّ سَاجِدٍ عَلَیْمٍ سے (باب ضرب) جس کو وہ پلٹ رہے تھے۔
 جس کو وہ جھوٹے طور پر بنا رہے تھے۔ اِذْ جَبُوْا۔

۱۱۹: ۷ = هُنَالِكَ۔ اہم ظرف زمان و مکان۔ وہاں۔ اس جگہ۔ اس وقت۔
 = ضَعِیْرٌ۔ ذیل۔ بے عزت۔

۱۲۰: ۷ = اَلْفِیْ۔ وہ ڈال گیا۔ وہ پھینک دیا گیا۔ اِنْفَاقٌ سے ماضی مچول کا میثو واحد مذکر غائب ہے
 جو اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ حقیقت کو دیکھ کر وہ اس طرح بے اختیار سجدہ میں گر گئے گویا کسی بیرونی
 طاقت نے ان کو سجدہ میں گرا دیا ہے۔

امام رازیؒ نے لکھا ہے کہ وہ اس طرح فوراً سجدہ میں گرے کہ معلوم ہوتا تھا کہ کسی بیرونی طاقت نے
 پکڑ کر ان کو سجدہ میں گرا دیا ہے۔

سورۃ ہود میں ہے وَجَاوَزْهُمُ مِّنْهُ یُفْرَعُوْنَ اِلَیْهِ۔ (۱۱: ۷۰) اور اس کی قوم کے

لوگ دوڑتے دسے اس کے پاس آنے (یعنی وہ یوں دوڑ کر آئے تھے کہ معلوم ہوتا تھا کہ ان کو پیچھے سے کوئی ہانک کر جھکا کر لارہا ہے۔ یعنی ان کی شدت مذہبات اور سرعۂ کار سے یوں نظر آ رہا تھا کہ ان کو اس فعل پر مجبور کیا جا رہا ہے۔ اس اظہار کے لئے فعل مجہول مایا گیا ہے۔

۱۲۳:۷ — مَكْرُوٌّ جَالٌ — نیز ملاحظہ ہو ۹۹:۷۔

۱۲۳:۸ — لَذَقْتَنِي — مضارع جلم تاکید و نون ثقیلہ واحد متکلم۔

میں ضرور ضرور کاٹوں گا۔ اَلْأَفْعِلُ (تَفْعِيلٌ) ہے جس کے معنی ٹکڑے ٹکڑے کرنے کے ہیں قطع کا لفظ ہر قسم کی چیز کے جدا کرنے کے لئے آتا ہے خواہ مادی ہو یا غیر مادی۔
= ۱۰ من خلافت مختلف طرفوں سے۔ یعنی ایک طرف کا ہاتھ دوسری طرف کا پاؤں۔
= لَذَلَّيْتَكُمْ — مضارع جلم تاکید و نون ثقیلہ میں تم کو ضرور سولی چڑھاؤں گا (تَفْعِيلٌ) ہے۔
جس کے معنی سولی چڑھانا کے ہیں۔ صَلَبْتُ. سُولِي۔

۱۲۶:۹ — تَنَقَّضَ — تو بے کرتا ہے۔ تو انکار کرتا ہے۔ تو عیب دیتا ہے۔ تو ناپسند کرتا ہے (باب ضوَبٌ سَمِعَ) اَنْقَضَ سے جس کے معنی غصہ ہونے۔ ناپسند کرنے اور انکار کرنے کے ہیں خواہ اس کا اظہار زبان سے ہو یا سزا سے کرے۔ مضارع واحد مذکر حاضر۔ مآ استفہامیہ ہے۔
— اَنْزَعَ عَلَيْنَا — تو ہم پر بہا ہے۔ تو اٹھلے۔ دہانہ کھولے۔

اِنْزَاعُ (اِفْعَالٌ) جس کے معنی بہانا یا دہانہ کھولنے کے ہیں۔ امر کامیوز واحد مذکر حاضر۔ یہاں ایک مادی چیز کے طور پر مبر کے بہانے اور دہانہ کھولنے کا سوال کیا جا رہا ہے۔ یعنی صبران پر اس طرح بہایا جا کہ وہ سب سے چھایا جائے گویا صبر منزل طوف کے ہوا در ملنگے دلے بنزلہ مطروف فیہ کے۔

۱۲۷:۷ — تَنَزَّرَ — تو جھوڑتا ہے۔ تو جھوڑے گا۔ وَذَرَّ — اس فعل کی ماضی مستعمل نہیں ہے۔
= يَذَرُكَ — وہ تجھے جھوڑ دیتا ہے اس میں فاعل حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں اور مفعول فرعون کے لئے ہے۔

= قَاھِرُونَ — غالب مسلط۔

۱۲۹:۷ — اُذْذِنَا — ہم کو سستا گیا۔ ہم کو سزا دی گئی۔ اِذْنًا (اِفْعَالٌ) ماضی مجہول جمع متکلم اذی ماضی معروف۔ اُذْذِنَا — ماضی مجہول اذی۔ مادہ

فَيَنْظُرُ — مضارع واحد مذکر غائب (باب نَصَرَ) کہ وہ دیکھے۔

۱۳۰:۷ — مَسْنُونٌ — قحط۔ سال۔ برس۔ سَنَةٌ کی جمع۔ قحط سالی۔

= نَقِصٌ — مصدر کم کرنا۔ اَمَّ كَمِي — (باب نَصَرَ)

۳۱:۷ = لَنَا هَذِهِ - یہ ہمارا حق تھا۔ اس کے ہم مستحق تھے۔

= تَصْنَعُهُ - ان کو پہنچنے۔ اَصَابَ يَصِيبُ اِصَابَةً (افعال) کسی کو تکلیف کا آئینہ تکلیف پہنچنا۔ مضارع واحد مؤنث غائب۔

= يَطْيَرُونَ ۱۔ مضارع جمع مذکر غائب۔ طَطِيرٌ (فَعْلٌ) سے اصل میں يَتَطَيَّرُونَ تھا۔ اَنْ کی دہر سے نون انزال ہو گیا۔ يَتَطَيَّرُونَ ہو گیا۔ ت کو ط میں مدغم کر کے ط کو مشدّد کر دیا يَطْيَرُونَ ہو گیا۔ معنی وہ بُرائیوں کو بے حسّہ تھے۔ وہ بدشگون کر رہے تھے۔ يَتَطَيَّرُونَ بِمَوَسَّى وَمِنْ مَعْدٍ - حضرت موسیٰ اور ان کے ساتھیوں کو بدشگون ٹھہراتے۔

= طَطَّرُوهُ - ان کا شگون بُد۔ ان کی نالی بُد۔ ان کی بُری قسمت۔ ان کی غُصّت۔ ان کی نامبارکی اصل میں۔ طائر کے معنی اڑنے والا ہے۔ طَائِرٌ يَطْيَرُ طَائِرٌ کا استعمال اسی معنی میں ہوتا ہے لیکن عرب جاہلیت کا معمول تھا کہ جب وہ کسی اہم کام کا ارادہ کرتے تو پرندوں کو لٹکاتے اور ان سے فال لیتے۔ اگر پرندے دائیں سے بائیں نکل جاتے تو اسے بُرا سمجھتے اور منہ سوس تصور کرتے اور پھر اس کام کو نہ کرتے۔ چنانچہ اس طرح اس کا استعمال پرندوں سے بُرائیوں کو بے حسّہ میں ہونے لگا۔ پھر ہر اس شے کے لئے کہ جس سے بدفالی لی جائے۔ یا اسے منہ سوس سمجھا جائے اس کا استعمال ہونے لگا۔

الغرض چونکہ عرب پرندے کو شوم اور غُصّت کی دلیل سمجھتے تھے اس لئے مدبول کو دلیل کا نام دے کر خود طائر اور طیر کو شوم سے موسوم کر دیا۔ طائر کا استعمال حصّہ اور نصیب میں بھی کرتے ہیں

= عِنْدَ اللَّهِ - مِّنْ جَانِبِ اللَّهِ - اللہ کی طرف سے ہے۔ امکانات محل کے قانون کے مطابق ان کے نصیب میں کر دیتا ہے۔

۱۳۲:۷ = مَهْمَا - جو کوئی بھی جو کچھ بھی۔ جب کبھی۔ مَهْمَا فَعَلَّ اَفْعَلٌ - جو کچھ تم کرو گے میں بھی کروں گا۔

مَهْمَا تَاتِيَا مِنْ آيَةٍ - تو کوئی بھی نشانی لائے گا۔ تو جب کبھی بھی کوئی نشانی لائے گا۔

زمخشریؒ نے اس آیت کی تشریح میں لکھا ہے کہ یہ کی منیر لفظ کی رعایت سے اور چھا لی مؤنث منیر معنی کے لحاظ سے لائی گئی ہے۔ ہر دو میں منیر آیت کی طرف راجع ہے۔

۱۳۳:۷ = الْجَوَادُ - اسم جنس۔ مڑی۔ ملح۔ جزاءةٌ واحد۔ اَلْقَتَلَ - اسم جنس۔ نلکو کھا جانوالا۔ چڑی کی جنس۔ جویں۔ اَلضَّفَادِعُ - میتھک۔ تیج۔ اس کی واحد ضِفْدَعٌ ہے۔

== فَصَلَتْ - اسم مفعول جمع منوث - تَفْصِيلٌ مصدر - جُذُجًا - کھل ہوئی - واضح

ۛ ۱۳۴: ۛ = التَّزَجُّرُ - عقوبت - بلا - عذاب - کپکپا دینے والا - اور لرزائیے والا عذاب

== أذَعُ - توما ناک - تودعا کر تو لا - دباب نَصْرٌ دَعْوَةٌ سے - امر - واحد مذکر حاضر -

== بِمَاعِدٍ عِنْدَكَ - اس عہد کے واسطے جو اس نے تمہارے ساتھ کیا ہے -

== كَشَفَتْ عَنَّا - تو نے ہم پر سے ہٹا دیا -

ۛ ۱۳۵: ۛ = إِلَىٰ أَجَلٍ - ایک مقررہ مدت کے لئے - ایک مقررہ مدت تک -

== هُمْ مَا يَخُوفُ - جس کو انہوں نے مکمل کرنا ہی تھا - اس مدت تک انہوں نے پہنچنا ہی تھا -

یعنی جب ان کو لامحالہ عذاب عظیم آنا ہی تھا -

یہ عذاب عظیم ان کا دریا کے قلزم میں غرق ہونا تھا - ان کو جو مہلت دی گئی حضرت موسیٰ علیہ السلام

کی دُعا کے نتیجہ میں وہ ایک مقررہ وقت تک تھی اور وہ وقت مقررہ ان کی غرقابی کا وقت تھا - اس وقت

تک ان کا زندہ رہنا بہر کیف ان کا مقصد تھا - اور اس درمیانی عرصہ کے لئے ان کو پہلے عذاب سے

الین جراد - قتل - سفادع - دم سے نجات دی گئی - اس وقت مقررہ کو وہ پہنچنے والے تھے کہ انہوں نے

پیہرِ توبہ کا عہد جو انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ کیا تھا توڑ دیا - اور وہ اس طرح اپنی

کرتوت پر غرقابی کے عذاب کے مستحق ہو گئے اور کیفرِ کردار کو پہنچ گئے -

== إِذَا يَكْنُوتُ - نیز ملاحظہ ہو ۛ ۱۰۴: ۛ

== نِيَكُتُونَ - مضارع جمع مذکر غائب - كُنْتُ مصدر - باب نصر - وہ توڑنے لگتے ہیں -

وہ توڑ دیتے ہیں -

ۛ ۱۳۶: ۛ = فَأَنْقَمْنَا - ماضی جمع متکلم - پس ہم نے انتقام لیا - بدلہ لیا -

== أَلَيْمٌ - اسم جنس - دریا - يَسَمُّ - مصدر - دریا میں ڈالنا - دریا کا ساحل پر چڑھانا -

ۛ ۱۳۷: ۛ = صَاثًا يُسْتَضْعَفُونَ - جو کمزور سمجھے جاتے تھے - جسے حقیقہ ذلیل سمجھا جاتا تھا - یعنی

بنی اسرائیل - ماضی استمراری مجہول -

== مَشَارِقَ الْأَرْضِ وَمَغَارِبَهَا - زمین کے شرق و غرب کا - ارض سے مراد یہاں مصر و شام کے

دونوں ملک ہیں - وَالْأَرْضِ هِيَ أَرْضُ الشَّامِ وَالْمِصْرَ (مصرطبی)

== كَلِمَةُ الْحَسَنِ - وعدہ خیر - وہی وعدہ ہم بالنصر علیٰ عدوہم والتمکین فی الدِّیْنِ

من بعدہم - ان کے دشمنوں پر فتح و نصرت - اور ان کے بعد ملک میں اقتدار کا وعدہ -

== ذَمُّوْنَا - ہم نے ہلاک کر دیا - ہم نے غراب کر دیا - ہم نے اکھیر مارا - تَذْمِیْنُ (تَفْعِیْلٌ) سے

ماضی جمع مکمل۔

== كَانُوا يَعْرِشُونَ • (باب صَرَبَ - نَصَرَ) جو بلند عمارتیں وہ بنایا کرتے تھے۔ جن عمارتوں کو وہ ادبچا بناتے تھے۔ جو چھتریوں وہ بناتے تھے۔ مضارع جمع مذکر نائب۔ عَرِشٌ۔

مصدر۔ کٹر یوں کی چھتری بنانا۔ مکان بنانا۔ تَعْرِيشُ الْبَيْتِ۔ گھر کی چھت بنانا۔

۴: ۱۳۸۔ جَوَزْنَا۔ جَاوَزَ۔ يُجَاوِزُ مَجَاوِزَةً۔ پار کرنا۔ آگے گذر جانا۔ یا پار کرنا۔ پار اتارنا ہم نے پار کر دیا۔ ہم نے پار اتار دیا۔ جَوَزْتُ سے جس کے معنی وسط کے ہوتے ہیں۔ جَوَزَ الطَّرِيقَ راستے کا وسط۔ جَاوَزَهُ۔ کسی چیز کے وسط سے آگے گذر جانا ذَلَمَّا جَاوَزَهُ هُوَ۔ (۲: ۲۴۹)۔

پھر جب وہ (حضرت طالوت) اس دریا کے وسط سے آگے گذر گئے۔ یعنی پار ہو گئے۔ آئینہ میں :- ہم نے بنی اسرائیل کو سمندر سے پار کر دیا۔ جائز۔ جواز۔ جائزہ۔ مجاز۔ سب جَوَزْتُ سے مشتق ہیں

== فَاتَوَّاسْتَأْخِذُوا۔ تو ان کا ایک قوم پر گذر ہوا۔ وہ ایک قوم پر جائز گئے۔

== يَعْكُفُونَ - عَكَفَ يَعْكُفُ (باب نَصَرَ) عَكُوفٌ سے جس کے معنی تعظیماً کسی چیز پر متوجہ ہونا اور اس سے وابستہ رہنا۔

شریعت کی اصطلاح میں الاعتکاف کے معنی ہیں عبادت کی نیت سے مسجد میں رہنا اور اس سے باہر نہ نکلنا۔ يَنْكُفُونَ عَلَى أَصْنَامٍ لَهُمْ۔ اپنے بتوں کی عبادت میں مگن بیٹھے رہتے تھے۔

۴: ۱۳۹۔ هُوَ لَذَاءُ۔ قوم کی طرف اشارہ ہے

== مُتَبَرِّجٌ۔ اسم مفعول۔ واحد۔ تَتَبَرَّجُوا (تَفَعَّلُوا) مصدر۔ ٹوٹ جانے والا۔ ٹوٹا ہوا۔ تباہ برباد۔ ہر ٹوٹے ہوئے برتن کو بھی مُتَبَرِّجٌ کہتے ہیں۔

تَبَارَكَ۔ ہلاکت۔ متبر۔ کھارٹا۔ (جس سے ہلاک کیا جاسکتا ہے) قرآن میں ہے وَلْيَتَبَرَّجُوا مَا سَلَكُوا تَتَبَرَّجُوا (۴: ۱۴) اور جس چیز پر غرور پاویں اسے تباہ کر دیں۔

ذَلِكَ تَتَبَرَّجُ الظَّالِمِينَ إِلَى تَبَارَاطِ (۴۱: ۲۸) اور ظالم لوگوں کے لئے اور زیادہ تباہی لا۔

== مَا هُمْ فِيهِ۔ جس (کام) میں وہ لگے ہوئے ہیں۔ (وہ ہلاک و برباد ہونے والا ہے)

۴: ۱۴۰۔ اَلْبَيْتُ كَمُ۔ میں تمہارے لئے تلاش کروں۔ اَلْبَيْتُ۔ مضارع واحد مکمل۔ كَمُ۔ ضمیر جمع مذکر حاضر۔

۴: ۱۴۱۔ اِذْ بِمَعْلَى اُذْكُرْنَا۔ یاد کرو۔

== يَسْؤُمُونَ فَتَكْمُ۔ وہ تم کو تکلیف دیتے تھے۔ مضارع جمع مذکر نائب۔ سَوَمَ۔ مصدر۔

نیز ملاحظہ ہو۔ ۴۹:۲ اور ۱۴:۳۔

= بَلَّغْ أَمَّا نَشْ . مصدر ہے۔ جب باب نعر سے ہو تو بمعنی آزمائش۔ آتا ہے۔ اور جب باب شمع سے آئے تو بمعنی زائل ہونا۔ بوسیدہ ہونا آتا ہے۔ جیسے هَلْ أَدُلُّكَ عَلَى شَجَرَةِ الْخُلْدِ وَ مَثَلُ نَذِيبِی (۱۲۰:۳) کیا میں تم کو ایک ایسا درخت نہ بتاؤں جو ہمیشہ سبز اور ایسی بادشاہت جو کبھی زائل نہ ہو۔

۱۴۲:۷ = فَاتَمَّنَّا مَا يَشِيرُ اور پورا کیا ہم نے ان (تیس راتوں) کو (مزید) دس راتوں سے۔

= فَتَمَّ . پس تمام ہوا۔ یعنی پورا ہو گیا۔

= مَيَقَاتُ . ظرف زمان۔ مقررہ وقت۔ میعاد۔ وہ میعاد وقت جس میں مقررہ کام کیا جائے امام غنبنے اس کو اسم آلہ (بروزن مفعول) کہا ہے۔
= اَزْبَعَيْنَ لَيْلَةً . چالیس راتیں۔ یہی مدت چکر کشی کی اصل ہے۔ وضاحت کے لئے کتبہ تفسیر کی طرف رجوع کریں۔

۱۴۳:۷ = اَرِیْ . اے ادنیٰ ذاتک اور نفسك۔ مجھے اپنی ذات اقدس دکھائیں۔ اَنْظُرْ اَيْنَکَ . کہیں تجھے دیکھ سکوں۔ تیرا دیدار کر سکوں۔

= اِسْتَقَرَّ . وہ اپنی جگہ ٹھہرا رہا۔ استقرار (استعمال) سے جس کے معنی ٹھہرے رہنے اور قرار پانے کے ہیں۔

= تَجَلَّى . اس نے چمکی کی۔ وہ روشن ہوا۔ وہ ظاہر ہوا۔ وہ جلوہ افروز ہوا۔ تَجَلَّى سے جس کے معنی ہو ہوا اور ظاہر ہونے کے ہیں ماضی واحد مذکر غائب۔ باب تفعّل۔

= دَحَا . ریزہ ریزہ کرنا۔ ڈھا کر برا کرنا۔ کوٹ کوٹ کر ہموار کرنا۔ دَحَّ سے جس کا معنی ہموار اور نرم زمین کے ہیں۔ چونکہ نرم اور ہموار زمین ریزہ ریزہ ہوتی ہے اسی لئے اسی مناسبت سے اس کے مصدر کے معنی مقرر ہوئے۔ دَحَّ (باب نصر) مصدر۔

= حَرَّ . وہ گر پڑا۔ حَرَّ (باب ضرب) سے ماضی واحد مذکر غائب۔

= صَعِقًا . بے ہوش۔ صَعِقَ يَصْعَقُ . صَعَقٌ صفت مشبہ کا صیغہ ہے۔

صَعِقَ . قرآن میں مختلف معانی میں استعمال ہوا ہے۔ مثلاً۔

۱۱ صَعِقَ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ (۶۸:۳۹) تو جو لوگ آسمان میں ہیں اور زمین میں ہیں سب کے سب مر جائیں گے۔

(۲) نَقُلْ أَمَّا زُحْلُكَ صُعِقَةً مِّثْلَ صُعِقَةِ عَادٍ وَتَمُوتُ۔ (۱۳: ۴۱) میں تم کو مہلک عذاب سے ڈراتا ہوں جیسے عاد اور ثمود پر وہ عذاب آیا تھا۔

(۳) ذُرِّيُّوْهُ الصَّوۡۤاۤعِقِ فَيُصِیۡبُ بِهَا مَنْ يَّشَآءُ (۱۳: ۱۳) اور وہی بجلیاں بھیجتا ہے پھر جس پر چاہتا ہے گرا بھی دیتا ہے۔ یہ تینوں چیزیں دراصل ماعنقہ کے آثار میں سے ہیں کیونکہ اس کے اصل معنی توفنا میں سخت آواز کے ہیں۔ پھر کبھی تو اس آواز سے صرف آگ ہی پیدا ہوتی ہے (بجلی کی کڑک) اور کبھی وہ عذاب اور موت کا سبب بن جاتی ہے۔

قتادہ نے یہاں موت کے معنی ہی لئے ہیں۔ لیکن صحیح یہ ہے کہ یہاں بیہوشی اور نشی مراد ہے (لیکن یہ بھی نیند کی طرح ایک قسم کی موت ہے)۔

== اَفَاۤتٌ - وہ ہوش میں آیا۔ اے افاقہؑ۔ (باب افعال) نشہ یا نشی کے بعد ہوش آنا۔ یا مرض کے بعد قوت پانا۔ فوق مادہ۔

۱۳۷: ۷ - اِصْطَفٰیۤنَّكَ۔ میں نے تجھ کو امتیاز دیا۔ میں نے تجھ کو برگزیدہ کر دیا۔ میں نے تجھ کو سرفراز کیا۔ اِصْطَفَاۡ (افعال) صَفَوُۡۤاۤ مَادَہ۔ الصَّفَاۡءُ کے اصل معنی کسی چیز کا ہر قسم کی آمیزش سے پاک اور صاف ہونا کے ہیں۔ اِلَاصْطِفَاۡءُ کے معنی پاک اور صاف چیز کا لے لینا۔ جیسے اِلِجْتِبَاۡءُ کے معنی عمدہ چیز کا منتخب کر لینا اسی سے ہے المصطفیٰ اور المجتبیٰ۔

۱۴۵: ۷ - اَلَاۤتِوَاۤحَ - لَوْحٌ - کِیۡلِج - تختیاں۔ (جن پر توراۃ لکھی ہوئی تھی)

== مِّنْ حٰلٍ شَیْءٍ - کَتَبْنَا کَامَفْعُوۡلٍ

== مَوْحٰطَہ (بطور نصیحت کے وَتَفْصِیۡلاً (بطور تفصیل کے)

یٰۤاٰیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا مَبْدَلٌ مِّنْہٗ - یعنی برہنہ کی جگہ دی جس کی بطور نصیحت یا بطور تفصیل بنی اسرائیل کو ضرور تھی

== اَحْسِنَہَا۔ اس کی خوبیوں کو۔

== سَاۤرِیۡنَکُمُ۔ میں عنقریب تمہیں دکھاؤں گا۔ حق مستقبل قریب کے لئے۔ اُرِیۡنَکُمُ۔ میں

تم کو دکھاؤں گا۔ اُرِیۡ یُرِیۡ اِزَّاءً۔ (افعال) دکھانا کُمُ ضمیر مفعول بمع مکرہا ضمرای۔ مادہ۔

== دَارَ الْاَفْسٰقِیۡنَ۔ نافرمانوں کا گھر۔ مفسرین کے اس میں مختلف اقوال ہیں۔

آخرت کا ٹھکانہ۔ جہنم (مجاہد) جہنم (الحسن وعطاء) سک شام جہاں قرون ماضی کے نافرمانوں کے

مذہبات ہیں۔ (قتادہ) سک مصر جہاں فرعون اور اس کی قوم کے کھنڈرات ہیں۔

۱۴۶: ۷ == سَاۤخِیۡوۡۤا۔ میں عنقریب پھیر دوں گا۔ فعل بافاس۔ اَلَّذِیۡنَ یَشْکُرُوۡنَ مَفْعُوۡل

نَا اَلَّذِیۡنَ یُعِزِّیۡلِیۡہِ۔ اَلَّذِیۡنَ یَشْکُرُوۡنَ سے حال۔ عَنِ اَیَّاتِیۡ۔ متعلق فعل۔ جو لوگ زمین

بر بغیر حق کے سبب و نفوت سے کام لینے میں ان کو اس پاداش میں اپنی آیات کی پیروی سے ہمیر دوں گا۔

اور تعریف کیا ہوگی، اس کا بیان دَانِ يَتَذَكَّرُ اَكْلَ آيَةٍ سَبِيلَ الْغَىٰ يَتَذَكَّرُ سَبِيلًا میں کیا گیا ہے کہ اگر وہ تمام معجزات و حقائق کو دیکھ بھی لیں تو بھی ایمان نہ لاویں۔ اور اگر ہدایت کا راستہ دیکھ بھی لیں تو اختیار نہ کریں۔ (اس کے برعکس) اگر گمراہی کا راستہ دیکھیں تو جھٹ اپنائیں (وائے محرومی)

= ذٰلِكَ۔ اشارہ بہ تعریف کی طرف۔ یعنی یہ تعریف اس لئے ہے کہ ہاتھم شَفَلَيْنَ ۱۴۷:۷ = هَلْ۔ استفہام انکاری۔ (نہیں دی جانے گی ان کو جزاء مگر اس فعل کی جس کا وہ ارتکاب کیا کرتے تھے)

۱۴۸:۷ = اِتَّخَذَ۔ بنالیا۔ اختیار کر لیا۔ پسند کر لیا۔ ٹھہرایا۔

= حَلِيْمٌ۔ ان کے زیورات۔ ان کے گینے۔ حَلِيٌّ حَلِيٌّ کی جمع۔ مضاف مضاف الیہ۔

حَلِيٌّ يَحْلِيٌّ۔ (سمع) آراستہ ہونا۔ حَلِيٌّ آراستہ کرنا۔

يُحْكَمُونَ فِيهَا اَسَادٌ مِنْ ذَهَبٍ (۲۱:۱۸) ان کو وہاں سونے کے کنگن پہنائے جائیں گے۔ عِبَادٌ۔ گائے کا بچہ۔ گوسالہ۔ جسد۔ خون و گوشت رکھنے والا۔ یادھا پندہ بغیر روح کے۔

= لَهٗ خَوَاطِیْ۔ گائے کی آواز (اس سے گائے کی سی آواز نکلتی تھی)

(جب حضرت موسیٰ میقاتِ رب کی خاطر طور پر گئے ہوئے تھے تو سامری نے بنی اسرائیل سے زیورات لے کر بچھڑے کا سامجہ بنایا۔ جو گائے کی سی آواز نکالتا تھا)

= اِتَّخَذُوْهُ۔ اِی اِتَّخَذُوْهُ اِلَہًا۔

۱۴۹:۷ = سَبَقَ۔ گرا دیا گیا۔ (باب نصر) سَقُوْطٌ سے جس کے معنی گر پڑنے کے ہیں۔

سَقِطٌ فِیْ اَیْدِیْہُمْ۔ عار و ہرے۔ جس کے معنی ہیں وہ نادم ہوئے۔ اصل میں تَحَاقُّطُ التَّذَمُّنِ فِیْ اَیْدِیْہُمْ۔ ندامت ان کے ہاتھوں میں ڈال دی گئی۔

وَلَمَّا سَقِطَ فِیْ اَیْدِیْہُمْ۔ جب حقیقت پا کر کہ نہ تو وہ عُیْل بات کر سکتا ہے اور نہ کوئی راہ ہدایت دکھا سکتا ہے۔ وہ اپنے گناہوں کا پشیمان ہوئے۔

۱۵۰:۷ = غَضَبَانِ۔ صیغہ مبالغہ۔ سخت غضبناک۔ غضبان وہ شخص جس کے غصہ میں شدت ہو۔ غَضَبَةٌ۔ وہ شخص جس کو بلند غصہ آجائے۔

= اَسْفَا۔ مصدر ہے۔ افسوس کرنا۔ پچھتاوا۔ شدید الغضب (شدید غصہ میں)۔

حَزِيئًا - مناسبت۔

= بِشَمًا - برابر جو کچھ - بُری ہے وہ چیز۔ مَما یعنی شئی کے تیز ہے بِشَى کے فاعل مضمَر کی۔
یا مَما موصولہ ہے بمعنی الَّذِی - اور بِشَى کا فاعل ہے۔

= خَلَفَتُوْنِ - تم نے میری جانشینی کی۔ تم نے میرے بعد کیا۔

= اَعَجَلْتُمْ - ۱۔ استفہامیہ - عَجَلْتُمْ ماضی جمع مذکر حاضر۔ تم نے جلدی کی۔ تم نے جلد بازی کی۔ عَجَلٌ اور عَجَلَةٌ ہے۔

= اَعَجَلْتُمْ اَمْرًا رَیْبَکُمْ - کیا تم نے اپنا رب کا حکم آنے سے پہلے ہی یہ جلدی کر ڈالی - یعنی میں جو اللہ تعالیٰ کے حضور میں اس کے احکام و موصول کرنے کے لئے گیا ہوا تھا۔ تاکہ تمہارے پاس لاؤں اور تم ان احکام کے مطابق عمل کرو۔ لیکن تم نے اس کا انتظار کئے بغیر اتنی شتابی سے ایک گویا سالہ کو خُصا بنا ڈالا۔

= یَجْزُوْا - مضارع واحد مذکر غائب - جَزَّ مصدر (باب نَصَرَ) مضمیر مفعول اس کو کھینچے ہوئے
= ابْنُ اُمٍّ - یا حَسْرَتِ تدا محذوف - ابْنُ اُمٍّ مضاف مضاف الیہ محل کر منادی۔

یا ابْنُ اُمٍّ میں بعض نے میم کو کسرہ کے ساتھ پڑھا ہے اصل میں ابْنُ اُمٍّ تھادی کو تخفیفاً ماقط کر دیا گیا۔ میم کو مفتوح پڑھنے والوں کے نزدیک بھی میم پرنج زیادہ تخفیف کی وجہ سے ہے۔

= اِسْتَشْعَفُوْا - انہوں نے مجھے کمزور سمجھا۔ مضارع جمع مذکر غائب۔ باب استفعال۔ ن
قاریہ مضمیر مفعول واحد مکمل۔

= لَا تُشِیْتُ لَی - تو نہ ہنسا۔ تو نہ خوش کر۔ الشَّمَاتَةُ کے معنی دشمن کی مصیبت پر خوش ہونے کے ہیں۔ اَسْمَتِ اللّٰهُ بِهٖ الْعَدُوْا - کے معنی ہیں۔ اللہ اسے مصیبت پہنچائے جس اس کے دشمن خوش ہوں۔

فَلَا تُشِیْتُ لَی الْعَدُوْا - تو ایسا نہ کر کہ دشمن مجھ پر ہنسیں۔ لَا تُشِیْتُ - فعل نہی۔ واحد مذکر

حاضر۔ اِسْمَاتٌ (افعال) مصدر۔ حدیث شریف میں ہے اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ
سُوْءِ الْفَضَاءِ وَدَّمَکَ الشَّقَاوَةِ وَشَمَاتَةِ الْعَدُوْا - اے اللہ میں تیری پناہ مانگتا ہوں بُری
تقدیر سے اور بد بختی سے اور ایسی بات سے جس سے دشمن خوش ہوں

۱۵۲: ۷ - سَمِیْنَا لَہُمْ - سَمِی - مستقبل قریب کے لئے ہے یَتَالُ مضارع واحد مذکر
غائب۔ هُمُ مضمیر مفعول جمع مذکر غائب۔ غمرب ان کو آپہنچے گا۔ غمرب ان کو آئیگا۔ یَتَالُ
مصدر۔ نَالُ یَتَالُ (باب سَمِعَ)

== الْمُفْتَرُونَ - اسم فاعل - جمع مذکر - افتراء پر داز - بہتان باندھنے والے - اِفْتَرَاءُ (افعال)
مصدر - فتری - مادہ -

اِفْتَرَاءُ کا لفظ صلاح اور فساد دونوں کے لئے مستعمل ہوتا ہے لیکن اس کا زیادہ تر استعمال فساد ہی کے معنوں میں ہوتا ہے۔ اسی لئے قرآن مجید میں جھوٹ، شرک اور ظلم کے موقعوں پر استعمال کیا گیا ہے۔ وَمَنْ يَشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ افْتَرٰٓى اِثْمًا عَظِيْمًا - (۴: ۲۸)
جس نے خدا کا شریک مقرر کیا اس نے بڑا بہتان باندھا۔ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا مُفْتَرُوْنَ (۱۱: ۵۰)
تم (شرک کر کے خدا پر) محض بہتان باندھتے ہو۔

۱۵۳: ۷ = مِنْ اٰبَعْدِهَا - اِیْ مِنْ اٰبَعْدِ السَّيِّئَاتِ (من بعد التوبة) - حَافِیْرِ
سینات کے لئے ہے۔

۱۵۴: ۷ = سَكَتٌ - وہ مہم گیا۔ اس نے سکوت (خاموشی) اختیار کیا۔ (باب نصر) سَكُوْتُ
سے ماضی واحد مذکر نائب - السَّكُوْتُ - سکوت ترک کلام کے ساتھ مخصوص ہے اور چونکہ
سکوت سکون کی بھی ایک قسم ہے۔ اس لئے یہاں اس آیت میں اس کا استعمال بطور استعارہ
سکون ہی کے معنوں میں ہوا ہے۔
= فَسَخَّطَهَا - نسخ یعنی کتاب، لکھی ہوئی تحریر - مضامین - ان کے مضامین میں رحمت اور
ہدایت تھی

= يَزْهَبُونَ - وہ ڈرتے ہیں۔ مضارع مع مذکر نائب - رَهَبٌ (باب فتح) سے
۱۵۵: ۷ = اِخْتَارَ قَوْمَهُ - اِیْ اِخْتَارَ مِنْ قَوْمِهِ - اختیار (افعال) سے اس نے
اپنی قوم سے چن لئے۔

= لِيُنْقِذَنَا - ہمارے مقررہ وقت پر - مضارع مضارع الیہ - مِّنْعَاتُ اسم ظرف زمان -
طے شدہ مقرر شدہ وقت -

= الرَّجْفَةُ - الزلزلة الشدیدة - الرجف (باب نصر) اضطراب شدید کو کہتے ہیں۔
وَجَعَلْنَا الْاَرْضَ زَلٰلًا لِّمَنْ يَّجُرُّ وَجَعَلْنَا - متلاطم سمندر (نیز دیکھو: ۹۱)

= مِنْ قَبْلُ - مِنْ بَعْدُ کی ضد ہے۔ قَبْلُ اور بَعْدُ کو اضافت لازمی ہے جب بغیر
اضافہ کے آئے گا۔ یا تو اس پر ضمہ ہوگا۔ یا اس پر دو زیر ہوں گے۔ بَعْدًا -
قرآن مجید میں بَعْدُ استعمال نہیں ہوا ہے۔
= اِنْ هِیَ - میں اِنْ نافیہ ہے۔

== فِتْنَتِكَ - فتنہ مضات لک فیمر واحد مذکر حاضر مضات الہ - تیری آزمائش۔ فتنہ کے معنی عذاب کے بھی ہیں جیسے خُذُوا فِتْنَتَكُمْ - (۱۳: ۵۱) اپنی شرارت کا مزہ چکھو۔ یعنی عذاب کا مزہ چکھو۔ یا یَوْمَ هُمْ عَلَى النَّارِ يُفْتَنُونَ (۱۳: ۵۱) جس دن ان کو آگ میں عذاب دیا جائے گا۔

۱۵۶۱: == اِنَّا هُمْ نَا اِلَيْكَ - بے شک ہم نے تیری طرف رجوع کر لیا ہے۔ هَادٍ يُوَدُّ بَاب نَسْوٍ سے۔ هُدًى نَا۔ ماضی جمع مکمل کا صیغہ ہے هَادٍ بمعنی دِجَع ہے۔ اس کا ماضی ثَنَاءً جو کہتا ہے ہم اپنے گنہگاروں پر تائب ہیں

== اَصَابَتْ يَمْ - پتے میں اس کو دیتا ہوں۔ اچھے میں پا ہوں، اَصَابَتْ يُصِيبُ اِصَابَةً اَعْلَال سے مضارع واحد مکمل۔

== سَاكِبُهَا لِذِيْنَ - میں اس کو لکھ دوں گا جہا۔ فیمر واحد نونث غائب رَحْمَةً کی طرف راجع ہے۔ میں اس کو مقدر کر دوں گا۔ اسے رحمت کو ان کی تقدیر میں لکھ دوں گا۔

۱۵۶۲: == اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ - بدل ہے اَلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ کا۔ فَسَاكِبُهَا..... كَانَتْ عَلَيْنِمْ۔ کا ترجمہ ہوگا۔ میں اپنی رحمت کو ان لوگوں کی قسمت میں

لکھ دوں گا جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں۔ اور جو ہماری آیات پر ایمان رکھتے ہیں۔ یہ وہ ہیں جو پیروی کرتے ہیں اس رسول اور نبی اُمّی کی جس کا ذکر وہ اپنے ہاں تورات اور انجیل میں پاتے ہیں۔ وہ ان کو نیکی کا حکم دیتا ہے اور بُرائی سے روکتا ہے۔ حلال کرتا ہے ان کے

لئے پاکیزہ چیزوں کو اور حرام کرتا ہے ان پر ناپاک چیزوں کو۔ اور ان پر سے اس بوجھ کو اتارتا ہے (جس میں وہ بے ہوشے ہیں) اور وہ بندش باز بخیریں کھولتا ہے جنہوں نے ان کو کھڑکھا ہے

== الرَّسُوْلَ - پیغمبر۔ بھیجا ہوا۔ رِسَالَةً سے بروزن فَعُوْلَ۔ اور یہ مُرْسَلٌ بروزن ج مَفْعَلٌ سے مبالغہ کا صیغہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجے ہوئے ہونے کی وجہ سے حضور صلی اللہ

علیہ وسلم کو رسول کہا گیا ہے۔

== اَلنَّبِيَّ - صفت مشبہ کا صیغہ ہے اصل میں نَبِيٌّ تھا۔ ہنزہ کو یا آ سے بدل کر یا، میں مدغم کر دیا گیا۔ نَبِيٌّ ہوا۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے الہام کی بنا پر غیب کی باتیں بتانے والا۔ خدا

تعالیٰ کے متعلق خبر پانے والا۔ مخلوق کی طرف مبعوث ہونے کے باعث النبی کہا گیا ہے۔

== اَلَّذِيْ - جو نہ لکھ سکے نہ کتاب پڑھ سکے۔ حدیث شریف میں ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اِنَّا مِمَّا مِیة لَا نَلْکِبُ وَلَا نَحْسِبُ۔ ہم امی جماعت میں نہ لکھنا جانیں نہ حساب کرنا۔ بعض کے نزدیک اُمّی اُمّ کی طرف منسوب ہے جس طرح ایک نوزائیدہ بچہ

پر خدا لکھنا نہیں جانتا۔ اسی طرح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی لکھنا پڑھنا نہ جانتے تھے۔

بعض نے کہا ہے کہ اُمّی۔ اُمّ القریٰ امکہ کی وجہ سے ہے۔ چونکہ اہل مکہ یعنی قریش میں حیثیت و قوم بے پڑے کہتے ہی تھے۔ اس لئے بے پڑے لکھے شخص کو اُمّی کہا جانے لگا۔

لفظ اُمّی آپ کے حق میں صفت مدح ہے دوسروں کے حق میں نہیں۔ جس طرح صفت کبیر ذات باری تعالیٰ کے لئے صفت مدح ہے اور غیر کے لئے مذموم۔

= اِضْرَھُمْ۔ ان کے بوجھ۔ مضاف مضاف الیہ۔ یہاں مراد ان سخت احکام سے جو یہودیوں پر عائد تھے۔ اِضْرَ۔ بھاری بوجھ۔ تکلیف شاقہ۔ دشوار امر۔

= یَضْحُ۔ مضارع واحد مذکر غائب وَضْعُ مصدر۔ باسفتح۔ وہ اتارتا ہے۔ وہ دور کرتا ہے۔
= اَلْاِخْلَافُ۔ قیدیں۔ طوق۔ ہتھکڑیاں۔ زنجیریں۔ غُلّ کی جمع۔ غُلّ اس شے کے ساتھ مخصوص ہے جس سے قید کیا جائے اور اس میں اعضا باندھ دیئے جاتیں۔

= اٰمَنُوْا بِہِ۔ میں ۵ ضمیر واحد مذکر غائب الرَّسُوْلُ النَّبِیُّ کی طرف راجع ہے

= عَزَّوَجَلَّ۔ ماضی جمع مذکر غائب ۶ ضمیر واحد مذکر غائب راجع الی الرَّسُوْلُ النَّبِیِّ۔
لَعَزِیْزُوْ (لَعَزِیْزٌ) سے انہوں نے اس کی تعظیم کی۔ انہوں نے اس کو قوت دی۔ انہوں نے اس کی رفاقت کی۔

= السُّوْر۔ اِی الْقُرْاٰنُ الْعَظِیْمُ۔

آیات ۱۵۶ = ۱۵۷ میں اِنَّا هٰذَا نَالِیْکَ پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا ختم ہوئی اور قَالَ کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس دعا کا جواب شروع ہوا۔

بعض نے یہ جواب آیت ۱۵۰ کے اختتام الْمُفْلِحُونَ پر ختم کیا ہے۔ اس صورت میں آیت ۱۵۷ میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق پیشین گوئی ہے اور بتایا گیا ہے کہ وہ نبی امی ان صفات کا حامل ہوگا جو کہ یَا مُرْبَا الْعَزَّوَجَلَّ سے لے کر کَانَ عَلَیْہِمْ تَمَکْ مذکور ہیں۔ اور اس کا مبارک ذکر تو رات۔ انجیل ابوا بھی تک یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عہد میں نازل نہیں ہوئی تھیں) میں ملے گا۔ پس اس نبی امی کی پیروی کا حکم خَالِیْدِیْنَ اٰمَنُوْا سے لیکر اُنْزِلَ مَعَهُ تک ارشاد ہوا۔

شروع میں ارشاد ہوا۔ الَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاَمِّیَّ (اتباعِ رسول) اور پھر ارشاد ہوا۔ مَا یَتَّبِعُوْنَ السُّوْرَ الَّذِیْ اُنْزِلَ مَعَهُ۔ (اتباع القرآن) لہذا یہ اشارہ ہے اتباع القرآن و اتباع السنۃ کی طرف۔

بعض کے نزدیک حضرت موسیٰ کی دعا کا جواب آیت ۱۵۶ کے ساتھ ختم ہو گیا اور آیت نمبر ۱۵۷ میں بنی اسرائیل کو جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں تھے ان کو حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کی دعوت دی گئی ہے۔

۱۵۸: ۷ = صَلَّيْتُمْ۔ کلمات جمع کلمۃ کی۔ مضاف ہ ضمیر واحد مذکر غائب (راجع الی اللہ) مضاف الیہ۔ یعنی قرآن۔ یا ما انزل علیہ وعلیٰ سائر الرسل من کتبہ ووحیہ۔ جو آ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا (یعنی قرآن) اور جو کتابیں یا وحی دوسرے تمام رسولوں پر نازل ہوئیں۔
 ۱۵۹: ۷ = أُمَّةٌ۔ گروہ۔ جماعت۔ نیز اس کے معنی مدت۔ طریقہ۔ دین۔ بھی ہیں۔ اُمَّةٌ۔ گروہ۔ باعتبار لفظ واحد ہے اور باعتبار معنی جمع ہے۔

= يَهْدُوْنَ۔ مضارع جمع مذکر غائب۔ وہ ہدایت کرتے ہیں۔ هِدَايَةٌ مصدر باب ضرب) هَدَى يَهْدِي۔

= وَبِهِ يَهْدُوْنَ۔ اور اسی حق کے ساتھ عدل کرتے تھے۔ ہ ضمیر الخی کی طرف راجع ہے۔ يَهْدُوْنَ۔ عَدَلٌ يَهْدِي (ضوب) سے مضارع جمع مذکر غائب کا صیغہ ہے۔
 ۱۶۰: ۷ = قَطَعْنَاهُمْ۔ ماضی جمع مکمل ضمیر مفعول جمع مذکر غائب۔ لَقَطَعْنَاهُمْ مصدر باب فاعل) اَلْقَطَعَ کے معنی کسی چیز کو علیحدہ کر دینے کے ہیں۔ خواہ اس کا تعلق مائتہ لبر سے ہو یا جسے اجسام وغیرہ یا بصیرت سے ہو یا بے معنوی چیزیں۔ قرآن میں ہے۔

السَّارِقِ وَالشَّارِقَةِ فَانْقَطَعُوا اَيْنِدِيَهُمَا (۲۸: ۵) اور جو چوری کرے مرد ہو یا عورت ان کے ہاتھ کاٹ ڈالو۔ اور دوسری جگہ ہے۔

فَالَّذِينَ كَفَرُوا قُطِعَتْ لَهْمُهُمْ شِيبَاتٌ مِّنَ الشَّارِبِ (۱۹: ۲۲) جو کافر ہیں ان کیلئے آگ کے کپڑے قطع کئے جائیں گے۔

یہاں اس آیت میں جملہ کا مطلب ہے کہ ہم نے ان کو بانٹ دیا۔ ہم نے ان کو تقسیم کر دیا۔

= اَسْبَاطًا۔ سَبَطٌ کی جمع۔ قبیلے۔ ایک دادا کی اولاد۔ اثنی عشرۃ کا بدل ہے۔
 = أُمَّةً۔ فرقے۔ قبیلے۔ جماعتیں۔ امتیں۔ انواع۔ اُمَّةٌ کی جمع۔ ہر وہ جماعت جس میں کفر کا کوئی رابطہ اشتراک موجود ہو۔ اسے اُمت کہا جاتا ہے۔ موجودہ صورت میں یہ رابطہ مشترک ان کا ایک ہی جد امجد حضرت یعقوب علیہ السلام سے ہونا ہے۔ (نیز ملاحظہ ہو ۱۵۹: ۷) اُمَّةٌ بدل ہے اَسْبَاطًا سے۔ یعنی ہم نے بانٹ دیا ان کو بارہ قبیلوں میں۔ ہر ایک کی الگ الگ جماعت

بنادی گئی۔

== اِسْتَسْقَاهُ۔ ماضی واحد مذکر غائب ۱ ضمیر مفعول واحد مذکر غائب (باب الاستفعال) اس نے اس سے پانی پیا۔ سقی مادہ۔ ساقی۔ پلانے والا۔

== اِنْبَعَثَ۔ ماضی واحد مؤنث غائب۔ وہ چھوٹ نکلی۔ اِنْبَعَاث سے جس کے معنی

کسی کا۔ نام سے پانی کے بہ نکلنے کے ہیں۔ جَعَسَ وَ اِنْبَعَسَ الْمَاءُ۔ پانی چھوٹ کر بہ نکلا۔

۱۱: ۱۲۔ خبر کا تم معنی ہے۔ جیسا ۲: ۶۰ میں آیا ہے۔ فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا۔

اس تَلَبّ مقام یعنی پتھر سے بارہ چشمے چھوٹ نکلے۔

== اُنَاسٌ لوگ۔ کُومٌ سے ماخوذ ہے۔

== ظَلَمَ۔ ماضی مضارع الیہ۔ اسم ظرف مکان۔ بیٹنے کی جگہ۔ چشمہ۔

== ظَلَمَ۔ ہم نے سایہ کیا۔ ہم نے سائبان کیا۔ ہم نے سایہ نکلن کر دیا۔ ہم نے سایہ کیا (ان

پر ابر کا) ماضی کا صیغہ جمع معکمل۔ باب التفعیل۔

۱۶۱: ۷۔ الْقَرْيَةِ۔ یہاں اور ۲: ۵۸ میں القرية سے مراد بیت المقدس ہے

== مِنْهَا۔ اِی من اثماد القرية و من روعها۔ یعنی شہر میں پائے جانے والے بھل وغیرہ

== حِطَّةٌ۔ ہم بخشش مانگتے ہیں۔ تو ہمارے گناہ جھاڑ۔ (نیز ملاحظہ ہو ۲: ۵۸)

۱۶۲: ۷۔ رَجَزًا۔ عذاب۔ بلا۔ عقوبت۔ التَّجَزُّعُ کے اصل معنی اضطراب کے ہیں۔

اسی سے رَجَزَ الْبَعِیْرُ۔ جس کے معنی صنف کے سبب چلتے وقت اونٹ کی ٹانگوں کے کپکپانے

اور چھوٹے چھوٹے قدم اٹھانے کے ہیں۔

۱۶۳: ۷۔ الْقَرْيَةِ۔ مدین اور کوہ طور کے درمیان سمندر کے ساحل پر ایک بستی۔

== حَاضِرَةٌ الْبَحْرِ۔ لب دریا۔ سمندر کے کنارے۔ حَاضِرَةٌ۔ حُضُور سے اسم فاعل

ہے۔ مضاف البحر مضاف الیہ۔ بحر سے بحیرہ قسزم مراد ہے۔

== لَعْدُوْنَ۔ مضارع جمع مذکر غائب۔ عَدَاؤٌ مصدر۔ باب نصر۔ حدیثی سے

تجاوز کر رہے تھے۔ زیادتی کر رہے تھے۔

== التَّبَتُّ۔ سنبھلنا۔ یوم سنبھلنا۔ سنبھلنے کے دن کی تعظیم کرنا۔ کام کاج سے چھٹی کرنا۔

== شُرْعًا۔ الشَّرْعُ۔ سیدھا راستہ جو واضح ہو۔ چنانچہ واضح راستہ کو شُرْعٌ شُرْعٌ

شُرْعًا۔ کہا جاتا ہے پھر استعارہ کے طور پر طریق الہیہ پر یہ الفاظ بولے جاتے ہیں۔

شُرْعًا شَارِعٌ کی جمع اسم فاعل ہے۔ شَارِعَةُ الطَّرِيقِ کی جمع شَوَارِعُ آتی ہے

جس کے معنی کھلی رٹک ہے۔ آیہ ہذا میں شُرْعاً کے معنی ہیں کہ (مچھلیاں ان کے سامنے) پانی کے اوپر واضح طور پر آجائیں۔

== لَا يَسْتَوُونَ - جب وہ سینچر نہیں مانتے تھے۔ یعنی جس دن سینچر کا دن نہ ہوتا تھا اور ان کو مچھلیاں کپڑے کی ممانعت نہ ہوتی تھی، مضارع منفی جمع مذکر غائب۔

== لَا تَأْتِيهِمْ - وہ ان کے سامنے بے دھڑک اور نمایاں نہ آتی تھیں

== يَبْلُغُهُمْ - مضارع مجزوم جمع مکمل۔ بَلَغَ سے باب نصر۔ ہم نے ان کو آزمائش میں ڈالا

۱۶۳: ۷ = أُمَّةٌ مِّنْهُمْ - ان میں سے کا ایک گروہ۔ ایک جماعت۔ سینچر کے دن مچھلیوں کے شکار کرنے کے متعلق اس بستی کی آبادی تین مختلف الخیال گروہوں میں بٹ گئی۔

ایک گروہ حکم کھلانا فرمائی کا مرتکب تھا۔ اور بے دھڑک اس روز شکار کرتا تھا۔

دوسرا گروہ خود تو شکار کرنے کے حق میں نہ تھا اور نہ شکار کرتا تھا۔ لیکن شکار کرنے والوں کو دکتا بھی دیتا تھا۔

تیسرا گروہ نہ صرف شکار سے اجتناب کرتا تھا بلکہ شکار کرنے والوں کو اس حکم عدولی سے منع بھی کرتا تھا۔

== لَمَّا تَخَلَّطُوا - تم کیوں نصیحت کرتے ہو۔ وَ غَطَّ سے مضارع جمع مذکر حاضر۔

یہاں مخاطب تیسرا گروہ ہے جو اوپر مذکور ہوا ہے اور مکمل دوسرا گروہ ہے۔

== مَعْنِي رَدِّ الْإِلَى رَبِّكُمْ - سوال کا جواب ہے۔ اِیْ اَنْ مَوْعِظَتِنَا اِیَّاكُمْ مَعْنِي رَدِّ الْإِلَى رَبِّكُمْ لان الامر بالمعروف والنهي عن المنکر واجب علینا۔ یعنی ہمارا ان کو نصیحت

کرنا اپنے اللہ کے حضور اپنی معذرت کے طور پر ہے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا حکم ہم پر واجب ہے

(ہم اس حکم کی تعمیل میں ایسا کر رہے ہیں)

۱۶۵: ۷ = نَسُوا مَاضِيَ مَعْرُوفٍ جمع مذکر غائب نِسِیَ مصدر۔ (باب سمع) وہ بھول گئے۔

یعنی انہوں نے چھوڑ دیا (مذکور بالا پہلے گروہ کے افراد مراد ہیں)

== بَشِيرٍ - شدید۔ سخت۔ بردزن فعل۔ بَأْسٌ اور بُؤْسٌ سے صفت مشبہہ کا صیغہ ہے

۱۶۶: ۷ = عَتَوَا - انہوں نے سرکشی کی۔ نافرمانی کی۔ سرتابی میں حد سے گذر گئے۔ شرارت

میں انتہا کو پہنچ گئے۔ عَتَوْا سے۔

== نَهَوْا - نَهَى سے ماضی مجہول جمع مذکر غائب ان کو منع کیا گیا۔

== قِيَرَدَةً - جمع۔ قِيَرَدٌ واحد۔ بندر۔ لشکر۔

== خُشِیُّنٌ - ذلیل، خوار، خستہ سے۔ اسم فاعل کا مفعول جمع مذکر۔

۱۶۷:۵ = تَأَذَّنَ - اس نے اعلان کیا۔ اس نے خبر دی۔ اِذْنٌ سے باب تَعَقَّلَ تَأَذَّنُ میں سناٹے کے ہیں۔ ماضی واحد مذکر غائب۔

== لَیْبَعَثَنَّ - مضارع واحد مذکر غائب تاکید بانوں ثقیلہ جواب قسم کے لئے بے بغت سے وہ ضرور ہی بھیجے گا۔

== یَسْؤُ مُمْسِدٌ - مضارع واحد مذکر غائب۔ سَوَّءٌ مَصْدَرٌ۔ هُمُ مضمیر مفعول جمع مذکر غائب۔ وہ ان کو تکلیف دیتا ہے یا تکلیف دیکھا۔ انیز ملاحظہ ہو ۴۹:۲ و ۱۳۷:۳۔

هُمُ کی ضمیر کس کی طرف راجع ہے۔ اس میں علماء میں اختلاف ہے۔ بعض کے نزدیک یہ ضمیر اس گروہ کے افراد کے لئے جنہوں نے متواتر حکم عدولی کرتے ہوئے سب سے روز بھی پھیلوں کا شکار کیا۔

بعض کے نزدیک اس سے مراد پوری یہودی امت ہے۔ اور بعض کے نزدیک حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے معاصر یہودی مراد ہیں۔ اس آیت میں خطاب حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے۔

۱۶۸:۷ = قَطَعْنَاهُمْ - ملاحظہ ہو۔ ۱۶۰:۷۔ ہم نے ان کو بانٹ دیا۔ تقسیم کر دیا۔

۱۶۹:۷ = خَلَفَ - وہ جانشین ہوا۔ وہ پیچھے آیا (باب نصر) اول معنی میں خِلَافَةُ - جانشین ہونا۔ اور دوسرے معنی میں خَلَفَ (پیچھے آنا) سے ہے۔

= خَلَفَ - ناخلف - بُرے جانشین۔ امام نبوی کہتے ہیں خَلَفَ اس قرن (نسل) کو کہتے ہیں جو دوسرے قرن کے بعد آتا ہے۔

ابن الاعرابی کا قول ہے کہ خَلَفَ لام کے زبر کے ساتھ (نیک کے لئے آتا ہے اور خَلَفَ لام کے جزم کے ساتھ) بد کے لئے آتا ہے۔

= وَرِثُوا الْكِتَابَ - جو کتاب الہی (توریت) کے وارث ہوئے یعنی پہلی نسلوں کے بعد آتے ہیں پر اس کتاب الہی پر گامزن رہنا فرض ٹھہرا۔

= عَرَضَ - مال و متاع - سامان و اسباب - امام راغب کہتے ہیں الْعَرَضُ - ہر وہ چیز جسے ثبات نہ ہو۔ ابو عبیدہ کے نزدیک جملہ متاع دینا اس میں شامل ہے۔ یہ جو بولا جاتا

ہے الدنیا عرضی حاصر۔ (کہ دنیا تو ہمیشہ افتادہ سامان کا نام ہے) یہ بھی دنیا کی بے ثباتی اسی بتانے کے لئے ہے۔ قرآن مجید میں ہے تَوْبُیْذُ وَنْ عَرَضِ الدُّنْیَا وَاللّٰهُ

يُؤَيِّدُ الْاُخْرَىٰ (۶۷:۸) تم لوگ پیش افتادہ ساز و سامان کے طالب نہ۔ اور اندر آخرت کی بھلائی چاہتا ہے۔

= اَدْنَىٰ - زیادہ نزدیک، مذکر کے لئے بولا جاتا ہے، دَانِ دَدْنِي کا اسم تفضیل ہے دُنْيَا (مَوْنُث ہے) یہاں یہ لفظ دنیا کے معنی میں ہی استعمال ہوا ہے۔

يَا خُنْدُودَن عَرَضَ هَذَا الْاَدْنَىٰ - وہ اس دنیا کا مال و دولت لیتے ہیں۔
= سَيُخْفَرُ لَنَا - وہ ہمیں ضرور بخش دیا جائیگا۔ یعنی جو یہ مال حلال و حرام ہم حاصل کر رہے ہیں اس کا ہم سے مواخذہ نہ ہوگا۔

= دَانِ يَا فَعِنْدَ عَرَضَ مَثَلُهُ - وادِ حال یہ ہے یعنی حال یہ ہے کہ بجائے حرام مال کے مجھ پر تو بکر نے اور مغفرت طلب کر کے دے دی ہے یہی طریقہ کا مزید مال حاصل کرنے پر مہر ہے۔
= مِيثَاقُ الْكِتَابِ - ای العیثاق المذکور فی الکتاب - وہ وعدہ جو کتاب (تورات) میں مذکور ہے یعنی اَنْ لَا يَقُولُوا عَلَى اللَّهِ اِلَّا الْحَقَّ۔

= دَرَسُوْا - انہوں نے پڑھا۔ دَرَسُ اور دَرَسَتْ سے ماضی جمع مذکر غائب۔

= مَا فِيْهِ - میں ہ منیر و امند مذکر غائب۔ الکتاب کی طرف راجع ہے
۱۷۰:۷ = يَمْسِكُوْنَ - جمع مذکر غائب مَسَكَ بِابِ تَعْلَلٌ سے۔ وہ پکڑے ہوئے ہیں وہ پابند ہیں۔ اِمْسَاكُ الشَّيْءِ کے معنی کسی چیز سے چپٹ جانا۔ اور اس کی حفاظت کرنے کے ہیں۔

۱۷۱:۷ = تَتَّقُنَا - ماضی جمع مکمل تَتَّقَى سے (باب نصر) ہم نے اٹھایا۔ ریسوٹی، ہم نے اکھاڑ دیا (بنوی)، ہم نے معلق کر دیا (فرا)، تَتَّقَى (باب ضرب و نصر) کھینچنا، بلانا۔ بات کہنا کسی چیز کو کھینچنا اور بلانا اس طرح کہ وہ ڈھیلی پڑ جائے (راغب)

لسان العرب میں ہے کہ التتق - الزعزعة - والهز والجدب والنقص یعنی تق کا معنی جھٹکا دینا۔ نور سے بلانا۔ کھینچنا اور جھاڑنا ہے۔ جب پہاڑ میں زلزلہ آتا ہے تو یہ کیفیت رونما ہوتی ہے۔ اور جو لوگ پہاڑ کے دامن میں کھڑے ہوتے ہیں انہیں یوں معلوم ہوتا ہے کہ پہاڑ ان پر ابھی گرا رہا ہے۔ اس قسم کی صورت حال سے بنی اسرائیل کو دوچار کر دیا گیا۔

= ظَلَمَ - سائبان کی طرح سایہ دار بدلی۔ پھر ہر چیز پر جو سائبان کی طرح بچا جائیوالی ہو اس پر استعمال ہوتا ہے۔ جیسے وَ اِذَا غَشِيَهُمْ مَّوْجٌ كَالظُّلُمِ (۳۲:۲۱) جب ابادلوں کی طرح سمندر کی بڑی بڑی موجیں انہیں ڈھانپ لیتی ہیں۔

= الْجَبَل سے مراد کوہ طور ہے۔

= قَاقِعٌ۔ گر پڑنے والا۔ دَفَعَ سے (باب فتح) اسم فاعل واحد مذکر۔

= خُنْدُوا۔ قُلْنَا لَهُمْ خُنْدُوا

= مَا أَتَيْتُكُمْ۔ یعنی تورات۔

۱۷۲: ۷ = ظُهُورِهِمْ۔ مضاف مضاف الیہ۔ ظُهُورٌ۔ ظَهَرَ کی جمع ہے پیشیں پشتیں۔ نسلیں۔

= ذُرِّيَّةٌ۔ کے اصل معنی مچھولی اولاد کے ہیں۔ مگر عرف میں مطلق اولاد پر یہ لفظ بولا جاتا ہے اصل میں یہ لفظ جمع ہے مگر واحد اور جمع دونوں کے لئے استعمال ہوتا ہے

قرآن میں آیا ہے ذُرِّيَّةٌ بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ۔ (۳۴: ۳) ان میں سے بعض بعض کی اولاد ذُرِّيَّةٌ کے اصل کے متعلق تین قول ہیں۔

(۱)۔ بعض کے نزدیک یہ ذُرٌّ وَاللَّهُ الْخَلْقُ سے ہے یعنی اصل میں مہموز اللام ہے مگر کثرت استعمال کے سبب دَرِيَّةٌ وَبَرِيَّةٌ کی طرح ہمزہ کو ترک کر دیا گیا۔ اور ذُرِّيَّةٌ ہو گیا۔ اسادہ

(ذہری)

(۲)۔ بعض کے نزدیک یہ اصل میں ذُرٌّ وَرِيَّةٌ بَدَلِ ن فُعِلَتْ تَحَا اور ذُرٌّ (ذہری) سے مشتق ہے جیسے قُرِيَّةٌ قَرَّ سے۔

(۳) کہ آیت کریمہ وَلَقَدْ ذَرَأْنَا الْجَعَثَ (۹۱: ۷) اور ہم نے جہنم کے لئے پیدا کئے میں ذَرَأْنَا ذَرِيَّتِ الْجَنْطَةِ (گیہوں کو ہوا میں صاف کرنا) سے مشتق ہے۔ اس صورت میں مادہ ذہری

= وَادَّخَدَ ذُرِّيَّتَهُمْ۔ میں مِنْ ظُهُورِهِمْ بدل ہے مِنْ أَبْنَائِهِمْ کا اور ذُرِّيَّتَهُمْ (مضاف مضاف الیہ) مفعول ہے اَخَذَ کا۔

ترجمہ :- اور جب تیرے رب نے اولاد آدم کی پشت سے ان کی اولاد کو نکالا۔ (یعنی اپنے دوبرولا حاضر کیا)

= أَشْهَدُ هُمْ۔ اس نے ان کو گواہ بنایا۔ اس نے ان کی شہادت لی۔

= اَنْ تَقُولُوا عَدُوٌّ غُلَبَيْنِ۔ یہ جملہ مفعول لڑ ہے فَعَلْنَا ذَلِكَ کا جو محذوف ہے۔

۱۷۳: ۷ = اَوْ تَقُولُوا ا۔ عطف ہے اَنْ تَقُولُوا۔ (آیہ سابقہ پر)

= اَفْتَهَلِكُنَا۔ الف لام استفہام کے لئے ہے۔ تَهْلِكُ مضارع داند مذکر حاضر نا فیر مفعول جمع مکملہ کیا تو ہمیں ہلاکت میں ڈالتا ہے۔

- مُبْطِلُونَ - اسم فاعل جمع مذکر - غلط گو - جھوٹے - اہل باطل
۱۷۵ - اُتِلْ - تو پڑھ - تو تلاوت کر - تِلَاوَةً سے جس کے معنی پڑھنے - تلاوت کرنے اور معنی
تذکرہ کرنے کے ہیں - اور واحد مذکر حاضر - اخطاب حضرت رسول کریم سے ہے -
- نَبَأٌ - خبر - حال - نَبَأُ الَّذِي حال اس شخص کا -

بُنِيَ الْيَتِيمَا - ہم نے اس کو اپنی نشانیاں دیں - ہم نے اس کو اپنی نشانوں کا علم دیا -
- فَانْسَلَخَ مِنْهَا - وہ چھوڑ نکلا - وہ گذر گیا - اَنْسَلَخَ - کے اصل معنی ہیں کھال کھینچنا - (باب انفعال)
۷ محاورہ ہے سَلَخْتُ فَاَنْسَلَخْتُ - میں نے اس کی کھال کھینچی تو وہ کھینچ گئی - اسی سے ہے سَلَخْتُ
عَنْ - میں نے اس کی زرہ کھینچی یعنی اتار لی - گذر جانے کے معنی میں قرآن میں آیا ہے فَاَذَا اَنْسَلَخْتُ
شَهْرُ الْحُدُومِ (۵۹) جب حرمت کے مہینے گذر جائیں - سانپ کی کچلی اتار دینے کو عرب میں
یہیں اَنْسَلَخْتُ الْحَيَّةَ مِنْ جِلْدِهَا (سانپ اپنی جلد سے نکل گیا) پس فَاَنْسَلَخَ مِنْهَا كَايَ
لمب ہو کر - اس شخص نے ان آیات و ہدایات کو چھوڑ دیا - اور گمراہی میں چلا گیا -
- اَتَّبَعَهُ - وہ اس کے پیچھے لگ گیا -

- عَوِيَتْ - اسم فاعل جمع مذکر - عَاوِيٌّ واحد - گمراہ - کج رو -
بُہا - میں ضمیر الْيَتِيمَا کی طرف راجع ہے -
- اَخْلَدَ اِلَى الْاَرْضِ - اسی مال الی الدنیا درغیب نہا - (لیکن وہ دنیا کی طرف مائل ہو گیا
اس کی رغبت اس میں رنج لیس گئی -
- تَحَمَّلَ عَلَيْهِ - تو اس پر حملہ کرے -
- يَلْهَثُ - ہانپنا - زبان باہر نکالنا - وہ زبان باہر نکال دیتا ہے (باب فتح) لَهَثَ وَلَهَثَتْ
تہ وغیرہ کا عاجزی اور پیاس سے زبان باہر نکالنا - لَهَثَتْ - پیاس کی گرمی - موت کی سختی - باب
ح - پیاسا ہونا - لَهَثَاتٌ پیاس - التهاث (باب افتعال) پیاس و تکان وغیرہ سے زبان باہر نکال
نا -

۱۷۷ - سَاءَ مَثَلًا لِّلْاَعْقَمِ - میں مَثَلًا تمیز ہے - یعنی مثال کے لحاظ سے بُری ہے وہ قوم -
۱۷۸ - الْمُهْتَدِي - اسم فاعل واحد مذکر - معرّفہ - ہدایت یاب -
- وَمَنْ يُضِلِلِ - اے وہ من یُضِلِلِ اللّٰهُ - اور جن کو اللہ گمراہ کر دے -
۱۷۹ - ذَرْنَا - ہم نے پیدا کیا - ماضی جمع مکمل -
- لِيَجْهَنَّمَ - میں لام عاقبت کا ہے - غایت کا نہیں - یعنی ان کو پیدا کر کے کی غایت ان کو جہنم میں

ڈالنے کی نہ تھی۔ بلکہ اپنے کفر و نافرمانی کے انجام کے طور پر وہ جہنمی بن گئے۔

قرآن میں اس کی اور مثالیں بھی ہیں۔ مثلاً قَاتِلَةُ النَّفْسِ الذِّمِّيَّةِ یَكُونُ لَهُمْ عَذَابٌ وَخِیْلًا پس فرعون کے آدمیوں نے اس کو اٹھالیا تاکہ بڑا ہو کر وہ ان کا دشمن بنے اور باعثِ ذمّت ہو۔ تو یہاں انہوں نے اس نیت اور اس غرض کے لئے نہیں اٹھایا تھا کہ واقعی ان کا دشمن نکلے۔ بلکہ ان کی نیت اور مقصد تو یہ تھا کہ جب یہ بڑا ہو گا تو ہمارے کام آئیگا لیکن ان کے اٹھانے کا نتیجہ یہ نکلا کہ انجام کار وہی موسیٰؑ ان کی اور فرعون کی بربادی کا باعث بنا۔

۱۸۰: ۷۔ ذُرِّدُوا حَیْثُ رِءُوسُہُمْ۔ جمع منکر حاضر

== یُلْجِذُونَ۔ اِلْحَادُ مصدر۔ وہ کج راہی کرتے ہیں۔ وہ غلط نسبت کرتے ہیں۔ الحاد کا معنی سیدھی راہ سے منہ موڑنا۔

یُلْجِذُونَ فِیْ اَسْمَانِہِ۔ جو اس کے ناموں میں کج روی کرتے ہیں یعنی اس کے اسماء الحسنیٰ کا اطلاق اس کے سوا کسی غیر پر کرتے ہیں جیسے سیدہ کذاب کے پیو کا اس کو رحمن بلکہ کہا کرتے تھے۔ یا اللہ تعالیٰ کو ایسے ناموں سے پکارنا جو اس نے اپنے لئے نہیں رکھے۔ یا جو اس کی شان کے شایان نہیں مثلاً اللہ تعالیٰ کو یَا دَفِیْقُ کہہ کر پکارنا۔ وغیرہ۔ لَحْدٌ۔ بغلی قبر۔ ۱۸۱: ۷۔ یُعَذِّبُونَ۔ عدل والہ صاف کرتے ہیں۔ یہ میں ضمیر لائق کی طرف راجع ہے۔ ۱۸۲: ۷۔ سَلَّطْنَا بِرِجْہُمْ۔ استدراج (استفحال) سے۔ اس کے معانی عمل کرنے مختلف پہلوؤں سے کئے ہیں لیکن اصل میں کوئی اختلاف نہیں۔

- (۱) ہم ان کو آہستہ آہستہ پکڑتے ہیں (مولانا مٹھانویؒ)
- (۲) استدراج کے معنی ہیں محنتی طریقہ سے آہستہ آہستہ کسی چیز کی طرف چلنا۔ (معالم)
- (۳) ہم ان کے ساتھ ایسی تدبیریں کرنے والے ہیں جن کا ان کو پتہ بھی نہ ہو۔ (عطار)
- (۴) ہم ان کے اعمال کو ان کی نظریں پسندیدہ بنا دیں گے چہر ان کو ہلاک کر دیں گے (کبھی)
- (۵) جب وہ کوئی نیا گناہ کرتے ہیں تو ہم ان کو جدید نعمت بخشتے ہیں۔ (ضحاک)
- (۶) ہم ان پر اپنی نعمتوں کو بہاتے ہیں۔ لیکن شکر ادا کرنا فراموش کرا دیتے ہیں (سفیان)
- (۷) ہم ان کو آہستہ آہستہ پستی میں گرا دیں گے اس طرح کہ ان کو علم تک نہ ہو۔ (کرم شاہ)

دَرَجَاتٍ زُرِیۡہِہٖ اِنۡ تَدۡحُجَّ دَرَجَہٗ بِدَرَجَہٖ حِصۡنًا۔

(۸) ہم قلیلًا قلیلًا ہلاکت کی طرف لیجا دیں گے۔ (منظہری)

== مِنْ حَیۡثُ لَا یَعْلَمُوۡنَ۔ اس طرح کہ ان کو علم تک نہ ہو گا۔

۷۔ اُمْنٰی۔ میں ڈھیل دوں گا۔ میں ڈھیل دینے جاتا ہوں۔ اُمْلَءُ (اِضَاعًا) جس کے نئی مہلت میں ڈلنے۔ ڈھیل دینے۔ اور لمبی امیدیں دلانے کے ہیں۔ مضارع احد مکمل۔

= کِنْدِی۔ میری تدبیر۔ کِنْدُ ہر اچھی یا بُری تدبیر کو کہتے ہیں قرآن حکیم میں اس کا استعمال بطور رست و راہے وہاں اس کے مذموم معنی مراد ہیں جہاں بھی اس کی نسبت اللہ تعالیٰ سے ہو اس کے و در معنی مراد ہیں۔ حَسَن تدبیر۔

= مَتِّیْنٌ۔ بیغہ صفت مشبہ۔ مضبوط۔ محکم۔ بڑھ کی ہڈی کے دائیں اور بائیں حصہ کو متن کہتے ہیں۔ اس سے مَتَّنُ فعل بنا یا گیا۔ مَتَّنَ اس کی پشت قوی اور مضبوط ہو گئی۔ اس کے انشاء نیت اور مضبوط ہو گئے۔ مَتِّیْنٌ مضبوط پشت والا۔ توسیع استعمال سے متین کا معنی قوی محکم ہو گیا۔ متانت۔ مضبوطی۔ سنجیدگی۔

۱۸۴۔ جَنَّةٌ۔ جنوں سودا۔ دیوانگی۔ جَنٌّ سے مشتق ہے چونکہ دیوانگی عقل کو چھپا دیتی ہے اس لئے اسے جَنَّةٌ کہتے ہیں۔

= اِنْ هُوَ فِي اِنْ نَافِیْہُ۔

۱۸۵۔ مَلْكُوتٌ۔ مَلَكٌ فعل مبالغہ کے لئے تَا بڑھادی گئی ہے۔
تذکرہ کامل۔ غلبہ تائم۔ حکومت حقیقیہ۔ بقول راسخ مَلْكُوت اللہ کی بادشاہی و حکومت کے خاص ہے۔

اِخْتَرَبَ۔ وہ فریب آگئی۔ اِخْتَرَبْتُ (اِخْتِیَالٌ) سے ماضی واحد مذکر ناصب۔
اَجَلْتُمْ۔ ان کی مدت مقررہ۔ ان کی موت۔

اَدَلُّمُ یَنْظُرُ میں تین امور کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔
ملکوت ارض و سما۔

مختلف النوع مخلوق جو اس ارض و سما میں ہے۔

اجل کا کسی وقت بھی آگنا۔

بَعْدَہُ ۙ میں ضمیر (واحد مذکر غائب) قرآن کی طرف راجع ہے۔

۱۸۶۔ یَدُّہُمْ۔ وہ چھوڑ دیتا ہے ان کو۔ وَذُرِّسَ مضارع واحد مذکر ناصب۔ هُمْ

مفعول جمع مذکر غائب

طَغٰیاً نِیم۔ مضاف مضاف الیہ۔ ان کی گمراہی۔ سرکشی، نافرمانی۔

يَعْمُونَ - وہ سرگردان و گمراہ پھرتے ہیں - عَمَّ - مصدر - (باب فتح - سمع) عَمَّ مَرَّ عَمَّه - عامَّہ - سرگردان و حیران - متردد -

۱۸۷: ۷ = آيَاتَن - کب - مَتَّى کے قریب المعنی ہے اور کسی شے کا وقت معلوم کرنے کے لئے آتا ہوتا ہے -

بعض اس کی اصل آتَّى اَدَّیْنِ بمعنی کو نسا وقت - بتاتے ہیں - الف کو حذف کر کے داؤ یا کیا گیا پھر اس یا کو آتئی کی یاء میں مدغم کیا گیا - آيَاتَن ہو گیا -

= مَوْسَمًا - موسمًا مضاف ہا مضاف الیہ - امصدر یہی ہے (مٹھرا - جہا - مادہ د) ہے دَسَائِرُ سُو (نصر) مٹھرا - نگہ پر تم بنانا - اس سے مصدر مبی د - سَا آتا ہے لیکن ثلاثی مز میں باب افعال سے اِدْسَاءُ مصدر - اور مصدر مبی مَوْسِمًا آتا ہے - مٹھرا - جہا - کثرت - لنگر انداز ہونا -

آيَاتَن مَوْسَمًا - اس کا وقوع کب ہوگا -

= لَا يُجَيِّدُهَا - مضارع منفی واحد مذکر غائب ہا ضمیر واحد مؤنث غائب (تَجْلِيَّةٌ) مصدر - اس کو نمودار نہیں کرے گا - لَا يُجَيِّدُهَا لِيُوقِتَهَا - اِنِّی لَا يَظْهَرُ لَوْ قَهَا الْمَعِينِ ! اللّٰهُ - وَلَا يَقْدِرُ عَلٰی ذٰلِكَ غَيْرُهُ - اس کا وقت معین وہی ظاہر کر سکتا ہے - بتا سکتا - اور کسی اس کے سوا قدرت نہیں ہے -

= ثَقُلْتُ - (باب کوم) ثَقُلْتُ مصدر - وہ بھاری ہوئی - ماضی بمعنی مضارع - وہ بھا ہوگی - حَسَنُ کہتے ہیں کہ جب قیامت آئے گی تو اہل ارض و سما پر بہت بھاری گزرے گی (بوجہ متعدد اسباب کے کہ آسمان پھٹ جائیں گے - ستارے ٹوٹ پڑیں گے - پہاڑ جائیں گے - زمین متزلزل ہو جائے گی - وغیرہ وغیرہ -

= بَغْتَةً - اک دم - اچانک - یکایک - اَنَّا فَنَّا

= حَتَّى - باخبر - جو تحقیق و تدقیق کر چکا ہو - بڑا مہربان - متلاشی - محقق -

كَأَنَّكَ حَتَّى عَمَّهَا - اس میں تقدیم و تاخیر ہے - تقدیر کلام یوں ہے یَسْتَلُوْكَ -

كَأَنَّكَ حَتَّى يَبِيْهُم - وہ تم سے یوں پوچھتے ہیں گویا تم ان کے بڑے دوست ہو -

یادہ تم سے اس انداز میں پوچھتے ہیں کہ تاریخ وقوع سے تم واقف ہو - یا تم اس کی خبر تحقیق کر چکے ہو -

۱۸۸: ۷ = لَا اسْتَكْثَرْتُ - میں ضرور بہت جمع کر لیتا - اسْتَكْثَرْتُ (اسْتَفْعَالٌ) سے جب

معنی کسی چیز کو کثیر سمجھنے یا کسی کام کو بہت زیادہ کرنے کے ہیں۔

یہاں اگر غیب سے مراد وقت موت لیا جائے تو لَا مَسْكَتَوتَ کا مطلب ہوگا کہ میں بہت نیکیاں جمع کر لیتا ہوں صلح کر کے اور اعمال سوء سے اجتناب کر کے۔

اور اگر عام معنی لئے جاویں تو مطلب ہوگا کہ نقصان سے بچتے ہوئے اور نفع کو اختیار کرتے ہوئے میں بہت کچھ جمع کر لیتا۔ اور ایذا وغیرہ سے بچ جاتا۔

۱۸۹:۷ = دَقَّحَہَا۔ اس (موت) کا جوڑا یعنی خاوند اور دَفُجَہُ اس (مذکر) کا جوڑا یعنی اس کی بیوی۔ گویا زوج کا مطلب ہوا بالمقابل صنف سے ساتھی۔

= لَيْسَ لَكَ نَسَبٌ تاکہ نسب پاوے۔ اطمینان حاصل کرے۔ اس میں قائل نَفْسُ ہے جو کہ مَوْنَتُ استعمال ہوا ہے۔ لیکن یہاں صیغہ مذکر کا لایا گیا نَفْسُ کے معنی کے لحاظ سے کیونکہ اس سے مراد یہاں آدم (مرد) ہے۔ اور اس کی مناسبت سے زوج کا لفظ جو اس آیت میں استعمال ہوا ہے اس سے مراد بیوی ہے۔

= نَفْثَہَا۔ اس (مرد) نے اس (عورت) کو ڈھانکا۔ کنایہ "اس مرد نے اس عورت سے ہمبستی کی۔ نَفْثُ الْمَرْأَةِ۔ وہ عورت کے پاس گیا (اس سے جماعت کی) غِشَادَةُ سے پردہ جس کے کوئی شے ڈھانپ دی جائے۔

= حَمَوَتْ بِہ۔ میں ۹ ضمیر واحد مذکر غائب حَمَلًا کی طرف راجع ہے وہ اس حمل کو لئے بھرتی ہے۔

= دَعَا۔ ماضی ثنیہ مذکر غائب (اگرچہ ثنیہ میں ایک مرد اور ایک عورت شامل ہیں لیکن مرد کی جنس کے غلبہ کی وجہ سے ثنیہ مذکر لایا گیا) ان دونوں نے پکارا۔ ان دونوں نے دعا کی۔

۱۹۱:۷ = مَا لَا يَخْلُقُ۔ میں ۹ ما موصولہ ہے۔

لَا يَخْلُقُ۔ اور هُمُ يَخْلُقُونَ میں دونوں ضمیروں کا مرجع مَا موصولہ ہے لیکن يَخْلُقُ میں هُوَ (مستتر) ضمیر واحد ہے اور يَخْلُقُونَ میں هُمْ ضمیر جمع ہے اس کی توضیح علماء نے یوں کی ہے کہ مَا موصولہ کی دو حیثیتیں ہیں۔ لفظی اعتبار سے وہ واحد ہے اور لَا يَخْلُقُ میں اس کی اسی حیثیت کو معتبر رکھا گیا ہے۔ اور مَحْضُوئے لحاظ سے جمع ہے اور هُمُ يَخْلُقُونَ میں اسی محضوئے حیثیت کو ملحوظ رکھا گیا ہے دوسری بات جو یہاں غور طلب ہے وہ یہ ہے کہ شرکار سے یہاں مراد بت ہیں۔ اور وہ بے جان تھے قاعدہ کے مطابق تو ان کے لئے ضمیر مَوْنَتُ ہونی چاہئے تھی لیکن یہاں جمع مذکر کا صیغہ استعمال ہوا ہے اس کی توجیہ یوں کی گئی ہے کہ کفار و مشرکین کا عقیدہ ان کے متعلق یہ تھا کہ یہ بت عقل و حیات رکھتے ہیں۔ اس لئے ان کے عقیدہ کے مطابق ان کا ذکر کیا گیا۔

۱۹۲:۷ = لَا يَسْتَطِيعُونَ۔ مضارع منفی جمع مذکر غائب (باب الاستفعال) وہ استطاعت

نہیں رکھتے۔ وہ قدرت نہیں رکھتے۔ وہ طاقت نہیں رکھتے۔ طَوَّعَ مادہ۔
 = لَہْمُ میں ضمیر ھُذْ کا مرجع مشرکین ہیں اور اَلْفِہْمُ میں ضمیر ھُذْ بہت ہیں جن کو مشرکین
 نے اللہ کا شریک بنایا ہوا تھا۔

۱۹۳: ۷ = تَذَعُوْہُمْ۔ تم ان کو پکارتے ہو۔ تم ان کو بلاتے ہو: مضارع جمع مذکر حاضر۔ اصل میں
 تَذْذُوْنَ تھا۔ اِنْ شَرْطِہ کے آنے سے فون اعرابی حذف ہو گیا۔ ھُذْ ضمیر جمع مذکر غائب اصنام و
 اوثان کہلاتے ہیں۔

= اِنْ تَذَعُوْہُمْ اِلٰی الْہٰدِیْ اِنَّ یَلْبَعُوْکُمْ۔ اِی اِلٰی مَا هُوَ ھٰدِیْ وِ رِشَادِ وَاِلٰی
 اِنْ یَمْدُوْکُمْ وَالْمَعْنٰی وَاِنْ تَطْلُبُوْا مِنْہُمْ کَمَا تَطْلُبُوْنَ مِنْ اللّٰہِ الْخَبِیْثِ وَالْہٰدِیْ لَا
 یَتَّبِعُوْکُمْ اِلٰی مَا رَاَکُمْ وَطَلَبْتُکُمْ وَلَا یَجِیْبُوْکُمْ کَمَا یَجِیْبُکُمْ اللّٰہُ۔ اِلٰی الْہٰدِیْ۔
 رشد و ہدایت کی طرف اس واسطے کہ تمہیں راہ ہدایت دکھائیں۔

مطلب یہ ہے کہ اگر تم ان سے خیر و ہدایت کے لئے دعا کرو۔ جیسا کہ تم اللہ تعالیٰ سے خیر و ہدایت
 کی دعا کرتے ہو تو جس طرح اللہ تعالیٰ تمہاری پکار کو سن کر پورا کرتا ہے یہ تمہاری مراد یا طلب کو پورا نہیں
 کر سکتے۔

یا اس کا معنی یہ بھی ہو سکتا ہے اگر تم ان کو ہدایت کی طرف پکارو تو وہ تمہاری پیروی نہ کریں
 = اَدْعُوْہُمْ ھُذْ۔ خواہ تم ان کو پکارو۔ ان کو دعوت دو۔ دَعَوْتُہُمْ دُعَاءٌ سے ماضی جمع
 مذکر حاضر۔ وَاِذَا اسْتَبَاعَ کَابَ ھُذْ ضمیر جمع مذکر غائب اصنام کے لئے ہے۔

= صَا مِتُوْنَ۔ اسم فاعل جمع مذکر۔ خاموش۔ چپ۔ صَمْتُ سے جس کے معنی خاموشی
 کے ہیں۔ صَمْتُ یَصْمُتُ۔ (نَصْرَہ) خاموش رہنا۔ ناطق کی ضد ہے۔

۱۹۴: ۷ = تَذَعُوْنَ۔ تم پکارتے ہو۔ اِی تَبْعِدُوْنَ۔ (جن کی) تم عبادت کرتے ہو۔ وَتَسْمُوْنَ
 الْہٰتَ۔ جنہیں تم الہ کا نام دیتے ہو۔

= عِبَادٌ اٰمَنَّا لَکُمْ۔ تم ہی جیسے بندے۔ بت اگرچہ پتھر اور لکڑی کے بے ہمان مجسمے ہو اگر تھے
 تھے ان کو تمہارے جیسے بندے کہنا وجوہ ذیل کی بنا پر ہو سکتا ہے۔

۱۔ مشرکین کا یہ عقیدہ تھا کہ یہ زندہ ہیں اور سنتے سمجھتے ہیں۔ اس لئے ان کے اعتقاد کے مطابق
 ان سے بات کی گئی۔

۲۔ یہ الفاظ بطور استنبار استعمال کئے گئے ہیں کہ اے عقل کے دشمنو اگر تمہاری بات کو مان بھی
 یا با ھو کہ یہ زندہ ہیں اور سنتے سمجھتے ہیں تو پھر بھی زیادہ سے زیادہ تمہاری طرح کے انسان ہی

ذہن نشین کرائی جاتے

۱۹۹: ۷ = حُذْ - تَوَكَّبْ - تَوَلَّ - تَوَاقُّرْ - اَخَذْ سے امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔

= اَلْعَفْوُ - آسان - حاجت سے زیادہ - معاف کر دینا - عَفَا يَعْفُو - (باب نصر) کا مصدر اور اسم بھی ہے - عربی میں کہتے ہیں حُذْ مَاعَفَا لَكَ جو تمہیں بآسانی بغیر مشقت کے ملے وہ ملے لو۔

اور قرآن میں ہے وَلَيْسْلُوَنَّكَ مَاذَا تُنْفِقُونَ خَلَّ الْعَفْوُ (۲: ۲۱۹) اے محمد لوگ تم سے پوچھتے ہیں کہ خدا کی راہ میں کیا مال خرچ کریں - تو ان سے کہہ دو جو تمہاری حاجت سے زیادہ (جس کے خرچ سے تمہیں تکلیف نہ ہو) اور معاف و درگزر کرنے کے معنوں میں قرآن میں اکثر استعمال ہوا ہے - اللہ تعالیٰ کے اسمِ اسنی میں سے عَفُو ہے - اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا غَفُوْرًا (۴۲) بیشک اللہ تعالیٰ معاف کرنے والا اور بخشنے والا ہے۔

اور ثَعَّ عَفُوْنَا عَنَّا (۵۲: ۲) پھر اس کے بعد ہم نے تم کو معاف کر دیا۔

اور مَنْ عَفَا ذَا صَلَاحٍ (۴۲: ۴۰) مگر جو درگزر کرے اور معاملے کو درست کر لے۔ آیتِ خدا میں معاف کرنے اور درگزر کرنے کے معنی ہیں

= اَلْعُفُوْ - عُفُوٌّ ہوزن فَعْلُ اسم ہے عُفُوْفُ کے معنوں میں - پسندیدہ کام - نیک کام - نیکی - عُفُوْفُ - ہر اس قول یا فعل کا نام ہے جو کہ اس کی خوبی شریعت یا عقل سے ثابت ہو۔ مُنْكَوْ کی ضد ہے جس سے مراد ہر وہ بات جو شریعت و عقل کی رو سے بُری سمجھی جائے۔

= اَعْوَضَ - تو منہ پھیرے - تو کنارہ کش ہو جا - اِعْوَاضُ سے امر واحد مذکر حاضر۔

۲۰۰: ۷ = اِمَّا اِنْ شَرَطِہِ اور ما زائدہ سے مرکب ہے - اگر - یا - ملاحظہ ہو ۱۱۵: ۷ - يَنْزِعُ عَنْكَ - مضارع واحد مذکر غائب بانون ثقیلہ نَزَعَ سے اِنْ نَزَعَ مضارع واحد مذکر حاضر نَزَعَ کے معنی ہیں انگلیوں کے پوروں سے کسی کو گد گدانا - کسی کو برائی پر اکسانا - اور کسی گناہ پر آمادہ کرنا - النَزْعُ الضَرْبُ رُوْسِ الْاَصْلِ وَالْمَوَادُّ هُنَا التَّحْرِيْكَ اِلَى الشَّوْءِ وَالْاَعْوَاةِ وَالْوَسُوْسَةِ (مظہری)

المفردات میں ہے النَّزْعُ کے معنی کسی کام کو بگاڑنے کے لئے اس میں دخل انداز ہونا مِنْ لَبَدُوْا اِنَّ نَزْعَ الشَّيْطٰنِ بَيْنِيْ وَبَيْنَ اِخْوَتِيْ (۱۲: ۱۰۰) بعد اس کے کہ شیطان نے مجھ میں اور میرے بھائیوں میں فساد ڈال دیا۔ یہاں یعنی دوسوہ میں ڈالے - برائی پر اکسائے۔

== فَاسْتَعِذْ - تریاہ مانگ - استعاذۃ (استفعال) سے امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔
 ۲۰۱:۷ = مَشَهُمْ مَشًّی یَمْشٍ (باب نصر) ماضی واحد مذکر غائب۔ هُمْ ضمیر مفعول جمع
 مذکر غائب۔ وہ ان کو چھو جائے۔ وہ ان کو پہنچائے۔ وہ ان کو لگ جائے۔ کبھی اس سے مراد قربت
 معنی (جماں) بھی ہوتی ہے۔ مَثَلَادِنْ طَلَعَتْهُنَّ مِنْ قَبْلِ أَنْ تُسَوِّهَنَّ (۲۳۷:۲) اور اگر
 تم عورتوں کو ان سے مجامعت سے پہلے طلاق دیدو۔ لازم اور متعدی دونوں صورتوں میں استعمال
 ہوتا ہے۔

= طَفَعْتُ - دوسرے - خطرہ - پھر جانے والا۔ پھیرے والا۔ پہنٹ معنی مجاز ہیں۔ اور دوسرے حقیقی
 طَفَعْتُ طَوْفُ سے اسم فاعل کا صیغہ واحد مذکر ہے۔ طَوْفُ کے معنی کسی چیز کے گرد چکر کاٹنا۔ قرآن
 میں ہے۔ فَلَا جَنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا (۱۵۸:۲) اس پر کچھ گناہ نہیں کہ دونوں کا طواف
 کرے (اسی طرح خانہ کعبہ کے گرد چکر کاٹنے کو طواف کہتے ہیں) اسی طرح جوشنہ گھروں کے گرد اگر دو حفا
 کے لئے چکر لگاتا رہتا ہے اسے طائف کہتے ہیں۔ اور اسی سے جتن۔ جبال۔ حادثہ وغیرہ کو بطور استعارہ
 طائف بولتے ہیں۔ جیسا کہ آیت ہر میں ہے إِذَا مَسَّهُ طُفْتُ تَوْنِ الشَّيْطَانِ۔ جب ان کو شیطان
 کی طرف سے کوئی دوسرے پیدا ہوتا ہے۔ یا جہاں پڑ گیا ان پر شیطان کا قدر۔ یعنی جوشیطان انسان پر
 چکر کاٹنا۔ بنابے اور اس کو خفا کرنا چاہتا ہے اس کا دوسرے اور خطرہ اتر کر گیا۔
 اور فطاف عَلَيْنَا طُفْتُ مَتَى ذَلِكْ (۱۹:۶۸) پھر پھر اگر گیا اس پر کوئی پھیرا کرنے والا تیرے
 رب کی طرف سے۔ یعنی اس پر آفت پھر کئی۔

= تَذَكُّرًا۔ تَذَكَّرُ (باب تفعّل) سے ماضی جمع مذکر غائب۔ وہ چونک گئے۔ انہوں نے
 یاد کیا۔ (ما امر السید وہی عن جس کے کرے کا حکم اللہ تعالیٰ نے دیا تھا اور جس سے اس نے منع
 فرمایا ہوا تھا) یادہ پاگئے۔ سمجھ گئے شیطان کے دوسرے کو اور اس کی چال کو۔
 = مُبْصِرُونَ (توفوراً) ان کی آنکھیں کھل گئیں۔ وہ حقیقت کو جان گئے۔

۲۰۲:۷ = إِخْوَانُهُمْ۔ میں هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب۔ اشیاء میں کی طرف راجع ہے۔ ما قبل
 میں اگرچہ الشیطان (مفرد) استعمال ہوا ہے۔ لیکن یہاں اس سے مراد جس شیطان ہے اس لئے
 یہاں ضمیر جمع لائی گئی ہے۔ یعنی اخوان الشیاطین۔ وہ روء جو متیقن کے متصاد ہے
 = يَمْدُدُونَهُمْ۔ يَمْدُدُ کافاعل الشیاطین۔ بے اور ضمیر جمع اح۔ اَنْتُمْ (انوان الشیاطین)
 = اَنْتِ۔ اسم فعل۔ گمراہی۔ بدرازی۔ غدی مادہ۔

= ثُمَّ لَا يَفْصِدُونَ۔ (انہیں پھر گمراہ کرنے میں وہ کوتاہی نہیں کرتے) مضارع منفی جمع مذکر غائب

(باب افعال) اِتِّصَادُ سے وہ باز نہیں رہتے۔ وہ کمی نہیں کرتے۔ وہ کوتاہی نہیں کرتے۔ اِقْصَا عَنْ الشَّيْءِ کے معنی ہیں وہ اس چیز سے ٹک گیا۔

۲۰۳: ۷ = لَمْ تَأْتِنِي۔ تو نہیں لاتا ان کے پاس۔ نفی جہد بلم۔ واحد مذکر حاضر ھُضْ ضمیر جمع مذکر غائب = تَوَلَّى۔ کیوں نہ۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو۔ ۲۳: ۶۔

= اِجْتَبَيْتَهَا۔ جَبَى (ضَرْبُ) اِجْبَى الْمَاءَ فِي الْحَوْضِ۔ اس نے حوض میں پانی جمع کیا۔ بڑے حوض کو بامید کہتے ہیں اور اس کی جمع جَوَاب ہے قرآن میں ہے وَجَعَلْنَا كَالْجَوَابِ (۱۳: ۳۴) اور (ایسے) لُغْن جیسے بڑے بڑے حوض۔ باب اِفْتَعَلَ سے اِجْتَبَا۔ انتخاب کے طور پر کسی چیز کو جمع کرنا۔ جیسے الْمُجْتَبَى منتخب شدہ۔ برگزیدہ۔

آیت ہذا میں اِجْتَبَيْتَ بِمَعْنَى اِخْتَرْتَ وَاخْلَقْتَ کے۔ کیوں نہیں تم خود گھڑ لیتے۔ کیوں نہیں تم خود بنا لیتے۔ کیوں نہیں تم خود اختراع کر لیتے۔ (جیسا کہ بقول کافرین کے وہ یعنی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم قرآن حکیم کو از خود گھڑ کر پیش کرتے تھے) ہا ضمیر کا رمع آیت ہے۔

= اَتَّبَعَ۔ میں اتباع کرتا ہوں اِتَّبَعَ (افْتَعَلَ) مضارع صیغہ واحد متکلم۔
= يُؤْمِنُ وحی کی جاتی ہے اِنْيَاءُ افعال سے مضارع مجہول واحد مذکر غائب = هَذَا۔ اِی القرآن۔

= بَصَارًا۔ بَصِيرَةٌ کی جمع۔ کھلی دلیلیں۔ ظاہر نصیحتیں۔ واضح براہین۔

۲۰۴: ۷ = اِسْتَمِعُوا۔ تم کان لگا کر (غور سے) سنو (اِسْتَمَعَ) (افْتَعَلَ) سے امر۔ جمع مذکر غائب

= اَلصُّلُوفُ۔ تم خاموش رہو۔ چپ رہو۔ اِلْصَاتُ (باب افعال) سے نصت يَلْصُقُ ۱۔ ضرب چپ رہنا۔ خاموشی سے سننا۔ امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔

۲۰۵: ۷ = لَعَنُوا بَرَزَانَ لَقَدْ مُصَدَّرٌ۔ عاجزی کرنا۔ گڑگڑانا۔

= خِيفَةً۔ خَافَ يَخَافُ (فَتَح) کا مصدر ہے۔ خوف۔ ڈر۔

امام راغب لکھتے ہیں کہ خِيفَةً کے معنی ہیں خوف کی حالت۔ قرآن میں ہے کہ۔

فَاَدْجَسَ فِي نَفْسِهِ خِيفَةً مُّوسَى۔ قُلْنَا لَا تَخَفْ (۶۷: ۲۰) (حضرت موسیٰ علیہ السلام)

نے اپنے دل میں خوف محسوس کیا۔ ہم نے کہا (اے موسیٰ) مت ڈر۔ کبھی خِيفَةً بمعنی خوف ہی

آتا ہے۔ مَثَلًا وَالْمَلٰٓئِكَةُ مِنْ خِيفَتِهِ (۱۳: ۱۳) اور فرشتے سب اس کے خوف سے۔

= دُونَ الْجَهْرِ۔ چپکے چپکے۔ بغیر بلند آواز کے۔

== اَلْعَدُوَّ۔ صبح کو نکلنا۔ صبح کو پہنچنا۔ فجر اور طلوعِ آفتاب کا درمیانی وقت۔ دن کا ابتدائی حصہ میں چلنا۔ یہ اَلْعَدُوَّة کی جمع بھی ہے۔
 == اَلْاَصْلُ۔ شام۔ شام کا وقت۔ اَصْل کی جمع ہے۔ جس کے معنی شام کے وقت کے ہیں
 ۲۰۶: ۱۔ اِنَّ الَّذِیْنَ عِنْدَ رَبِّكَ۔ بے شک وہ جو تیرے رب کے قرب میں ہیں۔ یہاں مراد فرشتے ہیں۔

(۸) سورة الانفال (۸۸)

۸: ۱۔ اَلَا نَفَالٌ۔ مال غنیمت نَفْل کی جمع جس کے معنی زیادتی کے ہیں۔ اسی لئے نازلہ نما کو نَافِلہ کہتے ہیں۔ چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد ہے وَمِنَ النَّفْلِ فَتَهَجِدُ بِهِ نَافِلًا لَّكَ (۹: ۱۷) اور بعض حصہ شب میں بیدار ہو کر تہجد کی نماز پڑھا کر یہ تمہارے لئے نفل ہے۔
 اسی اعتبار سے اولاد کی اولاد کو نافلہ کہتے ہیں ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔ وَهَبْنَا لَكَ اِسْمٰیۤیۡلَ ذَکَیۡوَدَیۡمَ نَافِلَةً (۲۱: ۷۲) اور ہم نے اس کو حضرت ابراہیم کو، اتحق عطا کیا اور مزید ہر اس یعقوب بھی۔

بھر عطیہ اور بخشش کے معنی میں استعمال ہونے لگا۔ کیونکہ بخشش بھی بغیر استحقاق ایک شئی مزید ہے۔

بعض کے نزدیک نفل اور غنیمت ایک ہی چیز کے دو نام ہیں۔ ان میں صرف اعتباری فرق ہے وہ مال جو فتح کے بعد چھینا ہوا ہوتا ہے اسے مال غنیمت کہا جاتا ہے اور اس لحاظ سے فتح کا لازمی نتیجہ مال حاصل ہونا نہیں بلکہ محض ایک عطا فیہ لازم ہے لہذا مال مستزاد یا نفل کہلاتا ہے بعض کے نزدیک ان میں نسبت عموم و خصوص مطلق ہے یعنی غنیمت عام ہے اور ہر اس مال کو غنیمت کہتے ہیں جو لوٹ سے حاصل ہو خواہ مشقت سے یا بغیر مشقت کے۔ فتح سے قبل حاصل ہو یا بعد میں۔ استحقاق سے حاصل ہو یا بلا استحقاق۔ اور نفل خاص کر اس مال کو کہتے ہیں جو مال غنیمت سے قبل از تقسیم حاصل ہوا ہو۔

بعض کے نزدیک نفل وہ مال ہے جو بغیر جنگ کے مسلمانوں کے ہاتھ لگ جائے۔ اور اسے لئے بھی کہتے ہیں۔ اور بعض نے کہا ہے کہ جو سامان دغیرہ مال غنیمت کی تقسیم کے بعد

بانتا جاتا ہے اسے نفل کہتے ہیں۔

عام استعمال میں ہر دو نفل اور نعمت ایک دوسری میں لئے جاتے ہیں۔

== لَسْتُمْ لَكَ مِنَ الْاَنْفَالِ - اِیْ یَسْلُوْنَكَ مِنْ قِصْمَةِ الْغَنَائِمِ - مارِ نِیْمَتِ كِتَابِ قِسْمِ کے بارے میں پوچھتے ہیں۔

== اَصْلِحُوا دَا - مَلِكُكُمْ - اپنے باہمی احوال کی اصلاح کرو۔

۲: ۸ = وَجَلَتْ - ماضی واحد مؤنث غائب - وَجَلَتْ - مصدر دباب مع، ڈرہاتے ہیں ان کے دل، مَوْجِلٌ نشیبی گڑھا - خوف کی نگہ۔

== تَلِیَتْ - ماضی محمول - واحد مؤنث غائب - تلاوت کی جاتی ہیں - پڑھی جاتی ہیں آیات (اسکی)

== رَاَدَتْهُمْ - تودہ زیادہ کر دیتی ہیں ان کو - وہ بڑھا دیتی ہیں ان کو - اِیْمَانًا - یحیثبت ایمان کے یعنی ان کے ایمان کو اور بڑھا دیتی ہیں - ان کا ایمان اور قوی ہو جاتا ہے۔

۵: ۸ = كَمَا - جیسے۔

ان آیات کا بیچ مطلب سمجھنے کے لئے مختصر ان کا پس منظر بیان کرنا ضروری ہے۔

شعبان المعظم ۸ھ میں مدینہ کے شمال جانب ابو سفیان کی قیادت میں ایک تجارتی وفد شام سے مکہ کی جانب لوٹ رہا تھا۔ ان کی گزرگاہ مسلمانان مدینہ کی نزدیکی تھی۔ ابو سفیان نے حفظ مآئد کے طور پر امداد کے لئے مکہ کو اپنا آدمی دوڑایا جس نے حالات کو نہایت مبالغہ کے ساتھ مکہ والوں کے سامنے بیان کیا۔ اس پر مکہ سے ابوجہل کی سرکردگی میں ایک لشکر خزار حملہ سامان حرب لے کر ہو کر جنوب سے مدینہ کی جانب چڑھ نکلا۔ جب وہ مدینہ کے قریب پہنچے تو ان کو معلوم ہوا کہ قافلہ مسلمانوں کی زد سے بچ کر نکل گیا ہے اس پر ابوجہل کے کئی آدمیوں نے رائے دی کہ اب جب کہ مقصد پورا ہو گیا ہے ہمیں لوٹ جانا چاہئے لیکن ابوجہل اور اس کے لشکر کی اکثریت اس پر رضامند نہ ہوئی ان کا ارادہ تھا کہ مسلمانوں کی اس مختصر جماعت کو ہمیشہ کے لئے ختم کر دیا جائے جس سے نہ صرف ان کا مذہب بلکہ ان کی بہ تجارتی شاہدہ ہمیشہ کے لئے مسلمانوں سے محفوظ ہو جائے گی۔ لہذا انہوں نے آگے بڑھنے کا غرض کیا۔

ادھر مسلمانوں کو جب ایک طرف سے قافلہ کی آمد اور دوسری طرف کفار کے لشکر کی یغیر کا غم ہوا تو ان کے سامنے دو راستے تھے شمال میں تو فخر حملہ کر کے مال حاصل کریں۔ یا جنوب میں کفار کے لشکر کا مقابلہ کر کے دین حق کی سہ بندی قائم کریں۔

باہمی مشاورت کے بعد بنی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مؤخر الذکر راستہ اختیار کرنے کا کم

صادر فرمایا۔ زند ایک مسلمان اس فیصلہ پر اتنے خوش نہ تھے ان کے خیال میں وہ سیدھے موت کے منہ میں جا رہے تھے کیونکہ لشکر کفار کے ہم غیہ اور مسلمانوں کی تعداد حقیر میں کوئی مناسبت ہی نہ تھی۔ مہر آدھر ہر شخص کیل کانٹے سے لیس اور دوسرے مسلمانوں میں اکثر ہتھتے تھے۔ لیکن انجام کار حالات سے ثابت کر دیا کہ سرور دو عام صلی اللہ علیہ وسلم کا انتخاب بالکل برحق تھا۔ اور آخر کار حق کی فتح ہوئی اور نتیجہ ہر لحاظ سے مسلمانوں کے لئے خوشگوار نکلا۔

(یہ غزوہ بدر رمضان سنہ ۲ کا واقعہ ہے)

اب ارشاد ہوتا ہے کہ جس طرح ایک فریق بدر کے میدان میں علی الرغم اور مجبوری نکلا تھا اب مال غنیمت کی تقسیم پر بھی بعض ناخوشش ہیں کیونکہ زمانہ جاہلیت میں جو مال جس کے ہاتھ آجاتا وہی اس کا مالک بن بیٹھتا تھا۔ اب خداوند تعالیٰ کا حکم آگیا کہ سائے کا سارا مال غنیمت اللہ اور اللہ کے رسول کی ملکیت ہے جس طرح یاہیں تقسیم کریں۔ لیکن ان کو علم نہیں کہ گویا ہر طریقہ تقسیم ان پر ساق ہے لیکن اس کے دور رس نتائج نہ صرف اسلام بلکہ ان کے اپنے حق میں بغایت خوشگوار ہوں گے۔

= اَشْرَحَكَ رَبُّكَ مِنْ بَيْتِكَ بِالْحَقِّ (جس طرح) تیرے رب کا بچھے اپنے گھر سے (کفار کے مقابلہ میں) نکالنا حق بجانب تھا۔ اسی طرح خداوند تعالیٰ کا پڑا ان کے اَذْنَالُ بَلَّغَهُ لِلرَّسُولِ حق بجانب ہے)

= وَانْ فِي ذٰلِكَ لَعَلَّةٌ لِّمَنْ يَّرْجُو عَذَابًا (مومنوں کا ایک گروہ ناخوش تھا)

۸: ۶ = يُجَادِلُونَكَ فِي الْحَقِّ لَمَّا بَيَّنَّتَ (اس (تصادم) کو حق بجانب سمجھتے ہوئے بھی وہ آپ سے جڑ کر رہے تھے (حق ظاہر ہو جانے کے بعد بھی وہ آپ سے مجادل کر رہے تھے)

= كَا تَمَّاسَاتُونَ إِلَى الْمَوْتِ وَهُمْ يَنْظُرُونَ (وہ یوں محسوس کر رہے تھے گویا وہ موت کو سامنے اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہوئے بھی اس کے منہ میں (علی الرغم) لپکتے جا رہے تھے۔

(اس آیت پر انفال کے حکم اور کفار کے خلاف قتال کے حکم کا موازنہ ختم ہوا۔ ازاں بعد جنگ بدر کے واقعات کی تفصیل ہے)

۸: ۷ = وَادَّ جِبِ اس سے قبل اَذْكُرْ محذوف ہے (یاد کرو) یعنی اَذْكُرْ (ذکر)..... یاد کرو جب۔

= يَعِدُكُمُ وَعَدَ يَحْدُ (صَوَّبَ) وہ وعدہ کرتا ہے۔ مضارع وادہ مذکر غائب کُذْ ضمیر مفعول۔ جمع مذکر حاضر۔ یہاں مضارع یعنی ماضی استعمال ہوا ہے۔ جب اس نے تم سے

دو گروہوں میں سے ایک کام وعدہ کیا تھا۔

- اِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ - دو گروہوں میں سے ایک۔ یَعْدُ کا مفعول ثانی ہے۔

= اَنْهَاسُ الْكُفْرِ - کہ وہ تمہارے لئے ہے۔ اِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ کا بدل ہے۔ یہاں طَائِفَتَانِ

(دو گروہ) سے مراد - ایک تودہ قافلہ جو شام سے سامان تجارت لئے جا رہا تھا۔ اور دوسرا وہ مسلح

لشکر جو ابو سفیان کی قیادت میں مدینہ کی طرف بڑھا چلا آ رہا تھا۔ اور اللہ تعالیٰ کا وعدہ یہ تھا کہ ان

دونوں میں سے ایک پر تمہیں غلبہ دیا جائے گا (جسے تم منتخب کرو گے)

= تَوَدُّونَ - تم چاہتے ہو۔ وُدٌّ سے مضارع جمع مذکر حاضر۔ باب مع۔ مَوَدَّةٌ مصدر

وَدَدْتُ صیغہ مبالغہ۔ بہت چاہنے والا۔ بہت کرنے والا۔ ثَوَابٌ فیۃ والا۔

= الشُّوْكَۃُ - کاشا۔ مجازاً ہتھیار اور سختی کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔

= غَيْرَ اَدِّ الشُّوْكَۃِ جو قافلہ بغیر ہتھیاروں کے تھا۔ (یہاں مراد تجارتی قافلہ جو شام سے آ رہا تھا)

= يُحِثُّ - مضارع واحد مذکر غائب۔ منصوب بوجہ عمل اَنْ احقاق مصدر۔ سچ کو سچ کر دکھانا

حق کو قائم کرنے۔ حق کو ثابت کرنے۔ (باب افعل)

= بِكَلِمَتٍ - بِاَيَاتِهِ - اور بِاَمْرٍ - اپنی نشانوں سے یعنی عین لڑائی کے دوران فرشتوں

کا مومنوں کی امداد کے لئے نزول اور کفار کے دلوں میں رعب کا چھا جانا۔ یا اپنے ارشاد و حکم کے

ذریعہ سے کہ لڑنے کا حکم دے کر بادجو کی اسلحہ و قتل تعداد کے باختم مسلمانوں کو فتح عطا کرنا

= يَفْطَحُ - مضارع واحد مذکر غائب۔ منصوب بوجہ عمل اَنْ قَطَعَ مصدر۔ تاکہ کاٹ دے

تاکہ ہلاک کر دے۔ (باب فتح)

= ذَايِرٌ - جُرٌّ - بَحٌّ - بنیاد۔ بچھاڑی۔ بچھا۔ دُبُوْرٌ سے جس کے معنی پشت پھرنے کے

ہیں۔ اسم فاعل واحد مذکر۔

۹:۸ = تَسْتَفِيْضُوْنَ - تم فریاد کرتے ہو۔ تم فریاد چاہتے ہو اسْتَفِيْضَةٌ (استفعال) سے کسی کو مدد کے لئے پکارنا۔ فَاسْتَفِيْضَهُ السَّيْذِيُّ مِنْ شَيْعَتِهِ عَلَى السَّيْذِيِّ

مِنْ عَدُوِّهِ (۱۵:۲۸) تو جو شخص ان کی قوم سے تھا اس نے دوسرے شخص کے مقابلہ میں

جو موسیٰ علیہ السلام کے دشمنوں میں سے تھا۔ موسیٰ علیہ السلام سے مدد طلب کی۔

غِيْثٌ مدد مانگنا اور پانی مانگنا بھی ہو سکتا ہے۔ غِيْثٌ بمعنی بارش۔ جیسے کَمَثَلِ

غِيْثٍ اَعْجَبَ الْكُفَّارَ بِنَاتِهِ (۱۰:۵۴) جیسے بارش کہ اس سے کھیتی اگتی اور کسانوں

کو بھلی لگتی ہے۔

سُبْحَاب۔ اس نے بول کیا۔ اس نے مانا۔ اسْتَجَابَ (استفعال) سے مصدر جس کے معنی قبول کرنے اور ماننے کے ہیں۔ صیغہ واحد مذکر غائب ماضی معروف۔
 = مَيِّدٌ كَمُذْ۔ مضاف مضاف الیہ۔ مُيِّدٌ سَمِ فاعل واحد مذکر اِمْدَادُ (افعال) مصدر۔ مدد دینے والا۔

= مُرْدِفَيْنِ ۙ الْكَذِبِ۔ تابع بینی بہ وہ چیز جو دوسرے کے پیچھے ہو۔ لگاتار۔ پے درپے۔ ایک دوسرے کے پیچھے آنے والے۔

۸: ۱۰ = دَمَاجِلُهُ۔ میں مانا فیر ہے اور ضمیر قول کریم اتی مُيِّدٌ كَمُ کی طرف راجع ہے ای امداد من اللہ۔ بعض کے نزدیک اس کا مرجع نزول المستثناة ہے جو امداد کی عملی صورت ہے

۸: ۱۱ = يُفْتِكُ۔ مضارع واحد مذکر نائب تَفْتِيَةٌ بُرْزَن تفعلة باب تفعیل سے مصدر ہے جیسے تَصْدِيقٌ۔ تائیدیاں بجانا۔ (۸: ۲۵) اور تَصْلِيَةٌ (۵۶: ۹۴) نماز پڑھنا۔ یا ایدھن کا آگ میں جلنا۔ یہاں باب تفعیل سے متعدی بدو مفعول آیا ہے مفعول اول کُم اور مفعول ثانی النَّاسُ اس نے غلو کی سے تم کو ڈھانپ دیا۔ وہ غلو دگی سے تم کو ڈھانپ رہا تھا۔

= النَّاسِ۔ اسم معرفہ۔ اونگھ (تھانوی) خفیف سی نیند راغب،

= اَمْنَةٌ۔ مفعول لہ۔ امن دہین سے۔ یا مصدر ہے۔

= مِثْنٌ۔ ای من اللہ۔ اَمْنَةٌ کی صفت ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے حاصل ہونی تھی

= یہ میں ضمیر کا مرجع ماد ہے

= رِجْوٌ عَفْوٌ۔ بلا مذاب۔ کچکا اور لررائیے والا مذاب۔ پایداری۔ دوسرے شیطانی۔

شیطان کا موسیٰ کو پیاس سے ڈرانا

= لِيُزِلْطَ۔ تاکہ مضبوط کرے۔ (مہا کے دلوں کو) لِيُطْ مصدر (باب ضرب) مضارع منصوب

لوجہ لام تعلیل محذ

= یہ ای بالمد یا ہ ضمیر ربط کے لئے بھی ہو سکتی ہے۔

۸: ۱۲ = آتِي مَعَكُمْ۔ يُوْحٰی کا مفعول ہے۔ اور كَمُ ضمیر جمع مذکر حاضر۔ ملائکہ کے لئے ہے۔

بعض کے نزدیک یہ ضمیر المؤمنین کے لئے ہے

= فَخَيَّبُوا۔ تم ثابت قدم رکھو۔ تم استوار کرو۔ تم قائم رکھو۔ امر جمع مذکر حاضر۔ (خطاب لائے گئے)

مَاتِلِقٌ۔ انْفَاءً سے۔ مضارع واحد متکلم۔ میں ڈال دوں گا

= حَوْثِ الْعَتَاتِ۔ گردنوں پر گردنوں کے اوپر کے حصوں پر۔

= يَأْتُمُّ - اسی بسبب

= مَشَاتُوا - انہوں نے مخالفت کی۔ مَشَاتَهُ اور مَشَاتَى سے ماضی جمع مذکر غائب شاق کے معنی ہیں ضد۔ مخالفت۔ مقابلہ۔ اپنے دوست کی شق کو چھوڑ کر دوسری شق میں ہونا۔ شق طرف کو کہتے ہیں یعنی اللہ اور اللہ کے رسول کی طرف کو چھوڑ کر مخالف طرف اعتبار کر لی۔
ذَلِكَ مُتَدَابِعٌ اور بَانِمٌ مَشَاتُوا اللہ ورسولہ اس کی خبر ہے۔
= مَوَّ تَشَاتِي - مصارع مجزوم مکسور بالوصل۔ واحد مذکر غائب۔ باب مفاعلہ۔ جو مخالفت کرتا ہے۔

۱۴:۷ = ذَلِكُمْ كَافِرُونَ سے خطاب ہے۔ لے کافرو! یہ سزا ہے تمہاری۔
= فَذَرُوهُ۔ پس چکھو اسے۔ ضمیر واحد مذکر غائب۔ اس سزا کی طرف راجع ہے جس طرف اس کے میں اسارہ ہے۔ یعنی یہ موجود، سزا تو اب چکھو۔
= دَانٌ لِّلْكَافِرِينَ عَذَابٌ مُّأْتٍ وَأَوْعَاطِفٌ بھی ہو سکتی ہے اور دَاوْ لَمَعْنِ مع بھی۔ یعنی یہ عذاب مابعد تو اب چکھو۔ اور اس کے ساتھ عذاب آجل آخرت میں ملیگا جو جہنم کا عذاب ہے
۱۵:۷ = زَحَفًا - زَحَفٌ يَزْحَفُ (فتح) کا مصدر ہے زَحَفًا حال ہے مِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا کا۔ یعنی درآں مالیکہ کفار کثیر التعداد ہوں۔

زمخشری لکھتے ہیں۔ زحف وہ انبوه درانبوه لشکر ہے جو اپنی کثرت کی بنا پر ایسا معلوم ہونے لگے کہ گویا گھسٹ رہا ہے یہ زَحَفُ الصَّيْبِ سے ہے جس کا استعمال بچہ کے سر میں کے بل ذرا ذرا گھسنے کے لئے آتا ہے مصدری اسم ہو کر مستعمل ہے۔ اس کی جمع زَوَفٌ ہے
= فَلَا تَوَلَّوْهُمْ اِلَّا ذُبَارًا - تو ان کی طرف اپنی پیٹھیں مت پھیر۔ ادبار جمع ذُبُر کی
۱۶:۸ = مُتَحَوِّفًا - اسم فاعل منصوب۔ مفعول۔ تَحَوِّفٌ مصدر۔ (باب تَفَعَّلُ) مڑنے والا۔ پھرنے والا۔ دشمن کو فریب دینے کے لئے پیٹھ پھرنے والا۔ تاکہ پلٹ کر حملہ کرے یا لوٹ کر مسلمانوں کی صف میں آکر مل جائے تاکہ مدد حاصل کر سکے۔ پتیزا بد لئے والا۔ اصل مادہ حَوِّفٌ ہے۔

= مُتَحَوِّفًا - اسم فاعل منصوب مفعول مذکر۔ تَحَوِّفٌ مصدر باب تَفَعَّلُ۔ مڑ کر سمٹ کر اپنی جماعت کی طرف آنے والا تاکہ ساتھیوں کی مدد لے کر دوبارہ حملہ کر سکے۔
اصل مادہ حَوَّ اُجُوفٌ واوی ہے۔ مُتَحَوِّفٌ - چپیدہ چوڑا دیار سانپ کو بھی کہتے ہیں کیونکہ وہ سمٹا ہوا مڑا ہوا ہوتا ہے۔ اُخْوَزْتُوْكَ (افعال) اس نے اپنے کپڑوں کو سمیٹ لیا۔

جمع کر لیں

== باب۔ اس نے کیا۔ وہ چھرا روٹا۔ (باب نصر) بَوَّاءَ سے جس نے معنی سمجھنا نہ درست نہ اور جگہ ہوا نہ آنے کے ہیں مجازاً اس نے اور لوٹے۔ افراد نہ آنے کے بھی آتے ہیں۔
 — مَادُوں مَادُوں مصنف۔ وہ فیروزہ مندر کرنا ب مصنف الیر اس کا شہانہ اس کی مکہ ادوی یا ادوی (ضرب) سے مصدر اور اسم ظرف۔

قرآن میں جہاں مَادُوں بصورت اضافت استعمال ہوا ہے وہاں اسم ظرف کے معنی میں آیا ہے — اور جہاں بغیر اضافت کے اسماں مواب وہاں مصدری معنی مراد ہیں مثلاً عِنْدَ هَابَتَهُ الْمَادُوں ۵۲: ۱۵ میں مَادُوں مصدر مصنف ایہ —
 — الْقَصِيْرُ۔ اسم ظرف مکان۔ نیز مصدر ضار یَصِيْرُ (ضوب) سے۔ صَمُوْ مَادُوں۔ ٹوٹنے کی جگہ۔ ٹھکانہ۔ قرار گاہ۔

۸: ۱۷ — رَمِيَتْ۔ تو نے پھینکا۔ رَمَى يَرْمِي (ضوب) سے ماضی واعد مذکر ماضی ناقص
 = لَيْبِلِي۔ لام تعلیل۔ مضارع واعد مذکر غائب الخ لَيْبِلِي (باب افعال) ابتداء مصدر يَلْبُو وَيَلِي مَادُوں۔ ملتی و بدلہ کے معنی کپڑے کا پرانا اور بوسیدہ ہونے کے ہیں۔ اسی سے — بِلَادَةُ الشُّفَرِ اسی ابتداء کا حاورہ ہے۔ یعنی سفر نے لے لا کر دیا اور نَلُوْتُكَ مَعْنٰی ہیں میں نے اسے آزمایا۔ گویا کثرت آزمائش سے میں نے اسے کچھ کر دیا اور اسی آزمائش کے معنی میں اس کا اثر استعمال ہوتا ہے وَلَنْبَلُوْتُكُمْ لَشَيْءٍ مِنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ (۲: ۱۵۵) اور ہم کسی قدر خوف اور بھوک سے تمہاری آزمائش کریں گے۔ یا اِنَّ هٰذَا لَهٗوَ الْبَلُوِّ الْعَبِيْنِ (۱۰۶: ۳۷) بلاشبہ بہ صریح آزمائش تھی۔ تکلیف کو بھی بِلَادُ کہا گیا ہے کیونکہ تکلیف بھی ایک طرح کی آزمائش ہی ہے۔ بیسے وَلَنْبَلُوْتُكُمْ حَتّٰی تَعْلَمُوْا الْعِبَادِيْنَ مِنْكُمْ دَعَلُمُ الْمُشَابِرِيْنَ (۳۷: ۳۱) ہم تم کو نہ در آزمائش میں ڈالیں گے تاکہ تم میں سے مجاہدین اور مبتلا بہت قدم پہنچنے والوں کو معلوم کریں (یعنی جہاد کی تکلیف میں مبتلا کر کے)

اللہ تعالیٰ کبھی بندوں کا تنگی کے ذریعہ امتحان لینے ہیں کہ ان کے صبر کو جانچیں اور کبھی خوش حالی سے آزماتے ہیں کہ اس کے بند سے شکر گزار بنتے ہیں یا نہیں۔ اور اس میں شک نہیں کہ کا حق صبر کرنا آسان ہے بہ نسبت کہ کا حق شکر کرنے کے۔ کیونکہ آرام و آسائش میں انسان زیادہ نفسانی خواہشات میں محو ہو جاتا ہے اور اپنے منعم کو اور اس کا شکر بجالانے کو بھول جاتا ہے۔ اسی بنا پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں مَنْ وَشِعْ

غَلِيْبِهِ دُنْيَاهُ فَخَلَمُوْهُ لِيُخْلَمُوْا اِنَّهُ قَدْ مَكَّرَ بِدُفْعِهِمْ مَّخْدُوْرَةً عَنْ حَقِّهِ حَسْبُ يَوْمِنَا
فراخ کی گئی اور اسے یہ معلوم نہ ہوا کہ آزمائش کی گرفت میں ہے تو وہ فریب خوردہ اور عقل
و فکر سے محروم ہے۔

اور حضرت نمر کا توں ہے بلینا بالصِّرَآءِ فصَيَّرْنَا وَبَلَيْنَا بِالْمَسْرِآءِ فَلَمَّا لَصَبُوْ-
تُكَلِيْف سے ہمیں آزمایا گیا تو ہم نے صبر کیا اور فراخ حال سے ہیں آزمایا گیا تو صابر نہ بنے
ان ہی معانی کی روشنی میں بعض نے لبیلی المؤمنین مند بلاء حسناً کا ترجمہ
کیا ہے۔ تو یہ اس لئے تھا کہ اللہ تعالیٰ مومنوں کو ایک بہترین آزمائش سے کامیابی کے ساتھ
گزار دے۔ (تفہیم القرآن) تاکہ اللہ تعالیٰ اپنے مومن بندوں کو اپنی جانب سے ایک باوقار
آزمائش سے آزمائے۔ (عید اللہ یوسف علی)
لیکن جمہور مفسرین نے بلاء کا معنی احسان۔ عطا اور نعمت لیا ہے۔ اور یبلی
کا مطلب عطا کرنا یا نعمت کے نوازا۔
الحانن لکھتے ہیں :-

فَقَدْ اَجْمَعَ الْمَفْسُوْرُوْنَ عَلٰی اَنْ الْبَلَاءَ هُنَا بِعَنِ النِّعْمَةِ . مفسرین اس پر متفق ہیں کہ یہاں
بلاء سے مراد نعمت ہے
صاحب کشف رطمنا نہیں :-
وَلِبَّيْلِي الْمُوْمِنِيْنَ مِنْدُ بَلَاءٍ حَسَنًا . اِیْ لِعَظِيْمِهِمْ عَطَاءٌ جَبِيْلًا . تاکہ مومنین کو عطا جلیل
نوازے۔
ہیفاوی لکھتے ہیں :-

وَلِنِعْمَةٍ عَلَيْهِمْ نِعْمَةٌ عَظِيْمَةٌ بِالنَّصْرِ الْغَنِيْمَةِ . تاکہ اللہ تعالیٰ ان کو فتح اور مال غنیمت کی
نعمت عظیم عطا فرمائے۔
صاحب منتہی الادب نے مجملہ دیگر معانی کے اَبْلَاءُ بَلَاءُ کا معنی نعمت داد اور اے کیا ہے
یعنی کفار کا مومنوں کے مومنوں کے ہاتھوں قتل اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست
مبارک سے التڑھنی کا معجزہ اس واسطے عمل میں لایا گیا کہ اللہ تعالیٰ مومنوں کو فتح اور مال غنیمت
کی نعمتوں سے نوازے۔

۱۸: ۸ = ذَلِكُمْ . یہی ۔ کُمُ نَمِيْزُ جَمْعٍ مُّخَاطَبٍ . یہ معاملہ تو تمہارے ساتھ تھا (اشارہ ہے بلاتین
کی طرف) معطوف غیر

= د - عطف کے لئے ہے۔ اور اجمالاً کافروں کا تعلق ہے ان کے ساتھ معاملہ یہ ہے
 = اِنَّ اللّٰهَ مُؤْمِنٌ كَيِّدٌ الْكَافِرِيْنَ - معطوف ہے ذَلِمْ پر۔

= مُؤْمِنٌ اسم فاعل - واحد مذکر - صفت - دھوکہ - کمزور کرنے والا۔

= كَيِّدٌ الْكَافِرِيْنَ - مصناف مصناف الیہ - دونوں مل کر مؤمن کے مصناف الیہ۔

کافروں کی چال - کافروں کا مکدر فریب - اس کی جمع کیاؤ ہے

۸: ۱۹ = تَسْتَفْخِجُوْا - تم فتح پاتے ہو - تم فیصلہ چاہتے ہو - (باب استفعال) اِسْتَفْخِجَ سے
 جمع مذکر ماضی - ان شرطیہ کے آنے سے نون اعرابی مذکر ہو گیا ہے - اصل میں تَسْتَفْخِجُوْنَ تھا۔

فتح الحاکم بَيْنَ النَّاسِ - حاکم - لوگوں کے درمیان فیصلہ دیا - الْفَتْاحُ صیغہ مبالغہ۔

قاضی - فیصلہ کرنے والا - یہاں خطاب کافروں سے ہے - انہوں نے الفتح - ماں لگا تھا

کہ جب کفار مکہ سے روانہ ہوئے تھے تو غلاف کعبہ کو بکرا کر انہوں نے دعا مانگی تھی اَللّٰهُمَّ

اِنْ كَانَ مُحَمَّدٌ عَلَى الْحَقِّ فَانصُرُوْهُ اِنْ كُنَا عَلَى الْحَقِّ فَانصُرْنَا اے اللہ اگر محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام

حق پر ہیں تو ان کو فتح دے اور اگر ہم حق پر ہیں تو ہمیں فتح دے۔

سوار شاد ہو رہا ہے کہ اگر تم فیصلہ کے طلبگار تھے فغدا جاء کہ الفتح تو لو فیصلہ تھا ہے

پاس آ پہنچا۔

= اِنْ تَشْتَهُوْا - اگر تم باز آ جاؤ - اِنْ تَهَادَوْا (اِفْعَالٌ) مصدر سے مضارع - جمع مذکر ماضی - اِنْ

شرطیہ کی رو سے نون اعرابی گر گیا۔

= اِنْ اَعُوْذُوْا - اگر تم پھر کرو گے (اِشْرَارٌ) عُوْذٌ سے مضارع جمع مذکر ماضی - نون اعرابی

لوجہ اِنْ شرطیہ ساقط ہو گیا۔

= لَعْنَةُ مَضَارِعِ جَمْعٍ مُّكْمَلٍ - عُوْذٌ مصدر (باب نصر) ہم بھی دوبارہ کریں گے - (یعنی ہم بھی پھر

تمہیں سزا دیں گے)

= لَعْنَةُ - وہ کام آئے گی - وہ کفایت کرے گی - اِغْنَاؤُ سے مضارع واحد مؤنث غائب۔

= فَنُشْكَمُ - تمہارا گروہ - تمہاری جمعیت۔

۸: ۲۰ = لَا تَوَلَّوْا - فعل نہی جمع مذکر حاضر - مت پھرو - تَوَلَّى سے معنی منہ پھیرنا - اصل میں

تَوَلَّوْا تھا - ایک تاء مذکور ہو گئی۔

= عَنْهُ - میں - ضمیر واحد مذکر حاضر - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف راجع ہے - کیونکہ

موجب ارشاد باری تعالیٰ مَنْ يُّطِيعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اطَاعَ اللّٰهَ (۸۰: ۴) جس نے رسول

صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی پس اس نے اللہ کی اطاعت کی۔ گویا رسول کی اطاعت اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے۔

یا یہ ضمیر اللہ اور اس کے رسول دونوں کی طرف راجع ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔
وَاللّٰهُ مُدْرِسُوْهُ اَحَقُّ اَنْ يُزَوِّجُوْهُ۔ (۹: ۶۲) حالانکہ اللہ اور اس کا رسول زیادہ مستحق ہے کہ وہ اسے راضی کریں۔

یا یہ ضمیر امر بالطاعت کی طرف راجع ہے کہ اللہ اور اللہ کے رسول کی اطاعت کرو۔ اور اس کے حکم سے مرتبائی نہ کرو۔

۸: ۲۲ = مَثَرُ اللَّدِّ دَابٌّ۔ الْمَدَّ دَابٌّ۔ دَابَّةٌ کی جمع ہے۔ جانور۔ چارپائے۔ پاؤں دھرنے والے۔ ریگنے والے جانور۔ تمام جانوروں میں سب بدتر۔ منہ اصل میں اَشْرُ تھا۔ کثرت استعمال سے ہمزہ ساقط ہو گیا۔ اسی طرح خیر بھی اصل میں اخیر تھا۔
= اَلضَّمُّ اَلْبِكْمُ۔ بہرے اور گونگے۔

ان لوگوں کو جو سستے ہیں مگر کان نہیں دھرتے تصدیق حق نہیں کرتے۔ ان کو زمرہ حیوانات میں شامل کیا۔ پھر ان کو سب بدتر زمرہ میں رکھ دیا کہ حیوان بھی ہیں اور اس پر مستزاد یہ کہ بہرے اور گونگے ہیں کہ سمجھتے ہی کچھ نہیں۔

۸: ۲۳ = لَا تَسْمَعُوْهُ۔ وہ ان کو ضرور سنا دیتا۔ اِسْمَاعٌ (انفال) سے بمعنی سنا دینا۔ ماضی واحد مذکر غائب۔ هُذُ ضمیر مفعول جمع مذکر غائب لام برائے تاکید۔
= وَهْمُهُ مُعْرِضُوْنَ۔ وادحالیہ۔ اور هُذُ مُعْرِضُوْنَ حال ہے۔ درآخالیہ وہ روگردانے والے ہوں گے۔

۸: ۲۴ = اِسْتَجِیْبُوْا۔ تم مکمل مانو۔ تم قبول کرو۔ استجابة (استفعال) سے امر جمع مذکر حاضر = دَعَاكُمْ۔ دَعَا۔ ماضی واحد مذکر غائب یہاں بھی ضمیر واحد آئی ہے جس طرح ۸: ۲۰ میں عَنْهُ میں آئی ہے۔

= لَمَّا يُجِیْبُكُمْ۔ ای اِلٰی مَنِ الَّذِیْ یُجِیْبُكُمْ۔ ایے امر کی طرف جو تمہارے مردہ دلوں کو اور روتوں کو حیاتِ نو بخشی ہے۔

= یَحْزِلُ۔ حَزَلَ سے باب نصر مضارع واحد مذکر غائب۔ اللہ اڑ بن جاتا ہے۔ اللہ عامل ہو جاتا ہے۔

قَلْبُهُ ای اھواند۔ اس کے ارادے۔ اس کی خواہشات۔ یعنی اس کے دلی ارادوں اور

خواہشات کی تکمیل اس کے اپنے بس کی بات نہیں بلکہ یہ خداوند تعالیٰ کے آغوشِ رحمت میں
 ۸: ۲۵ = حَاسَّةٌ - خاص کر جن کر حَقُّ سے جس کے معنی مخصوص کرنے کے ہیں۔ یہ یا
 تو الذین ظلموا منکم کو مخصوص کرنے کے لئے ہے یعنی دُرو اس فتنہ سے جس کی ثامت
 اعمال مخصوص طور پر ان ہی لوگوں تک محدود نہ ہے گی جنہوں نے تم میں سے ظلم کا ارتکاب
 کیا ہو (بلکہ دوسرے بھی اس کی لپیٹ میں آجاتے ہیں) مراد اس سے ابتلائی فتنے ہیں مثلاً
 امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے غافل ہو جانا۔ ترک جہاد۔ میدان جہاد سے فرار وغیرہ
 ۸: ۲۶ = مُتَضَعُّونَ - اسم مفعول۔ جمع مذکر۔ (باب استفعال) اِسْتَضَعْتُ سے
 ناتواں اور کمزور سمجھے گئے۔ عاجز پائے جانے والے لوگ۔ یعنی تمہیں حقیر اور ناتواں خیال کیا
 جاتا تھا۔

= يَتَخَطَّفُكُمْ - مضارع واحد مذکر نائب۔ کم ضمیر مفعول۔ جمع مذکر حاضر۔ تَخَطَّفَ (تَفَعَّلَ)
 مصدر۔ کہ تم کو اچک لیں۔ تم کو جھپٹ لیں۔

خَطَفَ يَخِطِفُ (ضوب) و اِخْتَطَفَ يَخْتَطِفُ اِخْطَافٌ (افتعال) کسی چیز
 کو سرعت سے اچک لینا۔ یکاد البرق یخطف البصار (۲: ۲۰) قریب ہے کہ بجلی (کی
 چمک) ان کی آنکھوں کی بصارت کو اچک لے۔

وَيَخْطِفُ النَّاسُ مِنْ حَوْلِهِمْ (۲۹: ۶۷) اور لوگ ان کے گرد و نواح سے اچک
 لئے جاتے ہیں۔

= اُولَئِكَ - اس نے تم کو ٹھکانہ دیا۔ اس نے جگہ دی۔ اِیْذَاءُ سے ماضی واحد مذکر
 غائب۔ کم ضمیر مفعول جمع مذکر حاضر۔ ادی۔ مادہ

= اَیَّدَکُمْ - تم کو قوت دی۔ تمہاری مدد کی۔ تَامِیْدٌ (تَفَعَّلَ) سے جس کے معنی
 مدد کرنے اور قوت دینے کے ہیں۔

۸: ۲۷ = لَا تَخُونُوا - تم خیانت نہ کرو۔ حِیَانَةٌ سے (باب نصر)

= تَخَوَّنُوا اَمَلْتُمْ - تَخَوَّنُوا مضارع مجزوم ہے اور لَا تَخُونُوا پر عطف ہے
 تقدیر کلام یوں ہے وَلَا تَخَوَّنُوا اَمَلْتُمْ۔ اور نہ آپس کی امانتوں میں خیانت کرو
 = وَ اَنْتُمْ لَعَلَمُونَ - اور تم اس خیانت کے قبیح اور مذموم ہونے کو جانتے ہو۔

۸: ۲۸ - فِتْنَةٌ = آزمائش۔ قرآن حکیم میں یہ لفظ اور اس کے مشتقات مختلف معانی
 میں استعمال ہوئے ہیں۔

۲۹:۸ = يَجْعَلُ لَكَ يَجْعَلُ مَضَارِعَ مَجْزُومٍ بِوَجوبِ شرط. پیدا کرے گا تمہارے لئے۔ میتا کرے گا تمہیں۔

= فَرَقَانَا فَرَقَانِ کے لفظی معنی فرق کرنے والی چیز کے ہیں۔ مفسرین نے اس جگہ متعدد معانی سے یہی اور توفیق۔ جو حق کو باطل کو الگ الگ کرتا ہے۔

۲: فتح۔ جو حق کو باطل سے اور کفر کو اسلام سے۔ یقین کو شبہات سے نتیجہً الگ۔ الگ کر دیتی ہے
۳: وہ چیز جو تمہارے تمام ڈر دور کر دے گی۔ مایہ فراق بلینکہ وای مانعان۔ جو تمہارے اور جس سے تم ڈرتے ہو اس کے درمیان فرق کرے

۴: ایسے معجزات کہ جن سے تمہیں دنیا میں ایک نمایاں مقام حاصل ہوگا۔ اور تمہاری شہرت ہوگی۔
= يَكْفِرُ مَضَارِعَ مَجْزُومٍ بِوَجوبِ شرط۔ دور کر دیکھا۔ زائل کر دیکھا۔

۲۰:۸ = لِيُثْبِتُوا لَام تَعْلِيل کے لئے۔ يَثْبِتُوا اثبات الافعال سے مضارع مع مذکر غائب تاکہ تم کو قید کر لیں گرفتار کر لیں۔ باندھ لیں۔

= يَنْكَرُ مَضَارِعَ وَاحِدٍ مَذْكَرٍ غَائِبٍ۔ وہ خفیہ تدبیریں کر رہے تھے۔ یا کر رہا تھا (ملاحظہ ہو ۶: ۹۹)
۳۱: ۸ - اسَاطِيرُ۔ کہانیاں۔ من گھڑت کھسی ہوئی باتیں۔ اسْطُورَةُ کی جمع

۳۳: ۸ - وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ لَا يَتُوبُونَ اور جب تک تو اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان (مشرکین مکہ) میں موجود تھا تو اللہ ان کو عذاب دینے کا نہ ہوا۔ اور نہ ہی وہ ان کو عذاب دینے والا بواحیہ تک وہ استغفار کر سکتے تھے یعنی ان میں یہ صلاحیت موجود تھی۔

وَهُمْ لَا يَسْتَغْفِرُونَ کے متعلق مفسرین کے مختلف اقوال ہیں۔

بعض کے نزدیک یہ کہ جب مشرکین بیت اللہ کا طواف کرتے تو یہ پڑھتے تھے۔ لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ الْأَشْرَافُ هَؤُلَاءِ تَمْلِكُهُ وَمَا مَلَكَتْ غَضْرَاؤُكَ۔ اسی طلبِ غفران کی وجہ سے وہ عذاب سے مامون ہے۔ لیکن یہ صورت حال تو فتح مکہ تک بدستور رہی اور اس کی موجودگی میں ہی فسحِ مکہ کی صورت میں وہ معتبور ہو گئے۔

بعض نے کہا ہے کہ دن کو وہ یہ کہتے ان کاں ہذا هو الحق من عندك فامطر علينا حجارة من السماء۔ لیکن رات کو اپنی ندامت کا اظہار کرتے اور دعا کرتے غُفْرَانُكَ اللَّهُمَّ لَهَذَا ان پر عذاب نہ آیا۔ لیکن اس میں بھی وہی مذکور بالا اعتراض ہو سکتا ہے اس کے علاوہ دیگر اقوال بھی ہیں۔ سب سے زیادہ قابلِ فہم وہی ترجمہ ہے جو اوپر کیا گیا ہے یہ ترجمہ عبد اللہ یوسف

عملی نے کیا ہے اور تفہیم القرآن میں بھی اس مفہوم کو اختیار کیا گیا ہے۔
حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے :

وَفِيهِمْ مَنْ سَبَقَ لَهُ مِنَ الْعَنَاءِ أَنَّهُ يُؤْمِنُ وَيَسْتَغْفِرُ - مثل ابی سفیان بن حرب - صفوان بن امیہ - عکرمہ بن ابی جہل و سہیل بن عمرو -

(اور ان مشرکین میں بعض ایسے تھے کہ جن پر اللہ تعالیٰ نے پہلے ہی خنایت کر رکھی تھی کہ وہ ایمان لے آئیں گے اور اپنی سابقہ غلط روی کی معافی مانگ لیں گے۔

۸: ۳۴ = ذَمَّاهُمْ - اور کیا حذر نہ ان کے لئے کیا وجہ کیا امام مان رہے کیا بتان کے لئے
يُحْصِدُونَ - حَصْدٌ يَحْصِدُ (نص) سے مفارح جمع مذکر غائب - وہ باز کھتے ہیں وہ روکتے ہیں
= اُولِيَاءُ - میں کہ ضمیر واحد مذکر غائب المسجد الحرام کی طرف راجع ہے - اُولِيَاءُ
اس کے متولی - اس کی ولایت کے مستحق - مضاف - اُولِيَاءُ جمع ہے اس کا واحد ولی ہے

۸: ۳۵ = مُكَاءَ - منہ سے سیٹی بجانا - اور اسیوں سے جنگی بجانا - مَكَاءُ مَكَاةٍ (نص) مَكَاءُ
کے معنی پرند کے سیٹی بجانے کے ہیں -

۱ مشرکین و کفار کی ناز بے روح ہونے کے اعتبار سے پرندوں کی سیٹی کے ہنزلہ ہے۔
مُكَاءَ مَكَاةٍ - دونوں مصدر ہیں - مکومادہ -

= تَصْدِيْدٌ - تَصْدِيْدٌ يَصْدِيْدُ تَصْدِيْدٌ (تفعل) بِسَدِّ يَدٍ - دونوں ہاتھوں سے
تالی بجانا - التَصْدِيْدُ صدائے بازگشت کو کہتے ہیں -

مشرکین کی ناز کو مکاہ و تصدیہ اس کے بے روح ہونے کی وجہ سے کہا گیا ہے جیسا کہ
بحوالہ بالا - راغب نے تحریر کیا ہے - یا جیسا کہ امام قرطبی نے لکھا ہے -

كانت قولش تطوف بالبيت عواةً يصفقون ويصفرون فكان ذلك عبادة
فی ظنهم - قریش ننگے ہو کر طواف کعبہ کیا کرتے تھے اور تالیاں اور سیٹیاں بجاتے تھے اور
ان کے خیال میں یہ عبادت تھی -

حضرت ابن عباس سے بھی ایسی ہی روایت ہے کہ کفار طواف کعبہ بالکل ننگے ہو کر کیا
کرتے تھے اور سیٹیاں اور تالیاں بجانا ان کی ناز تھی -

= فَذُوقُوا الْعَذَابَ - پس چکھو عذاب العذاب سے مراد جنگ بدر میں ان کی
ہزیمت اور ان کا قتل اور اسیر ہونا مراد ہے -

۳۶:۸ = سَيَنْفِقُونَهَا۔ سب مستقبل کے لئے آیا ہے۔ يَنْفِقُونَ۔ انْفَاق سے مضارع جمع مذکر غائب کا صیغہ ہے اور ہا ضمیر واحد مؤنث غائب اُمَوال کی طرف راجع ہے (یہ آئندہ بھی اسی طرح) خرچ کریں گے۔

= لَمْ تَكُونْ عَاقِبَةُ انْفَاقِهَا۔ پھر ان کا یہ مال خرچ کرنا ان کے لئے باعثِ حسرت (و ندامت) بن جائے گا۔

= جَعَلَهُمْ۔ اگر مجبور ہے لیکن م بالفتح آیا ہے بوجہ غیر منفوت ہونے کے۔ غیر منفوت بوجہ عجب اور تانیث کے ہے

= يُحْشَرُونَ۔ يَسْأَلُونَ۔ ہانک کر پچائے جائیں گے۔ مضارع مجہول جمع مذکر غائب مصدر سے مضارع واحد مذکر غائب۔ ک ضمیر مفعول واحد مذکر غائب۔

باب نصر۔ ک ضمیر الخبیث کی طرف راجع ہے۔ الخبیث یہاں اسم جنس ہے۔ یعنی خبیثوں کا گروہ۔ خبیث لوگ۔

= فَيَجْعَلُهُ۔ پھر ڈال دے اس جنس خبیث کو۔

= اُولَئِكَ۔ الفریق الخبیث۔

۳۸:۸ = يُخَفَّوْا۔ مضارع مجہول واحد مذکر غائب مضارع مجزوم بوجہ جواب شرط۔ معاف کر دیا جائے گا۔

= يَحْذَرُوا۔ جمع مذکر غائب مضارع مجزوم بوجہ جواب شرط۔ عَوْدُ مصدر۔ باب نصر، اگر وہ لوٹے۔ اگر انہوں نے دوبارہ لڑائی کی۔ اگر انہوں نے پہلی کرتوتیں دہرائیں۔

= فَقَدْ مَحَسَتْ سُنَّةَ الْدَّالِیْنِ۔ تو پہلے (نافرمانوں) کے ساتھ ہمارا طریقہ عمل گذر چکا ہے یعنی ماضی میں جب بھی نبیوں کی امتوں نے ان کی نافرمانی کی تو جو سلوک ہم نے ان کے ساتھ کیا تھا وہ تائید میں موجود ہے اور یہ جانتے ہی ہیں۔ مکافاتِ عمل کا وہی قانون ان پر بھی لاگو کیا جائے گا۔

۳۹:۸ = فَنَسْتَأْذِنُ۔ ای ضار فی الضم (مظہری) شرک (بیضاوی)

= اَکْذِبْنَ۔ دین الاسلام (الحازن)۔ مدارک التنزیل۔ بیضاوی۔ الکشاف۔

الذین۔ بمعنی القهر۔ الغلبة۔ الاستعلاء۔ والسلطان۔ یعنی غلبہ۔ بالادستی۔

قوت و اقتدار۔ (مظہری)

= مَوْلَانَكُمْ۔ ماصرکم۔ ومعیکم۔ تمہارا حامی و مددگار۔

يَا رَهْ
وَأَعْلَمُوا

(١٠)
الْأَنْفَالُ وَالتَّوْبَةُ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ۝

وَأَعْلَمُوا أَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ

۸: ۲۱ = اَنَّمَا = اَنَّ اور مَا سے مرکب ہے اَنَّ حرف مشبہ بالفعل یعنی بیشک تحقیق۔ بجز اس کے نہیں۔ مَا۔ موصولہ ہے معنی الَّذِي۔ جو چیز۔ جو مال۔

= غَنِمْتُمْ۔ ماضی جمع مذکر حاضر۔ (باب سبع) غَنِمْتُ اور غَنِمْتُمْ۔ مصدر۔ الغَنَمُ۔ بکریاں۔ وَمِنَ الْبَقَرِ وَالْغَنَمِ (۶: ۶) اور گائیوں اور بکریوں میں سے۔ اِنْج۔ اَلْغَنَمُ کہیں سے بکریوں کا ہاتھ لگنا۔ ان کو حاصل کرنا۔ پھر یہ لفظ ہر اس چیز پر بولا جانے لگا جو دشمن یا غیر دشمن سے حاصل ہو۔ خاص طور پر فتح کے بعد دشمن سے چھینا ہوا مال۔

غَنِمْتُمْ تم نے دشمن سے پایا۔ یا چھینا۔ لیکن غیر دشمن سے حاصل شدہ مال بھی غنیمت میں شمار ہے۔ قرآن میں ہے فَوَيْلٌ لِلَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ عَذَابِ اللَّهِ كَثِيرًا (۳۱: ۹۴) سوائے کے پاس بہت سی غنیمتیں ہیں۔

= مِّنْ شَيْءٍ۔ مِّنْ بیانہ ہے۔ اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ۔ جو کوئی چیز بھی تم مالِ غنیمت میں حاصل کرو۔

= ذِي الْقُرْبَىٰ۔ اَلْقُرْبَىٰ۔ اسم مصدر ہے معنی قرابت۔ رشتہ داری۔ ذِي یعنی دُو۔ بحالتِ جر ہے۔ والا۔ صاحب۔ ذِي الْقُرْبَىٰ۔ قرابت رکھنے والا۔ رشتہ دار۔ قرابت دار = اَبْنِ السَّبِيلِ۔ مسافر۔ راہ نور۔

= وَمَا أُنْزِلْنَا۔ بِاللَّهِ پر معطوف ہے۔ اور مَا أُنْزِلْنَا سے مراد وہ آیات جو جنگ بدر کے دوران نازل ہوئیں۔ الملائکہ جو مسلمانوں کی امداد کو حکم ایزدی اتر کر شامل ہوئے اور فتح جو نتیجہ حاصل ہوئی

= يَوْمَ الْفُرْقَانِ۔ حق اور باطل کے درمیان تمیز کرنے والا دن۔ مراد یہاں یومِ بدر = اَلْأُتَىٰ۔ آئے سامنے ہوئے۔ بالمقابل ہوئے۔ ان کی مدد بھڑ ہوئی۔ ماضی واحد مذکر غائب

الْبَيْعَةُ مَصْدَرُ اِنْفَعَالٍ لَقِيَ مَادَهُ

= الْجَنْحُوتِ دُغْرُوہ - دُفُوجِیں - جَنْحٌ کا تثنیہ ہے مراد یہاں مسلمانوں کی فوج اور کفار کی فوج ہے۔

۴۲: ۸ = اِذْ يَأْتِيَوْمَ الْفُرْقَانِ سے بدل ہے یا اس کی تقدیر یوں ہے اُذْکُوفَا اِذَا نَسْتُمْ۔

= اَلْعُدُوَّةُ - جانبِ وادی: کنارہ - اس کی جمع عِدَدٌ ہے اس کو مین کی کسر کے ساتھ عِدَّةٌ بھی پڑ جاتا ہے اس صورت میں اس کی جمع عِدَدِی ہوگی۔

بدر کے اطراف و جوانب میں جو پہاڑ ہیں ان کے مختلف حصے مختلف ناموں سے موسوم ہیں ان میں سے دو پہاڑیاں جو دور - ریت کے دو سفید تودوں کی شکل میں دکھائی دیتی ہیں - اب بھی ان میں سے جو پہاڑی مدینہ منورہ کی جانب ہے اس کا نام العُدَّةُ المدنیہ ہے اور دوسری جو مکہ کی طرف ہے العُدَّةُ القصویٰ سے موسوم ہے اور جو بہت اونچا سا پہاڑ ان دونوں کے درمیان ہے وہ آجکل جبلِ اسفل کہلاتا ہے کیونکہ اس کے نیچے نیچے البوسفیان اپنے تجارتی قافلہ کار راستہ کاٹ کر سمندر کے کنارے گزر گیا تھا جو بدر سے تین میل کے فاصلہ پر ہے جس کا ذکر قرآن پاک میں بایں الفاظ آیا ہے وَالزَّكِبُ اَسْفَلَ مِنْكُمْ۔ (اور کارواں تم سے نیچے تھا)

= اَلدُّنْيَا - اَذْنٰی کی مؤنث ہے جو دُنْیَا یَذْنُو (قریب ہونا) سے افعَل التفضیل کا میغ ہے مراد وادی بدر کی وہ سمت جو مدینہ منورہ سے قریب تر تھی۔

= اَلْقُصْوٰی - اَحْشٰی سے مؤنث ہے جو قُصْوٰی یَقْصُو سے اسم تفضیل ہے اور یہاں العُدَّةُ القصویٰ سے مراد بدر کی وادی کی وہ جانب جو مدینہ منورہ سے دور والی جانب واقع تھی۔

= اَلزَّكِبُ - کہ رواں - قافلہ سوار - رَاكِبٌ کی جمع جس کے معنی سوار کے ہیں۔

= تَوَاعَدْتُمْ - تم نے ایک دوسرے سے وعدہ کیا تُوَاعَدْتُ اَلْقَاسِلَ سے ماضی جمع مذکر ماضی ہے۔

= لَاخْتَلَفْتُمْ - اِخْتِلَافٌ سے ماضی جمع مذکر حاضر۔ لام تاکید کے لئے۔ تم ضرور آپس میں اختلاف کرتے۔

= اَلْبَيْعَادُ - فُوتِ زمان - وعدہ کا وقت۔

وَلَوْ تَوَاعَدْتُمْ لَاخْتَلَفْتُمْ فِی الْبَيْعَادِ - اور اگر تم ہر دو فریق یعنی مسلمان ایک طرف اور کفار دوسری طرف ایک دوسرے کے ساتھ لڑائی کا وعدہ کرتے تو تم دونوں وقت وعدہ کی خلاف ورزی

کرتے اور تقدیم و تاخیر سے کام لیتے۔ یعنی تم اس واسطے باز رہتے کہ تمہارے مقابل میں ان کی تعداد کثیر تھی اور وہ باقاعدہ مسلح تھے اور وہ اس واسطے کتر جاتے کہ ان کے دلوں میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کی ہیبت تھی۔ اس طرح تم ایک دوسرے کے آمنے سامنے نہ آتے۔

== ذَلِكُنَّ - اِی وَلٰكِن اللّٰهُ جَمَعَكُمْ عَلٰی عَيْنِ مِيعَادٍ - لیکن اللہ تعالیٰ نے تم ہر دو فریق کو کسی مقررہ وقت کے بغیر ہی آپس میں مل کر دیا۔ (کیونکہ مسلمان مدینہ سے قافلہ کے لئے نکلے تھے اور کفار مکہ سے قافلہ کی حفاظت کے لئے نکلے تھے۔ لیکن بعد میں حالات نے مشیت ایزدی کے تحت ان کو جنگ بدر میں باہم مل کر دیا۔

== لِيَقْضِيَ - مضارع واحد مذکر غائب - قَضَاءٌ مصدر - (باب ضرب) قَتْلًا يَقْضِيْ كَرُوہ پورا کر دے۔

== لِيَقْضِيَ اللّٰهُ اَمْرًا كَانَ مَفْعُوْلًا ط تا کہ اللہ تعالیٰ اس امر کو پورا کر دے جس نے ہونا ہی تھا۔ (یعنی جس کے ظہور میں آ جانے کا فیصلہ اللہ تعالیٰ کر چکا تھا،
 == لِيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْ بَيِّنَةٍ - جو ہلاک ہوتا ہے وہ دلیل روشن کے ساتھ ہلاک ہو۔ یعنی دلیل روشن ظاہر ہو گئی۔ حق و باطل کی تمیز کھلم کھلا سامنے آ گئی۔ حق کی فتح اور باطل کی شکست نے ہر دو کی حقیقت کو واضح کر دیا۔ اچھا اور بُرا راستہ معلوم ہو گیا۔ اب اگر کوئی جان بوجھ کر باطل اختیار کر کے اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈال دینا چاہتا ہے تو ڈال دے (کیونکہ کفر ہلاکت ہے)

== وَيَخِيْضُ مَنْ حَتّٰی عَنْ بَيِّنَةٍ - اور جسے زندہ رہنا ہے تو وہ اب حق کی فتح کو دیکھ کر یقین حکم سے حق پر زندہ ہے (حق زندگی ہے)

۸: ۴۳ = اِذْ يُرِيْكُمْ اللّٰهُ اٰی وَاذْكُرْ يٰمُحَمَّدُ ص لِي اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِعْمَةً - اللّٰهُ عَلَيْكَ اذْ يَرِيْكُمْ - اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی اس نعمت کو یاد کرو جب اس نے تم کو خواب میں دشمن قلیل تعداد میں دکھائے تھے۔

== اَرٰىكُمْ - يَرِيْكُمْ - اِزَامَةٌ (باب افعال) سے۔ لَنْ ضَمِيرُ مَفْعُوْلٍ وَاحِدٍ مَذْكُورٍ حَاضِرٍ هُمْ ضَمِيرُ مَفْعُوْلٍ ثَانِي - جمع مذکر غائب اس نے تم کو وہ دکھائے۔ وہ تم کو وہ (دشمن) دکھایا رَأٰی مَادَّة

== لَفَعِلْتُمْ - لام تاکید - ماضی جمع مذکر حاضر - فَعِلْتُ (باب سمع) سے مصدر - فَعِلْتُ كے معنی ہیں کم ہمت ہو جانا۔ بزدلی کے ساتھ کمزور ہو جانا۔ تم لپست ہمت ہو گئے یا ہو جاؤ گے۔

تم ہمت ہار دیتے۔

= لَتَنَازَعْتُمْ - تم ضرور ایک دوسرے کے ساتھ تنازعہ کرتے۔ جھگڑتے۔ تنازع (تفاعل) سے باہم کشمکش اور جھگڑا کرنا۔ ماضی جمع مذکر حاضر۔

= سَلَّمَ - (باب تفعیل) تَسَلَّمَ سے ماضی واحد مذکر غائب۔ اس نے بچایا۔

۸: ۴۴ = يُرِيكُمُوهُمْ - اس نے تمہاری نظروں میں ان کو دکھایا۔

كُنُوا اَصْلًا فِي كُفْرٍ - واداشباع کا ہے اور دو ضمیروں کے درمیان فرق کرنے کو لایا گیا ہے۔

= اِلْتَقَيْنَاكُمْ - تم ملے۔ تمہارا آنا سامنا ہوا۔ اِلْتَقَاءُ (افتعال) سے ماضی جمع مذکر حاضر

= يُقَاتِلُكُمْ فِيْ اَغْلَبِيْهِمْ - وہ ان کی نظروں میں تمہیں کم کر کے دکھا رہا تھا۔ یا کم محسوس کرا رہا تھا۔ مضارع واحد مذکر غائب۔ کُفْرٌ منفرع مفعول جمع مذکر حاضر۔ تیر ملاحظہ ہو ۱۳: ۲۔

لِيَقْضِيَ اللّٰهُ اَمْرًا كَانَ مَفْعُوْلًا - اور پر ملاحظہ ہو ۸: ۴۲

۸: ۴۵ = مَا ثَبَتُوْا - ثَبَاتٌ سے (باب نصر) امر جمع مذکر حاضر۔ تم ثابت قدم رہو۔

۸: ۴۶ = فَتَنَّفَسُوْا - وَرَنَ تم ہمت ہار دو گے۔

= دَنَدَ هَبَّ رِيْحُكُمْ - اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی۔

۸: ۴۷ = بَطْرًا - مصدر۔ اترانا۔ اشارہ ہے لشکر کفار کی طرف جو قاف کی حمایت میں مکہ

سے بڑے طعنان سے نکلا تھا۔

بَطْرًا (سبع) بطور۔ زیادہ نعمت میں پڑ کر اترانا یا بہک جانا۔ بَطْرًا الْحَقُّ - تکبر سے حق کے

قبول کرنے سے انکار کرنا۔

= مُجْتَظٌ - اسم فاعل۔ واحد مذکر قیاسی۔ اِحَاطَةُ مصدر (باب افعال) حوط مادہ۔ ہر طرف

گھیر لینے والا۔ یہاں بمعنی عالم کل ہے۔

۸: ۴۸ = جَاؤْ - پڑوسی۔ ہمسایہ۔ مجازاً حمایتی۔ مددگار۔ رفیق۔

= تَرَاءَتْ - وہ سامنے ہوئی۔ وہ روبرو ہوئی۔ وہ دیکھنے لگی۔ تراءت (تفاعل) سے ماضی

واحد مؤنث غائب۔

تَرَاءَتْ - ایک دوسرے کے باہم اس طرح مقابل اور قریب ہونا کہ یہ اس کو اور وہ اس کو

دیکھ سکے۔ رَأَى - مادہ۔ مبہوز العين و ناقص یائی۔ رَأَى يَرَى رَأْيًا دُرِيَّةً - اس کا امر رَا

ہے۔ تراءت الفشاشن ای تلاقی الفریقات۔ حیب دونوں فریق بالمقابل ہوئے۔

== نَكَصَ - نَكَصَ وَنَكَوْصٌ مصدر۔ (باب ضوب ونصر) اٹے پاؤں بھاگنا۔ بد دل ہونا۔ نکص۔ وہ اٹے پاؤں بھاگا۔ نَكَصَ کے اصل معنی ہیں جس کام کے درپے ہو اس سے لوٹ جانا۔ پلٹ جانا۔

== سَقَبِيَّةٌ - اس کی دونوں ایڑیاں - عَقِبٌ - واحد - اَعْقَابٌ - جمع۔

== شَدِيدُ الْعِقَابِ - سخت سزا دینے والا۔ وَاللّٰهُ شَدِيدُ الْعِقَابِ یہ جملہ شیطان کا کلام بھی ہو سکتا ہے جو کہ قَالَ اِنِّیْ نَبِیٌّ مِّنْکُمْ سے شروع ہوا تھا۔ یا یہ جملہ مستانفہ ہے

۴۹: ۸ == عَوَّ - ماضی واحد مذکر غائب - اس نے فریاد دیا۔ دھوکہ دیا۔ عَوَّوْا مصدر باب نصر (نصر)

== هُوَلَاءِ - اے المسلمین۔

۵۰: ۸ == کَوْتَرٰی - اگر تو دیکھے۔ کاش تو دیکھتا یا دیکھ سکتا۔

== يَتَوَفَّيْكَ - مضارع واحد مذکر غائب تَوَفَّيْتُ (تَفَعَّلَ) مصدر۔ وہ جان نکالتا ہے۔ یہاں الْمَلَائِكَةُ (جمع) کے لئے استعمال ہوا۔ وہ جان نکالتے ہیں۔

تَوَفَّيْكَ کے اصل معنی کسی چیز کو پورا لینا اور اس پر پورے طور پر قبضہ کر لینے کے ہیں۔ موت کے وقت بھی روح پورے طور پر قبضہ کر لی جاتی ہے۔

== دُذِّقُوا - اے دُذِّقُوا دُذِّقُوا - تم چکھو۔ دُذِّقَ سے امر۔ جمع مذکر حاضر۔ (باب نصر) دُذِّقَ - تو چکھ۔

== عَذَابُ الْاٰخِرٰتِ - جلائیے والا عذاب۔ آگ کا عذاب۔ حَزَقٌ سے بروزن نَقِیلُ صفت مشبہ کا صیغہ۔

۵۲: ۸ == کَذَّابٌ - کَذَّابٌ کے معنی سلسل چلنے کے ہیں بیسے دَابَّ نِ السَّیْرِ۔ وہ مسلسل چلا۔ اور قرآن حکیم میں ہے - وَسَخَّرَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرَ دَائِبَیْنِ (۳۳: ۱۴) اور سورج اور چاند کو تہا سے لئے کام میں لگا رکھا ہے کہ دونوں دن رات ایک دستور پر چل رہے ہیں۔

دَابَّ - عادت مستمرہ پر بھی بولا جاتا ہے۔ جیسا کہ آیت نذا۔ ونیز آیه (۱۱: ۳) یعنی آلِ فرعون کی سی عادت جس پر وہ ہمیشہ چلتے رہے ہیں۔ کَذَّابٌ آلِ فِرْعَوْنَ - اے دابَّ هُوَلَاءِ مثل دابَّ آلِ فرعون۔ ان کی عادت مستمرہ بھی وہی ہے جو آلِ فرعون کی تھی۔ وروہ عادت مستمرہ کیا تھی۔ کفروا باینت اللہ - اللہ تعالیٰ کی آیات کا انکار۔

۵۳:۸ = ذَلِكْ - اِیْ ذَلِكْ الْعَذَابُ -

= لَمْ يَكْ - مضارع مجزوم نفی مجہد بلم - کَوْنٌ سے اصل میں کَانَ سے مضارع یَكُوْنُ تھا۔ لَمْ کے آنے سے ن پر جزم آئی ن اجتماع ساکنین کی وجہ سے گر گیا۔ واؤ حرف علت ہونے کی وجہ سے ساقط ہوئی۔ لَمْ يَكْ رہ گیا۔ یہاں بمعنی فعل استمراری ہے۔ یعنی نہیں ہے نہیں تھا۔ نہیں ہوگا۔

= مَغَيَّرَا - اسم فاعل واحد مذکر - تَغْيِيْرُ (باب تفعیل) بدلنے والا۔

لَمْ يَكْ مَغَيَّرَا - وہ (اللہ تعالیٰ) کبھی نہیں ہوا بدلنے والا۔ اور نہ ہی ہوگا۔

= يَغْيُرُوْا - مضارع منصوب جمع مذکر غائب - تَغْيِيْرُ مصدر (یہاں تک) کہ وہ بدل ڈالیں۔

(بھلائی کو برائی سے۔ خوشحالی کو بدحالی سے)

= مَا يَأْتِيْهِمْ - اِیْ مَا يَم - یعنی یہاں تک کہ وہ خود بدل ڈالیں ان نعمتوں کو جو اللہ تعالیٰ نے

ان پر نازل کی ہوئی تھیں۔

۵۴:۸ = كَذٰبٍ قَبْلِهِمْ - یہ تکریر تاکید کے لئے ہے۔

۵۵:۸ = سَرَّالَّذِيْنَ - بدترین جانور۔ (ملاحظہ ہو ۸: ۲۲)

= الَّذِيْنَ كَفَرُوْا هُمْ لَا يُوْمِنُوْنَ - اِیْ اَصْحٰوْا عَلٰی الْكُفْرِ وَلِحٰوْثِيْهِ فَلَا يَتَوَقَّعُ

منہم الايمان - وہ لوگ جو کفر پر مصر ہے ان سے ایمان کی توقع نہیں کی جاسکتی (یہ بنو

قریطہ تھے)

۵۶:۸ = الَّذِيْنَ عَاهَدَتْ مِنْهُمْ - بدل ہے الَّذِيْنَ كَفَرُوْا کا یہ وہ لوگ ہیں جن سے

(جب بھی) آپ نے معاہدہ کیا

= يَنْقُضُوْنَ - مضارع جمع مذکر غائب نَقَضَ مصدر (باب نصر) وہ توڑتے ہیں۔

= فِيْ كُلِّ مَرَّةٍ - ہر بار

۵۷:۸ = اَمَّا - اگر۔

= تَتَفَقَّهُمْ - مضارع واحد مذکر حاضر - تَفَقَّهَ (باب سمع) تو ان کو پلئے۔ هُمْ ضمیر

مفعول جمع مذکر غائب۔ اصل میں تَفَقَّعَ کے معنی کسی چیز کے ادراک کرنے اور اس کے سراپا بنام

دینے میں مذاقت (کام کو اچھی طرح کرنا، اور مہارت کے ہیں۔ لیکن بعد میں صرف ادراک کرنے اور

پانے کے معنی میں استعمال ہونے لگا اگرچہ مذاقت نہ ہو۔ قرآن میں ہے وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ

تَقْتُلُوْهُمْ (۱۹۱:۲) اور قتل کر ڈالو انہیں جہاں کہیں بھی انہیں پاؤ

== فَشَرُّهُمْ - شَرُّ الْبَعِيْرِ - کے معنی ہیں اونٹ بدک کر بھاگ نکلا اور شَرُّ ذُتْ پد میں نے اس سے ایسا بتا دیا کہ اُسے دیکھ کر دوسرے لوگ اس جیسا کام نہ کریں۔ جیسے نَكَتْ یہ کام طلب ہے کہ میں نے اسے دوسروں کے لئے عبرت بنا دیا۔

== فَشَرُّهُمْ - تو ان کو ایسی سخت سزا دے کہ دوسرے دیکھ کر بھاگ جائیں۔ هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب الذین کفروا (آیت ۵۵) کی طرف راجع ہے۔

== مَنْ خَلَفَهُمْ - جو ان کے پیچھے ہیں۔ یعنی تو ان کو ایسی سخت سزا دے کہ جو ان کے پیچھے ہیں وہ یہ دیکھ منتشر ہو جائیں۔

== لَعَنَهُمْ يَدُ كُورَه - شاید وہ نصیحت حاصل کریں اور اپنی بد اعمالیوں کا باز آجائیں۔
۵۸: ۸ = تَخَافُ - خَوْفٌ سے مضارع واحد مذکر حاضر۔ بانون ثقیلہ۔ تو ڈرے۔ حجر کو ڈر ہو۔

== فَاتَّخَذُوا إِلَهُهُمْ - اسی الطرح الیہم العہد۔ تو تو اس عہد کو (جو تو نے ان کے ساتھ کیا ہے) ان کی طرف پھینک مار۔ یعنی منسوخ کر دو۔

== سَنَى سَوَاءً - واضح طور پر۔ یعنی ان کو اس منسوخی کا علم ہو جائے اور وہ نت سچ کی ذمہ داری کا احساس کر لے لگیں (یعنی دونوں فریقوں کو مساوی طور پر معلوم ہو جائے کہ اب عہد منسوخ ہو چکا ہے۔

۵۹: ۸ = لَا يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ غَائِبٌ - بانون ثقیلہ۔ (یا ب مع) وہ ہرگز خیال نہ کرے۔

== سَبَقُوا - انہوں نے سبقت کی۔ وہ آگے نکل گئے۔ سَبَقُ سے ماضی جمع مذکر غائب وہ بازی لے گئے۔

== لَا يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ كَفَرُوا سَبَقُوا - جن لوگوں نے کفر کی راہ اختیار کی وہ خیال نہ کریں کہ وہ بازی لے گئے۔

== إِنَّهُمْ لَا يُجْزَوْنَ - یقیناً وہ (پیراں حق کو) دروازہ نہیں کر سکتے۔ یقیناً وہ (اللہ تعالیٰ کو) عاجز نہیں کر سکتے۔ ہرا نہیں سکتے۔

۶۰: ۸ = اَعِدُّوا - تم تیار کر رکھو۔ اَعِدَّادٌ سے امر جمع مذکر جاند۔

الْاَعِدَّادُ بمعنی تیار کرنا۔ مہیا کرنا۔ یہ عِدَّ سے ہے جیسے سَقَى سے اسْقَاءٌ۔ اور اَعْدَدْتُ هَذَا لَكَ کے معنی ہیں کہ یہ چیز میں نے تمہارے لئے تیار کر دی ہے تم اسے شمار کر سکتے ہو اور

جس قدر چاہا، اس سے حسب ضرورت لے سکتے ہو۔

== رِبَاطٌ - باندھنا۔ سرحد پر چوکی دینا۔ باب فاعل: سے مصدر ہے تلافی مجرّد میں رِبَطَ کا بھی مصدر ہے۔ جس کے معنی ہیں مضبوط اور مستحکم ہونا۔ یہ اسم بھی آتا ہے۔ جس چیز کے ساتھ گھوڑے باندھے جائیں اس کو بھی رباط کہتے ہیں۔ اور بس جگہ دشمن کے دفاع کے لئے گھوڑے باندھے جائیں مثلاً پڑاؤ۔ چھاؤنی اس کو بھی رباط کہتے ہیں۔ یہاں بطور مصدر ہی استعمال ہوا ہے۔ بمعنی گھوڑے باندھنا۔ یعنی گھوڑوں کو دشمن سے دفاع کی خاطر چاک و چونبہ باندھے رکھنا۔ کہ جب ضرورت پڑے استعمال میں لائے جاسکیں۔

== تَوَهَّيْتُ - تم ڈراؤ۔ تم ڈراؤ۔ تم ڈراتے رہو۔ تم ڈراؤ گے۔ اِذَا هَبْتُ (افعال) سے جس کا معنی خوف زدہ کرنے کے ہیں۔ مضارع جمع مذکر حاضر۔

== يَهْ - ضمیر ہ کا مروج ما سَنُطْعِمُ ہے۔

== وَالْآخِرِينَ مِنْ دُونِهِمْ - اور دوسرے (دشمن) جو ان اکیلے دشمنوں کے علاوہ ہیں۔ یعنی جن کا مسلمانوں کو علم نہیں ہے لیکن ان کا علم اللہ تعالیٰ کو ہے۔

يُؤْتِ - مضارع مجہول۔ واحد مذکر غائب۔ تَوَهَّيْتُ (تفعیل) مصدر۔ وہ پورا پورا نہیں داپس دیا جائے گا۔

۶۱: ۸ اِنْ جَنَحُوا - اگر وہ جھکیں جَنُوحٌ سے ماضی جمع مذکر غائب۔ (باب ضرب - نصیر - فتح)

== لِلشَّلَةِ - صلح کے لئے۔ صلح کی طرف۔ سَلَمٌ مذکر مثنوی دونوں طرح مستعمل ہے۔

لَا اِسْ فِیْهِ وَاحِدٌ مِّنْ غَائِبٍ سَلَمٌ کی طرف راجع ہے۔

۶۲: ۸ يَخْدَعُونَ - وہ تجھے دھوکہ دیں۔ مضارع مجزوم بوجہ عمل اِنْ صیغہ جمع مذکر غائب لَمْ ضمیر مفعول واحد مذکر حاضر۔

== حَبَكَ - حَبَ اسم فعل ہے بمعنی کافی۔ منصوب بوجہ عمل اِنَّ۔ مضاف لَنْ ضمیر وار مذکر حاضر مضاف الیہ۔

تیرے لئے کافی ہے۔ حَبَبٌ یَخْصُبُ (باب نصب) کا مصدر بھی ہے۔

۶۳: ۸ وَالَّتِ - اس نے الفت دی۔ اِنْ نے محبت ڈال دی۔ تَأْلِیفُ (باب تفعیل) سے اِنْ کے معنی جمع کرنے اور الفت پیدا کرنے کے ہیں۔ صیغہ ماضی واحد مذکر غائب۔

== قُلُوْا بِهٖ - میں ہدف ضمیر جمع مذکر غائب مومنین کی طرف راجع ہے۔

عرب کے سائے جزیرہ میں ہر طرف عداوت و نفرت کی آگ بھڑک رہی تھی مزاج اتنے آوارہ اور جذبات اتنے مشتعل تھے کہ ذرا سی بات پر لڑائی شروع ہو جاتی۔ اور برسوں جاری رہتی۔ لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد نقشہ ہی بدل گیا۔ خدائے ایسی تالیف القلوب کی کہ اسلام کے دائرہ میں آتے ہی وہ حقیقی بھائیوں سے بھی زیادہ ایک دوسرے کے قریب آ گئے۔ اوس اور خزرج کے قبائل ایک یقین مثال تھے۔

۸: ۶۵ = حَرْضٌ - تَحْرِیضٌ (باب تفعیل) سے امر۔ واحد مذکر حاضر۔ تو رغبت دلا۔ تو ابھار۔ تو تاکید کر۔ تو آمادہ کر۔

الحرض - اس چیز کو کہتے ہیں جو نکلتی ہو جائے اور درخور اعتناء نہ ہے۔ اس لئے جو چیز قریب بہ ہلاکت ہو جائے اس کے متعلق حَرْضٌ کہا جاتا ہے۔ جیسے قرآن مجید میں ہے حَتَّىٰ تَكُونَ حَرَضًا (۱۲: ۸۵) یا تو قریب بہ ہلاکت ہو جائے گا۔

التَّحْرِیضُ (باب تفعیل سے) کے معنی ازالہ حرض کے ہیں۔ یعنی کسی چیز سے بگاڑ اور خرابی دور کر دینا۔ جیسے مَوْضَعُهُ میں نے اس کے مرض کو دور کر دیا۔

تَحْرِیضٌ کے معنی کسی کو مزین کر کے اور اسے آسان صورت میں پیش کر کے اس پر برا لگنے نہ کرنے کے ہیں۔ حَرْضِ الْمُؤْمِنِينَ عَلَى الْقِتَالِ - مومنوں کو جہاد پر برا لگنے نہ

۸: ۶۶ = اَلَّذِیْنَ - اب - ظرف زمان ہے اور مہینی برفش - الف لام اس پر بعض کے نزدیک تعریف کا ہے اور بعض کے نزدیک زائدہ اور لازم ہے۔

= خَفَّفَ - اس نے تخفیف کی۔ اس نے ہلکا کر دیا۔ ماضی واحد مذکر غائب (باب تفعیل) = ضَعْفًا - سستی - کمزوری - ضَعْفٌ یَضَعُ (باب کوم) کا مصدر ہے سست ہونا

۸: ۶۷ = اَسْرٰی - قیدی - اَسْبَرٌ کی جمع ہے اَسْرٰوٰی بھی جمع ہے۔ اَلْاَسْرٰوٰی کے معنی قید میں جکڑ لینے کے ہیں۔ اَسَارٰی پاؤں کی بیڑی۔

= یَاخُوْنَ - مضارع واحد مذکر غائب۔ اِثْمَانٌ مصدر (باب افعال) کثرت خون بہاؤ

نَحْنُ (باب کوم) - نَحْنُ النِّسْبِ کے معنی ہیں کسی چیز کا گارڈھا ہونا اس طرح کہ پہنے سے رک جائے۔ ویسے اس کا استعمال کثرت قتل اور غلبہ و تسلط جو کثرت قتل کا نتیجہ ہے کے معنی میں بھی ہوتا ہے۔

= مَا كَانَ لِیَبٰی اَلَا نَحْنُ - بنی کے لئے زیبا نہیں کہ اس کے پاس جنگی قیدی ہو جب تک کہ وہ زمین میں دشمنوں کو کھل دے۔ یعنی جب تک جنگ میں دشمنوں

کو دے تیغ کر کے ان کا قلع قمع کر کے ان کی طاقت کو کچل کر پورا غلبہ تسلط حاصل نہ کر لیا جائے
جنگی قیدی بنانا جائز نہیں ہے

= عَرَضَ - مال و متاع - اسباب و سامان - سریع الزوال مال و متاع

۶۸:۸ = كَيْتَبُ مِنَ اللَّهِ - اللہ کا فرمان - اشارہ ہے ارشاد الہی کی طرف فَارَا لَعَيْتُمْ ثُمَّ الْاَذِيَّتْ
كَفَرُوا فَضْرَبَ الرِّقَابَ حَتَّى اِذَا اَخَذْتُمُوهُمْ فَشُدُّوا الْمَوْثِقَاتِ فَاِمَا مَتَابَعِدُ وَاِمَا
فِيْدَا اَمْ حَتَّى تَنْتَعِ الْحَرْبُ اِذَا رَاَهَا (۴:۳۴) پس جب ان کافروں سے تمہاری مدد بھری ہو
جائے تو پہلا کام گردنیں مارنا ہے یہاں تک کہ تم خوب ان کو تہ و تیغ کر کے کچل دو۔ تب قیدیوں
کو مضبوط بازو ہو۔ اس کے بعد تمہیں اختیار ہے کہ احسان کرو یا فدیہ کا معاملہ کرو تا آنکہ لڑائی
اپنے ہتھیار ڈال دے

= سَبَقَ - وہ پہلے گزر چکا - وہ پہلے ہو چکا - اس نے سبقت کی -

= لَمْ يَكُنْ - تم کو ضرور پہنچتا - اذذاب عظیم (لام تاکید کا ہے - مَسَّ ماضی واحد مذکر غائب
کُمُ ضمیر مفعول جمع مذکر حاضر - مَسَّ (باب نَصَرَ) کا معنی ہے عبور دینا - دکھ پہنچانا - لاحق ہونا
لگ جانا - (باب نصر اور سمع) سے یہ معنی جماع بھی آتا ہے - اَلَّذِي يَكُوْنُ لِيْ ذَلْدٌ وَّ لَكَ
يَمْسِيْ بَشَرٌ (۳:۲۴) میرے ہاں بچہ کیونکر ہوگا حالانکہ کسی انسان نے مجھے ہاتھ لگایا
نہیں - اور اِنْ طَلَقْتُمُوهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّمْسُوْهُنَّ (۲:۲۴) اور اگر تم غور توں کو
ان سے مجامعت سے پہلے طلاق دیدو -

مَجَازًا مَسَّ کا اطلاق جنوں پر بھی ہوتا ہے مثلاً كَالَّذِي يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطَانُ مِنَ
الْمَسِّ (۲:۲۵) جیسا کہ کسی کو جن نے پٹ کر دیوانہ بنا دیا ہو -

تکلیف کے معنوں میں بھی استعمال ہوتا ہے مثلاً مَسَّنِيَ الشَّيْطَانُ (۳۸:۴۱) شیطان
نے مجھ کو اذیت دے رکھی ہے

= فَمَا اَخَذَ كُمْ - اس بائے میں جو تم نے لیا - بوجہ اس کے جو تم نے لیا ہے یعنی جو مال
غنیمت تم نے لیا ہے اس میں قیدیوں کا فدیہ لینا بھی شامل ہے (بعض نے اس سے قیدی
مراد لئے ہیں -

= كَوْلًا عَذَابٌ عَظِيمٌ - یعنی اگر اللہ تعالیٰ نے اپنا حکم پہلے ہی لوح محفوظ میں لکھ
نہ دیا ہوتا کہ مال غنیمت تمہارے لئے حلال ہے اور اگر اس کا یہ دستور نہ ہوتا کہ جب تک وہ بیان
کھول کر نہ کرے تب تک وہ عذاب کسی کو نہیں دیا کرتا - تو جو مال غنیمت اور جو مال فدیہ تم نے

لیا ہے اس پر بھاری عذاب ہوتا۔ (یہ حکم جو لوح محفوظ میں لکھا جا چکا تھا لیکن ابھی نازل نہیں ہوا تھا سورۃ محمد میں آیت ۴ میں نازل ہوا۔ اور ملاحظہ ہو کِتَابٌ مِّنَ اللّٰهِ کے محاذ)

الغازن۔ بیضادی۔ زرخشری نے اس آیت کا مطلب ان ہی معنوں میں لیا ہے۔

لیکن مودودی صاحب نے تفہیم القرآن میں آیت ۴، ۵ سورۃ محمد کا نزول سورۃ انفال کی آیت ہذا کے نزول سے قبل کا تصور کیا ہے۔ وہ رقمطراز ہیں۔

اس عبارت (یعنی سورۃ انفال کی آیت ہذا) پر غور کرنے سے یہ بات ظاہر ہو جاتی ہے کہ اس موقع پر غتاب جس بات پر ہوا تھا وہ یہ تھی کہ جنگ بدر میں دشمنوں کو اچھی طرح کچل دینے سے پہلے مسلمان دشمن کے آدمیوں کو قید کرنے میں لگ گئے تھے۔ حالانکہ جنگ سے پہلے جو ہدایت سورۃ محمد میں ان کو دی گئی تھی وہ یہ تھی کہ:-

”جب تم ان کو اچھی طرح کچل دو تب قیدیوں کو مضبوط باندھو۔“

تاہم سورۃ محمد میں مسلمانوں کو قیدیوں سے فدیہ لینے کی اجازت فی الجملہ دی جا چکی تھی اس لئے جنگ بدر کے قیدیوں سے جو مال لیا گیا اسے اللہ نے ملال قرار دیا اور مسلمانوں کو اس کے لینے پر سزا دی۔

و اگر اللہ کا نوشتہ پہلے نہ لکھا جا چکا ہوتا ”لَوْلَا كِتَابٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ“ کے الفاظ اس امر کی طرف صاف اشارہ کر رہے ہیں کہ اس واقعہ سے پہلے فدیہ لینے کی اجازت کا فرمان قرآن میں آچکا تھا۔ اور ظاہر ہے کہ قرآن کے اندر سورۃ محمد کی اس آیت کے سوا کوئی دوسری آیت ایسی نہیں ہے جس میں یہ فرمان پایا جاتا ہو۔ اس لئے یہ ماننا بڑے گناہ کا ہے کہ یہ آیت سورۃ محمد آیت ۴ سورۃ انفال کی آیت (آیت ہذا) سے پہلے نازل ہو چکی تھی۔

مگر یہ یاد رہے کہ ترتیب نزول کے مطابق سورۃ انفال ۸۸ نمبر پر ہے اور سورۃ محمد

نمبر شمار ۹۵ پر ہے۔

اس میں دیگر اقوال یہ بھی ہیں کہ:-

۱:- خدا پہلے سے طے کر چکا ہے کہ بدری صحابی کو عذاب نہیں کرے گا۔ ان کے لئے مغفرت تحریر ہو چکی ہے (الحسن۔ مباهد۔ سعید بن جبیر)

۲:- اللہ تعالیٰ ہدایت دینے کے بعد کسی قوم کو گمراہ نہیں کرتا۔ تاآنکہ واضح ذکر دے ان پر کہ کس چیز سے بچنا لازمی ہے اور یہ کہ بھول اور غفلت کی وجہ سے کسی فعل کا ارتکاب موجب سزائش نہ ہوگا۔ (ابن جریر)

۶۹:۸ = فُكُّوا۔ میں فِت سبب کی ہے اس سے قبل سبب محذوف ہے تقدیر کلام یوں ہے قد آ بَحَثْ لَكُمْ الْغَنَائِمَ فُكُّوا۔ (میں نے تمہارے لئے مال غنیمت حلال کر دیا پس اسے کھاؤ استعمال کرو)

= حَلَّالًا طَيِّبًا۔ یہ یا تو مصدر محذوف اَكْلًا کی صفت ہے یعنی حلال اور طیب کے طور پر استعمال میں لاؤ۔ یا یہ مَعَاغِنْتُمْ کا حال ہے کہ مال غنیمت سے حلال اور طیب مال کھاؤ۔ استعمال کرو ۷۰:۸ = مَنْ فِي اَيْدِيكُمْ مِنَ الْاَنْسِيِّ قِيدِي جُو تہا سے قبضہ میں ہیں۔

= مَعًا اخِذْ مِنْكُمْ۔ ای القدیۃ۔

۷۱:۸ = اَمَكَنَّ مِنْهُمْ۔ اس نے قابو کروایا۔ اس نے پکڑوایا۔ متعدی بدو مفعول۔ اِمَكَانٌ (افعال) سے واحد مذکر غائب اَمَكَنَّ اَمَكَنَّ فَلَا تَأْمَنُ فَلَاحَ۔ میں نے فلاں کو فلاں پر قدرت دی اصل میں اَمَكَنَّكَ مِنْهُمْ (اس نے تم کو ان پر قدرت دی۔ اس میں لُضْمِ مفعول اول اور بُحْمِ ضمیر مفعول ثانی ہے۔

۷۲:۸ = اَوَّارًا۔ اَوَّارًا (افعال) سے۔ ماضی۔ تبع مذکر غائب۔ انہوں نے جگہ دی۔ انہوں نے پناہ دی۔ دوسری جگہ قرآن میں ہے اِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ (۱۰:۱۸) جب چند نوبتوں نے غار میں پناہ لی۔ اور تُوذِي اَيْلِكَ مِنْ تَشَاءُ (۵۱:۲۳) اور جسے چاہو اپنے پاس جگہ دو۔ یا ٹھکانا دو۔

= مَا لَكُمْ مِنْ دَلَالَةٍ يَنْتَهِجُونَ شَيْءًا۔ تو تمہارا ان سے ولایت کا کوئی تعلق نہیں ہے تم کو ان کی رفاقت سے کوئی سروکار نہیں۔ ولایت وسیع المعانی لفظ ہے اور عربی میں حمایت نصرت۔ مددگاری۔ پشتیبانی۔ دوستی۔ قرابت۔ سرپرستی۔ اور اس سے ملتے جلتے مفہومات کے لئے بولا جاتا ہے۔

بعض نے ولایت سے وراثت مفہوم لیا ہے۔ یعنی تمہارے لئے ان کی وراثت سے کوئی چیز نہیں ہے۔

= اِسْتَنْصَرُوْكُمْ۔ وہ تم سے مدد چاہیں۔ اِسْتَنْصَارٌ (استفعال) سے ماضی جمع مذکر غائب۔ کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر۔

= فَعَلَيْكُمْ۔ تم پر فرض ہے۔ تمہارے ذمہ ہے۔ جیسے کہ دوسری جگہ قرآن میں ہے۔ ثُمَّ اِنْ عَلَيْنَا مِثْلُ آبٍ (۲۶:۸۸) بیشک پھر بارانہ ہے ان سے حساب لینا۔

= عَلَيَّ قَوْمٌ۔ کسی قوم کے خلاف۔ قرآن میں آیا ہے لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ

(۲۸۶:۲) ہر نفس جو نیکی کماتا ہے اس کا فائدہ اسی کو ہے اور جو بدی کماتا ہے وہاں اسی کے خلاف ہے۔ اسی پر ہے۔

== يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَتِمُّوْا عَهْدَكُمْ بِمَا تَوٰعَدْتُمْ

۸:۴۳ == اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا - اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اور لائے مرتب ہے کہ ضمیر واحد مذکر غائب۔ ای ۱۱۱
فَفَعَلُوْا مَا اَمَرْتُكُمْ مِنْ تَوَاصُلِ الْمُسْلِمِيْنَ وَقَوْلِ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ حَتّٰى فِي التَّوَارِثِ تَفْضِيْلًا
لِّنِسْبَةِ الْاِسْلَامِ عَلٰى نِسْبَةِ الْفِرَاقَةِ وَلَمْ تَقْطَعُوْا الْعِلَاقَةَ بَيْنَكُمْ دِيْنِ الْكُفٰرِ - اے مسلمانو! اگر تم باہمی تقارب و مواصلت نہ رکھو گے اور ایک دوسرے کی مددگاری نہیں کرو گے اور دین اسلام کی نسبت کو رشتہ داری کی نسبت پر فضیلت نہ دو گے۔ اور اپنے اور کفار کے درمیان تعلقات کو منقطع نہیں کرو گے تو..... الخ

= تَكُنْ اَهْلٌ مِّنْ تَكُوْنُ تھا۔ جواب شرط کی وجہ سے حرف آخر پر جزم آگئی واد اجتماع ساکنین کی وجہ سے گر گئی۔ تَكُنْ ہو گیا۔ مضارع مجزوم واحد مؤنث غائب۔ تَكُوْنُ مصدر۔ (فتنہ برپا ہو جائیگا۔

۸:۴۵ == اُولٰٓئِكَ اِلٰهَافِ اَهْلِ قُرْبٰتٍ رَّشَدَةٍ دار۔ ارحام جمع رُحْم کی بے شکمی رشتہ دار وہ رشتے جو ماں کے پیٹ سے پیدا ہونے کے ساتھ متعلق ہوں۔

(۹) سُورَةُ التَّوْبَةِ ۴ (۱۱۳)

۹: ۱ = بَرَاءَةٌ - بیزاری - بیزار ہونا - خلاصی - چھٹکارا پانا - بری ہونا - قطع تعلقی - مصدر ہے۔ الْبَرَاءُ - الْبَرَاءُ - التَّيَبُّنُ کے اصل معنی کسی مکروہ امر سے نجات حاصل کرنے کے ہیں۔ اس لئے کہا جاتا ہے بَرَاءَتٌ مِّنَ الذَّنَاحِ - میں نے مرض سے نجات پائی اور بَرَاءَتٌ مِّنْ فُلَانٍ میں فلاں سے بیزار ہوں۔

اور قرآن میں ہے اِنَّ اللّٰهَ سَوَّیَ مَنَ الْمُشْرِکِیْنَ وَرَسُوْلَهُ (۳: ۹۱) اللہ تعالیٰ مشرکوں سے بیزار ہے اور اس کا رسول بھی۔

اور اَنْتُمْ بَرِیُّوْنَ مِمَّا اَعْمَلُ وَاَنَا بَرِیُّ مِمَّا تَعْمَلُوْنَ (۴: ۱۰) تم میرے علوں سے بری الذمہ ہو اور میں تمہارے علوں سے بری الذمہ ہوں۔

بَرَاءَةٌ خبر ہے جس کا مبتدا ہِذِہُ مَذْذُوبٌ ہے۔ یعنی ہِذِہُ بَرَاءَةٌ - یہ (اعلانِ بَرَاءَتِ) قطع تعلقی ہے۔ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ اللہ اور اللہ کے رسول کی طرف سے اِلَیَّ الَّذِیْنَ سَاھَدْتُمْ مِّنَ الْمُشْرِکِیْنَ متہ کوں ہیں سے ان لوگوں کی طرف جن سے تم نے (مسلمانوں نے) معاہدہ کر رکھا ہے (جیسا کہ کہتے ہیں هٰذَا کِتَابٌ مِّنْ فُلَانٍ اِلٰی فُلَانٍ یہ تحریر ہے فلاں کی جانب سے فلاں کی طرف)۔

اس کا پس منظر مختصر ایہ ہے کہ ۹: ۱ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو امیر الحج مقرر فرما کر روانہ کیا۔ ان کے جانے کے بعد آیات سورۃ براءۃ ۲، ۳ نازل ہوئیں۔ جن میں صاف صاف حکم دیا گیا تھا کہ اب کفر کے ساتھ سابقہ معاہدے منسوخ ہیں۔ رسالت اب علیہ التیمۃ والسلام نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو بھیجے بھیجا کہ حج کے دن ان احکام خداوندی کا اعلان عام کر دیں۔

پنابند دسویں ذوالحجہ کو حجرۃ العقیقہ کے پاس کھڑے ہو کر حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے یہ آیا

تلاوت فرمائیں۔

اس سورۃ کے ابتدا میں بسم اللہ الرحمن الرحیم نہیں ہے۔ علماء نے اس کی متعدد وجوہات لکھی ہیں لیکن صحیح بات وہی ہے جو حضرت امام رازیؒ نے تقریر فرمائی ہے۔
کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اس سورۃ کے آغاز میں بسم اللہ نہیں لکھوائی اس لئے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے بھی نہیں لکھی۔ اور بعد کے لوگ بھی اس کی پیروی کرتے چلے آئے!

۹:۲ = فَيَسْأَلُكَ السَّاحِلُ بِسَيْحِهِ (باب صنوب) سَیْحٌ سے امر، جمع مذکر حاضر۔ تم پھر لو۔ سیاحت کر لو۔ گھوم پھر لو۔ چل پھر لو۔

السَّاحِلَةُ کے معنی فراخ جگہ کے ہیں۔ اسی اعتبار سے مکان کے صحن کو سَاحِلَةُ الدَّارِ کہا جاتا ہے۔ وسیع مکان میں ہمیشہ جاری بہنے والے پانی کو سَاحِلٌ کہا جاتا ہے۔ سَاحٌ فَلَا تَنْفِي الدَّارِضِ کے معنی پانی کی طرح زمین میں چکر کاٹنے کے ہیں۔ اسی سے ہمیشہ سفر کرنے والے کو سَاحٌ یا سَاحِلٌ کہا جاتا ہے۔ اور آیت ۹:۱۱۲ میں السَّاحِلُ حُوت سے مراد روزہ رکھنے والے ہیں۔

فَيَسْأَلُكَ میں خطاب مشرکین سے ہے۔

= اَشْكُرُّ عَنَّا مُعْجِزِي اللَّهِ۔ تم اللہ کو عاجز کر سکنے والے نہیں ہو۔ یعنی نہ تو تم اس کے قبضہ سے بچ کر نکل سکتے ہو اور نہ اس کے پلان کو فیل کر سکتے ہو۔
= وَآتَ اللَّهُ مُخْزِي الْكَافِرِينَ۔ اور یقیناً اللہ تعالیٰ کافروں کو ذلیل کرنے والا ہے یعنی اس دنیا میں قتل دستکست کی ذلت اور آخرت میں عذاب کی ذلت۔

۹:۳ = اَذَانٌ مِّنَ اللَّهِ..... اِلَى النَّاسِ۔ تمام لوگوں کے لئے اطلاع عام

برأت صرف ان مشرکین سے تھی جن کے ساتھ معاہدات تھے اور اَذَانٌ تمام لوگوں کے لئے اس برأت کی اطلاع عام۔

= يَوْمَ الْحُجَّ الذَّكِيِّ۔ بڑے حج کا دن یعنی یوم عسرافات ۹ ذوالحجہ کا دن۔ جس دن حجاج میدان عرفات میں قیام کرتے ہیں۔ اور غروب آفتاب سے قبل مزدلفہ کی طرف جانے کے لئے نکل آتے ہیں۔

۸-۹-۱۰ ذوالحجہ حج کے ایام ہیں۔ مناسک حج میں میدان عرفات میں قیام سب سے اہم ہے۔ یا اس سے یوم النحر بھی مراد ہو سکتا ہے یعنی دسویں ذوالحجہ کیونکہ اس دن مناسک

جج پوری ہو جاتی ہیں۔ یعنی حجاج طواف اور قربانی سے فارغ ہو جاتے ہیں۔ یا جملہ ایام حج مراد ہیں کہ عرب میں غزوہ کو حج المعمر کہتے ہیں اور ذی الحجہ کی مقررہ تاریخوں میں جو حج ہوتا ہے اسے حج اکبر کہا جاتا ہے۔ لیکن یہاں چونکہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ارزوالحجہ کو اعلان سنایا تھا لہذا یہاں مراد یوم النحر ہی ہو سکتا ہے (یعنی آج حج اکبر کے دن اللہ اور اللہ کے رسول کی طرف سے یہ اعلان عام کیا جاتا ہے)۔

== بِرِيٍّ - بری - بری الذمہ - بیزار - ملاحظہ ہو (۱:۹) ==

== وَرَسُولُهُ - وَأَوْحَرَ عَطْفَ رَسُولِهِ - مضاف مضاف الیہ مل کر معطوف - اس کا معطوف علیہ اللہ ہے۔ عام قاعدہ کے مطابق معطوف اور معطوف الیہ کا اعراب ایک ہی ہونا چاہئے تھا۔ یعنی اللہ کی طرح رسول بھی منصوب ہونا چاہئے تھا۔ لیکن اس کے مرفوع ہونے کی وجہ یہ ہے کہ رسول مضاف مضاف الیہ مل کر مبتدا ہے اور اس کی خبر بری محذوف ہے اور یہ جملہ و رسولہ بری بصورت جملہ پہلے جملہ ان اللہ بری کا معطوف ہے۔

== إِنْ تَبَيَّنْتُمْ - اگر تم ثابت ہو جاؤ یہاں خطاب شرکین سے ہے کہ اگر تم شرک و کفر سے باز آ جاؤ ==
== إِنْ تَوَلَّيْتُمْ - اگر تم پھر گئے۔ تَوَلَّيْتُ (تَفَعَّلْتُ) سے ماضی جمع مذکر ماضی۔

== بَشَرٌ - تو خوشخبری دے۔ تو بشارت دے۔ تَوَخَّرْتُ (تَفَعَّلْتُ) سے امر کا صیغہ واحد مذکر ماضی۔ بشارت کا استعمال استبزا کے طور پر ہوا ہے

۴:۹ == لَمْ يَنْقُصْكُمْ - نَقَصَ يَنْقُصُ (باب نصر) نَقَصًا وَنَقْصَانًا کم ہونا۔ گھٹنا۔ کم کرنا۔ گھٹانا نَقَصْتُ ذَنْبًا أَحَقَّهُ میں نے زید کے حق میں کمی کر دی اس کے حق کو گھٹا دیا۔

لَمْ يَنْقُصُوا - مضارع نفی جہد بلم - کم نہ ضمیر جمع مذکر ماضی۔ انہوں نے تمہارے حق میں کمی نہیں کی۔ یعنی تمہاری حق تلفی نہیں کی۔ تمہارا نقصان نہیں کیا۔ انہوں نے تمہارا قصور نہیں کیا۔ (انہوں نے تکمیل عہد میں کمی نہیں کی)

== لَمْ يُظَاهِرُوا عَلَيْكُمْ - ظَاهَرُوا يُظَاهِرُونَ مُظَاهَرَةً (باب مضاعفہ) ایک دوسرے کی امداد کرنا۔ عَلَيْكُمْ - تمہارے خلاف - مضارع نفی جہد بلم - جمع مذکر غائب انہوں نے تمہارے خلاف کسی دوسرے کی مدد نہیں کی۔

۵:۹ == اِنْ سَلَخَ - وہ گند گیا۔ (یعنی حب حرمت والے مینے گند رہا میں) نیز ملاحظہ ہو (۵:۱۵)۔

== اُخْصِرُوهُنَّ (باب نصر) - باب ضرب) ان کو محصور رکھو۔ ان کو قید رکھو۔ ان کو روکے رکھو۔ امر جمع مذکر ماضی۔ هُمْ ضمیر مفعول جمع مذکر غائب حَضَر سے۔

== مَزْ صِدٍّ - واحد مَرَّ صِدٍّ - جمع - ظرف مکان - گھات کی جگہ۔ رَصَدٌ يَرْصُدُ (نصر)

نگاہ رکھنا۔ گھات لگانا۔

وَاقْعُدُوا لِلْمَعْمَلِ مَوْعِدٍ۔ ان کی تاک میں ہر گھات کی جگہ بیٹھو۔

== فَخَلَوْا سَبِيلَهُمْ۔ توان کا راستہ چھوڑ دو۔ امر کا صیغہ جمع مذکر ماضی۔ تَخْلِيَةٌ (تَفْعِيل) سے مصدر چھوڑ دینا۔

۶:۹ = اسْتَجَارَكَ۔ اس کا مادہ جَوَزُ ہے اَنْجَارٌ۔ پُروسی۔ ہمسایہ۔ اسْتَجَارَ۔ اس نے پناہ طلب کی۔ اسْتَجَارَكَ۔ اس نے تجھ سے پناہ طلب کی۔ اسْتَجَارَةُ (افتعال) ماضی واحد مذکر غائب لک ضمیر واحد مذکر ماضی۔ جَارٌ پناہ دینے والا۔ مددگار۔ وَابْنِي جَارٌ لَّكُمْ (۸:۴۸) اور میں تمہارا مددگار ہوں۔ اور وَهُوَ يُجِيرُكَ وَيُجَارُ عَلَيْكَ (۸۸:۲۳) اور وہ پناہ دیتا ہے اور اس کے مقابل کوئی پناہ نہیں دے سکتا

اور معنی قرب کے اعتبار سے جَارٌ مِنَ الطَّرِيقِ کا محاورہ استعمال ہوتا ہے جس کے معنی ہیں راستہ سے ایک طرف مائل ہونے کے۔ پھر مطلقاً حق سے عدول کرنے کے لئے اس کو اصل قرار دے کر اس سے اَلْجَوْدُ بمعنی ظلم بنایا گیا۔ قرآن حکیم میں ہے وَمِنْهَا جَارٌ لَّكُمْ (۹:۱۶) اور بعض راستے سیدھی راہ سے ایک جانب مائل ہو رہے ہیں۔ جو دو قسم۔ ظلم و ستم کے معنی میں امام استعمال ہوتا ہے فَاجِرٌ۔ پس اس کو پناہ دے۔ امر کا صیغہ واحد مذکر ماضی۔ ضَمِيرُ مَفْعُولِ واحد مذکر غائب = وَابْنِ أَحَدٍ مِنَ الْمُشْرِكِينَ اسْتَجَارَكَ فَاجِرٌ۔ یہاں پناہ طلب کرنے سے مراد یہ ہے کہ اگر کوئی مشرک چار ماہ کی مدت گزرنے کے بعد بھی اس مطلب کے لئے پناہ مانگے کہ وہ قرآن حکیم کے پیغام کو سمجھے اور اپنی غلط فہمیاں۔ شک و شبہات دور کرنے کے لئے موقعہ چاہتا ہے تو اسے یہ موقع فراہم کرنا چاہئے۔ (اگلا جملہ حَتَّىٰ يَسْمَعَ كَلِمَةَ اللَّهِ اس معنی کی طرف اشارہ ہے)

== مَا مَنَّهُ۔ مَا مَنَ۔ جائے امن۔ طرف مکان۔ مَا مَنَّهُ مضاف مضاف الیہ۔ اس کی جائے امن = اس کی قوم کی بستی ہو یا کوئی اور جگہ جہاں وہ امن پاسکے، اَمْنٌ۔ اَمَانَةٌ۔ اَمَانٌ مصدر۔ ۷:۹ = کَيْفَ۔ کیسا۔ کیونکر۔ یہاں بطور استفہام انکاری استعمال ہوا ہے۔ کَيْفَ يَكُونُ لِلْمُشْرِكِينَ عَهْدٌ عِنْدَ اللَّهِ وَعِنْدَ رَسُولِهِ۔ ان (عہد شکن) مشرکین کے لئے اللہ اور اس کے رسول کے نزدیک کوئی معاہدہ کیونکر ہو سکتا ہے (یعنی نہیں ہو سکتا) یعنی اگر یہ مشرکین اللہ اور اللہ کے رسول کے ساتھ کئے گئے معاہدوں کو بار بار توڑنے کا ارتکاب کرتے ہیں تو اللہ اور اللہ کا رسول ان کے ساتھ عہد کا پاس کیسے کر سکتے ہیں۔

== فَمَا۔ مَا مصدر یہ ظرفیہ یا جزائیہ ہے (مثال مصدر یہ وَصَّاتٌ عَلَيْنَا اِنْ مَّا مَنَّا

رَحَبَتْ (۲۵:۱۰) اور باوجود فراخ رونے کے ان پر زمین تنگ ہوگئی۔

مثال مصدریہ ظریفہ۔ دَاوَسَانِي بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ مَا دُمْتُ حَيًّا (۳۱:۱۹) اور اس نے مجھے تاکید کی ہے نماز کی اور زکوٰۃ کی جب تک میں زندہ رہوں۔

مثال حبزائیه۔ مَا يَفْعَلُ اَفْعَلُ (جو کچھ وہ کرے گا میں کروں گا)۔

یہاں اس آیت میں معنی مصدریہ ظریفہ ہے۔ یعنی جب تک وہ تمہارے معاہدہ پر قائم رہیں تم بھی ان کے لئے قائم رہو۔

۸:۹ = كَيْفٌ۔ یہاں بھی استفہام انکاری یا اظہار حیرت و تعجب کے لئے ہے اس کی تکرار مشرکین کی متواتر عہد شکنی اور عدم ثبات کے لئے ہے۔ تقدیر کلام یوں ہے:-

كَيْفَ يَكُوْنُ لَهُمْ عَهْدٌ وَاِنْ يَظْهَرُوْا اِلَيْكُمْ اَوْ كَيْفَ رَه سَكَاہے معاہدہ ان کے ساتھ جب کہ حال یہ ہے کہ اگر ان کو تم پر برتری حاصل ہو جائے تو... الخ

ت۔ لَا يَزِيْزُوْا۔ مضارع منفی مجزوم (بوجوب تضرع) رَقَبْتُ مصدر۔ (باب نصر) پاس یا لحاظ نہیں کریں گے۔ رعایت نہیں کریں گے۔

رَقَبْتُ يَزِيْزُ رَقَبًا رَقَبَةً رَقَبَاتٍ۔ نگرانی کرنا۔ نگہبانی کرنا۔ انتظار کرنا۔ ڈرانا۔ الرَقَبَةُ اصل میں گردن کو کہتے ہیں۔ پھر عرف عام میں غلام کے منوں میں استعمال ہونے لگا ہے۔ قرآن حکیم میں ہے:-

وَمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَاً فَدَحْيٰۤى رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ (۹۲:۴) کہ جو شخص کسی مسلمان کو غلطی سے بھی ہار ڈالے تو ایک مسلمان غلام آزاد کرائے۔

نگران کو رقیب کہتے ہیں یا تو اس لئے کہ وہ اس شخص کی گردن پر نظر رکھتا ہے جس کی نگرانی منظور ہوتی ہے یا اس لئے کہ وہ نگرانی کے لئے اپنی گردن بار بار اٹا کر دیکھتا ہے۔

انتظار کرنے کے معنی میں قرآن مجید میں ہے وَارْتَقِبْۤ اِلَیَّ مَعَكُمْ رَقَبَتِ (۹۳:۱۱) تم بھی منتظر ہو میں بھی تمہارے ساتھ منتظر ہوں۔ رَتَقَبُ (اَفْعَلُ) انتظار کرتے ہوئے کسی چیز سے بچنا۔ جیسے قرآن کریم میں ہے فَخَوَّجْ مِنْهَا خَائِفَاتٍ تَقُتِبُ (۲۱:۲۸) موسیٰ علیہ السلام شہر سے نکل بھاگے اور دوڑتے باتے تھے کہ دیکھیں کیا ہوتا ہے۔

لٰہٰذَا لَا يَزِيْزُوْا۔ وہ (اپنے عہد کا) پاس نہیں کریں گے۔ (اپنے عہد کی) نگہبانی (پاسبانی) نہیں کریں گے۔

= رَفِیْكُمْ۔ تمہارے پاس میں۔

== اَللَّہ کے معنی قرابت . عہد . حلف اور اللہ کے ہیں۔ قرابت کے معنوں میں حضرت
حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شعر ہے۔

لعمرك ان اللف من قریش

كَلَّ السَّقْب من دال النعام

جبری جان کی قسم تیری قرابت قریش سے ایسی ہے جیسی کہ اوٹنی کے بچے کی قرابت
شتر مرغ کے بچے سے ہے۔
اور عہد کے معنوں میں :-

وجدناهموكاذبا لهم

وذوالل والعهد لا یکن ب

ہم نے ان کو عہد کا جھوٹا پایا۔ حالانکہ عہد کرنے والا جھوٹ نہیں بولتا
اور حلف کے معنوں میں :-

لولابنومالك والذل مرقبة

ومالك فيهم الالة والشرف

(ادس بن حجر)
اگر بنو مالک نہ ہوتے اور قسم کہ جس کی پابندی کی گئی۔ اور بنو مالک ہی میں بخشش ہیں
اور شرافت ہے۔

اور اللہ کے معنی میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول :-

ان هذا الكلام لم يخرج من ال

یہ کلام اللہ تعالیٰ سے سرزد نہیں ہوا۔

لَا يَرْجُبُوا فِيكُمْ اِلَّا ذَلَّةً - تمہارے بارے میں زقرابت کا لحاظ رکھیں گے اور نہ عہد کا
اور نہ حلف کا اور نہ اللہ تعالیٰ کا۔

== ذمّة - عہد۔ اس کی جمع ذمم ہے۔

يُرْضَوْنَكُمْ بِأَفْوَاهِهِمْ - اِرْضَاءُ (افعال) سے مضارع جمع مذکر غائب۔ کُتِبَ ضمیر مفعول
جمع مذکر حاضر وہ تم کو راضی کرتے ہیں۔ وہ تم کو خوش کرتے ہیں۔ رَضِيَ مادہ ہے اور ثلاثی
مجرد سے مصدر بھی۔

- أَفْوَاهِهِمْ - أَفْوَاهُ مضاف ہم مضاف الیہ - أَفْوَاهٌ - فُؤَادٌ کی جمع بمعنی منہ

بِأَفْوَاهِهِمْ اپنے منہ سے یعنی زبانی کلامی۔

== تَائِبِي۔ وہ انکار کرتے ہیں۔ لیکن یہاں قُلُوبٌ جمع مکسر کے لئے مونث کا صیغہ استعمال ہوا ہے
یعنی ان کے دل انکار کرتے ہیں۔ اَيَّاءُ مصدر مضارع واحد مونث غائب ابی یا بئی دفعہ انکار
کرنا۔ ناپسند کرنا۔ مکروہ جاننا۔ ناخوش ہونا (باب ضرب) سے بھی آتا ہے۔

== فَاسْقُونَ۔ راستی سے نکل جانے والے۔ نافرمانی کرنے والے۔ حدود شریعت سے نکل جانے
والے۔ اللہ کی اطاعت سے نکل جانے والے۔

۹:۹ = اِشْتَرَوْا۔ انہوں نے مول لیا۔ انہوں نے بیچا۔ اِشْتَرَوْا اِشْتَرَاءً اِنْتَقَالَ
سے جس کے معنی خریدنا اور بیچنا دونوں آتے ہیں۔

اِشْتَرَوْا اَيَّائِلِ اللّٰهُ ثَمَنًا قَبِيْلًا۔ انہوں نے اللہ کی آیات کے بدلے تھوڑی سی قیمت قبول
کر لی۔ (یعنی ہوائے نفس کے تابع ہو گئے اور اللہ کی آیات پر یقین نہ کیا)

== صَدُّوْا عَن۔ وہ پھر گئے۔ انہوں نے ترک کر دیا۔ انہوں نے (دوسروں) کو روکا۔ باز رکھا
== سَاءَ۔ يَسُوْءٌ۔ (نصر) ماضی واحد مذكر غائب سَوُوْا سے۔ بُرّا ہے۔

== مُعْتَدُوْنَ۔ اسم فاعل جمع مذكر مرفوع۔ اَلْمُعْتَدِيْنَ واحد۔ حق سے تجاوز کرنے والے۔
اِعْتَدَاءٌ (اِفْتِئَالٌ) مصدر۔ یہ لفظ زیادتی کے ہر پہلو کو جامع ہے۔ یہاں مراد عہد شکنی ہے

۱۲:۹ = نَكَثُوْا۔ ماضی جمع مذكر غائب نَكَثَ مصدر۔ (باب ضرب و نصر) انہوں نے عہد کو توڑا
نكثية۔ عہد شکنی۔ جھوٹ۔ ایسا دشوار کام جس میں لوگ عہد و پیمان کو توڑ ڈالیں۔

== طَعَنُوْا۔ انہوں نے طعن کیا۔ انہوں نے عیب نکالا۔ طَعَنٌ سے جس کا اصل معنی نیزہ مارنا
(باب ضرب۔ نصر۔ فتم) ہر وہ چیز جو دل کو دکھ پہنچانے والی ہو اس کو بھی طعن کہتے ہیں۔ مثلاً
عیب جوئی۔ طعنہ زنی۔

طَعَن۔ بمعنی نیزہ زنی اکثر باب نصر سے آتا ہے۔ اور جب اس کا تعلق طعن بالقول سے ہو
تو باب فتح سے۔ یہاں مراد عیب جوئی نقص بینی کے ہیں۔

== اٰنَمَدَ الْكَافِرِيْنَ دُوْسُ الْمُشْرِكِيْنَ۔ کفر کے پیشوا۔ کافروں کے لیڈر۔ حضرت ابن عباس رضی
کے قول کے مطابق اس سے مراد ابوسفیان بن حرب۔ الحرث بن ہشام، سہیل بن عمرو، ابوجہل
وغیرہ ہیں۔ ائمہ۔ امام کی جمع ہے۔ لیڈر۔ سردار۔ قائد۔ پیشوا۔ سرکردہ۔

== يَنْتَقِرُونَ۔ وہ باز رہتے ہیں۔ (شاید وہ باز آجائیں ہم وہ باز آجائیں) مضارع جمع مذكر غائب۔
اِنْتِقَاءٌ (اِفْتِئَالٌ) مصدر صحیح۔ مادہ۔

۱۳:۹ = اَلَا تَقَاتِلُوْنَ۔ کیا تم جنگ نہیں کرو گے۔ کیا تم نہیں لڑو گے۔

== بَدَّ ذِكْمُ - انہوں نے پہلے تم سے شروع کیا۔ (یعنی زیادتی میں پہل انہوں نے کی،) بَدَّءَ سے ماضی جمع مذکر غائب۔

۹: ۱۴ اَيَشْفِ - مضارع مجزوم واحد مذکر غائب اصل میں يَشْفِ تھا۔ بوجہ جواب بشرطی آمخوذ ہو گئی۔ شَفَاءُ مصدر باب ضرب، شفا دے گا۔ (یعنی مشرکین و کفار کی طرف سے ایذا رسانیوں کے دکھ سے سینوں کو ٹھنڈا کرے گا)

۹: ۱۵ = وَذِينَ هِبَ غِيظًا فَتُلَوْيْمٍ - ان کے دلوں کا غصہ دور کر دیا۔ حِمْ نَمِيز جمع مذکر غائب مؤمنین کی طرف راجع ہے۔

۹: ۱۶ = حَسِبْتُمْ - تم نے گمان کیا۔ تم نے خیال کیا۔ ماضی بمعنی مضارع۔ تم گمان کر رہے ہو۔ تم خیال کر رہے ہو۔ حَسِبْتُمْ مصدر۔ صیغہ ماضی جمع مذکر حاضر۔
== تَنَزَّلْنَا - تم چھوڑ دیئے جاؤ گے۔ تَنَزَّلَ سے مضارع مجہول جمع مذکر حاضر۔ اَنْ کے عل سے فون اعرابی گر گیا۔

== لَعَنَّا - حرف جازم ہے مضارع پر داخل ہو کر اس کو جزم دیتا ہے اور ماضی منفی کے معنی میں کر دیتا ہے۔ مثال کے لئے ملاحظہ ہو (۲: ۲۱۴ اور ۴۹: ۱۴)۔ لَعَنَّا پر تفصیلی بحث کے لئے ملاحظہ ہو (۲: ۲۱۴)

== يَعْلَمُ - مضارع مجزوم بوجہ عمل تھا۔ اس نے نہیں جانا۔ اس نے معلوم نہیں کیا۔ لَعَنَّا يَعْلَمُ اللہ تعالیٰ نے ابھی تک معلوم نہیں کیا۔ چونکہ اللہ تعالیٰ کا علم کسی امر کے وقوع ہونے پر موقوف نہیں وہ ہر اس چیز کا علم رکھتا ہے جو ہو چکی ہے یا ہو رہی ہے یا ہونے والی ہے خواہ مستقبل قریب میں ہو یا مستقبل بعید میں۔ لہذا یہاں اللہ تعالیٰ کے علم سے مراد جانتا نہیں ہے بلکہ جتنا پہچان کر دانا دوسروں کے علم میں لانا اور امر معلوم کو ممیز و ممتاز کرنا ہے۔

یعنی اللہ تعالیٰ نے ابھی تک دوسروں کے سامنے اس امر کو نکھارا ہی نہیں۔ اس کی پہچان ہی نہیں کروائی۔ آیت نہ اکا ترجمہ یوں ہوگا۔ کہ کیا تمہارا خیال ہے کہ تمہیں یوں ہی چھوڑ دیا جائیگا مالا لکہ ابھی تک تم میں سے مجاہدین کو اور اللہ اور اس کے رسول اور مؤمنین کے سوا کسی دوسرے کو اپنا ولی دوست یا ہمارا زبانہ نے والے امتیاح کی (امتحان لے کر) اس نے پہچان ہی نہیں کر لی۔
خدا ابھی عاشقی کے امتحاں اور بھی ہیں۔

== وَلَيَجِدَنَّ - دَلُوجْ بمعنی دُخُول سے بنایا گیا ہے۔ گہرے دوست، اندرونی دوست، علامہ قرطبی فرماتے ہیں کہ: فَوَلَيَجِدَنَّ الرَّجُلُ مِنْ يَخْتَصُّ بِدَحْلَةِ امْرِءٍ دُونَ النَّاسِ

و ليجوده شخص جسے عامۃ الناس سے ورے اپنے اندرونی راز کے لئے مخفی کیا جائے۔ اندرونی دُوت
یہ واحد اور جمع دونوں کے لئے آتا ہے۔

۹: ۱۷ = مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِينَ مُشْرَكَوْنَ كُیْرَ رُوا نَہیں۔ ان کو یقین نہیں پہنچتا۔ ان کے لئے یہ
جائز نہیں۔ ان کا یہ کام نہیں۔

= اَنْ یَّخْمُودَا۔ مضارع منصوب بوجہ عمل اَنْ۔ جمع مذکر غائب عِنْدَ مَنْ مَعْدُورِ بَابِ نَعَسَ
عمو مادہ۔ درآباد کریں۔ (آباد کرنے والوں میں وہاں جا کر نماز پڑھنے والے۔ عبادت کرنے والے
متولی۔ مجاور۔ خادم سب شامل ہیں۔

= فَسَجَدَ اللّٰہُ۔ مضاف مضاف الیہ مل کر مقول یَخْمُودَا کا۔ اللہ کی مسجدیں۔ اگرچہ حکم عام ہے
اور اس کا اطلاق تمام مساجد پر ہو سکتا ہے مگر یہاں مراد مسجد حرام ہے جس میں کعبہ شریف واقع ہے
(یعنی مشرکین مسجد حرام اور کعبہ مکرمہ کے متولی اور مجاور۔ خادم وغیرہ نہیں بن سکتے اور نہ ہی وہ
اس میں اب عبادت کر سکتے ہیں)۔

= شَہِدَیْنِ۔ گواہ۔ ماننے والے شہادت دینے والے۔ شَہَادَۃً اور شَہُوۃً سے اسم مذکر
شَہِدٌ واحد واو سے حال ہے۔ تقدیر کلام یوں ہے مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِیْنَ اَنْ یَّخْمُودَا
مَسْجِدَ اللّٰہِ وَهَہُ شَہِدَتٌ عَلٰی الْفَرِیْقَةِ بِالْکُفْرِ۔ وَهَہُ حذف ہو گیا اور شَہِدَیْنِ رحمت
نصب ہو گیا۔

= حَبِطَتْ۔ ماضی واحد مؤنث غائب، وہ اکارت گئے۔ ضائع ہو گئے حَبِطٌ مصدر
۱۸: ۹ = لَمْ یَخْشَ مضارع نفی جہد لَمْ۔ یَخْشَ اصل میں یَخْشٰی متفاد۔ لَمْ کے عمل سے ی ساقط
ہو گیا۔ وہ نہیں ڈرتا۔

= عَسٰی۔ افعال مقاربہ میں سے ہے، محبوب شے میں امید کے لئے اور مکروہ بات میں خوف کے
لئے آتا ہے۔ بقول حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے قرآن کریم میں یہاں بھی لفظ عَسٰی ہے وہاں یقین کے
معنی میں ہے امید کے معنی میں نہیں۔ مثلاً فرمانِ الہی ہے عَسٰی اَنْ یُّبْعَثَ لَکَ رَبُّکَ مَعًا مَآءُ خَمُودًا
ضرور تیرا رب تجھے مقام محمود میں پہنچاے گا۔ مقام محمود میں پہنچانا یعنی حضور سَلِّی اللہ علیہ وسلم کا شافع
مُحَمَّدٌ اَبْنُ اَبِی قَحِیْفَہٍ یعنی یہاں کوئی شک و شبہ نہیں۔

لیکن راغب نے المفردات میں اس سے اتفاق نہیں کیا وہ رقمطراز ہیں کہ:-

اکثر مفسرین نے اس کی تفسیر لوازم یعنی یقین سے کی ہے وہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے حق میں طبع
درہم کا استعمال صحیح نہیں ہے مگر یہ ان کی کوتاہ فطری ہے کیونکہ جہاں کہیں قرآن میں عَسٰی کا لفظ

آیائے وہاں اس کا تعلق انسان کے ساتھ ہے نہ کہ اللہ کے ساتھ۔ لہذا آیت کریمہ عَلٰی رَبِّكَ اَنْ يُّهْلِكَ عَذَابُكَ (۱۲۹:۷) کے معنی یہ ہیں: تم اللہ تعالیٰ سے امید رکھو کہ تمہارے دشمن کو ہلاک کر دے۔

یہ مختلف معانی میں استعمال ہوتا ہے۔ غمگین ہے۔ شتاب ہے۔ ممکن ہے۔ توقع ہے اندیشہ ہے۔ کھٹکا ہے۔

فَعَلَىٰ اُولٰٓئِكَ اَنْ يَّكُوْنُوْا مِنْ لَّهٖ مُّتَدِيْنٌ ۝۱۳۰ پس یہی لوگ ہیں جن سے توقع ہے کہ راہ ہدایت پائیں گے۔

۱۹: ۹ = سِقَايَةَ - پانی پلانا۔ عِمَارَةَ - آباد کرنا۔ صاحب فنیاء القرآن۔ مظہری۔ قرطبی و بیضاوی لکھتے ہیں۔ الفاظ آیت سقایۃ و عمارۃ مصدر ہیں۔ اگر یہ اسم فاعل کے معنی میں استعمال ہوں تو کلام میں کسی لفظ کو مصدر ماننے کی ضرورت ہی نہیں پڑتی معنی ہوگا: کہ حاجیوں کو پانی پلانے والا اور مسجد کو آباد کرنے والا اس شخص کی طرح نہیں ہو سکتا جو اللہ اور قیامت پر ایمان لائے اور جہاد کرے۔

اور اگر مصدری معنی ہی میں مستعمل ہو تو پھر کلام میں محذوف ماننا پڑیگا۔ اور اس کی دو صورتیں ہیں یا تو مشبہ میں محذوف مائیں تو اس وقت تقدیر کلام یوں ہوگی۔ اجعلتم اہل السقایۃ الحاج و عمارۃ المسجد الحرام۔۔۔ اور یا مشبہ بہ میں محذوف مائیں تو اس وقت تقدیر کلام ہوگی۔ اجعلتم سقایۃ الحاج و عمارۃ المسجد الحرام کا ایمان من امن بالله والیوم الآخر و جہاد من جاهد فی سبیل اللہ۔

= لَا یَسْتَوُونَ = مضارع منفی جمع مذکر غائب اسْتَوَوْا زُفِیْتَ اَلْ مصدر وہ برابر نہیں ہیں ۲۰: ۹ = اَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰهِ - اے اعظم درجۃ من اہل السقایۃ و العمارۃ عند اللہ - یعنی اللہ کے نزدیک ایمان والوں، ہجرت کرنے والوں اور اپنے جان و مال سے جہاد کرنے والوں کا درجہ اہل سقاہ و اہل عمارت سے بہت بڑا ہے۔

= اِنْفَاثُ وُتْ - اسم فاعل جمع مذکر۔ فَاثُوْا واحد۔ کامیاب، انتہائی مقصود پانے والے۔ = یُبَشِّرُوْهُمْ - وہ ان کو خوشخبری دیتا ہے بَشِّرُ تَفْعِلُ سے۔ مضارع واحد مذکر غائب۔ ضمیر مفعول جمع مذکر غائب۔

= رِضْوَانٍ - رضا مندی۔ خوشنودی۔ مرضی۔ رضا۔ رَضِیَ یَرْضِیْ کا مصدر ہے رِضْوَانٍ اور رِضْوَانٌ۔ بوجہ حرف جر کے مجرور ہیں۔

== فِيهَا مِمْصَا نَمِرٍ وَادِمْصُوتٌ جَنْبُ كِ طَرَفٍ رَابِعٍ هِ
== لَعْنِمِمْ اِسْمُ كَرِهٍ - نَعْمَتٌ - رَاحَتٌ - نَعْمَتٌ كَثِيرَةٌ -

== فِي جَنْبِ النَّعِيمِ (۱۲:۵۶) نَعْمَتُوں کی بہشت میں اور جَنْبِ النَّعِيمِ (۸:۲۱) نَعْمَتُوں کے باغ میں
== مُعْقِمٍ - اِسْمُ فَاعِلٍ وَادِمْصُوتٌ - دَوَائِی - لِاَزْوَالٍ - اِقَامَةُ سے - لَعْنِمِمْ مُعْقِمٍ لِاَزْوَالٍ وَادِمْصُوتِی
۲۳:۹ = لَا تَتَّخِذْ ذُلًا لِّاَوْلِيَاءَ - تَمَّ دُوسْتُ مَتِّ بَنَاؤُ - فَعْلُ نَهْیِ جَمْعِ مَذْکُرٍ حَاضِرٍ - اِیْتَاذٌ (اِفْعَالٌ)
== اِسْتَجَبُوا - ماضی جمع مَذْکُرٍ غَائِبٍ اِسْتَجَابُوا (اِسْتَفْعَالٌ) سے (اِگر) وہ عزیز رکھیں
== یَتَوَلَّوْهُمْ - مَضارعُ جَزْوَہِ وَادِمْصُوتٌ غَائِبٍ هُذُ نَمِیرِ مَفْعُولِ جَمْعِ مَذْکُرٍ غَائِبٍ تَوَلَّوْا سے جو ان
دوستی رکھے گا۔

۲۴:۹ = عَشِيرَتُكُمْ - تہاری برادری - تہارا کنبہ - تہارا قبیلہ -

= اِشْتَرَفَوْهُمْ - اصل میں اِشْتَرَفْنَمْ - ہے وَاوَّ اِشْتِغَاغٌ کا ہے -

اِشْتَرَفُوا یَفْتَرِفُ اِشْتَرَاتٌ (اِفْعَالٌ) کمانا - ہا نَمِیرِ وَادِمْصُوتٌ غَائِبٍ اَمْوَالُ کِ
طَرَفٍ رَابِعٍ ہے - اَمْوَالُ تَمَّ نَمَّ کما ہے -

= کَسَادٌ هَا - مَضارعُ مَضارعُ اِلَیْہِ کَسَادٌ مَصْدَرٌ - تِجَارَتٌ - جُلْنَا - سَوَادٌ بَکِنَا - خَرِیدار نہ ملنا - (باب
نَصْر و کُرم) سَوَوْا کَسِیدٌ - وہ بازار جس میں خریدار کم ہوں - اردو میں کساد بازاری اس وقت
بولتے ہیں جب بازار میں خرید و فروخت مدہم پڑ جائے -

= فَتَوَلَّوْا - پس تم انتظار کرو - تم منتظر رہو - تم راہ دیکھو - تَوَلَّوْا (تَفَعَّلُ) سے امر کا صیغہ
جمع مَذْکُرٍ حَاضِرٍ -

= فَتَرَبَّعُوا حَتَّى یَاْتِیَ اللّٰہُ بِاَمْرِہِ تَبْدِیْدٍ وَتَحْزِیْفٍ کے لئے ہے (یعنی تو پھر اب عذاب الہی کا
انتظار کرو) پس انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنا فیصلہ تمہارے سامنے لے آئے -

۲۵:۹ = مَوَاطِنٌ - مواقع جنگ - لوگوں کے رہنے کی جگہ - مَوَاطِنٌ وَاحِدٌ دَظْنٌ مَصْدَرٌ
(باب صَوَّبَ) جگہ پڑنا - مَقِیمٌ ہونا - اِیْطَانٌ (باب اِفْعَالٌ) تَوَاطِنٌ (تَفَعَّلُ) اِسْتِیْطَانٌ
رَاسْتِیْطَعَالٌ) تینوں ابواب سے بمعنی سہنے کی جگہ اختیار کرنا - تَوَاطِنٌ (تَفَعَّلُ) جگہ پڑ لینا - کسی
چیز پر دل بستہ ہو جانا -

مَوَاطِنٌ - طَرَفٌ مَکَانَ فِی حُرُوفٍ بَارِکِی وَجہ سے تَمَّ مَکُورٌ ہونا چاہئے تھا - لَکِنِ اِیْسِی جَمْعِ جُو
مَنْہِیِ الْجَمْعِ کے وزن پر ہو یعنی ایسی جمع جس کے پہلے دو حروف مفتوح اور تیسری جگہ الف ہو جیسے
مَسَاجِدٌ - مَصَاحِفٌ - یہ جمع قائم مقام دوسبوں کے ہے لہذا مَوَاطِنٌ غَیْرُ مَنْصُوفٍ ہے اور اَرْبَعٌ

سے ن کے نیچے کسر نہیں آیا۔

مَوَاطِن کَثِیْرَةٌ سے مراد یہاں وہ جنگیں ہیں جن میں باوجود دشمن کے مقابلہ میں قلت کی وجہ سے مسلمانوں کو ندادِ خدا تعالیٰ نے فتح و کامرانی سے سرفراز فرمایا۔ مثلاً بدر۔ بنو قریظہ اللہ بنو نظیر کے خلاف جنگیں۔ مدینہ۔ خیبر۔ مکہ وغیرہ۔

وَبِیَوْمِ حُنَیْنٍ کیا اس کا عطف مَوَاطِن کَثِیْرَةٌ پر ہے تو اس صورت میں یَوْمَ مَفْتُوحِ کُیُوں آیا ہے اس کی متعدد توفیقات دی گئی ہیں۔ لیکن بعض کے نزدیک یہ نیا جملہ ہے اور اس سے پہلے اذکوار مضمحل ہے اور تقدیر کلام یوں ہے وَاذْکُورُوا یَوْمَ حُنَیْنٍ۔ اور یاد کرو جنگ حنین کا واقعہ۔

لَمَّا تَغْنَبْ۔ تَغْنَبْ اصل میں تَغْنَبْ تھا۔ لَمَّا کی وجہ سے ی حذف ہو گئی۔ وہ کام نہ آئی (یعنی کثرت)۔ مَعَا۔ میں مِمَّا مصدر یہ ہے بِ بمعنی فَع کے ہے رَحِیْبٌ۔ وہ کشادہ ہوئی۔ وہ فراخ ہوئی (باب کرم)۔ رَحِیْبٌ سے جس کے معنی فراخ ہونے کے ہے ماضی و احد تونٹ غائب۔

بِمَا رَحِیْبٌ۔ باوجود کشادہ اور فراخ ہونے کے۔ باوجود اپنی وسعت کے اور کشادگی کے۔

(نیز ملاحظہ ہو ۷: ۹)

دَلِیْلَتٌ۔ تم پیٹھ بے کربھا گئے۔ ماضی جمع مذکر حافہ۔ تَوَلَّیْتُ سے مُدْبِرِیْنِ۔ پیٹھ دکھانے والے۔ پیٹھ دکھا کر بھاگنے والے۔ دُبُرُ ہر چیز کے پچھلے حصہ کو کہتے ہیں ۲۶: ۹ سَبَّحْتَہُ۔ مضاف مضاف الیہ۔ سبَّحْتَہُ وہ الطینان۔ چین و قرار اللہ سکون ہے جو اللہ تعالیٰ اپنے مومن بندہ کے قلب میں اس وقت نازل فرماتا ہے جب کہ وہ ہولناکیوں کی شدت سے مضطرب ہو جاتا ہے۔ پھر اس کے بعد جو کچھ بھی اس پر گذرے وہ اس سے گھبراتا نہیں یہ اس کے لئے ایمان کی زیادتی یقین میں قوت اور استقلال پیدا کر دیتا ہے۔

لَمَّا تَوَدَّہَا۔ اصل میں تَوَدَّ (مضارع جمع مذکر حاضر)۔ لَمَّا کی وجہ سے ن اعرابی گر گیا جن کو تم نے نہ دیکھا۔

۲۷: ۹۔ یَتُوبُ اللہُ۔ اللہ اپنے طرف لوٹنے کی توفیق دے گا۔ (یعنی کافروں میں سے جسے چاہیگا اپنی طرف لوٹنے کی توفیق عطا فرمائے گا اور ان کو اسلام سے مشرف فرمائیگا۔ تَابَ یَتُوبُ (نفع) بمعنی لوٹنا۔ رجوع کرنا واجب اللہ کی طرف اس کی نسبت ہو تو بمعنی لوٹنے یا رجوع کرنے کی توفیق بخشنا۔ توبہ قبول کرنا۔ رحمت سے توبہ فرمانا)

۹: ۲۸ = نَجَسٌ وَ نَجَاسَةٌ مصدر باب سمع۔ نمر، ناپاک، پلید۔ خواہ ظاہری ہو یا باطنی۔ یہاں مصدر استعمال ہوا ہے۔ مذکر۔ مؤنث۔ تثنیہ۔ جمع سب کا اطلاق ہوتا ہے !
 = سَيْلَةٌ۔ فقر۔ مفلسی۔ عَالٌ يَغِيثُ (ضرب) سے مصدر ہے (یعنی اگر مشرکین کے داخلہ پر بندش سے تمہیں تجارتی کاروبار میں کساد بازاری یا آمدنی میں کمی کا اندیشہ ہو تو ضووفٌ يَغِيثُکُمُ اللہُ عنقریب اللہ تعالیٰ تمہیں غنی کر دے گا۔

۲۹:۹ = لَا يَحْرَمُونَ۔ مفارغ مفتی جمع مذکر غائب تَحْرِيْمٌ (تَفْعِيلٌ) مصدر وود حرام قرار نہیں دیتے۔

وہ دین اختیار نہیں کرتے۔ دَانَ دَمَدَتْنَ ب۔ مذہب اختیار کرنا۔

= دین الحق - سجادین یعنی اسلام

== عَنِ يَتِيٍّ (اپنے) ہاتھ سے۔ دلی اطاعت کے طور پر

== دَهْمُ صَانِدُونَ - ادرود اپنے صغیر (حقیر اور مغلوب) ہونے کا دلی احساس رکھتے ہوئے اپنے آپ کو حقیر و صغیر جانتے ہوئے۔

۳۰:۹ = يُصَا هُنَّ - مَصَاهَاةٌ (مفاعلة) وہ مشابہت پیدا کر رہے ہیں۔ وہ نقل اتار رہے ہیں۔ ایسی باتیں کر رہے ہیں جیسے قَوْلِ الَّذِينَ كَفَرُوا - صَہی۔ مثل۔ مانند شبہ۔ صَہی۔ مصدر ناقص یا ئی (باب سبع) عورت کامر کی طرح ہو جانا کہ نہ حین ہو۔ نہ محل نہ پستان۔ صَہیاء۔ مرد نما عورت۔ مصاہات مشابہت، صَہی مادہ۔ بعض کے نزدیک یہ مہوز اللام (صَہیاء) اور اس کی قرأت يُصَا هُنَّ ہے ناقص یا ئی کی صورت میں قرأت يُصَا هُنَّ ہوگی۔

== قَالَتْ هُمُ اللّٰهُ۔ بد دعا کا کلمہ ہے: خدا ان کو عارت کرے۔ یا ان کے قول کہ ”عزیر اللہ کا بیٹا ہے“ اور یہ کہ ”مسح اللہ کا بیٹا ہے“ کی قباحت پر کلمہ تعجب ہے۔
== اِنِّیْ یُؤْتِکُمْ۔ آتی معنی کیف۔ کہاں۔ کیسے۔ کیونکر۔ کتنے۔

یُوْخُکُوْنَ۔ مضارع مجہول جمع مذکر غائب اِفْکُ (ضَرْب) سے۔ کسی شے کا اصلی جانب سے منہ پھرنے کا نام افک ہے۔ جھوٹ۔ بہتان۔ ان ہر دو میں یہ صفت بدرجہ اتم موجود ہے۔ کیسے مجھکائے جائے ہیں۔ یا اس کا ترجمہ یوں بھی ہو سکتا ہے۔ کہ ہر جھٹکے چلے جائے ہیں۔ اور فعل مجہول محض ان کی ہرٹ دھرمی کو ظاہر کرنے کے لئے لایا گیا ہے کہ یوں معلوم ہوتا ہے کہ کوئی

بیرونی طاقت ان کو جبراً مجبور ہی ہے۔ ایسی دیگر مثالیں ۸:۱۱ اور ۷:۱۲۰ میں ملاحظہ فرمادیں۔
انک الف کے فتح اور کسرہ دونوں کے ساتھ مستعمل ہے۔ بمعنی جھوٹ بولنا۔

۹:۳۱ = أَجْبَادَهُمْ۔ مضاف مضاف الیہ۔ اجار جمع جبر کی۔ اہل تفسیر اسے حَبْر (بالفتح) اور اہل لغت حَبْر (بالحجر) پڑھتے ہیں۔ فرار کے نزدیک دونوں طرح صحیح ہے اس کا معنی ہے جب عالم جوہری عبادگی اور سلیقہ سے بات کر سکے۔

= دُعِبَا نَعْم۔ مضاف مضاف الیہ۔ دُعِبَانٌ دَاعِبٌ کی جمع ہے جو رَضْبَةً بمعنی خوف سے مانگو ہے۔ یعنی وہ لوگ جو اپنی ساری زندگی اللہ کے خوف سے اس کی عبادت کے لئے وقف کر دیں۔

= أَرْبَابٌ۔ جمع ہے رَبٌّ کی۔ معبودان۔

= الْمَسِيحِ ابْنِ مَرْيَمَ فَعَلَ تَخْلُدًا کا مفعول ثالث پہلے دو مفعول أَجْبَادَهُمْ اور دُعِبَا نَعْم ہیں۔

یہاں رب (ارباباً) ماننے سے مراد یہ ہے کہ معاصی میں ان کا حکم مانتا۔ ان کے حرام کو حلال کہنے کو حلال مانتا۔ اور حلال کو حرام کہنے کو حرام مانتا۔

۹:۳۲ = يُطْعَمُونَ۔ مضارع منصوب جمع مذکر غائب اِطْعَاءً (افْعَالٌ) سے مصدر۔ اصل میں يُطْعَمُونَ تھا۔ اُن کی وجہ سے فون اعرالی گر گیا۔ کہ وہ بجا دیں۔

= تَوَدَّ اللَّهُ۔ یہاں مراد اسلام ہے۔ دین اللہ۔

= أَفْوَاحِهِمْ۔ مضاف مضاف الیہ۔ ان کے منہ۔ اس کا ترجمہ اپنی چھوٹوں سے بھی ہو سکتا ہے

= أَفْوَاحُهُمْ کی جمع ہے حمی کے معنی منہ کے ہیں۔ فَمَنْ کی اصل فَوْحٌ معنی۔ کہو کہ داد کو میم سے بدل دیا گیا۔

قرآن مجید میں جہاں صرف منہ سے کہنے پر بات رکھی گئی ہے وہاں دروغ بیانی کی طرف اشارہ ہے اور اس طرف تنبیہ ہے کہ اعتقاد واقع کے مطابق نہیں۔

= یَابَنِي۔ مضارع واحد مذکر غائب اِنْبَاءٌ مصدر۔ باب فخم۔ وہ انکار کرتا ہے وہ نہیں مانتا۔
= تَوَدَّ۔ اگر چہ۔

= كَسِرَةٌ۔ ناپسند کریں۔ ماضی واحد مذکر غائب۔ (باب سبع) یہاں جمع کے لئے استعمال ہوا ہے۔
۹:۲۳ = لِيُطْعَمُوا۔ کہ اس کو غالب کرے۔ کہ کی ضمیر دین کی طرف راجع ہے۔

= عَلَى الدِّينِ حَتَّى۔ تمام دینوں پر۔

اگر لفظِ ہدۃ کی ضمیر کا مرجع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہوں تو علی الذین حکمہ بمعنی علی اہل
الادیان کلم ہوگا کہ اللہ تعالیٰ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام دینوں کے پیروں پر غالب کر لیا
۹: ۳۴ = بَعَثْنَا نَبِيًّا رَافِعًا لِّبَنِي إِسْرَءِيلَ عَنْ يَمِينِهِ وَخَلَقْنَا لَهُ جَنَّتًا خَشِيبًا مِّنْ ذُرَّيَّتِهِ يَنفُخُ فِيهَا نُفُوسًا وَكَانَتْ غَابِرًا مِّنْ دُونِهَا ۚ إِنَّ رَبَّهُ لَسَمِيعٌ عَلِيمٌ ۚ
روکتے تھے۔

== وَالَّذِينَ يَكْتُمُونَ ۖ میں اشارہ کثیرًا مِّنَ النَّجَارِ وَالزُّهَّانِ کی طرف ہے۔ یکتُمُونَ
مضارع جمع مذکر غائب۔ کَتَمَ مصدر (باب ضَرَبَ) وہ جمع کر کے رکھ چھوڑتے ہیں۔

== الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ ۖ سَوْنًا ۚ اور چاندی۔ بمعنی مال و دولت۔

== فَبَشِّرْهُمُ ۖ بَشِّرْ ۖ تو غمخیزی سے۔ امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ بَشِّرْ (تَفْعِيل) سے

بشارت کا لفظ طنزاً استعمال ہوا ہے۔ هُمْ ضمیر الذین یکتُمون کی طرف راجع ہے

۳۵: ۹ = یُخْفَى ۖ مضارع مجہول واحد مذکر غائب اِخْتَمَاءً (افْعَال) مصدر غوب گرم کیا
جلے گا۔ بتایا جائے گا۔ حَتَّىٰ سے۔ اس مادہ سے متعدد الفاظ متعدد معانی میں استعمال ہوئے

ہیں۔ مثلاً قرآن میں ہے فِی عَیْنِ حَامِیَّةٍ (۱۸-۸۶) گرم چشمے میں۔ یا حبیباً ایک دوسری

قرأت میں ہے۔ فِی عَیْنِ حَبِیَّةٍ ۖ سیاہ بد بودار کچھڑولے چشمے میں۔ حِمَیَّةُ الْجَاهِلِیَّةِ۔

(۲۶: ۱۳۸) جاہلانہ حیثیت (ضد کد لغت) مِنْ حَتَمًا مَّكْنُونٍ ۖ مڑے ہوئے گائے سے

اسی طرح عربی میں بولتے ہیں حَتِیْتُ الْخَفِ مَخِیَّةٌ ۖ میں نے اپنی عزت کی حفاظت کی۔

اسی سے حامی۔ مددگار۔ حمایت کرنے والا۔ وغیرہ وغیرہ۔

== یُخْفَى عَلَیْهَا ۖ اصل میں (یَوْمَ) تُخْفَى النَّارُ عَلَیْهَا تھا۔ اس صورت میں تُخْفَى مسند

اور النَّارُ مسند الیہ ہے النَّارُ کو خدف کر دیا گیا۔ تو عَلَیْهَا جلد مجبور ہو کر مسند الیہ ہوا۔ اس لفظ

اسناد کی وجہ سے تُخْفَى (صیغہ واحد ماضی غائب) کی بجائے یُخْفَى (صیغہ واحد مذکر غائب) لایا

گیا۔ جیسے کہتے ہیں رَفَعَتْ النِّقْمَةَ إِلَى الْأَمِينِ ۖ اور حبیب القمۃ کو خدف کیا جائیگا تو رَفَعَ إِلَى

الْأَمِينِ کہیں گے۔

عَلِیْهَا میں ضمیر ہا اور اس طرح آیہ سابقہ میں یُفْقَهُنَّ تھا میں اور آیت ہذا میں تَكُونُ

بہا میں ضمیر واحد مؤنث غائب لائی گئی ہے۔ حالانکہ اس کا اشارہ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ کی طرف

ہے جو ثننیہ ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ سے مراد کثرت و ثنیر (دینار کی جمع)

اور کثرت درہم (درہم کی جمع) ہے اور بوجہ جمع مذکر غیر سالم کے ان کی ضمیر واحد مؤنث لائی گئی

یَوْمَ یُخْفَى عَلَیْهَا فِی نَارٍ جَهَنَّمَ ۖ جس دن بتایا جائے گا اس سونے اور چاندی کو یا ان سے

بنائے ہوئے سکوں کو دوزخ کی آگ میں

== فَتَكُونُ - مضارع مجہول واحد مؤنث غائب گئی سے و باب ضرب کوئی یکوئی - کونیت الدائبة بالنار کیٹا - میں نے جانو کہ گرم لوبے سے داغ دیا - فتکونی پس داغ دینے جائیں گے (ان سونے چاندی یا ان کے سکوں سے)

== جَاءَهُمْ - مضارع مضارع الیہ - جَاءَهُمْ جَاءَهُمْ کی جمع ان کی پیشانیاں -

== جُنُوبُهُمْ - مضارع مضارع الیہ - جُنُوبُهُمْ جُنُوبُهُمْ کی جمع ان کے پہلو

== ظُهُورُهُمْ - مضارع مضارع الیہ - ظُهُورُهُمْ ظُهُورُهُمْ کی جمع ان کی پیٹھیں - ان کی پشتیں -

== هَذَا مَا كُنْتُمْ - ای يقول لهم هذا ما كنتم

۹: ۳۶ == حَدَّثَ كُنْتُمْ - حدت یعنی وہ گفتی کے دن جن کے گذر جانے پر مطلقہ یا بیوہ نکاح ملال ہو جاتا ہے -

== حُرْمٌ - ادب ولے - عزت ولے حُرْمٌ کی جمع - یعنی حرمت والا - حرام ، ممنوع - جس

چیز سے منع کر دیا جائے وہ حرام ہے - حرمت کے ماہ کو بھی شہر حرام اس واسطے کہا جاتا ہے کہ ایسے ماہ میں اللہ تعالیٰ نے بعض ان چیزوں کو حرام کر دیا ہے جو دوسرے اوقات میں حلال ہیں -

أَرْبَعَةُ حُرْمٍ - چار حرمت والے مہینے یعنی ذوالقعدة ، ذوالحجہ ، المحرم ، الرجب -

الْقِيَمِ - صیغہ صفت - مفرد - مذکر - درست - ٹھیک - سیدھا -

الدين القيم (موصوف و صفت) الیادین جو معاش و معاد اور دنیا و آخرت کو درست کرنے والا ہے

== فَيُفَوِّتُ - میں ہیت منیر جمع مؤنث غائب کا مرجع اربعۃ حُرْمٍ ہے یا اس کا مرجع اثنا

عشر شہر بھی ہو سکتا ہے - یعنی بارہ مہینے (ہمیشہ) اپنے نفسوں پر ظلم کرنے سے بچو

== كَافَّةً - اسم فاعل - مفرد - مؤنث - كَافٌ مذکر كَافَاتٌ جمع كَافٌ مآدہ امنا عاف

نظامی (و نیز مسدد - یا اسم فاعل مفرد مذکر بھی ہو سکتا ہے - اس صورت میں تاہ علامت مبالغہ

ہوگی - استعمال میں یہ ہمیشہ مال - منصوب اور مکسرہ ہوتا ہے جس کے معنی سب کے سب

پورے کے پورے - جَمَاعَةً - قرآن میں ہے وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِّلنَّاسِ (۲۸: ۲۳)

اور اے محمد (ہم نے آپ کو سب لوگوں کے لئے (البشر و نذر بنا کر) بھیجا ہے - امام باغب نے

اس کا ترجمہ کیا ہے - ہم نے تم کو گناہوں سے روکنے والا بنا کر بھیجا ہے -

۹: ۳۷ - النَّسِيءُ - النَّسِيءُ کے معنی کسی چیز کو اس کے وقت سے مؤخر کر دینے کے ہیں اسی سے محاورہ

نَبَيْتُ الْمَرْأَةَ۔ عورت کے حیض کا مقرر وقت ٹل گیا۔ حیض آنے میں تاخیر ہو گئی۔ نُسَاءٌ نَبَيْتُ و
نَبَيْتَةٌ۔ تاخیر۔ اسی سے ہے وَنُسَاءٌ۔ لاشعری یا ڈنڈا کہ اس سے کسی چیز کو پیچھے ہٹایا جاتا ہے۔ اور اسی
سے نُسَاءٌ فِي أَجَلِكَ۔ اللہ تمہاری اجل میں تاخیر کر دے۔ یعنی تمہاری عمر مقرر کرے۔

عرب کا قدیم دستور تھا کہ ذوالفقہ و ذوالحجہ۔ محرم اور رجب المرجب کے مہینوں کو
احترام کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ اور اس میں کسی قسم کا جنگ و جدال جائز نہیں سمجھتے تھے لیکن رجب
ان کا بگاڑ عروج کو پہنچا تو ان میں سے بعض زور آور قبائل اپنے مفاد کی خاطر بعض دفعہ اعلان کر دیتے
کہ اس سال ہم نے فلاں مہینے کو اشہر حرم سے خارج کر دیا ہے اور اس کی بجائے فلاں مہینے کو
اشہر حرم میں داخل کر دیا ہے۔ اس طرح وہ چار مہینوں کی گنتی تو پوری کر لیتے لیکن اپنی مرضی سے
ان کے تعین میں رد و بدل کر لیتے۔ اس قسم کا رد و بدل النَّسِيُّ کہلاتا تھا۔

= زِيَادَةٌ۔ نَادِيَةٌ (حَرْبٌ) کا مصد ہے زیادتی۔ زیادہ ہونا۔ زیادہ کرنا۔ النَّسِيُّ کفر میں
مزید اضافہ کا باعث ہے۔

= يُعْتَلُّ۔ مضارع مجہول و امد مذکر غائب اِشْلَالٌ (اِغْثَالٌ) سے گمراہ کئے جاتے ہیں۔
= يُعْتَلُّ بِهِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا۔ یعنی کافر لوگ اس الشیء کے ذریعہ مزید گمراہ کئے جاتے ہیں۔ ان
کے سردار نبی کے ذریعہ ان کو گمراہ کرتے ہیں۔

اس جگہ فعل (يُعْتَلُّ) مسند اور الذين كفروا (مفعول مالم ليسم فاعله) مسند الیه ہے۔
فعل کا اسناد مفعول کی طرف کرنے کی قرآن میں متعدد مثالیں ہیں۔ مثلاً اسی آیت میں آگے آیا ہے
زَيْنَ لَهُمْ سُوْرُ اِسْمَائِيْلَ۔

= يَحِلُّوْنَ حَامًا وَيَحِلُّوْنَ مَوْتًا۔ حلال قرار دے لیتے ہیں اس کو کسی سال اور حرام قرار دے
دیتے ہیں اسے کسی سال۔ یعنی کسی سال حرمت کے مہینے کو ماحرام کہتے دیتے ہیں اور کسی سال اس کو
حلال قرار دے دیتے ہیں۔ یعنی کسی سال اس میں قتل و غارت کو جائز قرار دے لیتے ہیں۔
يَحِلُّوْنَ مَوْتًا اور يَحِلُّوْنَ حَامًا میں ضمیر و امد مذکر غائب النَّسِيُّ کی طرف راجع ہے جس سے وہ
ماہ حرام کو بدل دیا کرتے تھے۔

= يُوَاطُّوْنَ۔ مضارع جمع مذکر غائب مَوَاطَاةٌ (مُفَاعَلَةٌ) مصد تاکہ موافقت پیدا کر لیں
درست کر لیں۔ برابر کر لیں۔ يُوَاطُّوْنَ عِدَّةً مَا حَرَّمَ اللّٰهُ۔ تاکہ جس تعداد کو اللہ تعالیٰ نے
حرام قرار دیا ہے اس کے ساتھ موافقت پیدا کر لیں۔ مہینوں کی گنتی کو برابر کر لیں۔

= يُوَاطُّوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ۔ پس اس طرح جسے اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے اس کو اپنی مطلب برآ کر

کے لئے، حلال کر لیں۔

— تَوْبَتَیْنِ۔ مرتب کر کے دکھایا گیا۔ خوشنما کر کے دکھایا گیا۔ تَوْبَتَیْنِ (تَعْمِلُ) سے ماضی مجہول
داعد مذکر غائب۔

— سُوْرَةُ اِسْمَاعِیْلَہ۔ ان کے اعمال کی بُرائی۔ قباحت۔ گناہ۔ بُرا کام۔ عیب۔ سَاءَ کِسُوْرَہ
سُوْرَہ۔ رباب نص سے اسم ہے۔ ان کے بُرے اعمال۔ ان کے اعمال میں سے بُرے عمل
۳۸:۹ — مَا تَنْکُمُ۔ تمہیں کیا ہو گیا ہے۔ اور جگہ ہے وَقَالَ الْاِنْسَانُ مَا لَہُمَا (۳۸:۹) اور
انسان کہیگا اس کو (یعنی زمین کو) کیا ہو گیا ہے۔

— اِنْفِیْذًا۔ نَفَرَ یَنْفِرُوْا (ضَرْب) سے امر کا سفید مع مذکر حاضر۔ تم نکلو۔ نَفَرَ کے اصل معنی ہیں
منتشر ہونا۔ لیکن مختلف حروف کے ساتھ مختلف معانی دیتا ہے مثلاً نَفَرَ عَنْ کسی چیز سے
روگردانی کرنا۔ نَفَرَ اِی۔ کسی چیز کی طرف دوڑ کر جانا۔ نَفَرَ مِنْ کسی چیز سے کترانا۔
یہاں آیہ طہ میں نَفَرَ سے نکلتا۔ کوچ کرنا کے معانی لئے گئے ہیں۔ اِنْفِیْذًا اِنْفِیْذًا اِنْفِیْذًا
تم خدا کے راستہ میں نکلو۔ (یہ آیت جنگ جوگ کے موقع پر نازل ہوئی)

— اِنَّا قَتَلْنٰہُمْ۔ ماضی جمع مذکر ماضی اصل میں اِنَّا قَتَلْنٰہُمْ (رباب تعامل) حیات کوٹ میں دم
کیا گیا۔ حروف مدغم بمقام دو حروف کے ہے جن میں کا پہلا حرف ساکن ہے چونکہ حرف ساکن سے
ابتدا نہیں کی جاسکتی لہذا حرف مدغم سے پہلے ہمزہ وصل لایا گیا۔ اِنَّا قَتَلْنٰہُمْ ہو گیا۔
جس کا مطلب ہے کہ تم بوجہ کے سبب حاکم گئے۔

اِنَّا قَتَلْنٰہُمْ اِلٰی الْاَرْضِ۔ تم بوجہ ہو کر زمین ہی سے لگ گئے۔ یعنی جہاد کے لئے نکلنے کی
بجائے تمہارے پاؤں زمین سے جم کر رہ گئے۔

قرآن حکیم میں اور بھی ایسی مثالیں ہیں مثلاً

(۱) قَدْ اَذَقْتُمْ نَفْسًا مَا ذُرُّ اَکْمَ فِہِمَا (۲۲:۲۲) اور (یاد کرو) جب تم نے ایک شخص کو قتل کیا
تھا پھر تم اس کے بارہ میں ایک دوسرے سے جھگڑنے لگے تھے۔ اصل میں مَنَّا اَذَاکُمُ تھا۔
ناکودال میں مدغم کیا چونکہ مدغم سے اجدار نہیں ہو سکتی بوجہ سکون کے لہذا ہمزہ وصل زیادہ کیا گیا

(۲) کُنْ اِذَا اَکْوَ اِیْہَا جَمِیْعًا (۲۸:۱۴)

(۳) حَتّٰی اِذَا اَخَذَتِ الْاَرْضُ مِنْ دُخْرِہَا اِذَا یَنْتَشِرُ (۲۴:۱۰) کہ اصل میں مَنَّا اَرَکُوا اور
تَزِیْنَتْ تھا۔

۳۹:۹ — اِنَّ لَہٗ۔ اِنَّ لَہٗ۔ اِنَّ لَہٗ تَنْفِیْذًا۔ اگر تم نہیں نکلو گے (اللہ کی راہ میں جہاد کے لئے)

== يَعْتَذِرْ بَكُمْ - مضارع مجزوم واحد مذکر غائب - مجزوم بوجہ جواب بشرط کے کہ ضمیر مقول مع مذکر حاضر۔

== يَسْتَبْدِلْ - مضارع مجزوم بوجہ جواب شرط - صیغہ واحد مذکر حاضر - وہ بدل کر لے آئیگا۔

== ذَاكَ تَصَوُّوْهُ - میں ؎ ضمیر واحد مذکر غائب اللہ تعالیٰ کی طرف راجع ہے - جو کہ محذوف ہے

۹: ۴۰ == اِلَّا تَتَّصِرُوْهُ - میں ؎ ضمیر واحد مذکر حاضر کا مرجع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں

اِلَّا تَتَّصِرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ - ای ان لم تنصروه فحينئذ نصره الله كما نصرت (اِذْ

اَخْرَجْتُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنَّا فِي الْاَشْيَيْنِ) اگر تم نے (یہ خطاب ہے متاقل کرنے والوں سے جو

جنگِ تبوک کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے تھے) رسول کی مدد نہیں کی (تو

کیا ہوا) اللہ تعالیٰ خود اس کو مدد فرمائے گا۔ جیسا کہ اس نے مدد فرمائی تھی جب کافروں نے

ان کو (مکہ سے) نکالا تھا۔ جب کہ دو میں سے دوسرا وہ تھا (یعنی وہ محض دو افراد تھے۔ ایک اور

اور دوسرا وہ خود۔ قلت تعداد پر زور دینے کے لئے یہ محاورہ استعمال ہوا ہے) ثَانِي الْاَشْيَيْنِ

منصوب ہے بوجہ نصرة اللہ میں ؎ ضمیر واحد مذکر غائب پر حال ہونے کے۔

== اِذْ هُمْآ بَدِلَ هِيَ اِذَا خَرَجَہْ - اسی طرح اِذْ يَقُولُ بدل ثانی ہے۔

== لِصَاحِبِہ - صاحبِ دسما تھی اسے مراد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اور ؎

ضمیر کا مرجع رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں

== فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَکِیْنَتَہْ عَلَیْہِ - میں ضمیر واحد مذکر غائب کا مرجع رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

ہیں کیونکہ اس کے فوراً بعد کا جملہ آيْتًا وَجُنُودًا مِّنْ سَمٰوٰتٍ مَا جُوک مرہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم

کے متعلق ہے فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَکِیْنَتَہْ عَلَیْہِ پر عطف ہے اور معطوف و معطوف علیہ میں شرکت

احوال لازم ہے۔

بعض کے نزدیک اس ضمیر کا مرجع حضرت ابوبکر صدیق ہیں کیونکہ خوف کی حالت ان پر

طاری تھی۔ اور انہیں سکینہ کی ضرورت تھی۔

== لَمَّا تَرَوْہَا - مضارع نفی جہلم - جمع مذکر حاضر۔ تَرَوْہَا اصل میں تَرَوْتُمْ تھا لَمَّا کی وجہ سے

نون اعرابی گر گیا۔ ہَا ضمیر واحد مؤنث غائب کا مرجع جُنُودٌ ہے۔

== حَقِیْلَتَہْ - بات۔

== السُّعْلٰی - اسم تفضیل ہے۔ سَعُوْلٌ صیغہ واحد مؤنث۔ سُعْلٰی - جب ال کے ساتھ آئے

جیسا کہ موجودہ شکل میں ہے تو تفضیل کل کے معنی دیتا ہے السُّعْلٰی - سب نیچی - سرنگون۔

عَلَيَا كِي مُدْهِي الْعَلِيَّ سَبْعَ بَلَدٍ۔

۴۱:۹ — خِفَافًا۔ سبک بار۔ ہلکے۔ خَفِيفٌ کی جمع بر وزن فَعِيلٌ صفت منیہ کا صیغہ ہے۔

— لِقَاءًا۔ بوجہ مل ٹھیل کی جمع ہے۔ ہر دو خِفَافًا وَ لِقَاءًا۔ الْغُرُفَا سے حال ہیں۔

خِفَافًا وَ لِقَاءًا۔ یعنی ہر حال میں خواہ تم جوان ہو یا بوڑھے۔ فقیر ہو یا امیر۔ سوار ہو یا پیادے۔ تندرست ہو یا بیمار۔ تنہا ہو یا عیالدار (روح البیان) جنگ کے سامان کے ساتھ یا بغیر سامان جنگ کے۔

۴۳:۹ — عَوَضًا۔ دے دینا۔ پیش کرنا۔ پیش افتادہ سامان۔ سامنے رکھا ہوا مال و متاع

یہاں عَوَضًا قَرِيبًا۔ بمعنی سہل الحصول مال ہے۔

— سَفَرًا قَرِيبًا۔ قَرِيبًا سے جس کا معنی ہے وسطی راستہ پر چلنا۔ الْقَصْدُ بمعنی المقصد

لَا تَبْعُوكَ۔ لام تاکید۔ ماضی جمع مذکر غائب۔ وہ منوہ قریٰ اتباع کرتے۔ تیرے پیچھے چلتے۔

— مَشَقَّةً۔ مسافت۔ بقول ماضی وہ منزل مقصود جس تک بہ مشقت پہنچا جائے۔ بَعْدَتْ

عَلَيْهِمُ الْمَشَقَّةُ۔ مسافت ان کو دور و داز نظر آئی۔ کٹھن سفر ان کو بہت دور کا سفر نظر آیا۔

سَيَحْلِفُونَ بِاللّٰهِ۔ انہی کی قسمیں کھا کھا کر کہیں گے

— لَوْ اسْتَطَعْنَا۔ اگر ہمیں استطاعت ہوئی۔ اگر ہمیں طاقت ہوئی۔

۴۳:۹ — عَفَا اللّٰهُ عَنْكَ۔ (اے محمد) تجھے اللہ بخشنے۔ اللہ تجھے معاف فرمائے۔ خدا تیرا عیب لکھے

عفو کے اصل معنی مٹانا ہیں جیسے عَفَتِ النَّارُ (ہوانے گھر کے نشانات مٹائے) اور

عَفَوْتُ عَنْهُ کے معنی ہیں قصدات اذالۃ ذنبہ صارفانہ میں نے اس سے درگزر کرتے

ہوئے اس کے گناہ مٹانے کا ارادہ کر لیا۔

لیکن شیخ محمد بن طیب فارسی شایع قاسموس سے منقول ہے کہ:-

عفو کا بغیر گناہ کے نہ ہونا گو عرف میں مشہور ہو گیا ہے مگر یہ صحیح نہیں۔ کیونکہ عفو بمعنی عدم لزوم

(لازم نہ ہونا) بھی ہوتا ہے۔ اور اس کے اصل معنی ترک کے ہیں اور اسی پر اس کے سارے معانی جھومتے

پہنچتے ہیں۔ امام فخر الدین رازی نے دامدی نہ سے نقل کیا ہے کہ عفو کے اصل معنی زیادہ ہونے کے

ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے قُلِ الْعَفْوُ (۲: ۲۱۹) کہہ جو ضرورت سے زیادہ ہو۔ اور حَتَّى عَفَوْا

(۹۵: ۷) یعنی جوان کی تعداد حتیٰ اس سے زیادہ ہو گئے۔

ان اقوال کی روشنی میں عربی محامدہ عفا اللہ سے کسی گناہ کا سرزد ہونا لازم نہیں آتا بقول

شیخ محمد بن طیب مذکورہ بالا) حافظ کا شعر ہے:-

عَفَا اللّٰهُ عَنْ شَرِّ النَّوَائِبِ — جَزَاكَ اللّٰهُ فِي الدَّارِ الْآخِرَةِ۔

(اللہ تمہیں زمانہ کی گردشوں کے شر سے بچائے۔ اور دایرین میں نیک اجر دے۔

اور واحدی کے مطابق اس کا ترجمہ » اللہ تیرا مہلا کرے « بھی ہو سکتا ہے۔

شانِ نزول اس آیت کا یہ ہے کہ جنگِ بنوک کے موقع پر موسم کی شدت اور مسافت کی مشقت کی وجہ سے بہت سوں نے شرکت سے معذرت پیش کی جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تقریباً ہر ایک منظور فرمائی۔ اس کی متعدد معقول وجوہات تھیں۔

(۱) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتی کریم النفسی

(۲) معقول وجوہات کی بناء پر استثناء سے انکار قرین انسانیت تھا۔

(۳) عسکری پالیسی کے لحاظ سے بھی ایسے استثنائے کو جویر اساتذہ لہجہ خلاف مصلحت تھا جو دینی جذبہ کے ساتھ جہاد میں شرکت کے متمنی نہ تھے۔

لِهَذَا عَاوَدَ تَعَالَى كَقَوْلِهِ لَمَّا أَذِنَتْ لِهَذَا حَتَّى يَتَّبِعَنَّ لَكَ الَّذِينَ صَدَقُوا وَلَعَلَّكَ الْكَلْبُ بِئِنَّ رَسُولَ مَقْبُولٍ صلی اللہ علیہ وسلم پر کوئی سرزنش نہ تھی بلکہ اس سے مقصد صرف یہ تھا کہ اگر آپ اجازت نہ دیتے تو سچے اور محبوں میں تیز ہو جاتی۔ اسی وجہ سے اس استفسار سے پہلے عَفَا اللَّهُ عَنْكَ کے الفاظ ارشاد فرمائے۔

بعض کے نزدیک تو یہ کلمات اظہارِ تکریم و تعظیم کے لئے ہیں۔ اہل عرب کا دستور تھا کہ جب کسی کی عزت و توقیر کا اظہار مقصود ہوتا تو اس کے ساتھ گفتگو کا آغاز ایسے ہی کلمات (عفا اللہ عنہ) سے کیا کرتے تھے۔

امام رازی فرماتے ہیں کہ إِنَّ ذَٰلِكَ يَدُلُّ عَلَى مِبَالغةِ اللَّهِ فِي تَعْظِيمِهِ وَتَوْقِيرِهِ یعنی ان کلمات میں اللہ تعالیٰ نے آپ کی تعظیم و توقیر میں مبالغہ کا اظہار فرمایا ہے۔

حَتَّى يَتَّبِعَنَّ سے قَبْلَ وَصَلًا تَوَقُّفٌ معذوف ہے۔ اور کیوں نہ تو نے توقف کیا (ان کو پیچھے رہنے کی اجازت دینے میں)

يَتَّبِعَنَّ - مضارع واحد مذكر غائب يَتَّبِعَنَّ (تَفْعَلُ) معصومہ - تجھ پر ظاہر ہو جاتے۔ کھل کر سامنے آ جاتے۔

۹: ۴۴ - لَا يَسْتَأْذِنُكَ - مضارع منفی واحد مذكر غائب لَا ضَمِيرٌ مفعول واحد مذكر حاضر اسْتِئْذَانٌ معصومہ - تجھ سے اجازت نہیں مانگیں گے۔

لَا يَسْتَأْذِنُكَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ يُجَاهِدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ - اگر اُنْ جُہادِ دُعا - معنی فِي اَنْ يُجَاهِدُوا لِبِأَمْوَالِهِمْ تو معنی ہوگا۔ وہ لوگ جو اللہ

اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہیں اپنے مال اور جانوں سے جہاد کرنے سے بچنے کی خاطر تم سے پیچھے ہٹنے کی اجازت نہیں مانگیں گے۔ یا یہ اس طرح ہے ان یَسْتَأْذِنُونَ فِي التَّغْلَفِ کو اذیت ان بیجا مدد۔ کہ وہ تجھ سے پیچھے ہٹنے کی اجازت طلب کریں کیونکہ وہ اپنے مال اور جان سے جہاد کرنا نہیں چاہتے۔

۹: ۲۵ = اِذْ تَابَتْ قُلُوبُهُمْ اُن کے دل شک میں پڑ گئے اِذْ تَابَتْ ماضی واحد مؤنث غائب۔ اِزْتَابَتْ (افتعال) مصدر۔ ریب۔ مادہ۔ شک۔

= يَتَوَدَّدُونَ۔ مضارع جمع مذکر غائب (تَوَدَّدَ تَفَعَّل) مصدر۔ ڈانواں ڈول ہیں۔ تردد میں پڑے ہوئے ہیں۔

۹: ۲۶ = تَوَّارِعُ الْخُرُوجِ۔ اگر ان کا ارادہ جہاد کے لئے نکلنے کا ہوتا۔ خُرُوج کے لفظی معنی نکلنا کے ہیں (خَرَجَ يَخْرُجُ سے مصدر ہے) خواہ اپنی قرار گاہ سے نکلے یا اپنی حالت سے نکلے۔ اور قرار گاہ خواہ گھر ہو یا شہر یا خیمہ اور حالت خواہ اندرون میں ہو یا اسبابِ مارجی میں ہو۔ سب کے لئے خروج استعمال ہوتا ہے

= لَا عَدُوَّ اَکْ۔ لام تاکید کے لئے ہے اَعْدُوْا ماضی جمع مذکر غائب۔ انہوں نے تیار کیا اَعْدَادُ سے جس کے معنی تیار کرنے کے ہیں عَدُوْ سے مشتق ہے جس کے معنی شمار کرنے کے ہیں۔ اس اعتبار سے اَعْدَادُ کے معنی کسی چیز کا اس طرح تیار کرنا کہ وہ شمار کی جاسکے۔

= عُدُوْا۔ ساز و سامان۔ اسباب، ہتھیار وغیرہ اس کی جمع عُدُوْا آتی ہے جیسے عُدُوْہ کی جمع عُدُوْا آتی ہے۔ لَا عَدُوَّ اَکْ عُدُوْا۔ تو وہ ضرور جنگ کا سامان تیار کرتے۔

= کِرَآءَ (باب سبغ) اس نے ناپسند کیا۔ ماضی واحد مذکر غائب۔ اِنْبَعَاثُهُمْ۔ ان کا اٹھنا۔ (ان کا لڑائی کے لئے نکلنا) اِنْبَعَاثُ (الْفِعَال) مصدر اٹھ کھڑا ہونا۔

= فَكَبَّطَهُمْ۔ پس اس نے ان کو باز رکھا۔ ان کو روک دیا۔ كَبَّطَ يَكْبُطُ تَكْبِيْطٌ (تفعلیل) سے ماضی واحد مذکر غائب۔ هُمْ ضمیر مفعول جمع مذکر غائب۔ ۹: ۲۷ = خَرَجُوا مِنْكُمْ۔ اِیْ خَرَجُوا مَعَكُمْ۔

= خَبَالٌ۔ فساد۔ تباہی۔ خَبَلٌ يَخْبِلُ (نَصَرَ) سے مصدر ہے، وہ خرابی یا فساد کہ جس کے لائق ہونے سے کسی جاندار میں اضطراب اور بے چینی پیدا ہو جائے۔ مثلاً جُنُون۔

یا ایہا مرض جو عقل اور فکر پر اثر انداز ہوا سے خیال کہتے ہیں۔

== لَا أَوْصَعُوا۔ لام تاکید الف لام زائدہ۔ اَوْصَعُوا ۱۔ اَوْصَعُ يَوْصَعُ (اِنْفَعَال) آرام سے یا تیز چلنا۔ آرام سے یا تیزی سے ادب کا بلانا۔ ماضی جمع مذکر غائب وضع مادہ یہ لفظ مختلف المعانی ہے وَصَعَ بِنَجْمٍ رَكْنَا۔ مَوْصَعٌ رَكْنٌ کی جگہ۔ وضع کرنا۔ کم کرنا۔ تواضع۔ انکساری وغیرہ۔

== خَلَلْتُكُمْ تَهَابُے درمیان۔ مضارع مضارع الیه۔ خلال یعنی درمیان۔ بیچ۔ وسط۔ خَلَلْتُ کی جمع۔ جس کے معنی دو چیزوں کے درمیان کشادگی۔

== يَبْغُوا سَلَامًا۔ اَوْصَعُوا کا حال ہے۔ یعنی وہ تہابے درمیان بھاگیں دوڑیں گے تہابے درمیان فتنہ ڈالنے کے لئے کوشش کرتے ہوئے۔ يَبْغُونَ۔ مضارع جمع مذکر غائب وہ پہلے ہیں تہابے لئے۔ اِیْ يَبْغُونَ لَكُمْ۔

== سَتَقُونَ۔ سَتَعٌ سے مبالغہ کا صیغہ ہے۔ سَتَعٌ کی جمع۔ خوب کان لگا کر سننے والے۔ جاسوس۔ کان لگا کر سننا۔ کبھی تو جاسوسی کے لئے ہو گا۔ اور کبھی قبول کرنے اور ماننے کیلئے آئندہ میں اس کے دونوں معنی ہو سکتے ہیں۔

۴۸:۹ اِنْبَغُوا۔ اِنْبَغَى يَبْغَى اِنْبَغَاءً (اِفْتَعَال) سے ماضی جمع مذکر غائب۔ انہوں نے تلاش کیا۔ انہوں نے چاہا۔

لَعَدَا اِبْتَغُوا الْفِتْنَةَ۔ انہوں نے فتنہ انگیزی میں کوشش کی۔ انہوں نے فتنہ بپا کرنا چاہا۔

== مِنْ قَبْلِ۔ اس سے قبل یعنی جنگ احد کے موقع پر جب عبداللہ بن ابی راستہ میں تین سو ساتھیوں کو لے کر الگ ہو گیا تھا۔

== قَلْبُوا لَكَ اَلْاُمُوْرَ۔ قَلَبَ يَقْلِبُ۔ قَلَبٌ۔ پلٹنا۔ الٹنا۔ موڑ دینا۔ پھیر دینا۔ اوپر کے حصہ کو نیچے۔ نیچے کے حصہ کو اوپر۔ اندر کے حصہ کو باہر اور باہر کے حصہ کو اندر کرنا۔ قَلَبَ اَلْاَرْضَ عَنْكَ لِذَرَا عَتَقَ۔ زراعت کے لئے ہل بجالانے سے زمین کو الٹ پلٹ کرنا۔

قَلَبُ الْاُمُوْرِ۔ معاملہ کو الٹ پلٹ کر دیکھنا اور جانچنا کہ اس کا بہر پہلو صاف ظاہر ہو جائے۔

قَلَبَ (باب تفعیل) سے مبالغہ کے لئے لایا گیا ہے۔ معاملہ کو خوب الٹ پلٹ کر پرکھنا اور جانچنا قَلَبُوا لَكَ اَلْاُمُوْرَ۔ تیرے لئے بہت سی باتوں کو خوب الٹ پلٹ کر دیکھتے ہے کہ تیرے خلاف ان کو کس طرح استعمال کیا جائے؟

== حَتَّىٰ جَاءَ الْحَقُّ۔ یہاں تک کہ حق وقوع پذیر ہو گیا (اور ان کی سازشیں اور مکاریاں ناکام ہو گئیں)

== قَطَعُوا قَاطِرَہٗوَا۔ آشکارا ہوا۔ غالب آگیا۔

== آمَنُوا اللہ۔ اللہ کا حکم۔ اللہ کا دین۔

== وَہُمْ كَارِهُوْنَ۔ باوجودیکہ وہ ناخوش ہی ہے۔

۴۹:۱ = اِذْذَنِّیْ۔ تو رخصت ہے۔ تو اجازت ہے۔

اِذْنَ یَاْذُنْ (سَمِعَ) سے امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ اِذْنَ مصدر جس کے معنی ہیں اجازت دینا۔

== لَا تَغْنَبِیْ۔ فعل نہی۔ تو مجھے فتنہ میں نہ ڈال۔ تو مجھے آزمائش میں نہ ڈال۔ تو مجھے گمراہی میں

نہ ڈال۔ فَتَنَ یَفْتِنُ (مَنُوب) فتنوں سے۔ اصل میں لَا تَغْنَبِیْ تھا۔ یہ ضمیر واحد مکمل

اور اس سے قبل نون و قایہ جس میں لَا تَغْنَبِیْ کا نون مدغم ہوا۔ تو مجھے آزمائش میں نہ ڈال یعنی

میری مجبوری ایسی ہے کہ اگر آپ اجازت نہ دیں گے تو میں مجبوراً تعمیل سے قاصر رہوں گا۔ اس لئے

آپ جہاد میں جانے کے لئے حکم ہی نہ دیں تاکہ میں نافرمانی کی آزمائش سے بچ جاؤں

== اِذْ۔ حرف تنبیہ اسما استفتاح (یعنی کلام کے شروع کرنے کے لئے ہے) یہاں بطور استفتاح

کے استعمال ہوا ہے۔ کیونکہ جب یہ شروع کلام میں آتا ہے تو اپنے مابعد کے مفعول پر زور دیتا ہے

اور اس کے تحقق کو ثابت کرتا ہے جیسے اِذْ اِشْمَ عُمُ السُّفْہَاؤُ (۱۳:۲) خبردار ہو کہ یہی بیوقوف ہیں

آیت نہا میں ہے اِذْ فِی الْغُصَّةِ سَقَطُوْا۔ خبردار ہو کہ فتنہ میں تو وہ پہلے ہی گر چکے

== سَقَطُوْا۔ وہ گر پڑے۔ سَقَطَ سے ماضی۔ جمع مذکر غائب۔

== لَمُحِیْطَۃٌ۔ اسم فاعل مَوْنٌ۔ احاطۃ مصدر احاطَ یَحِیْطُ احاطۃ (باب افعال) حُوْطَ مادہ۔ چاروں طرف سے گھیر لینے والی۔

۵۰:۹ = تُصِیْبُکُمْ۔ اَصَابَ یُصِیْبُ اِصَابَۃً (افعال) سے مضارع واحد مَوْنٌ غائب

غائب ہے۔ اصل میں تُصِیْبُ تھا۔ اِنْ شَرِیْہ کی وجہ سے یہ حرف علت گر گیا۔ کُمْ ضمیر

مفعول جمع مذکر حاضر۔ اگر پہنچے تم کو۔

== تَسُوْهُمُ۔ مَتَا یَسُوْءُ سَوُوْ (نَمَو) مضارع واحد مَوْنٌ غائب۔ ہُمْ ضمیر جمع

مذکر غائب۔ ان کو بری لگتی ہے۔ ان کو ٹھگین کرتی ہے۔

== فَذَ اَحَدُہٗ نَا اَمْسُوْکَا۔ ہم نے پہلے ہی اپنا معاملہ ٹھیک کر لیا تھا۔ ہم نے پہلے ہی احتیاطی

تدبیریں اختیار کر لی تھیں۔ (اس لئے ہمیں یہ تکلیف نہیں پہنچی)

== یَتَوَكَّلُوْا۔ پھر جاتے ہیں۔ لوٹ جاتے ہیں۔ تَوَكَّلَ سے مضارع مجزوم جمع مذکر غائب۔

— فَرِحُونَ — خوش — اترانے والے۔ صفت مشبہ۔ جمع۔ فَرَحٌ واحد۔

۵۲:۹ — تَوَبَّعُونَ — تم انتظار کرتے ہو۔ تم راہ دیکھتے ہو۔ تَوَبَّعَ يَتَوَّبِعُ تَوْبَعٌ (تفعل سے۔ مضارع جمع مذکر ماضی۔

هَلْ تَوَبَّعُونَ بِنَا۔ تم ہمارے بارہ میں کس بات کا انتظار کر رہے ہو۔ تمہیں ہمارے بارے میں کس بات کی امید ہو سکتی ہے۔ تم ہمارے بارے میں کس بات کا انتظار کر رہے ہو کہ ہمیں پیش آئے گی۔

— إِلَّا أَحَدَى الْحُسَيْنَيْنِ — سوائے اس کے کہ یہ دو اچھے باتوں میں ایک ہوگی۔ یعنی ہمارے بارے میں تم جس نتیجہ کے منتظر ہو یا امید رکھتے ہو وہ دو مصلحتوں میں سے ایک تو ضرور ہوگی یعنی اگر کامیاب ہو گئے تو فتح ہماری اور اگر شہید ہو گئے تو آخرت مسند گئی۔

۵۳:۹ — انْفِقُوا — تم خرچ کرو انْفَاقٌ (افعال) سے امر کا صیغہ۔ جمع مذکر ماضی۔ یہاں خبر کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ یعنی تم خوشی سے خرچ کرو یا مجبوری سے (تمہاری طرف سے یہ خرچ قبول نہیں کیا جائے گا) اس کی مثال قرآن میں ہے اِسْتَفْزِزْهُمْ اَوَّلًا لَّاسْتَفْزِزْهُمْ (۸۰:۹) آپ ان کے لئے بخشش طلب کر دیے یا نہ کریں

— لَنْ يَنْتَقِبَلَ — مضارع مجہول لفظی تاکید ملن۔ ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا۔ اِی لَنْ يَنْتَقِبَلَ مِنْكُمْ لَفْتًا تَكْمِ انْفِقُوا اَوْ كَوْهًا۔ یعنی بخوشی جو مال بھی خرچ کر دے ہرگز قبول نہیں کیا جائیگا۔ — طَوَّعًا۔ فرماں برداری۔ اطاعت۔ مصدر ہے اَدَّ كَوْهًا کی ضد ہے اس کا فعل لَفْتًا اور سَمِعَ دونوں الیہ آتا ہے۔

— كَوْهًا۔ مصدر ہے۔ ناگوار ہونا۔ ناخوشی۔ مجبوری۔

۵۴:۹ — كَسَالَى — كَسَالَتٌ کی جمع۔ سست۔ کاہل۔ جیسے سَكَارَى سَكَارٌ کے جمع ہے۔

آیت کا مطلب یہ ہے کہ ان کے دیئے ہوئے مال کی عدم قبولیت کی یہ وجوہات ہیں۔
۱) اِنَّهُمْ كَفَرُوا بِاللّٰهِ وَرَسُولِهِ (۲) لَا يَأْتُونَ الصَّلٰوةَ اِلَّا وَهُمْ كُسَالٰى (۳) لَا يَنْفِقُونَ اِلَّا وَهُمْ كَرِهُونَ

۵۵:۹ — بِمَا مِمَّا نَمِيرُ وَاحِدٌ تَوْبَتٌ غَائِبٌ کا مرجع ان کے اموال و اولاد۔

— تَزْهَقَ — مضارع واحد تَوْبَتٌ غَائِبٌ۔ وہ نکلے۔ وہ نکلے گی۔ ذَهَقَ يَزْهَقُ (تفعّل) ذَهْوَقٌ بمعنی غم سے جان نکلنا۔ مثلاً جانا ذَهَقَ قرآن مجید میں ہے۔ و قُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ

الْبَاطِلُ - إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ ذَهَبًا (۱۷: ۸۱) اور کہہ دے کہ حق آگیا اور باطل مٹ گیا۔ باطل تو مٹنے ہی والا ہے۔ مضارع منصوب بوجہ عمل ل۔ لام تعلیل ہے ای لتزمت تَوْحَقَّ أَنْفُسُهُمْ وَهُمْ كَافِرُونَ - اور ان کا دم نکلے اس حال میں کہ وہ کافر ہوں۔ (ناکار اپنے کفر کی وجہ سے آخرت میں بھی عذاب پائیں)

۵۶: ۹ = يَفْرُقُونَ - مضارع جمع مذکر غائب فَرَّقَ (مصدر) (سمع) وہ ڈرپوک ہیں ۵۷: ۹ = تَوَيَّجِدُونَ - اگر وہ پائیں۔ وَجَدَ يَجِدُ (منزوب) وَجَدَ۔

= مَلَجًا - اسم ظرف مکان۔ پناہ کی جگہ۔ لَجَأُ مُصَدَّر (باب ضرب۔ فتح۔ سمع) مَلَجًا بھی مصدر ہے۔

= مَعَارِطٌ - مَعَارٌ اور مَعَارَةٌ کی جمع مَعَارِطٌ بھی اس کی جمع ہے مَعَارٌ وَمَعَارَةٌ لوٹ۔ غار۔ الْمَعَارُ لوٹ کی جگہ۔ بھاؤ کی جگہ۔ زمین کے اند گھسنے کی جگہ الْقَسْدُ کے معنی نشیبی زمین کے ہیں۔

= مَدَّخَلًا - اسم ظرف مکان۔ داخل ہونے کی جگہ۔ باب افتعال سے مفعول کے وزن پر۔

= لَوَّؤًا - وہ ضرور منہ پھیر لیں گے۔ لام تاکید کے لئے ہے۔

= يَجْمَعُونَ - جَمَعَ (باب فتح) جَمْعٌ - جَمُوعٌ - جَمَاعٌ مصدر۔ گھوڑے کا سرکشی کرنا۔ جَمُوعٌ منزدہ گھوڑا۔ جَمَعَتِ الْمَوَاةُ ذَوَجَهَا - شوہر کی اجازت کے بغیر موثر اس کے گھر سے نکل کر چلی گئی۔ جَمَعَ الرَّجُلُ - وہ آدمی خود رائے ہو گیا۔ وہ اپنی قوت کے ساتھ سرپٹ دوڑا۔ وَهُمْ يَجْمَعُونَ - وہ اپنی تمام قوت کے ساتھ سرپٹ (اس طرف) دوڑیں گے۔

۵۸: ۹ = يَلْمِزُكَ - مضارع واحد مذکر غائب۔ لَمَّ يَلْمِزُ مفعول واحد مذکر حاضر۔ وہ طعن کرتا ہے۔ وہ عیب لگاتا ہے۔ تخم پر (باب منزوب) لَمَزَ - مصدر لَمَزَةٌ - عیب چین۔ پیٹھ پیچھے برائی کرنے والا۔ صیغہ مبالغہ۔ لَمَّازٌ کے بھی یہی معنی ہیں قرآن مجید میں ہے۔ وَبَلَّ تَكْلِ هُمَزَةٍ لَّمَزَةٍ (۱۱: ۱۰۴) ہلاکت ہو ہر عیب گو، غیبت کرنے والے اور عیب چین پر۔ هُمَزَةٌ اور لَمَزَةٌ دونوں ہم معنی ہیں۔

= فِي الصَّدَقَاتِ - صدقات کی تقسیم کے بارے میں۔

= أَعْطُوا - أَعْطَى يُعْطِي إعطاء سے ماضی مجہول کا صیغہ جمع مذکر غائب۔ ان کو دیا گیا

ان کو دیا جائے۔

== يَسْخَطُونَ - يَسْخَطُ يَسْخَطُ (سمع) سَخَطَ سے مضارع جمع مذکر غائب، وہ ناراض ہو جائیں

۵۹: ۹ - وَكَوَانَتْهُمْ رِضْوَانًا مَا أَشْهَدُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ - جواب لَوْ محذوف ہے

تقدیر کلام یوں ہے وَلَوْ أَنَّهُمْ رِضْوَانًا مَا أَشْهَدُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ

== دَاغِبُونَ - دَاغِبٌ کی جمع رَغِبَتْ کرنے والے۔ رَغَبَ فِيهِ وَرَغَبَ إِلَيْهِ کے معنی ہیں

کسی چیز پر رغبت اور حرص کرنا۔ اور اگر عَمَّن کے ساتھ آئے تو بے رغبتی کرنا اور انحراف کرنا کے

معنی میں ہوتا ہے۔ مَثَلًا وَمَنْ يَرْغَبُ عَنْ مِلَّةِ إِبْرَاهِيمَ ۖ ۲۱: ۱۲۰ اور کون ہے جو ملت

ابراہیم سے انحراف کرے۔

== سَيُؤْتِيَنَا اللَّهُ وَرَسُولُهُ - اللہ اپنے فضل سے ہمیں عطا فرمائے گا (اور اس کا رسول بھی

۶۰: ۹ - فَالْعَاطِلِينَ عَلَيْنَا - یعنی صدقہ اور زکوٰۃ کا مال وصول کرنے والا ملے۔ اہل کار

ہا ضمیر کا مرجع الصَّدَقَاتُ ہے۔

== وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ - جن کی تالیف قلوب مقصود ہو۔ اَلْفٌ يَأْلِفُ (ضَوَّبَ)

ہم آہنگی کے ساتھ جمع ہونا۔ محاورہ ہے اَلْفَتُ بَلَنَفْسٍ - میں نے ان میں ہم آہنگی

پیدا کر دی۔ اسی سے الفت (محبت) ہے۔ اسی سے مُؤَلِّفٌ ہے جو مختلف اجزاء

کو یکجا جمع کرے۔

یہاں اَلْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ سے مراد ایسے اشخاص ہیں جن کے دلوں میں اسلام کی الفت

و محبت و رغبت پیدا کرنا مقصود ہو۔ ان کی تین صورتیں تھیں۔

(۱) کفار کے رئیسوں کو اس غرض سے دینا کہ وہ خود بھی غریب مسلمانوں کو اذیت نہ دیں

اور دوسروں کو بھی اذیت دینے سے روکیں۔

(۲) کفار کو اسلام کی رغبت دلانے کے لئے دینا۔

(۳) نو مسلموں کی ان کی خاطر داری کے لئے اعانت کرنا۔

اَلْمُؤَلَّفَةِ اِسْمُ مَفْعُولٍ وَاحِدٌ تَوْثِ تَالِيفٍ (تفعیل) مصدر۔ ملائے گئے۔ جوڑے

گئے۔ اَلْمُؤَلَّفَةُ قُلُوبُهُمْ - وہ جن کے دل جوڑے گئے۔

== السَّوْقَابِ - گردنیں رَقَبَةٍ کی جمع۔ رَقَبَةُ بمعنی گردن۔ جان۔ غلام۔ رقبہ اصل میں

گردن کا نام ہے پھر جملہ بدن انسانی کے لئے اس کا استعمال ہونے لگا۔ اور عرف میں یہ غلام

کا نام پڑ گیا۔ جس طرح کہ مَاس (سر) اور ظہر (پشت) کا استعمال سوار یوں کے لئے کیا جانے لگا۔

فِي التَّوْقَابِ - اسی فی خلك الرقاب - غلاموں کو آزاد کرانے کے لئے -

= اَلْعَادِمِیْنِ - غَادِمٌ کی جمع ہے - اسم فاعل جمع مذکر - قرضدار - غَادِمٌ کا مادہ غَدِمٌ ہے جس کا معنی قرض - تادان - اور ہر وہ چیز جس کا ادا کرنا لازم ہو - غَرِیْمٌ - قرضدار اور قرضخواہ دونوں کے لئے مستقل ہے -

= ابْنِ التَّيْلِ - مسافر -

= فَرِيضَةً مِّنَ اللّٰهِ - یہ سب مَنَاتِ زکوٰۃ کے خرچ کے لئے اللہ کی طرف سے فرض کی گئی ہیں -

۹: ۶۱ - يُوْذُنُ ذٰلِكَ مَعًا مَّجْمَعٍ مَّذْكُرٍ غَائِبٍ - اِذْ اَنْزَلَ (اِفْعَالٌ) مصدر - ایذا دیتے ہیں دکھ دیتے ہیں -

= اُذُنٌ - اُذُنٌ - کان - مجازاً اس شخص کو کہتے ہیں جو کان لگا کر سُننے اور سُن کر مانے کانوں کا کچا - هُوَا اُذُنٌ - مبالغہ کا مفہوم پیدا کرنے کے لئے تمام وجود کو جسم کا ایک حصہ کا نام دیدیا گیا ہے - گویا کہ وہ اتنا سنا ہے کہ صرف کان ہی کان ہے - جیسے جاسوس کے لئے عَيْنٌ کا لفظ استعمال کرتے ہیں - انگریزی میں محاورہ ہے

یعنی وہ اس قدر اٹھا کہ سے سُن رہا تھا گویا اس کے جسم کا ایک ایک حصہ کان کا کام دے رہا ہے = اُذُنٌ خَيْرٌ لَّكُمْ - اس کی نقدیریوں بھی ہو سکتی ہے اذن ذی خیر لَّكُمْ تمہارے ساتھ بھلائی کرنے والے کا کان -

یا اس کا مطلب یوں بھی ہو سکتا ہے ہواذن فی الخیر ولیس باذن فی غیر ذلک - وہ صرف تمہاری بھلائی کے لئے سنتا ہے کسی اور غرض کے لئے نہیں سنتا - یا اس کا یہ مطلب ہے - اس کا تمہاری بات سُن لینا اور تم سے اعراض نہ کرنا تمہارے لئے ہی اچھا ہے - یعنی تمہاری باتوں کو سُن لیتا ہے اور پُچھن نہیں کرتا اور نہ تمہاری منافقت آشکارا ہو جاتے -

= يُوْثِقُ مِّنْ يَّدَيْهِ - یعنی (صرف) اللہ کی باتوں پر یقین و ایمان رکھتا ہے - یا يُوْثِقُ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ - مؤمنوں کی باتوں پر اعتبار کرتا ہے (تمہاری باتیں تو معصن سن ہی لیتا ہے پرت خیال کرو کہ وہ ان کو سچی بھی سمجھتا ہے)

۹: ۶۲ - لِيُؤْخِذُكُمْ - يُؤْخِذُوا - اَرْضَىٰ يَرْضِيْ اِرْصَاءٌ (افعال) سے مضارع جمع مذکر غائب - اصل میں يَرْضِيْوْنَ تھا - محی پر ضمه ثقیل ہونے کی بناء پر ماقبل کو دیا - پھر ی

اجتماع سائین کی وجہ سے گر گئی۔ نون اعرابی بوجہ عمل لام گر گیا یُؤْخِذُوا رہ گیا۔ کما ضمیر مفعول جمع مذکر حاضر۔ تاکہ تمہیں وہ راضی کر لیں۔

فَاللّٰهُ دَرَسُوْهُ اَحَقُّ اَنْ یُّؤْخِذُوْکُمْ۔ یُؤْخِذُوْکُمْ میں ضمیر واحد مذکر غائب لائی گئی ہے حالانکہ اس کے مرجع دو ہیں اللہ اور اس کا رسول۔ اور قاعدہ کے مطابق ضمیر تثنیہ کی ہونی چاہئے تھی۔ واحد کی ضمیر اس پر دلالت کرتی ہے کہ اللہ اور اللہ کے رسول کی رضا ایک ہی ہے۔

یا کلام تقدیریوں ہے وَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ یُّؤْخِذُوْکُمْ دَرَسُوْهُ کَذَا لَکَ۔ یعنی اللہ زیادہ حق داد ہے کہ وہ اسے راضی کرے اور اسی طرح اس کا رسول بھی زیادہ حقدار ہے کہ وہ اسے راضی کرے ۹۳:۹۔ یُعَادِدُ۔ مضارع واحد مذکر غائب اصل میں یُعَادِدُ تھا۔ بوجہ عمل سن مجزوم ہوا۔ اور وصل کی وجہ سے مکسور کر دیا گیا۔

مُعَادِدٌ (مفاعلة) مصدر۔ مخالفت کرتا ہے حَدُّ۔ ہر چیز کی انتہاء۔ حد فاصل تیزی۔ بہادری۔ کبھی حد یعنی گناہ۔ اور سزائے گناہ کے لئے بھی آتا ہے جیسے حدیث میں آیا ہے اِنِّیْ اَصْبَبْتُ حَدًّا اَفَاقِمُهُ عَلَیْکَ میں نے ایک حد کو پایا ہے تو اب وہ حد مجھ پر قائم کیجئے۔ یعنی مجھ سے گناہ ہو گیا ہے اس کی سزا دیدیجئے۔

۹۴:۹۔ یُحْذَرُ۔ مضارع واحد مذکر غائب۔ حَذَرٌ مصدر (باب سمع) وہ ڈرتا ہے۔ آئے ہذا میں جمع مذکر غائب کے لئے آیا ہے وہ ڈرتے ہیں۔

تَنْبِیْہُ۔ مضارع واحد مؤنث غائب اس کا قائل سورۃ ہے وہ ان کو آگاہ کر دے وہ ان کو مطلع کر دے۔ بَنَیْ یَبْنِیْ تَنْبِیْہُ (باب تفعیل) سے۔ بَنَیْ مادہ۔

عَلِیْہُ۔ میں ضمیر جمع مذکر غائب ہے۔ تَنْبِیْہُ میں ضمیر جمع کامرجع التوینین محذوف ہے اور فی کلّ دہر میں ضمیر جمع المتفقین کے لئے ہے۔ یعنی منافقین کوگوں کو ڈر ہے کہ کہیں مومنین پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی ایسی سورۃ نازل نہ ہو جائے کہ ان کے دل کی حالت (منافقت) مومنین پر ظاہر ہو جائے۔

یا ان ہر شے ضمیر کامرجع منافقین ہیں۔ اس صورت میں ترجمہ ہوگا۔

منافق خوف کھاتے ہیں کہ ان کے بارے میں کوئی ایسی صورت نازل نہ ہو جائے جو ان کے

مافی الضمیر کو ظاہر کر دے۔ (اس صورت میں علیٰ یعنی فی ہوگا۔ ان کے بارے میں)

اِسْتَمْرَضُوْا۔ امر۔ جمع مذکر حاضر۔ اِسْتَمْرَضُوْا (استفعال) سے امر کا صیغہ تہدید کے لئے لایا گیا ہے۔ یعنی تم ہنس اڑاؤ جیسا تم چاہتے ہو۔ جو چاہو کرو (آخر کار) اِنَّ اللّٰهَ مُخْرِجُ حَکْمًا

تَخَذُوا دُونَ - جس بات سے تم ڈرتے ہو اسے اللہ تعالیٰ نکال باہر لائے گا ہی۔ یعنی تمہاری منافقت کو ظاہر کر دے گا

۶۵:۹ = نَخَوْضُ - مضارع جمع متکلم خَوْضٌ مصدر۔ (باب نصر) ہم تو شغلاً کبہ ہے تھے۔ خوض کے اصل معنی ہیں گھسنا۔ قرآن میں اس کا استعمال قابل ذمہ کام کو مشغول بنانے کے معنی میں استعمال کیا گیا ہے۔

اسی سے ہے غور و خوض۔ یعنی کسی معاملہ کی تک پہنچنے اور اس سے اندر گھس کر حقیقت معلوم کرنا۔

= نَلْعَبُ - مضارع جمع متکلم لَعَبٌ مصدر۔ (باب سمع) ہم خوش طبعی اور دل لگی کر رہے تھے۔

= كُنْتُمْ تَسْتَمِزُونَ - تم ہنسی مذاق کر رہے تھے۔ ماضی استمراری جمع مذکر حاضر۔ ۶۶:۹ = لَا تَعْتَنِ زُنَا - فعل نہی جمع مذکر حاضر۔

رَاعَيْتَ اَنَّا (اَفْعَالُ) - مصدر۔ تم بہانے مت بناؤ۔ تم عذر نہ کرو۔

= طَائِفَةٌ - یہاں طائفہ سے ہر دو جگہ گروہ مراد ہو سکتا ہے۔ یعنی تم میں سے ایک گروہ کو ہم معاف بھی کر دیں۔ تو دوسرے گروہ کو ہم ضرور سزا دیں گے۔

اس صورت میں پہلے گروہ سے مراد وہ طبقہ لیا جاسکتا ہے جو اپنے قول کی اہمیت اور گہرائی کو سمجھے بغیر کم فہم و کم عقل انسانوں کی طرح جو ہر بات کو سطحی طور پر ہی لیتے ہیں اور سنجیدگی سے نہیں لیتے۔ اگر ایسا گروہ استہزاء کا مرتکب ہو تو توبہ کرنے پر ایسے گروہ کو معاف کیا جاسکتا ہے لیکن جو جان بوجھ کر ادا اپنے قول کے نتائج سے باخبر ہوتے ہوئے بھی ایسا کرتے ہیں اور پھر توبہ بھی نہیں کرتے تو ایسے گروہ کو توبہ گز معاف نہیں کیا جاسکتا۔ کیونکہ وہ محض مسخرے ہی نہیں بلکہ وہ تو صحیح معنوں میں مجرم ہیں۔

اور اگر پہلے لفظ طائفہ (لفظ جمع) سے مراد شخص واحد لیا جائے جیسا کہ اہل عرب بعض دفعہ ایسا کر لیتے ہیں تو اس طائفہ سے مراد منافق بن حمیر الاشجعی ہے جو بلا سمجھے کافروں کے ساتھ نہیں ٹھٹھا میں شامل ہو جاتا تھا۔ اگرچہ وہ ان کے دھڑے میں سے تھا لیکن بعض باتوں میں وہ ان کے ساتھ شامل نہ ہوتا تھا۔ لہذا مقابلہ اس کا گناہ حقیقت تھا۔ اس نے توبہ کر لی خداوند تعالیٰ نے اس کی توبہ قبول کر کے اسے معاف فرمادیا۔ وہ حقیقی معنوں میں اسلام لے آیا اور جنگ یمامہ شہید ہوا۔

== مَجْرُمٌ مِّنْ - مجرم۔ اسم فاعل بمعنی اسم صفت استعمال ہوا ہے۔

۶۷:۹ == بَعْضُهُمْ مِّنْ بَعْضٍ - ای متشابہۃ فی النفاق کا بعض الشئ الواحد۔
یعنی نفاق میں ایک دوسرے کے اس طرح متشابہ ہیں گویا ایک ہی شے کے حصے ہیں گویا
ایک ہی کل کے پرزے ہیں۔

== يَقْبِضُونَ أَيِّدِيَهُمْ - اپنے ہاتھوں کو بھینچ رکھتے ہیں۔ یعنی صدقات اور خرچ فی سبیل اللہ
میں بخیلی سے کام لیتے ہیں۔

== سَوَّاءُ اللّٰهَ - انہوں نے اللہ کو بھلا دیا۔ یعنی اس کے ذکر سے غفلت برتی اور اس کے
احکام پر عمل نہ کیا۔

== فَتَسِيَهُمْ - پس اس نے ان کو بھلا دیا۔ یعنی اپنی رحمت اور فضل و کرم سے محروم کر دیا
۶۸:۹ == هِيَ حَسْبُهُمْ - ان کے لئے یہی کافی ہوگا۔ یعنی عذاب اتنا سخت اور عظیم ہوگا
کہ اس سے زیادہ کی ضرورت نہ ہوگی۔

== عَذَابٌ مُّقِيمٌ - قائم رہنے والا عذاب۔ یعنی دائمی عذاب۔

۶۹:۹ == خَالِدِينَ فِيهِ مِنْ قَبْلِكَ - میں نے ک عمل رفع میں ہے بمعنی تم بھی اپنے سے پہلے
آدمیوں کی طرح ہو۔ یا کہ عمل نصب میں ہے بمعنی تم نے بھی وہی کام کیا جو تم سے پہلوں نے کیا تھا
ای استم خالذین من قبلكم۔ تم بھی اپنے سے پہلوں کی طرح ہو۔

== كَانُوا۟ اَشَدَّ مِمَّنْكَ - اَشَدَّ شِدَّةً سے اقل التقلیل کا صیغہ ہے۔ کاتوا کے
عمل سے منصوب ہے۔ (اسی وجہ سے اَکْثَرُ منصوب ہے) تم سے زیادہ طاقت ور تھے اور مال
والاداد کی کثرت میں بھی تم سے بڑھ کر تھے۔

== فَاسْتَمْتَعُوا - انہوں نے فائدہ اٹھایا۔ استمتع (استفعال) سے۔ مال و متاع سے
فائدہ اٹھانا۔ کام میں لانا۔ برتنا۔ متع مادہ۔

== خَلَا قِيَهُمْ - مضاف مضاف الیہ۔ ان کا حصہ۔

== فَاسْتَمْتَعْتُمْ بِخَلَائِقِكُمْ كَمَا اسْتَمْتَعَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ بِخَلَائِقِهِمْ -
تم نے بھی اپنے (دنیاوی) حصہ کا ویسے ہی فائدہ اور لطف اٹھایا جیسا تم سے پہلوں نے اپنے
(دنیاوی) حصہ سے فائدہ اور لطف اٹھایا تھا۔

== خُضِّلَتْ - تم نے بحث و تہمیس۔ خَاضَ يَخُوضُ (نصر) خَوْضً سے ماضی کا صیغہ جمع
مذکر ماضی۔ خَوْضً کے معنی ہیں فضول بحث۔ یہودہ گوئی۔ باتیں بنانا۔ اس کے اصل معنی پانی

میں گھسنے کے ہیں بطور استعارہ سب کاموں میں گھسنے کے لئے اس کا استعمال ہوتا ہے۔
۹:۷۰ = تَبَّأْ خَبْرًا - اطلاع۔

= تَمُودَ - بوجہ معرکہ و عجمہ غیر معروف ہے اور اسی طرح ابراہیم بھی غیر معروف ہے۔
= أَصْحَابِ مَدْيَنَ - اہل مدین حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم۔

= قَالُوا تَفَلَّتْ - اسم فاعل جمع مونث مجرور المؤنفة دَامِدِ اِيْتَاكَ (افتعال) مصدر
[فَلَّتْ] مادہ - الٹی ہوئی - منقلب - مراد حضرت لوط علیہ السلام کی بستیاں ہیں جو بچہ مردار کے
ساحل پر آباد تھیں - اور جن کی تخت گاہ سندوم شہر یا سدوم تھی - حضرت لوط علیہ السلام کا
حکم نہ ماننے اور ظلم و لواطت سے باز نہ آنے کی وجہ سے اللہ نے ان کی زمین کا تختہ الٹ دیا اور
اوپر سے کنکریں پتھروں کی بارش کر دی۔

= اَنَّهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ کے بعد فَكَذَّبُواهُمْ فَأُهْلِكُوا مَحْذُوف ہے - ان سب
پاس ان کے رسول روشن دلائل لے کر آئے تھے لیکن انہوں نے ان کی تکذیب کی پس ہلاک
ہو گئے - یا ہلاک کر دیئے گئے۔

۹:۷۱ = صَبَّحَهُمُ اللَّهُ - میں صبح تائید اور جالغ کے لئے آیا ہے یعنی اللہ تعالیٰ ضرورت پر
اپنی رحمت فرمائے گا۔

۹:۷۲ = جَنَّتِ عَدْنٍ - عدن مصدر اس کا فعل ابواب لَعْرَ فَرَب سے آتا ہے - اس کے
معنی ہیں رہنا - بسنا - کسی جگہ مقیم ہونا - جَنَّتِ عَدْنٍ کے معنی ہوئے بہنے بہنے کے باغات
یعنی وہ جنتیں جہاں ہمیشہ رہنا ہوگا۔

عدن کو بعض علماء علم قرار دیتے ہیں اور بعض صفت - جو لوگ علم کہتے ہیں وہ اس کو
جنت میں ایک خاص مقام کا نام دیتے ہیں اور اس آیت شریفہ کو پیش کرتے ہیں - جنتِ عدن
وَالْحَى وَعَدَا الْحَمْنِ عِبَادَةَ بِالْقِيَمِ (۶۱:۱۹) ہمیشگی کی جنتیں جن کا وعدہ رحمن نے اپنے
بندوں سے درپردہ کر رکھا ہے - کیونکہ یہاں معرفہ کو اس کی صفت لایا گیا ہے۔

اور جو لوگ عدن کو علم نہیں بلکہ جنت کی صفت بیان کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ عدن
کے معنی اصل میں استقرار اور ثبات کے ہیں - چنانچہ محاورہ ہے عدن بالمکان اس نے اس جگہ
قیام کیا - اور عدن سے مراد اقامۃ علی وجہ الخلود - یعنی دائمی طور پر رہنا - اسی وجہ سے
تمام جنتیں جنتِ عدن ہیں۔

علامہ قرطبی کے نزدیک عدن جنت کے ایک اعلیٰ درجہ کا نام ہے جو وسط میں ہے

اور دوسرے جنت اس کے ارد گرد ہیں۔ وہ لکھتے ہیں کہ جنتیں سات ہیں۔ دارالخلد۔ دارالجلال۔ دارالسلام۔ جنت عدن۔ جنت المادنی۔ جنت نعیم۔ جنت الفردوس۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: عدن دار اللہ لہ تراہا عین ولو تخطر علی قلب بشر لا یکنہا غیر ثلثة النبیون۔ والصدیقون والشہداء۔ یعنی عدن اللہ کا وہ گھر ہے جسے کسی آنکھ نے نہیں دیکھا اور کسی انسان کے دل نے تصور نہیں کیا۔ اس میں صرف تین قسم کے لوگ رہتے ہیں۔ نبی۔ صدیق اور شہید۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے طوبیٰ لمن دخلہا۔ خوشنخت جنت ہے وہ جو اس میں داخل ہوا۔

== رِضْوَانٌ۔ خوشنودی۔ رضا۔ مرضی۔ رضامندی۔ رِضْوَانٌ بِرِضْوَانِی کا مصدر ہے (باب سمع) بہت بڑی رضامندی۔ اور نہایت خوشنودی کو رضوان کہتے ہیں۔ چونکہ سب بڑی رضا اللہ تعالیٰ کی رضا ہے اس لئے قرآن عظیم میں رضوان کا لفظ جہاں بھی استعمال ہوا ہے رضا الہی کے لئے مخصوص ہے۔

۹: ۲۳۔ جَاهِدْ۔ توجہاد کر۔ تولاڑائی کر۔ امر واحد مذکر حاضر۔ مجاہدۃ (مفاعلة) ہے۔ مجاہدہ باقتدا اور زبان دونوں سے ہوتا ہے (اس آیت سے لے کر وہ تقریر شروع ہوتی ہے جو غزوہ تبوک کے بعد نازل ہوئی تھی۔

== اَخْلَطْ عَلَیْکُمْ۔ ان پر سختی کر۔ غِلْظَةٌ سے (باب نصر۔ کرم) بمعنی کاڑھا پن۔ موٹاپا۔ رِقَّةٌ کی ضد ہے۔ ول یجدوا فیکم غِلْظَةً۔ (۱۲۳: ۹) چاہئے کہ وہ تم میں سختی محسوس کریں۔ سختی بمعنی سخت مزاجی۔ اور فاستغلظنا ستوی علیٰ سُوْقِہ (۲۹: ۴۸) پھر موٹی ہوئی اور بھرا پنی نال پر سیدھی کھڑی ہو گئی۔

۹: ۲۴۔ == مَا قَالُوا میں ما نافیہ ہے انہوں نے نہیں کہا۔

== هَمُّوا۔ ماضی جمع مذکر غائب۔ هَمٌّ مصدر۔ باب نصر۔ انہوں نے ارادہ کر لیا۔ انہوں نے قصد کیا۔

== لَمْ یَسْأَلُوا۔ نفی مجہول۔ یَسْأَلُوا سئل سے۔ مضارع مجزوم جمع مذکر غائب کا صیغہ ہے۔ باب سمع۔ انہوں نے نہ پایا۔ وہ نہ پاسکے۔

هَمُّوا یَسْأَلُوا۔ انہوں نے ایسی باتوں کا ارادہ کیا جسے وہ حاصل نہ کر سکے۔

(اپنے ارادہ میں کامیاب نہ ہو سکے)

آیہ ہذا میں وہ کیا بات تھی جو انہوں نے کہی۔ لیکن پھر قسم کھا کھا کر کہا کہ انہوں نے نہیں کہی

یادہ کو نسا ارادہ تھا جو انہوں نے کیا لیکن کامیاب نہ ہو سکے۔ اس میں صریحاً معلومات مبسر نہیں۔ مگر منافقوں کے متعلق ایک نہیں متعدد ایسی باتیں منسوب تھیں جو کہ وہ مسلمانوں کی عدم موجودگی میں اسلام کو گزند پہنچانے کے لئے یا استہزاء وہ کسی بے سوچا باتیں کہتے تھے لیکن جب ان کو ان باتوں کی تصدیق کے لئے آئے سانسے لایا جاتا تو نہ صرف انکار کر دیتے بلکہ قسمیں کھا کھا کر اپنی برأت ثابت کرنے کی کوشش کرتے۔

اسی طرح اسلام کو گزند پہنچانے کی خاطر وہ کسی منصوبے بناتے لیکن جب ان میں کامیابی نہ ہوتی اور ان کے مذموم عزائم کا انکشاف ہو جاتا تو قسمیں کھا کر کہتے کہ انہوں نے ہرگز ایسا کوئی منصوبہ نہیں بنایا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَلَقَدْ قَالَُوا لِمَنْ لَّهٗ اِلٰهُمُ الْكَفَرُ وَكَفَرُوا بِاٰلِهٰتِ اِسْلَامٍ مِّمَّا هُمْ دَعَوٰۤا اِلَیْہِمْ یٰۤاٰلِہٖمُ لَا تِلْکَ اٰیٰتُہٗمْ اِنۡہُمْ لَیْقِنٰۤا اَنۡہُمْ سَے کُفَرًا کُلَّہٗ لَوَلَّا تَہَاۤا اِسْلَامَہٗ لَآنَے سَے بَعْدَ کُفَرِ اٰفِیَارَہٗ کَرِیَہَا تَہَاۤا اِنۡہُمْ نَے اِیْسَا ارَادَہٗ بَہِی کَرِیَہَا سَے وَہ حَاصِلَہٗ ذَکَرِہٗ سَے۔

مَا تَقْعَمُوا۔ ماضی جمع مذکر غائب۔ انہوں نے ہزارہ مانا۔ انہوں نے قابل عیب نہ سمجھا۔ لَقَعْتُ الشَّيْءَ دَلْعَتُهُ۔ کسی چیز کو بڑا سمجھنا۔ یہ کبھی زبان کے ساتھ عیب لگانے اور کبھی عقوبت (سزا دینے) پر بولا جاتا ہے۔ قرآن مجید میں ہے وَمَا تَقْعَمُوا مِنْہُمْ اِنَّ اَنْ یُّؤْمِنُوْا بِاللّٰہِ (۸:۸۵) ان کو تو منوں کی یہی بات بری لگتی تھی کہ وہ خدا پر ایمان لائے ہوئے تھے۔

وَاٰیۡہٗ نَبَا۔ وَمَا تَقْعَمُوا اِنَّ اَنْ اَعْنَاهُمُ اللّٰہُ وَیَسْۡئَلُہٗ مِنْ فَضْلِہٖ (اور انہوں نے مسلمانوں میں عیب ہی کو نسا دیکھا ہے سوائے اس کے کہ خدا نے اپنے فضل سے اور اس کے رسول نے ان کو دو تمشد کر دیا)

نیز آیا ہے۔ هٰکِن تَقْعَمُوْنَ مِّنَّا اِنَّ اٰمَنَّا بِاللّٰہِ (۵۹:۵) تم ہم میں برائی ہی کیا دیکھتے ہو۔ سوائے اس کے کہ ہم ایمان لائے ہیں اللہ پر اور.... اسی لَفْعَۃً سے بمعنی عذاب و انتقام لیا گیا ہے۔

مِنْ فَضْلِہٖ میں ضمیر واحد مذکر غائب کی تشریح کے لئے ملاحظہ ہو (۹:۶۲) یَتَوَبُّوْا۔ اصل میں یَتَوَبُّوْنَ تھا اِنْ حُرِفَ شَرْطَہٗ اَنَے سے نون اعرابی گر گیا۔ مضارع مجزوم جمع مذکر غائب۔

یَدُکْ اصل میں یَتَوَبُّوْنَ تھا۔ ماقبل جملہ شرط کی جزاء کی وجہ سے مجزوم ہوا۔ اور نون بوجہ اجتماع ساکنین کے گر گیا۔ اور واو حرف علت بوجہ حالت مجزوم گر گئی۔

فَاِنْ یَتَوَبُّوْا۔ اگر وہ توبہ کر لیں۔ اپنے کفر و نفاق سے باز آجائیں۔

۵:۹ ۝ وَإِنْ يَتُوبَا ۝ اودا گروہ ایمان اور توبہ سے روگردانی کریں۔ اور کفر و نفاق پر مقرر رہیں۔
عُهِدَ اللّٰهُ۔ اس نے اللہ سے وعدہ کیا۔

۶:۹ ۝ لَنَنصَّدَ قَتًا۔ مضارع جمع متکلم۔ باللام تاکید و نون تقييد۔ یا لام تعلیل کا ہے اور نون تقييدہ تاکید کے لئے۔ تو ہم ضرور ہی خیرات دیدیں گے۔ مدقہ ادا کر دیں گے۔
اصل میں نَنصَّدَ قَتًا تھا۔ ت کو صا د میں مدغم کیا گیا۔

۷:۹ ۝ مَعْرُضُونَ۔ اسم فاعل جمع مذکر۔ دُخ گردانی کر نیوالے۔ منہ موڑنے والے۔
اجتناب کرنے والے۔ اگر اَعْرَضَ کے بعد عَنْ آئے تو دُخ پھیر لینے اور منہ موڑنے کے۔
اور اجتناب کرنے کے معنی ہوتے ہیں۔ فَأَعْرَضَ عَنْهُمْ وَعَنِ عِظْمٍ (۶۳:۴) تم ان سے اعراض
برقو۔ اور نصیحت کرتے رہو۔ يَا وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِي (۱۲۴:۲۰) اور جو میری نصیحت
منہ پھیرے گا۔ اور بغیر عَنْ بھی کثرت استعمال کی وجہ سے منہ موڑنے کے معنی میں آتا ہے۔
مثلاً فَأَعْرَضُوا فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ (۱۶:۳۴) تو انہوں نے شکر گزاری سے منہ موڑ لیا پس ہم
نے جھوڑ دیا ان پر۔۔۔۔۔ اور اگر اعرض کے بعد علی آئے تو سامنے رکھنا۔ پیش کرنا کے
معنی دیتا ہے۔ مثلاً ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلَائِكَةِ (۲۱:۲) پھر اس نے ان کو فرشتوں کے
سامنے پیش کیا۔

اور اگر اعرض کے بعد لام آئے تو سامنے آنے کے معنی ہوتے ہیں مثلاً اَعْرَضَ لِي
وہ میرے سامنے آیا۔

۸:۹ ۝ فَأَعْقَبَهُمْ۔ ماضی واحد مذکر غائب۔ هُمْ ضمیر مفعول جمع مذکر غائب۔ اَعْقَبَ
يُعْقِبُ اِعْقَابًا (افعال) سے جس کے معنی ہیں اثر چھوڑنا۔ وارث بنانا۔ اَعْقَبَهُمْ۔ اس لئے
ان کو وارث بنادیا۔ اس نے ان میں یہ اثر چھوڑا۔

فَأَعْقَبَهُمْ میں ضمیر فاعل البخل کے لئے ہے۔ یعنی ان کے بخل نے ان میں ہمیشہ کے
لئے نفاق پیدا کر دیا۔ اور وہ منافق ہو گئے۔ یا ضمیر فاعل اللہ تعالیٰ کے لئے ہے۔ کہ اس کے
تبع میں اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں نفاق جما دیا۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے ان کے اس فعل (بخل)
کی عاقبت نفاق کی شکل میں ان کے دلوں میں راسخ کر دی اور وہ ہمیشہ کے لئے منافق
بن گئے۔

۹ ۝ يَلْقَوْنَہُ۔ وہ اس سے ملاقات کریں گے۔ وہ اس کی پیشی میں جائیں گے۔ اِلٰی
يَوْمٍ يَلْقَوْنَہُ۔ یعنی قیامت کے دن تک۔ کہ ضمیر واحد مذکر غائب اللہ تعالیٰ کے لئے ہے

== بِمَا أَخْلَقُوا اللَّهَ مَا وَعَدُوهُ وَبِمَا كَانُوا يَكْذِبُونَ .

یعنی نجل نے یا اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں ہمیشہ کے لئے نفاق کو کیوں مہر دیا اس کی یہ دو وجوہ بیان ہوئی ہیں۔

۱، انہوں نے اللہ تعالیٰ سے جو وعدہ کیا تھا اس کی خلاف ورزی کی۔
۲، کہ وہ اس دوران کذب بیانی کرتے رہے۔

۹: ۸۷ == سَيَذَرُكُمْ مَضَافُ الْمِيَةِ - ان کا بھید۔ ان کا راز۔

== نَجْوَاهُمْ - ان کی سرگوشیاں۔ اصل میں نَجَاءٌ کے معنی کسی چیز سے الگ ہونے کے ہیں۔ اور اَنْجَيْتُهُ وَ نَجَيْتُهُ کے معنی (الگ کر دینے) نجات دینے کے ہیں۔

چنانچہ ارشادِ ربانی ہے فَاَنْجَيْنَا الَّذِينَ اٰمَنُوا (۵۳: ۲۷) اور جو لوگ ایمان لا ہم نے ان کو نجات دی۔ اَنْجَوْتُ کے معنی بلند جگہ کے ہیں جو بلندی کی وجہ سے اب ماحول سے الگ معلوم ہو۔ نَجَيْتُهُ میں نے اس سے سرگوشی میں کہا۔ یعنی اپنے محبوب کو دوسروں سے الگ رکھنے (چھپانے کے لئے) اور اسے افشاء ہونے سے بچانے کے لئے۔ قرآن میں آیا ہے:-

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا اِذَا قُتِلْتُمْ فَاَنْجِيْكُمْ فَلَا تَتَّخِذُوا بِاِيْدِيْكُمْ وَالْعُدُوِّ اَدْوَىٰ وَمَنْ يُخْلِفْ الرَّسُوْلَ (۹: ۵۸) اے مومنو! جب تم سرگوشیاں کرنے لگو تو گناہ اور زیادتی اور پیغمبر کی نافرمانی کی باتیں نہ کرنا۔

یا پھر اِذَا نَجَيْتُمُ الرَّسُوْلَ فَقَدْ مَوْاٰ بَيِّنَ يَدَيَّ نَجْوَاكُمْ صَدَقْتُ (۱۲: ۵۸) جب تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کان میں کوئی بات کہو تو بات کہنے سے پہلے مساکین کو کچھ دیا کرو۔

نَجْوَىٰ وہ سرگوشی جو کہ برائی پر مبنی ہو اور اس کو مشورہ سے طے کیا جاوے۔

۹: ۸۷ == يَلْمِزُونَ - مضارع جمع مذکر غائب۔ وہ طعن کرتے ہیں۔ وہ عیب نکالتے ہیں

(نیز ملاحظہ ہو ۹: ۵۸)

== اَلْمَطْوِيَّاتِ - اسم فاعل جمع مذکر منصوب۔ اَلْمَطْوِيْعُ - واحد۔ لَطْوَعٌ (تَفْعَلُ)

مصدر۔ اصل میں اَلْمَطْوِيَّاتِ تھا۔ تاء کو ط میں مدغم کیا۔

لَطْوَعٌ کا اصل معنی ہے اطاعت میں بناوٹ کرنا۔ اور عرفِ شرع میں ایسی طاعت کو کہتے ہیں جو فرض نہ ہو بطورِ فضل اپنی طرف سے کی جائے لیکن لَطْوَعٌ اپنے اندر استطا

استطاعت کا مفہوم رکھتا ہے اس لئے اَلْمُطَوِّعِينَ کا ترجمہ ہوا۔ خیرات کرنے والے صاحب استطاعت۔

اَلَّذِينَ يَكْمِزُونَ الْمُطَوِّعِينَ مِمَّنَ الْمُؤْمِنِينَ فِي السِّنَدَاتِ۔ جو لوگ مومنوں سے ان لوگوں کو جو صاحب استطاعت ہیں اور خوشی خوشی خیرات کرتے ہیں ریاکار کا الزام لگاتے ہیں۔

== وَالَّذِينَ لَا يَجِدُونَ إِلَّا جُهْدَهُمْ۔ کا عطف اَلْمُطَوِّعِينَ پر ہے یعنی یہ لوگ ان کی بھی عیب چینی کرتے ہیں بن کے پاس سوا اپنی محنت و مشقت کے اور کچھ بھی (اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کے لئے) نہیں ہے۔

== فَيَسْخَرُونَ مِنْهُمْ اِنْ كَانُوا اِذْ اَتَوْا بِمَالٍ مَّحْطُومٍ۔ ٹھٹھا کرتے ہیں۔ ٹھٹھا کرنا۔ اسی سے ہے اَلْمَسْخَرَةُ۔ وہ جس سے ٹھٹھا کیا جائے۔

۹ : ۸۰ = اِسْتَعْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ۔ اِسْتَغْفِرْ فعل امر بمعنی خبر ہے تقدیر کلام یوں ہے اِسْتَغْفِرْتَ لَهُمْ یا محمد اَوَّلَمْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ فَلَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَهُمْ (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) آپ ان کے لئے بخشش طلب کریں یا نہ کریں اللہ تعالیٰ ان کو نہیں بخشے گا == سَبْعِينَ مَرَّةً۔ ستر بار۔ ستر کا عدد مقررہ حد یا غایت کے لئے نہیں بلکہ کثرت کے معنوں میں استعمال ہوا ہے۔

۹ : ۸۱ = اَلْمُخَلَّفُونَ۔ وہ جو پیچھے چھوڑ دیئے گئے۔ اسم مفعول جمع ہے اس کا فاعل بیان نہیں کیا گیا پیچھے چھوڑ دیئے والا اللہ تعالیٰ ہی ہو سکتا ہے یا شیطان یا ان کی سستی یا مومنین ہو سکتے ہیں۔

== بِمَقْعِدِ هَٰذَا۔ مَقْعَدُ اسم ظرف مکان۔ مفرد۔ مَقَاعِدُ جمع۔ قَعْدَةٌ۔ قُعُودٌ مصدر۔ باب نصر بیٹھنے کی جگہ یعنی اپنے گھروں میں بیٹھے رہنے پر (خوش ہیں)

== خِلْفٌ۔ اس کے معنی پیچھے۔ مخالفت دونوں ہو سکتے ہیں۔ خلاف کے معنی ۱۰ اُلٹ۔ بھی ہو سکتے ہیں۔ قرآن مجید میں متعدد بار آیا ہے اَوْ لَقَطْعَ اَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلِهِمْ مِّنْ خِلَافٍ (۳۳: ۵) یا کاٹے جائیں ان کے ہاتھ اور پاؤں الٹی طرف سے۔ یعنی دایاں ہاتھ اور بایاں پاؤں یا بایاں ہاتھ اور دایاں پاؤں۔

== لَا تَنْفِرُوا۔ فعل نہی۔ جمع مذکر حاضر۔ تم مت نکلو۔ تم مت کوچ کرو۔ لَفَارًا اور فُتُورًا۔ لَفَرًا اِلَى الْحَرْبِ۔ وہ لڑائی کے لئے نکلا۔ اِلَّا تَنْفِرُوا اِلَعَدَّ يَكُمُ عَذَابًا اَلِيمًا (۳۹: ۹) اگر نہ

نکلو گے تو خدا تم کو دردناک عذاب دیگا۔

نُفُوزٌ یعنی نفرت اور بدکنا بھی ہے جیسے مَا زَادَهُمْ إِلَّا نُفُوزًا (۳۵، ۳۶) تو اس کے ان کی نفرت ہی بڑھی۔ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا حُذِرْ مِّنْ مُّشْرِكٍ (۴۰، ۵۰) گویا وہ گدھے ہیں کہ بدک جاتے ہیں۔

== الْحَزْرُ - گرمی - یعنی اتنی شدید گرمی میں گھر سے نہ نکلو۔

== يَغْمُصُوْنَ - مضارع جمع مذکر غاصب - سمجھ جاتے - جان لیتے - فَفَهٗ مُصَدِّرٌ (باب سبع) سمجھنا۔

۹: ۸۲ = قَلِيْضٌ حَكُوْا - فعل امر - جمع مذکر غاصب - انہیں چاہئے کہ ہنسیں۔

وَلْيَبْكُوْا - فعل امر جمع مذکر غاصب - انہیں چاہئے کہ روتیں۔ دونوں فعل امر معنی خبر آئے ہیں یعنی سَيَضْحَكُوْنَ قَلِيْلًا وَيَبْكُوْنَ كَثِيْرًا۔ وہ تھوڑا ہنسیں گے (اس چند روزہ زندگی میں) اور زیادہ روتیں گے (ابدی زندگی آخرت میں) امر کا صیغہ اس کے حتمی اور واجب ہونے کے بیان کے لئے آیا ہے۔ یعنی یہ ان کا مالِ حتمی ہے ضرور ہو کر رہیگا۔

== يَمَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ - ان کے رویئے اور ہنسنے کا سبب بیان کیا ہے۔

== رَجَعَكَ اللّٰهُ - اللہ تجھے واپس لیجائے۔

امام رازی کے قول کے مطابق الرجوع مصداق الی المكان الذی کان فیہ الرجوع کسی شے کا اس جگہ کی طرف لوٹنا ہے جہاں وہ پہلے تھی۔

اس صورت میں جملہ کا مطلب یہ ہوگا کہ اگر خدا تمہیں واپس مدینہ لیجائے۔

رَجِعٌ متعدی ہے اور رَجُوْعٌ لازم ہے گردان ہر دو کی باب ضرب سے آئی ہے۔

== اِلٰی طَائِفَةٍ مِّنْهُمْ - هُمْ ضمیر جمع مذکر غاصب کا مرجع وہ مخلفون ہیں جن کا اوپر

ذکر ہوا ہے۔ طَائِفَةٌ - گروہ - جماعت۔ ان مخلفوں کے دو گروہ بنائے۔ ایک وہ جس کا ذکر

فَاَسْتَأْذَنُوْكَ سے شروع ہونے والا ہے اور دوسرا جس کا ذکر نہیں کیا گیا۔

مؤخر الذکر گروہ میں وہ شامل ہیں جنہوں نے معقول وجوہات کی بنا پر جہاد میں شرکت نہ کی

لیکن پھر بھی جہاد میں اپنی عدم شمولیت پر نادم ہوئے اور توبہ کی جو بارگاہِ الہی میں قبول

کر لی گئی۔

== فَاِنْ رَّجَعَكَ اللّٰهُ اِلٰی طَائِفَةٍ مِّنْهُمْ - اِیْ فَاِنْ رَّجَعَكَ اللّٰهُ اِلٰی الْمَدِيْنَةِ وَفِيْهَا

طَائِفَةٌ مِنَ الْمُتَخَلِّفِيْنَ - (بیضاوی) اللہ تعالیٰ اگر تجھے مدینہ واپس لے آئے اور وہاں

تو پیچھے بہنے والوں کے ایک گروہ سے ملے۔

= فَاسْتَازُواكَ - مہر وہ اجازت طلب کریں تجھ سے۔

= لِيَخْرُوجَ - جہاد پر نکلنے کے لئے۔ خَرَجَ يَخْرُجُ (نصر) نکلنا۔

= لَنْ تَخْرُجُوا مِنِّي أَبَدًا - تم میرے ساتھ (جہاد کے لئے) ہرگز نہ نکلو گے۔

= خَالِفِينَ - جمع خَالِفٌ کی۔ خَالِفٌ کا ایک معنی تو ہے پیچھے رہ جانے والا۔

علامہ قرطبی فرماتے ہیں کہ خَلَفَ بمعنی خَسَدَ ہے جس طرح کہتے ہیں خَلَفَ اللَّبَنُ - دودھ خراب ہو گیا۔ یا اہل عرب کہتے ہیں کہ فلان خالفة اہل بیتہ۔ فلاں شخص اپنے سارے کبتے سے زیادہ فساد کی ہے۔ تو آیہ کا مطلب یہ ہوگا۔ فَأَعْدُوا مَعَ الْفَاسِدِينَ - یعنی فساد کرنے والوں کے ساتھ بیٹھے رہو۔ لیکن اکثریت نے پیچھے رہ جانے والے ہی ترجمہ کیا ہے۔

۸۴: ۹ = مِنْهُمْ - احَدٌ کی صفت ہے۔

= مَاتَ - یہ احَدٌ کی دوسری صفت ہے۔ مَاتَ فعل ماضی بمعنی مستقبل آیا ہے

یعنی ان مخالفین و منافقین میں سے آئندہ اگر کوئی مر جائے (تو تو اس کی نماز جنازہ نہ پڑھنا)

= أَبَدًا - نظریہ متعلق نہیں۔ کبھی بھی - یعنی یہ ہمیشہ کے لئے نافذ العمل ہوگی۔

= وَلَا تَقْعُدُوا عَلَى قَبْرِهِ - ای ولا تقعدوا علی قبرہ ابدًا

= اِنَّهُمْ كَفَرُوا بِاللّٰهِ وَرَسُولِهِ - جملہ مستانف (یا جملہ) ہے۔ یعنی یہ لوگ جن کی طرف منہم

میں اشارہ کیا گیا ہے ساری عمر اللہ اور اللہ کے رسول کے منکر ہے اور اسی حالت فسق و کفر میں

مر گئے۔

۸۵: ۹ = يُعَذِّبُهُمْ بِهَا فِي مَنَازِلٍ مُّشْتَرَاةٍ غَابٍ اموال و اولاد کے لئے ہے۔

= تَزْهَقَ - وہ نکلے یا نکلیگی (باب فتح) زَهْوَقٌ مَ سے جس کے معنی غم سے جان نکلنے اور

کسی شے کے مٹ جانے کے ہیں۔ نیز ملاحظہ ہو ۵۵: ۹۔

تَزْهَقَ الْقُسُومَ - ان کے دم نکلیں۔ ان کی جانیں نکلیں

= وَهُمْ كَافِرُونَ - میں داؤد عالیہ ہے در آنحالیکہ۔

۸۶: ۹ = اُولَآئِیَ الطَّوْلِ - صاحب دولت و ثروت۔ طَوْلٌ - مال۔ تو نگری۔ دولت، انعام

وسعت، مقدرت، قدرت۔ طَال يَطُولُ (باب نص) کا مصدر۔

= ذَرْنَا - ذَنَّا - فعل امر و امد مذکر حاضر۔ (باب سَمِعَ، فَتَحَ) سے ذَرَّ مصدر اس سے ماضی

نہیں آتی۔ نَا ضمیر مفعول جمع متکلم۔ تو ہمیں چھوڑ دے۔

== نَكُنْ - مضارع جمع مکمل فعل ناقص - اصل میں نَكُونُ تھا

== اَلْفَعْلَيْنِ - جہاد میں شریک نہ ہونے والے - اور گھروں پر رہ جانے والے - بیمار - عورتیں اور بچے - ایسے پیچھے رہ جانے والے جن کے پاس فی الواقع کوئی معقول اور حقیقی عذر موجود تھا - بیماری وغیرہ -

۸۷: ۹ - لَا يَنْفَعُونَ - مضارع منفی جمع مذکر غائب فِعْلٌ سے وہ سمجھ نہیں رکھتے - وہ سمجھتے نہیں ہیں -

۸۸: ۹ - لَكِنَّ الرَّسُولَ - لَكِنْ کی دو صورتیں ہیں۔

۱) لَكِنْ (مشدد) سے مخفف بنایا ہوا ہے اس صورت میں یہ حرف ابتداء ہے اور غیر عامل ہوتا ہے اسی لئے اسم پر بھی داخل ہوتا ہے جیسے آیتِ ہذا میں لَكِنَّ الرَّسُولَ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ اور فعل پر بھی جیسے مَا كَانَ ابْرَاهِيمَ يَهُودِيًّا وَلَا نَصْرَانِيًّا وَلَكِنْ كَانَ حَنِيفًا مُسْلِمًا (۳) اس صورت میں یہ استدراک کا فائدہ دیتا ہے -

۲) حروف عاطفہ کا کام بھی دیتا ہے جبکہ اس کے بعد کوئی مفرد آئے مثلاً لَكِنَّ اللَّهَ لَيَشْهَدَ بِمَا أَنْزَلَ إِلَيْكَ (۱۶۶: ۴) لیکن یہ بھی استدراک کے لئے آیا ہے۔

(۱) استدراک کا مطلب یہ ہے کہ ماقبل کے حکم کے خلاف مابعد کی طرف کسی حکم کی نسبت کی جاتے اسی لئے ضروری ہے کہ لَكِنْ (یا اسی طور لَكِنْ) سے پہلے کوئی ایسا حکم ہو جو پیچھے آنیوالے حکم کی نقیض یا ضد ہو - جیسے مَا كَانَ ابْرَاهِيمَ يَهُودِيًّا حَنِيفًا مُسْلِمًا (مذکورہ بالا) ابراہیم (علیہ السلام) نہ یہودی تھا نہ عیسائی وہ تو تمام علاقوں سے کٹا ہوا ایک پاک مسلم تھا) == الْخِيَرَاتِ - مہلایاں - خیر کی جمع - مَنَافِعِ الدَّارَيْنِ

۸۹: ۹ - اَعَدَّ - اَعَدَّ اُدَّ سے ماضی - واحد مذکر غائب - اس نے تیار کیا - تیار کر رکھا ہے -

۹۰: ۹ - الْمُعَذِّبُونَ - اسم فاعل جمع مذکر - تَعَذَّبُوا (تفعیل) مصدر جھوٹا عذاب پیش کرنے والے - مُعَذِّبُونَ وہ شخص ہے جس کے پاس کوئی حقیقی عذر نہ ہو - اور پھر بھی وہ عذاب پیش کرے - بعض علماء کے نزدیک مُعَذِّبُونَ در اصل مُعَذِّبُونَ (باب افعال) سے تہ کو ذال سے بدلا اور ذال کو ذال میں مدغم کیا اور مُعَذِّبُونَ ہو گیا - اس باب سے اس کے معنی ہوں گے - صحیح عذر والے -

ابن کثیر نے بھی یہی مطلب لیا ہے لکھتے ہیں -

یہ بیان ان لوگوں کا ہے جو حقیقتاً کسی شرعی عذر کے باعث جہاد میں شامل نہ ہو سکتے تھے!

مدینہ کے ارد گرد کے یہ لوگ آکر اپنی کمزوری ضعیفی بے طاقتی بیان کر کے اللہ کے رسول سے اجازت لینے آتے کہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم واقعی انہیں معذور خیال فرمادیں تو اجازت دیدہ یہ بخوار کے قبیلے کے لوگ تھے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قرأت میں وَجَاءَ الْمُعَذِّبُونَ ہے یعنی اہل عذاب لوگ۔ یہی مطلب زیادہ ظاہر ہے کیونکہ اسی جملہ کے بعد ان لوگوں کا بیان ہے جو جھوٹے تھے یہ بیٹھے رہے اور نہ آئے نہ اپنا رک جانے کا سبب پیش کیا نہ حضور علی الصلوٰۃ والسلام سے حرکت جانے کی اجازت چاہی۔

== اَلْخَوَابُ - گنوار - بدو - اعراب بادہ نشین کو کہتے ہیں۔ یہاں پر خاص کردہ قبائل مراد ہیں جو مدینہ کے ارد گرد آباد تھے۔

— لِيُؤْذَنَ لَكُمْ — کہ ان کو اجازت مل جائے۔

وَتَعَدَّ الَّذِينَ كَذَبُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ ۚ يَوْمَ يُغْشَىٰ الصُّلَّٰتِ ۖ كَذِبًا يُكْبَرُ ۚ أُولَٰئِكَ يَكُونُ لَهُمْ فِي يَدَيْهِمْ عَذَابٌ لَّئِيمٌ ۚ

۹۱:۹۔ اِذَا تَصَحَّوْا، ماضی جمع مذکر غائب نَصَحٌ مصدر۔ (باب فتح) جب وہ خلوص رکھیں۔
جب وہ مخلص ہوں۔ ظاہری اور باطنی طور پر مطہج و فرمانبردار ہوں۔

== مَا عَلَى الْمُحْسِنِينَ مِنْ سَبِيلٍ (ایسے نیکو کاروں پر کوئی وجہ الزام نہیں۔

۹۲:۹ = اَتَوَكَّلْ مَا فِي مَاضِي جَمْعِ مَذْكَرِ غَائِبٍ لَكَ ضَمِيرٌ وَاحِدٌ مَذْكَرٌ مُعَاوَرٌ - وہ تیرے پاس آئے۔

== لِیَحْمِلَهُمْ کہ تو ان کو سواری مہیا کرے۔ حَمَلٌ سے جمع مذکر حاضر هُمْ ضمیر مفعول جمع نکر

== قَيْصُ - وہ بہتی ہے وہ جاری ہے۔ قَيْصُ سے باب ضرب۔ اس کا استعمال اگر اسواور پانی کے لئے ہو تو اس کا معنی جاری ہونے اور بہنے کے آتے ہیں۔

= الذَّمْعُ - أَلُو - اشْك - دُمُوعٌ - ج -

۹۳:۹ السَّيِّئِينَ - راه - راسته - کھلی شرک - سُبُلٌ جمع - مَبْنِيٌّ اللّٰه - جہاد طلب

علم۔ حج۔ یاہر امر حیر۔ جس کا علم باری تعالیٰ سے ملا ہو۔ لیتنی لک علیٰ سبیل۔ تم مجھ سے باز پرس نہیں کر سکتے۔ یعنی تمہارے لئے مجھ پر کوئی حجت نہیں ہے۔

إِنَّمَا التَّيْبِيلُ عَلَى - راو باز پرس صرف ان کے خلاف پائی جاتی ہے۔

== الْخَوَالِفُ - خَالِفٌ اور خَالِفَةٌ کی جمع ہے۔ خَالِفَةٌ کے معنی ہیں پیچھے رہ جانے

پَارَةُ
لَعْنَتِ رُؤُوسِ
التَّوْبَةِ وَيُونُسَ وَهُودَ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

يَعْتَذِرُونَ إِلَيْكُمْ إِذَا رَجَعْتُمْ إِلَيْهِمْ

۹۴:۹ = يَعْتَذِرُونَ مضارع جمع مذکر غائب۔ (اعْتَذَرْتُ) (افْتَعَلَ) مصدر۔ وہ معذرت کریں گے۔ وہ بہانے بنائیں گے۔

۹۵:۹ = إِذَا انْقَلَبْتُمْ إِلَيْهِمْ۔ تم ان کی طرف پھر دگے۔ تم ان کی طرف لوٹ کر جاؤ گے (ماضی یعنی مضارع)

= لِيُتَعَرَّضُوا عَنْهُمْ۔ اَعْرَضَ يُعْرِضُ اِعْرَاضٌ (افْعَالٌ) عَنْ مِنْهُ مُوْثَرًا۔ منہ پھیرنا۔ اعراض کرنا۔ درگزر کرنا۔ معاف کرنا۔

یہاں یعنی۔ تاکہ تم ان کو معاف کردو۔ ان سے درگزر کردو۔ صرف نظر کردو۔ تعرض نہ کردو اسی معنی میں ہے۔ فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَعَظِّمُهُمْ (۶۳:۴) تم ان سے اعراض برتو (درگزر کردو) اور نصیحت کرتے رہو۔

منہ پھرنے۔ روگردانی کرنے۔ کنارہ کشی کرنے کے معنی میں آیت ہدائیں ہی ہے۔ فَاَعْرِضُوا عَنْهُمْ۔ پس تم ان سے منہ پھیر لو۔ کنارہ کشی اختیار کردو۔ اور جبکہ قرآن مجید میں آیا ہے۔ فَاَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِينَ (۱۹۹:۷) اور جاہلوں سے کنارہ کشی کرو۔ نیز ملاحظہ ہو (۷۶:۹)

= رَجِسٌ۔ ناپاک۔ پلید۔ گندہ۔ نجس۔

= مَا دُلُّهُمْ۔ مضاف مضاف الیہ۔ مَا دُلُّ۔ اسم ظرف اور مصدر۔ اَدُلُّ يُوْدِلُّ اِدْوَاءً۔ (افْعَالٌ) اس نے جگہ دی۔ اس نے اتارا۔ اَدُو يَادُو اِدْوًى (ضَرْبٌ) وہ بیٹھا۔ وہ اتر۔ بصورت اسم ظرف۔ اس کے معنی ہیں ٹھکانہ۔ قیام کا مقام۔ پناہ گاہ۔ یہاں بطور اسم ظرف مکان استعمال ہوا ہے۔

۹:۹ = اَلَّذِیْنَ اٰتٰی - بدو لوگ - بادیہ نشین - اعرابی - نیز ملاحظہ ہو ۹:۹
 = اَسَدُّ - اَفْعَلَ التَّفْضِيلِ کا صیغہ بروزن اَفْعَلُ - زیادہ - شدید - زیادہ سخت - زیادہ طاقت ور -

= اَجْدَرُ - زیادہ لائق - زیادہ مزادار - زیادہ حقدار - زیادہ مستحق - مَا اَجَدَ رَبُّكَ اَجْدَبًا
 یہ - صیغہ تعجب - وہ اس کے لئے کس قدر زیادہ ہے - جَدَرُکَ سے اَفْعَلَ التَّفْضِيلِ کا صیغہ ہے
 = مَعْرَمًا - اسم مصدر - منصوب - تاوان - اَلْعَرْمُ - مفت کا تاوان - یا جرمانہ - وہ مالی نقصان جو انسان کو کسی قسم کی خیانت یا جرم کا ارتکاب کے بغیر اٹھانا پڑے - عَرِمَ کَذَا عَرْمًا
 دَعْرَمًا - فلاں نے نقصان اٹھایا - اَعْرِمَ فُلَانٌ عَرَامَةً اس پر تاوان پڑ گیا -
 قرآن مجید میں ہے اِنَّا لَمُعْرِمُوْنَ (۶۶:۵۶) (کہ ہائے) ہم مفت تاوان میں پھنس گئے
 جو مصیبت یا تکلیف انسان کو پہنچتی ہے اسے غرام کہا جاتا ہے - جیسے قرآن مجید میں آیا ہے
 اِنَّ عَذَابَآبِہَا كَانَ عَرَامًا (۶۵:۲۵) کہ اس کا عذاب بڑی تکلیف کی چیز ہے -
 يَتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ مَعْرَمًا - (آیہ ہذا) کہ جو کچھ خرچ کرتے ہیں اُسے تاوان سمجھتے ہیں -
 = يَتَرَبَّصُّ - مضارع واحد مذكر غائب - تَرَبَّصُّ (لَفَعْلٌ) مصدر - وہ انتظار کرتا ہے -
 وہ راہ دیکھتا ہے -

= الدَّائِرَةُ - دائرہ کی جمع - مصائب - گردشیں - (یعنی وہ يَتَرَبَّصُّ بِكُمْ الدَّائِرَةُ
 اس انتظار میں ہیں کہ تم گردشِ ایام کے چکر میں پھنس جاؤ -
 = عَلَیْہِمْ دَائِرَةُ السَّوْءِ - گردشِ ایام یا مصائب و آلام ان ہی کے نصیب میں ہوں
 (بددعا یہ جملہ ہے) دعا یہ جملہ پر جب علی استعمال ہو تو وہ بددعا میں تبدیل ہو جاتا ہے -
 ۹:۹ = قُرْبًا - قُرْبَةً کی جمع ہے - مرتبہ کا قرب - خوشنودی - رضا - یعنی خوشنودی حاصل
 کرنے کا ذریعہ -

= صَلَوَاتٍ - صَلَوة کی جمع - دعائیں - یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعائیں لینے کا
 ذریعہ -

= اَلَا اِنَّہَا یہ اللہ کی طرف سے ان کے اعتقاد کی صحت کی تصدیق کی شہادت ہے - اور
 اِنَّہَا میں ضمیر ہا واحد مؤنث نائب
 لَفَعْلُہُمْ - (ان کا راہ خدا میں خرچ) کے لئے ہے اَلَا اِنَّہَا قُرْبَةً لَّہُمْ بے شک ان کا
 اللہ کی راہ میں خرچ کرنا ان کے لئے قرب الہی کا موجب ہے -

= سَيِّدُ خَلْمٍ میں سے تحقیق اور تاکید کے لئے ہے۔

۱۰۰:۹ = السَّابِقُونَ - آگے پہنچنے والے۔ آگے بڑھنے والے۔ سَابِقٌ سے اسم فاعل کا صیغہ جمع مذکر ہے۔ سَابِقٌ کی جمع۔

= الْأَوَّلُونَ - اَوَّلٌ کی جمع۔

السَّابِقُونَ الْأَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ - (مہاجرین و انصار میں سے وہ لوگ جنہوں نے ایمان و اطاعت میں سبقت اور پہل کی) سے کون حضرات مراد ہیں۔ اس کے متعلق مختلف اقوال ہیں۔

۱۔ شبہی کہتے ہیں ان سے مراد وہ مہاجرین و انصار ہیں جنہوں نے جنگ حدیبیہ میں بیعت رضوان کا شرف حاصل کیا۔

۲۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری۔ سعید بن المسیب۔ حسن اور قتادہ رضی اللہ عنہم کا قول ہے کہ وہ ان سے وہ لوگ مراد ہیں جنہوں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قبلتین کی طرف نماز پڑھی۔ وہ لوگ جو جنگ بدر میں شہید ہوئے۔

۳۔ اگر انصار کو مہاجرین سے الگ ایک طائفہ لیا جائے تو اس سے مراد وہ انصار ہوں جو (۱) بیعت عقبہ اولیٰ اور عقبہ الثانیہ سے مشرف ہوئے تھے۔

(۲) جنہوں نے حضرت ابوذر راہ۔ مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہما کی تبلیغ و تعلیم پر جب وہ مدینہ شریف آئے تھے ایمان و اسلام قبول کیا۔

بعض نے الانصار کو راء کے منہ کے ساتھ پڑھا ہے اور اس کو السَّابِقُونَ پر عطف قرار دیا ہے۔ اس صورت میں ترجمہ یہ ہو گا (وہ لوگ) جو مہاجرین میں سے سابقون یا اولون ہیں اور انصار۔ اور وہ جنہوں نے احسن طریقہ سے ان کی پیروی کی۔ تو راضی ہو گیا اللہ تعالیٰ ان سے اور وہ راضی ہو گئے اللہ تعالیٰ سے۔ لیکن پہلی قرأت جمہور کے نزدیک اصح ہے = بِإِحْسَانٍ۔ عمدگی کے ساتھ۔ احسن طریقہ سے، احسان کے معنی غیر کے ساتھ مہربانی کرنے اور کسی اچھی بات کے

۱۰۱:۹ = دَمِئَنَ حَوْلَكُمْ مِنَ الْأَعْرَابِ مُنْفِقُونَ - اِیْ دَمِنَ مِنْ حَوْلِکُمْ مِنَ الْأَعْرَابِ مُنْفِقُونَ۔ اور ان اعراب میں سے جو تمہارے ارد گرد رہتے ہیں کچھ منافق ہیں۔ دَمِئَنَ أَهْلِ الْمَدِیْنَةِ۔ یہ وقف معانقہ کی صورت ہے۔

اگر علامت اول: پر وصل کیا جائے اور علامت ثانی پر وقف کیا جائے تو اس کا عطف دَمِئَنَ حَوْلَكُمْ پر ہو گا۔ اور مَوْذُوْعًا عَلَی الْإِتِّفَاقِ صفت ہوگی منافقوں کی اور تقدیر کلام یوں

یہاں پر اس کے ساتھ ساتھ

ہوگی وَمِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ مَرَدُّوا عَلَى النَّفَاقِ (اور تمہارے ارد گرد یعنی مدینہ کے ارد گرد بسنے والے بدوؤں میں سے اور اہل مدینہ میں سے کچھ منافق ہیں جو پکے ہو گئے ہیں نفاق میں)

اور اگر علامت اول پر وقف کیا جائے اور علامت ثانی پر وصل کیا جائے تو یہ جملہ مستانف (یا جملہ) ہوگا۔ اور تفتد پر کلام یوں ہوگی: وَمِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ (مَرَدُّوا) مَرَدُّوا عَلَى النَّفَاقِ (اور اہل مدینہ میں سے کچھ لوگ ہیں جو نفاق میں پکے ہو گئے ہیں) اور اب ترجمہ یوں ہوگا۔ اور تمہارے ارد گرد یعنی مدینہ کے ارد گرد بسنے والے بدوؤں میں کچھ منافق ہیں اور اہل مدینہ میں سے کچھ لوگ ہیں جو نفاق میں پکے ہو گئے ہیں۔

= مَرَدُّوا ۱۔ نافرمان و سرکش ہونا۔ مَرَدُّوا عَلَى النَّفَاقِ۔ نفاق پر جے رہنا۔ الْمَرَدُّ وَالْمَرَدُّ جوں اور انسانوں سے اس شیطان کو کہا جاتا ہے جو ہر قسم کی خیر سے عاری ہو چکا ہو۔

یہ شجر مَرَدُّ سے مانوڑ ہے۔ جس کے معنی ہیں وہ درخت جو سب پتے جھڑ جانے سے بالکل خشک ہو گیا ہو۔ اسی طرح عَلَامٌ مَرَدُّ۔ وہ لوکا جس کی دامن موہجہ نہ نکلی ہو اس کا منہ سبزہ سے عاری ہو۔ التَّوَلَّى الْمَرَدَّ وہ ریت کا ٹیلہ جو ہر قسم کے سبزہ سے عاری ہو۔

قرطبیؒ نے لکھا ہے اصل المرد الملاسة ومنه صرّح مَرَدُّ مِنْ قَوَارِيرٍ۔

(۲۴: ۲۶) یعنی الْمَرَدُّ۔ اصل میں چکنا اور ہوار ہونا ہے۔ جیسے شیٹے جوڑ کر صاف دھوا کر کیا ہوا محل (الملاسة ہوار اور چکنا ہونا)

صاحب کشف نے مَرَدُّوا عَلَى النَّفَاقِ کا مطلب تَمَرَدٌ اِیْضاً لکھا ہے یعنی نفاق میں ماہر ہو گئے ہیں۔

۱۰۲: ۹ = الْخُرُوجُ۔ دوسرے لوگ۔ اور لوگ۔ الْخُرُوجُ جمع ہے۔ یعنی منافقوں کے علاوہ کچھ لوگ ایسے ہیں جنہوں نے اپنے گناہوں کا اعتراف کر لیا اور اپنے گناہ پر نادم ہوئے کہ وہ کیوں جہاد کے لئے جنگ تبوک میں شامل نہ ہوئے

۱۰۳: ۹ = نَطَقُوا هُمُودًا تَرَكْنَاهُمْ بِهَا۔ مضارع واحد مذکر ماضی هُمُودًا ضمیر مفعول جمع مذکر غائب۔ جن کا مرجع الْخُرُوجُ ہے۔ اور هَا ضمیر واحد مؤنث غائب کا مرجع صَدَقَةٌ ہے یعنی ان کے مالوں سے صدقہ وصول کیجئے کہ اس طرح آپ ان کو پاک و صاف کر دیں گے۔

= صَلَّيْ عَلَيْهِمْ۔ ان کے لئے دعا کیجئے۔ امر واحد مذکر حاضر۔

= سَكَنٌ۔ سکین۔ آرام۔ راحت۔ رحمت۔ برکت۔ جس سے سکون حاصل ہو۔

۱۰۵:۹ = سَتُودُّونَ - تم پھیرے جاؤ گے۔ تم لوٹائے جاؤ گے۔ رُدُّ سے مضارع مجہول۔
جمع مذکر حاضر۔

= اَعْمَلُوا اِیْ اَعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ جو جی چاہے تم کرو۔

۱۰۶:۹ = مُزْجُونَ - (سجود - رنج ی مادہ) رجاء کنارہ۔ جیسے رَجَا الْبَيْتُ۔ کنویں کا کنارہ۔ اس کی جمع اَرْجَاء ہے قرآن مجید میں ہے فَاَلْمَلِكُ عَلٰی اَرْجَائِهِمَا - (۶۹: ۱۷) اس کے کناروں پر فرشتے ہوں گے۔ رَجَاءُ ایسے ظن کو کہتے ہیں جس میں مسرت حاصل ہونے کا امکان ہو۔ قرآن میں ہے مَا كُنْتُمْ لَ تَزْجُونَ لِلّٰهِ وَقَارًا (۱: ۱۲۷) تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم نے خدا کا وقار دل سے مہلادیا ہے۔

بعض مفسرین نے اس کا معنی لَا تَخَافُونَ کیا ہے یعنی تم کیوں نہیں ڈرتے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ خوف ورجاء باہم لازم و ملزوم ہیں۔ جب کسی محبوب چیز کے حصول کی توقع ہوگی تو مانتا ہی اس کا ہاتھ سے پلے جانے کا اندیشہ بھی ہوگا۔ اور ایسے ہی اس کے برعکس صورت میں اندیشہ کے ساتھ ہمیشہ امید پائی جاتی ہے جیسا کہ قرآن میں ہے۔ وَتَزْجُونَ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا يَزْجُونَ (۴: ۱۰۴) اور تم کو خدا سے وہ امیدیں ہیں جو ان کو نہیں۔

مُزْجُونَ - مُزْجٍ - یعنی مُزْجُوں کی جمع ہے۔ اسم مفعول۔ امید و بیم کے درمیان لٹکا ہوا مُعَلَّقٌ جو نشانِ کج کے متعلق خوف ورجاء کے درمیان معلق ہیں۔ کہ ان کی توبہ قبول ہوتی ہے یا نہ یعنی جن کا معاملہ ابھی طے نہیں ہوا۔ اور اللہ کے حکم کے انتظار میں تاخیر میں پڑا ہوا ہے۔
وَآخِرُونَ مُزْجُونَ لِذٰلِکَ - کچھ اور لوگ ہیں کہ خدا کے حکم کے انتظار میں ان کا معاملہ طوی ہے۔

یہ اشارہ ہے کعب بن مالک۔ مرارہ بن الزبج۔ ہلال بن امیر کی طرف۔ کسی شرعی عذر کے بغیر یہ فزہ تبوک میں شریک نہ ہوئے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر ان سے ہر ایک نے قطع تعلقی کر لی۔ آخر پچاس دن کے بعد ان کی توبہ قبول ہوئی۔ (دیکھو آیات ۱۱۴ - ۱۱۵ - سورۃ ہذا) = اِنَّمَا - بطور حرف تفصیل آیا ہے۔ جیسے اِنَّمَا هٰذَا بَيْنُنَا السَّيْلُ (مَا شَا كِرًا ذَامًا كَفُوْنَا ۱ - ۶۹: ۲) ہم نے انسان کو راستہ دکھلا دیا اس کے بعد وہ شکر گزار بندہ بنے یا ناشکر بن کر رہے۔

۱۰۷:۹ = وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا مَسْجِدًا ۱ - اس کا عطف وَآخِرُونَ مُزْجُونَ پر ہے اور نقد یہ کلام یوں ہے وَنَبَأُ مَا الَّذِیْنَ اتَّخَذُوا مَسْجِدًا (اور ان منافقوں میں وہ لوگ بھی

ہیں جنہوں نے ایک مسجد تیار کی۔

== ضَرَارًا - کُفْرًا - نَقْرًا - اِرْصَادًا - تمام مقول لڑ ہیں۔ یعنی اس مسجد کی تعمیر کا مقصد رضائے خداوندی نہیں ہے۔ بلکہ اس کا مقصد تو یہ ہے کہ (۱) مسلمانوں کو نقصان پہنچایا جائے۔

(۲) اس میں بیٹھ کر کفر کو فروغ دینے کی تجویزیں سوچی جائیں۔

(۳) مسلمانوں کی جمعیت کو منتشر کیا جائے

(۴) وہ شخص جو اب تک خدا اور رسول کا دشمن چلا آ رہا ہے اسے بطور کمین گاہ استعمال کیا جائے یا یہ مصدر ہیں اور مال کی جگہ استعمال ہوئے ہیں۔

== ضَرَارًا - ضرر سے مشتق ہے۔ ایذا دینا۔ نقصان پہنچانا۔ ضرر پہنچانا۔ ضَارٌّ يَضُرُّ (باب مفاعلة) سے مصدر۔ اِرْصَادًا گھات لگانا۔ مِرْصَادٌ مَرْصَدٌ گھات لگانے کی جگہ۔ کمین گاہ۔ (رصد مادہ۔

== مِنْ قَبْلُ - قَبْلُ - لَبَدُ - اکثر اضافت کے ساتھ آتے ہیں۔ جب بغیر اضافت کے ہوں تو ضمہ پر بنی ہوں گے۔ جیسے آہ نہا میں۔ بمعنی پہلے سے۔

== وَ لِيُخْلِفَنَّ - مضارع بلام تاکید و نون ثقیلہ جمع مذکر غائب (باب ضرب) اور وہ ضرور ہی قسبیں کھائیں گے۔ (یعنی جب ان سے کوئی پوچھے کہ یہ شرارت تم نے کیوں کی تو اپنی صفائی میں قسبیں کھانے لگیں گے۔

== يَشْهَدُ - شَهِادَةٌ - مصدر۔ جس کے معنی ہیں کھول کر بیان کرنا۔ موجود ہونا۔ گواہی دینا۔

بیان کرنا۔ جانتا۔ ان سب کا باب ایک ہی ہے۔ سَمِعَ سَمِعَ - مصادر جَدُّ اُجْدَا ہیں۔

شَهِدَ اللّٰهُ - قَضَى اللّٰهُ - قَالَ اللّٰهُ - بَيَّنَّ اللّٰهُ - وَيَشْهَدُ اللّٰهُ - اللّٰہ یہ فیصلہ دیتا ہے۔ یا کہتا ہے۔ بیان کرتا ہے۔

اس آیت میں اس مسجد کا ذکر ہے جو اسلام کو نقصان پہنچانے کی خاطر ابوعامر کے ساتھیوں نے اس کے ایما پر مسجد قبائ کے مصافحات میں تیار کی تھی۔ بعد میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے اس کو مسمار کر دیا گیا تھا۔ چونکہ اس کی بنیاد مسلمانوں کو ضرر پہنچانے پر رکھی گئی تھی۔ اس لئے اس کا نام ہی تاریخ میں مسجد ضرار پڑ گیا۔

۱۰۸۱۹ = لَا تَقْرَأْ فِيْهِ - فعل مہمی واحد مذکر حاضر۔ تو اس میں مت کھڑا ہو یعنی لَا تَصْلُقْ فِيْهِ اس میں نماز مت پڑھ۔

قرآن مجید میں نماز کے لئے کہیں قیام کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ کہیں رکوع کا اور کہیں سجدہ کا۔ اسے تسمیۃ الشیء باسم جُزْئہ (کسی چیز کو اس کے جز کے نام سے پکارنا) کہتے ہیں۔
جذہ کی ضمیر واحد مذکر مسجد ضرار کے لئے ہے۔

= مَسْجِدٌ اُنْتَسَى عَلَى التَّقْوٰی مِنْ اَدْلٰی یَوْمٍ۔ وہ مسجد جس کی اساس (بنیاد) پہلے دن سے ہی تقویٰ پر درست کی گئی ہو۔

= اَنْ يَتَطَهَّرُوْا۔ مضارع منصوب جمع مذکر غائب۔ تَطَهَّرُوْا (تَفَعَّلَ) مصدر۔ اَنْ ناصب کی وجہ سے مضارع یعنی مصدر ہو گیا۔ یعنی پاک ہونے کو (پسند کرتے ہیں)۔
= اَلْمَطَهَّرِیْنَ۔ اسم فاعل جمع مذکر تَطَهَّرُوْا مصدر۔ اصل میں المتطهرین تھا۔ تا کو طاء میں دم کیا گیا۔ پاک ہونے والے۔ پاکیزہ رہنے والے۔

۱۰۹:۹ = اَسَسَ بُنَیَاتُہٗ۔ اَسَسَ (باب تفعیل) تَأَسَّسَ بنیاد رکھنا۔ اس بنیاد رکھی۔ بُنَیَاتُہٗ۔ بُنَیَاتٌ یعنی مَبْنِیَّةٌ۔ مَعْرَآتٌ کی طرح مصدر ہے بمعنی مفعول استعمال ہوا ہے ضمیر واحد مذکر دین کے لئے یعنی مَنْ اَسَسَ بُنَیَاتِ دِیْنِہٖ جس نے اپنے دین کی بنیاد رکھی۔ یا مَنْ وَضَعَ اَسَاسَ مَا یَبْنِیْہِ۔ جس نے اپنی عمارت کی بنیاد رکھی۔
= شَفَا۔ شفا کنارہ۔ کنوس وغیرہ کے کنارے کو کہتے ہیں۔ جمع اَشْفَا (شفو مادہ) اس کا تثنیہ

شَفَوَاتٌ آتا ہے۔ شفا قرب ہلاکت کے لئے ضرب المثل ہے۔ عَلٰی شَفَا حُفُوْۃٍ مِنَ النَّارِ (۱۰۳:۲) آگ کے گڑھے کے کنارے تک۔ اور اَشْفٰی فُلَانٌ عَلٰی الْهَلَاکِ۔ فلاں ہلاکت کے قریب پہنچ گیا۔
= جُرُفٌ۔ ندی یا نالے کا وہ کنارہ جس کا پچلا حصہ پانی بہا کر لے گیا ہو اور اوپر کا حصہ موجود ہو۔
اسے چُرْفَةٌ کہتے ہیں۔ جُرُفٌ اس کی جمع ہے۔ اسی سے یہ قول ہے فُلَانٌ یَدْنٰی عَلٰی جُرُفٍ حَادٍ۔ لایدری ما لیل من مغارٍ۔ فلاں شخص دریا کے گرنے والے کنارہ پر مکان بناتا ہے۔
اس کو دن رات میں تمیز نہیں۔

حَوْرَ الشَّیْءِ (نصر) پوری چیز یا اس کا بیشتر حصہ لیجانا۔ یا جَوْرَ الطِّیْنِ۔ مھاڑا یا پلچے سے مٹی کھودنا یا کھرچنا۔

= حَادٍ۔ اسم فاعل مجرور۔ حَوْرٌ۔ مادہ۔ قریب السقوط۔ گرنے کے قریب۔
حَادٍ کی اصل حَادِرٌ یا حَائِثٌ تھی۔ اول حَادِرٌ کے واؤ کو یا حَائِثٌ کے ہمزہ کو نقل مکانی کر کے راء سے آخر میں کر دیا۔ یعنی راء کو مقدم کر دیا اور واؤ یا ہمزہ کو توخر کر دیا۔ حَادِرٌ اور حَادِرٌ ہو گیا مہر واؤ اور ہمزہ کو یاد سے بدل کر حَادِرٌ کر دیا اور حالت جر کی وجہ سے حِی کو ساقط کر دیا اس طرح

ہاڑ ہو گیا۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ ہاڑ کے واؤ یا ہاڑ کے ہمزہ کو بغیر نقل مکانی کے تخفیفاً حذف کر دیا۔ اس صورت میں راو پر مختلف حالات میں تینوں اعراب آسکتے ہیں۔

بعض اہل لغت کے نزدیک ہاڑ اسم فاعل کا صیغہ نہیں ہے بلکہ اس کی اصل ہَوَّڑ یا هَيَّوْڑ تھی واؤ۔ اور یاو کو ماقبل مفتوح ہونے کی وجہ سے الف سے بدل دیا گیا ہاڑ ہو گیا اس صورت میں پھر اس پر تینوں اعراب آئیں گے۔

جَوَّڑ ہاڑ موصوف و صفت مل کر مضاف شفا مضاف الیہ۔

= اِنْهَادٌ - وہ گر پڑا۔ اِنْهِيَازٌ (انفعال)، مصدر۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب بانی عمارت کے لئے ہے۔ اِی مِنْ اَسْتَسْ بِنْيَانَهُ - اِنْهَادٌ اِلَيْنَا - عمارت کا منہدم ہونا۔ گرنا۔

= ظَالِمِيْنَ - ظلم کرنے والے۔ ظلم کے معنی ہیں کسی چیز کو اس کی اپنی جگہ سے ہٹا کر غلط جگہ پر رکھنا (ان لوگوں نے اپنی عمارت کی بنیادی غلط موقع اور غلط محل پر رکھی تھی)

۱۱: ۹ = لَا يَزَالُ - مضارع منفی۔ واحد مذکر غائب۔ زَوَّالٌ مصدر۔ فعل ناقص ہے۔ دوام اور تسلسل کا معنی دیتا ہے۔ ہمیشہ رہیگا۔

= بُنْيَانُهُمْ - ان کی عمارت۔ بَنَوْا - انہوں نے بنائی۔ ماضی جمع مذکر غائب۔ بِنَاءٌ مصدر۔ بنی مادہ۔

= رِيْبَةٌ - رِيْبٌ سے اسم ہے۔ رَابٌ يُّرِيْبُ (باب ضَوْب) شبہ و گمان میں اُڑان کسی سے کوئی ناپسندیدہ چیز دیکھنا۔ رِيْبَةٌ - شُكٌّ و شبہ۔ ہمت۔ بے چینی۔ بے یقینی۔ رِيْبٌ - جمع۔

حضرت ابن عباسؓ نے اس کا معنی شک و نفاق کیا ہے۔ کلی کے نزدیک حسرت و ندامت السدی اور المبرود نے اس کا مطلب غم و غصہ لیا ہے۔ یعنی یہ کیفیات ان کے منصوبہ کے ناکام ہونے اور جس عمارت پر انہوں نے اتنی امیدیں وابستہ کر رکھی تھیں اس کے منہدم ہوجانے کی وجہ سے ہمیشہ ان کے دل کو بے چین اور مضطرب رکھیں گی۔

= اِلَّا اَنْ - بجز اس کے کہ۔ مگر یہ کہ۔

= تَقَطَّعَ - پارہ پارہ ہو جائیں۔ ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں۔ تَقَطَّعَ (تَفَعَّلَ) سے مضارع۔ واحد مؤنث غائب۔ اصل میں تَتَقَطَّعَ تھا۔ ایک تار عذت ہو گئی۔

اِلَّا اَنْ تَقَطَّعَ قُلُوْبُهُمْ - اِی تَجْعَلَ قُلُوْبَهُمْ قِطْعًا وَ تَفْرُقَ اجْزَاءَ اَمَّا بِالسَّيْفِ وَ اَمَّا بِالْمَوْتِ وَ الْمَعْنَى اِنْ هَذِهِ الرِّيْبَةُ بَاقِيَةٌ فِي قُلُوْبِهِمْ اِلَّا اِنْ يَمُوتُوا عَلَيْهَا۔ یہاں تک کہ ان کے دل

ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں۔ اور ان کے اجزاء بکھر جائیں۔ خواہ تلوار سے یا موت سے۔

مطلب یہ کہ یہ بے چینی۔ بے یقینی۔ اضطراب و حسرت و ندامت کی کیفیت ان کے دلوں پر طاری رہے گی۔ حتیٰ کہ وہ اسی حالت میں مر جائیں گے۔

== حکمت والا۔ اللہ تعالیٰ کو حکیم کہہ کر مسجد مزار کے انہدام کے حکم کی حکمت کی طرف
توجہ دلائی گئی ہے۔

۹: ۱۱ = اِشْتَرَىٰ - اس نے خرید لیا۔ اس نے خریدا۔ اِشْتَرَىٰ یَشْتَرِی اِشْتَرَاءُ (افتعال) کے ماضی واحد مذکر غائب۔ اِشْتَرَاءُ کے معنی خریدنے اور بیچنے دونوں کے آتے ہیں۔
= وَعَدًا۔ اسم مصدر۔

وَعْدًا عَظِيمًا حَقًّا. حَقًّا وَعْدًا كِ صفت ہے۔ اور وَعْدًا بوجہ فعلِ معذوف منصوب
گویا تقدیرِ کلام یوں ہے۔ وَعْدًا هُمْ عَزِيْهِ (عَلَىٰ ذٰلِكَ الْاَمْرِ وَعْدًا اَحَقًّا۔ اس بات پر
اس نے ان کے ساتھ سچا وعدہ کر رکھا ہے۔

عَلَيْهِ كے معنی لَا اِزْمَ عَلَيْهِ۔ بھی ہو سکتے ہیں۔ اس صورت میں تقدیر کلام یوں ہوگی :-
وَعَلَىٰ هُمُومًا حَقًّا لَا اِزْمَ عَلَيْهِ۔ اس نے ان سے ایک سچا وعدہ کر رکھا ہے جس کا پورا
کرنا اس نے اپنے ذمہ لیا ہوا ہے۔

== اَوْ فِیْ - زیادہ وعدہ پورا کرنے والا۔ اور اللہ سے بڑھ کر اپنا وعدہ پورا کرنے والا کون ہے؟
افعل التفضیل کا صیغہ ہے۔

فَاسْتَشِيرُوا النَّبِيَّ الَّذِي بَالِغُكُمْ بِهِ - فَاسْتَشِيرُوا خواتمِ انوارِ بشارتِ پادِ
اِسْتَشَارَ (استفعل) ہے جس کے معنی بشارت پانے کے ہیں۔

يَبْقِيَكُمْ - اپنے سودے پر۔ الَّذِي بَالِغْتُمْ إِلَيْهِ - جو سودا تم نے اللہ کے ساتھ کیا ہے
۵ ضمیر واحد مذکر۔ سودا کی طرف راجع ہے۔

= ذَلِكْ - اى ذَلِكَ الْبَيْعُ - اور یہی سودا۔

۱۱۲:۹ = السَّائِمُونَ - الْعَائِدُونَ - الْعَامِدُونَ - السَّائِحُونَ - الرَّاكِعُونَ
السَّاجِدُونَ - الْأَمِيرُونَ بِالْعُرُوفِ وَالشَّامُونَ عَنِ الْمَكْرِ - وَالْعَانِطُونَ
بِعُدْوَالِ اللَّهِ - سب اہم صفت کے صیغے ہیں اور مومنین کی صفت ہیں ۔

التَّائِبُونَ سے لے کر النَّاهُونَ تک متعدد صفات کا ذکر آیا ہے لیکن ان میں حرفِ

عطف استعمال نہیں ہوا۔ لیکن وَاللّٰہُ ہُوَ سے پہلے حرف عطف لایا گیا ہے۔ مفسرین نے اس کے متعدد جواب دیئے ہیں۔

۱، ایسے مواقع پر حرف عطف کا ذکر کرنا اور نہ کرنا دونوں صحیح ہیں۔ اس لئے یہاں مزید کسی توجیہ کی ضرورت نہیں۔

۲۔ اللّٰہُ ہُوَ کا اَلَا ہُوَ ہُوَ پر عطف ہے کیونکہ یہ دونوں مل کر ایک مکمل صفت بنتے ہیں
۳۔ علامہ قرطبی نے کھاسبہ کے قریش کی لغت یہ ہے کہ سات کے عدد تک حرف عطف ذکر نہیں کرتے اور جب آٹھواں ذکر کرتے ہیں تو پھر حرف عطف کا ذکر کر دیا جاتا ہے۔ اللّٰہُ ہُوَ چھ تک آٹھویں صفت ہے اس لئے وَاُو کا اضافہ کر دیا۔

= السَّائِحُونَ۔ سَيَّاحَةٌ سے اسم فاعل کا صیغہ جمع مذکر۔ سَاحَ يَسِيحُ (ضَوْبَ) سَيَّاحَةٌ زمین پر گھومنا۔ پھرنا۔ سفر کرنا۔ سَاحٌ واحد۔

السَّائِحُونَ کے مفسرین نے متعدد معانی لئے ہیں۔ سیاحت کرنے والے۔ یعنی اقامت دین کے لئے جہاد میں نکلنے والے۔ کفر زدہ علاقوں سے ہجرت کرنے والے۔ دعوتِ دین۔ اصلاحِ نفل۔ طلبِ علم صالح۔ مشاہدہِ آثانِ الہی۔ تلاشِ رزقِ حلال کی خاطر سیاحت کرنے والے ابنِ کثیر اور اکثر مفسرین سلف۔ صحابہ و تابعین نے السَّائِحُونَ سے مراد روزہ دار لئے ہیں = السَّائِحُونَ۔ اسم فاعل جمع مذکر۔ السَّائِحُ واحد۔ فَهِيَ مصدر (باب فسخ) روکنے والے منع کرنے والے۔

= اَلْمُنْكَرِ۔ اسم مفعول واحد مذکر۔ اُنْكَارٌ۔ مصدر۔ وہ قول یا فعل جس کو شرعیت نے ممنوع قرار دیا ہو۔

= بَشَرٌ مُّبَشِّرٌ تَبَشِيرٌ (فعل) سے امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ تو خوشخبری دے۔ تو خبر کر دے۔ یہاں مُبَشِّرٌ اس کی عظمت کے پیش نظر حذف کر دیا گیا ہے۔ گویا وہ ایسی چیز ہے جس کی خوشخبری دی جا رہی ہے جسے ہم سمجھ نہیں سکتا اور کلام بیان نہیں کر سکتا۔

وَبَشِّرِ الصَّالِحِينَ۔ اے بشر یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم من فعل هذه الافعال التسع یعنی جو نون ان توصفات سے متصف ہے اس کو خوشخبری دیدیں۔

۱۱۳:۹ = مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا۔ نہ یا نہیں نبی کے لئے اور نہ ایمان والوں کے لئے = يَتَغَفَرُونَ۱۔ مضارع منصوب جمع مذکر غائب۔ وہ مغفرت طلب کریں۔ وہ معافی مانگیں۔

= اُولٰٓئِکَ فُتِنُوا۔ اے وہی فتنہ دار۔ رشتہ داری رکھنے والے رشتہ دار۔ قریبی اسم

مصدر۔ رشتہ داری قرابت۔

= مَوْعِدَةً۔ اسم مصدر۔ وعدہ

= اِيَّاكَ۔ اسی کو۔ اسی سے۔ واحد مذکر غائب کی ضمیر منصوب منفصل۔ اس کا مرجح حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا باپ ہے

= مَبْرُوءًا۔ ماضی واحد مذکر غائب۔ وہ بیزار ہوا۔ اس نے بیزاری ظاہر کی۔ تَبَوُّؤُہ سے جس کے معنی بیزار ہونے کے ہیں۔ جیسے بَرَاءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ۔ (۱: ۹) اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے بیزاری کا اعلان ہے۔

= اَذَاكَ۔ نرم دل۔ بہت آہ کرنے والا۔ اَذَاكَ سے جس کے معنی آہیں بھرنے کے ہیں مبالغہ کا سیغ ہے۔ بَرُوْرَنَ فَقَالَ اَا يَكُوْنُ۔ جیسے مَا يَفْعُوْمُ۔

= حَيَلَمُ۔ بردبار۔ تحمل مزاج باوقار۔ حِلْمُہ کے معنی ہیں جوش غضب کے نفس اور طبیعت کو روکنا۔ صفت مشبہ کا صیغہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ میں سے ہے

۹: ۱۱۵ = مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِلَّ۔ اللہ کا دستور نہیں۔ اللہ کا طریقہ نہیں کہ وہ گمراہ کرے

= مَا يَتَّقُوْنَ۔ جن سے ان کو بچنا چاہئے۔ جن سے وہ بچیں۔ مَا مَوْصُوْلٌ ہے۔

۹: ۱۱۶ = تَابَ۔ تَابَ يَتُوْبُ۔ ماضی واحد مذکر غائب۔ اس نے توبہ کی

وہ پھر آیا۔ وہ گناہ سے باز آیا۔ وہ متوجہ ہوا۔ اس نے معاف کیا۔ یہاں (رحمت سے) متوجہ ہونے اور معاف کرنے کے معنی میں آیا ہے۔

یعنی اللہ نے رحمت سے توجہ فرمائی۔ اللہ نے معاف فرمادیا۔ تُوْبٌ اور تَوْبَةٌ سے۔

جب اس کا تعذیر الٰہی کے ساتھ ہوتا ہے تو اس کا مطلب اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ اور انابت کے

(بار بار الٰہی آنا) کے ہوتے ہیں۔ اور جب علیٰ کے ساتھ ہوتا ہے تو توبہ قبول کرنے کے معنی

میں آتا ہے۔ مثلاً قرآن میں آتا ہے۔ تَوْبُواْ اِلَى اللّٰهِ جَمِیْعًا۔ (۲۳: ۲۱) سب خدا کے آگے توبہ

کرو۔ اور فِتَابَ عَلَیْکُمْ وَعَقَابَکُمْ (۲: ۱۸۷) سو اس نے تمہارا قصور معاف کر دیا اور تمہاری حرکات

سے درگزر فرمایا۔

= تَابَ اللّٰهُ عَلَی النَّبِیِّ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو معاف کرنے سے مراد یہ ہے کہ جن لوگوں نے استغاثہ

رکھنے کے باوجود جنگ سے پیچھے رہ جانے کی اجازت مانگی تھی اور آپ نے ان کو اجازت دیدی تھی۔

اس لغزش کش کا آپ سے مواخذہ نہ کیا گیا جیسا کہ ۹: ۴۳ میں ارشاد ہوا ہے عَفَا اللّٰهُ عَنْکُمْ۔ لیکن

یہ فعل ترک افضل میں آتا ہے کہ افضل یہ تھا کہ خوب چھان بین کر کے صرف مستحق معذور لوگوں کو

پچھے رہ جانے کی اجازت دی جاتی ذکر یہ کوئی ایسا قصہ تھا جو قابل مواخذہ تھا (نیز ملاحظہ ہو ۹: ۷۲) بعض کے نزدیک بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس معافی میں جبرگما شامل کیا گیا ہے اور مقصود مہاجرین اور انصار کی شان کو ادا نہ کرنا تھا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے بنی کی شان کو بلند کرنے کے لئے خَاتِ وَلَدِ خُثَیْمَةَ وَلِلزُّوْلِ (۸: ۲۱) میں اپنا نام جبرگما شامل کر لیا ہے۔

== مَسَافَةُ الْفَرْسَةِ - مشکل گھڑی۔ تنگی کا وقت۔ غزوہ تبوک کی طرف اشارہ ہے جب کہ مسلمان سخت مشکلات میں گھرے ہوئے تھے۔ سخت گرمی کا موسم تھا۔ سفر طویل اور کمٹھن تھا۔ سوار یوں کی ازد و قلت تھی، راشن انتہائی طور پر قلیل اور پیٹنے کا پانی نہایت کمیاب تھا۔ مسلمان قلیل التعداد اور مقابلہ قیصر روم کے لشکر جبار سے تھا۔

== حَادَ - ماضی واحد مذکر غائب کَوْذُ مصدر (باب سَمِعَ) افعال مقاربہ میں سے ہے فعل مضارع پر داخل ہوتا ہے۔ اگر حَادَ بصورت اثبات مذکور ہو تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بعد کو آنے والا فعل واقع نہیں ہوا۔ قریب الوقوع کے ضرور تھا جیسے کہ آیت ہذا میں ہے حَادَ يَزِيْزُ لَيْمُ تَلْكُ ذَرِيَّتِيْ مِنْهُمْ۔ ان میں سے ایک گروہ کے دل کجی کے قریب پہنچ گئے تھے لیکن ابھی کج نہیں ہوئے تھے اور اگر بصورت نفی مذکور ہو تو معلوم ہوتا ہے کہ بعد میں آنے والا فعل واقع ہو گیا لیکن عدم وقوع کے قریب تھا۔ جیسے مَذَّ يَجْزُوْهُمَا وَ مَا كَادُوْا يَفْعَلُوْنَ (۲۱: ۷۱) انہوں نے اس (گمانے) کو ذبح کر دیا لیکن ذبح ذکر کرنے کی حد تک پہنچ گئے تھے۔

== يَزِيْزُ - مضارع واحد مذکر غائب ذَرِيَّتُ سے (باب ضرب) پھرنے لگے تھے۔ پھر جانے کے قریب ہو گئے تھے۔ حَادَ يَزِيْزُ کجی کی طرف مائل ہو چلے تھے۔ مِنْ بَعْدِ مَا كَادَ يَزِيْزُ لَيْمُ قُلُوْبِيْ مَزِيْزِيْ مِنْهُمْ۔ حالت یہاں تک پہنچ چکی تھی کہ ان میں سے ایک گروہ کے دل کجی کے قریب پہنچ چکے تھے اگرچہ فی الواقع ابھی کج نہیں ہوئے تھے۔

== ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ - لَعْنَةُ تَابَ اللہ علی النبی..... کے بعد اس کھوار سے مراد تاکید ہے یہ بھی ہو سکتا ہے کہ عَلَیْهِمْ میں ضمیر ہند جمع مذکر غائب ذَرِيَّتِ کی طرف راجع ہو۔ اس صورت میں ترجمہ یہ ہوگا۔ پھر اس نے ان لوگوں پر رحم کے ساتھ توبہ کی جن کے دل کج ہو چلے تھے (مگر انہوں نے اس کجی کا اتباع نہ کیا بلکہ نبی ہی کا ساتھ دیا)

== بِهِنْدِ میں ضمیر جمع مذکر غائب ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ کے مطابق یا تو النبی و المهاجرین و الانصاء کی طرف راجع ہے یا ذَرِيَّتِ کے لئے ہے

== دَوْدُوْا - مہربان۔ شفقت کرنے والا۔ رَأْفَةٌ سے فَعُوْلُ کے وزن پر صفت مشبہہ کا صیغہ

۹: ۱۱۸ = وَعَلَى الثَّلَاثَةِ كَا عَطْفِ الثَّانِيِ بِرَبِّهِ اِى وَتَابَ عَلَى الثَّلَاثَةِ اور اس نے ان تینوں کو بھی معاف کر دیا۔ ان تینوں پر بھی نظر رحمت فرمادی۔

= اَلَّذِيْنَ خَلَقُوْا جن کا فیصلہ ملوئی کر دیا گیا تھا۔ یعنی کعب بن مالکؓ، ہلال بن امیہؓ، مرارة بن الزبجؓ = بِمَا رَجَعْتَ میں ما مصدر یہ ہے وَصَافَتْ عَلِيْمُ الْاَرْضِ بِمَا رَجَعَتْ۔ باوجود فراخ ہونے کے ان پر زمین تنگ ہو گئی۔

= صَافَتْ۔ چینی سے ماضی کا صیغہ واحد مؤنث غائب۔ وہ تنگ ہو گئی
= رَجَعْتَ۔ رَجَعْتُ سے (باب کرم) ماضی کا صیغہ واحد مؤنث غائب۔ وہ کشادہ ہوئی۔ وہ فراخ ہوئی۔

= مَلَجًا اسم ظرف مکان۔ پناہ کی جگہ لَجًا مصدر۔ پناہ پکڑنا۔ (باب فتح۔ سَمِعَ) مَلَجًا بھی مصدر ہے۔

= ثُمَّ تَابَ عَلَیْهِمْ لِیَسْتَوْبُوا پھر اللہ تعالیٰ ان پر مہربان ہوا۔ اور رحمت سے توبہ کی تاک وہ بھی توبہ کریں۔ اور اللہ کی طرف رجوع کریں۔

= اَلتَّوَّابُ۔ بار بار توبہ قبول کرنے والا۔ اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ میں سے ہے۔
اور اگر یہ بندہ کی صفت ہو تو معنی ہوں گے کثرت سے توبہ کرنے والا۔ یعنی وہ شخص جو کہ یکے بعد دیگرے گناہ چھوڑتے چھوڑتے بالکل گناہوں کو ترک کر دے۔

۱۲۰: ۲۹ = مَا كَانَ لِاَهْلِ الْمَدِيْنَةِ دِیَا هُنَّ تھادرسات نہیں تھا۔ مناسب د تھا اہل مدینہ کے لئے۔

= اَنْ يَنْتَحِلُوْا عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ کہ اللہ کے رسول کو چھوڑ کر پیچھے چھڑے رہتے۔
= لَا يَرْغَبُوْا مضارع متغی جمع مذکر غائب (باب سمع) عزیز نہ سمجھیں۔ رَغِبَ فِیْہِ۔ چاہنا۔ خواہش کرنا۔ محبت کرنا۔ دلچسپی لینا۔ رَغِبَ عَنْ۔ منہ پھیر لینا۔ چھوڑنا۔ اعراض کرنا۔ رد گردانی کرنا۔ رَغِبَ بِہِ عَنْ عَزِيْزٍ کسی کو کسی پر فضیلت دینا۔ برتری دینا۔

لَا يَرْغَبُوْا بِاَلْفَصِيْمِ عَنْ نَفْسِہِ وہ اپنی جانوں کو اس کی جان پر فضیلت و برتری نہ دیں۔ اپنی جانوں کو اس کی جان سے عزیز نہ سمجھیں۔ نَفْسِہِ میں ضمیر واحد مذکر غائب کا مرجع رسول اللہ ہے = ذٰلِکَ۔ بمعنی یہ اس لئے۔

= ظَمًا پیاس۔ تشنگی۔ یہ ظَمًا کا مصدر ہے جس کے معنی پیاس لگنے کے
یہ۔ ظَمَانٌ بروزن فَعْلَان صیغہ صفت ہے۔ پیاسا۔ تشنہ۔

== نَصَبٌ - تھکان - مشقت - کوفت - تکلیف -
 == مَخْصَصَةٌ - بھوک خَصَصَهُ الْجُوعُ - بھوک کا کسی کو دینے پیٹ والا کر دینا - خَبِصَ
 خالی پیٹ والا -

== لَا يَكْثُرُونَ - مضارع منفی جمع مذکر غائب وَطَأَ مصدر (باب سَمِعَ) نہیں پامال کریں گے
 نہیں چلیں گے -

== مَوْطِئًا - اسم ظرف (باب سَمِعَ) پاؤں رکھنے کی جگہ - وَطَأَهُ مَوْطِئًا مَوْطِئًا پاؤں کی
 جگہ - وَطِئَ يَطِئُ (باب سَمِعَ) روندنا -

== يَغِيظُ الْكَفَّارَ - جو کفار کے غیظ و غضب کا باعث بنے -

== لَا يَسْتَأْذِنُونَ - مضارع منفی جمع مذکر غائب - يَسْتَأْذِنُ سے - وہ نہیں پائیں گے - وہ نہیں
 پاتے ہیں - وہ نہیں حاصل کرتے - وہ نہیں کامیاب ہوتے - لَا يَسْتَأْذِنُونَ مِنْ عَذَابِ رَبِّكَ
 وہ دشمن سے کوئی چیز حاصل نہیں کرتے (از قسم قتل - قیدی - مال غنیمت وغیرہ -

== ذُِلِّكَ بِأَنَّهُمْ - عمل صَالِحٌ - اللہ کی راہ میں جو پیاس - تکلیف - بھوک وہ
 اٹھاتے ہیں اور ہر قدم جو وہ اٹھاتے ہیں جو کفار کو ناگوار کندہ تا ہے اور ان کے غیظ و غضب کو بھڑکا
 ہے اور ہر وہ فائدہ جو وہ دشمن پر حاصل کرتے ہیں یا اللہ کی راہ میں وہ دشمن سے جو نقصان اٹھاتے
 ہیں اس ہر فعل کے بدلہ میں ان کے حساب میں نیک عمل لکھا جاتا ہے -

۱۲۱: ۹ == وَلَا يَقْطَعُونَ وَادِيًا - نہیں طے کرتے وہ کسی وادی کو -

== كُتِبَ لَهُمْ - ان کے لئے لکھ لیا جاتا ہے - ان کے حساب میں لکھ لیا جاتا ہے -

== أَحْسَنَ - افعل التفضیل کا صیغہ - بہت اچھا - بہترین -

۱۲۲: ۹ == لِيَنْفِرُوا - کہ نکل جائیں - نکل کھڑے ہوں - (جہاد کے لئے) یا علم دین کے حصول

کے لئے - یا تبلیغ کے لئے -

== حَافَّةً - اسم فاعل - مفرد - مؤنث - منصوب - اس صورت میں تار مبالغہ کے لئے ہوگی -

استعمال میں حَافَّةً - ہمیشہ مال منصوب اور نکرہ ہوتا ہے - جس کے معنی ہیں سب کے سب -

پورے کے پورے -

== نَوَلًا - کیوں نہ - تفعیل کے لئے ۴۲: ۶ ملاحظہ ہو -

== نَفَرًا - ماضی واحد مذکر غائب نَفَرًا نَفَرًا - نَفَرًا مصدر (باب سَمِعَ وَصَوَّبَ) کیوں

نکلے - کیوں نہ نکل کر جاتے -

== لِيَتَّخِذَهُمْ مَوَاطِنَ - مضارع منصوب۔ جمع مذكر غائب۔ لَتَفْقَهُ مصدر۔ تاکہ سمجھ حاصل کرتے رہیں
دین کے مسائل سیکھتے رہیں۔

== لَتَعْلَمُنَّ يَتَّخِذُونَ زُنُودًا - تاکہ وہ (نافرمانیوں سے بچیں)۔ ڈریں۔

الْحَدِّدُ - (سبیح) خوف زدہ کرنے والی چیز سے دور رہنا۔ بچنا۔ محتاط رہنا۔ يَتَّخِذُوا الزُّنُودَ
(۹:۳۹) آخرت سے ڈرتاہے۔

۱۲۳:۹ == يَلْزَمُكُمْ - مضارع جمع مذكر حاضر كُنتُمْ۔ ضمیر مفعول جمع مذكر حاضر۔ وَتِلْكَ اَمْثَلُ مَصْدَرُ باب
فَصْر جو قوم تمہارے نزدیک بستی ہے۔ جو تمہارے نزدیک ہیں۔ الْوَلَدُ وَالْثَوَالِي کے اصل
معنی دو یا دو سے زیادہ چیزوں کا اس طرح کے بعد دیگرے آنا کہ ان کے درمیان کوئی ایسی چیز نہ آئے
جو ان میں سے نہ ہو۔ پھر استعارہ کے طور پر قرب کے معنی میں استعمال ہونے لگا۔ خواہ وہ قرب
بمحاط مکان ہو یا نسب یا بلحاظ دین و اعتقاد یا بلحاظ دوستی و نصرت ہو۔

== وَلْيَجِدُوا - اور وہ پائیں۔ ان کو پانا چاہئے۔ امر کا صیغہ جمع مذكر غائب۔

== غِلْظَةً - اسم مصدر۔ سختی۔ دل کی سختی۔ قوت۔ سخت مزاجی۔ الْغِلْظَةُ - کے معنی موٹاپا
یا گڑھا پن کے ہیں۔ وَلْيَجِدُوا فِيكُمْ غِلْظَةً - چاہئے کہ وہ تم میں سختی محسوس کریں۔

قرآن میں ہے فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوَىٰ عَلَىٰ سُوقِهِ (۲۹:۴۸) پھر موٹی ہوئی اور پھر اپنی نال
پر کھڑی ہو گئی۔ اور سخت و شدید کے معنی میں بھی آیا ہے

== ثُمَّ نَضْطَرُّهُمْ إِلَىٰ عَذَابٍ غَلِيظٍ (۲۴:۲۱) پھر ہم عذاب شدید کی طرف مجبور کر کے
انہیں لیجائیں گے۔

یہاں مطلب یہ ہے کہ جب کفار کے مقابلہ میں نکلو تو اپنی قوت و سطوت کا بھرپور مظاہرہ
کرو اور اس شد و مد سے حملہ کرو کہ دشمن کو دوبارہ اٹھنے کی ہمت نہ پڑے۔

۱۲۴:۹ == اِذَا مَا - جب کبھی۔

== فَيَنْهَمُ - میں ضمیر ہم جمع مذكر غائب۔ منافقین کی طرف راجع ہے جن میں سے بعض جب کبھی
کوئی سورت نزل ہوتی تو مذاق کے طور پر مسلمانوں سے پوچھتے ”کہہ دو تم میں سے کس کے ایمان
میں اس سے اضافہ ہوا ہے“

== زَادَتْهُ - میں ضمیر واحد مذكر غائب اَيْكُمْ کی طرف راجع ہے۔ یعنی تم میں سے کون ہے
جس کا اس سورۃ نے ایمان زیادہ کر دیا ہے۔ زَادَتْ كَا فاعِلٌ هِيَ جس کا اشارہ سورۃ
کی طرف ہے۔

== يَكْتَسِبُونَ مَضَاعَ جَمْعِ مَذْكُرِ غَائِبٍ (اِسْتِفْعَالٌ) مصدر۔ وہ خوش ہوتے ہیں وہ خوشیاں مناتے ہیں (سورۃ کے نزول پر)

۱۲۵: ۹ == قَدْ اَذْهَبَ رَجْسًا اِلٰی رَجْسِهِ۔ یہ سورۃ ان کی نجاست میں مزید نجاست کا اضافہ کرتی ہے۔ شاعر کا یہ شعر کتنا مناسب حال ہے۔

باراں کہ در لطافتِ طبعش خلاف نیست

درباغِ لالہ روید و در شورِ یومِ خس

۱۲۶: ۹ == يُقْتَضُونَ مَضَاعَ مَجْمُولِ جَمْعِ مَذْكُرِ غَائِبٍ۔ قَاتِلٌ سے۔ وہ مصیبت میں مبتلا کئے جاتے ہیں۔ آزمائش میں ڈالے جاتے ہیں۔

صاحبِ ضیاء القرآن اس آیت کی تفسیر میں کہتے ہیں:-

منافقین جو غفلت اور عناد کا شکار تھے۔ ان کو راہِ ہدایت پر لانے کے لئے سال میں متعدد بار

ایسے حالات سے دوچار کر دیا جاتا جو ان کو خوابِ غفلت سے دوچار کر دیتے۔ اسلام کے خلاف ان کی

سادشیں ناکام ہوتیں۔ بے پروا سامانی کے باوجود مسلمان ہر میدان میں اپنے سے طاقتور دشمنوں کو

شکست پر شکست دیتے چلے جاتے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذاتِ پاک سے ایسے معجزات رونما ہو

جن کے دیکھنے کے بعد حضور کی صداقت کا یقین ہو جاتا۔

اس کے علاوہ انہیں طرح طرح کی تکالیف اور مالی خساروں میں مبتلا کیا جاتا تاکہ یہ خوابِ غفلت

بیدار ہوں۔ لیکن انہیں تو بہرِ ک توفیق نہ ہوتی اور نہ نصیحت قبول کرنے کی توفیق نصیب ہوتی۔

۱۲۷: ۹ == اِنصَرَفُوا۔ ماضی جمع مَذْكُرِ غَائِبٍ۔ وہ چل ڈیتے۔ وہ پلٹ جاتے (حضور کی مجلس سے)

اِنصَرَفُوا (الفعل) سے صرف مآذہ۔

اِنصَرَفَ کے معنی ہیں کسی چیز کو ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف پھیر دینا یا کسی اور چیز سے

بدل دینا۔ محاورہ ہے کہ صَوَفَتْهُ فَانصَرَفَ میں نے لے پھیر دیا وہ پھر گیا۔

== صَرَفَ اللّٰهُ كُلَّوْہُمْ۔ اللہ نے ان کے دل پھیر دیئے (ایمان سے یا فہم قرآن سے) یہ جملہ منافقین

کے لئے بددعا تھی ہو سکتا ہے۔ خدا ان کے دلوں کو پھیر دے۔

== يَا اَنۡتُمْ۔ میں باءِ سببیہ ہے۔ بدیں وجہ۔ اس سبب سے کہ اَنۡتُمْ قَوْمٌ لَا يَعْقِلُوۡنَ۔ یہ لوگ

سوہ فہم اور عدم تدبر کا شکار ہیں۔ سوچ بوجھ نہیں رکھتے۔ کچھ سمجھتے ہی نہیں۔

۱۲۸: ۹ == عَزَّیۡزٌ سَلَبَہٗ۔ شاق گذرتی ہے اس پر۔ گراں گذرتی ہے اس پر۔ بروزنِ قَبِیْلِہٗ مَبَاہِہٗ

کا صنف ہے جب اس کا صلہ علی ہو تو شاق اور دشوار کے معنی دیتا ہے۔ اور جب اللہ تعالیٰ کی صفت

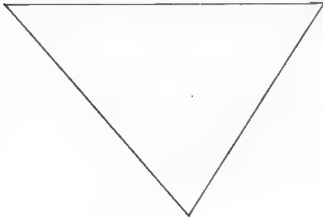
ہو تو جو ہمیشہ غالب ہے کامیابی دیتا ہے اس کا باب نصر ہے۔ اور حبیب ضرب ہو تو اس کا معنی گراں ہونے کا ہوتا ہے۔

== مَا عَنِتُّمْ - میں مَما موصول ہے عَنِتُّمْ۔ ماضی جمع مذکر حاضر عَنِتُّ سے۔ عَنِتَّ يَعْنَتُ - (سبع) دشواری میں پڑنا۔ مصیبت میں ہلاک ہونا۔ یعنی تمہارا دشواری میں پڑنا یا کسی مشقت یا تکلیف میں مبتلا ہونا اس پر شاق گذرتا ہے۔

== حَرِّ لَيْسَ عَلَيْكُمْ - ای حریص علی ایسا نکم و ایصال الخیر الیکم۔ یعنی تمہارے لئے ایمان۔ محبائی اور ہدایت کا نہایت ہی خواہشمند ہے۔

حَرِّ لَيْسَ بِرُوزْنٍ فَعِيلٌ - حرص کرنے والا۔ تلاش رکھنے والا۔ شدت سے خواہش رکھنے والا۔ اس آیت میں خطاب نہ صرف اہل عرب ہے بلکہ ساری دنیا کے عوام الناس سے ہے
۱۲۹:۹ == تَوَكَّلُوا - انہوں نے نہ مڑا۔ انہوں نے پشت پھیری - تَوَكَّلَ سے۔ ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب

== حَسْبِيَ - حَسْبٌ - مضاف۔ یٰ ضَمِيرٌ وَاحِدٌ مُتَكَلِّمٌ - مضاف الیہ حَسْبٌ اسم فعل بمعنی کافی۔ مجھ کو کافی ہے۔ مجھ کو بس ہے۔ حَسْبٌ يَخُصُّبُ کا مصدر بھی ہے۔



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

(۱۰) سُورَةُ يُوسُفَ (۵۱)

۱۰:۱ = الْكَرَا - الْفَت - لَام - ۱۰ - حروف مقطعات ہیں۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو

(۱۰۲)

== تِلْكَ آيَاتُ الْكِتَابِ الْحَكِيمِ - تِلْكَ - اسم اشارہ بعید۔ مفرد۔ مونث۔ آيَاتِ مضاف الیکتبِ الْحَكِيمِ۔ موصوف و صفت کل کر مضاف الیہ۔ مضاف مضاف الیہ کل کر متاثر الیہ۔

یہ پُر از حکمت کتاب کی آیاتیں ہیں۔ آیات سے مراد وہ آیات بھی ہو سکتی ہیں جو اس سورۃ میں ہیں اس سورۃ میں الکتاب سے مراد السورۃ یعنی سورۃ ہذا ہے۔ یا آیات سے مراد آیات قرآنی ہیں اور الکتاب سے مراد القرآن ہے۔ یعنی یہ آیات قرآن کی آیات ہیں جو حکمت سے پُر ہیں۔

اسم اشارہ بعید آیات کی عظمت شان کے لئے استعمال کیا گیا ہے۔

== اَخَذَ لَنَا مِنْ عَجَبٍ - میں آ استقام انکاری کے لئے ہے۔ کیا لوگوں کو یہ بات بہت ہی عجیب نظر آتی ہے (مالا کہ اس میں تعجب کی کوئی بات نہیں ہے) الناس سے مراد کفار عرب ہیں

== رَجُلٍ - سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اِلَى رَجُلٍ مِّنْهُمْ اِی الٰی بَشَرٍ مِّنْ جَنَسِهِمْ - انہیں کی جنس سے ایک فرد۔

== اَتَذْكُرَ - اِنْدَ اَرْک سے مرواوند مذکر ماضی۔ تو ڈرا۔

== اَتَذْكُرُ النَّاسَ - النَّاس سے مراد جمیع الناس ہیں

== قَدْ اَمَّ صِدْقٍ - مضاف مضاف الیہ اَنَّ کا اسم ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔ قَدْ اَمَّ بمعنی

پاؤں اور صِدْقٍ کے معنی میں سچائی۔ قوت۔ خیر۔ خلوص۔ شرف۔ فضیلت

قَدْ اَمَّ صِدْقٍ کے مختلف معانی کئے گئے ہیں۔

۱۔ الْقَدَم - السابقة - والمعنی انهم قد سبق لهم عند الله خَيْرٌ (رازی) یعنی القدم کے معنی

السابقة ہیں اور آیت کے معنی ہیں ان کے لئے اللہ کے حضور ایسی خیر مقدار ہے جس میں انہیں ترجیح دی جائیگی۔

۲ = اِنَّ لَهُمْ اَجْرًا حَسَنًا۔ ان کے لئے نیک اجر ہے (مجمع البیان - مظہری)

۳ = اِنَّ لَهُمْ مِّنْزِلَةً رَّفِيعَةً۔ ان کے لئے بلند مرتبہ ہے (کشاف، بیضاوی، زباج، روح المعانی)

۴ = اِنَّ لَهُمْ مَّقَامَ صِدْقٍ۔ ان کے لئے فضیلت کا مقام ہے۔ (کشاف)

۵ = قَدَامَ صِدْقٍ۔ سے مراد اعمال صالحہ ہیں۔ اور قدم سے کنایہ مراد عمل ہے جو اقدام کے نتیجہ میں پیدا ہوتا ہے جس طرح کنایہ نعمت کو یز (ہاتھ) کے لفظ سے بیان کر دیتے ہیں اس صورت میں اس کے معنی ہوں گے: ان کے لئے اللہ کے حضور وہ اعمال صالحہ ہوں گے۔ جو انہوں نے کئے (مدارک)

۶ = قَدَامَ صِدْقٍ سے مراد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات اقدس ہے (ضیاء القرآن بجوال مظہری و قرطبی) لیکن آیت کے سیاق و سباق سے مناسبت نہیں رکھتا۔

۱۰: ۳ = اِسْتَوٰی عَلٰی۔ اس نے قرار پکڑا۔ وہ قائم ہوا۔ وہ ممکن ہوا۔ نیز ملاحظہ ہو ۲: ۲۹ اور ۴: ۵۴ = اَلْعَرْشِ۔ عرش اصل میں چھت والی چیز کو کہتے ہیں۔ اس کی جمع مَعْرَشٌ ہے قرآن میں ہے وَمَحِیْ خَادِمَةً عَلٰی مَعْرَشِهَا (۲: ۲۵۹) اور اس مکانات اپنی چھتوں پر گرے پڑے تھے اسی سے مَعْرَشَتْ اَلْکُؤْمِ وَ مَعْرَشَتْکَ (باب نصر) کا محاورہ ہے۔ جس کے معنی انگوڑی بیلوں کے لئے بانس وغیرہ کی ٹیٹیاں بنانا ہے اور ٹیٹوں پر چڑھائی ہوئی بیل کو مَعْرَشٌ بھی کہا جاتا ہے۔ قرآن میں آیا ہے مَعْرُوشَتٌ وَ عِیْرٌ مَعْرُوشَتٌ (۶: ۱۴۱) ٹیٹوں پر چڑھائے ہوئے اور ٹیٹوں پر نہ چڑھائے ہوئے اور وَمَا كَانُوا یَعْبُدُوْنَ (۴: ۱۳۴) اور جو وہ ٹیٹوں پر چڑھاتے تھے۔

یا بقول حضرت ابن عباس و مجاہد مَا كَانُوا یَعْبُدُوْنَ مِنَ الْقُصُورِ وَ عِیْرَ صَا۔ محل وغیرہ جو وہ تعمیر کرتے تھے۔

اس بلندی کو ملحوظ رکھتے ہوئے بادشاہ کے تخت کو بھی عرش کہا جاتا ہے۔ جیسے وَ دَفَعَ اَبُوْیْدُ عَلٰی الْعَرْشِ (۱۲: ۱۰۰) اور اپنے والدین کو تخت پر بٹھایا۔ اور بطور کنایہ عرش کا لفظ عزت۔ غلبہ۔ سلطنت کے معنوں میں بھی استعمال ہوتا ہے چنانچہ محاورہ ہے فَلَا تَنْتَلِ عَرْشَهُ (یعنی فلاں کی عزت جاتی رہی۔)

عرش الہی سے ہم صرف نام کی حد تک واقف ہیں اور اس کی حقیقت ہمارے فہم سے بالاتر ہے وہ عام بادشاہ کے تخت کی مانند نہیں کیونکہ ذات الہی اس سے بالاتر ہے کہ کوئی چیز اسے اٹھائے

بعض کے نزدیک عرش سے مراد فلک الاعلیٰ (فلک الافلاک) ہے، واللہ اعلم بالصواب،
 = یُنَادِیْ۔ مضارع واحد مذکر غائب (تفعیل) وہ انتظام کرتا ہے۔ تدبیر کرتا
 ہے۔ اَلَا مُتَو۔ ہر کام کی۔

= شَفِیع۔ شفاعت کرنے والا۔ سفارش کرنے والا۔ پروزن فعل بمعنی فاعل ہے۔

= مَنَّا کُرُوت۔ ای تفکوت۔ تم کیوں نہیں غور و فکر کرتے۔ تم کیوں نہیں سوچتے۔

۱۰، ۴ = دَعَا اللّٰہَ۔ دَعَا۔ اسم و مصدر منصوب۔ مضاف اللہ مضاف الیہ ایم اللہ کا وعدہ
 (ہے) یہاں وعدہ سے مراد اِلَیْہِ مَزِجْکُمْ حَبِیْبًا ہے۔ حَقًّا اسم و مصدر۔ وعدہ کی تاکید ہے
 دَعَا اللّٰہَ حَقًّا۔ ای وعدہ کہ اللہ ذلک وعدًا حَقًّا یہ ایک سچا وعدہ ہے جو اللہ نے تم سے کیا ہے
 = اِنَّہٗ یَبْدُؤُ الْخَلْقَ۔ مضارع واحد مذکر غائب بَدَءُ۔ مصدر (باب فتح) یہ جملہ متانفہ
 رینا ہے۔ وہ ابتدائی تخلیق کرتا ہے یہاں مضارع بمعنی ماضی ہے۔ یعنی تخلیق اول اسی نے کی

= یُعِیْدُ۔ اس کو دہراتا ہے۔ اس کا اعادہ کرتا ہے۔ یعنی دوبارہ پیدا کرے گا۔ لوٹائے گا۔

= بِالْقِسْطِ۔ ای بالعدل۔ عدل و انصاف کے ساتھ۔

= حَنِیْم۔ نہایت گرم پانی۔ گہرے دوست کو بھی جیم کہتے ہیں۔ کہ اپنے دوست کی حمایت میں
 گرم ہو جاتا ہے۔

۱۰- ۵ = ضِیَاءٌ۔ چمک روشنی۔ چمکنا۔ روشن ہونا۔ اجوف داوی ہے۔ اور مہموز اللام۔
 اصل میں ضَوَاءٌ تھا چونکہ واؤ کا ماقبل مکسور ہے اس لئے اس کو یاء سے بدل دیا۔ ضِیَاءٌ یا تو
 مصدر ہے۔ جیسے قائم سے قِیَامٌ اور صائم سے صِیَامٌ۔ یا ضَوْءٌ کی جمع ہے جیسے سَوَاطِیءٌ سے سِیَاطٌ اور
 حَوْضٌ سے حِیَاضٌ لیکن نُورٌ (جو چاند کی صفت میں آیا ہے) سے اس کا وعدہ ربوبی زیادہ مناسب
 مصدر کی صورت میں بمعنی اسم فاعل بھی ہو سکتا ہے روشن کنہ۔ جَعَلَ الشَّمْسُ ضِیَاءً۔ ای ذات
 ضِیَاءٌ۔ روشنی والا۔ روشن۔ درخشاں۔ مینار اس روشنی کو کہتے ہیں جو بالذات ہو (السان)

= نُورًا۔ ای ذَالنُّورِ (نور والا) مُنِیرًا۔ چمکدار۔ نور اس روشنی کو کہتے ہیں جو بالواسطہ ہو۔ (السان العرب)
 = قَدَرٌ۔ قَدَرٌ یَقْدِرُ تَقْدِیرٌ (تفعیل) ماضی واحد مذکر غائب۔ قَدَرَ اللّٰہُ عَلَیْہِ الْاَمْرَ۔ و
 قَدَرَ اللّٰہُ لَہُ الْاَمْرَ۔ اللہ تعالیٰ کا کسی چیز کا فیصلہ کرنا۔ یا اس کا حکم عائد کرنا۔ قَدَرَ الشَّیْءُ بِالْشَّیْءِ کسی
 چیز کو کسی دوسری چیز پر قیاس کرنا۔ مقرر کرنا۔ تقدیر میں لکھ دینا۔ مقرر کر دینا۔

آیتِ ہدایں۔ منزلیں مقرر کرنا۔ جیسا کہ قرآن میں اور جگہ آیا ہے وَقَدَرْنَا لَہُمَا السَّيْرَ (۱۸: ۳۳) اور ان
 میں سفر کی منزلیں ایک انداز سے پر مقرر کر دیں۔ اور وَالْقَمَرَ قَدَرْنَاهُ مَنَازِلَ (۳۶: ۳۹) اور ہم

حسابے چاند کی منزلیں مقرر کر دیں۔

قَدْ رَءَاهُ فِي مَنِيرِهِ كَامِرَجِ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ دُونِ هِيَ اِيك كَاذِرْ كِرْ كَرَك دُونِ مَرَاد لِيَا قَرَّانِ
میں اور جگہ بھی آیا ہے مَثَلًا وَاللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ اَحَقُّ اَنْ يُّرْضَوْهُ (۶۲:۹) حالانکہ اللہ اور اللہ کا رسول
زیادہ مستحق ہیں کہ ان کو راضی کریں۔ اس صورت میں ترجمہ آیت ہذا کا یہ ہو گا۔ اور ان دونوں کی
حساب سے منزلیں مقرر کر دیں۔

بعض کے نزدیک یہ منیر واحد مذکر غائب الْقَمَر کے لئے ہے اور منازل سے مراد یہاں
چاند کی مختلف منزلیں ہیں جو ایک ماہ میں طے کرتا ہے۔ چاند کو اس لئے محقق کیا گیا ہے کہ نسبت
سودج کے اس کی گردش عام فہم ہے اور اسی پر مبنیہ اور سال مرتب کئے جاتے ہیں اور یہی حساب
شرع میں رائج ہے۔

== الْحَسَابِ - حساب الاوقات - ساعات - ایام - شہور - وغیرہ کا حساب۔

۱۰: ۷ - لَا يَزُجُّوْنَ - مضارع منفی جمع مذکر غائب رَجَاءٌ - مصدر - وہ امید نہیں رکھتے۔
یقین نہیں رکھتے۔ رَجَاءٌ ایسے ظن کو کہتے ہیں جس میں مسرت حاصل ہونے کا امکان ہو۔

بعض مفسرین نے اس کا معنی لَا يَخَافُوْنَ وہ نہیں ڈرتے۔ کیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ خوف
اور رہا۔ باہم لازم ملزوم ہیں۔ جب کسی محبوب چیز کے ملنے کی توقع ہو تو ساتھ ہی اس کے ضائع
ہونے کا اندیشہ بھی دامن گیر رہتا ہے اور ایسے ہی اس کے برعکس صورت میں اندیشہ کے ساتھ
امید پائی جاتی ہے۔

== لِقَاءَنَا - مضاف مضاف الیہ - ہماری ملاقات - ہمارے سامنے (ان کی) پیشی - ہم سے (ان
کی) ملاقات - ہمارا دیدار - لَقِيَ يَلْقَى (رَسَمَ) لِقَاءٌ - ملنا - دیکھنا - ملاقات کرنا۔ لَا يَلْقَاكَ
مُلاَقَاةً (باب مفاعل) آٹنے سامنے آنا ملاقات کرنا۔

== اٰیٰتِنَا - ہماری آیات - ہماری نشانیاں - مراد دلائل توحید - یا بقول حضرت ابن عباسؓ کے رسول
کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن۔

== غَفْلُوْنَ - غفلت برتنے والے - دھیان نہ دینے والے۔ روگردانی کرنے والے۔ اعراض کرنے والے
۱۰: ۸ - اُولٰٓئِكَ - اسم اشارہ بعید - جمع مذکر۔ وہ لوگ - یہاں مشاء الیہ دو ٹولے مذکور ہوتے ہیں۔
رَاۤیَ الَّذِیْنَ لَا یُزُجُّوْنَ لِقَاءَنَا - اور الَّذِیْنَ هُمْ عَنِ اٰیٰتِنَا غَفْلُوْنَ۔

== مَاۤ اُولٰٓئِهِمْ - مضاف مضاف الیہ - ان کا ٹھکانا۔

۱۰: ۹ - بَحْثِ النَّعِیْمِ - موموں و مصنف - نعمت و راحت - عیش و آرام کے باغات۔

۱۰:۱۰ = دَعَوٰهُنَّ۔ مضاف مضاف الیہ۔ ان کی دعاؤں کی پکار۔ ان کی صدا۔ ان کا نعرہ
 = تَجِدْتَهُنَّ۔ ان کی دعائے ملاقات۔ ان کی دعائے خیر۔ تَحِيَّةٌ کے معنی کسی کو حَيَاتُ اللہ (نہا
 تمہیں زندہ رکھے) کہنے کے ہیں۔ اصل میں یہ جملہ خبریہ ہے لیکن دعا کے طور پر استعمال ہوتا ہے اصل میں
 تجید حیات سے مشتق ہے پھر دعائے حیات کے معنی میں استعمال ہونے لگا۔
 تَجِدْتَهُنَّ۔ ان کا ایک دوسرے کو دعا، حیات دینا بھی ہو سکتا ہے اور ملائکہ کی طرف سے بھی ان
 کے لئے دعا، حیات ہو سکتا ہے۔

پہلی صورت میں اس کا معنی ہو گا کہ وہ ایک دوسرے کو سلامتی کی دعا دیں گے۔ اور دوسری صورت
 میں (ملائکہ کی طرف سے) ان کو دعا، حیات اور سلامتی کی دعا ہوگی۔
 = وَ اٰخِرُ دَعْوَاهُمْ اور آخر میں وہ سب پکار اٹھیں گے۔

اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

۱۰:۱۱ = یُعْجِلُ۔ مضارع واحد مذکر غائب (تفعیل) مصدر۔ وہ جلدی کر دیتا۔
 تعجیل کسی چیز کو اس کے وقت سے پہلے حاصل کرنے کی کوشش کرنا۔ عجلت سے جلدی کرنا۔ جیسے
 قرآن میں ہے وَلَا تَعْجَلْ بِالْقُرْآنِ (۱۱۴:۲۰) قرآن کی تلاوت میں جلدی مت کر۔ تعجیل بھی
 بمعنی جلدی کرنا ہے مثلاً مَنْ كَانَ يُرِیدُ الْعَاجِلَةَ عَجَلْنَا لَهُ فِیْهَا مَا نَشَآءُ لِمَنْ نُرِیدُ
 (۱۸: ۱۷) جو دنیا کی آسودگی کے خواہشمند ہیں ہم ان میں سے جسے چاہیں اور بتنا پاہیں جلدی سے
 دیتے ہیں (العاجلہ بمعنی دنیاوی ساز و سامان) یَا عِجْلُ لَنَاقِطْنَا قَبْلَ یَوْمِ الْحِسَابِ (۱۶: ۳۸)
 ہم کو ہمارا حصہ حساب کے دن سے پہلے ہی دیدے۔

= اِسْتَعْجَلُوْهُمُ استعجال (استفعال) مصدر۔ مضاف۔ هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ
 کسی کام میں جلدی کی طلب کرنا۔ عجلت چاہنا۔ مثلاً یَسْتَعْجِلُوْکَ بِالْعَذَابِ (۴:۲۲) وہ لوگ
 تم سے جلدی عذاب لانے کے لئے کہہ رہے ہیں۔ اِسْتَعْجَلُوْهُمُ ان کا جلدی کے لئے طلبگار ہونا
 وَ کَذٰلَکَ یُعْجِلُ اللّٰهُ لِنَاسٍ الشَّرَّ اَسْتَعْجَلُوْهُمُ بِالْخِیَرِ۔ انسان جس طرح فائدہ کے لئے
 جلد باز ہوتا ہے اگر اسی طرح اللہ تعالیٰ اسے نقصان پہنچانے میں جلد باز ہوتا (یعنی اگر اس کا قانون جزا
 ایسا ہوتا کہ ہر بد عمل کا برا نتیجہ فوراً کام کر جائے، تو اس کا وقت کب کا پورا ہو چکا ہوتا (لیکن قانون جزا
 نے یہاں ڈھیل دے رکھی ہے) ابوالکلام آزاد

= لَقَضٰیۤ اِنَّہُمْ اٰجَلُہُمْ۔ ان کا وقت ختم ہو گیا ہوتا۔ اور وہ کب کے ہلاک ہو گئے ہوتے۔

== فَتَدَّرُ۔ مضارع جمع متکلم وَدَّرَ يَدَّرُ (باب سَمِعَ) وَدَّرَ مصدر ہم ناقابل پردہ سمجھ کر چھوڑ دیتے ہیں۔ اس کا ماضی مستعمل نہیں صرف مضارع اور امر مستعمل ہے۔ اس کا عطف فعل محذوف پر ہے ای و لکن لا نجعل فَتَدَّرُ۔ لیکن ہم ایسا نہیں کرتے بلکہ ہم ان کو چھوڑ دیتے ہیں۔
== طَعْنًا نِيْمٌ۔ ان کی سرکشی۔ ان کی گمراہی۔ ان کی نافرمانی۔

== يَغْفَهُوْنَ۔ مضارع جمع مذکر غائب عَمَّ مصدر (باب فُتِحَ - سَمِعَ) وہ سرگردان پھرتے رہیں عَمَّہٗ۔ سرگردانی۔ گمراہی میں حیرانی۔

۱۲:۱۰ = الضَّرُّ۔ تکلیف، بلا، سختی۔ مضر۔ اِذَا۔ اسم ہے۔ یہ بد مالی خواہ اپنے نفس (اندرون) میں ہو بسبب علم و فضل اور عفت کی کمی ہونے کے۔

۲۔ یا اپنے بدن میں کسی عضو کے نہ ہونے کے باعث یا کسی نقص کی بنا پر

۳۔ خواہ حالت ظاہری میں بوجہ مال و ماہ کی قلت کے۔

== يَجْنِبُہٗ۔ جَنَبَ۔ پہلو۔ یعنی اپنے پہلو کے بل۔

== كَشَفْنَا ماضی جمع متکلم۔ ہم نے دور کر دیا۔ ہم نے مائل دیا۔ (آیہ ہذا) کھولنا اور پردہ ہٹانا کے معنی میں جیسے لَقَدْ كُنْتَ فِي غَفْلَةٍ مِّنْ هٰذَا فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَاءَكَ ۖ وَتَذَكَّرَ ۖ (۲۲:۵۰) یہ وہ دن ہے کہ اس سے تو غافل ہو رہا تھا اب ہم نے تجھ پر سے پردہ ہٹا دیا۔

== مُسَوِّفِيْنَ۔ اسم فاعل جمع مذکر۔ مجرور۔ اسْوَأَ مصدر۔ حد اعتدال سے آگے بڑھ جانے والے بے جا و بے ہودہ صرف کرنے والے۔ حد حلال سے حرام کی طرف بڑھنے والے۔

== ذُرِّيَّةٌ مِّنْهُم مِّنْ يَّسُوءُ فَعَلْتَ ۚ۔ ۱۔ یہ تیرے زمین اللہ کی جانب سے بھی ہو سکتی ہے۔

۲۔ شیطان کی جانب سے بھی اور ۳۔ انسان کے اپنے نفس و امارہ کی طرف سے بھی۔

۱۲:۱۱ = اَلْقُرُونُ۔ قُرُون کی جمع۔ وہ قومیں جن سے ہر ایک کا زمانہ دوسری سے جُدا ہو۔

قومیں۔ امتیں۔

۱۲:۱۰ = كَفًا۔ جب۔

۱۵:۱۰ = اٰتٰی۔ اٰتٰی یَاتٰی (ضَرْبِ اِیَّانٌ مصدر۔ یعنی آنا۔ جب اس کے صلہ میں بدلہ آتی ہے تو یہ متعدی بمعنی لانا ہو جاتا ہے۔ امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ اٰتٰی ب ... لانا۔ اور اٰتٰی ... کسی کو کوئی چیز پیش کرنا۔

۱۰: ۱۔ مِّنْ تَّلَاقٍ لَّعْنَتِيْ۔ تَلَعَّاهُ۔ میری طرف سے۔ اپنی طرف سے۔

تَلَعَّاهُ۔ طرف۔ تَلَعَّاهُ سے جس کے معنی ملاقات کرنے کے ہیں۔ ملاقات کرنے اور آنے سامنے

ہونے کی جگہ کو تِلْقَاءَ کہتے ہیں اسی اعتبار سے طرف اور جہت کے معنی میں استعمال ہوتا ہے تِلْقَاءَ کا اسم ہے۔ تَجَلَسَ تِلْقَاءَ ؕ وہ اس کے مقابل بیٹھا۔ فَكَلَّ الْأَمْرَيْنِ تِلْقَاءَ نَفْسِهِ۔ اس نے اس کام کو خود کیا بغیر اس کے کہ کسی نے اس کو مجبور کیا ہو۔

== إِنَّ آتَيْعَ۔ میں اِن نافیہ ہے۔

== يَوْمٍ عَظِيمٍ۔ بڑا سخت دن۔ یوم قیامت۔ يَوْمَ تَرَوْهَا تَذْهَبُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّا أَرْضَعَتْ (۲:۲۳) جس روز تم دیکھو گے کہ ہر دودھ پلانے والی اپنے دودھ پیتے بچے سے غافل ہو جائیگی۔

عَذَابٍ يَوْمٍ عَظِيمٍ۔ یوم عظیم۔ موصوف وصفت مل کر مضاف الیہ عَذَابٍ مضاف

۱۶:۱۰ = مَا تَكُونُكَ۔ میں تلووت نہ کرتا۔ میں نہ پڑھتا اس کو (قرآن کو) تَكُونُ ماضی واحد مکمل

== لَا أَذْرَاكُمْ۔ لَأَذْرِي۔ ماضی منفی واحد مذکر غائب۔ وہ خبردار نہ کرتا۔ کُمْ ضمیر مفعول جمع

مذکر حاضر۔ نہ ہی وہ (اللہ تعالیٰ) آگاہ کرتا تمہیں یہ اس (قرآن) سے۔

== لَيْسْتُ ماضی واحد مکمل بَيِّنْتُ مصدر۔ میں رہا۔ میں رہتا رہا۔

۱۷:۱۰ = اِخْتَرَى ماضی واحد مذکر غائب۔ اس نے جھوٹ یا ندعا۔ اس نے بہتان تراشا۔

اِخْتَرَاہُ سے

۱۸:۱۰ = أَتَذْكُرُونَ۔ الف استفہام کے لئے ہے تَذْكُرُونَ جمع مذکر حاضر۔ تَذْكُرَةُ اور

تَذْكُرْتُمْ سے۔ کیا تم خبر دیتے ہو۔ کیا تم آگاہ کرتے ہو۔

== أَتَذْكُرُونَ اللّٰهَ بِمَا لَا يَكُنْ فِي السَّمَوَاتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ کیا تم اللہ کو ایسی بات بتا رہے

ہو جو زمین و آسمان میں اس کے علم میں نہیں۔ (یعنی زمین و آسمان کی ہر بات کو اس کے علم میں ہے

پھر تم یہ کیا بات اس کو بتا رہے ہو۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ تمہاری اس بات کا وجود ہی نہیں اور تم

محض ایک بے بنیاد من گھڑت بات بنا رہے ہو (اس سے کفار کی بتوں سے شفاعت کی امید

کی حقیقت کی نفی قطعی طور پر مقصود ہے)

۱۹:۱۰ = فَاخْتَلَفُوا۔ بعد میں انہوں نے مختلف عقیدے اور مسلک بنائے۔ بعد میں مختلف

عقیدوں میں بٹ گئے۔

== كَلِمَةً۔ ای القضاء والتقدیر۔ ایک بات پہلے سے طے شدہ۔ ازلی حکم۔

== مَبَقَّتْ (جو) پہلے سے (طے) ہو چکا ہے۔ واحد مؤنث غائب۔ باب ضرب۔ اسی سے مسالقات

اور استباق آتے ہیں۔ اس کے اصلی معنی چلنے میں آگے ہونے کے ہیں۔

وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ فِيمَا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ۝

اگر تیرے رب کا فیصلہ پہلے سے صادر نہ ہو چکا ہوتا تو ان کا آپس کا جھگڑا کبھی کاچکا دیا گیا ہوتا ۲۰:۱۰۔ لَوْلَا اَنْزَلَ عَلَيْنَا آيَةً مِّنْ رَبِّهِ۔ کیوں نہ نازل کی گئی اس پر کوئی نشانی اس کے رب کی جانب سے۔ کفار کا ابتداء سے یہ طریق رہا ہے کہ جو نشان نازل ہو چکے ہیں ان کو تو مانتے نہیں۔ اور پیرٹ لگائے بہتے ہیں کہ کوئی نشان کیوں نہیں نازل ہوا۔ نشان سے اصل مقصد ان کا اپنا مطلوب نشان ہے۔

۲۱:۱۰۔ اَذَقْنَا۔ ماضی جمع مکمل۔ اِذَاقَةً۔ مصدر (افعال) ذَوَّقُ (اجوف وادی) اِذَاقَ يَذِيقُ اِذَاقَةً پکھانا۔ ماضی بمعنی مضارع۔ ہم پکھاتے ہیں۔ اَذَقْنَا النَّاسَ دَحْمَةً۔ لوگوں کو دھمت سے نوازتے ہیں۔

۱۔ مَسْتَهْمَرٌ۔ ماضی واحد مؤنث غائب هُمُ ضمیر مفعول جمع مذكر غائب ان کو پہنچا۔ ان کو لاحق ہوئی۔ مَتَّيْ بَشَرٌ (نصرہ) جھوٹا۔ پہنچنا۔ مَتَّي الْمَرْصُورُ اَوِ الْكَبُورُ فَلَانًا۔ فلاں کو ہمارا یا بڑھاپا لاحق ہوا۔

۲۔ مَكْرُءٌ۔ اَلْمَكْرُوءُ کے معنی حیلہ سے کسی شخص کو اس کے مقصد سے بھیر جینے کے ہیں۔ اگر اس چال سے کوئی اچھا فعل مقصود ہو تو یہ محمود ہے ورنہ مذموم۔

جب اس کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف ہو تو ہمیشہ اول الذکر معنی میں آتا ہے جیسے قرآن میں آیا ہے وَاللّٰهُ عَزِيزٌ مُّكْرٍ ۝۳۲ (۵۴:۳۲) اور خدا غیب چال چلنے والا ہے اِذَا الْهَلْكَ مَكْرُءٌ فِی الْاٰیٰتِ تَوَفُّرًا ہمارے آیات میں مکروہ فریب کرنے لگ پڑتے ہیں یعنی ان کی الٹ تاویلیں کرنی شروع کر دیتے ہیں۔

(یعنی بجائے اس کے کہ تکلیف سے خلاصی اور نعمت و رحمت کی نوازش کو اللہ تعالیٰ سے منسوب کریں وہ حیلہ بہانہ سے اسے یا تو اپنے بتوں کی طرف منسوب کرنے لگتے ہیں یا ستاروں کی گردش پر اسے محمول گردانتے ہیں)

۳۔ اَسْرَعُ مَكْرًا۔ اسی اسرع مکرًا منکم۔ وہ اپنی چال چلنے میں تم سے بہت تیز ہے۔ یعنی جب وہ تمہاری چالوں پر سزا دینے کو آجائے تو وہ تم سے بہت تیز تر ہے

۴۔ رُسُلًا۔ پہلے رسول۔ ہمارے فرستادہ۔ یعنی فرشتے۔ کرامًا کاتبین۔

۵۔ مَا تَمْكُرُونَ۔ جو فریب تم کر رہے ہو۔ جو چالیں تم چل رہے ہو۔

۲۲:۱۰ = یُسَيِّرُكُمْ - مضارع واحد مذکر غائب کُمُ ضمیر مفعول جمع مذکر حاضر۔

وہ تم کو سیر کراتا ہے۔ تم کو لئے پھرتا ہے۔ یُسَيِّرُ (تفعیل، مصدر

= الْفَلَکُ - کشتی۔ جہاز۔ یہ لفظ مَوْنُث۔ مذکر۔ واحد۔ جمع سب کے لئے آتا ہے۔ یہاں جمع کے لئے آیا ہے۔

= جَوْرِنَ۔ ماضی جمع مَوْنُث غائب، جَوْرَی یَجْوِرُنِ (صَوْرَبَ، جَوْرَی سے۔ وہ چلیں۔ وہ جاری ہوئیں۔ وہ رواں ہوئیں۔

= بِعِثَ۔ ان کو لے کر۔

= بِرِجْ۔ میں ب سبب یہ ہے۔ ریح طیبہ کی وجہ سے۔ یعنی موافق ہوا کی وجہ سے۔ رِیْحٌ عَاصِفٌ کی ضد ہے۔

= فَرِحُوا بِهَا۔ وہ اس موافق ہوا کی وجہ سے شادیاں و فرحیاں ہیں۔

= رِیْحٌ عَاصِفٌ۔ بادِ تند۔ آندھی۔ عَاصِفٌ۔ عَصَفَ یَعِصِفُ (ضرب) سے اسم فاعل کا صیغہ ہے۔ عَصَفَتِ الرِّیْحُ۔ ہوا تیز چلی۔ عَصَفَ الرَّجُلُ۔ آدمی تیز دوڑا۔

= اُحْیِطْ بِهِمْ۔ ان کو گھیر لیا گیا ہے۔ اُحْیِطُ۔ اَحَاطَ یُحِیْطُ سے ماضی مجہول کا صیغہ واحد مذکر غائب

= مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّیْنَ۔ خلاصہ۔ اسی کی اطاعت کرتے ہوئے۔ اطاعت و عبادت میں خلاصہ اسی کے بن کر۔ بلا شرکت غیرے اسی کی اطاعت میں ہو کر۔

یہاں پہلے مخاطب کا صیغہ استعمال ہوا ہے۔ پھر جَوْرِنَ بِعِثَ سے لے کر اگلی آیت تک غائب کا

صیغہ استعمال کیا گیا ہے۔ یہ خطاب غیبت کی طرف انتقال اظہارِ ماضی اور بُعْد کے لئے ہے

= اَنْجِیْنَا۔ تو ہمیں بچالے۔ تو ہمیں نجات بخشے۔ تو ہمیں چھٹکارا دلائے۔ اَنْجِیْ یُنْجِیْ اَنْجَاءً۔ رَامِعَالٌ رہائی دلانا۔ نجات دلانا۔

= مِنْ هٰذِهِ اِی مِنْ هٰذِهِ الْاَحْوَالِ۔ مِنْ هٰذِهِ الرِّیْحِ الْعَاصِفِ۔ ان مصائب و شدائد سے۔ اس بادِ تند (طوفان) سے۔

۲۳:۱۰ = اَنْجِیْهُمْ۔ اس نے ان کو نجات دلائی۔ اس نے ان کو بچالیا۔ ماضی واحد مذکر غائب

= اِذَا۔ یہاں اور آئیہ (۲۱) اِذَا اَلْهَمُّ مَسْكُوٌّ۔ میں بطور حرفِ مفاہاتہ استعمال ہوا ہے۔ تو۔ اور۔

اپنا تک (اپنا تک اپنا رویہ بدل کر دوسرا رخ اختیار کر لیتے ہیں) اس کو اِذَا الْعَجَایِبُ بھی کہتے ہیں خَرَجْتُ فَاِذَا اَسَدٌ بِالْبَابِ۔ میں نکلا تو اپنا تک دروازہ پر شیر تھا۔

= یَلْبَحُثُونَ۔ بَقِیْ یَبْحَثُونَ (باب صَوْرَبَ) زیادتی کرتے گئے ہیں۔ سرکشی کرنے لگتے ہیں

بغاوت پر اتر آتے ہیں۔ مضارع کا صیغہ جمع مذکر غائب۔

اصل میں یَبْغِيضُونَ تھا۔ ی کی حرکت ماقبل کو دی۔ یہی اجتماع ساکنین سے گر گیا۔ اسی باب سے چاہنا اور طلب کرنے کے معنی بھی آتے ہیں۔

بَغَى کا تعلق فعل محمود اور فعل مذموم دونوں سے ہے۔

محمود اس طرح کہ عدل سے بڑھ کر احسان کرنا۔ مثلاً مزدور کو زیادہ مزدوری دینا۔

اور مذموم اس طرح کہ حق سے تجاوز کر کے باطل کو اختیار کرنا۔ قرآن میں پانچ معانی میں استعمال

ہوا ہے۔ فلم۔ گناہ۔ حد۔ زنا۔ طلب و تلاش

إِنَّمَا بَغَيْتُمْ عَلَيَّ أَنْفُسَكُمْ۔ تحقیق تمہاری سرکشی کا (وبال) تمہیں پر پڑے گا۔ تمہاری سرکشی تمہارے اپنے ہی خلاف جالے گی۔

نَبَيْتُكُمْ۔ مضارع جمع محکم۔ کم ضمیر مفعول جمع مذکر حاضر۔ ہم آگاہ کریں گے۔ ہم تم کو جلا دیں گے۔ یعنی جلائے کے بعد مزادیں گے۔

۲۴: ۱۰۔ اخْتَلَطَ۔ اختلاط سے (باب افتعال) وہ مل گیا۔ ماضی واحد مذکر غائب۔

یہ ای بالماء (بارش کے) پانی کے ساتھ۔

مَبَاتُ الدَّرِينِ۔ زمین کا سبزہ۔ اگنے والی ہر چیز۔ نَبَتٌ يَنْبُتُ (نضی) اگنا۔ اگانا۔

فَاخْتَلَطَ بِهِ نَبَاتُ الدَّرِينِ مَتَانًا كُلُّ النَّاسِ وَالدَّرِينُ۔ زمین سے اگنے والا سبزہ جس میں سے بعض کو انسان اور جو پائے کھاتے ہیں بارش کے پانی سے مل گیا (اور بکثرت اگنا)

دُخُوْنٌ۔ طبع۔ سنہری۔ سونا۔ آراستہ۔ زینت۔ کسی شے کے کمال حُسن کو زخرف کہتے ہیں۔

لیکن جب اس کا استعمال قول کے لئے ہو تو جھوٹ سے آراستہ اور طبع سازی کی باتیں کرنے کے معنی ہوں گے۔ جیسے قرآن میں آیا ہے۔ دُخُوْنُ الْقَوْلِ عُذُوْرٌ (۱۱۲: ۶) طبع کی باتیں۔ فریب کی باتیں۔

أَخَذَتِ الزَّيْنُ دُخُوْفَهَا۔ وَادَّ يَنْتُ زمین اپنے ہرے بھرے زیوروں کی آراستہ ہوئی

إِذْ يَنْتُ۔ اصل میں باب لفعل سے تَوَيَّنَتْ تھا۔ تاکوناً میں دمغم کیا۔ زار ساکن ہو گئی اس کے

قبل سبزہ وصل لایا گیا۔ ماضی کا صیغہ واحد مؤنث غائب۔ تَوَيَّنْتُ زینت پانا۔ آراستہ ہونا۔

إِذْ يَنْتُ وہ (زمین انواع و اقسام کی نباتات سے) آراستہ و پیراستہ ہو گئی۔ مزین ہو گئی۔

أَهْلُهَا۔ اہل زمین۔ زمین کے باسی۔

أَنَّهُمْ قَادِرُونَ عَلَيْهَا۔ کہ وہ اس پر قادر ہیں۔ قدرت و قبضہ رکھتے ہیں۔ ہا ضمیر واحد مؤنث

غائب الارض کی طرف راجع ہے۔ مراد اس سے وہ نباتات جو اس پر اگی ہوئی ہے۔ یعنی اہل زمین خیال کرنے لگے کہ یہ زمین اور اس پر ہر نوع نباتات ان کے قبضہ قدرت میں ہے۔

== اَنَا هَا آمُونَا۔ اِذَا كَا جَوَاب ہے۔ یعنی جب زمین اپنے جو بن پر آگئی۔ اور اہل زمین اس پر اپنا مکمل قبضہ خیال کر کے اترنے لگے تو اچانک ہمارا حکم آپہنچا عذاب کی صورت میں۔

== كَيْلًا اَوْ نَهَادًا۔ رات کے وقت یا دن کے وقت۔ اس میں اس کی طرف بھی اشارہ ہے کہ ہمارے حکم کو وقوع پذیر ہونے میں کوئی امر مانع نہیں ہو سکتا۔ خواہ دن ہو یا رات اور وہ سب جاگ رہے ہوں یا سب سو رہے ہوں۔

== فَعَلْنَا هَا۔ میں ہا ضمیر الارض کی طرف راجع ہے لیکن اس سے مراد زمین پر کی نباتات ہے جو اس کی آرائش و زیبائش کا باعث تھیں۔ جَعَلْنَا هَا۔ بنا ڈالا ہم نے اس کو۔

== حَصِيدًا۔ حَصَدَ يَحْصِدُ (باب ضروب ونصر) حَصَادٌ وَحَصَادٌ فَصْلٌ كَاطَا حَصِيدٌ بَرَزَنٌ فَعِيلٌ۔ مفعول۔ صفت مشبہ کامیفہ ہے۔ جڑ سے کٹی ہوئی کھیتی۔

== لَمْ تَغْنِ۔ تَغْنٌ اصل میں تَغْنَى تھا۔ لَمْ کی وجہ سے آخر سے حرف علت ساقط ہو گیا۔ مَضَا لَفِي بَلَمٌ صِيغَةٌ وَاحِدَةٌ نَوْثٌ غَائِبٌ مُضَارِعٌ مُنْفِيٌّ مَعْنَى مَاضِيٍّ مُنْفِيٌّ۔

عَنَى يَغْنَى (باب سَمِعَ) عَنَى بِالْمَكَانِ۔ کسی جگہ ٹھہرنا۔ بَسَا۔ رہنا۔ كَانَتْ لَمْ تَغْنِ بِأَلَا مَسْ۔ گویا وہ کل یہاں تھی ہی نہیں۔ اَمْسِ كُلٌّ گزشتہ۔

== كَانَتْ۔ جیسے کہ۔ گویا کہ۔

۲۵:۱۰ = دَارِ السَّلَامِ۔ سلامتی کا گھر۔ یعنی جنت۔

۲۶:۱۰ = اَحْسَنُوا۔ انہوں نے بھلائی کی۔ انہوں نے احسان کیا۔

اِحْسَانٌ سے ماضی جمع مذکر غائب۔ یعنی جس کام کے کرنے کا حکم تھا اس کو بجالائے۔ اور جس سے منع کیا گیا اس سے باز رہے۔

حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے احسان کی تعریف یہ کی ہے۔

اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَمَا تَاْتُكَ تَرَكَ اَمَّا هَا تَلَمْ تَكُنْ تَوَاةَ فَاِنَّكَ يَرَاكَ۔ کہ تو اللہ تعالیٰ کے اس طرح عبادت کرے جیسا کہ تو اسے دیکھ رہا ہے اور اگر تو اسے نہیں دیکھ سکتا تو اس طرح کہ وہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔

== اَلْحُسْنٰی۔ حُسْنٌ سے افعِلْ التفضیل کا صیغہ واحد نونث۔ اچھی۔ عمدہ نیک جزا ای الْمَنْزِلَةُ الْحُسْنٰی۔ یعنی جنت۔

== وَذِیَادَةً�ۙ بَلْکَہٗ اِس سے بھی زیادہ۔ یعنی دیدار اٹھی۔

== لَذِیْزَہٗۙ مضارع منفی واحد مذکر غائب رَہُتُ مصدر (باب سَمِعَ) نہیں چھائیگا۔ رَہُتُ چھایانا۔
پالینا۔ ایک شے کا دوسری شے پر زبردستی چھایانا۔

== قَتَرُوْا۔ غبار۔ (الفوائد الدریۃ) قَتَرُوْا قَتَرًا کے اصل معنی لکڑی کا اٹھتا ہوا دھواں ہے۔ کنوس آدمی بھی مال جینے کی بجائے گویا دھواں دے کر مہلاتا ہے۔ یہاں مراد سیاہی سے ہے (المفردات) کجوسی، بخیل، اسراف کی ضد ہے۔ یہاں غباری زیادہ موزوں ہے (رسوالت ذلت کا غبار۔

(فیہ القرآن) وَلَا یَزِہُۙ وَجُوْہُہُمْ قَتَرًا وَلَا ذِلَّةً۔ اور ان کے چہروں پر نہ رسوالت کا غبار چھایا ہوگا اور نہ ذلت کا (اثر ہوگا)

۲۶:۱۰۔ وَالَّذِیْنَ کَتَبُوْا السِّتِیٰتِ۔ اس کا عطف لَیْذِیْنَ اَحْسَنُوْا پر ہے ای وَلَیْذِیْنَ کَتَبُوْا السِّتِیٰتِ۔ اور سیئات سے مراد برائیاں از قسم کفر و شرک۔

== جَزَاءٌ۔ یہاں بمعنی سزا کے ہے۔ یا بمعنی بدلہ۔

== بِسِیْلَہَا۔ بدلہ زادہ ہے۔ یا متعلقہ بجزاء ہے۔

جَزَاءٌ سِیْئَۃًۢ بِسِیْلَہَا۔ برائی کی سزا اس برائی بمیسی ہی ہوگی۔ یعنی یہ لوگ جیسا کریں گے ویسا بھریں گے یہاں اللہ تعالیٰ عدل و انصاف کریں گے اور برائی کا بدلہ اس سے زیادہ نہیں بلکہ اس کے برابر ہی دیں گے مخلقات اپنی اس کرم نوازی کے جو احسان کرنے والوں پر فرمائی تھی وہاں نیکی بدلہ الحسنی سے دے کر فرمایا بلکہ اس سے بھی زیادہ۔

== عَاصِمٌ۔ بچانے والا۔ حفاظت کرنے والا۔ روکنے والا۔ عِصْمَۃً سے جس کے معنی حفاظت کرنے اور

روکنے کے ہیں۔ اسم فاعل کا صیغہ واحد مذکر۔ مَا لَہُمْ مِّنْ اِلٰہٍ مِّنْ عَاصِمٍ اِی لَا یَعْصِمُ اَحدٌ مِّنْ

عقابہ۔ کوئی ان کو اللہ کے عذاب سے نہیں بچا سکیگا۔

== سَعَاۡتَہَا۔ حَکَاتَ حرف مشبہ بالفعل مازندہ۔ ماکے آنے سے کوئی فرق پیدا نہیں ہوتا۔ البتہ حَکَاتَ

کا لفظی تصرف باطل ہو جاتا ہے اس وقت یہ اپنے مابعد کو منصوب کر سکتا ہے زمر فوع۔ گویا کہ

== اُغْشِیْتُ۔ اِنْشَاء (افعال) سے ماضی مجہول۔ واحد مؤنث غائب۔ وہ ڈھانک دی گئی۔ (ان

کے چہرے ڈھانک دیئے گئے ہیں)

== قِطْعًا۔ قِطْعَۃً کی جمع۔ ٹکڑے۔ مِّنَ النَّیْلِ۔ قِطْعًا کا بیان ہے۔

== مَظْلَمًا۔ اسم فاعل واحد مذکر۔ اِظْلَامٌ (افعال) مصدر۔ تاریکی میں پڑا ہوا۔ تاریک۔ ظُلْمَۃً اندھیرا

ظُلْمَتٌ جمع۔ مَظْلَمًا۔ اِنِّیْلٍ سے حال ہے۔

== مَا تَمَّا أَغْشِيَتْ دُجُوهَهُمْ قَطْعًا مَوْتِ اللَّيْلِ مُظْلِمًا ترجمہ ہوگا۔ گویا کہ ان کے چہرے دھانپ لیے گئے ہیں تاریک رات کے ٹکڑوں سے۔

صاحب تفسیر مظہری نے ترجمہ کیا ہے:

ایسا معلوم ہوگا کہ گویا ان کے چہروں پر اندھیری رات کے پرت پرت لپیٹ لیے گئے ہیں۔

۲۸:۱۰ = مَكَانَكُمْ - اِی الزُّمُوۡا مَكَانَكُمْ وَلَا تَبْرَحُوۡا۔ اپنی اپنی جگہ پر ٹھہر جاؤ۔ اپنی اپنی جگہ کو مت چھوڑو۔ اپنی اپنی جگہ پر قائم رہو۔

== ذَيَّلْنَا - ذَيَّلَ يَزَيِّلُ تَزْيِيْلًا (تفعیل) متفرق اور پرگندہ کرنا۔ ذَيَّلْنَا ماضی جمع مکمل۔ ہم نے مبرا کر دیا۔ ہم نے تفریق کر دی۔ ذَيَّلْنَا بَيْنَهُمْ پھر ہم ان کے باہمی تعلقات منقطع کر دیں گے۔ ماضی یعنی مضارع ذَيَّلَ مادہ۔

== مَا كُنْتُمْ اِيَّانَا تَكْبُرُوْنَ - مَا۔ نافیہ ہے۔ تم ہماری تو عبادت نہیں کیا کرتے تھے۔

۲۹:۱۰ = اِنَّ اِنَّ سَے مخفف ہے اور لَعَا فِلِیْنِ میں لام اِنْ مخففہ اور نافیہ میں فرق کے لئے آیا ہے۔

۳۰:۱۰ = هٰذَا لَكَ - تَب۔ ظرت مکان ہے مجازاً ایہاں بطور ظرف زمان استعمال ہوا ہے

بطور ظرف مکان مطلب ہوگا۔ وہاں۔ میدانِ حشر میں

== تَبَلَّوْا۔ مضارع واحد مؤنث غائب۔ تَبَلَّأَ سے۔ ہر جان آزما لیگی۔ جان لیگی۔ خیر پالے گی۔

تَبَلَّأَ مادہ۔

== مَا اسْلَفْتِ - یعنی جو اعمال اس نے آگے بھیجے تھے۔ اسْلَفْتِ ماضی واحد مؤنث غائب وہ پہلے کر چکی۔ اس نے آگے بھیجا۔

== رَدُّوْا۔ ماضی مجہول۔ جمع مذکر غائب۔ ماضی یعنی مضارع۔ وہ لوٹائے جائیں گے۔ وہ واپس لائے جائیں گے۔ اس کا عطف ذَيَّلْنَا پر ہے۔ اور ضمیر جمع مذکر غائب الذین اشركوا کے لئے ہے۔

== ضَلَّ عَنْ - ذَهَبَ عَنْ۔ چھوڑ جائیں گے۔ ان سے کھو جائیں گے۔

== مَا صَاوُوا يَفْتَرُوْنَ - جو انہوں نے من گھڑت خود ساختہ (معبود) بنا رکھے تھے۔ یا جو افتراء وہ باندھتے تھے۔ وہ ان سے گم ہوا جائیگا۔ وہ سارے جھوٹ جو انہوں نے گھڑ رکھے تھے گم ہوا جائیں گے۔

۳۱:۱۰ = اَمَّنْ - اَمَّنْ مِّنْ - یا کون۔ بھلا کون۔

== السَّمْعُ وَالْاَبْصَارُ۔ سمع سے مراد قوتِ سماعت بھی ہے اور کان بھی اسی طرح البصارت مراد

بینائی بھی ہے اور آنکھیں بھی۔ اَبْصَارٌ بَصَرٌ کی جمع ہے۔

== يَكْتُمُونَ الذُّمَّ - کارنامہ ہستی کے جملہ امور کا انتظام و انصرام کرتا ہے۔

دَبَّرَ يَدَبُّ دَبْرًا - (تفعیل) تدبیر کرنا۔ چلانے کا انتظام کرنا۔

== اَخْلَا تَتَّقُونَ - المعزة للانكار الواقع - ہمزہ انکار واقع کے لئے ہے۔ ف حرف عطف ہے

اور عبارت معذوف پر دلالت کرتا ہے۔ یعنی اذا اعتزفتم بربوبیتہ جب تم اس کی ربوبیت کا اعتراف کرتے ہو تو کیوں نہیں تقویٰ اختیار کرتے۔ تقویٰ کے معنی ڈرنا یا بچنا کے ہیں۔ پہلی صورت میں اس کا مطلب ہوگا۔ اَخْلَا تَتَّقُونَ عَدَايَہ پھر اس کے عذاب سے کیوں نہیں ڈرتے۔

دوسری صورت میں اس کا مطلب ہوگا۔ اَخْلَا تَتَّقُونَ الشُّرُكَ فِي الْعِبَادَةِ - تو پھر اس کی عبادت میں شرک کرنے سے کیوں نہیں بچتے۔

۳۲:۱۰ = اَلْحَقُّ - دَجَلُکُمْ کی صفت ہے۔

== مَا ذَا - مَا استفہامیہ ہے اور ذَا یعنی الذی - یعنی کیا ہے۔ کون ہے۔ فَمَا ذَا اَبْعَدَ اَلْحَقِّ اِلَّا الضَّلَالُ - کیا ہے حق کے بعد سوائے گمراہی کے۔

== خَاتِي تَصْرَفُونَ - اَتَى اسم ظن ہے۔

۱، - جب ظن زمان ہو تو معنی مَتَى - جب - جس وقت -

۲، - اگر ظن مکان ہو تو معنی اَيْنَ - جہاں - کہاں - ہوتا ہے۔

۳، - اگر استفہامیہ ہو تو معنی کَيْفَ - کیسے - کیونکر - ہوتا ہے۔

آیت ہذا میں ۲- اور ۳- ہر دو معنی ہو سکتے ہیں۔ یعنی تم کدھر بھٹکائے جا رہے ہو۔ یا تم کیسے بھٹکائے جا رہے ہو۔ تَصْرَفُونَ - مضارع مجہول جمع مذکر حاضر کا صیغہ ہے تم پھیرے جاتے ہو۔ تمہیں پھیر دیا جا رہا ہے۔ صَرَفٌ - سے بمعنی پھرنا۔ اس سے تَصْرِيفٌ پھرنا۔ بدلنا (باب تفعیل سے)

۳۳:۱۰ = كَذَلِكَ - اسی طرح۔

== فَسَفَوْا - ماضی جمع مذکر فاسب۔ انہوں نے فسق کیا۔ انہوں نے نافرمانی کی۔ وہ حدود شریعت سے نکل گئے۔

یعنی جس طرح یہ ثابت ہو گیا کہ حق نہ ہوگا تو نتیجہ گمراہی ہوگی۔ اسی طرح تیرے رب کا فرمان اسقوں کے بارے میں پورا ہو کر رہیگا۔ کہ یہ چونکہ حدود شریعت سے نکل گئے ہیں لہذا اب یہ ایمان لانے سے ہے۔ یعنی اب یہ ایمان نہیں لائیں گے۔ اَلْهَمْدُ لَا يُؤْمِنُونَ - بدل ہے الکلمۃ کا۔

۳۴:۱ - هَلْ مِنْ شُرَكَائِکُمْ - بے کوئی تمہارے خود ساختہ معبودوں میں سے؟

== مَنْ يَبْدَأُ الْخَلْقَ جو ابتدائی تخلیق کرے۔ ثُمَّ يُعِيدُکَ - پھر (فنا کے بعد) اس کا اعادہ

کرے۔ یعنی دوبارہ پیداکرے۔

یہ سوال استفہام انکاری ہے۔ مطلب یہ ہے کہ معبودانِ باطل میں سے کوئی بھی ایسا نہیں کر سکتا۔
 = تَوَفَّكُوتَ مَضَارِعَ مَجْهُولٍ جَمْعُ مَذْكَرٍ مُضَارِعٍ اَفْلَكَ يَأْفَلُكَ (ضَوْبٌ) اَفْلَكَ يَأْفَلُكَ (سَبَّحَ) جَهْوُثٌ
 بُولَانُ اَفْلَكَ عَنْ رَايِهِ۔ کسی کو اپنی رائے سے پھیر دینا۔

اَفْلَكَ کے اصلی معنی کسی نے اس کی اصل جانب سے منہ پھیرنا ہے۔ پس جو بات اپنی اصلی
 صورت سے پھر گئی اس کو افک کہیں گے۔ جھوٹ اور بہتان میں چونکہ یہ صفت بدرجہ اتم موجود ہے
 اس لئے ان کو افک کہا گیا ہے۔

تَوَفَّكُوتَ۔ تم کدھر پھیر جا رہے ہو۔ یہاں اعتقاد میں حق سے باطل کی طرف۔ قول میں اُستی
 سے دروغ گوئی کی طرف۔ اور فعل میں نکو کاری سے بدکاری کی طرف پھیرا جانا مراد ہے۔
 ۱۰: ۳۵ = لَا يَهْدِي۔ مضارع منفی واحد مذکر غائب اصل میں يَهْدِي مَعْدِي مَقَامًا۔ یعنی وہ ہدایت
 نہیں پاتا ہے۔ وہ راہ نہیں پاتا ہے۔

= يَهْدِي۔ مضارع مجہول واحد مذکر غائب اس کو ہدایت کی جائے۔ اس کی رہنمائی کی جائے
 = لَا يَهْدِي إِلَّا أَنْ يَهْدِي۔ جو از خود راہ نہ پائے مگر یہ کہ اس کی رہنمائی کی جائے۔
 امام مازنی فرماتے ہیں کہ الہدی سے یہاں مراد نقل و حرکت ہے چنانچہ جب کسی عورت کی ڈول
 اپنے خاوند کے گھر جاتی ہے تو کہتے ہیں اھدیت السواۃ الی ذھباھدی۔

اسی طرح قربانی کو جو حرم کی طرف لے جاتی جاتی ہے الہدی کہتے ہیں۔ اور تحفہ کو بدریہ اسی لئے
 کہتے ہیں کہ وہ ایک آدمی سے دوسرے آدمی کے پاس منتقل ہوتا ہے۔ اسی طرح جو آدمی دوسرے
 دو آدمیوں کے درمیان ان کے سہارے چلتا ہو۔ اس کے متعلق کہتے ہیں۔ فلان یھادی بین
 اثنین۔ پس جب ثابت ہو گیا کہ الہدی کے معنی نقل و حرکت کے ہیں۔ تو اس آیت کے معنی یہ ہوئے
 کہ جو خود بخود ایک جگہ سے دوسری جگہ نہیں جاسکتا سوائے اس کے کہ اسے اٹھا کر وہاں لیجا یا جائے۔
 = فَمَا تَكُنُّمُ۔ تمہیں کیا ہو گیا ہے۔

= كَيْفَ تَعْلَمُونَ۔ کیسے فیصلے کرتے ہو۔ مضارع جمع مذکر حاضر۔ حکم۔ تم حکم کرتے ہو۔ تم
 فیصلہ کرتے ہو۔

۱۰: ۳۶ = لَا يُعْنِي۔ مضارع منفی واحد مذکر غائب اَعْنَى يُعْنِي اِنْتَاۃً (اَفْعَالٌ) فائدہ نہیں دے گا
 بے نیاز نہیں کرے گا۔ اَعْنَى مَنْ۔ کسی چیز سے بے نیاز کرنا۔ اس کا قائم مقام ہو کر اس کی ضرورت پوری کرنا
 ۱۰: ۳۷ = مَا حَانَ هَذَا الْفَرَسَانِ اَنْ يَفْتَرِيَا مِثْلَ دَوْرِ اللّٰهِ۔ اس کی تقدیر یوں ہے

ماکان هذا القرآن لان يفتري من دون الله - جيسا کہ قرآن میں آيا ہے وما كان المنون
ليفتري احافه (۱۲۲: ۹) ايسا نہیں ہو سکتا کہ مومن نکل کھڑے ہوں سائے کے سائے۔

اس آیت کا مطلب ہوگا کہ یہ قرآن ايسا نہیں کہ اللہ کے سوا کوئی اور بنا سکے۔

اختلاف بمعنی اختلاف - گھڑتا۔ یعنی کسی اور کا خود ساختہ ہو۔ حَانَ فعل ناقص۔ هذا اسم کان۔
القرآن تملیف اسم۔ ان يفتري خبر اول کَانَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ خبر ثانی۔

== وَذٰلِكَ تَصْدِیْقُ النَّبِیِّ بِذِیْهِ۔ تَصْدِیْقُ - کانصب دو وجہ سے ہو سکتا ہے:

۱) کہ اس سے قبل حَانَ مقدم ہے اور یہ اس کی خبر ہے۔ یا

۲) اس سے قبل فعل اَنْزَلَهُ محذوف ہے اور یہ فعل محذوف کی علت ہے۔ یَذِیْہ میں
ضمیر واحد مذکر غائب کا مرجع القرآن ہے۔

== تَفْصِیْلُ الْکِتَابِ۔ تَفْصِیْلُ کانصب بھی مثل تَصْدِیْقُ کے ہے۔ اَلْکِتَابُ سے مراد وہ
اصول تعلیمات۔ حقائق و شرائع جو تمام کتب آسمانی کالب باب ہیں۔

== لَا رَیْبَ فِیْہِ۔ یعنی اس کے من رب العلمین ہونے میں کوئی شک نہیں ہے۔

۳۸: ۱۰ = آم۔ کیا۔ استقبام انکاری ہے۔

== قُلْ فَاَنۡزَلُوۡا۔ اے قل ان کان الامر کما تقولون فانزلوا..... الخ

یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان سے کہو کہ اگر حقیقت الامر وہی ہے جو تم کہتے ہو تو لے آؤ۔

== وَاذۡعَبُوۡا۔ للمعاونة۔ اپنی معاونت کے لئے بلاؤ۔

۳۹: ۱۰ = بَل۔ بلکہ۔ (ملاحظہ ہو ۲: ۱۳۵)۔

آیت ہذا میں اس کا استعمال ماقبل کے البطلال کے لئے ہے کہ ان کا یہ کہنا غلط ہے کہ یہ
کلام من گھڑت اور خود ساختہ ہے (اِمۡ یَعۡزُبُوۡنَ اختزۃ) اور مابعد کے اثبات کے لئے کہ (حقیقت
یہ ہے) وہ اس کلام کو پوری طرح سمجھ نہیں پائے اور نہ ہی اس کلام کا انجام (جس کی وہ خبر دیتا ہے)
ابھی تک ان کے سامنے آیا ہے۔

== کَذَّبُوۡا اِیۡمَانَهُ یَحۡبِطُوۡا اِیۡلَیۡہِہٖ۔ کَذَّبُوۡا۔ ماضی جمع مذکر غائب انہوں نے جھٹلایا یا باب

تفعیل (ب تقدیر کے لئے ہے اس صورت میں مطلب ہوگا۔ کَذَّبُوۡا اب انہوں نے جھٹلایا اور اس

اظہار میں مآلہ یَحۡبِطُوۡا اِیۡلَیۡہِہٖ (مفعول ہوگا۔ انہوں نے جھٹلایا) (اس کلام کو) جس کے علم کو وہ احاطہ

ادراک میں نہ لاسکے (۱) ضمیر القرآن کے لئے ہے) مآ موصولہ ہے لَمَّا یَحۡبِطُوۡا۔ مضارع نفی جہدیم بمعنی

مانعی۔ انہوں نے احاطہ نہ کیا۔ وہ حاوی نہ ہوئے۔ انہوں نے پوری طرح نہ جانا۔ عَلَیۡہِہٖ مصاف۔

مضات الیہ۔ اس کے علم کو (یعنی قرآن حکیم کے جملہ علوم کو) یعنی اس چیز (قرآن حکیم) کو جسے وہ پوری طرح
 نہ جان سکے۔ انہوں نے حیل لادیا۔ اس کا انکار کر دیا۔ یا انہوں نے تکذیب کی اس چیز کی جس کے معارف
 پر وہ مکمل آگہی حاصل نہ کر سکے۔

== تَمَّاءَ حرف نفی۔ تَمَّاءَ سے جس نفعی کا حصول ہوتا ہے وہ زمانہ حال تک متدرج مسلسل ہوتی ہے
 (ابھی تک نہیں) تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو (۲: ۲۰۴)

== تَأْوِيلُهُ۔ تَأْوِيلٌ (تفعیل) اَوَّلٌ سے مشتق ہے جس کا معنی کسی چیز کا اپنی اصل کی طرف
 رجوع کرنے کے ہیں۔ اور جس مقام کی طرف کوئی چیز لوٹ کر آتے اسے مَوَائِلُ کہتے ہیں (یعنی
 جائے بازگشت) کہا جاتا ہے۔ لوٹ آنے کی جگہ۔ جائے پناہ۔

بَلْ تَقْتَدِرُ مَوْئِدَهُ لَنْ يَجِدَ ذَا مِثْ دُؤْنِهِ مَوْثِلًا۔ (۵۸: ۱۸) بلکہ ان کے لئے ایک مقررہ وقت
 ہے بدوں جس کے وہ کوئی پناہ گاہ نہ پائیں گے۔

پس تَأْوِيلُ کسی چیز کو اس کی غایت کی طرف لوٹانا کے ہیں جو اس سے بلحاظ علم یا عمل کے مقصود
 ہوتی ہے۔ چنانچہ غایت علمی کے متعلق فرمایا۔ وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلَّا اللَّهُ
 (۶: ۳) حالانکہ اس کی مراد اصلی خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا

غایت عمل کے متعلق ہے حَلَّ يَنْظُرُونَ إِلَّا تَأْوِيلَهُ يَوْمَ يَأْتِي تَأْوِيلُهُ (۵۳: ۶) کیا اب
 صرف وہ اس کی تاویل یعنی وعدہ عذاب کے انجام کار کا انتظار کر رہے ہیں جس دن اس وعدہ عذاب
 کے نتائج سامنے آجائیں گے۔ یعنی اس دن سے جو غایت مقصود ہے وہ عملی طور پر ان کے سامنے ظاہر
 ہو جائے گی۔

آیت نہا میں اسی عمل غایت کی طرف اشارہ ہے یعنی ابھی تک وہ اجر و ثواب یا سزا و عذاب جس کا
 ذکر قرآن حکیم میں ہوا ہے پردہ غیب میں مستور ہے اور ابھی تک اس کا وقوع نہیں ہوا۔
 اور ترجمہ آیت نہا کا ہو گا۔ جس کی حقیقت یا انجام کار ابھی تک ان پر ظاہر بھی نہیں ہوا۔

۱۰: ۴۱ = يَرْثُ يُثْـَوِّنَ۔ مزار۔ بے تعلق۔ برائی الذمہ۔
 ۱۰: ۴۲ = يَسْتَعْوِفُونَ۔ مضارع جمع مذکر غائب۔ اِسْتِغَاةً (افتعال) سے وہ سنتے ہیں۔ وہ کان لگا کر
 سنتے ہیں۔

= تَنْسِفُ۔ اِسْتِغَاةً (افتعال) سے مضارع واحد مذکر حاضر۔ تو سناتا ہے۔ تو سنائیگا۔
 = الصُّمَّ۔ جمع۔ اس کا واحد اَصْمٌ ہے۔ اس کی مؤنث واحد صَمَاءٌ ہے۔ دونوں کی جمع صُمَّمٌ و صُمَّاءٌ

ہے صَمَدٌ يَصْمُ صَمًّا وَصَمًّا اوجھنا سننا۔ بالکل نہ سننا۔ بہرہ ہونا۔
 ۱۰: ۴۳ = عَمَى۔ اندھے۔ آنکھوں سے اندھے یا دل کے اندھے۔ دونوں کے لئے استعمال ہوتا
 ہے اَعْمَى کی جمع۔ عُمَيَّاءُ واحد تونث۔ ہر دو کی جمع عُمَى ہے۔ عَمِيَ يَعْمَى (سَمِعَ) عَمَى۔ اندھا
 ہونا۔ دل کا اندھا ہونا۔

۱۰: ۴۵ = يَوْمَ۔ اِی اذ کر یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) یاد کرو اس دن کو
 = يَحْشُرُوْهُ۔ جب وہ ان کو اکٹھا کریگا۔
 = كَانْ۔ گویا کہ۔ كَانْ اصل میں كَانَتْ ہی تھا۔ اسی کی طرح اس کا معنوی فائدہ بھی ہے
 لیکن تخفیف نون کے بعد عمل اور فعلی تصرف ساقط ہو جاتا ہے۔ اب نہ اسم کو نصب دے سکتا ہے
 اور نہ خبر کو رفع جو كَانْ کا خصوصی عمل ہے
 = لَمْ يَلْبَسُوْا۔ مضارع نفی جہلہ۔ جمع مذکر غائب۔ وہ نہیں ٹھہرے۔ وہ نہیں رہے۔ بَنَتْ
 (باب سَمِعَ)

= يَنْعَادُوْنَ بَيْنَهُمْ۔ آپس میں ایک دوسرے کو پہچانیں گے بھی، لیکن ایک دوسرے کی مدد
 نہ کر سکیں گے۔ اس سے اور رنج و صدمہ بڑھے گا کیونکہ شناساگوں سے توقع نفع کی ہو کر تھی ہے۔
 اور جس دن ایسا ہو گا کہ اللہ ان سب کو اپنے حضور جمع کریگا۔ اس دن انہیں ایسا معلوم ہو گا
 گویا (دنیا میں) اس سے زیادہ نہیں ٹھہرے جیسے گھڑی بھر کو لوگ ٹھہر جائیں (ترجمان القرآن)

= فَذَٰلِكَ حَسْرَةُ الَّذِينَ كَفَرُوا بِإِلْعَاقِ اللَّهِ وَمَا كَانُوا مُهْتَدِينَ۔ اس میں مَا كَانُوا
 مُهْتَدِينَ۔ صفت ہے الَّذِينَ كَفَرُوا بِإِلْعَاقِ اللَّهِ کی۔ اور ترجمہ یوں ہو گا:۔
 تحقیق گھاٹے میں ہے وہ لوگ جنہوں نے اللہ کی ملاقات کو جھٹلایا۔ اور وہ ہرگز ہدایت یافتہ نہ
 تھے۔ (راہِ راست پر نہ تھے) (تفہیم القرآن۔ ضیاء القرآن)
 یا: ترجمہ یوں ہو گا۔ جن لوگوں نے اللہ کی ملاقات کو جھٹلایا۔ اور راہِ ہدایت سے انکار کیا۔ وہ ہفت
 گھاٹے میں ہے۔ (عبداللہ یوسف علی)
 ۱۰: ۴۶ = اِمَّا۔ اگر۔ یا۔ خواہ۔

= نَزِيْنًا۔ نَزِيْنٌ۔ مضارع۔ جمع مکمل بانوں ثقیلہ۔ لَقَ۔ منیر مفعول۔ واحد مذکر حاضر۔ (اگر۔ یا۔ خواہ)

ہم تجھے دکھادیں۔

= لَمَّا جَمَعَ مَضَارِعُ جَمْعِ مُسْتَكْمَلٍ مِنْ مَفْعُولٍ جَمْعِ مَذْكُورٍ غَائِبٍ۔ ہم وعدہ عذاب کرتے ہیں وَعَدَةُ مُصَدَّرٌ (باب ضرب)

= مَتَّوْخَيْتَكَ۔ مضارع جمع مستکمل مانون تاکید ثقیلہ تَوَخَّيْتُ مصدر۔ (باب تنعل) ہم تیری زندگی پوری کر دیں۔ ہم تیری روح قبض کر لیں۔ ہم تجھے وفات دیدیں۔

= ثَمَّ۔ واؤ کے معنی میں یہاں استعمال ہوا ہے بعض نے اے فتح سے پڑھا ہے۔ ثَمَّ بمعنی وہاں۔ ثَمَّ مَحْمَر۔

= شَهِيدٌ بمعنی شَهِيدٌ۔ گواہ۔ علم رکھنے والا۔ یا اس سے مراد مقتضائے شہادت ہے یعنی عقاب۔ یعنی ثَمَّ اللَّهُ يُعَاقِبُ عَلَى مَا يَفْعَلُونَ۔ پھر اللہ تعالیٰ ان کو ان کے افعال کا بدلہ دیں گے۔

کبھی شہادت کے معنی فیصلہ اور حکم کے آتے ہیں۔ جیسے فرمایا وَشَهِدَ شَهِدٌ مِّنْ أَهْلِهَا (۲۶:۱۲) اس کے قبیلہ میں سے ایک فیصلہ کرنے والے نے فیصلہ کیا۔

آیت کا مطلب یہ ہے کہ جن برے نتائج یا عذاب سے ہم ان کو ڈرا رہے ہیں ان میں سے بعض نتائج کو جگتنا۔ ہم خواہ آپ کو (آپ کی زندگی میں ہی) دکھادیں یا اس سے قبل ہی آپ کو اٹھالیں (اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا) بہر صورت ان کی بازگشت ہماری ہی طرف ہے۔ اور اللہ تعالیٰ خوب جانتے ہیں جو وہ کر رہے ہیں (اس لئے وہ نتائج سے بچ نہیں سکیں گے آپ کے جیتے جی نہیں تو آپ کے بعد یہاں نہیں تو آخرت میں اپنے کئے کا بدلہ ضرور پا کر رہیں گے)

۱۰: ۴۷۔ قَضَىٰ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ (تو بھر) ان کے درمیان فیصلہ عدل و انصاف کے ساتھ کیا جاتا ہے کیونکہ رسول کی بعثت اتمام حجت ہے پھر کوئی امت عذر پیش نہیں کر سکتی کہ ہمارے پاس کوئی راہ ہدایت دکھانے والا آیا ہی نہ تھا۔

يَا بَنِي آدَمُ سے مراد بین امتہ و رسولؐ ہے کہ باوجود لوگوں کے ظلم و تشدد دعوت حق کو روکنے کے۔ حق فتح مند ہوگا اور باطل نامراد۔

۱۰: ۴۸۔ اَلْوَعْدُ: دھمکی۔ عذاب کا وعدہ۔ اکثر جگہ روز قیامت مراد ہے۔ اسم و مصدر مرفوع معرف باللام ہے۔

۱۰: ۴۹۔ اَجَلٌ۔ مدت مقررہ۔ وقت مُعَيَّن۔

= لَا يَسْتَاخِرُونَ۔ مضارع منفی جمع مذکر غائب۔ وہ دیر نہیں کر سکتے۔ وہ تاخیر نہیں کر سکتے۔

اِسْتَاخِرَ يَسْتَاخِرُ اِسْتِغَاذًا (استفعال) اَخْرَجَ مادہ۔

= لَا يَسْتَعِزُّ مَوْتَ۔ مضارع متقی جمع مذکر غائب۔ اِسْتَعِزُّوا (استفعال) مصدر وہ اول نہیں ہو سکتے۔ وہ آگے نہیں بڑھ سکتے۔ وہ تقدیم (تاخیر) نہ نہیں کر سکتے۔

۵۰:۱۰ = اَزَايَعُكُمْ۔ اس میں بلفظ استفہام تنبیہ کے معنی میں ہے۔ ماضی جمع مذکر حاضر کیا تم نے دیکھا۔ کیا تم نے سوچا۔ کیا تم نے غور کیا۔ بمعنی اَخْبَرُوْنِي ہے (بجلا) مجھے بتاؤ تو یہی = ہیتا۔ رات میں اُپڑنا۔ رات میں سوتے دشمن پر حملہ کرنا۔ شیخون مارنا۔ رات کو آنا۔ جیسے فُجَاءَ مَا يَأْتِي سُبَاتًا اَوْ هُمَ قَاتِلُونَ (۴:۴) پس ایمان پر ہمارا عذاب رات کے وقت (جب کہ وہ سوتے تھے) یا (دن کو) جب وہ قیلولہ (دن کا آرام) کرتے تھے۔

بَيِّنَتْ۔ انسان کا مات کا ٹھکانہ۔ بعد میں مطلق ممکن کے لئے اور مکان کے لئے اسے بَيِّنَتْ دگر کہا جائے گا۔

= مَا ذَا۔ کیا چیز ہے۔ کیلئے یہ۔ اس میں مَا استفہام کے لئے اور ذَا موصولہ ہے گویا یہ مَا اور ذَا سے مرکب ہے۔ بعض اس کو بسیط کہتے ہیں۔ ان کے نزدیک مَا ذَا پورا اسم نہیں ہے یا موصول ہے بمعنی الذی یا پورا استفہام ہے۔ بمعنی کیا۔ کیسے۔ جیسے مَا ذَا اَفْعَلُ۔ تو کیا کرتا ہے لَسْتَ تَسْتَعْجِلُ۔ مضارع واحد مذکر غائب باب استفعال۔ وہ جلدی مانگتا ہے۔ اس میں جلدی چاہتا ہے یہاں جمع کے صیغہ میں استعمال ہوا ہے۔ وہ جلدی مانگ رہے ہیں۔

= مِنْهُ۔ میں ضمیر کا عذاب کے لئے ہے۔ ای من العذاب۔ اس صورت میں مِنْ تعیضہ ہے یعنی عذاب میں سے کچھ۔ یا ضمیر کا مرجع اللہ ہے۔ ای من اللہ۔ اللہ سے جلدی عذاب کی طلب کر رہے ہیں۔

آیت نہا میں اِنَّ اَشْكُمُ عَذَابَهُ ہیتا اَوْ نَهَا ذَا شرط ہے اور جواب شرط محذوف ہے۔ یعنی اگر اللہ کا عذاب تم پر رات کو یا دن کے وقت اُپڑے (تو تم کیا کر سکتے ہو۔

جب حالت یہ ہے کہ کچھ نہیں کر سکیں گے تو مَا ذَا اِسْتَعْجِلُ مِنْهُ الْمُخْرِجُ مَوْتَ تو کس لئے اللہ سے جلدی کا مطالبہ کر رہے ہیں یہ مجرم لوگ

۵۱:۱۰ = اَنْتُمْ اِذَا مَا۔ الف استفہام کے لئے۔ ثُمَّ پھر اِذَا مَا۔ یعنی کب۔ تب = یہ۔ میں ضمیر واحد مذکر غائب کا مرجع اللہ بھی ہو سکتا ہے اور عذاب بھی۔ پھر کیا تم اس

(عذاب) کے واقع ہونے پر ہی ایمان لاؤ گے۔ پھر کیا جب آہی جائے گا تو تم ایمان لاؤ گے۔ اصل میں منکرین اسلام کا عذاب پر ایمان ہی نہ تھا تب ہی تو وہ کہتے تھے، وَ يَقُولُونَ مَتَى

هَذَا الْوَعْدُ إِنَّ كُنْتُمْ صَادِقِينَ (آیت ۴۸) اور اسی لئے وہ اس کی جلدی مچا رہے ہیں (الْأَلْفُ - ہر وہ لمحہ جو ماضی اور مستقبل کے مابین فرض کیا جائے اسے اَلْفُ کہتے ہیں جیسے اَلْفُ أَفْضَلُ كَذَا میں اب کرتا ہوں اَلْفُ کا لفظ ہمیشہ الف لام تعریف کے ساتھ استعمال ہوتا ہے اِنَّ اصل میں اَدَانُ تھا۔ ہمزہ کو حذف کر کے واو کو الف سے بدلا اس کے ساتھ الف لام تعریف کا شامل کر لیا تو اَلْفُ ہو گیا۔ ظرف زمان ہے مبنی برفع۔ معنی اب۔

اَلْأَلْفُ - اَلْأَلْفُ ہے۔ پہلا الف استفہام کے لئے ہے تقدیر کلام یوں ہے و یقال لہم اَلْفُ تُوْ مَنُوْنَ اِی حین وقع العذاب۔ اور ان سے کہا جائے گا کیا تم اب ایمان لاتے ہو۔ حیب مذاہب وقوع پذیر ہو چکا۔

وَقَدْ كُنْتُمْ بِهٖ تَسْتَعْجِلُوْنَ ۝ میں ۶ ضمیر واحد مذکر غائب عذاب کے لئے ہے واو حال ہے حالاً حکم تم اس کی جلدی مچا رہے تھے (اس کے جلدی نازل ہونے کے لئے بیتاب تھے) ۵۲:۱۰ = عَذَابُ الْخُلْدِ - مضاعف مضاعف الیہ۔ لیکن الخلد یہاں مبالغہ کے اظہار کے لئے صفت کے منوں میں استعمال ہوا ہے۔ عَذَابُ الْخُلْدِ دائمی عذاب

= صَلٰ - استفہام انکاری ہے

۵۳:۱۰ = يَسْتَعْجِلُوْكَ - مضارع جمع مذکر غائب استعجلاء (استعجال) مصدر تک ضمیر مفعول واحد مذکر ماضی۔ وہ آپ کے خبر پوچھتے ہیں۔ فَبٰءَ - ہے۔

= اَحَقُّ هُوَ - میں ہو ضمیر کا مریض مذاہب موعود ہے

= اِی۔ ہاں۔ البتہ۔ حرف جواب ہے بمعنی نَعَمْ اور ہمیشہ قسم سے پہلے آتا ہے اور کلام مقدّم کی تحقیق اور توثیق کے لئے وضع کیا گیا ہے۔

= وَرَآیَ اِی وَاللّٰہ - خدا کی قسم۔ بخدا۔

= مُعْجِزٍ - اسم فاعل۔ جمع مذکر۔ عاجز بنا دینے والے۔ ہر اپنے والے۔

(منکرین حشر کا خیال تھا کہ قیامت نہیں آئے گی۔ نہ حشر نہ نشر نہ عذاب نہ ثواب۔ لیکن ہو گا یہ سب کچھ۔ ان چیزوں کے لانے سے وہ اللہ کو روک نہیں سکتے۔ اس کو عاجز نہیں بنا سکتے۔

۱۰:۵۴ = وَتَوَاقَّۃً بَیْکُمْ لَئِنْ فُتِنْتُمْ لَئِنْ فُتِنْتُمْ سے قبل عبارت ممدوف ہے۔ سلسلہ کلام اس طرح ہے اور (آئندہ الا عذاب اس درجہ ہونا کہ ہے اور اس کا وقوع اس قدر یقینی ہے کہ اگر ہر اس شخص کے پاس جس نے ظلم کیا ہے روئے زمین کی دولت بھی ہو تو ضرور اُسے اس عذاب سے بچنے کے لئے قدر میں دیدے۔

== اَسْرَوْا - ماضی جمع مذکر غائب استوائ مصدر - اِفْعَالُ ہے۔ یہ اضداد میں سے ہے
 اَسْرَ کے معنی چھپایا اس نے۔ پوشیدہ رکھا اس نے۔ یا اس نے ظاہر کیا۔
 ابو عبید کہتے ہیں۔ انہوں نے اپنی ندامت اور پشیمانی کا اظہار کیا۔ (الیہ ہوتا ک مذاہب کو
 دیکھ کر ندامت کو چھپانا ناممکن ہے۔ اس وقت صبر اور تصنع سے کام لینا ناممکن ہے)
 اور جنہوں نے اس کو چھپانے اور پوشیدہ رکھنے کے معنوں میں لیا ہے ان کے مطابق،
 قدرتِ امر کی وجہ سے بول نہیں سکیں گے۔ لیکن دل ہی دل میں شرمندہ ہوں گے۔
 == لَمَّا - جیب۔

۵۵:۱۰ == اَلَا - تنبیہ کے لئے ہے۔ سن لو۔ جان لو۔ خبر دار ہو جاؤ۔
 ۵۶:۱۰ == مَوْعِظَةٌ - ام مصدر - نصیحت۔ یعنی قرآن ایسی جامع کتاب ہے جس میں ہر قسم کی نصیحت
 موعظت۔ ادا۔ نواہی۔ توحید وغیرہ مذکور ہے
 ۵۸:۱۰ == قُلْ بِفَضْلِ اللَّهِ وَبِرَحْمَتِهِ فَبِذَلِكَ فَلْيَفْرَحُوا - اے قُل بفضلِ اللہ ورحمتہ
 ان جادتِ ہذا الموعظة من ربکم بهذا لک فلیفرحوا۔

یعنی (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) آپ فرمادیجئے کہ یہ قرآن محض اللہ کے فضل اور اس کی رحمت
 تمہارے رب کی طرف سے نازل ہوا ہے پس چاہئے اس پر خوشیاں منائیں۔
 ذَلِکَ کا اشارہ الیہ الموعظة بھی ہو سکتا ہے (الخازن) یا اس کا اشارہ فضل اور رحمت
 کی طرف ہے۔ امام قرطبی کے قول کے مطابق اہل عرب ذَلِکَ (واحد) کو واحد - تنبیہ اور جمع سب
 لئے استعمال کرتے ہیں۔ (العرب تاتی بذلک الواحد والاثنین والجمع) بحوالہ فی القرآن
 دوسری صورت میں فَبِذَلِكَ فلیفرحوا کا ترجمہ ہو گا۔
 پس چاہئے کہ اس فضل و رحمت ربانی پر خوشیاں منائیں۔
 ہو۔ مزید واحد مذکر غائب کی یا تو قرآن (الموعظة) کے لئے ہے۔ یا اللہ کی طرف سے فضل
 و رحمت کی عطا کے لئے

== یَجْمَعُونَ - مضارع جمع مذکر غائب۔ وہ جمع کرتے ہیں۔ یعنی دنیادی مال و منال کا حصول۔
 ۵۹:۱۰ == قُلْ - اے قُل لکفار مکہ (الخازن) (اے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کفار کہ
 کے کہ دیجئے۔

== اَدَّيْنُ - جھٹلا بتاؤ تو کہی۔ (نیز ملاحظہ ہو ۵۰:۱۰)
 == مَا اَنْزَلَ اللَّهُ - میں ماموصول ہے یعنی جو رزق اللہ تعالیٰ تمہیں دیتا ہے۔

فَجَعَلْنٰمْ تَنۡهَ حَرَامًا وَحَلَٰلًا ۚ۔ تم خود ہی بعض کو حرام اور بعض کو حلال کر دیتے ہو۔ جیسے کہ کفار کا قول تھا۔ وَتَاۡنَاۡسَاۡفِیۡ بُطُوۡنٍ ۚ عَلَیۡہِاۤ اِلۡلَٰعَامٌ خَالِصَۃٌ لِّدَکُوۡرِنَاۡ وَمُحَرَّمٌ عَلَیۡۤ اَزۡوَاجِنَا (۱۳۹:۶) یعنی کافروں نے کہا کہ جو ان مویشی کے پیٹ میں ہے وہ خالصہ ہمارے مردوں کے لئے ہے اور ہماری عورتوں پر حرام ہے۔

تَفْتُوٰت۔ مضامین جمع مذکر حاضر۔ تم جواب دہ ہو، جواب دہ طور پر جواب دہ ہو۔
اِفْتِرَآءٌ (افتعال) سے فَوۡیَ یَفۡوِی فَوۡی (ضَوَب) فَوۡی عَلَیہِ الْکَذِب۔ کسی کے ذمہ جھوٹی بات اور بہتان لگا دینا۔ یعنی معنی باب افتعال سے ہیں۔

۶۰:۱۰۔ مَا ظَنُّۤی الدِّیۡنَ یَفْتُوۡنَ عَلَی اللّٰہِ الْکَذِبَ۔ میں مآ استغفار یہ تو بیخ اور وعید کے لئے آیا ہے۔ مبتداء ظَنُّ مضاف۔ الدِّیۡنَ اسم موصول۔ یَفْتُوۡنَ عَلَی اللّٰہِ الْکَذِبَ حملہ فعلیہ ہو کر صلہ۔ صلہ اور موصول مل کر مضاف الیہ۔ مضاف اور مضاف الیہ مل کر مبتداء کی خبر۔ جو لوگ اللہ تعالیٰ کے خلاف افتراء کا ارتکاب کرتے ہیں کیا خیال ہے اُن کا یوم القیامۃ کے متعلق۔ اِیۡ اَیُّ شَیْءٍ ظَنَمۡ فِی ذٰلِکَ الْیَوْمِ اِنِّیۡ فَاعِلٌ بِہِمۡ۔ کیا خیال ہے ان کا کہ اُس دن میں ان کے ساتھ کیا سلوک کرنے والا ہوں (یعنی وہ اپنے کئے کی سزا بھگت کر رہی رہیں گے) ۶۱:۱۰۔ شَآۡنٌ (شأن مادہ) کے معنی حالت اور اس اتفاقی معاملہ کے ہیں جو کسی کے مناسب حال ہو۔ اس کا اطلاق صرف اہم امور اور حالات پر ہوتا ہے۔

شأن الناس۔ چھوٹی چھوٹی باتوں کے ملنے کی جگہ جس سے انسان کا توام ہے۔ اس کی جمع شُؤنٌ آتی ہے شأنٌ دھندلا۔ فکر۔ حال۔ کسی اہم معاملہ یا مال کو خواہ بُرا ہو یا بھلا۔ شأنٌ کہتے ہیں۔

وَمَا تَشَاۡؤُنَا مِنْۢ فُرۡقَانٍ ۚ مِنْہٗۤ اِیۡنَہٗ وَغَیۡرُہٗ وَامۡدَکَ غَاۡیِبَ شَآۡنٌ کَیۡلَہٗ۔
ابوالبقاء نے اس میں کو اجلیہ کہا ہے یعنی جو اہم کام آپ کر رہے ہیں اور (اس کے ثبوت اور تقویت کے لئے) جو آیات قرآنی آپ پڑھتے ہیں انہیں ہم خوب جانتے ہیں۔ دوسرا مِنْ رَاۡدَہٗ اور فُرۡقَانٍ مفعول پہ ہے

وَمَا تَشَاۡؤُنَا مِنْۢ فُرۡقَانٍ تک خطاب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے اور رَاۡدَہٗ تَعْمَلُوۡنَ مِنْ عَمَلٍ میں خطاب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسرے تمام لوگوں سے ہے یعنی اَنْتُمْ جَمِیۡعًا تم سب۔ (مدارک التنزیل)
شُہُوۡدًا۔ اپنی آنکھوں سے دیکھنے والے۔ حاضرین۔ شَآۡہِدٌ کی جمع ہے بحالت نصب۔

== تَفْصِيْلُ دُرُوتِ فَيَدُ - تم گھنٹے ہو - تم لگتے ہو - تم مصروف ہوتے ہو -

اَحَاَضَ اِنَاءًا کے معنی برتن کو بالباب بھرینے کے ہیں یہاں تک کہ پانی اس سے نیچے گرنے لگے - اسی سے اَحَاَضُوا فِي الْحَدِيثِ کا محاورہ مستعار ہے جس کے معنی باتوں میں مشغول ہونے اور چربا کرنے کے ہیں - چنانچہ قرآن میں ہے لَمَّا كُنْتُمْ فِيْنَا اَضْلَمْتُمْ فِيْهِ (۱۴:۲۴) تو جس بات کا تم چربا کرتے تھے اس کی وجہ سے تم پر نازل ہوتا -

اور جگہ آیا ہے هُوَ اَعْلَمُ بِمَا تَفْصِلُوْنَ فِيْهِ (۸:۴۶) وہ اس گفتگو کو خوب جانتا جو تم اس کے بارہ میں کرتے ہو -

لِهٰذَا اِذْ تَفْصِلُوْنَ فِيْهِ - بمعنی جب تم اس میں مصروف ہوتے ہو

== مَا تَفْزُبُ مَضَارِعَ مَعْنٰی دَامِدُنْكَ غَائِبَ عَزَبَتْ مَصْدَر - (باب نَصْر) غَائِبَ نہیں ہے - چھپا ہوا نہیں ہے - عَزَبَتْ مرد بلا بیوی - یا عورت بلا شوہر

== مِنْ مِثْقَالِ ذَرَّةٍ - میں مِنْ زائد تاکید کے لئے آیا ہے مِثْقَال - اسم مفرد - هموزن - برابر - ثِقْلٌ - بوجھ - وزن - مِثْقَالٌ ذَرَّةٍ - ذرہ برابر -

== كِتَابٌ قَبِيْثٌ - روشن کھلی کتاب - لوح محفوظ -

۶۳:۱۰ == اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كَاَنُوْا يَتَّقُوْنَ - یہ اولیاء اللہ کی صفت ہے -

۶۴:۱۰ == اَلنَّشْرُ - خوشخبری -

== لَا تَبْدِلْ يَلَّ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ - جملہ مترادف ہے - اللہ کے وعدوں میں کوئی تبدیلی نہیں آسکتی حَقِيْقَتٌ - اقوال - وعدے -

== ذٰلِكَ ے مراد - دنیوی و اخروی زندگی کے متعلق بشارت ہے -

۶۵:۱۰ == الْعِزَّةُ - عزت - سرفرازی - قلبہ - قدرت - بزرگی - اِقْبَالَ - عَزَّيْزٌ کا مصدر ہے بلکہ اسم بھی مشتعل ہے -

۶۶:۱۰ == وَمَا يَنْبَغِ الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ شُرَكَاءَ - میں مَا - (۱) نافیہ ہے شُرَكَاءَ مفعول ہے يَذْعُبُوْنَ کا - اور يَنْبَغِ کا مفعول محذوف ہے - اس طرح اس کا ترجمہ ہوگا - وہ لوگ جو اللہ کے سوا دوسروں کو اس کے شریک کے طور پر پکارتے ہیں دراصل کسی حقیقت کا اِبتا نہیں کر رہے -

(۲) دوسری صورت یہ ہو سکتی ہے کہ مَا استغفایر ہے - اور ترجمہ یوں ہوگا - جو لوگ اللہ کو چھوڑ کر دوسروں کو اللہ کا شریک سمجھ کر پکارتے ہیں (آخر) وہ کسی چیز کا اتباع کر رہے ہیں

== اِنْ يَتَّبِعُونَ - میں اِنْ نافیہ ہے اسی طرح اِنْ هُمْ میں بھی اِنْ نافیہ ہے۔

== يَخْرُصُونَ - مضارع جمع مذکر غائب۔ خَرَصَ يَخْرُصُ (باب نصر) وہ اُگل دے گا ہے میں وہ قیاسی باتیں کہہ رہے ہیں۔ اصل میں بروہ بات چونکہ تخمین سے کہی جائے اُسے خَرَصَ کہا جاتا ہے عام اس سے کردہ اندازہ غلط ہو یا صحیح۔

۱۰: ۶۷ = هُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْبَيْلَ لِتَكُونُوا فِيهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا۔

تَسْكُنُوا - سَكَنَ يَسْكُنُ (نصر) سَكُونُ سے مضارع جمع مذکر حاضر۔ تم سکون پذیر ہو۔ تم چین حاصل کرو۔ اصل میں تَسْكُنُونَ تھا۔ لام کے آنے سے فون اعرابی گر گیا۔

مُبْصِرًا - اسم فاعل واحد مذکر حالت نصب۔ اِنصَارٌ مصدر (باب افعال) البصار کے معنی دیکھنا۔ جانتا۔ سمجھنا کے بھی آتے ہیں اور دکھانے اور سمجھانے کے بھی۔

اسی بنا پر مُبْصِرٌ کے معنی دیکھنے والا اور دکھانے والا دونوں ہو سکتے ہیں۔ جو خود روشن ہو وہ بھی مُبْصِر ہے اور جو دوسروں کو داغ اور روشن کرے وہ بھی مُبْصِر ہے

آیت کا ترجمہ ہوگا۔ وہی ہے جس نے تمہارے لئے رات بنائی تاکہ تم اس میں آرام کرو۔ اور (جس نے تمہارے لئے روز روشن دن بنادیا۔

لیکن جب رات کو دن کے مقابلہ میں لایا گیا ہے تو تَسْكُنُوا کے مقابلہ میں دن کے وقت کے لئے تنحرو کا متوقع تھا لیکن اس کو وہاں حذف کیا گیا۔ اسی طرح جب دن کے لئے مُبْصِرًا لایا گیا ہے تو اس کے مقابلہ میں رات کے وقت کے لئے مُظْلِمًا کا استعمال چاہئے تھا جو یہاں محذوف ہے۔ یعنی عبارت یوں ہوتی۔ هُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمْ اَيَّامًا مُّظْلِمًا لِّتَسْكُنُوا فِيهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا لِّتَنْحَرُوا۔ یعنی وہی ہے جس نے رات کو اندھیر دالی بنایا کہ تم (چونکہ عدم روشنی کی وجہ سے اور کوئی کام نہیں کر سکتے تو) اس میں تم آرام کرو۔ اور دن کو روشن بنایا کہ تم اس کی روشنی میں اپنے کاروبار کے لئے جلو بھرو۔

لیکن متن قرآن کے مطابق تَسْكُنُوا کی رعایت سے تنحرو کا اور مُبْصِرًا کی رعایت سے مُظْلِمًا کو ذہن میں لانا مشکل نہیں۔

مُبْصِرًا - یہاں یعنی روشن۔ یا دوسروں کو روشن کرنے والا۔ دیکھنے والا۔ یا دکھانے والا دونوں صحیح ہیں۔ دیکھنے والا کے معنی میں یہ ترکیب ایسی ہے جیسے کہتے ہیں نَهَارًا مَصَادِقًا اس کا دن روزہ رکھتا ہے۔ حالانکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ دن کو روزہ رکھتا ہے۔ فعل کی نسبت فاعل کی طرف کرنے کے ظرف کی طرف کر دی۔ جیسا ہم اردو میں بولتے ہیں ندی بہہ رہی ہے۔ حالانکہ

ندی ظرف مکان ہے۔ اور اپنی جگہ قائم ہے اس میں جو پانی ہے وہ بہہ رہا ہے اسی طرح مُبْصِرًا سے مراد یہ نہیں کہ دن دیکھ رہا ہے بلکہ لوگ دن کے وقت دیکھ رہے ہوتے ہیں
۱۰: ۶۸ = إِنَّ نَافِثَةَ هِيَ مِمَّنْ زَانِدَةٌ ہے تاکید نفی کے لئے آیا ہے
= سُلْطَان - حجت - دلیل - برہان - سند - زور - قوت - حکومت - یہاں بمعنی دلیل اور سند کے مشتمل ہے۔

= بِهَذَا - یعنی اس بیہودہ اور باطل قول کی اِتَّخَذَ اللَّهُ وَلَدًا۔
۱۰: ۷۰ = مَتَاعٌ فِي الدُّنْيَا - فِي الدُّنْيَا متعلق بہ مَتَاعٌ ہے۔ اور یہ مبتدا بھی ہو سکتا ہے اور خبر بھی۔ اگر اے مبتدا لیا جائے تو خبر محذوف مانی جائے گی اور اس کی تقدیر ہوگی۔ لَنْهُمْ مَتَاعٌ فِي الدُّنْيَا۔ ان کے لئے دنیا میں (چند روزہ) ساز و سامان ہے۔ (اس کے مزے اڑائیں) اور اگر مَتَاعٌ کو خبر لیا جائے تو مبتدا کو محذوف مانا جائے گا اور اس کی تقدیر ہوگی اَفْتَرَأَوْهُمْ اَوْحَيَاْتُمْ مَتَاعٌ فِي الدُّنْيَا۔ ان کی بہتان بازی اور ان کی (یہ چند روزہ) زندگی دنیا کا (ای) ساز و سامان ہیں۔

۱۰: ۷۱ = اُنْزِلْ - امر - واحد مذکر حاضر - تو پڑھ - تو تلاوت کر - تِلَادَةٌ سے۔
= مَبَآءُ - خبر - اطلاع۔
= كَبُورٌ عَلَى - گراں گذرنا۔ كَبُورٌ عَلَيْهِ الْاَمْرُ - یہ کام اس کے لئے دشوار ہے۔ اس کے لئے بھاری ہے۔ كَبُورٌ - ماضی واحد مذکر غائب (باب کم) ناگوار ہونا۔
= تَذَكُّرٌ كَبِيرٌ - مضاف مضاف الیہ - میرا نصیحت کرنا۔ میرا سمجھانا۔ تَذَكُّرٌ كَبِيرٌ (تَفْعِيلٌ) مصدر
ذِكْرٌ مَادَّة۔

= عُمَّةٌ - تاریک - مشیتہ - مبہم - دشوار - پوشیدہ۔
اَلْعُمَّةُ کے بنیادی معنی ہیں کسی چیز کو چھپا لینا۔ اسی طرح بادل کو الْعَمَامُ کہتے ہیں کہ وہ سورج کی روشنی کو ڈھانپ لیتا ہے۔ ثُمَّ لَا يَكُنْ اَمْرُكُمْ عَلَیْكُمْ عُمَّةٌ - پھر تمہارا معاملہ تم پر مشتبہ نہ ہے۔ یعنی اس کا کوئی پہلو تم پر پوشیدہ نہ رہ جائے جو بعد میں تمہارے لئے قلوبہ واضع اب کا باعث ہو۔

= اِفْضُوا اِلَیَّ - تم کر گزرو۔ تم فیصلہ کر لو۔ فَضَاءٌ سے امر کا صیغہ۔ جمع مذکر حاضر۔
= لَا تُنْظِرُون - تم مجھے ڈھیل نہ دو۔ تم مجھے مہلت نہ دو۔ اِنْظَارٌ سے مضارع منفی جمع مذکر حاضر
ی ضمیر واحد مکمل محذوف ہے۔

= مَقَارِئُ۔ اس کے مندرجہ ذیل معانی ہو سکتے ہیں

۱۔ اس کے کنایہ ”نفس“ مراد ہے۔ جیسے قرآن میں ہے وَلَمِنَ خَاتٍ مَقَامٍ رَئِيَةٍ (۲۶:۵۵) ای خات رہہ۔

۲۔ بمعنی مکئی۔ میرا (تہائے درمیان) رہنا۔

۳۔ ای قیامی علی الدعوة میرا دعوت دینے کے لئے کھڑا ہونا۔

۴۔ مقام کے معنی عزت کا مقام۔ مذکورہ بالا جملہ وَلَمِنَ خَاتٍ مَقَامٍ رَئِيَةٍ یعنی تم پر میرا عزت کا مقام گراں گندتا ہے۔

اس آیت میں اِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكُمْ مَقَارِئُ وَكَذٰلِكَ يَزِيْزُ بَايَاتِ اللّٰهِ شرط ہے اور فَعَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ جواب شرط ہے اور فَاجْمَعُوْا اَمْرَكُمْ وَشُرَكَاءَكُمْ جواب شرط پر مفعول یا فَعَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ جملہ معترضہ ہو سکتا ہے اور فَاجْمَعُوْا اَمْرَكُمْ وَشُرَكَاءَكُمْ جواب شرط ہے۔ اَمْرَكُمْ مضاف مضاف الیہ ہو کر اجتمعوا کا مفعول ہے اور شُرَكَاءَكُمْ کا عطف اَمْرَكُمْ پر ہے اور مفعول معطوف ہے۔

۱۰:۴۲ = فَاِنْ۔ بایں ہر اگر۔ اگر پھر بھی۔

= تَوَكَّلْتُ۔ تم بھرتے ہو۔ تم منہ موڑتے ہو۔ مضامین جمع مذکر حاضر۔ تَوَكَّلْتُ سے۔

۱۰:۴۲ = خَلَفْتُ۔ خلیفہ کی جمع۔ جانشین۔ قائم مقام۔ نائب (یعنی ہم نے ان لوگوں کو جو حضرت نوح علیہ السلام کے ہمراہ کشتی میں بچائے گئے ہلاک ہوئے والوں کے بعد زمین پر خلیفہ بنادیا) = اَلْمُعْتَدِیْنَ۔ اسم مفعول۔ جمع مذکر۔ وہ لوگ جن کو نافرمانی اور سرکشی کی سزا سے ڈرایا گیا۔ ڈرائے جانے والے۔

۱۰:۴۳ = فَمَا كَانُوا لِيُؤْمِنُوْا بِمَا كَذَّبُوْا بِهٖ مِنْ قَبْلُ۔ پس نہ ہوئے وہ کہ ایمان لادیں اس پر کہ جس کو وہ جھٹلا چکے تھے (یعنی ان قوموں نے بھی اپنے پیغمبروں کی طرح بیانات (روشن دلائل) کا انکار ہی کیا)

= اَلْمُعْتَدِیْنَ۔ اسم فاعل۔ جمع مذکر منصوب اِعْتَدَا (اِفْتَعَالُ) سے۔ حق سے ہٹنے والے مدے تجاوز کرنے والے۔ اَلْمُعْتَدِیْنَ۔ اسے کہتے ہیں جو اپنے نفس کی خواہش کی تعمیل میں حق و انصاف کی حدود سے تجاوز کر جائے۔

الاعتداء معناه تجاوز حدود الحق والعدل اتباعاً لمهوى النفس وشهو

۱۰: ۷۵ = مَلَدٌ - معاف مضاف الیہ اس کے سرداروں کی جماعت۔

اَلْمَلَدُ - اسم جمع۔ سرداروں کی اور بڑے لوگوں کی جماعت۔ سرداران قوم کی جماعت۔
مَلَدٌ سے مشتق ہے۔ مَلَدٌ يَمْلُو (نَصْر) مَلَدٌ مَلَدٌ - بھرنا۔ اَلْمَلَدُ - وہ مقدار جس سے برتن بھر جائے۔ قرآن میں ہے فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْ اَحَدِهِمْ مِلُّ الدُّنْيَا ذَهَبًا
(۹۱: ۳) سو ان میں سے کسی کا زمین بھر سونا بھی قبول نہ کیا جائیگا۔

اَلْمَلَدُ - وہ جماعت جو کسی امر پر مجتمع ہو تو نظروں کو ظاہری حسن و جمال سے اور نفوس کو
ہیبت و جلال سے بھرے

۱۰: ۷۷ = اَلْقَوْلُ لَوْ تِلْكَ لَمَّا جَاءَكُمْ۔ کیا تم حق کے متعلق ایسی باتیں کہتے ہو جب وہ
(یعنی حق) تمہارے سامنے ہے۔

۱۰: ۷۸ = تَلْفِئَةً۔ کہ توہم کو پھیرے۔ لَفَتٌ يَلْفِئُ (ضرب) لَفَتٌ سے واحد مذکر حاضر۔ نَا
ضمیر مفعول جمع متکلم۔
= هَمًّا - عَنَّا

= تَكْوِنٌ - ای تَكْوَنٌ - یعنی اس لئے کہ اس سرزمین مصر میں تم دونوں کی سرداری ہو جائے
۱۰: ۷۹ = اِشْتَوَيْنَا - میرے پاس لاؤ۔ اس میں تون وقایہ ہے اور یاضیرواحد متکلم کی۔
= مَسَاحِرَ عَلَيْنَا - ماہر جادوگر۔

۱۰: ۸۰ = اَنَعُوْا۔ تم ڈالو اِنْعَاؤُ سے امر جمع مذکر حاضر۔ مَخْوُوفٌ اسم فاعل جمع مذکر۔ ڈالنے والے ابو
۱۰: ۸۱ = اَنَعُوْا ماضی جمع مذکر غائب۔ انہوں نے ڈالا۔

= مَا جِئْتُمْ بِهِ السِّحْرُ - یعنی جادو وہ نہیں جو میں لایا ہوں بلکہ جادو وہ ہے جو تم پیش کر رہے ہو
= سَيِّطِلُهُ۔ سَيِّطِلُهُ اَوْ سَيِّطِلُهُ بِطَلَانَةٍ - یعنی اس کو سدا لگایا اس کا بطلان (جھوٹ)
ظاہر کر دیا۔

= لَا يُصْلِحُ - مضارع منفی واحد مذکر غائب۔ وہ نہیں سنوارتا۔ وہ تقویت نہیں دیتا۔ لَا يَقْوِيهِ
(بیضادی)

۱۰: ۸۲ = يَكْلُمُهُ۔ اپنے احکام سے۔ اپنے ارشادات سے۔ اپنے دلائل قطعیہ سے۔

= فَمَا اٰمَنَ - مَآ نَافِہ ہے اور اٰمَنَ - اٰیْمَانٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ہے
= ذَرِيَّتَهُ۔ اَلذَّرِيَّةُ کے اصل معنی اچھوٹی اولاد کے ہیں۔ مگر عرف عام میں مطلق اولاد پر یہ
لفظ بولا جاتا ہے اصل میں یہ لفظ جمع ہے لیکن واحد اور جمع دونوں کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

یہ کس مادہ سے مشتق ہے اس میں علمائے لغت کا اختلاف ہے!

ذُرَّۃً - ذُرَّۃً - ذُرَّۃً اس کے مصادر بیان کئے گئے ہیں۔

یہاں ذُرَّۃً سے مراد چھوٹی اولاد (نوجوان) لیا گیا ہے۔ اس کی چند وجوہات ہیں۔

۱۔ بالکل چھوٹے بچوں کا ایمان لانا نہ لانا کوئی معنی نہیں رکھتا۔ کیونکہ وہ اتنا شعور ہی نہیں رکھتے۔ نوجوان اس

یہاں مراد لیا گیا ہے کہ ان کے اس فعل سے جو دروسری جانب سے ظلم و ستم و عذاب و عتاب کا طوفان اٹھ کھڑا ہونے کا ڈر تھا اس کا مقابلہ جو ان خون ہی کر سکتا ہے یوڑے اس کی تاب نہیں لاسکتے۔

اور اس کی مثال رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی سے بھی ملتی ہے کہ آپ کی دعوت حق پر پہلے پہل جو اصحاب ایمان لائے تھے وہ سب نوجوان ہی تھے۔ حضرت علی بن ابیطالب حضرت جعفر طیار حضرت زبیر حضرت طلحہ حضرت سعد بن ابی وقاص حضرت مصعب بن عمیر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہم یہ تمام حضرات قبول اسلام کے وقت ۲۰ سال سے کم عمر کے تھے۔

ابتدائی مسلمانوں میں صرف حضرت عبیدہ بن حارث ہی ایسے تھے جو کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ عمر کے تھے۔ اس لئے یہاں ذُرَّۃً سے مراد نوجوان لینا ہی صحیح ہے۔

۲۔ قَوْمِہ میں ۴ ضمیر کا مرجع کون ہے اس کے متعلق بھی مختلف اقوال ہیں۔

۱۔ بعض کہتے ہیں کہ اس کا مرجع فرعون ہے کیونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم بنی اسرائیل تو ساری کی ساری ان ہمایوں لاکچی تھی اور ان کی نبوت و رسالت کو ماننے تھی اس لئے چند نوجوانوں کا ایمان لانا حضرت موسیٰ کی قوم کی منسوب نہیں کیا جاسکتا۔ البتہ فرعون کی قوم سے چند اشخاص نے حضرت موسیٰ پر ایمان لایا تھا۔ مثلاً حضرت بی بی آسیہ رضی اللہ عنہا (فرعون کی بیوی) فرعون کا خزانچی۔ اس کی بیوی اور چند جادوگر جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کا معجزہ دیکھ کر ایمان لے آئے تھے۔

لیکن اگر قرآن کریم کے الفاظ پر غور کیا جائے تو ان کا یہ استدلال چنداں وزنی نہیں ہے

علماء ادب کی تحقیق کے مطابق اگر ائمتہ کا صلب ہو تو اس کے معنی کسی پر ایمان لانا اور اس کی تصدیق کرنا ہوتا ہے۔ اور اگر اس کا صلب ہو تو پھر اس کا معنی اطاعت و انقیاد کے ہوتے ہیں یعنی کسی کی بات ماننا اور اس کے کہے پر چلنا اور عمل کرنا۔ یہاں ائمتہ کا صلب نہیں ہے کہ بنی اسرائیل کی اکثریت کا کفر ثابت ہو بلکہ ائمتہ کی استعمال ہوا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اگرچہ حضرت موسیٰ کی رسالت کو مانتے تھے لیکن اس معرکہ حق و باطل میں آپ کا ساتھ دے کر فرعون اور اس کی قوم کے ظلم و ستم کا سامنا کرنا نہیں چاہتے تھے

(۲) دوسرا گروہ کہتا ہے کہ اس کا مرجع موسیٰ ہے اس کی ایک وجہ تو وہی ہے جو اوپر بیان ہو چکی

اور دوسری یہ کہ ضمیر ہمیشہ قریب ترک کی طرف راجع ہوتی ہے اور یہاں قریب تر مؤنسی کا لفظ ہے ذکرِ عزوت کا۔

== مَلَا يَهْمُ۔ ان کے سرداران۔ ان کے سرداروں کی جماعت۔ مضاف مضاف الیہ۔ اس میں ھم ضمیر کا مرجع کون ہے اس کی تین صورتیں ہیں۔

(۱) ھم کا مرجع ذُرِّيَّةٌ ہے اور یہاں مراد خود بنی اسرائیل کے وہ نوجوان ہیں جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پیروی میں کھلم کھلا آگے آگئے تھے وہ اپنے سرداران یعنی بڑے بڑوں سے ڈرتے تھے کہ ان کے بڑے حضرت موسیٰ کو مالتے تھے لیکن کھل کر سامنے آنے سے فرعون کے ظلم و عتاب سے بچنے کے لئے گریز کرتے تھے۔ اور انہیں یہ غم تھا کہ ان کے نوجوانوں کی دیدہ دلیری سے کہیں ساری قوم مورد عتاب نہ ہو جائے اس لئے وہ اپنے نوجوانوں کے اس اقدام پر خوش نہ تھے اور ان کو سختی سے روکتے تھے۔

(۲) اس کا مرجع فرعون ہے اور فرعون کے لئے ضمیر جمع لانے کی دو وجوہات ہیں۔

۱۔ فرعون کے لئے جمع کی ضمیر اس کی عظمت کے اظہار کے لئے ہے

۲۔ فرعون سے مراد آل فرعون ہے جیسے ربیعہ اور مفرقیلے کے افراد اپنے سرداروں کے نام سے پکائے جاتے ہیں۔ اسی طرح یہاں ھم سے مراد آل فرعون ہے۔

== يَفْتِنُهُ۔ مضارع واحد مذكر غائب فَتَنٌ سے اَنْ کے عمل کی وجہ سے منصوب ہے ھم ضمیر مفعول۔ اَلْفَتَنُ کے اصل معنی سونے کو آگ میں گلانے کے ہیں تاکہ اس کا کھرا کھوٹا ہونا معلوم ہو سکے۔ اس لحاظ سے کسی انسان کو آگ میں ڈالنے کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے۔

مثلاً يَوْمَ ھم عَلَى النَّارِ يَفْتَنُونَ (۱۳: ۵۱)۔ اس دن جب ان کو آگ میں الٹا سیدھا کیا جائے گا۔ اس کا اطلاق نفسِ عذاب پر بھی ہوتا ہے۔ جیسے ذُقُوا اِنْشَقَكُمُ (۱۳: ۵۱) اپنی خواتین کا مزہ مکھو۔ یعنی عذاب کا مزہ مکھو۔

یہ لفظ قرآن میں متعدد معانی میں استعمال ہوا ہے۔ آزمائش، مصیبت، فساد، تختہ مشق، عیسیت وغیرہ۔

اَنْ يَفْتِنَهُ۔ میں یَفْتِنُ صیغہ واحد مذكر غائب استعمال ہوا ہے۔ اس کا فاعل یا تو

۱۔ فرعون ہے اور صیغہ جمع اس لئے نہیں لایا گیا کہ سردارانِ فرعون بھی اس کے تابع امر تھے (عائذ) یا ۲۔ فِرْعَوْنٌ وَمَلَا يَهْمُ ہے جیسا کہ عبداللہ یوسف علی نے اپنے ترجمہ میں استعمال کیا ہے کہ وہ انہیں کسی عذاب میں مبتلا نہ کر دیں۔

== عَلِيٍّ - سرکش - منکبر - غالب - عَلُوٌّ سے صیغہ اسم فاعل واحد مذکر - عَلِيٍّ اصل میں عَلَاؤ تھا۔ اوپر پہنچے ہوئے ہو کر گر گیا۔ کیونکہ جو او اسم فاعل میں کلمہ کے آخر میں ہو اور اس کا ماقبل مکسور ہو وہی ہو کر گر پڑتا ہے۔

== مُسْرِفِينَ - اسم فاعل جمع مذکر - اسْتِرَافٌ مصدر - حد اعتدال سے یا حد مقرر سے بڑھنے والے بیجا صرف کرنے والے۔

۸۴:۱۰ = يَنْقُومِ - اے میری قوم - یہاں قوم سے مراد وہ نوجوان ہیں جو آیہ ماقبل میں بالفاظ ذُرِّيَّةٍ مِّنْ قَوْمِهِ - مذکور ہیں۔

۸۵:۱۰ = فِتْنَةً - تختہ مفق - ملاحظہ ہو آیہ ماقبل يَفْتِنَهُ۔

۸۶:۱۰ = تَبَوَّأَ - مضارع تثنیہ مذکر حاضر - تم دونوں ٹھہراؤ - تم دونوں اتارو - تم دونوں جگہ تیار کرو تَبَوَّأَ (تَفَعَّلَ)

== قِبْلَةً - کعبہ کا رخ جو نماز میں سامنے ہوتا ہے - سامنے کا رخ - جیسے اَيْنَ قِبْلَتِكَ - تمہارا رخ کہہ کر کہہ ہے - جو چیز منہ کے سامنے ہو اسے بھی قبلہ کہتے ہیں - نماز پڑھنے والے کے سامنے کعبہ ہوتا ہے اس لئے اسے بھی قبلہ کہتے ہیں۔

اصل لغت میں القبلہ بالمقابل آدمی کی حالت کو کہا جاتا ہے جیسے جِلْسَةٌ و قُعْدَةٌ - عرف میں اس جہت کو قبلہ کہا جاتا ہے جس کی طرف متوجہ ہو کر نماز پڑھی جاتی ہے۔

یہاں قبلہ سے مراد نماز کا مقام ہے فرعون نے چونکہ نماز پڑھنے کی ممانعت کر دی تھی اس لئے بنی اسرائیل کو حکم دیا گیا کہ اپنے گھروں ہی کو مقام نماز بنالو - اور وہاں نماز پڑھا کرو۔

اس آیت میں تثنیہ کی ضمیر حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہما السلام کی طرف راجع ہے پھر جمع کی ضمیر ہے جس میں تمام قوم شامل ہے - اور پھر تثنیہ میں ضمیر واحد ہے جو حضرت موسیٰ کی طرف راجع ہے۔

== يَصْطَلُوا - میں لام تعلیل کا ہے - یہ اس لئے کہ وہ گمراہ کریں۔

۸۸:۱۰ = اِطْعِمْنِي - امر واحد مذکر حاضر - تو مٹائے ظمئ سے ٹھوکرنا - مٹا دینا۔

اِطْعِمْنِي عَلَى اَمْوَالِهِمْ - ان کے مال تباه کر دے - ان کے مال غارت کر دے - جیسے قرآن میں ہے وَاِذَا النُّجُومُ طَلَعَتْ - جب تارے مٹائے جائیں گے - يَا دُلُوءُ نَشَاءُ طَعْمَنَا عَلٰى اَعْيُنِهِمْ - (۶۶:۳۶) - اور اگر ہم چاہیں تو ان کی آنکھوں کی روشنی کو مٹا دیں۔

== اُسْتَكْذَرُ - امر واحد مذکر حاضر - تو سخت کر دے - شَدَّ سے (باب نصر - ضرب، توران کے

دلوں پر) مہر لگائے۔

ترجمہ آیت ۱۔ اور موسیٰ (علیہ السلام) نے کہا اے ہمارے پروردگار! تو نے فرعون اور اس کے سرداروں کو اس دنیوی زندگی میں سامانِ آسائش اور مال و دولت اتنے رکھے ہیں اے ہمارے پروردگار کہ یہ اس لئے لے لکھے ہیں کہ وہ لوگوں کی تیری راہ سے گمراہ کرتے پھریں۔ (وَدَيْنَا اٰطِمٰنًۭی..... عَلٰی خَلْقِہِمْ جِلْدَ دَعَاۃِہٖہٗ کَافِرُوں کے لئے بددعا ہے) اے ہمارے پروردگار ان کے اموال کو تباہ کر دے اور ان کے دلوں کو سخت کر دے (ان پر مہریں لگائے)۔ (فَلَا یُؤْمِنُوْا..... اَیْمًۭیہٗم جَوَابِ دَعَاۃِہٖم) تاکہ جب تک وہ عذابِ دردناک نہ دیکھ لیں وہ ایمان نہ لائیں۔ (یعنی ایمان کی دولت اب ان کو آسانی سے میرے آسکے بلکہ اس سے پیشتر وہ کئے کی خاطر خواہ سزا بصورت عذاب الیم چکھ نہ لیں) ۸۹:۱۰ = اِسْتَقِیْنَا۔ امر ثنیدہ مذکر حاضر۔ تم دونوں ثابت قدم رہو۔ استقامت سے (باب

استفعال)

لَا تَتَّبِعْ۔ فعل نہی تنثیہ مذکر حاضر۔ بانون ثقیلہ اِتِّبَاعُ مصدر (افتعال) تم دونوں ہرگز پیروی نہ کرنا۔ تم دونوں ہرگز اتباع نہ کرنا۔

۹۰:۱۰ = جَوَزْنَا۔ ماضی جمع متکلم مُجَادَزَۃً (مُعَاوَلَۃً) سے ہم نے پار کر دیا = اَذْرَکَ۔ اس نے اس کو پایا۔ اَذْرَکَ سے جس کے معنی کسی شے کو پوری طرح پالینے کے ہیں۔ ماضی واحد مذکر غائب کا ضمیر کامر جمع فرعون ہے = اَلْعَرَقُ۔ اسم فعل۔ ڈوبنا۔ غرقابی۔

اَذْرَکَ اَلْعَرَقُ۔ جب غرقابی نے اس کو اچھی طرح آیا۔ یعنی جب اس کا غرق ہو جانا یقینی ہو گیا۔

۹۱:۱۰ = اَلنُّنُ۔ اصل میں اَلنُّنُ تھا۔ اِسْتَقْبَامُ انکار و تنبیح کے لئے ہے اسم ظرف زمان ہے۔ اس کا عامل محذوف ہے۔ گویا عبارت کی تقدیر یوں ہے اَلْکُوْمِیْنِ اَلنُّنُ (حِیْنَ یَلْسُنُ مِنَ الْحَیَاتِ) کیا اب ایمان لاتے ہو جب زندگی سے بالکل مایوس ہو گئے ہو۔ (اور موت سامنے دکھائی دے رہی ہے)

۹۲:۱۰ = نَذَّیْنٰکَ بِسَدِّ نَکَ۔ ہم تیرے بدن کو بچالیں گے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں جو فرعون مصر میں حکمران تھا۔ وہ رومیس ثانی (Ramesses II) تھا جس کی لاش حنوط کی شکل میں مصر کی حنوط شدہ لاشوں میں دریافت ہوئی ہے (انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا۔ زیر عنوان ممی)

۱۰:۹۳۔ بَوَانَا۔ ہم نے جگہ دی۔ ہم نے مناسب مقام تیار کیا۔ ہم نے بھڑنے کی جگہ تیار کی۔ (ملاحظہ ہو ۱۰:۸۷) مَبَوِيَّةٌ سے مامنی جمع مکمل۔ مَبَوَا۔ اسم ظرف۔ بھڑنے کی جگہ ممکن۔ بَوَاءُ اس جگہ کو کہتے ہیں جو ہموار ہو اور اس کے کچھ اجزاء اوپر نیچے نہ ہوں۔

== صِدْق۔ راستی۔ سچائی۔ نام نیک۔ سچی بات۔ عمدہ۔ پسندیدہ۔ صَدَقَ يَصْدُقُ کا مصدر ہے اس کے معنی لغت میں سچ کہنے اور سچ کر دکھانے کے ہیں۔ اور چونکہ یہ ذکر خیر کا سبب اس لئے مجازاً نیک نام۔ ثناء اور ذکر خیر کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔

الصِّدْقُ۔ اَلْكَيْدُ کی ضد ہے۔ اصل میں یہ دونوں قول کے متعلق استعمال ہوتے ہیں۔ خواہ اس کا تعلق زمانہ ماضی کے ساتھ ہو یا زمانہ مستقبل کے ساتھ۔ وعدہ کی قبیل سے ہو یا وعدہ کی قبیل سے نہ ہو۔ الغرض یہ بالذات قول ہی کے متعلق استعمال ہوتے ہیں پھر قول میں بھی صرف خیر کے لئے آتے ہیں دیگر اصناف کلام میں استعمال نہیں ہوتے۔ اسی لئے ارشاد ہے۔ وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللَّهِ قِيلًا۔ (۱۲۲:۴) اور خدا سے زیادہ بات کا سچا کون ہو سکتا ہے؟ يَا اِنَّهٗ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ (۵۴:۱۹) وہ وعدے کا سچا تھا۔

نیز ہر وہ فعل جو ظاہر و باطن کے اعتبار سے فضیلت کے ساتھ متصف ہو اسے صدق سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اس بنا پر ایسے فعل کو صدق کی طرف مضاف کیا جاتا ہے جیسے
 (۱) فِي مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِكٍ مُّقْتَدِرٍ (۵۴:۵۴) یعنی سچے مقام میں ہر طرح کی قدرت رکھنے والے بادشاہ کی بارگاہ میں۔

(۲) اَنْ لَّمْ يَكُنْ مَدَامَ صِدْقٍ عِنْدَ رَبِّهِمْ (۱۲:۱۰) ان کے پروردگار کے ہاں ان کا سچا درجہ ہے۔

(۳) اَدْخِلْنِيْ مَدْخَلَ صِدْقٍ (۸۰:۱۷) مجھے داخل کر اچھا داخل کرنا۔ یعنی میرا داخلہ اچھی طرح ہو۔

۱۴۔ وَ لَقَدْ بَوَانَا بَنِيْ اِسْرٰٓئِيْلَ مُبَوَاً صِدْقٍ۔ ہم نے بنی اسرائیل کو بہترین ٹھکانہ عطا مَبَوَاً۔ مضاف۔ صِدْقٍ مضاف الیہ۔ مَبَوَاً صَالِحًا۔ (ایک اچھا ٹھکانہ)

== اَلْعِلْمُ۔ سے مراد را، تورات ہے۔ اور اختلاف سے مراد وہ اختلافات ہیں جو تورات کے مندرجات کی تائید میں ان میں پیدا ہو گئے۔ اور نتیجہ وہ کئی فرقوں میں بٹ گئے تفہیم القرآن۔ مدارک التنزیل

۲۲ قرآن ہے۔ اور اختلاف سے مراد یہاں بنی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق اختلاف ہے

بعض تورات میں مذکور نشانیوں کی بناء پر صحیح تادیل کرتے ہوئے قرآن اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آئے اور بعض نے بغض و حسد کی بناء پر انکار کر دیا۔ (المازان)
۹۵: ۱۰ = تَكُونُ نَجًّا - مضامع واحد مذکر حاضر۔ بانون تقييد۔

لَا تَكُونُ نَجًّا - فعل ہی واحد مذکر حاضر بانون تقييد۔ توہرگز نہ ہو۔

۹۶: ۱۰ = حَقَّتْ عَلَيْهِمْ كَلِمَتُكَ ذِيكَ - کے لفظی معنی ہیں جن پر تیرے رب کا کلمہ ثابت ہو چکا ہے۔ کلمہ بمعنی کلام۔ بات۔ حکم۔ اور یہاں کلمہ رب کے کیا مراد ہے۔ مختلف مفسرین نے اس کے مختلف معانی لئے ہیں۔

ان پر حق کی حجت قائم ہو چکی ہے (ابن کثیر)

جن پر تیرے رب کا قول راست آگیا ہے۔ یعنی یہ قول کہ جو لوگ حق کے طالب نہیں ہوئے وہ اپنے دلوں پر مند۔ تعصب اور ہٹ دھرمی کے قفل چڑھائے رکھتے ہیں (تفہیم القرآن)
جن پر تیرے اللہ کا فرمان صادق آگیا (یعنی اس کا یہ قانون کہ جو انکھیں بند کر لے گا اسے کچھ نظر نہیں آئے گا) (ترجمان القرآن)

تیرے رب کا حکم یعنی خلقت مخلوق للہ ان پر راست آگیا (المازان)

اس کا وہ قول جو لوح محفوظ میں لکھا ہوا ہے۔ یا اس کا یہ قول وَلَكِنْ حَقَّ الْقَوْلُ مِنِّي لَأَمْلِكَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ۝ (مدارک التزئیل) (۱۳: ۲۲)

۹۷: ۱۰ = لَا يُؤْمِنُونَ بِرُؤْفَتِي ۖ هُمْ يَكْفُرُونَ - عبارت یوں ہے۔ لَا يُؤْمِنُونَ وَكُذِّبَتْهُمْ عَنْ آيَةٍ - اگرچہ ان کے پاس ساری نشانیاں آجائیں وہ ایمان نہیں لائیں گے (حق کی وہ دردناک عذاب میں اپنے آپ کو گھرا ہوا پائیں گے اس وقت ان کا ایمان ان کو نفع بخش نہ ہوگا)
۹۸: ۱۰ = قَوْلًا كَانَتْ قُرْيَةُ ۖ اٰمَنَتْ فَنَفَعَهَا اِيْمَانُهَا اِلَّا قَوْمُ يٰؤُسُ -
قَوْلًا کے دو صورتیں ہیں۔

۱) قَوْلًا نافیہ ہے اور قَوْلًا کانت قُرْيَةُ - بمعنی مِمَّا كَانَتْ قُرْيَةُ ہے (کوئی بھی بستی ایسی نہ ہوئی) یہ ہرودی کا قول ہے۔

۲) قَوْلًا استغماۃ ہے۔ اور معنی ھَلَّا - برائے سرزنش اور توبیخ کے استعمال ہوا ہے۔

یعنی کیوں نہ کوئی بستی ایمان لائی کہ اس کا ایمان اس کے لئے نفع بخش ہوتا (اور وہ عذاب بچ جاتی)

اِلَّا حَرْف استثناء ہے قَوْمُ يٰؤُسُ مستثنیٰ۔ اس میں مستثنیٰ کی دو صورتیں ہیں۔

۱) مستثنیٰ متصل - ۲) مستثنیٰ منقطع۔

مستثنیٰ متصل وہ ہے جو مستثنیٰ مذ کی جنس سے ہو۔ جیسے جَاءَ فِي الْعَوْمِ إِلَّا زَيْدٌ۔ زید قوم میں داخل تھا۔ لیکن إِلَّا سے قوم سے الگ (مستثنیٰ) ہو گیا۔ پس قوم مستثنیٰ مذ ہے۔
مستثنیٰ منقطع وہ ہے جو مستثنیٰ مذ کی جنس سے نہ ہو۔ جیسے فَجَدَّ الْمَلَكَةُ إِلَّا إِبْلِيسَ یہاں ابلیس ملائکہ کی جنس سے نہ تھا۔ بلکہ وہ جنوں میں سے تھا۔

۱۔ قَوْمٌ يُونُسُ۔ مستثنیٰ متصل اس صورت میں ہے کہ قریر میں بھی افراد قوم ہی بستے ہیں۔ لہذا قوم یونس اور باشندگان قریر ایک ہی جنس سے ہیں۔

۲۔ مستثنیٰ منقطع۔ اس لحاظ سے ہے کہ قریر اور قوم لفظی لحاظ سے ایک جنس نہیں ہیں۔
ابن عطیہ کا قول ہے کہ لفظی لحاظ سے یہ استثناء منقطع ہے لیکن معنوی لحاظ سے مستثنیٰ متصل ہے کیونکہ تقدیر عبارت یوں ہے مَا آمَنَ مِنْ أَهْلِ قَرْيَةٍ إِلَّا قَوْمٌ يُونُسُ۔
(کسی بستی کے بسنے والے ایمان نہ لائے بجز قوم یونس کے)

= كَشَفْنَا عَنْهُمْ۔ ماضی جمع متکلم۔ ہم نے ان سے دور کر دیا۔ ہٹا دیا۔

= عَذَابُ الْخِزْيِ۔ مضاف مضاف الیہ۔ رسوا کن عذاب۔

= مَتَّعْنَاهُمْ ماضی جمع متکلم۔ ہُنَّ ضمیر مفعول جمع مذکر غائب۔ ہم نے ان کو مال و متاع دے کر بہرہ مند کیا۔

۹۹:۱۰ = أَفَأَنْتَ مُكْرِمٌ۔ ۲۔ استفہامیہ۔ فَ مقدّر عبارت پر دلالت کرتی ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ چاہتے تو روئے زمین پر سب کے سب ایمان لے آتے لیکن مشیتِ ایزدی یہ نہیں ہے تو کیا آپ) مُكْرِمٌ مضارع واحد مذکر حاضر۔ (باب افعال) اَكْرَمَ سے۔ تو ان کو مجبور کر لیا یا تو ان سے زبردستی کرے گا (جب تک وہ مومن بن جاویں)

۱۰:۱۰ = يَجْعَلُ الرِّجْسَ۔ الرِّجْسُ۔ کے اصل معنی ناپاک۔ نجس۔ پلید۔ اور گندہ کے ہیں۔ جیسے أَوْلَحَمَةٍ خِزْيَرٍ فَإِنَّهُ رِجْسٌ (۱۶: ۴۵) یا سورہ گوشت کہ یہ چیزیں بیشک ناپاک ہیں۔

وَيَجْعَلُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِينَ لَا يَعْقِلُونَ۔ اور خدا (شرک و کفر کی) نجاست انہیں لوگوں پر ڈالتا ہے جو (دلائل و حدانیت میں) عقل کو کام میں نہیں لاتے۔

۱۰:۱۰ = اُنْظُرُوا۔ نَظَرٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ تم دیکھو۔ تم غور کرو۔

= مَا ذَا کی مندرجہ ذیل صورتیں ہیں۔

(۱) اسم جنس ہے (۲) موصول ہے اور الَّذِی کا ہم معنی ہے (۳) مَا استفہامیہ ہے اور ذَا موصول ہے (۴) مَا استفہامیہ ہے اور ذَا اسم اشارہ ہے (۵) ذَا اسم اشارہ اور مَا زائدہ ہے (۶) مَا استفہامیہ اور ذَا زائدہ ہے۔

مَا ذَا۔ کیا۔ مَا ذَا اَفْعَلْ تو کیا کر رہا ہے۔ لِمَا ذَا حِثُّ تو کیسے آیا۔ کس لئے آیا
= یَسْئَلُوْكَ مَا ذَا یُنْبِیْئُوْنَ (۲۱۹:۲) تم سے پوچھتے ہیں کہ وہ کیا خبری کریں۔
یہاں آیہ میں ذَا بمعنی الَّذِی آیا ہے۔

= مَا لَنُنٰی۔ مَا نافیہ ہے۔

التَّنْذِرُ۔ مذہب کی جمع ہے ڈرائیوالے۔ یعنی رسول۔ پیغمبران۔ اور اگر التَّنْذِرُ بمعنی مصدر ہو تو بمعنی اِیْذَار (ڈرانا۔ تنبیہ کرنا) یعنی جو لوگ ایمان لانا ہی نہیں چاہتے ان کو (اللہ کی) آیات اور رسول (یا اس کی تنبیہیں) کچھ بھی نفع نہیں پہنچاتے۔
۱۰۲:۱۰ = قَهْلٌ یَنْتَظِرُوْنَ۔ میں ہلکا ناقد ہے۔

= اَیَّامٌ۔ یَوْم کی جمع ہے۔ دن۔ وقت کے علاوہ یہ لفظ عذاب اور نعمت دونوں معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ علامہ قرطبی فرماتے ہیں:

والعرب تستی العذاب اَیَّامًا والنعمة اَیَّامًا۔ لقوله تعالیٰ وَذَکَرْتُ هُمْ بِآیَاتِیَ وَاللّٰہِ (۵:۱۴) عرب عذاب کو بھی ایام کہتے ہیں۔ اور نعمت کو بھی ایام کہتے ہیں جیسا کہ ارشاد خداوندی وَذَکَرْتُ هُمْ بِآیَاتِیَ وَاللّٰہِ۔ اور انہیں یاد دلاؤ اللہ کی نعمتیں۔

یا اَیَّامٌ سے مراد وقائع۔ واقعات بھی مراد ہو سکتا ہے جیسے عرب پہلے واقعات کو اَیَّامٌ العرب کہتے ہیں۔ اس صورت میں آیت ہذا میں اَیَّامُ الذِّیْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِهِ سے مراد ان لوگوں کے واقعات و حالات جو ان سے قبل گزر چکے ہیں (یعنی جب اتمام حجت اور حق کے روز روشن کی طرح ظاہر ہو جانے پر بھی وہ نافرمانی اور سرکشی سے باز نہ آئے تو ان پر مختلف طریقوں سے اللہ کا عذاب نازل ہوا۔

۱۰۳:۱۰ ثُمَّ۔ پھر (اس وقت)

= مُنْجًی۔ مضارع جمع مکمل (باب تفعیل) مُنْجِیَّةٌ۔ مصدر۔ ہم بچا لیتے ہیں۔
= کَذٰلِکَ۔ بے شک ایسا ہی ہوتا ہے۔ یہی اللہ کا دستور ہے۔

مُنْجًی۔ مضارع جمع مکمل۔ اِنْجَاءٌ۔ مصدر (باب انعال) اصل میں مُنْجِی تھا۔
حَقًّا عَلَیْنَا مُنْجِی الْمُؤْمِنِیْنَ۔ ہم پر یہی حق ہے کہ ہم مومنوں کو بچالیں۔

۱۰:۱۴ = يَتَوَفَّكُم مِّنْ مَّضَارِعٍ وَاحِدٍ مَّذْكَرٌ غَائِبٌ تَوَفَّى رَفَعُ مَعْدَر - اِجْمَاعِيٌّ مَّهَارِي جَانِبِ
لے لیتا ہے۔ تمہیں موت دیتا ہے۔

۱۰:۱۵ = حَيِّثُمَا بَرَزْنَا فَعِثْلٌ صِفَتِ شَبَّہ کا صیغہ ہے۔ جو کوئی ایک راہ پکڑے اور
سب باطل راہیں چھوڑے۔ صیغہ کہلاتا ہے۔

حَيِّثُمَا - اَلَّذِيْنَ - کا حال بھی ہو سکتا ہے اور اَلْوَجْہ کا بھی۔

پہلی صورت میں معنی۔ دوسرے ادیان سے بچ کر اس دین کو اختیار کروں۔ دوسری صورت
میں معنی۔ تمام ادیان باطل سے منموڑ کر پوری استقامت کے ساتھ دین اختیار کروں۔

۱۰:۱۶ = لَا تَذْكُحْ فعلِ نَهْيٍ وَاحِدٌ مَّذْكَرٌ حَاضِرٌ آخر سے وَاذْ حَرْفِ عِلْتِ مَعْدُوف ہے۔ تو مت
پکارتو۔ تو مت عبادت کر۔

۱۰:۱۷ = يَمْسُكُ مَسَّ يَمَسُّ رِبَابَ سَمْعٍ مَّسٌّ وَ مَسِيَسٌ کسی کو ہاتھ سے چھونا
کسی کو تکلیف پہنچانا۔ مَسَّ بِ پہنچانا۔ (متعدی) لَنْ ضَمِيرٌ مَقُولٌ وَاحِدٌ مَّذْكَرٌ حَاضِرٌ - اِنْ يَمْسُكُ
اِنَّهُ يَضُرُّ۔ اگر اللہ تجھے کوئی تکلیف پہنچائے۔

= لَا كَاشِفَ اسمِ فاعِلٍ مَفْرُودٌ مَّذْكَرٌ - كَاشَعُونَ جمع۔ کوئی تکلیف کو رفع کرنے والا
نہیں۔ كَشَفٌ کھولنا۔ ظاہر کرنا (باب ضَوْب) باب سَمْع سے لازم ہے۔ بمعنی نکست کھانا
= ذَاذٌ - رَدَّ کرنے والا۔ پھیرنے والا۔ دَفْع کرنے والا۔ رَوَكْنَ والا۔ كَذَّ سے اسمِ فاعِل
وَاحِدٌ مَّذْكَرٌ۔

= يَصِيْبُ يَهْ - پہنچاتا ہے۔ عطا کرتا ہے۔ يَهْ میں ضمیر کامر جمعِ فعل ہے۔ یعنی جس کو پہنچاتا
ہے فضل عطا کرتا ہے۔

۱۰:۱۸ = ذِكْنِيلٌ - ذمہ دار۔ ضامن۔

۱۰:۱۹ = يَخْصِمُ مَضَارِعُ وَاحِدٌ مَّذْكَرٌ غَائِبٌ۔ وہ فیصلہ کرتا ہے۔ وہ فیصلہ کرتے۔

(۱۱) سُوْرَةُ هُودٍ مَكِّيَّةٌ (۵۲)

۱۱:۱ = اَلرَّ - حروف مقطعات - ملاحظہ ہو۔

= کُتِبَ - ۱۱ ہو کُتِبَ - کتاب خبر ہے جس کا متبدا معذوف ہے - یہ وہ کتاب ہے
= اُحْكِمْتَ - ماضی مجہول - واحد متون غائب احکام سے - جس کے معنی مضبوط اور
محکم کرنے کے ہیں - یوں بچتے اور استوار کرنا کہ اس میں کسی غل اور نقص کا گمان تک
نہ ہے - بمعنی مضبوط اور مستحکم بنادی گئی ہیں۔

= فَصَّلْتَ - ماضی مجہول واحد مذکر غائب تَفْصِيْلُ (تَفْعِيلُ) سے کہول کریبان کی
گئی ہیں۔

= لَدُنْ - طرف مکان ہے - یعنی طرف پاس، عموماً اس سے پہلے مِنْ حرف جار آتا ہے
جیسے قَدْ بَلَغْتَ مِنْ لَدُنِّي عُذْرًا (۱۸:۶۶) تم کو میری طرف سے (اپنے ساتھ نہ رکھنے کا)
عذر حاصل ہوگا - رَبَّنَا آتِنَا مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً - (۱۸:۱۰) اے ہمارے رب ہم پر اپنے
ہاں سے رحمت نازل فرما۔

وَعَلَّمْتَهُ مِنْ لَدُنَّا عِلْمًا (۱۸:۶۵) ہم نے اے اپنے پاس سے علم بخشا تھا۔
مِنْ لَدُنْ حَكِيمٍ خَبِيرٍ - بڑے دانا اور باخبر (علم) کی طرف سے

۱۱:۲ = اَلَّا تُعْبَدُ اِلَّا اِلَهُهُ ط یہ مفعول لڑے ہر دو فعل اُحْكِمْتَ وَفَصَّلْتَ کا - بمعنی اس
کی آیات کو محکم اور مضبوط بنایا گیا ہے - اور ان کو مکمل وضاحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے -
کہ تم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو - یا یہ کلام ماقبل سے منقطع ہے اور یہاں سے الگ کلام
ہے - رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے۔

تقدیر کلام یوں ہے قل لہم یا محمد الا تعبدوا اللہ۔

۱۱:۳ = تَوْبُوا إِلَيْهِ - اس کی طرف لوٹو - اِیْ اَرْجِعُوا اِلَيْهِ بِالطَّاعَةِ وَالْعِبَادَةِ - اس کی

اطاعت و عبادت کو حزن جان بنا کر اس کی طرف متوجہ ہو جاؤ

== يُعْتَبِرُكُمْ - مضارع مجزوم واحد مذکر غائب کُم ضمیر مفعول جمع مذکر حاضر - وہ تم کو بہرہ اندوز کرے گا۔ (باب تفعیل) مَتَاعًا حَسَنًا - اچھا مال و متاع - خوشگوار نعمتیں۔

== زِيَّ فَضْلٍ - زیادہ نیکی کرنے والا۔ مَنْ حَكَاتْ لَهُ فَضْلٌ فِي الْعَمَلِ - جو زیادہ عمل (نیک) کرے گا۔ فَضْلُهُ - عطامہ - جزاء۔ یعنی اسی قدر اس کی جزاء اور عطا میں اضافہ ہو گا == يَوْمَ كَيْدٍ - يوم القيامة

۱۱: ۵ == يَتَنَوَّنَ - مضارع جمع مذکر غائب - تَنَنَّى يَتَنَنَّى (باب ضرب) تَنَنَّى التَّنِي: موڑنا۔ لپیٹنا۔ تکرنا۔ تَنَنَّى صَدْرَهُ - اس نے اپنے دل میں دشمنی چھپائے رکھی جب اس کا صلہ عَن ہو تو بمعنی موڑنا۔ پھیرنا۔ روکنا ہوتا ہے۔

اور جب اس کا صلہ مَعْلٰی ہو تو اس کا معنی ہوتا ہے کسی چیز کو کسی چیز پر لپیٹنا تاکہ وہ چھپ جائے۔ يَتَنَوَّنَ - وہ دوبرا کئے دیتے ہیں (اپنے کفر و عداوت کو چھپانے کے لئے) == يَسْتَخْفَوْنَ - مضارع جمع مذکر غائب اسْتَخْفَاءُ (اسْتَفْعَالٌ) سے۔ کہ وہ اڑ کر لیں پردہ کر لیں۔ چھپا لیں۔ اصل میں يَسْتَخْفَوْنَ تھا۔ لام تفعیل کی وجہ سے فون اعرابی گر گیا۔ = مِثْلُهُ کی ضمیر کا مرجع اللہ ہے۔

== يَسْتَفْشُونَ شَيْئًا بِهِمْ - مضارع جمع مذکر غائب شَيْئًا بِهِمْ - مضاف مضاف الیہ مل کر مفعول۔ اسْتَفْشَاءُ مصدر۔ (باب استفعال) وہ اڑ رہے ہیں۔ يَلْقَطُونَ بِهَا مَبْلَغًا فِي الْاِسْتَفْشَاءِ کپڑوں کو خوب اوڑھ لیتے ہیں اپنے آپ کو مزید چھپانے کے لئے۔ اَلَا حِينَ يَسْتَفْشُونَ شَيْئًا بِهِمْ يَعْلَمُ مَا لَيْسَ يُرَوْنَ وَمَا لَعَلَّيْنِ

خبر سردار (یا درکھو) جب یہ کپڑوں سے اپنے آپ کو ڈھانپ لیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کے چھپے کو بھی جانتا ہے اور کھلے کو بھی۔

پارہ نمبر "الحمد لله" آج مورخہ یکم ذوالحجہ بروز پیر
کو تمام ہوا۔ مطابق یکم مئی ۱۹۹۵ء

پَارَةُ
 وَمَا مِنْ ذَا بِيَّةٍ
 (۱۲)
 هُوْدُ - يُوْسُفُ

وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ

۶:۱۱ = دَابَّةٌ - الدَّابَّةُ وَالِدَابَّةُ - (باب صَوَّبَ) کے معنی آہستہ چلنا اور رنگنا کے ہیں۔ یہ لفظ حشرات الارض کے متعلق زیادہ تر استعمال ہوتا ہے یہ لفظ عرب میں خاص کر کھوڑے پر بولا جاتا ہے مگر لغت میں ہر حیوان ذی حیات چیز کے متعلق استعمال ہوتا ہے۔ دَابَّةٌ - مہر چلنے والا۔ پاؤں دھرنے والا۔ رنگنے والا جانور۔ اس کی جمع دَوَابٌّ اور مادہ دب ہے۔ دَابَّةُ الْأَرْضِ - ایک غیر معروف قسم کا جانور جس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ قیامت کے قریب خروج کرے گا اور نشان لگا کر ایما نثاروں اور منکروں کو ایک دوسرے سے الگ کر دے گا۔ چنانچہ قرآن حکیم میں ہے وَإِذَا دَفَعْنَا الْقَوْلَ عَلَيْهِمْ أَخْرَجْنَا لَهُمْ دَابَّةً مِّنَ الْأَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ (۸۲: ۲۷) اور جب ان کے بارہ میاں وعدہ (مذاب کا) پورا ہوگا تو ہم ان کے لئے زمین سے ایک جانور نکالیں گے جو ان سے کلام کرے گا۔

= عَلَى اللَّهِ - اللہ کے ذمہ ہے۔

= مُسْتَقَرَّهَا - مضاف مضاف الیہ - مُسْتَقَرٌّ - ظرف مکان اِسْتَقْرَأْتُ (باب استفعال) سے بمعنی قرار۔ مُسْتَقَرٌّ بمعنی قرار گاہ۔ ٹھہرنے کی جگہ۔ حاضر و احد توث کا مرجع دَابَّةٌ ہے۔ مستقر سے مراد بعض کے نزدیک رحم مادر ہے۔ صاحب روح المعانی نے صلب پر مراد لیا۔

= مُسْتَوْدَعَاتُهَا - اسم ظرف مکان ہے۔ مضاف منصوب۔ حاضر و احد توث غائب مضاف الیہ۔ امانت رکھنے کی جگہ۔ اِنْدَاعُ امانت رکھنا خواہ اپنے پاس یا دوسرے کے پاس اِسْتِئْذَاعُ (اِسْتَفْعَالُ) بطور امانت کسی کے پاس کچھ رکھنا۔ تَوْدِيعُ (تَفْعِيلُ) مسافر کو الوداع کہنا۔ یا چھوڑ دینا۔ جیسے قرآن میں ہے مَا وَدَّ عَلٰكَ رَبُّكَ (۳: ۹۳) (اے محمد، تمہارا پروردگار نے نہ تم کو چھوڑا ہے۔

آیہ ہذا میں امانت رکھنے کی جگہ سے مراد پشت پدر۔ قبر لیا گیا ہے۔ صاحب روح المعانی نے اس سے مراد موضعها فی الآنحام (رحم مادر) لیا ہے۔

= كُلٌّ - ای کل واحد من الدواب و رزقها و مستقرها و مستودعها (ہر ذی حیثیت)

جالود۔ اس کا رزق۔ اس کی قرار گاہ اور اس کی بطور امانت رکھے جانے کی جگہ،
= کِتَابٌ مُبِينٌ۔ لوح محفوظ۔

۱۱: عَوْشَةُ۔ عرش۔ تخت شاہی۔ جیسے دَرَقَعَ آبُو بَكْرٍ عَلَى الْعَرْشِ (۱۲: ۱۰۰) اور اپنے والدین کو تخت پر بٹھایا۔ يَا اَيُّكُمْ يَأْتِيَنِي لِعَوْشَتِهَا (۳۸: ۳۷) کوئی تم میں ایسا کہ ملکہ کا تخت میرے پاس لے آئے۔

الْعَرْشُ۔ اصل میں چھت والی چیز کو کہتے ہیں۔ اس کی جمع عَوْشٌ ہے قرآن حکیم میں آیا ہے وَجِئَ خَاوِيَةً عَلَى عَوْشِهَا (۲۵۹: ۲) اور اس کے مکان اپنی چھتوں پر گرے پڑے۔ اسی سے انگور کی بیلوں کے لئے ٹیٹیاں بنانا بھی عرش کہلاتا ہے اور ٹیٹوں پر چڑھ جاتی ہوئی بیلوں کو مَعْرَشٌ کہتے ہیں۔ ان معنوں میں قرآن میں ہے۔ وَمَا كَانُوا لِيُعْرِشُونَ (۱۳۷: ۷) جو وہ ٹیٹوں پر چڑھاتے تھے۔

عَوْشٌ بمعنی عزت۔ غلبہ۔ سلطنت بھی مستعمل ہے چنانچہ محاورہ ہے فَلَا تَكُنْ لَكَ عَوْشَةٌ (فلاں کی عزت جاتی رہی)

اور جہاں تک عرش الہی کا تعلق ہے ہم صرف نام کی حد تک واقف ہیں۔ اور اس کی حقیقت انسان کے فہم سے بالاتر ہے وہ بادشاہ کے عرش کی طرح نہیں ہے کیونکہ اس صورت میں عرش باری تعالیٰ کا حامل قرار پائے گا نہ کہ محمول۔ حالانکہ ذات باری تعالیٰ اس سے بالاتر ہے کہ کوئی چیز اسے اٹھائے۔

وَكَانَ عَوْشَةُ عَلَى الْمَاءِ۔ یہاں جملہ معترضہ ہے جو غالباً لوگوں کے اس سوال کے جواب میں ہے کہ اگر آسمان وزمین اگر پہلے نہ تھے اور بعد میں پیدا کئے گئے تو پہلے کیا تھا؟ (تفہیم القرآن) = رِبِّبْنُو كُمْ۔ ل۔ تعلیل کے لئے ہے كُمْ ضمیر مفعول جمع مذکر حاضر۔ يَبْنُو مَضَارِعُ منصوب واحد مذکر غائب۔ يَلْدُو مصدر (باب نصر) بَنَى مَادَه۔ تاکہ وہ آزمائش کرے یعنی اس نے آسمان وزمین اور ان کے مابین جملہ مخلوق، ان کا حیاتی انتظام و انصرام۔ بودو، خوراک و پوشاک، وغیرہ اس لئے پیدا کئے کہ تم کو خلیفۃ اللہ بنا کر تم کو اختیارات سونپ کر، پر اخلاقی ذمہ داریاں ڈال کر آزمائش کرے کہ تم میں کون بہتر عمل کرنے والا ہے۔

(تفہیم القرآن۔ روح المعانی)

= فِي سِتَّةِ آيَاتٍ۔ لفظی معنی ہیں چھ دنوں میں۔ چونکہ جس زمانہ کے متعلق اس کا استعمال ہوا سورج کی تخلیق بھی نہیں ہوئی تھی۔ لہذا دنوں کا لفظ عام معنوں میں نہیں لیا جاسکتا۔ عربی زبان

یہ مطلقاً وقت اور زمانہ کے لئے استعمال ہوتا ہے خواہ وہ زمانہ ایک دن کا ہو یا ایک سال کا۔ ایک صدی کا ہو یا ایک ہزار سال کا۔ خواہ کتنا ہی دراز کیوں نہ ہو۔ آیتِ ہدای میں سِتَّةَ اَیَّامٍ سے مراد چھ اوار زمانہ ہیں ہر دور کی مقدار کتنی تھی۔ قرآن اور حدیث میں اس کی کوئی وضاحت نہیں ہے۔
 = لَئِنْ۔ میں لام زائدہ ہے اور اِنْ حرف شرط ہے اِنْ شرطیہ پر آنے والا لام ہمیشہ زائد ہوتا ہے
 = مَبْعُوثُونَ۔ اسم مفعول جمع مذکر۔ قبروں سے اٹھائے جانے والے۔ دوبارہ زندہ کئے جانے والے۔

۸:۱۱ = اَخْرَجْنَا۔ ہم روک لیں۔ ہم تاخیر کر دیں۔ ماضی جمع مکمل۔ تَاَخَيَّرُوا دَقِيقًا سے
 = اُمَّةٌ۔ مدت۔ جماعت۔ طریقہ۔ دین۔ ہر وہ جماعت جس میں کسی قسم کا کوئی رابطہ اشتراک موجود ہو۔ اسے اُمت کہا جاتا ہے۔ خواہ یہ اتحاد مذہبی و حدت کی بناء پر ہو (جیسے امت محمدیہ) یا عصری وحدت کی وجہ سے ہو (جیسے پچھلی امتیں) امت باعتبار لفظ کے واحد ہے اور معنی کے اعتبار سے جمع ہے۔

جہاں بھی امت کے معنی مدت کے ہوں گے وہاں اس کا مضاف محذوف ہوگا۔ اور مضاف الیہ قائم مقام مضاف کے سمجھا جائے گا۔ مثلاً آیت موجودہ میں اصل میں یوں تھا۔
 وَلَئِنْ اَخْرَجْنَا عَنْهُمْ الْعَذَابَ ابِلَیْ ذَرْنِ اُمَّةٍ مَّعْدُودَةٍ۔ ذَمْن کو حذف کر کے اُمَّة کو اس کا قائم مقام سمجھا گیا۔

اُمَّت کے ہمازی معنی طریقہ اور دین کے بھی ہیں عربی میں ہے فَلَا تَكُ لَآ اُمَّةَ لَہ۔ فلاں کا کوئی دین اور مذہب نہیں ہے۔

= یَخْبِسُہُ۔ مضارع واحد مذکر غائب کا ضمیر واحد مذکر غائب یَخْبِسُ سے (باب صَوَّبَ) (کس چیز نے) اس کو روک رکھا ہے۔

= اَلَّا۔ حرف تنبیہ۔ خبردار ہو جاؤ۔ جان لو۔ دیکھو۔ مَن رکھو۔ کان کھول کر سُن لو۔ حرف بسیط ہے۔ مرکب نہیں ہے۔

= مَصْرُوفًا عَنْہُمْ۔ ان سے پھرا نہیں جا سکیگا۔ ان سے ہٹایا نہیں جا سکے گا۔ ٹالا نہیں جا سکیگا
 اَلصَّوْرُ۔ کسی چیز کو ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف پھیر دینا۔ یا کسی اور چیز سے بدل دینا یعنی جس روز وہ واقع ہوگا پھر ٹٹنے کا نہیں۔

= حَقًّا۔ اَلْحَقُّوْۤا۔ اَلْحَقِّقَاتُ (باب ضوَب) کے معنی کسی چیز کو گھیرنے اور اس پر نازل ہونے کے ہیں۔ ب کے ساتھ آئے تو متعدی ہوتا ہے۔ وَحَقًّا زَمَّ مَا كَانُوا بِہِ یَسْتَهْزِئُوْنَ

آیتِ ہذا و آیت (۲۶: ۴۶) اور جس چیز کا وہ مذاق اڑایا کرتے تھے۔ اسی نے ان کو گھیر لیا۔

۱۱: ۹ = اَذَقْنَا - ماضی جمع مکمل۔ اِذَاقَہٗ سے ذَوَّقُ مَادَہ۔ ہم چکھاتے ہیں۔ ہم نے چکھایا۔ ذَاقَ يَذُوَّقُ ربابِ نصر چکھنا۔

= تَزَعْنَا مِنْہُ۔ ماضی جمع مکمل۔ تَزَعُ مصدر۔ ہم نے اس (رحمت کو) اس سے چھین لیا۔ تَزَعُ۔ چھیننا۔ نکال دینا۔ چھٹ کر نکال دینا۔

= یُؤُسُّ۔ صیغہ صفت مشبہ۔ یَاسُ سے۔ ناامید۔

= کَفُوْرٌ۔ ناکشہ۔ یُؤُسُّ کَفُوْرٌ۔ یَاسُ کَفُوْرٌ سے فَعُوْلُ کے وزن پر۔ مبالغہ کے صیغہ پر۔ ۱۱: ۱۰ = لَعَمَاءُ وہ انعام جس کا اثر پانے والے پر ظاہر ہو۔ مراد راحت و آسائش۔

= فَرِحَ۔ وہ لذت جو مطلوب کے حاصل ہونے پر دل میں پیدا ہوتی ہے۔ صفت مشبہ کا صیغہ خوش۔ اتر اترے والا۔ فرحت محسوس کرنے والا۔

= فَخُوْرٌ۔ مبالغہ کا صیغہ فَخُوْرٌ مصدر۔ بہت زیادہ فخر کرنے والا۔ شیخی خور۔ یعنی وہ اترنے لگتا ہے کہ یہ مال و دولت کی فراوانی اور اقبالِ مندیوں اس کی ذاتی قابلیت کا نتیجہ ہیں۔

۱۲: ۱۱ = لَعَلَّ۔ لَعَلَّ اور لَ پر مشتمل ہے۔ لَ ضمیر واحد مذکر حاضر ہے اور لَعَلَّ حرفِ مشابہ بفعول ہے۔ حرفِ عامل ہے اسم کو نصب دیتا ہے اور خبر کو رفع۔

اِنَّ یَا اَنْتَ۔ کَانَ لَیْتَ لَکِنَّ لَعَلَّ۔ نامص اسم اندرافخ و خبر ضد مآولاً امید و خوف پر دلالت کرنے کے لئے آتا ہے۔

۱، امید کا رجوع کبھی متکلم کی طرف ہوتا ہے۔ جیسے لَعَلَّنَا نَلْبِغَ السَّحَرَةَ (۲۶: ۴۰) فرعون کے قوم والوں نے کہا "ہم کو امید ہے کہ اگر وہ جیت گئے تو ہم جادو گردوں کی پیروی کریں گے" یہاں امید کا رجوع خود یہ کلام کرنے والوں کی طرف تھا۔

۲، کبھی مخاطب کو امید دلانے اور امیدوار رکھنے کے لئے آتا ہے اس وقت امید کا رجوع مخاطب کی طرف آتا ہے کیونکہ امید و بیم کی کیفیت مخاطب کے دل سے متعلق ہے مثلاً لَعَلَّہُ یَتَذَكَّرُ اَوْ یَخْشٰی (۲۰: ۴۲) شاید وہ غور کرے یا ڈر جائے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ و ہارون علیہ السلام کو حکم دیا کہ فرعون کے پاس جاؤ اس سے کہو کہ ہم اللہ کے رسول ہیں۔ اور یہ امید لے کر جاؤ کہ "شاید وہ غور کرے یا ڈر جائے" یہاں امید دلانے کا تعلق حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہما السلام سے ہے۔

۳، کبھی امید کا تعلق نہ متکلم سے ہوتا ہے اور نہ مخاطب سے بلکہ کسی تیسرے شخص سے ہوتا ہے

جیسے فَاعْلَمَكَ تَارِكٌ بَعْضَ مَا يُؤْنِي إِلَيْكَ (آیہ ۱۱-۱۲) اگر تمہارے متعلق یہ گمان کرتے ہیں کہ شاید تم کچھ چیز وحی میں سے جو تمہارے پاس آتی ہے۔ چھوڑ دو۔ یہاں یہ امید کی کیفیت، لوگوں کے دلوں میں ہے لَعَلَّ حرف مشبہ بفعل ہے اور کہ۔ لَكْ۔ نَا۔ هُنَا اس کا اسم۔

لَعَلَّ کا حرف جب اللہ تعالیٰ اپنے لئے استعمال کرے تو اس کے معنی میں قطعیت آجاتی ہے۔ اس بناء پر بہت سی آیات میں لفظ کئی سے اس کی تفسیر کی گئی ہے کیونکہ ذات باری تعالیٰ کے حق میں توقع اور اندیشے کے معنی لینا صحیح نہیں ہے۔

لَعَلَّ طمع اور اشتاق (ڈرتے ہوئے چلنے) امید اور خوف۔ بیم ورجاء کے معنی ظاہر کرنے کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ لَعَلَّہ۔ شاید وہ۔ لَعَلَّكَ۔ شاید تو۔ لَعَلَّنَا۔ شاید ہم وغیرہ۔

وَصَافِيٌّ بِہ۔ صَافِيٌّ تنگ ہونے والا۔ صَوْنٌ سے اسم فاعل کا صیغہ واحد مذکر الصَّنِیْقُ کے معنی تنگی کے ہیں یہ سَعَةً کی ضد ہے وَصَافِيٌّ بِہ صَدْرُكَ اس خیال سے تمہارا دل تنگ ہو۔ اس کا عطف تَارِكٌ پر ہے۔

وَدَكِيلٌ۔ نگہبان۔ نگران۔

۱۳:۱ = اَمَّ۔ کیا۔

إِخْتَرَنَ۔ اس نے اس کو خود گھڑ لیا ہے۔ ماضی واحد مذکر غائب إِخْتَرَاءً (افتعال) سے۔

فَتَوَنَّى بَعْدَیْنِ۔ فَزَيَّ مَادَّة۔ من گھڑت بات بنانا۔ عجیب بات۔ عظیم بات۔ لَعَنَ جَحْنَتَ نِیْثَا فَزَيَّ (۱۹:۲۷) تم ایک عجیبے لائی ہو۔ إِخْتَرَنَ میں کا ضمیر واحد مذکر غائب مَا يُؤْنِي إِلَيْكَ طرف راجع ہے۔

۱۳:۲ = مَفْتَرَنَیْ۔ اسم مفعول جمع تَوَنَّى۔ خود ساختہ۔ من گھڑت۔

۱۳:۳ = فَرَاكُمُ اِنِّیْ فَرَاکُمُ۔

لَمْ يَسْجُدُوا لَكَ۔ اور اگر وہ تمہاری دعوت (برائے معادنت) قبول نہ کریں۔ مضارع نفی جہد۔ لَكُمْ میں ضمیر جمع مذکر حاضر۔ مشرکین کی طرف راجع ہے جن کو یہ چیلنج دیا جا رہا ہے اسی طرح سے سَلَمُوا میں بھی خطاب مشرکین سے ہے۔

فَمَلَّ اَنْتُمْ مُسْلِمُونَ۔ پس کیا (اب) تم اسلام لے آؤ گے۔

۱۵:۱ = نُوْتٍ۔ وَخَفِیْ یُوْقِفُ نُوْفَیْہ (باب تفعیل) پورا پورا دینا۔ نُوْتٍ اصل میں نُوْتِی تھا سب شرط ہونے کے سبب یی ساقط ہو گئی۔

آیت میں مَا ضَمِيرٌ وَاحِدٌ تَوَنَّى غائب کا مرجع الدُّنْيَا ہے۔

== لَا يَبْخَسُونَ - مضارع منفی مجہول جمع مذکر غائب بَخَسَ سے اور وہ دنیا میں گھاسٹے میں نہیں رکھے جائیں گے۔ اگر صا ضمیر کا مرجع اعمال کا بدلہ ہے۔ تو ترجمہ ہوگا ان کے اعمال کے عوض میں کمی نہیں کی جائے گی۔

۱۶:۱۱ == حَيْطُ يَخْبُطُ (رَسَعَ) اکارت گیا۔ ضائع ہو گیا۔ مٹ گیا۔ ماضی واحد مذکر غائب
== فِيهَا - اِیْ فِي الدُّنْيَا

۱۷:۱۱ == بَيِّنَةٌ - کھلی دلیل۔ برہان قاطع۔ واضح دلالت کو بَيِّنَةٌ کہتے ہیں خواہ دلالت عقلیہ ہو یا محسوسہ۔

بَيِّنَةٌ سے یہاں کیا مراد ہے۔ مفسرین کے متعدد اقوال ہیں۔ عقلی دلیل۔ قرآن مجید حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم۔ دین حق۔

== اَتَمَّنْ كَانَ عَلَى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَبِّهِ - بچھلی دو آیات (۱۶:۱۵) میں ان لوگوں کا ذکر ہوا جن کی ساری تنگ و دو۔ دنیاوی زندگی۔ اور اس کے لوازمات کے حصول کی خاطر تھی۔ اور اب آیت ہذا میں وہ لوگ مذکور ہیں جو محض رضائے الہی اور ثواب آخرت کے لئے کوشاں ہیں۔

اس سوالیہ جملہ کا جواب محذوف ہے۔ تقدیر کلام یوں ہے۔

اَتَمَّنْ كَانَ عَلَى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَبِّهِ كَمَنْ يَتْرِكُ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَذِيْنَتْهَا وَكَيْسَ لَهَا فِي الْآخِرَةِ إِلَّا الْبَشَارُ۔ کیا وہ شخص جو اپنے رب کی طرف سے ایک روشن اور واضح دین پر چل رہا ہے اس شخص کی مانند ہو سکتا ہے جو محض دنیاوی زندگی اور اس کی لذت کا ہی خواہاں ہے اور جس کے لئے آخرت میں سوائے جہنم کی آگ کے کچھ بھی نہیں۔

اَتَمَّنْ كَانَ عَلَى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَبِّهِ سے مراد بعض نے حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے اصحاب مراد لئے ہیں اور جواب محذوف كَمَنْ هُوَ فِي صَلَٰةٍ وَكُفْرٍ لیا ہے
== يَشْكُوْهُ - مضارع واحد مذکر غائب۔ اگر یہ تِلَاوَةُ مصدر سے ہے تو معنی ہوگا وہ تِلَاوَت کرتا ہے۔ وہ بڑھتا ہے اور اگر تِلَاوُ مصدر سے ہے تو اس کا مطلب: وہ پیچھے چلتا ہے۔ وہ ساتھ ساتھ رہتا ہے۔ ہر دو مصدر سے يَشْكُوْهُ باب نصر سے ہے۔

هُ ضَمِيرٌ وَاحِدٌ مَذْكَرٌ غَائِبٌ كَامْرَجٍ يَالُو مَنْ كَانَ عَلَى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَبِّهِ ہے یا صِرَ بَيِّنَةٍ ہے۔

== شَهِدٌ - گواہ۔ حاضر ہونے والا۔ بتانے والا۔ شَهِادَةٌ اور شَهِوْدٌ سے اسم فاعل کا صیغہ واحد مذکر۔ شَهِدٌ سے کون مراد ہے، اس سے مراد حضرت جبرائیل علیہ السلام ہیں

ابن عباس۔ ملکہ۔ ابراہیم نخعی۔ مجاہد۔ حکرم۔ ضحاک وغیرہم۔

(۲) اس سے مراد حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ (حسن بصری۔ قتادہ)

(۳) اس سے مراد قرآن مجید ہے (الحسین بن الفضل)

بے مِثْل۔ میں ۵ ضمیر کا مرجع یا تو اللہ ہے۔ یا القرآن۔

= اِمَامًا۔ پیشوا۔ مقتدار۔ رہنما۔ بروزنِ فعال۔ اِم ہے بمعنی مَنْ يُوَكِّلُ بِهِ۔ یعنی جس کا قصد کیا جاتے۔ چونکہ راہنما اور مقتدار کا قصد کیا جاتا ہے غرض جس کی پیروی کی جائے وہ امام ہے خواہ حق میں پیروی ہو یا ناقی میں۔ اور خواہ جس کی پیروی کی جائے وہ انسان ہو کہ اس کے قول و فعل کی اقتدا کریں۔ یا کتاب جس کے اوامر و نواہی پر عمل کیا جائے۔ مذکور و مَوث دونوں کے لئے آتا ہے نیز جمع کے موقع پر بلفظ واحد بھی مستعمل ہے۔

= اَوَّلُ ثَلَاث۔ اسی من حان علی ہینۃ مِنْ رَبِّہ۔ اسم اشارہ جمع۔

مسند رجبہ بالا آیت کے الفاظ کے متعلق مختلف اقوال کی روشنی میں

اَفَمَنْ كَانَ عَلَىٰ بَيِّنَةٍ مِنْ رَبِّہِ وَيَسْلُوْهُ شَہِدٌ مِّنْہٗ وَ مِنْ قَبْلُہٗ کُتِبَ مُوْسٰی
اِمَامًا وَ رَحْمَةً اَوَّلُ ثَلَاثِ یَوْمٍ مِّنْہٗ ۖ کَا تَرْجَمہ متعدد صورتوں میں ہو سکتا ہے مثلاً۔

(۱) کیا وہ شخص (حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم) جو اپنے رب کی طرف سے ایک روشن دلیل کی پیروی کر رہا ہو اور اس کے بعد ایک گواہ بھی پروردگار کی طرف سے (تائید میں) آگیا ہو اور اس سے پہلے موسیٰ (علیہ السلام) کی کتاب راہنما اور رحمت کے طور پر آئی ہوئی بھی موجود ہو۔ (وہ بھی دنیا پرستوں کی طرح انکار کر سکتا ہے) ایسے لوگ تو اس پر ایمان ہی لائیں گے۔

(تفہیم القرآن)۔ یہاں اَفَمَنْ كَانَ عَلَىٰ بَيِّنَةٍ سے مراد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم۔ یَسْلُوْهُ بِمَسَدِ بَيِّنَةٍ ۖ ۵ ضمیر ہر اے بَیِّنۃ شاہد برادر قرآن مجید۔ مِثْل کی ضمیر ۵ برائے پروردگار متصور ہوئی

(۲) کیا وہ لوگ جو اپنے رب کی طرف سے ایک بین دلیل پر قائم ہوں۔ اور جن کے پاس خدا کی طرف سے ایک گواہ یعنی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم) اسے پڑھ کر سناتا ہو (مصدقہ تلاوت سے) اور اس سے قبل موسیٰ کی کتاب بطور راہنما و رحمت بھی موجود ہو۔ وہ ان کی مانند ہو سکتے ہیں جو اس کے منکر ہیں (اور دنیاوی لالچ میں گرفتار ہیں)

اَفَمَنْ كَانَ عَلَىٰ بَيِّنَةٍ مِنْ رَبِّہِ میں ہر مومن شامل ہے جیسا کہ اَوَّلُ ثَلَاثِ یَوْمٍ مِّنْہٗ سے ظاہر ہے۔ اور بَیِّنۃ سے مراد قرآن حکیم ہے۔ شاہد سے مراد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں (مولانا محمد علی)

وقت میں جب کہ اس کا وقت نکل چکا ہو۔ لیکن عام طور پر یہ لفظ کسی کام کے کرنے سے رہ جانے کی بولا جاتا ہے قرآن میں آیا ہے وَمَا آسَأْتُمْ بِمُعْجِزَةٍ فِي الْآذَانِ (۳۱: ۴۲) اور تم زمین میں خدا کو عاجز نہیں کر سکتے۔ یعنی جسے وہ چاہے وہ کرنے سے تم اسے قاصر نہیں کر سکتے = بُضَاعَتْ۔ مضارع مجہول واعد مذکر غائب مُضَاعَفَةٌ (مُضَاعَلَةٌ) مصدر۔ بڑھا دیا جائے گا۔ دوگنا کر دیا جائے گا۔

= خَسِرُوا۔ ماضی جمع مذکر غائب۔ فعل لازم۔ نقصان اٹھانا۔ گمراہ ہونا۔ ہلاک ہونا۔ رباب سَبَّحَ خَسِرُوا اَنْفُسَهُمْ۔ انہوں نے خود نقصان اٹھایا۔
= صَلَّ عَثْمٌ۔ ان کو چھوڑ گئے۔ ان سے گم ہو گئے (یعنی وہ جھوٹے بت جو انہوں نے گھڑ رکھے تھے۔ اور جو اپنے معبودانِ باطل سے انہوں نے مویوم امیدیں وابستہ کر رکھی تھیں وہ سب کہیں بھی نظر نہ آئیں)

۲۲: ۱۱ = لَا جَرَمَ۔ یقیناً اور حقائقاً کا ہم معنی ہے اور بعض کے نزدیک لَا جَرَمَ کا معنی ہے لَا ضِدَّ وَلَا مَتَعَ۔ کوئی رد کا دٹ نہیں۔ کوئی ممانعت نہیں۔ کوئی روک نہیں سکتا۔
لَا جَرَمَ وَلَا جُرْمَ۔ یعنی ضروری۔ یقینی۔ ناگزیر۔ سبھی قسم کے معنی دیتا ہے اور کہتے ہیں کہ لَا جَرَمَ لَا فَعْلَةٍ۔ قسم خدا کی میں ایسا ضرور کروں گا۔
بعض کے نزدیک لَا زائدہ ہے جَرَمَ فعل متعدی ہے اور کَسَبَ کے معنی میں ہے بعض نے فعل لازمی بنا کر وَجَبَ کے معنی میں لیا ہے بعض نے لَا جَرَمَ کو مرکب بنایا ہے حَقًّا کے معنی میں

= الْآخِسُونَ۔ افعال التفضیل کا صیغہ ہے۔ سب زیادہ نقصان پانے والے۔ گھاٹا پانے والے۔ خَسَارَةٌ وَخُسْرَانٌ مصدر۔ آخَسُوا کی جمع ہے۔

۲۳: ۱۱ = آخَبُوا۔ ماضی جمع مذکر غائب۔ وہ جھکے۔ انہوں نے عاجزی کی۔
اِخْبَاتٌ (افعال) سے جس کے معنی تواضع۔ اور خضوع و خضوع کے ہیں۔ اَلْخَبْتُ اصل میں نشیبی اور نرم زمین کو کہتے ہیں۔ اَخْبَتَ الرَّجُلُ اَدْمَى نے نشیبی اور نرم زمین کا قصد کیا یا وہاں اتر گیا۔ اس کے بعد لفظ الاخبات (افعال) نرمی اور تواضع کے معنی میں استعمال ہونے لگا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے وَكَيْفَ الذُّخْبِيتِ (۳۴: ۲۲) اور عاجزی کرنے والوں کو خوشخبری سنادو۔

آیہ نہا میں وَآخَبْتُوا اِلٰی رَبِّهِمْ اور اپنے پروردگار کے آگے عاجزی کی۔

اور حضرت ابن عباسؓ کے قول کے مطابق اس کا معنی حَاقُوْا ہے قَادَہ نے رجوع کا معنی کیا، ۱۱: ۱۶ = عَذَابٌ يَوْمَ الْيَوْمِ۔ یوم کی صفت الیم مجازاً کی گئی ہے کہ عذاب کا دورِ دن۔ (یعنی دن رات) میں ہی ہوتا ہے یعنی ایسا دن کہ جس میں دردناک عذاب ہی عذاب ہو یوم سے مراد یوم قیامت بھی ہو سکتا ہے اور یوم طوفان بھی۔

۱۱: ۲۷ = اَرَادَ لَنَا۔ ہم میں سے بچ قوم۔ ہمارے رذیل لوگ۔ اَدَّوْلُ کی جمع جو رَدَّ اِلَیْہِ سے افضل التفصیل کا صیغہ ہے۔

بعض کے نزدیک یہ جمع الجمع ہے رذل کی جمع اَدَّوْلُ اور اَرَادَ لَنَا کی جمع اَرَادِلُ ہے = بَادِی السَّوَادِ۔ بادی النظریں۔ ظاہراً۔ سرسری نظر میں۔

۱۱: ۲۸ = اَرَدَ نِسْمٌ۔ اَخْبَرُوْنِی۔ مجھے بتاؤ تو۔ سہلایہ تو بتاؤ

= فَحَقِّقْتَ عَلَیْکُمْ۔ پھر وہ پوشیدہ کردی گئی ہو تم پر (یعنی وہ تمہاری نظروں سے پوشیدہ ہو)۔ ماضی مجہول واحد مونث غائب۔ تَعْمِیۃً (تعمیل) سے۔ جس کے معنی اندھا کر دینے اور چھپا دینے کے ہیں۔

= اَنْزَلْکُمْ مَّکْمُوْہَا۔ الف استفہامیہ مُنْزِلٌ مضارع جمع متکلم۔ کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مفعول اول۔ ہَا مفعول دوم۔ ضمیر کا مرجع الرَّحْمَۃُ ہے۔ واو دو ضمیروں کے درمیان وصل کے لئے ہے۔ کیا ہم اس کو تم پر چٹا دیں۔ کیا ہم اس کو تمہارے گلے مڑھ دیں۔ (متھانوی) اسی طرح اَسْفَیْنٰکُمْ (۲۲: ۱۵)

= وَاَنْشَرْنَا لَهَا کَوَادِہُؤُنَّ۔ حالانکہ تم اس سے کراہت کرتے ہو۔ جب کہ تم اس کو ناپسند کرتے ہو۔

۱۱- ۲۹ = یَعْوِمُ۔ اے میری قوم قَوْمِ اصل میں قَوْمِی تھا۔ = عَلَیْہِ۔ میں وہ ضمیر واحد مذکر غائب۔ تبلیغ رسالت کے لئے ہے۔ یعنی اس تبلیغ پر میں تم سے کوئی اجر نہیں مانگ رہا۔

= طَّارِدٌ۔ طَّارِدٌ سے اسم فاعل۔ واحد مذکر حاضر۔ ہانکنے والا۔ تَطْرُدُ (باب نصر) ہانکتا۔ کسی کو ذلیل و حقیر جان کر دور کر دینا۔ ہٹا دینا۔

وَمَا اَنَا بِطَّارِدِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا۔ یعنی میں ان لوگوں کو جو ایمان لائے ہیں اپنے پاس اس واسطے دھتکارنے سے رہا۔ جو تمہاری نظروں میں ذلیل ہیں لیکن وہ درحقیقت خداوند

تعالیٰ کے حضور شرف باریابی پانے والے ہیں۔

ایسا ہی مطالبہ کفار نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تھا۔ کہ جس کے جواب میں یہ آیت نازل ہوئی۔

وَلَا تَطْرُدِ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ بِالْعَدَاوَةِ وَالْعَنِيَّةِ يَوْمَ يُدْعَوْنَ وَجْهَهُ
(الایہ ۶: ۵۲) اور ان لوگوں کو نہ نکالے جو اپنے پروردگار کو صبح و شام پکارتے ہیں۔ خاص اس کی رضا کا قصد کرتے ہوئے۔

تَجْهَلُونَ - مضارع جمع مذکر حاضر۔ تم جہالت کرتے ہو۔ تم نادانی کرتے ہو۔
الْجَهْلُ - جہالت۔ نادانی۔ جہالت تین قسم پر ہے۔

۱، انسان کے ذہن کا علم سے خالی ہونا۔ اور یہی اس کے اصل معنی ہیں۔
۲، کسی کام کو جس طرح سرانجام دینا چاہئے اس کے خلاف سرانجام دینا۔ قطع نظر اس کے کہ اس کے متعلق اعتقاد صحیح ہے یا غلط۔ جیسے قصداً نماز ترک کر دینا۔

جہا ہل کا لفظ عموماً بطور مذمت بولا جاتا ہے مگر کبھی بغیر مذمت کے بھی استعمال ہوتا ہے۔ چنانچہ آیت یَحْبِبُهُمُ الْجَاهِلُ أَخِيَاءُ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ (۲: ۲۷) نہ مانگنے کی وجہ سے نادان شخص ان کو غنی خیال کرتا ہے۔

وَلَيْكُمُ آدَارُكُمْ فَمَا تَجْهَلُونَ۔ بلکہ میں دیکھتا ہوں کہ تم ایسے لوگ ہو کہ جہالت کئے جا رہے ہو
= اسْتَلَمْتُ كَذِبًا۔ مضارع منفی جمع مذکر حاضر۔ الف استفہامیہ۔ تم کیوں غور نہیں کرتے۔ تم کیوں نصیحت نہیں پکڑتے۔ تَذَكَّرُوا (تَفَعَّلُوا) سے دھیان دینا۔ نصیحت پکڑنا۔

۳۱: ۱۱ = تَزِدْرِي - مضارع واحد مؤنث غائبہ۔ اِزْدِرَاؤُ (اِزْدِرَاعٌ) سے زِدْرِي مادہ (باب افتعال میں ت کو دے بدل لایا ہے) تمہاری آنکھیں دیکھتی ہیں۔ (جنہیں تمہاری نظریں حقیر اور بے قیمت دیکھتی ہیں۔ یہ اصل میں تَزِدْرِي يَوْمَ أَخَذْتُمُكُمْ تھا۔ یعنی مفعول ممدوح ہے) بمعنی تم انہیں حقارت کی نظر سے دیکھتے ہو۔ زِدْرِي عَلَيَّ - کسی پر عیب لگانا۔

= لَنْ يُؤْتِيَهُمُ اللَّهُ خَيْرًا۔ کہ اللہ ان کو جہلائی نہیں دیگا۔ اجر نہیں دے گا۔

= اِنِّي اِذَا لَمِنَ الظَّالِمِينَ - اِی ان قُلْتَ مِثْلًا مِّنْ ذٰلِكَ اِنِّي اِذَا لَمِنَ الظَّالِمِينَ (اگر میں کوئی ایسی بات کہوں تو میں ظالموں میں سے ہو جاؤں گا)

۳۲: ۱۱ = جَاوَزْنَا (باب مفاعله) تو نے ہم سے جھگڑا کیا۔ جَذَلٌ مادہ۔

= نَعِدُكَ۔ تو ہمیں ڈراتا ہے۔ تو ہمیں دھمکی دیتا ہے۔ مضارع واحد مذکر حاضر۔ مَا ضَمِيرُ مَجْمَعٍ مُّكْتَمٍ

وعدہ کرنے کے معنی میں بھی آتا ہے (قوم سے وعدہ کرتا ہے) لیکن یہاں پہلے معنی 'مراد ہیں'۔
 ۳۳: ۱۱ = مُعْجِزٰتِنَ - ملاحظہ ہو (۲۰: ۱۱) عاجز کرنے والے۔

۳۳: ۱۱ = یُخَوِّیْکُمْ - مضارع منصوب - واحد مذکر غائب - اِخْوَاۡءُ (انفال) مصدر کم ضمیر مفعول جمع مذکر حاضر - وہ تم کو کج راہ چھوڑے - وہ تمہیں گمراہ رکھے۔

۳۵: ۱۱ = اِفْتَرٰہُ - اس نے اس کو گھڑ لیا۔ اس نے اس کا انفرار کیا۔ اِفْتَرٰہُ صیغہ ماضی واحد مذکر غائب، ضمیر مفعول واحد مذکر غائب فعل کے فاعل جہور کے نزدیک حضرت نوح ہیں - لیکن مقاتل کا قول ہے کہ اس سے مراد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں - بصورت اول ضمیر سے مراد وہ کلام ہے جو حضرت نوح پر نازل ہوا - اور دوسری صورت میں اس سے مراد قرآن حکیم ہے جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا۔

= اِجْرَآئِی - میرے جرم کا وبال - ای وبال اجرائی۔

= دَاۡنَا بِرِیۡءٍ مِّمَّا تُجْرِمُوۡنَ - جو جرم تم کر رہے ہو میں اس سے بری الذمہ ہوں۔

۳۶: ۱۱ = لَا تَبۡتَغِیۡنَ - تو غم نہ کھا - تو غمگین نہ ہو - اِنۡتَہَاسٌ (اِفتعال) غمگین اور رنجیدہ ہونا فعل نہی واحد مذکر حاضر۔

۳۷: ۱۱ = یَاۡعِیۡنٰہَا - ہماری نظروں کے سامنے - ہماری حفاظت اور نگرانی میں - دَوۡحِیۡنَا اور ہماری ہدایات کے مطابق۔

= دَلَاۡتُخَا طِبۡنِیۡ فِی السَّیۡنِ ظَلَمُوۡا - اور ظالموں کے بارہ میں مجھ سے درخواست نہ کریں
 ۳۹: ۱۱ = مَنۡ یَّأۡمِنۡہٗ - ای ایسا من یا تبتہ نحن اوانسم - یعنی عنقریب ہی تم کو معلوم ہو جائیگا کہ عذاب کس پر آتا ہے ہم پر یا تم پر۔

= یُخَوِّیۡہٗ - جو اس کو رسوا کرنے کا جس پر نازل ہوگا، یہ عذاب دینا ہے،

= عَذَابٌ مُّقِیۡمٌ - ایسا عذاب جو ہمیشہ رہیگا - (اور یہ عذاب آخرت ہے) مُقِیۡمٌ اِقَامَۃً سے اسم فاعل۔

۴۰: ۱۱ = خَاۡرَہٗ مَاضِیۡ وَاحِدٌ مَّذْکُرٌ غَآیِبٌ باب نَصَرَ فَوَدَّ فَوَدَّ اور فَوَدَّكَت مصادر اسے جو خش مارا - وہ اہل پڑا۔

= دَوۡجِیۡنِ الشَّہِیۡنِ - دوزوج - یعنی ایک زاور ایک مادہ - زوج جوڑے کے ہر فرد کو کہتے ہیں - عورت کو بھی زوج کہا جاتا ہے اور مرد کو بھی - اس لئے جب زوجین (شہینہ) ہوگا تو اس سے جوڑے کے دونوں فرد زاور مادہ مراد ہوں گے۔

= اَهْلَكَ - تیرے گھر والے تیرے گھر کے لوگ، اَهْل مضاف لک منیر واحد مذکر حاضر مضاف الیہ۔ جب فعل استعمال ہو تو معنی اس نے ہلاک کیا۔ اس نے غارت کیا۔ کہے ہوں گے۔

= وَمَنْ اَمَنَ کا عطف اَهْلَكَ پر ہے اور وہ بھی جو ایمان لائے ہوئے ہیں
إِلَّا حَرْفِ اسْتِثْنَاء ہے۔

مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ مَتْنِ۔ مُسْتَثْنٰی۔

ماسوائے اُن کے جن پر پہلے ہی حکم (ان کے غارت ہونے کا) جاری ہو چکا ہے

۱۱: ۴۱ = قَالَ - اِی قَالَ نَوْحٌ

= اِرْكَبُوا۔ تم سوار ہو جاؤ۔ رُكِبَ جمع مذکر حاضر۔ رُكِبَ کے اصل معنی جانور کی پشت پر سوار ہونے کے ہیں۔ لیکن یہاں کشتی پر سوار ہونے کے لئے مستعمل ہے

= فِيهَا۔ اِی فِي الْفُلِّ

= مَجْرِيہَا۔ مَجْرٰی۔ مصدر مبی مضاف ہا ضمیر واحد مؤنث غائب مضاف الیہ۔ جَوٰی

یَجْوٰی (باب ضَرْب) سے۔ اس کا پانی کی طرح ہمواری کے ساتھ رواں ہونا۔ یا مَجْرٰی

ظرف مکان یا ظرف زمان بھی ہو سکتا ہے۔ یعنی کشتی کے چلنے کی جگہ۔ یا چلنے کا وقت =

= مَوْسِمًا۔ مَوْسٰی مضاف ہا ضمیر واحد مؤنث غائب۔ مضاف الیہ۔ مصدر مبی۔ اس کا ٹھہرنا

اس کا جانا۔ مادہ رَسَوُ۔ رَسَا یَزَسُو (باب نصر) رَسَوُ کا معنی ٹھہرنا۔ جگہ پر جم جانا۔ اس کے

مصدر مبی مَوْسَا آتا ہے۔ باب افعال سے مصدر اِرْسَاؤُ اور مصدر مبی مَوْسَا آتا ہے ٹھہرنا

جانا۔ کشتی کا سنگر ڈالنا۔ مَوْسٰی۔ ظرف مکان یا ظرف زمان بھی ہو سکتا ہے

اِرْكَبُوا میں جو ضمیر نا مل ہے وہ ذوالحال ہے اور یَسْمِعُ اللّٰہُ..... الخ حال ہے۔

یعنی کشتی میں یہ کہتے ہوئے سوار ہو۔ یَسْمِعُ اللّٰہُ..... الخ۔ مَجْرٰی و مَوْسٰی ظرف زمان اور

ظرف مکان دونوں ہو سکتے ہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ کا نام لیتا ہوں جہاں وہ چلتی ہے اور جہاں وہ رکتی

بصورت ہر دو کے مصدر مبی ہونے کے مضاف (وقت) مخدوف ماننا پڑے گا۔

اِی وقت جو یہاں دار سناٹا۔ جَوٰی یَجْوٰی ثلاثی مجرّد ہے اور اَرْسٰی یُورْسٰی ثلاثی مزید فیہ۔

۱۱: ۴۲ = مَعْرَی۔ اسم ظرف مکان۔ الگ جگہ۔ مَعْرَی مصدر الگ کر دینا۔

۱۱: ۴۳ = مَسَاوِی۔ اَوٰی یا وِی (باب ضرب) اَوٰی۔ کسی جگہ نزول کرنا۔ کسی جگہ پناہ حاصل

کرنا۔ اَوٰی الٰہی کسی کے ساتھ مل جانا اور منضم ہو جانا۔ اَوَاہ (باب افعال) اَوَاہ۔ کسی کو جگہ دینا

مَسَاوِی الٰہی جَبَلِ میں (ابھی) پہاڑ سے جا لگوں گا۔ اور باب افعال سے وَتَوَوٰی اِلَیْكَ

مَنْ نَشَأَ (۲۳: ۵۱) اور جسے چاہو اپنے پاس ٹھکانہ دو۔

== لِعَصْمِيٍّ - عَنَّمْ لِعَصْمٍ - (باب ضَرْبِ) عِصْمَةٍ مصدر - وہ مجھے بچالیکا۔

۱۱: ۴۴ == اِبْلَعْنِي - بَلَعٌ يَبْلَعُ رَفْعٌ (امر واحد مؤنث حاضر - تو نگل جا۔ بَلَعٌ سے جس کے معنی نگلنے کے ہیں۔

== اَخْلَعْنِي - تو ختم جا۔ (بارش سے رُک جا۔) اِفْلَاحٌ (اِفْعَالٌ) سے۔ امر واحد مؤنث حاضر۔

== حَيْضٌ - غَاضٌ يَحِيضُ حَيْضٌ - (باب ضَرْبِ) سے ماضی مجہول واحد مذکر غائب پانی کو زمین میں جذب کر دیا گیا۔ پانی خشک کر دیا گیا۔ پانی اتر گیا۔

== اِسْتَوَتْ - اِسْتَوَى يَسْتَوِي اِسْتَوَاءً - (افْعَال) ماضی واحد مؤنث غائب - وہ رشتی ٹھہر گئی۔ جب یہ علی کے ساتھ متعدی ہو تو اس کے معنی کسی چیز پر چڑھنے۔ قرار پکڑنے اور متوی ہونے کے ہوتے ہیں۔ جیسے کہتے ہیں اِسْتَوَى فَلَانٌ عَلَى عَمَلَيْهِم فُلَانٌ نے اپنا عہدہ سنبھال لیا۔ قرآن میں ہے فَاسْتَوَى عَلَى سُوْقِهِ (۲۹: ۴۹) اور پھر وہ اپنی نال پر سیدھی ہو گئی۔ یا آیت نذا میں - وَاسْتَوَتْ عَلَى الْجُودَىٰ اور وہ جودی پہاڑ پر ٹھہر گئی۔

== بُعِدَ ۱ - بُعِدَ - دُورِ - ہلاکت - لعنت۔

اَلْبُعْدُ کے معنی دوری کے ہیں۔ یہ قُرْبُ کی ضد ہے۔ بُعِدَ (سَبَّحَ) کے معنی مرنا کے ہیں۔ اور عموماً اَلْبُعْدُ ہلاک ہونے کے معنی میں استعمال ہوتا ہے جیسے فرمایا کَمَا بُعِدَتْ ثَمُودٌ (۹۵: ۱۱) جیسے ثمود تباہ ہو گئے۔

چونکہ موت و ہلاکت اور لعنت میں بھی دوری ہوتی ہے اس لئے بُعِدَ اور بُعِدَ کے معنی اکثر ہلاکت اور تباہی اور لعنت کے آتے ہیں۔ بُعِدَ اَللَّعْنُومُ الظَّالِمِينَ - ہلاکت اور بربادی ہو ظالموں کے لئے۔

== فَضَحِي اَنْذَرُ - قصہ تمام ہوا۔ حکم کی تعمیل ہو چکی۔ کام پورا ہو گیا۔ یعنی جنہوں نے ہلاک ہونا تھا ہلاک ہو گئے اور جنہوں نے بچایا جانا تھا بچائے گئے۔

۱۱: ۴۶ == اِنَّهُ عَمَلٌ صَالِحٌ - اِیْ اِنَّهُ دُوْعَمِلٌ فَاَسَیْدَ - وہ صاحب اعمال فاسد ہے۔ یعنی اس کے اعمال اچھے نہیں ہیں غیر صالح ہیں دُؤ - کو مبالغہ کی خاطر حذف کیا گیا ہے

== فَلَا تَسْأَلْنِ اَصْلَی میں فَلَا تَسْأَلْنِی تھا۔ لَا تَسْأَلُ فعل نہی واحد مذکر حاضر۔ نون وقایہ اور ی متکلم مفعول کے لئے ہے تو مجھ سے سوال مت کر۔ مجھ سے درخواست نہ کر۔

= اَعْطَلَكَ - وَعَظَ يَعْظُ وَعَظَرٌ (ضَوْبٌ) سے مضارع واحد متکلم لک ضمیر مفعول واحد مذکر حاضر میں سمجھ کو نصیحت کرتا ہوں۔

۲۸:۱۱ = اِصْبَطْ - تواتر یعنی اب کشتی سے اتر جاؤ۔ مُبْطُوطٌ سے (باب ضَوْبٌ) امر واحد مذکر حاضر۔

= عَلَى أَمِيمٍ مَعْنَى تَحَلَّكَ اِنْ لَوْكُوں پر جو تیرے ساتھیوں میں سے ہیں۔ یعنی جو تیرے ساتھ ہیں۔ اُمَمٌ - اُمَمٌ کی جمع ہے بمعنی جماعت

= وَ اُمَمٌ - اُمَمٌ مبتدا۔ خبر محذوف ہے تقدیر کلام: وَ مِنْهُمْ اُمَمٌ سَمِعَتْهُمْ - ان میں بعض ایسے لوگ بھی ہوں گے جن کو ہم مال و متاع دیں گے۔ اپنی نعمتوں سے ان کو نوازیں گے۔

۲۹:۱۱ = اَنْبَاءٌ - خبریں۔ حقیقتیں نَبَأٌ کی جمع ہے۔ جس سے بڑا فائدہ اور یقین باطن غالب حاصل ہو اسے نَبَأٌ کہتے ہیں۔ اور جس خبر میں یہ باتیں موجود نہ ہوں اس کو نَبَأٌ نہیں کہتے۔ کیونکہ کوئی خبر اس وقت تک نَبَأٌ کہلانے کی مستحق نہیں۔ جب تک کہ وہ سنا بہ کذب سے پاک نہ ہو۔ جیسے وہ خبر جو بطریق تواتر ثابت ہو یا جس کو اللہ و رسول نے بیان کیا ہو۔ اسی لئے نبی اس کو کہتے ہیں جو اللہ کی طرف سے حقیقتیں اور سچی خبریں بیان کرے = نُوْحِنَهَا - نُوحِيْ - مضارع جمع متکلم ہم وحی کرتے ہیں ہَا - ضمیر واحد نون غائب جس کا مرجع اَنْبَاءٌ ہے۔

۱۱- ۵۰ = وَ اِلٰى عَادِ اَخَاهُمْ هُوْدًا - اس کا عطف اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهِ (آیت ۲۵) پر ہے۔ گویا آیت کی تقدیر ہے وَ اَرْسَلْنَا اِلٰى عَادِ اَخَاهُمْ هُوْدًا۔

اَخَاهُمْ (ان کا بھائی) یعنی انہیں کے نسب

= مُعْتَرِضُونَ - جھوٹے بیٹان باندھنے والے۔ اصل میں اِفْتِرَاءٌ سے مُعْتَرِضُونَ تھا۔ اس کا واحد مُفْتَرٍ ہے

۵۲:۱۱ = يُزِيلُ - مضارع مجزوم بوجہ جواب شرط (مکسور بالوصل) واحد مذکر غائب ہے

مہیجے گا۔ (رَسَالٌ اِفْعَالٌ) سے

= السَّمَاءُ - آسمان - ابر - بارش۔

= مِدْرَارًا - صیغہ مبالغہ بہت بڑھنے والا۔

اصل میں مِدْرَارًا - دَرَّ اور دَرَّ سے ہے جس کے معنی دودھ کے ہیں پھر بطبع

استعارہ بارش کے لئے استعمال ہونے لگا۔

يُزِيلُ السَّمَاءَ عَلَيْكُمْ قُذْرًا اَدَاوَهُمْ بِمُوسَلَدٍ عَارٍ بَارِشٌ مَجِيغًا۔ یا تم پر بار بار بارش برساتے والے بادل بھیجے گا، یا آسمان سے تم پر موسلا دھار بارش بھیجے گا۔
= لَا تَتَوَلَّوْا۔ (جس کی طرف میں تمہیں دعوت دیتا ہوں) اس سے روگردانی نہ کرو۔ منہ موڑو اعراض مت کرو۔

= مَجْرِيئًا۔ ای مصوب علی مَا اَتَمَّ عَلَيْهِ مِنَ الْخِطَامِ۔ اپنے جرموں پر اصرار کرتے ہوئے میری دعوت سے روگردانی مت کرو۔
۵۳:۱۱ = تَارِكِي تَارِكِي کی جمع بحالت نصب وجر مضاف إِلَيْهَا مضاف الیہ تَارِكِي اصل میں تَارِكِيْنَ تھا۔ ن بوجہ امانت کے حذف ہو گیا (ہم) اپنے خداؤں کو چھوڑنے والے نہیں، یعنی نہیں چھوڑیں گے۔

۵۴:۱۱ = اِعْتَرَلَكْ۔ اِعْتَرَى۔ ماضی۔ واحد مذکر غائب كَ ضمیر مفعول واحد مذکر ماضی۔ اِعْتَرَى يَنْتَرَى (افتعال) اِعْتَرَاءٌ۔ کسی شے کی طرف قصد کرنا اور اس پر چھاپنا۔ اِعْتَرَى (مرج و الم کا) کسی پر چھاپنا۔ اِعْتَرَلَكْ۔ تجھ پر غلبہ کر گیا ہے۔ تجھ پر چھاپ گیا ہے۔ عُدُو۔ عُدُو مَادَّة = اِنْ نَقُولُ میں اِنْ نَافِرَ ہے۔
= اِسْوَاءٌ۔ بتا نقدیہ کے لئے لایا گیا ہے۔

اِنْ نَقُولُ اِسْوَاءٌ۔ ہم (کچھ) نہیں بولتے سوائے اس کے کہ ہمارے کسی خدا نے تم کو کسی خرابی میں مبتلا کر دیا ہے
= اَشْهَدُ۔ اَشْهَدُ يَشْهَدُ۔ اَشْهَادٌ۔ گواہ کرنا۔ میں گواہ کرتا ہوں۔ میں گواہ بناتا ہوں
= اَشْهَدُوا۔ تم گواہ رہو۔ شَهِدَ يَشْهَدُ (سمع) سے امر جمع مذکر ماضی۔ شَهِدُوا مَصْدَرُ
= لُشْرُكُوْتٍ مِنْ دُونِهِ رَشْرُكُوْتٍ پر وقف نہ کیا جائے تم شریک ٹھہراتے ہو اس کے (خدا کے) سوا۔

= اِنِّیْ بَرِّیْ۔ میں بیزار ہوں۔ میں بری الذمہ ہوں۔ میرا کوئی سروکار نہیں۔
۵۵:۱۱ = فَكَيْدُ ذِي۔ میرے ساتھ داؤ گھات کرلو۔ میرے خلاف سازش کرلو۔ كَيْدٌ
مکرو فریب۔ چال۔ داؤ۔ اچھی تدبیر۔ بری تدبیر۔
(حجب اس کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف ہو بمعنی اچھی تدبیر)
= جَمِيعًا۔ تم سب۔ یا اَسْتَعِزُّوْا بِالْهَيْكَلِ۔ تم اور تمہارے (جھوٹے) خدا

= لَا تُنْظِرُونَ۔ مجھے مہلت نہ دو سی ضمیر واحد متکلم محذوف ہے۔
۵۶:۱۱ = هُوَ۔ اِیَّ اَللّٰهُ۔

= اَخِذْ بِنَاصِيَتِهَا۔ پکڑنے والا ہے اسے پیشانی کے بالوں سے۔ پکڑے ہوئے ہے اس کو اس کی چوٹی سے۔ یعنی وہ سب پر قدرت رکھتا ہے اور جس طرح چاہتا ہے اس پر اپنا تصرف رکھتا ہے۔

۵۷:۱۱ = اِنْ تَوَلَّوْا۔ اگر تم روگردانی کرو۔ تَوَلَّوْا۔ مضارع جمع مذکر حاضر۔ اصل میں تَوَلَّوْا تھا۔ ایک تا حذف ہو گئی۔ تَوَلَّوْا سے۔

= فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ مَا اُرْسِلْتُ بِهِ اِلَيْكُمْ۔ اِیْ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ مَا اُرْسِلْتُ بِهِ اِلَيْكُمْ۔ اگر تم پھر روگردانی کرو تو میں تو جو پیغام دے کر بھیجا گیا تھا وہ تم کو پہنچا چکا ہوں۔

= يَسْتَخْلِفُ۔ مضارع واحد مذکر غائب (باب استفعال) وہ جانشین بنادینگا۔
حَفِظَ۔ نگہبان۔ نگہداشت کرنے والا۔

۵۹:۱۱ = جَعَدُوا۔ انہوں نے انکار کیا۔ وہ منکر ہوئے۔

جَعَدُوا وَجُحُوْدُ سے (بَابُ فَعَمَ) ماضی جمع مذکر غائب

= جَبَّارٌ۔ سرکش۔ زبردست۔ دوسرے کو مجبور کر دینے والا۔ متکبر۔ خود اختیار۔ جَبَّارٌ ذات باری تعالیٰ کے لئے صفت مدح ہے۔ اور انسان کے لئے صفت ذم۔

= عَنِيدٌ۔ عناد رکھنے والا۔ مخالف۔ برون قبیل یعنی فاعل صفت مشبہ کا صیغہ ہے اس کی جمع عُنْدٌ ہے عَنِيدٌ۔ ضدی جو حق کو پہچانتے جانے سے انکار کرے۔ جو جان بوجھ کر حق کا انکار کرے۔ اِذَا جِئَ اَنْ يَقْبَلَ الشَّيْءُ دَانَ عَرَفَهُ جانتے ہوئے کسی شے کو ماننے سے انکار کرے۔

۶۰:۱۱ = اُتِعُوا۔ اِيتَاعٌ (افتعال) سے ماضی مجہول جمع مذکر غائب ان کے پیچھے لگا دیا گیا۔ ان کے پیچھے لگادی گئی۔

= بُعِدُوا۔ دوری۔ ہلاکت۔ بربادی۔ (ملاحظہ ہو ۱۱:۴۴)

= قَوْمٌ هُوْدٌ۔ (ہود کی قوم) عطف بیان۔ اپنے متبوع عادی و صاحب کے لئے آیا ہے یعنی وہ قوم عاد جو لعنت دارین کی مستحق ہوئی۔ قوم عاد دو قبیلوں سے منسوب ہے عادِ اولیٰ جو حضرت ہود کی قوم تھی۔ اور عاد ثانی جو عمالقہ تھے۔ یہ دونوں شاخیں عاد بن عوص

ارم بن سام بن نوحؑ کی اولاد سے ہیں

۱۱: ۶۱ = وَالْإِنْسَانُ أَغْلَىٰ صُلْحًا. آیت ۱۱: ۵۰ کی طرح اس کا عطف بھی اَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِ. ۱۱: ۲۵ پر ہے۔ اِی قَدْ اَرْسَلْنَا اِلٰی ثَمُوْدَ اَخًا هُمْ صُلِحُوا اور ہم نے قوم ثمود کی طرف ان کے بھائی (یعنی ان میں سے) صالح کو پیغمبر بنا کر بھیجا۔

= اَلْاِنْسَانُ كُذَّ. اَنشَأَ يَنْشِئُ اِنشَاءً (افعال) اس نے پیدا کیا۔ ماضی واحد مذکر نائب کُذَّ ضمیر مفعول جمع مذکر حاضر۔ اس نے تم کو پیدا کیا۔

= اِسْتَعْمَرَ كُذَّ۔ اس نے تم کو آباد کیا۔ اِسْتَعْمَرَ يَسْتَعْمِرُ اِسْتِعْمَارًا (اِسْتِعْمَالٌ) سے ماضی واحد مذکر نائب کُذَّ ضمیر مفعول جمع مذکر حاضر۔ اَلْعِمَارَةُ۔ خَرَابِی کی ضد ہے۔ عَمَرًا اَرْضَهُ يَعْمُرُهَا عِمَارَةً۔ اس نے اپنی زمین آباد کی۔

قرآن مجید میں ہے وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ (۱۹: ۹) اور مسجد محترم (یعنی خانہ کعبہ) کو آباد کرنا۔ اور اَلْبَيْتِ الْمَعْمُورِ۔ (۲۰: ۵۲) اور قسم ہے آباد کئے ہوئے گھر کی۔

اَلْعَمْرُ وَالْعُمُرُ۔ اس مدت کو کہتے ہیں جس میں بدن زندگی کے ساتھ آباد رہتا ہے۔ = مُجِيبٌ۔ اسم فاعل۔ واحد مذکر۔ نکرہ اِجَابَةٌ۔ مصدر (باب افعال) جَوِبْتُ مادہ۔ دعا قبول کرنے والا۔

۱۱: ۶۲ = مَرْجُؤًا۔ اسم مفعول حالت نصب رَجُؤٌ ناقص واوی۔ (باب نصر) سے اصل میں مَفْعُولٌ کے وزن پر مَرْجُؤٌ تھا۔ دو واؤ اکٹھے ہوئے ایک کو دوسرے میں مدغم کیا مَرْجُؤٌ ہو گیا۔ حالت نصب میں مَرْجُؤًا۔ رَجَا يَرْجُو اَرْجَاءً وَرَجُؤًا۔ امیدوار رہنا۔ امید کرنا۔ خوف کرنا۔ مَرْجُؤٌ۔ وہ جس سے امیدیں وابستہ ہوں۔

حضرت صالح کی شرافت۔ متانت۔ ذہانت و فطانت کو دیکھ کر ان کو امیدیں تھیں کہ وہ سیادت و قیادت و مشاورت میں سرمایہ قوم ثابت ہوگا اور ان کے دین سے موافقت کر کے اس کے عروج کا باعث بنیگا۔ لیکن جب انہوں نے خدا کی وحدا نیت پر ایمان لانے کا حکم دیا۔ تو ان کی تمام امیدوں پر پانی بھر گیا)

= اَنَّهُلْنَا اَلْفَ اسْتِغْمَامِيَةٍ تَنْفُخٍ واحد مذکر حاضر نا ضمیر جمع متکلم۔ کیا تو ہم کو منح کرتا ہے ہم کو روک دیتا ہے اَلْفُ۔ (باب نصر۔ فتح۔ خَرُوب) روکنا۔ منع کرنا

= تَذَعُونَا۔ تو ہم کو بلاتا ہے۔ تو ہم کو پکارتا ہے دُعَاؤُ سے مضارع واحد مذکر حاضر نا ضمیر جمع متکلم۔ دَعَاؤُ مادہ۔

= مُرِيْبٌ۔ اسم فاعل اِ رَابِعَةٌ (باب افعال) رِيْبٌ مادہ۔ متردبانی والدہ تروڈ میں ڈالنے والا۔ بے چین کر دینے والا۔

یہاں مَثَلُک کی صفت ہے فِتْ شَدِّتْ مُرِيْبٌ (ہم) ایک ایسے شک میں مبتلا ہو گئے ہیں۔ جو بے چین کر دینے والا ہے

۱۱: ۶۴ = اَزْدَنْتُمْ۔ مجلاتاؤ تو ہو۔ مجلاتاؤ تو بتاؤ۔

= تَزِيدُ ذَنْبِي۔ تم میرے لئے زیادہ کرتے ہو۔ زِيَادَةٌ (باب ضَوْب) سے مضارع جمع مذکر حاضر تَوْقَاہِی ضَمِيرًا مَدْمُکُم۔

= تَحْشِرُو (باب نفعیل) مصدر ہے زیاں کاری۔ نقصان پہنچانا۔ ہلاک کرنا (یعنی تم تو میرے نقصان میں اضافہ ہی کر رہے ہو)

= يَقُومُ هَذِهِ نَاقَةُ اللَّهِ لَكُمْ آيَةً۔ یہ کفار ثمود کے مطالبہ فَاَتِ بِآيَةٍ اِنْ كُنْتُمْ مِنَ الْقَادِرِيْنَ (۲۶: ۱۵۴) کے جواب میں ہے۔ آيَةُ بوجہ حال کے منصوب ہے،

= فَذَرُوْهُمَا۔ تم اس کو چھوڑ دو۔ امر۔ جمع مذکر حاضر ہَا ضَمِيرًا مَدْمُکُم تَوْنُثْ غَائِب۔

= تَاْكُلْ۔ فعل مجزوم۔ جواب طلب کی وجہ سے ہے۔

= فَيَاْخُذْكُمْ۔ میں ن حرف نامبر ہے جو فعل مضارع پر بتقدیر اَنْ داخل ہو ا کرتی ہے۔

جیسے زُرْفِي فَاْکُرْ مَلِكْ

۱۱: ۶۵ = فَعَقَرُوْهُمَا۔ انہوں نے اس (اونٹنی) کی کوئیں کاٹ دیں۔

= تَمَتَّعُوا۔ تم لطف اٹھاؤ۔ تم (دنیاوی مال و متاع کا) فائدہ اٹھاؤ۔

۱۱: ۶۷ = الصَّيْحَةُ۔ چیخ۔ کڑک۔ ہولناک آواز۔ چنگھاڑ۔

صَاحْ يَصِيْحُ (ضَرْب) کا مصدر ہے۔ چونکہ زور کی آواز سے آدمی گھبرا اٹھتا ہے۔ اس لئے بمعنی گھبراہٹ اور عذاب کے بھی اس کا استعمال ہوتا ہے۔

= جُثْمَانِنِمْ۔ اوندھے پڑنے والے۔ زانو کے بل گرے والے۔

جُثْمٌ سے جس کے معنی سینہ کے بل اوندھے منہ زمین پر پڑنے کے ہیں۔ اسم فاعل کا مفعول جمع مذکر۔ اس کی واحد جَاثِمٌ ہے۔

۱۱: ۶۸ = لَمْ يَخْتَوَا۔ مضارع نفی جہد لَمْ۔ جمع مذکر غائب۔ عَنِّي مصدر۔ (باب سَمِع) انہوں نے قیام نہیں کیا۔ وہ نہیں ٹھہرے۔ عَنِّي بِالْمَكَانِ۔ وہ مکان میں ٹھہرا۔ مَعْنٰی۔ فرود گاہ۔

هَآنَ لَمْ يَخْتَوَا اَيْفَا۔ گویا وہ ان گھروں میں کبھی بسے ہی نہ تھے۔ فَيَهَا۔ میں ہَا ضَمِيرًا مَدْمُکُم

کا مزج مِنْ دِیَارِ هِمْدَہ۔

= بُعْدًا - دوری - ہلاکت - ملاحظہ ہو ۱۱: ۴۴ : ۶۰: ۱۱۔

۱۱: ۶۹ = اِنْبِرَاجِہِم - اِیْ اِلَیْ اِنْبِرَاجِہِم - منصوب لوجہ غیر منصرف ہونے کے (عجہ اور موفہ

ہونے کی وجہ سے غیر منصرف ہے)۔

= بُشْرٰی - خوشخبری - ایسی خبر جس کو سن کر بشرہ (چہرہ) پر مسرت اور خوشی کے آثار نمایاں

= قَالُوا سَلَامًا - سَلَامًا کے نصب کی حسب ذیل دو صورتیں ہو سکتی ہیں۔

(۱) یہ بطور مصدر استعمال ہوا ہے اور اس کا فعل محذوف ہے اِیْ نُسَلِّدُ عَلَیْكَ سَلَامًا

ہم تجھ کو سلام کہتے ہیں۔

(۲) سَلَامًا - قَالُوا کا مفعول ہے انہوں نے سلام کیا۔

= قَالَ سَلَامٌ - سَلَامٌ مبتدا ہے اس کی خبر محذوف - تقدیر یہ ہے سَلَامٌ عَلَیْکُمْ

= لَیْسَ - ماضی واحد مذکر غائب (سَمِعَ) وہ رہا - وہ ٹھہرا رہا - قرآن مجید میں ہے قَالَ کَذٰ

لَیْسَتْ (۱۱۳: ۲۳) خدا تعالیٰ پوچھیکا تم کتنے برس ہے۔ مَا لَیْسَ اَنْ جَاؤْہُ لَفْظِی ترجمہ ہوگا

وہ نہ ٹھہرا کہ آگیا - یعنی جلد ہی آگیا۔

= حَیْثُ - بریاں - تہا ہوا - سمجھنا ہوا - حَیْثُ سے بروزن فعل بمعنی مَفْعُولٌ صفت

مشبہ ہے - جیسے حَیْثُ بمعنی مَحْمُودٌ ہے۔

= عَجِلَ - بھڑا - گائے کا بچہ۔

۱۱: ۱۰۰ اِیْنِہِ مِیْنُہُ ضَمیر واحد مذکر غائب کا مزج عَجِلَ

= نَسِیَہُ - اَلِیْ نَسَاہُ - عَزْفَانٌ کی ضد ہے اس نے نہ پہچانا۔ اس نے اجنبی خیال کیا۔

وہ ان کی طرف سے شبہ میں پڑ گیا۔ انکار عدم معرفت ہے۔ لیکن بعض اوقات، انسان جانتے

ہوئے بھی انکار کر دیتا ہے۔ اسے کذب کہتے ہیں۔ قرآن مجید میں ہے یَعْرِضُونَ نَفْسَہُ اللّٰہِ

نَفْسُہُ یُنْکِرُوْنَہَا (۸۲: ۱۶) یہ خدا کی نعمتوں سے واقف ہیں مگر واقف ہو کر انکار کرتے ہیں۔

المنکر - ہر اس فعل کو کہتے ہیں کہ جسے عقل سلیم قبیح خیال کرے۔ یا عقل کو اس کے حق و قبح

میں توقف ہو۔ مگر شریعت نے اس کے قبیح ہونے کا حکم دیا ہو۔ قرآن مجید میں ہے وَتَاَوُّوْنَ

فِیْ مَا رَبَّکُمْ الْمُنْکَرُ (۲۹: ۲۹) اور تم اپنی مجلسوں میں ناپسندیدہ کام کرتے ہو۔

= اَدْجَسَ - اس نے محسوس کیا۔ اِدْجَسَ سَ سے جس کے معنی دل میں محسوس کرنے اور

قلب میں پوشیدہ آواز پانے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ وَجَسَ مَا دُوْہُ۔

أَوْحَسَ مِنْهُمْ خِيفَةً ۖ إِنَّ كِيْفَ دِلْ مِنْ دُرْ مَحْسُوسَ كِيَا۔ اکیک اور جگہ آیا ہے فَأَوْحَسَ فِي نَفْسِهِ خِيفَةً مُّؤَسَّى (۲۰ : ۶۰) (اس وقت) حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے دل میں خوف محسوس کیا۔

بعض مفسرین کے نزدیک یہ خوف اس بنا پر تھا کہ جب ان نوواردوں نے کھانے میں تامل کیا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ان کی نیت پر شبہ ہونے لگا۔ کہ کہیں یہ دشمنی کے ارادے سے تو نہیں آئے۔ کیونکہ عرب میں جب کوئی کسی کی ضیافت قبول کرنے سے انکار کرتا تو یہ سمجھا جاتا تھا کہ وہ مہمان کی حیثیت سے نہیں آیا بلکہ قتل و غارت کی نیت سے آیا ہے۔

لیکن بعد کی تفسیر اس کی تائید نہیں کرتی۔ بلکہ اندازِ کلام سے ظاہر ہوتا ہے کہ کھانے کی طرف ہاتھ دھڑکنے سے ہی حضرت ابراہیم علیہ السلام تازہ گئے تھے کہ یہ فرشتے ہیں اور چونکہ فرشتوں کا علاوہ انسانی شکل میں آنا غیر معمولی حالات میں ہی ہوا کرتا ہے اس لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خوف جس بات کا ہوا وہ دراصل یہ تھی کہ کہیں آپ کے گھروالوں سے یا آپ کی بستی کے لوگوں سے یا خود آپ کوئی ایسا قصور تو نہیں ہو گیا جس پر گرفت کے لئے فرشتے اس صورت میں بھیجے گئے ہیں۔ اگر بات وہ ہوتی جو بعض مفسرین نے سمجھی ہے تو فرشتے یوں کہتے کہ ڈرو نہیں ہم تمہارے رب کے بھیجے ہو فرشتے ہیں۔ لیکن جب انہوں نے آپ کا خوف دور کرنے کے لئے کہا کہ ”ہم تو قومِ لوط کی طرف بھیجے گئے ہیں“ تو اس سے معلوم ہوا کہ ان کا فرشتہ ہونا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام پہلے ہی جان گئے تھے (تفہیم القرآن)

۱۱: ۷۱ = فَتَحَكَّتْ فَبَشَّرْنَا هَآيَا سُلْحَقَ۔ حضرت سارہ کے ہنسنے کی وجہ تھیں۔

(۱) جب آپ نے محسوس کیا کہ حضرت ابراہیم کی تشویش دور ہو گئی ہے اور آپ مطمئن ہو گئے ہیں تو خوشی سے ہنس پڑیں۔

(۲) عبارت میں تقدیم و تاخیر ہے۔ گویا عمارت یوں ہے فَبَشَّرْنَا هَآيَا سُلْحَقَ..... یعقوب فَتَحَكَّتْ۔ ہم نے جب اسے اسحاق کی بشارت دی اور اسحق کے بعد یعقوب (طیہا السلام) کی تو وہ فرطِ مسرت سے ہنس پڑیں۔

۱۱: ۷۲ = يٰوَيْلَيْكَ اَمَلٌ فِي يَدَيْكَ تَتَّھَا۔ افسوس یا حسرت کی آواز کہنے کے لئے ہی کو اَلَف سے بدل دیا گیا۔ وَيْلٌ کَالْغَوٰی معنی ہلاکت ہے۔ یہاں اس سے مراد اپنے لئے بد دعا کرنا نہیں محض اظہارِ حیرت و تعجب مقصود ہے۔ عورتیں اکثر اظہارِ حیرت و تعجب کے موقع پر ایسے کلمات بولتی ہیں ہاں میں مر گئی۔ ہاں میں مر جاؤں۔ یہ بھی ایسا ہی کلمہ ہے۔ یعنی يٰعَجَبًا يٰحَسْرَتًا۔

== اَلَيْدُ - اے برائے استفہام - کیا میں جنوں کی
== عَجُوذٌ - بڑھیا - پیرزن۔

== بَطْنِيْ میرا خاوند - بَطْنٌ مضاف . ی ضمیر واحد مکمل مضاف الیہ۔
== شَيْخٌ بُولُحَا - شَيْخٌ جمع۔

۷۳: ۱۱ = لَعْنَتَيْنِ - تو تعجب کرتی ہے

== حَمِيْدٌ - بزرگ فعل بمعنی مَفْعُوْلٌ مَحْمُوْدٌ صفت مشبہ - ستودہ - تعریف کیا ہوا
سرابا ہوا - حَمْدٌ سے۔

== مَجِيْدٌ - مجد یعجد مَجِيْدٌ کے معنی کرم و شرف اور بزرگی میں وسعت اور مہربانی کے
ہیں۔ ذات باری تعالیٰ کا اس صفت کے ساتھ تصف ہونا اس کے وسعت فیض اور کثرت
جود کے سبب ہے مَجِيْدٌ وسعت کرم کا مالک - وسیع الفضل - کثیر الخیر - رفیع الشان
سب سے بڑھ کر بزرگ۔

۷۴: ۱۱ = السَّرْعُ - خوف - ذر - رَاَعَ يَرْوَعُ کا مصدر۔

== يَجَادِلُنَا - مضارع واحد مذکر - مُجَادَلَةٌ وَجَدَ اللّٰهُ مصدر - باب مضاعف نا ضمیر مفعول جمع مکمل۔
وہ ہم سے (یعنی ہمارے فرشتوں سے) جھگڑا کر رہے تھا۔

۷۵: ۱۱ = اَدَاہُ بَرَزَنَ فَعَالٌ - مبالغہ کا صیغہ ہے بہت آہ کرنے والا اپنے گناہوں پر دوسروں
کی غمخواری میں۔ گڑگڑا کر کثرت سے دعا میں کرنے والا۔ حمد - کثرت سے اللہ کا ذکر کرنے والا
== مُنِيْبٌ - اسم فاعل واحد مذکر - اِنَابَةٌ مصدر (باب افعال) نَوْبٌ مادہ - اللہ کی طرف
رجوع کرنے والا۔ غلوں کے ساتھ توبہ کرنے والا۔ ہر طرف سے مڑ کر اللہ کی طرف لوٹنے والا۔
نَاْبٌ يَنْوُبُ (نصر) کسی چیز کا بار بار لوٹنا۔ تَوْبَةٌ کا بھی یہی معنی ہے۔ نَائِبَةٌ وہ مصیبت
جو بار بار لوٹتی ہے۔

۷۶: ۱۱ = اَتِيْنَهُ - ان پر آئیوا لائے۔ اَتَى (آئیوا) مضاف ہُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف
الیہ۔ اَتَى یا اَتَى سے اسم فاعل۔

== غَيُوْ مُزْدُوْدٍ - مُزْدُوْدٌ (مَفْعُوْلٌ) اسم مفعول واحد مذکر - دَزَّ سے باب نصر - ٹالاجا نیوا
لوٹایا جانیوا۔ غَيُوْ مُزْدُوْدٍ جو لوٹایا نہیں جائے گا۔ جو ٹالاجا نیوا نہیں۔
رَوَّ کیا گیا۔ شَيْطَانٌ مُزْدُوْدٌ

۷۷: ۱۱ = سَيِّئٌ دُهِيْدٌ - سَوَّءٌ سے ماضی مجہول - واحد مذکر غائب - وہ دل گیر ہوا۔ غمگین ہوا۔

ۛ ضاق ضیق سے۔ وسعت کا ضد ہے۔ دہ تنگ ہوا۔

== ذُرْمَاءُ: طاقت۔ گنجائش۔ ہاتھ کی کشادگی۔ الذَّرَاعُ: کہنی سے لے کر درمیانی انگلی کے اخیر تک کا حصہ۔ ہاتھ (لمبائی کی اصطلاح میں) ذِرَاعٌ: جمع۔ ذُرْمَانٌ قَادِرٌ عَ:

تفسیر الخازن میں ہے۔ ”انہری کا بیان ہے کہ: ذَرْعٌ۔ طاقت کی جگہ استعمال کیا جاتا ہے؛ اور اس کی اصل یوں ہے کہ اونٹ اپنی رفتار میں اگلے قدموں کو پچھلے قدموں کی وسعت کے اعتبار سے بڑھاتا ہے اور جب اس ہر طاقت سے زیادہ بوجھ ڈال دیا جاتا ہے تو اس کی وجہ سے اس کے اگلے قدم تنگ ہو جاتے ہیں اور وہ کمزور ہو کر اپنی گردن لمبی کر دیتا ہے۔ پس ضَيْقُ الذَّرْعِ عبارت ہے ضَيْقُ النُّوْبِ وَالطَّاقَةِ سے پس ضَاقَ بَيْنَ ذَرْعَيْهِ مَعْنَى ہوئے کہ معاملہ کی خرابی سے رہائی کی صورت کوئی نہ مل سکی۔

علامہ برضاویؒ لکھتے ہیں کہ: جب انسان کسی مکروہ امر سے ممانعت میں عاجز ہو جائے تو یہ الفاظ دل گرفتگی اور انقباض کے اظہار کے لئے بطور کنایہ بولے جاتے ہیں۔

عربی میں محاورہ ہے صَاقٌ بِكَذَا ذِہَاعِجِ میں اس سے عاجزوں۔ پس ضَاقَ رِہِمٌ ذُرْعَاکَ معنی ہوئے اس نے اپنے آپ کو ان کے سامنے بے بس پایا۔

— يَوْمَ عَصِيبٍ - عَصِيبٌ - سخت - بھاری - عَصَبٌ سے جس کے معنی سخت کس کر
باندھنے اور گھیر لینے کے ہیں۔ برونن فَعِيلٌ - صفت مشبہ کا صیغہ ہے۔ يَوْمَ عَصِيبٍ سخت
دن - سخت بھاری دن۔

۸:۷۷ = یٰمَنْعُوْنَ مضارع مجہول جمع مذکر غائب اِصْرَاعٌ مصدر اِفْعَالٌ تیز دھڑکنے ہوئے مجہول کا صیغہ سرعت اور شدت جذبات کو ظاہر کرنے کے لئے لایا گیا ہے۔ یعنی وہ تیزی اور سرعت سے حضرت لوطؑ کے گھر کی طرف دوڑے جیسے انہیں کوئی بیرونی طاقت مجبور کر رہی ہے اور وہ اٹھے جا رہے ہیں۔

یہ مجبوری کا مفہوم اس آیت میں بھی ہے **فَهِمْنَا عَلَىٰ انْقَادِهِمْ يَوْمَئِذٍ** (۷۰: ۳۶) سو وہ بھی ان کے نقش قدم پر تیزی سے اندھا دھند چل پڑے، یعنی ان کے شوق و رغبت کی شدت تھی کہ انہوں نے دلیل صحیح کی پروی چھوڑ کر اندھی تقلید شروع کر دی گویا مجبور محض تھے،

نیز ملاحظہ ہو : ۱۲۰ : (وَأَلْفَتْ السَّحْرَةَ سَلْجِدَ بْنَ) اور بادوگر نے اختیار سجدہ میں کر گئے)۔
 - بَنِي - میری بیٹیاں - یعنی قوم کی عورتیں - (جو بیشتر قوم کے افراد سے شادی شدہ تھیں اور
 باقاعدہ نکاح میں تھیں) اور چونکہ ایک نبی کے لئے بمنزلہ بیٹیاں ہی ہوتی ہیں -

== هُنَّ أَطْلَعْنَ لَكُمْ - خواہش نفسانی کو پورا کرنے کے لئے وہ زیادہ پاکیزہ اور بہتر ذریعہ ہیں
== وَلَا تُحْزَنْ فِي صَيْفِي - یعنی میرے مہمانوں کو ذلیل کر کے مجھے ذلیل نہ کرو۔

یہ لفظ جزئی سے بنا ہے بمعنی رسوائی یا خِذَائَةٌ سے بمعنی حیا۔ مطلب ہوگا مجھے شرمندہ نہ کرو

۷۹: ۱۱ = حَقِّ حَقِّ سے یہاں مراد حاجت، ضرورت، سرکار ہے۔ اِی لیس لنا بہن
حاجة وَلَا تَنَا فِيهِمْ شَهْوَاءَ - یعنی نہ ہمیں ان کی ضرورت ہے اور نہ ہی ان کی خواہش۔

۸۰: ۱۱ = اَوَى - میں بیٹھوں گا۔ میں فروکش ہو جاؤں گا۔ اَوَى سے باب ضرب ادنیٰ اِلَی
الْبَيْتِ - گھر میں اترا۔ ٹھکانہ لیا۔ یا پناہ لی۔ قرآن میں ہے سَأْوَى اِلَی جَبَلٍ (۲۳: ۱۱) میں
ابھی کسی پہاڑ کی پناہ لے لیتا ہوں۔

== دُکْنِ - سہارا۔ کسی چیز کی وہ جانب جس کے سہارے وہ قائم ہوتی ہے۔ استعارہ کے
طور پر نذر اور قوت کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ آیتِ ہذا: اے کاش! مجھ کو تمہارے مقابلہ
کی طاقت ہوتی یا میں کسی زبردست سہارے کا آسرا پزیر ہوتا۔

۸۱: ۱۱ = لَنْ يَصْلُوا اَيْلَكَ یہ (لوگ) تجھ تک نہیں پہنچ سکیں گے۔ اِی لَنْ يَصْلُوا اَيْلَكَ
بصورِ دلا مکسورہ - یعنی وہ تمہیں کوئی گزند یا تکلیف نہیں پہنچا سکیں گے۔

== اَسْرٍ - قورات کو لے کر چل۔ اَسْرَاءُ سے جس کے معنی رات کو لے کر چلنے کے اور رات
کو سفر کرنے کے ہیں۔ امر۔ واحد مذکر حاضر۔

قرآن مجید میں ہے سُبْحَانَ الَّذِي اَسْرَى بِعَبْدِهِ لَيْلًا (۱۰۴: ۱) پاک ہے وہ ذات
جو لے گیا اپنے بندہ کو راتوں رات۔

== يَقْطَعُ مِنَ اللَّيْلِ - القطع فی اخوالیل - رات کے پچھلے حصہ میں وقیل من اَوَّل
الْبَيْلِ - رات کے پہلے حصہ میں۔

== لَا يَلْقَئُ - نہی واحد مذکر غائب۔ اَلْيَقَاءُ (افتعال) مصدر۔ لَقِيَ مادہ مکرر نہ دیکھے

== اِلَّا اَمْرًا نَكَ - اِلَّا - حرف استثناء اِمْرًا نَكَ مضاف الیہ مل کر مستثنیٰ ہے۔
اَهْلِكَ - مستثنیٰ امنہ - یعنی رات کو اپنے گھروالوں کو لے کر چل پڑو ماسوائے اپنی بیوی کے
(یعنی اس کو نہ لیجانا)

== مُصِيبُهَا - اسم فاعل واحد مذکر - مضاف - کا ضمیر واحد مؤنث غائب مضاف الیہ۔
اس کو پالینے والا۔ اس پر پہنچ جانے والا۔ اَصَابَ يُصِيبُ سے۔

== مَوْعِدٌ هُمْ - مَوْعِدٌ اسم ظرف زمان - مضاف - هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ

ان کے وعدہ کا وقت

۱۱: ۸۲۔ سَجَّيلٌ - کنگرہ - فارسی سنگ و گِل۔ جو عربی میں اگر سَجَّيلٌ بن گیا

سَجَّيلٌ کا لفظ سَجَّيلٌ سے بنا ہے بمعنی جاری کرنا۔ دے دینا۔ یعنی ہر پتھر یا ہوا یا بھیجا ہوا تھا۔

یا سَجَّيلٌ سے بنا ہے بمعنی لکھا ہوا۔ یعنی اللہ نے پتھروں پر کچھ دیا تھا۔ بعض نے کہا ہے کہ سَجَّيلٌ اصل میں سَجَمٌ تھا کول سے بد لایا۔ دوزخ کا ایک طبقہ

= مَنصُودٌ - اسم مفعول - واحد مذکر - تہرت۔

لَصَدَّتِ الْمَتَاعَ بَعْضُهُ عَلَى بَعْضٍ کے معنی ہیں سامان کو قرینے سے اوپر نیچے رکھنا۔ قریے

سے یکے ہوئے سامان کو مَنصُودٌ یا نَصِيدٌ کہتے ہیں۔ جس تخت پر سامان جوڑ کر رکھا جائے اسے بھی

نَصِيدٌ کہتے ہیں۔ اس سے استعارہ فرمایا طَلَعَ نَصِيدٌ (۵۰: ۱۰) جن کا گاجا تہرت ہوتا ہے۔ یا

طَلَعَ مَنصُودٌ (۵۶: ۲۹) اور تہرت کیلوں۔

۱۱: ۸۳۔ مَسْؤِمَةٌ - اسم مفعول واحد مؤنث مَسْؤِيْمٌ (تَفْعِيلٌ) مصدر نشان زدہ حِجَارَةٌ

کی صفت ہے۔ سیمہ - مَسْؤِمَةٌ دَسِيمًا - علامت - نشانی۔

= ہے۔ ضمیر واحد مؤنث غائب حِجَارَةٌ مَسْؤِمَةٌ کی طرف راجع ہے۔

۱۱: ۸۴۔ لَا تَنْقُصُوا - فعل نہی جمع مذکر حاضر تَقْصَصٌ (باب نصر) سے تمت گھٹاؤ۔ تمت

کم کرو۔

= اَلْاَيْمِيَالِ - اسم آلہ مفرد - غلہ کو ماپنے کا ایمانہ - کَيْلٌ مصدر (باب حنرب) قَافِظٌ

نَتَا الْكَيْلِ - (۸۸: ۱۲) آپ ہمیں (اس کے عوض) پورا ماپ غلہ کا دیجئے۔

= اَلْاَيْمِيَانِ - اسم آلہ وزن کرنے کا آلہ ترازو - مصدر وزن کرنا۔ باب ضرب جمع مَوَازِينُ

= اِلَيَّ اَرْسَلَكُمْ بِخَيْرٍ میں دیکھتا ہوں تم بخیر ہو۔

راہ یعنی تم صاحب مال و دولت ہو۔ تمہیں ڈنڈی مانے اور کم ماپنے یا تولنے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔

۱۲ میں تم کو اچھا بھلا خوشحال پاتا ہوں لہذا تم اپنی مذموم حرکات اور افعال سے یہ خداداد نعمت

نا اٹل مت کرو۔

= يَوْمٌ مُّجِيطٌ - وہ دن جو مجرم کو ہر طرف سے گھیر کر اسے مجبور اور بے بس کر دے گا۔

عَذَابٌ يَوْمٌ مُّجِيطٌ - اس دن کا عذاب جو ہر چیز کو گھیرنے والا ہے۔

روح البیان میں ہے وصف اليوم بالاحاطة والمراد بالعذاب - مُّجِيطٌ لفظاً یوم کی

صفت ہے لیکن مراد اس سے مناب ہے یعنی میں ڈرتا ہوں اس دن سے کہ تم پر عذاب محیط

آجائے۔

۸۵:۱۱ = اَوْفُواْ بِاِيمَانِكُمْ اَلَّذِیْ فُوتَ اَیْمَانُ سَوَفَا (یعنی مفروق) فعل امر جمع مذکر حاضر۔ تم پورا کرو۔

= وَلَا تَنْهَسُواْ۔ فعل نہی۔ جمع مذکر حاضر۔ تم کم نہ دو۔ بھٹس سے باب فتح۔

= وَلَا تَعْتُواْ۔ فعل نہی۔ جمع مذکر حاضر۔ تم فساد نہ کرو۔

اَلْعِیْثُ وَالْعِیْثُ۔ سخت فساد پیدا کرنا۔ جس فساد کا ادراک حتیٰ ہو عینت و عتو کہا جاتا ہے اور جس فساد کا ادراک محلی ہوا سے عتو کہتے ہیں عینت و عتو۔ باب نصر کے مصدر ہیں اور عینت و عتو (باب مسح) کے۔ دوسری جگہ قرآن مجید میں بھی آیا ہے وَلَا تَعْتُواْ فِی الدِّیْنِ مُمْسِدِیْنَ (۱۶۰:۲) اور ملک میں فساد اور انتشار مت پیدا کرو۔

۸۶:۱۱ = بَقِیْتُ اللّٰہَ۔ اے مایا! بقی اللہ لکم مِنَ الْحَلَالِ۔ حلال کی معذی اللہ جو بخت دیوے۔ (ہو) خبر لکم (مناخذ و نہ بالتطیف) وہ بہتر ہے تمہارے لئے اس بخت جو تم ڈنڈی مار کر حاصل کرو۔

۸۷:۱۱ = اَصْلَوْاْ تِلْكَ اَمْوَالُکُمْ (مخول سے کہتے ہیں کیا) تمہاری نمازیں تمہیں یہی حکم دیتی ہے اَذَانٌ لِّفَعْلٍ فِیْ اَمْوَالِنَا مَا نَشَؤُ۔ اے اذان نہ تو رک فضلنا فی اَمْوَالِنَا مَا نَشَؤُ۔

(کہ ہم اپنے مالوں میں اپنی مرضی کے مطابق تصرف کرنا چھوڑ دیں۔ اکثر اشاف ذیلی نوٹ نمبر ۳) اِنَّكَ لَا تَنْتَ الْحَلِیْمُ التَّوَشِّیْدُ۔ اَلْحَلِیْمُ۔ بردبار۔ تحمل والا۔ باوقار۔ اَلْعِلْمُ سے جس کے معنی ہیں نفس و طبیعت پر ایسا ضبط رکھنا کہ غیظ و غضب کے موقع پر مجرک نہ اُٹھے۔ بردزن فِعْلٌ صفت مشبہ کا صیغہ ہے اس کی جمع اَحْلَمَ ہے۔ آیت اَمْ تَأْمُرُوْهُمْ اَحْلَا مُمْ (۵۲:۲۲) میں بعض کے نزدیک مقطع مراد ہیں۔ اصل میں علم کے معنی متانت کے ہیں مگر چونکہ متانت بھی عقل کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے۔ اس لئے علم کا لفظ بول کر عقل مراد لیتے ہیں جیسا کہ مسبب بول کر سبب مراد لے لیا جاتا ہے۔ آیت ہذا میں اگر مفسرین نے حَلِیْم کے معنی عقل مند دانا لیا ہے گو بعض نے اس کے اصلی معنوں میں لیا ہے یعنی بردبار۔ تحمل والا۔ جو دوسروں کے گناہ اور غلطیوں کو تحمل کے ساتھ برداشت کرے۔

اَلتَّوَشِّیْدُ۔ نیک چال۔ راست بانہ شائستہ۔ وَشَدُّ سے بردزن فِعْلٍ بمعنی فاعِل ہے۔ اَلْوَشْدُ وَالْوَشْدُ۔ غی کی ضد ہے۔ اور ہدایت کے معنی میں استعمال ہوتا ہے باب نَصَرَ۔ مَتَج۔ دونوں سے آتا ہے۔ اس جگہ کا لفظی ترجمہ یوں ہے۔ تحقیق تو بڑا عقلمند اور راست

دیندار ہے۔ لیکن یہ الفاظ استہزاء کہے گئے ہیں مراد ان کی ان صفات کی ضد ہے یعنی تم تو بڑے
 احق اور کچ راہ جو یہ ایسے ہی ہے جیسے ہم کسی کبوتر کو کسی چوہے کو کہیں کہ کیا کہنے تمہاری سخاوت کے
 اگر حاتم طائی بھی تمہیں دیکھ لے تو تمہارے آگے سجدہ میں گر پڑے۔

یاد رکھو تم تو اچھے بھلے سمجھ دار اور دیندار آدمی ہو تم سے ایسی باتوں کی امید نہ تھی۔ کہ
 طعن و تشنیع کا نشاۃ نہیں ہی بناؤ۔

یاد رکھو تم تو ربّار حلیم الطبع اور راست رو آدمی ہو جو دوسروں کی غلطیاں دیکھ کر تحمل سے
 کام لیتے ہو لیکن تم ہو کہ ان صفات سے متصف ہوتے ہوئے بھی نہیں نکتہ چینی کا ہدف بناتے ہو
 ۱۱: ۸۸ = اَرَّءَیْتُمْ حَبِیْرَہٗ اسْتَفْہَامَ رَاٰیَتٍ پُر داخِل ہوتا ہے تو اس حالت میں رِیْعَتِ
 کا آنکھوں یا دل سے دیکھنے کے معنی میں آنا منہ ہوتا ہے اور اَرَّآیْتِ کے معنی ہوتے ہیں اَخْبِرْنِی
 لہذا اَرَّآیْتُمْ یعنی اَخْبِرْنِی ہے سبلا مجھے یہ تو بتاؤ

= مِنْ لَدُنْہِ۔ اپنی خدا کی طرف سے

= رِزْقًا حَسَنًا۔ عمدہ روزی۔ رِزْقِ مَلَال۔ نجس اور تلیفیت کے مُبْتَر یا اس سے مراد نبوت و رسالت
 ہے جو حضرت شعیب علیہ السلام کو عطا ہوئی تھی

اَدَّآیْتُمْ اِنْ کُنْتُمْ عَلٰی بَیِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّیْ وَرَزَقْنِیْ مِنْہٗ رِزْقًا حَسَنًا۔ میں جواب بشرط
 محذوف ہے۔ یعنی اَخْبِرْنِی اِنْ کُنْتُمْ عَلٰی حُجَّةٍ وَاضِحَةٍ وَیَقِیْنِ مِّنْ رَّبِّیْ وَکُنْتُمْ
 نَبِیًّا سَلٰی الْحَقِیْقَةُ اِلَیْہِ لَیْسَ لَہٗ مَرْکُزٌ بِتَرْکِ عِبَادَةِ اللّٰوْثَاتِ وَاکْلَفَ مِنَ الْمَحَاسِنِ
 سبلا بتاؤ تو سہی اگر میرے پاس میرے رب کی طرف سے واضح دلیل ہو اور میں سچا نبی
 منجانب اللہ ہوں تو کیا یہ درست ہو گا کہ میں تمہیں بت پرستی کو ترک کرنے اور گناہوں سے بچنے
 کے لئے نہ کہوں۔

= اُخَالِفْکُمْ۔ مخالفت (باب مفاعلة) سے مضارع واحد متکلم کا صیغہ ہے اور کُمْ ضمیر مفعول
 جمع مذکر حاضر۔ میں تمہاری مخالفت کروں۔ کہا جاتا ہے خَالَفَنِی فُلَانٌ عَنْ کَذَا۔ جب کہ
 وہ اعراض کر رہا ہو اور تم اس چیز کا قصد کر رہے ہو۔ اور خَالَفَنِی اِلٰی کَذَا۔ جبکہ تم اعراض کرنے
 والے ہو اور وہ قصد کرنے والا ہو۔

= مَا اَنْهٰکُمْ عَنْہُ۔ جس سے میں تم کو منع کرتا ہوں۔

مَا اَرِیْدُ اَنْ اُخَالِفْکُمْ اِلٰی مَا اَنْهٰکُمْ عَنْہُ۔ میرا یہ مقصد نہیں کہ جس بات سے
 میں تم کو منع کرتا ہوں اس کا خود ارتکاب کروں۔ یعنی جس بات سے میں تم کو منع کرتا ہوں تمہیں

راہِ راست کی ترغیب کے کرائے اس بات کی طرف خود حجب جاؤں۔

== تَوْفِيقِي - مضاف مضاف الیہ - میری توفیق - میری قدرت - مجھ سے بن آنا - توفیق کا معنی اچھے مقصد کے حصول کے لئے تمام اسباب کا مہیا کر دینا - یعنی میری کامیابی انحصارِ محض اللہ کی اعانت و تائید پر ہے۔

== اُيُنِبُ - اَنَابَ يُنِيبُ (افعال) اِنَابَةٌ - تَوْبَ مَادَه سے مضارع واحد مکمل میں رجوع کرتا ہوں - التَّوْبُ کسی چیز کا بار بار لوٹ کر آنا - ثلاثی مجرد میں باب نصر سے آتا ہے۔

۸۹:۱۱ = لَا يَخِرُّ مَثَلُهُ - فعل نہی واحد مذکر غائب بالون ثقیلہ تاکید جَزَمُ مصدر باب مَرَبَّ - كُمَ ضمیر مفعول جمع ذکر حاضر - ہرگز تم کو نہ اُکسائے۔

== شِقَاقِي - مضاف مضاف الیہ - میری مخالفت - میری عداوت شِقَاقِي - بمعنی ضد - مخالفت - اپنے دوست کی شق کو چھوڑ کر دوسری شق میں ہونا۔

== اَنْ يُصِيبَكُمُ - مبادا کہ پہنچے تمہیں - اَنْ بمعنی کہ۔

يُصِيبُ - واحد مذکر غائب مضارع منصوب بوجہ عمل اَنْ۔

اَصَابَ يُصِيبُ اِصَابَةً (باب افعال) كُمَ ضمیر مفعول جمع ذکر حاضر - کہ تم کو مصیبت پہنچے ۹۰:۱۱ = وَذُودٌ - صیغہ مبالغہ - محبت کرنے والا - ثواب دینے والا۔

اَلَّذُؤُ - کے معنی ہیں کسی چیز سے محبت کرنا اور اس کے ہونے کی تمنا کرنا - دَدَّ يَدُؤُ (سبع) وَذُؤُ مصدر۔

۹۱:۱۱ = مَا لَفَقَهُ - مضارع منفی جمع مکمل - ہم نہیں سمجھتے - فَلَقَهُ - مصدر - فَلَقَهُ يَفْقَهُ (سبع) فَلَقَهُ۔

اَلْفَقَهُ کے معنی علمِ حاضر سے علمِ غائب تک پہنچنے کے ہیں اور یہ علم سے اخف ہے۔ قرآن میں ہے فَالِ هُوَ لَا وَالْقَوْمِ لَا يَكَاذُونَ يَفْقَهُونَ حَدِيثًا (۸:۴) ان لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ بات ہی نہیں سمجھ سکتے۔ علمِ الفقہ احکامِ شریعت کے جاننے کا نام ہے۔ فَلَقَهُ سمجھ، دانش علم۔ فَلَقَهُ - عقل مند - دانشور - عالمِ دین سمجھ دار۔

== دَهَطَكَ - مضاف مضاف الیہ - تیری برادری - تیرے بھائی بند - دَهَطٌ بمعنی نفر - شخص قبیلہ - برادری - بھائی بند - نفر اور شخص کے معنوں میں آیا ہے تَسْعَةُ دَهَاطٍ يُفْسِدُونَ (۲۷:۱۲) ۲۷۸ نو آدمی تھے جو ملک میں فساد کرتے تھے۔

برادری - قبیلہ - بھائی بند کے معنوں میں آیت ہذا - اور اس سے اگلی آیت (۱۱:۹۲)

يُعْزِمُ اَرْحَطُ اَعُوْذُ عَلَيْكَ مَوْتَ اللّٰهِ لے میری قوم ایک میری برادری کے لوگ تمہیں (اللہ تعالیٰ سے زیادہ) عزیز ہیں۔ اور آیت ہذا کا ترجمہ۔ اگر تیری برادری کے لوگ نہ ہوتے تو ہم تجھے سنگسار کر دیتے۔ علامہ قرطبی لکھتے ہیں۔ دھڑا خاندان کے ان افراد کو کہتے ہیں جو کسی شخص کی تقویت کا باعث ہوں اور دکھ سکھ میں اس کے شریک ہوں۔

رَهِطَ الرَّجُلُ عَشِيرَتَهُ الَّذِي يَسْتَعِيْذُ بِهِ وَيَتَّقِيْهِ بِهِ۔

= وَمَا اَنْتَ سَكِيْنَا بِعِزِّهِ عَزِيْزٌ كَ مَعْنَى مَحْبُوْب۔ غَالِب۔ عَزَتْ وَالَا۔ زَبْر دَسْتُ۔ قُوِي۔ گرامی قدر۔ سبھی ہیں۔ عَزِيْزٌ۔ فَعِيْلٌ کے وزن پر عَزَّ سے معنی فاعل مبالغہ کا صیغہ ہے یعنی نہ تو تو ہمارا اتنا لاڈلا ہے کہ ہم تیری زیادتیوں کو محبت کی خاطر برداشت کرتے رہیں۔ نہ تو ہم پر اتنا غالب اور اتنا طاقتور ہے کہ ہم انہی کمزوری کے پیش نظر چُپ رہیں۔ اور نہ تو انا معزز اور گرامی قدر ہے کہ ہم تیرا لحاظ کریں۔ ہم تو محض تیری برادری کی وجہ سے تیرا لحاظ کر رہے ہیں۔

۱۱: ۹۲۔ اَعُوْذُ۔ عِزٌّ (یعنی عزت) سے اَفْضَلُ التَّفْضِيْلِ کا صیغہ ہے زیادہ عزت والا۔ زیادہ طاقت ور۔

= عَبَيْكَ۔ اِيْ عِنْدَكَ۔

= اِنَّا نَخْذُ نُمُوْءَ۔ اصل میں اِنَّا نَخْذُ نُمُوْءَ۔ ضمیر ہ کے اتصال کی بناء پر واؤ لایا گیا ہے تم نے اس کو بھیرایا۔ تم نے اس کو ڈال دیا۔ ہ ضمیر واحد مذکر غائب کا مرجع اللہ ہے۔

= وَدَّاءُ كُمُ۔ وَدَّاءُ مصدر ہے جس کا معنی اڑ۔ مَرَقَ فاعل۔ کسی چیز کا نگہ بھونا۔ پیچھے ہونا۔ علاوہ۔ اور سوار کے ہیں۔ فصل اور حد بندی پر دلالت کرتا ہے۔ اس لئے سب معنی میں مستعمل ہے۔ وَيَكْفُرُوْنَ بِتِلْكَ اَوْدَانَةٍ۔ (۹۱: ۲) اور وہ انکار کرتے ہیں اس سے جو اس کے سوا ہے۔

مَبْنًى قَرِيْبٌ مِّنَ الْمَدِيْنَةِ اَوْ قَرِيْبٌ اِلَى الْكَلْبِ كَتَبَ اللّٰهُ وَدَّاءَ ظُهُوْرِهِ (۱۰۱: ۲) اہل کتاب میں سے ایک جماعت نے کتاب اللہ کو اپنی پشت کے پیچھے ڈال دیا۔ سپیک مارا۔

آیت ہذا میں بھی پس پشت ڈالنے۔ ناقابل لحاظ اور ناقابل اعتناء سمجھنے کے معنی میں آیا ہے اور آگے ہونے کے معنی میں قرآن میں آیا ہے وَكَانَ وَدَّاءُ هُمُ تِلْكَ يَلْبَسُوْا حُلَّ سَفِيْنَةٍ مَّصْنُوعًا۔

(۷۹: ۱۸) اور ان کے سامنے کی طرف ایک بادشاہ تھا جو ہر ایک کشتی کو زیر دستی جہین لیتا تھا۔ اوٹ اور آڑ کے معنوں میں آیا ہے اَوْفَيْنَ وَدَّاءُ جُدَيْر۔ (۱۳: ۵۹) یا دیواروں کی اوٹ میں۔

= خَلَفَ بَيًّا۔ بھولا بھرا۔ فراموش شدہ۔ پیٹھ پیچھے ڈالا ہوا۔

علامہ زحمتی لکھتے ہیں کہ۔ وَالظُّهُوْرُ مَسْمُوْمٌ اِلَى الظُّهُوْرِ وَالْكُفْرُ مِنْ تَغْيِيْرِ النَّسَبِ

وَنظِيرُهُ فِي تَوَلَّاهُمْ فِي الْقِسْمَةِ إِلَى آمَنَ - آمَنَى - ظَهَرَ شَيْءٌ ظَهَرَ كِي طَرَفٍ مُنْصَوِّبٍ بِهِ.
اُدْرَسُوهُ نِسْبَتِ كَيْ تَغْيِرَاتٍ فِي سَهْ - جَيْسَ كَيْ آمَنَى (كُلُّ كَذِبَةٍ) كِي نِسْبَتِ كَرْتِي هِي تُو
آمَنَى بُولَتِي هِي -

مَنْتِي اَلارَبِ فِي سَهْ اِمْنِي بَكْسَرِ هَمْزِ مُنْصَوِّبٍ اسْتِ بِاَمْنِي بِرِخْلَافِ قِيَا -
ظَهَرَ تَبَا مُنْصَوِّبٍ بِوَجْهِ مَفْعُولِ هُونِي كَيْ هِي يَهْ مَفْعُولِ ثَانِي هِي - اَتَّخَذَ تَمُوَهُ كِي هُمَيْرِ وَادِ مَذْكَرِ
غَائِبِ مَفْعُولِ اَوَّلِ هِي

= مُحِيطٌ اِسْمُ فَاعِلٍ دَامِدِ مَذْكَرِ اِحَاطَةً مُصَدَّرِ حَوْطٌ مَادَّةُ بَابِ اِفْعَالٍ - بِرِطُونِ سَهْ كَيْسَ
مِي لِي لِيْنِي وَالا -

۹۳:۱۱ = اِمْتَلُوا عَلٰى مَكَا مَسْكُورِ (۱) اِنْسِي طَرِيقَ كَيْ مَطَابِقِ عَمَلِ كَرُو (۲) اِنْسِي حِدَا اِسْكَانِ تَكْ كُوشِ
كَرُو (۳) اِنْسِي حَالَتِ كَيْ مَطَابِقِ كَامِ كَرُو (۴) اِنْسِي جَلْجَلِ پَرِ كَامِ كَرُو -
= اِنْسِي مَاسِلٌ - اِي اِنْسِي عَامِلِ عَلٰى مَكَا مَسْكُورِ -

= يُخْزِنِي - (وَجْهِ) اِسْ كُورِ سَوَا كَرِي كَا -

= اِرْتَقِيُوْا - اِسْرَجِ مَذْكَرِ حَاضِرِ اِرْتَقَابٌ مُصَدَّرِ بَابِ اِفْعَالٍ - تَمَّ اِنْتِظَارُ كَرُو -
= رَتَبِيْهِ بِرِوَزْنِ فَعِلٌ مَعْنَى فَاعِلٍ - اِنْتِظَارُ كَرِي وَالا - مُنْتَظَرِ -

۹۴:۱۱ = اَمْرُنَا - هَا رَا كَرِي - لِيْنِي هَا رَا عَذَابِ -

= اَلصَّيْحَةُ - صِيْحٌ - كَرُوكِ - هُوَلَاكِ اَوَا زِي - مَلاَحِظْ هُو ۱۱: ۶۷

= جَلْمِيْنٌ - اَوْدِي سَهْ پُرِي هُونِي - (مَلاَحِظْ هُو ۱۱: ۶۷)

۹۵:۱۱ = سَكَانٌ كَرِي لِيْخْتَوَا فَعِلًا - (مَلاَحِظْ هُو ۱۱: ۶۸)

= بَعْدُ - دُورِي - هَلَاكَتِ - نِيْزِ مَلاَحِظْ هُو ۱۱: ۶۴ - بَعْدُ - وَهْ تَا هُو تِي - اِسْ پَرِ لَعْنَتِ هُو تِي
وَهْ دُورِ هُو تِي - (بَابِ سَمْعِ) بَعْدُ مُصَدَّرِ - مَانُحِي وَادِ مَؤَنَّثِ غَائِبِ -

۹۶:۱۱ = يَا لَيْتَنِيَا - دَهِي اَلْاَيَاتِ اَلنَّشْمِ (يَهْ تُو نَشَانِيَا تَحِيَا)

۱، اَلْعَصَا (۲)، اَلْيَدِ اَلْبَيْضَا (۳)، اَلطُّوْفَانِ (۴)، اَلْجَوَادِ (مُذْمَرِ) (۵) اَلْقَتْلِ - غَلَا
كَا جَا نِي دَلَا كِيْزَا اِجْجَرِي (۶)، اَلْمَقَادِرِ (۷) اَلْمَقَادِرِ (۸)، اَلدَّمَ (مُؤَنَّثِ) (۹) اَلنَّقْصِ مَن
اَلشُّرَاكِ (۱۰) اَلنَّقْصِ مَن اَلنَّفْسِ (جَا نُو كِي تَلْفِي)

= سُلْطَنٌ مُّبِينٌ - بَرُحَانِ مُبِينِ - بِرِهَانِ قَاطِعِ - حِجَّةِ بَاهِرِ - صَرِيحِ دَلِيلِ - كَهْلِي سَنَدِ

(لِيْنِي مَعْجَزِ) مَادَّةُ سَلَطَ (مَلَا شِ) مُجْرَدِ يَا سَلْطَنُ (رَبَا عِي مُجْرَدِ) -

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ قرآن مجید میں ہر ایک جگہ سُلْطٰن سے جُتّہ مراد ہے۔

۹۷:۱۱۔ مَلَا۟ءُہٗ۔ اس کے سرداروں کی جماعت۔ اَلْمَلَا۟ءُ اسم جمع معروف باللام۔ مَلَا۟ءُہٗ بمعنی بھر دینا۔ قوم کے سردار اور اہل الرائے اشخاص اپنی رائے کی خوبی اور ذاتی محاسن سے لوگوں کی خواہش کو بھر دیتے ہیں یا آنکھوں میں روشنی اور دلوں میں ہیبت بھر دیتے ہیں اسی لئے ان کو مَلَا۟ءُہٗ کہتے ہیں نیز ملاحظہ ہو ۸۷:۱۱

۔ رَشٰیۡدٍ ۔ ہدایت والی راہ۔ درست۔ اور فرعون کی بات کچھ راہ کی بات تو تھی ہی نہیں۔

نیز ملاحظہ ہو ۸۷:۱۱۔

۹۸:۱۱۔ یَقْدُمُ قَوْمَہٗ۔ مضارع واحد مذکر غائب قَدَّمَ مصدر با۔ نصر۔ وہ پیشوا کی کریمکا وہ آگے آگے ہو گا۔ اپنی قوم سے۔

۔ اَدْرَدَہُمْ۔ اَدْرَدَ (اِنْعَالَ) سے ماضی واحد مذکر غائب اس نے پہنچایا۔ وہ لے آیا۔ اس نے لاڈالا۔ اِنْوَادُ کے اصل معنی گھاٹ پر لانے کے ہیں مگر بعد میں اس کا استعمال مطلق حاضر کرنے اور لے آنے کے لئے ہونے لگا۔ هُمْ ضمیر مفعول جمع مذکر غائب وہ ان کو لاڈالیا اَلْاَتَشِ جہنم میں۔

۔ الْوُزْدُ۔ اسم۔ اترنے کی جگہ۔ وارد ہونے کی جگہ۔ پانی کا گھاٹ۔ یا گھاٹ کا پانی۔ پانی کا حصہ اس کا مصدر وُزِدَ ہے جس کا معنی ہے پانی کی تلاش میں جانا۔ قصد کرنا۔ بھر ہر جگہ کا قصد کرنے پر بولا جاتا ہے اور پانی پر پہنچنے والے کو وَاْدٌ کہتے ہیں اور اس کو بھی کہتے ہیں جو قافلے کے آگے جا کر پانی کی تلاش کرتا ہے اور مہتیا کرتا ہے جیسے قرآن میں ہے فَاذْ سَلُّوْا اَدْرَدَہُمْ (۱۶:۱۹) اور انہوں نے پانی کے لئے، اپنا سہ بھیجا۔

۔ اَلْمُوْزِدُ۔ وُزِدَ کی صفت ہے مفعول کے وزن پر۔ یعنی وارد ہونے کی جگہ۔ جس جگہ کا پانی کے لئے، قصد کیا گیا ہو۔ وُزِدَ اَلْمُوْزِدُ۔ پانی کا وہ حصہ یا جگہ جسے قصدِ تلاش کر کے حاصل کیا گیا ہو۔ صاحب روح المعانی لکھتے ہیں۔

فالورد نصیب من السماء والمورد صفتہ والمخصوص بالذم محذوف وهو النار۔ ورد کا معنی ہے پانی کا حصہ۔ یہ موصوف ہے اور الموزِدِ اس کی صفت ہے اور مخصوص بالذم محذوف ہے۔ اور وہ النار (آتش جہنم ہے) وُزِدَ اور مورد دونوں مل کر بئسی کے فاعل ہیں

کچھ بچت بھی نہ کر سکے۔

== لَمَّا - جب۔

== تَذْيِيب - خسارہ میں رہنا۔ گھانا میں رہنا۔ تباہ و برباد کرنا۔ ہلاک کرنا۔ خسارہ۔ تباہی و بربادی ہلاکت۔ التَّبَّابُ وَ التَّبَابُ (ضرب) کے معنی مسلسل خسارہ میں بہنے کے ہیں۔ قرآن مجید میں ہے تَبَّتْ يَدَايَايَ لِهَيْبِ (۱: ۱۱۱) ابولہب کے دونوں ہاتھ ٹوٹیں۔ (یعنی وہ ہمیشہ خسارے میں ہے) ۱۰۳: ۱۱ = فِيْ ذٰلِكَ میں اشارہ ان امتوں کے قصوں کی طرف ہے۔ جو اپنی نافرمانی اور معصیات کی وجہ سے برباد ہو گئیں اور جن کا ذکر خدا تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے۔ اور ذٰلِكَ يَوْمٌ میں اشارہ یوم القیامۃ کی طرف ہے۔

== لَهٗ - اس (دن) میں مَجْمُوعٌ لَهٗ النَّاسُ اس دن (روز قیامت) کُل انسان جمع کئے جائیں گے۔

== مَشْهُودٌ - اسم مفعول واحد مذکر۔ حاضر کیا گیا۔

الْمَشْهُودُ وَالشَّهَادَةُ کے معنی کسی چیز کے مشاہدہ کرنے کے ہیں خواہ بصر سے ہو یا بصیرت سے ہو اور صرف حاضر ہونے کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے جیسے عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ (۱۲: ۵۹) پوشیدہ اور ظاہر کا جاننے والا۔ لیکن ادنیٰ یہ ہے کہ شَهِودٌ کے معنی صرف حاضر ہونا ہوں اور شَهِادَةُ میں حاضر ہونے کے ساتھ مشاہدہ کا بھی اعتبار کیا جائے۔ یہاں مَشْهُودٌ بمعنی مَشْهُودٌ فِیْہِ ہے (جب کہ ضمیر واحد مذکر غائب یَوْمٌ کے لئے ہے) یعنی وہ دن جب تمام انسان حاضر کئے جائیں گے۔

۱۰۴: ۱۱ = دَمًا نُّؤَخِّرُکَ - ہم نے اس (یوم قیامت) کو ملتوی نہیں کر رکھا اِلَّا (مگر) لَا جَلَّی مَعْدُودٌ - ایک وعدہ کے لئے جو مقرر شدہ ہے۔

۱۰۵: ۱۱ = یَوْمَ - اِی اَذْکُرُ یَوْمَ - یعنی بوجہ اَذْکُرُ منصوب ہے

== یَاْتِ - مضارع واحد مذکر غائب اِتْمَانٌ مصدر - (باب صَوَّبَ) اصل میں یَاْتِی متھا۔ مقام شرط میں واقع ہونے کی وجہ سے یا کو حذف کر دیا گیا۔ فعل لازم ہے (اگر اس کے بعد مفعول پر بآء آئے تو فعل متعدی ہوتا ہے)

یَاْتِ کا فاعل کون ہے؟ اس کے متعلق صاحب الکشاف لکھتے ہیں :-

فَاَنْ قُلْتُ فَاعِلٌ یَاْتِی مَا هُوَ؟ قُلْتُ اللهُ عَزَّوَجَلَّ - اس صورت میں یَوْمَ یَاْتِ کا ترجمہ ہوگا۔ (یاد کرو وہ) دن جب اللہ تعالیٰ جہلولہ افرزد ہوگا۔

اور مدارک التزیل میں ہے۔

فاعل یأت ضمیر یُرجِع الی قولہ یوم مجموع لہ الناس۔ یعنی اس فعل کا فاعل وہ دن ہے جس دن تمام انسان جمع کئے جائیں گے۔ اس صورت میں ترجمہ ہوگا: (یاد کردہ) دن جب حشر کا دن آئے گا۔

== لَا تَكَلَّمُ۔ مضارع منفی واحد مؤنث غائب کوہ نہیں بولے گی۔ وہ بات نہیں کرے گی۔ تَكَلَّمُ (فَعَّلُ) سے۔ اصل میں تَكَلَّمَتْ تھا۔ ایک تار حذفت ہو گئی (کوئی شخص بول نہ سکیگا) لَا يَذْكُرْہُ۔ میں ۶ ضمیر واحد مذکر غائب کا مرجع اللہ ہے۔ جیسا کہ دوسری جگہ قرآن مجید میں آیا ہے۔ لَا يَتَكَلَّمُونَ إِلَّا مِمَّا أَرَادَ لَهُ الرَّحْمَنُ (۳۸: ۷۸) کوئی نہ بول سکیگا بجز اس کے کہ جس کو خدا اے رحمن اجازت دے۔

== قَوْلُهُمْ۔ مؤن تعظیفہ ہے۔ یعنی ان میں سے بعض۔ مِنْ جَار۔ هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب الناس۔ کے لئے جو مجموع لہ الناس میں مذکور ہے۔ یعنی اہل عشر۔ مجرور۔ جار مجرور مل کر خبر مقدم شقی۔ مبتدا فَمِنْهُمْ شَقِيٌّ۔ ان میں سے بعض شقی ہوں گے۔

== شَقِيٌّ۔ شَقَاةٌ سے بردن قَبِيلُ صفت مشبہ کا صیغہ ہے۔ اس کی جمع آشَقِيَاءُ ہے الشَّقَاةُ بدبختی۔ یہ سعادت کی ضد ہے۔ شَقِيٌّ (سَمِعَ) سَقَوَةٌ وَشَقَاةٌ وَشَقَاءُ کے معنی بدبخت ہونے کے ہیں۔ غَلَبَتْ عَلَيْنَا شَقْوَانَا (۱۰۶: ۲۳) ہم پر ہماری بدبختی غالب ہے ہو گئی۔ یہاں آیت ہذا میں شَقِيٌّ سے مراد الذی وجبت لہ النار لاساء نہ جس کی بد اعمالیوں کی وجہ سے جہنم اس پر واجب ہو گئی۔ اسی طرح السعید الذی وجبت لہ الجنة لاحسانہ۔ سعید وہ جس پر اس کے نیک اعمال کے سبب جنت واجب ہو گئی۔ خوش نصیب۔ خوش بخت۔ نژادِ جنت ۱۰۶: ۱۱۔ سَقُوا۔ شَقَاةٌ سے ماضی جمع مذکر غائب۔ وہ بدبخت ہوئے۔

== فِيهَا۔ اِی فی النار۔

== زَفِيرٌ۔ جَلَانَا۔ زَفَذَ يَزْفِذُ۔ (ضَوْبَ) کا مصدر ہے۔ زَفِيزٌ اور شَقِيٌّ دونوں گدھے کی آوازیں ہیں۔ قال الضحاک والمقاتل والفراء الزفیر اول منہیق الحمار والشقی اخوہ۔ زفیر گدھے کی شروع کی آواز ہے اور شقی اس کی آخری آواز ہے۔ الحانِزن بنیادی کہتے ہیں۔

الزفیر تردید النفس فی الصدر حتی تلتفت منہ الضلوع والشقیق

رَدِّ النَّفْسِ إِلَى الصَّدْرِ - زفير سانس کا سینہ میں اندر باہر آنا جانا ہے۔ (اس شدت سے کہ پسلیاں اس سے بھولنے لگیں۔ اور شہیق سانس کا سینہ کے اندر لے جانا ہے۔

رَدِّ الزَّفِيرِ مَذًى وَخَرَجَهُ مِنَ الصَّدْرِ (اور زفير سانس کو کھینچ کر سینہ سے باہر نکالنا ہے۔ مراد یہ ہے کہ اہل دوزخ طرح طرح کی دردناک آوازوں میں چیخے چلاتے رہیں گے۔

== شَهِيْقٌ - دھاڑنا۔ چلانا۔ مصدر ہے۔ شَهَقَ يَشْهَقُ (مضرب، گدھے کا آواز نکالنا۔ نیز باب سح اور فسح سے بھی آتا ہے۔

۱۰:۱۱ = فَعَالٌ - صیغہ مبالغہ فاعل سے۔ زبردست کام کرنے والا۔ خود مختاری سے کرنے والا
۱۰:۱۱ = سَعِدُ ذَا - سَعْدٌ سے ماضی مجہول جمع مذکر غائب وہ نیک بخت بنائے گئے۔ (باب فتح) سَعْدٌ (باب فتح) کے معنی نیک بخت کرنا۔ میں اہل لغت نے اختلاف کیلئے۔ بعض نے آیتِ نبیؐ سے استدلال کرتے ہوئے ان معنوں کو جائز رکھا ہے لیکن متعین اہل لغت نے اس سے انکار کیا ہے ان کا بیان ہے کہ ان معنی میں عرب کا محاورہ اَسْعَدَكَ اللهُ (اللہ! اس کو نیک بخت کرے) ہے۔ اور یہ کہ سَعَادَةٌ - سَعَادَةٌ کی طرح لازم ہے۔

سید یونسؑ نے کہا ہے کہ یہ لغت قیاس سے خارج ہے۔ یا یہ باب فَعَلَ فَعْلَتُهُ سے ہوگی یعنی لازم بھی اور متعدی بھی۔ جیسے کہ غَاضٌ وہ گھٹ گیا۔ اور غَضْبَةٌ میں نے اس کو گھٹا دیا۔ اسی طرح سَعَدَ وہ نیک بخت ہوا۔ اور سَعْدَتُهُ میں نے اس کو نیک بخت کیا۔

لیکن لغت الفرائد الدرر اور لغت المعجم میں سَعَدَ (باب سح) اور سَعِدَ کا مصدر سَعَادَةٌ لکھا ہے۔ بمعنی نیک بخت ہونا۔ خوش نصیب ہونا۔

صاحب روح المعانی لکھتے ہیں۔ وَذَكَوَاتُ الْعُقَاوَةِ حِكْمِي ان هَذَا يَلَا نَقُولُ: سَعَدَ اللهُ بِمَعْنَى اسْعَدَكَ - یعنی قبیلہ نہیل کے لوگ سَعَدَ کو بمعنی اَسْعَدَ بولتے ہیں یعنی بطور فعل متعدی لیتے ہیں۔

پس سَعِدُ ذَا (بصورت فعل مجہول) کے معنی ہوں گے۔ وہ نیک بخت بنائے گئے۔ بصورت فعل لازم۔ جو نیک بخت ہیں۔

== عَطَاءٌ - عطا کر بخشش۔ عطیہ۔ انعام۔ صلہ۔ اس کی جمع اَعْطِيَةٌ اور اَعْطِيَاتٌ ہے۔ عَطَاءٌ اَعْطَاءٌ سے اسم ہے اس کی اصل عطاء تھی (کیونکہ اس کا مادہ عَطْوٌ ہے) مگر اہل عرب دستور ہے کہ جب الت کے بعد دَاوْ اور يَاذ آتے ہیں تو ان کو مہزہ بنا لیتے ہیں۔ جیسے رَدَايْ سے رَدَايْ۔

عَطَاً یہاں بطور مصدر استعمال ہوا ہے۔ تقدیر کلام یوں ہے اَعْطُوا عَطَاءً اور حال ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔

= غَيْرَ مَجْدُوذٍ۔ مَجْدُوذٍ۔ اسم مفعول واحد مذکر۔ جَذُّ مصدر۔ باب نصر۔ منقطع۔ غَيْرَ مَجْدُوذٍ غیر منقطع۔ دوامی۔ لازوال۔

الْجَذُّ کے اصل معنی کسی چیز کو توڑنے اور ریزہ ریزہ کرنے کے ہیں۔ اور پتھر یا سونے کے ریزوں کو جذاذ کہا جاتا ہے۔ اسی معنی میں قرآن میں آیا ہے فَجَعَلَهُمْ جَذًّا اِذَا (۱۵۸:۲۱) پھر ان کو توڑ کر ریزہ ریزہ کر دیا۔

۱۰۹:۱۱ = فَلَا تَكُ تَوَمَّتْ ہو۔ كَوْنٌ فعل نہی واحد مذکر حاضر۔ تَكُ اصل میں تَكُونُ تھا۔ لا۔ نہی کے عمل سے داؤد حرف علت حذف ہو گیا اور لون کو غلات قیاس حرف علت کے مشابہ مان کر کثرت استعمال کے سبب تخفیف کے لئے حذف کر دیا گیا۔

= مِزِيَّةٍ۔ اَلْمِزِيَّةُ کے معنی کسی معاملہ میں تردد کرنے کے ہیں۔ اور یہ شک سے خاص ہوتا ہے فَلَا تَكُ فِي مِزِيَّةٍ مِمَّا يَصُدُّهُوْا لَدَّ۔ سو یہ لوگ جو غیر خدا کی پرستش کرتے ہیں اس سے تم غلبان میں نہ پڑنا۔ یعنی مذہب شرک شک و تذبذب کا مستحق نہیں صاف صاف قطعی انکار کے قابل ہے

= لَمَوْقُوْهُمْ۔ لام تاکید کے لئے ہے مَوْقُوا اسم فاعل جمع مذکر۔ كَوْفِيَّةٌ (تفعیل) مصدر وَفَى مادہ۔ اصل میں مَوْفِيُوْنَ تھا۔

= غَيْرَ مَنقُوصٍ۔ منقوص۔ اسم مفعول واحد مذکر۔ نَقَصَ مصدر۔ (باب نصر) کم کیا ہوا غَيْرَ مَنقُوصٍ۔ پورا پورا۔ ہلاکم و کاست۔

نَقَصَ نَقْصًا۔ تَنَقَّصَ مصدر۔ باب نصر۔ کم ہونا۔ کم کرنا۔ (لازم و متعدی)

۱۱۰:۱۱ = تَوَلَّ حَلِيْمَةً تُبَيِّنُكَ مِنْ ذَرْبِكَ۔ اگر تیرے رب کی طرف سے پہلے ہی بات طے نہ ہو چکی ہوتی۔ اس میں کلمہ اللہ سے اس حکم ازلی کی طرف اشارہ ہے جس کی حکمت الہی مقتضی تھی اور یہ کہ کلمات الہیہ کو کوئی تبدیل نہیں کر سکتا۔ اور نہ ہی ان میں تغیر کی گنجائش ہوتی ہے دوسری جگہ آیا ہے۔ وَ تَوَلَّ حَلِيْمَةً تُبَيِّنُكَ مِنْ ذَرْبِكَ اِلٰى اَجَلٍ مُّسَمًّى لِّقَفَىٰ بَيْنَهُمْ (۱۱۴:۴۲) اگر تمہارے پروردگار کی طرف سے پہلے ہی ایک وقت مقررہ تک کے لئے یہ بات نہ چھپ چکی ہوتی تو ان کے درمیان فیصلہ ہو گیا ہوتا۔

یہاں کلمہ کا اشارہ عذاب الہی کی طرف ہے جس کا وعدہ قرآن میں کیا گیا ہے کہ منکرین کو

آخرت میں دیا جائے گا۔

= لَقَضٰی بَيْنَهُمْ۔ ان کے درمیان فیصلہ ہو گیا ہوتا۔ تو ان کے درمیان معاملہ چکا دیا گیا ہوتا۔
یعنی ان کو اسی دنیا میں عذاب دیدیا گیا ہوتا۔

= مُشَاقًّا مُرِيْبٍ۔ موصوف و صفت۔ ایسا شک کہ جس میں بھینپی اور غلبان ہو مُرِيْبِ اسم فاعل۔ واحد مذکر۔ اِذَا يَهٗ (باب افعال) سے ہے ذِيْبٌ مادہ۔ بے چین کرنے والا۔ متردّد بنادینے والا۔

۱۱: ۱۱ = حُلَّادٌ تام۔ سا سے۔ ہر ایک۔ كَلَّا كَالنَّصِبِ بوجہ عمل اِنَّ اور تنوین بعوض مضاف الیہ ہے۔ اِی ان كل المختلفين المؤمنين الكافرين۔
= كَتَا۔ اس کی دو صورتیں ہیں۔

۱۔ (ا) یہ اصل میں لَتَنٌ مَّا تَخَا۔ نون کو میم سے بدل لیا گیا۔ كَتَمًا ہو گیا تین میم جمع ہو گئے پہلے میم کو حذف کیا گیا۔ كَتَا ہو گیا۔

۲۔ یہ لَتَّ سے لَتَّ يَلُتُّ (ہا ب نصر) لَتَّا مصدر ہے بمعنی جمع کرنا۔ تنوین کے عوض تخفیف کے لئے الف آگیا۔ كَتَا ہو گیا۔ اس صورت میں معنی ہو گا۔ اِنَّ كَلَّا جَمِيعًا۔
(ب) كَتَا میں لام لام قسم ہے۔ مآثر مادہ ہے كَيُوفِيْتَهُمْ۔ جواب قسم۔ اور تقدیر کلام یوں اِنَّ جَمِيعَهُمْ وَاللّٰهُ كَيُوفِيْتَهُمْ۔ خدا کی قسم ہے وہ ان سب کو ضرور پورا پورا معاوضہ دے گا پس صدیقین کو ان کی تصدیق و یقین کا بدلہ جنت ملیگا۔ اور مکذبین کو ان کی تکذیب کے بدلہ میں جہنم ملیگی۔

ج۔ اکثر قراء نے كَتَا کو مخفف پڑھا ہے۔ اِنَّ مخفف پڑھا جائے تو اِنَّ نافیہ اور لَتَّا تشدید میم کے ساتھ استثنائیہ ہوگا۔ نہیں ہے کوئی مگر تیرا ب اس کے اعمال کا بدلہ ضرور دے گا۔
= كَيُوفِيْتَهُمْ۔ میں لام برائے تاکید۔ يُوَفِّيْتُ مضارع واحد مذکر غائب میں تہ ثقیلہ برائے تاکید۔ وَفِي يُوَفِّيْتُ تَوْفِيَةً (تفعیل) سے وَفِي مادہ هَضَّ ضمیر مفعول جمع مذکر غائب وہ ضرور ہی ان کو پورا پورا دے گا۔

۱۱: ۱۱ = فَاسْتَقَمُّ۔ ف مصدر عبات پر دلالت کرتا ہے تقدیر عبارت یوں ہے كَتَا بَیِّنٍ اَمْرٍ الْمُخْتَلَفِينَ فاستقمہ کما اَمُرْتُ۔ جب ہر دو امر (حق و باطل) بین طور پر واضح ہو گئے ہیں تو ہمارے حکم کے مطابق (حق پر) قائم ہو جاؤ۔

اِسْتَقَمُّ۔ تو قائم رہ۔ تو ثابت قدم رہ۔ اِسْتَقَامَةٌ سے باب افعال سے امر واحد مذکر ماضی

== اُمِرْتُ۔ اُمِرْتُ۔ ماضی مجہول واحد مذکر حاضر۔ کَمَا اُمِرْتُ جیسا تجھے حکم دیا گیا۔
 وَمَنْ تَابَ مَعَكَ۔ اور جو تائب ہو کر تیرے ہمراہ ہو گئے ہیں۔

وَحَرْفِ عطف تَابَ مَعَكَ کا عطف اِسْتَقْفَ پر ہے اِی فاستقمانت و لیستقمان
 تَابَ مِنْ الْکُفْرِ وَرَجَعَ اِلَى اللّٰهِ مُخْلِصًا۔ یعنی ٹوٹا تابت قدم رہ اور وہ لوگ بھی ثابت قدم
 رہیں جنہوں نے کفر سے توبہ کر کے خالص اللہ کی طرف رجوع کیا (اور آپ کے ہمراہ ہیں)
 == لَا تَطْغَوْا۔ فعل نہی جمع مذکر حاضر۔ تم سرکشی نہ کرو۔ تم زیادتی نہ کرو۔ طَغْيًا مصدر طَغَا
 يَطْغُوْنَ۔ (باب نصر) طَغَوْا۔ طَغُوا۔ طَغِيَانًا۔ حد سے گذرنا۔ طَغِيًّا يَطْغِي (باب سَمِعَ)
 طَغِيًّا قَطْغِيَانًا۔ ظلم و انفرمانی میں حد سے گذر جانا۔

== ۱۱۳: ۱۱ لَا تَرْسَبُوا۔ فعل نہی جمع مذکر حاضر۔ تم مت جھکو۔ تم مت مائل ہو۔

رَكِبَ يَرْكَبُ (سَمِعَ) سے رُكِبْتُ سے مرادہ رُكِبْتُ (باب نصر) سے بھی آتا ہے رُكِبْتُ
 اِنِّیْہِ کسی کی طرف مائل ہونا۔ جھکنا۔ کسی پر سجدہ و سہ کرنا۔ آرام لینا۔ سہارا لینا۔ اسی سورۃ میں
 اِیْلَیْہِ نَوَاتٌ لِّیْ بِکُمْ قُوَّةٌ اِذَا دُیُّ اِلَیْ رُكِبَ مُتَدَلِّیْنَ۔ (۱۱: ۸۰) لے کاش مجھ میں تمہارے
 مقابلہ کی طاقت ہوتی یا میں کسی زبردست سہارے کا آسرا پکڑتا۔

== فَتَمَسَّکُمُ النَّارُ۔ فت جواب نہیں میں واقع ہے۔ یعنی الیامت کرو ورنہ فَتَمَسَّکُمُ
 مَسَّ۔ ماضی واحد مذکر غائب کُتِبَ صیر مفعول جمع مذکر حاضر۔ تم کو پہنچے گی۔ تم کو چھوئے گی۔
 مَسَّ یَمَسُّ (باب نصر) مَسَّ۔ مصدر۔

== وَمَا لَکُمْ مِنْ دُوزِیْنِ اللّٰهِ مِنْ اَوْلیَیَہِ۔ یہ جملہ فَتَمَسَّکُمُ النَّارُ کا حال ہے۔ اور حالت
 یہ ہوگی کہ اس وقت جب تمہیں آگ آچھوئے گی تمہارا اللہ کے سوا کوئی مددگار نہ ہوگا۔
 = ثُمَّ لَا تُنْفَرُونَ۔ پھر تمہاری مدد بھی نہ کی جائے گی۔

== ۱۱۴: ۱۱ طَرَفِیْ النَّہَارِ۔ مضاف مضاف الیہ۔ طَرَفِیْ اصل میں طَرَفِیْنِ تھا اضافت
 کی وجہ سے فون گر گیا۔ طَرَفٌ سے تثنیہ۔ دن کے دونوں کناے۔

== زُلْفًا۔ زُلْفَتُہ کی جمع بحالت نصب۔ بمعنی ساعت۔ منزلت۔ قربت۔ پاس۔ قریب
 رُفْعًا قَرِیْبَ الدَّلِیْلِ۔ اور رات کی ساعتوں میں۔

== وَکُوْنِیْ۔ نصیحت کرنا۔ ذکر کرنا۔ یاد۔ پسند۔ موعظت
 (باب نصر) سے مصدر۔ کثرت ذکر کے لئے وَکُوْنِیْ بولا جاتا ہے یہ ذکر سے زیادہ بلند ہے
 == ۱۱۶: ۱۱ فَکَذَّوْا۔ کُذِّبَ کا استعمال دو طرح پر ہے۔ ایک نئے کے پائے جانے سے

دوسری شے کا منع ہونا۔ اس کی خبر ہمیشہ محذوف ہوتی ہے۔ اور نَوْلًا کا جواب قائم مقام خبر کے ہوتا ہے جیسے نَوْلًا اَمْسَلْتُمْ لَكُمْ مَوْنِيْنًا (۳۱:۲۴) اگر تم نہ ہوتے تو ہم ضرور مومن ہو جا دوں۔ یہ اکثر حکم کے معنی میں آتا ہے اور اس کے بعد متصلاً فعل کا آنا ضروری ہے مثلاً نَوْلًا اَزْ سَلْتِ الْيَنَّا رَسُوْلًا (۱۳۴:۲۰) تو نے ہمارے پاس کوئی رسول کیوں نہ بھیجا۔ نیز آیت ہذا میں فَنَوْلًا كَذَابٍ مِنَ الْقُرْاٰنِ مِنْ قَبْلِكَ۔ تو کیوں نہ ہوئے تمہارے سے قبل کی امتوں میں سے (ایسے زیرک۔ سمجھا دو لوگ)

= اَوَّلُوْا الْبَقِيَّةَ۔ اَوَّلُوْا۔ (ولے) جمع ہے اس کا واحد نہیں آتا۔ بحالت رفع اَوَّلُوْا۔ اور بحالت نصب وجر اَوَّلُوْا۔ بَقِيَّةٌ۔ بمعنی بچی ہوئی چیز۔ باقی ماندہ۔ باقی رکھا ہوا۔ بَرَزْنَ فَعِيْلَةٌ بَعَاءٌ سے صفت مشبہ کا صیغہ ہے۔ اَوَّلُوْا الْبَقِيَّةَ سے مراد وہ لوگ ہیں جن کی رائے باقی ہے یا اس مراد ارباب فضل ہیں۔ فضل کو بقیہ اس لئے کہتے ہیں کہ انسان اپنے میں سے سب اچھی چیز کو باقی رکھنے کا خواہشمند ہے۔ اسی لئے عربی میں فَلَانٌ مِّنْ بَقِيَّةِ الْقَوْمِ اس آدمی کے لئے بولتے ہیں جو قوم میں صاحب فضل ہو یا صاحب عقل و رائے ہو۔ سب سے عمدہ ہو۔

= اِلَّا قَلِيْلًا مَّا سَوَّاهُ جَنَادِيْمُوْنَ کے (جن کو ہم نے نجات دی) یعنی ان قدیم امتوں میں سے چند ایک ہی ایسے تھے جو دوسروں کو فساد فی الارض سے روکتے رہے اور خود بھی بچے رہے اور انہیں ہم نے عذاب کی گرفت سے بچالیا۔ مِنْهُمْ۔ ان قدیم امتوں میں سے۔

= اَتَّبَعَ۔ اس نے اتباع کیا۔ پیروی کی۔ پیچھے پڑے ہے۔ اَتَّبَعَ (افتعال) سے تَبِعَ مَادَّ = مَّا اَتْرَفُوْا فِيْهِ۔ یہ جملہ اَتَّبَعَ کا مفعول ہے۔ یعنی وہ جس ناز و نعمت میں تھے اسی کے پیچھے پڑے ہے۔

اَتْرَفُوْا۔ ماضی مجہول۔ جمع مذکر غائب وہ آرام دیئے گئے۔ وہ ناز و نعمت میں پالے گئے۔ اَتْرَفُوْا سے تَرَفُّ مَادَّ۔

اَلْكَرْفَةُ عِش و عشرت میں فراخی اور وسعت کو کہتے ہیں۔ کہا جاتا ہے اَتْرَفَ فَلَانٌ فَهُوَ مَتْرَفٌ۔ وہ اسودہ حال اور کثرت دولت کی وجہ سے بدست ہے قرآن مجید میں ہے وَ اَتْرَفْتُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا (۲۳:۳۳) اور دنیا کی زندگی میں ہم نے ان کو آسودگی سے رکھی تھی۔

= رَهْمٰلِكَ۔ میں لام نفی کی تاکید کے لئے ہے

= يَظْلِمُ۔ اگر ظلم کو مفعول کا حال یا جائے تو معنی ہوں گے آپ کا پروردگار ایسا نہیں کہ بستیوں کو ہلاک کرے (محض) ان کی زیادتیوں (یا کفر و شرک) کے باعث وراثت حالیکہ ان کے رہنے والے

صلح و آشتی میں لگے ہوئے ہوں۔

اور اگر ظلم کو فاعل کا مال لیا جائے تو ترجمہ ہو گا۔ تیرا رب ایسا نہیں کہ بستیوں کو ناحق ہلاک کرنے جب کہ ان کے بہنے والے اصلاح میں لگے ہوں۔
= وَآهْلُهَا۔ میں واؤ عالیہ ہے۔ در آل عالیکہ۔

۱۱۸: ۱۱ = وَلَا يَزَالُونَ مُخْتَلِفِينَ۔ لیکن وہ اختلاف کرنے والے ہمیشہ ہی رہیں گے۔

(اس سے پہلے عبارت محذوف ہے۔ جو بدیں مطلب ہے۔ لیکن بعض مکتوں کی وجہ سے اس

ایسا دہا یا اب حقیقت یہ ہے کہ وہ لَا يَزَالُونَ مُخْتَلِفِينَ الخ

= وَلَئِنْ لَمْ يَنْزِلْ عَلَيْكَ الْوَحْيُ لَمْ يَكُنْ لَكَ خَلْقٌ اور اسی لئے اس نے انہیں پیدا کیا ہے۔ صاحب ضیاء القرآن رقمطراز ہیں

”اس جملہ کا تعلق آیت کے کس حصہ کے ساتھ ہے؟ بعض نے یہ کہا ہے کہ اس کا تعلق اِلَّا مَا رَحِمَ رَبُّكَ کے ساتھ ہے یعنی انسان کی آفرینش کی نایت یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے

بہرہ ور ہوتا ہے اور ہمیشہ ہدایت کی راہ پر گامزن ہے۔ فقال ابن عباس ومجاهد وقتادة

وضحاك ولرحمته خلقهم۔ اور بعض نے کہا ہے کہ اس کا تعلق اختلاف سے ہے یعنی انسان کو

اسی لئے پیدا کیا گیا ہے کہ وہ اپنے اختیار سے کوئی راہ اختیار کرے۔ اسے کسی ایک راہ پر چلنے کے لئے

مجبور نہیں کیا جا سکتا۔ قال الحسن والمقاتل وعطاء۔ ايماء الاشارة للاختلاف اى للاختلاف

خلقهم۔ ایک اور قول یہ بھی ہے کہ ذٰلِكَ کا اشارہ اختلاف اور رحمت دونوں ہیں اور واحد

اسم اشارہ کا اشارہ دو متضاد چیزیں ہوتی رہتی ہیں، جیسے قُلْ لِّعِزِّ اللَّهِ وَبِحَحْمَتِهِ ذٰلِكَ

فَيُفَرِّحُونَ (۵۸: ۱۰) آپ فرمائیجئے یہ کتاب محض اللہ کے فضل اور رحمت سے نازل ہوئی ہے

پس چاہئے کہ وہ اس پر خوشی منائیں۔

علامہ قرطبی کے قول کے مطابق اہل عرب ذٰلِكَ (واحد) کو واحد ثنیتہ اور جمع سب کے

لئے استعمال کرتے ہیں۔ یعنی اب آیت کا مطلب ہو گا کہ اہل اختلاف کو اختلاف کے لئے پیدا کیا

اور اہل رحمت کو رحمت کے لئے پیدا کیا گیا۔ علامہ قرطبی کہتے ہیں هَذَا احسن التحوال انشاء اللہ

یہ تو جہر سب سے بہتر ہے“

۱۱۹: ۱۱ = لَا مَدَنٍ۔ مضارع داند مکمل لام تاکید اور نون ثقیلہ برائے تاکید۔ میں ضرور ضرور

بھر دوں گا (جہنم کو)

۱۲۰: ۱۱ = حَلَّاءِ۔ اى حل نباء۔ یہ تمام خبریں۔ قصے۔ تنوین مضاف الیہ محذوف کے عوض

اور نصب پر مفعول فیہ ہونے کے لئے نَقَصَ عَلَيْكَ کا۔ مِنْ اَنْبَاءِ الرُّسُلِ مضاف الیہ

محدود کی صفت ہے مِنْ تعظیفہ ہے یا بیانیہ ہے۔

= مَا مَنَنْتُ بِهِ فُؤَادَكَ - خُلا سے بدل ہے (الکشف) عطف بیان ہے (روح المعانی)
= وَفِي هَذِهِ مِثْلٌ وَفِي هَذِهِ مِثْلٌ وَفِي هَذِهِ مِثْلٌ ان قصوں کے لئے ہے جو اس سورت میں بیان ہوئے ہیں۔

= مَوْعِظَةً - پند و نصیحت - ذِکْرًا - یاد دہانی۔ دونوں کا الْحَقّ پر عطف ہے۔

۱۲۱:۱۱ = عَلَىٰ مَكَانَتِكُمْ - اپنی حد امکان تک۔ ملاحظہ ہو (۱۳:۱۱)

= إِنَّمَا مَلَكُوْنَ - اے اِنعاما ملوک علی ماکانتہا۔

(۱۲) سُورَةُ يُوسُفَ (۵۳)

۱:۱۲ = اَلْحَمْدُ - الف لام وا۔ حروف مقطعات ہیں۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو (۲:۱)

= يَذْكُرْ - اسم اشارہ بعید ہے واحد تونث۔ اصل میں اسم اشارہ تَنی ہے لام اس پر زیادہ کیا گیا ہے اور لٹ حرف خطاب ہے۔ جس کی حسب احوال مخاطب تذکرہ تانیث اور جمع و تثنیہ میں گردان ہوتی رہتی ہے۔ یہاں مراد وہ آیات ہیں جو اس سورۃ میں ہیں۔

= اَتَكْتِبُ الْعَمِينَ - موصوف صفت۔ واضح کتاب۔

۲:۱۲ = اَتَزَلِزْلُهُ - میں ضمیر واحد مذکر غائب کا مرجع الکتاب ہے۔ برادر قرآن

= قَوْلًا - مادہ قَوَّزَ - اَلْقَزَزُ کے اصل معنی طہر سے حیض میں داخل ہونے کے ہیں اور چونکہ یہ لفظ طہر اور حیض دونوں کا جامع ہے۔ اس لئے دونوں پر اس کا اطلاق ہوتا ہے کیونکہ قاعدہ یہ ہے کہ جو اسم دو چیزوں کے لئے بحیثیت مجموعی وضع کیا گیا ہو وہ ہر ایک پر انفراداً بھی بولا جاتا ہے مثلاً لفظ ماندہ کہ دسترخوان اور کھانا دونوں کے مجموعہ کے لئے وضع کیا گیا ہے مگر ہر ایک پر انفراداً بھی بولا جاتا ہے۔ لہذا قَوْلًا نہ صرف حیض کا نام ہے اور نہ صرف طہر بلکہ دونوں کے لئے وضع کیا گیا ہے

اس کی دلیل یہ ہے کہ جس عورت کو حیض نہ آتا ہو اسے ذاتِ قَدْرہ نہیں کہا جاتا۔ اور ایسے ہی ماضی ہے متوازن خون آ رہا ہو اس کو بھی ذاتِ قَدْرہ نہیں کہتے۔ اور آیت کریمہ یَتَوَكَّلْنَ مَا فِيهِنَّ ثَلَاثَةُ قُودُرٍ (۲۲۸:۲) تین حیض تک اپنے تئیں روک رکھیں، میں ثَلَاثَةُ قُودُرٍ کے معنی میں مرتبہ حالتِ طہر سے حالتِ حیض کی طرف منتقل ہونے کے ہیں۔

بعض اہلِ اُفت کا قول ہے کہ قُودُر کا لفظ قَدْر سے مشتق ہے جس کے معنی جمع کرنے کے ہیں۔ تو انہوں نے زمانہ طہر اور زمانہ حیض کو جمع کرنے کے معنی کا اعتبار کیا ہے الفتواءۃ کے معنی حروف و کلمات کو ترتیل میں جمع کرنے کے ہیں، کیونکہ ایک حرف سے ہونے والی قرأت نہیں کہا جاتا۔ اور یہ عام ہر چیز کے جمع کرنے پر بولا جاتا ہے لہذا اَجْمَعْتُ الْقَوْمَ کی بجائے قَوَاتُ الْقَوْمِ کہا صحیح نہیں ہے۔

الْقُرْآنِ اصل میں کُفْرَانِ اور رَجْحَانِ کی طرح مصدر ہے۔ قرآن کی وجہ تسمیہ کے متعلق علماء کے متعدد اقوال ہیں۔ کسی نے قَدْر کا معنی جمع کرنا لیا ہے قرآن سابقہ کتب الہیہ کا حاصلِ اندمجود ہے۔ راغب نے کہا ہے کہ قرآن تمام علوم کا مجموعہ ہے۔ ابو عبیدہ نے کہا ہے کہ یہ سورتوں کا مجموعہ ہے۔

بہر حال سب نے قرآن کی وجہ تسمیہ بیان کرنے میں جمع کا مفہوم پیش نظر رکھا ہے۔ پروفیسر عبدالرؤف نے کہا ہے کہ یہ وجہ تسمیہ غلط ہے۔ قرآن کا نام سب سے پہلے سورۃ مدثر میں آیا ہے جو ترتیبِ نزول کے اعتبار سے تیسری سورۃ ہے اس وقت تک نہ سورتوں کا مجموعہ تھا اور نہ کتب سابقہ کا پتھر اور خلاصہ۔ بلکہ قرآن کہنے کی وجہ صرف قرأتِ تلاوت ہے آیت اِنَّا عَلَيْنَا جَمْعُهُ وَقُرْآنُهُ (۱۷:۵) سے تو ویسے ہی صاف ظاہر ہے کہ جمع قرآن سے قرأتِ قرآن الگ چیز ہے۔

اور اگلی آیت فَاِذَا قَرَأْتَهُ فَاسْتَعِزَّ بِقُرْآنِهِ (۱۸:۵) جب ہم اسے پڑھیں (یعنی جب یہاں فرشتہ نہیں وحی سنئے) تو اس کی قرأت کا اتباع کرتے رہئے۔ سے صاف ظاہر ہے کہ قرآن بمعنی قرأت یا پڑھنا ہے۔

اگرچہ قرآن کے لغوی معنی متذکرہ بالا ہیں لیکن عسوفِ عام میں یہ اللہ کی اس کتاب کا نام ہے جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کی گئی۔

عَدُوِّہَا۔ عَدُوُّ جو عرب کی طرف منسوب ہو۔ یا یائے نسبی ہے عربی عَدُوِّ کا باشندہ یا عرب کی زبان۔ اَلْعَدُوُّ حضرت اسماعیلؑ کی اولاد کو کہتے ہیں۔ اَلْعَدُوُّ عَرَبِہ کی جمع

مگر یہ لفظ بادیہ نشین لوگوں کے ساتھ مختص ہو چکا ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں ہے قَالَتِ الْأَعْرَابُ آمَنَّا (۱۳: ۴۹) بادیہ نشین نے اگر کہا کہ ہم ایمان لے آئے۔ الْأَعْرَابُ الْأَعْرَابُ ۱۷ واحد ہے۔

الْأَعْرَابُ کسی بات کو واضح کر دینا۔ اس سے الْعَوْنُ فصیح۔ وضاحت سے بیان کرنے والا۔ یا واضح اور فصیح کلام۔ اَعْرَبَ عَنْ تَعْقِبِهِ اس نے بات کو واضح بیان کر دیا۔ قرآن حکیم میں آیا ہے يٰلِسَانَ مَبِينٍ (۱۹۵: ۲۶) صاف عربی زبان میں۔

لَهَذَا قُرْآنًا سَرِيًّا (آیہ ہذا، قرآن واضح اور فصیح عربی زبان میں۔ اس کے نصب کی سند ذیل وجوہات ہیں۔

- ۱۔ قُرْآنًا بدل ہے قُرْآنُهُ کی ضمیر اور عَرَبِيًّا اس کی صفت ہے (روح المعانی)
 - ۲۔ قُرْآنًا حال ہے ضمیر مفعول ۱ (اَنْزَلْنَاهُ) کا عَرَبِيًّا تمہید و تاکید حال ہے ()
 - ۳۔ عَرَبِيًّا ضمیر کا حال ہے اور قُرْآنًا بطور تمہید و تاکید حال ہے (ضیاء القرآن بحوالہ قطبی)
- ۳: ۱۱۔ ہما۔ اس کے ذریعے

= اِنْ لَنْتَ۔ میں اِنْ مَغْفِرَاتٍ (ثقیلہ) سے ہے اس کو اِنْ تافیہ سے فرق کرنے کے لئے لام فارقة لایا گیا ہے۔

= اَلْغَافِلِينَ۔ اسم فاعل جمع مذکر۔ بے خبر۔ لاعلم غافل

۴: ۱۲ = اِذْ قَالَ يُوسُفُ۔ احسن القصص سے بدل اشتمال ہے

= يُوسُفُ بوجہ معرفہ اور عجز کے غیر منصرف ہے۔ عربانی لفظ ہے۔

= يٰاَبَتَ یا حرف نداء اب میں تائے تانیث۔ یا نے اضافت کے عوض لائے ہیں

يٰاَبَتَ سے يٰاَبَتَ ہو گیا۔

= دَايِنُهُمْ۔ میں نے ان کو دیکھا۔ رَأَيْتُ ماضی واحد مکمل۔

رَأَيْتُ۔ دُرُوبَةٍ سے بھی ہو سکتا ہے اور رُويَا سے بھی۔ لیکن اگلی ہی آیت میں لفظ رُويَاک صریحاً ظاہر کرتا ہے کہ یہ رُويَا سے ہے۔ جس کے معنی میں خواب میں دیکھنا۔ ہُنَا ضمیر مفعول جمع مذکر غائب ہے۔ رَأَيْتُهُمْ میں نے ان کو خواب میں دیکھا۔

۵: ۱۲ = يٰلَيَّتِ۔ یا حرف نداء۔ بَئِي۔ اِنْتِ سے اسم تصغیر ہے۔ مضاف جی ضمیر واحد مکمل مضاف الیہ اضافت کے باعث ی کو ی میں دغم کیا گیا۔ بَئِي میں تصغیر تحقیر کے لئے نہیں بلکہ شفقت اور محبت کے لئے ہے اور نحو ہی اسے تصغیر الحمیب کہتے ہیں لے میرے پیارے بیٹے۔

= فَيَكِيدُ ذَا۔ ف سببیہ ہے فعل مضارع کو نصب دیتا ہے۔ يَكِيدُ ذَا مضارع منصوب

بوجہ ذہنیہ یا جواب نہی میں بوجہ اضماران (اضمار مضمر۔ پوشیدہ محذوف) مثال لایقضیٰ علیہم قیوتوا
خادایکینک کبنداً (باب صَوَّبَ اخیفہ تدبیر کرتا۔ قَبْلَکَ ذَا لَکَ کیند اور نہ وہ تیرے خلاف
کوئی پال ضرور ملیں گے۔

۶:۱۲ = کَذٰلِکَ۔ اول کاف حرف تشبیہ ذالیم اشارہ ل علامت اشارہ بعید۔ آخری کاف حرف
خطاب واحد مذکر ایسے ہی۔ اسی کی طرح۔ ای مثل ذلک الاجتناب۔

یَجْتَنِبُکَ۔ مضارع واحد مذکر غائب اجتناب افتعال سے مصدر۔ جتنی مادہ ان ضمیمہ مفعول
واحد مذکر حاضر۔ وہ تجھ کو منتخب کر رہا ہے۔ چن رہا ہے۔ مجتنبی برگزیدہ۔ چنا ہوا۔ منتخب شدہ
= اَلَّذٰی حَادِیْتُ۔ کہانیاں۔ باتیں۔ حدیث کی جمع۔ ہر وہ کلام جو انسان تک پہنچ سکے۔ خواہ بذریعہ
سماعت۔ خواہ بذریعہ وحی۔ عالم خواب میں ہو یا بیداری کی حالت میں۔ اس کو حدیث کہتے ہیں۔

= تَاوِیْلٌ۔ اس کا مادہ آوٹا ہے بروزن تفعیل مصدر ہے۔ اس کے معنی ہیں کسی چیز کا اصل
کی طرف رجوع ہونا۔ اور جس مقام کی طرف کوئی چیز لوٹ کر آئے اسے مؤئل (جائے بازگشت)
کہتے ہیں۔ پس تاویل کسی چیز کو اس غایت کی طرف لوٹانے کے ہیں جو اس سے باہر ظہر یا عمل کے
مقصود ہوئی ہے۔ چنانچہ غایت عملی کے متعلق ارشاد باری تعالیٰ ہے وَمَا یَعْبُدُ تَاوِیْلُهُ اِلَّا اللّٰهُ
(۶۰۳) حالانکہ اس کی مراد اصلی خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

اور غایت عمل کے متعلق ہے هَلْ یَنْظُرُوْنَ اِلَّا تَاوِیْلَهُ یَوْمَ یَأْتِی تَاوِیْلُهُ (۵۲:۴۱)
اب وہ صرف اس کی تاویل یعنی وعدہ خدا کے نتائج سامنے آجائیں گے (یعنی اس دن سے جو غایت
مقصود ہے وہ عملی طور پر ان کے سامنے ظاہر ہو جائے گی)

تَاوِیْلٌ۔ اصلی غایت۔ اصلی مراد۔ اصل حقیقت۔ ٹھیک ٹھیک تصور۔

۷:۱۲ = فِی یُوسُفَ۔ یوسف۔ بوجہ معررہ و عجز غیر منصرف ہے۔ فِی یُوسُفَ ای فِی
خبر یوسف۔ خبر مضاف محذوف، یُوسُفَ۔ مضاف الیہ۔

= السَّائِلِیْنَ۔ پوچھنے والے۔ جو نہ کانِ علم۔ طالبانِ حق۔ سوال کرنے والے۔
۸:۱۳ = عَصَبَةٌ عَصَبٌ سے الْعَصَبُ کے معنی بدن کے پٹے۔ جو جوڑوں کو تھامے ہوئے ہیں
الْاَعْصَابُ۔ پٹے۔ مضبوطی کے ساتھ باندھنے کو عَصَبٌ کہتے ہیں۔ مثلاً لَا عَصَبَ لَکَ عَصَبُ
السَّلَمَةِ میں تمہیں سلمہ درخت کی طرح باندھ کر چھوڑوں گا۔ فَکَذٰلِکَ سَدِّدُ الْعَصَبِ فُلُلًا کے
چوڑ مضبوط ہیں۔ وَقَالَ هٰذَا یَوْمٌ عَصِیْتُ (۷:۱۱) اور بولے یہ بہت سخت دن ہے۔
عَصِیْتُ بمعنی ناعل اور مفعول دونوں طرح مستعمل ہے۔

== الْعَصْبَةُ۔ وہ جماعت جس کے افراد ایک دوسرے کے حامی اور مددگار ہوں۔ اور اس طرح طاقت، اور مضبوطی کا سبب بنیں۔ دوسری جگہ قرآن میں ہے لَتَنْوُذَ بِالْعَصْبَةِ اُولٰٓئِی الْفُتُوٰی۔ ایک طاقت و رجاعت کو اٹھانا مشکل ہوتی ہے۔

وَ تَحَرَّۡ عَصْبَةً۔ (آیت نذا) حالانکہ ہم ایک پوری جماعت کی جماعت ہیں۔ عَصْبَةً کی جمع عَصَبٌ ہے جیسے عُرْقَةٌ کی جمع عُودٌ ہے۔

علامہ زمخشری فرماتے ہیں عَصْبَةٌ وَ عَصَابَةٌ دس اور دس سے زیادہ اشخاص کو کہتے ہیں بعض چالیس تک بتاتے ہیں ان کا یہ نام اس واسطے پڑ گیا کہ اتنے اشخاص سے سب کاموں میں قوت ہوجاتی ہے اور وقت پڑے یہ لوگ کافی سمجھے جاتے ہیں۔

۹:۱۲ = اِطْرَحُوْهُ۔ اس کو پھینک دو۔ اس کو در کہیں پھینک آؤ۔ طَرَحَ يَطْرَحُ (فَتَحَ) طَرَحَ جس کے معنی پھینک دینے اور دور ڈال دینے کے ہیں۔ امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر ۵ ضمیر مفعول واحد مذکر غائب۔

= يَخْلُ لَكُمْ۔ خَلَا يَخْلُو خَلَاءً وَ خُلُوْا (باب نصر) خالی ہونا۔ خالی رہ جانا۔ خَلَا الزَّمَانُ۔ برتن خالی ہو گیا۔ خَلَا الرَّحْلُ۔ آدمی تنہا رہ گیا۔ يَخْلُ لَكُمْ وَجْهٌ اَمِنْكُمْ تمہارے لئے خالی ہو جائے گا تاکہ تمہارے باپ کی توجہ صرف تمہاری طرف ہو جائے = وَ شَاؤْا مِنْ بَعْدِهِ قَدْ مَّا صٰلِحِيْنَ۔ اس کے بعد تمہارے سب کام بن بائیں گے یا اس کا معنی یہ ہو سکتے ہیں۔ اس کے بعد تم بچا آدمی بن جانا۔ (یعنی توبہ کر کے نیک بن جانا) اکثر مفسرین نے اسی پہلو کو اختیار کیا ہے۔

۱۰:۱۲ = عَيَّبَتْ۔ اَلْعَيَّابَةُ۔ کے معنی نشیمن زمین کے ہیں۔ اور اسی سے گھنے جنگل کو عَيَّابَةٌ کہا جاتا ہے۔ عَيَّابَةٌ۔ تاریکی۔ گہرائی مجازاً۔

= اَلْجِبِّ۔ وہ کنواں جس کی کوٹھی تعمیر نہ کی گئی ہو۔ یا جو پختہ اور پیا ہوا نہ ہو۔

عَيَّبَتْ الْجِبَّ۔ کچے کنویں کے اندھیرے میں۔ کسی اندھے کنویں کی گہرائی میں

= يَنْقُطُ۔ مضارع واحد مذکر غائب۔ انْقَطَاعٌ (اِنْقِعَالٌ) سے لَقَطٌ سادہ۔ وہ نکال لیگا لَقَطٌ۔ (باب نصر) زمین پر پڑی ہوئی چیز کو اٹھالینا۔

= السَّيَّارَةُ۔ کارواں۔ قافلہ۔ چلنے والے مسافر۔

سَيَّارٌ کا مؤنث ہے جو سَيَّرٌ سے صفت مشبہ کا صیغہ ہے۔ اس کی تانیث جمع کے معنی کے لحاظ سے ہے۔

== لَكَ تَامَةً عَلَى يَوْسُفَ - مضارع منفی واحد مذکر تانہ - تو ہم کو امین نہیں بنانا یوسف پر یعنی یوسف کے بارے میں ہم پر اعتبار نہیں کرتا۔

اصل میں تَامَةً امین یا امن سَمِعَ - تہا۔ نون نون میں مدغم کر دیا گیا۔

= لَمَّا صَحَّوْنَ مَّا صَحَّ کی جمع - خرواہ - خیر خواہی کرنے والے - لام تاکید کے لئے ہے۔

۱۲: ۱۲ = يَزِقُّهُمْ مضارع مجزوم واحد مذکر غائب زَقَّ رُكْعٌ وَرُكُوعٌ - مصدر (ب) بفتح۔

جس کے اصل معنی جانوروں کے چرسے کے ہیں پھر استعارہ کے طور پر انسانوں کے جی بھر کر کھانے پینے پر یہ لفظ بولا جائے گا۔ رَقْعَةٌ فَرَاخِي - ارزانی - راقع چرسے والا۔ مَزَقَهُمْ جَزَأً كَاهٍ - مَزَقَهُمْ فَرَزَقَ دَلْ وَسِيعَ الرِّزْقِ

يَزِقُّهُمْ - وہ خوب جی بھر کر کھانے پئے۔ يَزِقُّهُمْ وَيَلْعَبُ میں مضارع مجزوم بوجہ جواب امر ہے۔ اس کی دیگر مثالیں۔

(۱) فَاشْبَعُونِي يُخَيِّبُكُمْ اللَّهُ (۳: ۳۱) میری پیروی کرو اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرنے لگیگا
(۲) خَاذْ كُرْؤُنِي اِذَا كُرْؤُكُمْ (۲: ۱۵۲) مجھے یاد کرتے رہو میں بھی تمہیں یاد کرتا رہوں گا۔

= يَلْعَبُ - مضارع مجزوم واحد مذکر غائب۔ لَعَبْتُ مصدر (ب) بفتح وہ کھیلے کوٹ

۱۳: ۱۲ = اِنِّي لَيُخْزِنُنِي - میں لام ابتدائیہ ہے۔ اس سے مضارع کے معنی حال کے لئے مختص ہو جاتے ہیں۔ جیسے اِنِّي لَاطْلُغُ الْفَجَاءِ اَيْدٍ میں اخبار دیکھ رہا ہوں۔ اِنَّكَ لَنَجْعَلُ مَا تُرِيدُ - تجھے خوب معلوم ہے جو ہم چاہتے ہیں۔

اِنِّي لَيُخْزِنُنِي اِنَّ تَذْهَبُوا اِيَّه - بیشک مجھے غمزدہ بناتی ہے ای بات اگر تم اسے لیجاؤ
(اور اس طرح اے مجھ سے جدا کر دو)

= دَاخَفَ - اور میں ڈرتا ہوں یہ حضرت یعقوب کا دوسرا اندیشہ تھا، اِنْ يَأْخُذْكَ الذَّنْبُ کہیں اے بھیڑیا کھا جائے۔

۱۴: ۱۲ = وَتَخُونُ عَصِيَّتَهُ مَلاحظہ ہو ۱۲: ۸ حالانکہ ہم ایک مضبوط جتھہ میں۔

۱۵: ۱۲ = اَجْتَمَعُوا - وہ سب جمع ہو گئے۔ سب نے باتفاق فیصلہ کر لیا۔ سب نے بختہ ارادہ کر لیا۔

= جَوَابٌ لِّمَا مَعْدُوفٍ ہے۔ اِی یجعلوه فی عینیت الحب وفعلا به ما فعلوا من الذی

= اَذْخِنَا اِلَيْهِ - اور ہم نے اس پر وحی کی۔ میں ۶ ضمیر واحد مذکر کا مرجع حضرت یوسف ہے ہیں۔ یہ وحی اصطلاحی مراد نہیں بلکہ الہام کے معنی میں ہے جو غیر نبی کو یا نبی کو قبل از نبوت تاویز بنا

== لَمِثْقَمَ - تو ضرور ان کو تھائے گا۔ تو ضرور ان کو تھلائے گا۔ (باب تفعیل) مضارع ہانوں لیل
واحد مذکر حاضر تَثِقْتُهُ اور تَثِقْتُ سے ہم ضمیر مفعول جمع مذکر غائب، (برائے برادران یوسف)
== وَهْمٌ لَّا يَشْعُرُونَ - دراصل حالیکہ وہ جانتے بھی نہ ہوں گے کہ تو یوسف ہے۔

۱۷: ۱۲ == لَسِيْقٌ - مضارع جمع متکلم - اِسْتِيقَ (افْتَعَالٌ) سَبَقْتُ - مادہ - ہم ایک دوسرے
سے آگے نکل جانے کی دوڑ دوڑنے لگے۔ اِسْتِيقَ اور تَسَابَقَ (افْتَعَالٌ و تفاعل) ایک دوسرے
سے آگے بڑھنے میں مقابلہ کرنا۔

ذَهَبْنَا تَسْبِقُ - ہم اپنے سامان کو رکھ کر ایک طرف آگے کہ مقابلہ کی دوڑ دوڑیں۔
یا ہم جا کر دوڑ کا مقابلہ کرنے لگے۔

== مُؤْمِنٌ - اسم فاعل واحد مذکر - ایمان رکھنے والا - یقین کرنے والا۔ وَمَا أَنْتَ بِمُؤْمِنٍ
لَّنَا۔ آپ ہم پر یقین تو نہیں کریں گے۔

۱۸: ۱۲ == وَجَاءُوا عَلَى قَيْصِبِهِ بِدَمٍ كَذِبٍ - کَذِبِ ای ذی کَذِبٍ۔ مصدر کو صفت کے
لئے بالذکر کی خاطر استعمال کیا ہے۔ دَمِ کَذِبِ موصوف و صفت۔ عَلَى قَيْصِبِهِ ای نَوْقِ
قَيْصِبِهِ والمعنی اتو بدم کذب نَوْقِ قَيْصِبِهِ۔ وہ لے آئے جھوٹ موٹ کا خون اس کی
قیص پر لگا ہوا۔

== سَوَّلَتْ - ماضی واحد مؤنث غائب تَسْوِيلٌ (باب تفعیل) سے جس کے معنی ہیں
نفس کا اس چیز کو مزین کر کے دکھانا جس پر وہ حریص ہو۔ (بلکہ تہائے نفسوں نے یعنی تہائے
دلوں نے ایک بات جو جھوٹی ہے) مزین اور معقول شکل میں بنالی ہے۔

قرآن مجید میں اور جگہ آیا ہے۔ اَلشَّيْطَانُ سَوَّلَ لَهْمُ (۲۵: ۴۷) شیطان نے یہ کام انہیں
مزین کر دکھایا۔

== اَلْمُسْتَعَانُ - اسم مفعول واحد مذکر اِسْتِعَاذَةٌ (استفعال) سے مصدر وہ جس سے اعانت
طلب کی جائے جس سے مدد مانگی جائے۔ معاونت یا ہی مدد کرنا۔ تعاون ایک دوسرے
کے ساتھ مددگار ہونا۔

۱۹: ۱۲ == سَيَّارَةٌ - قافلہ۔ (ملاحظہ ہو ۱۰: ۱۲)

== دَابَّةٌ هُمْ - اسم فاعل - مضاف - هُمْ مضاف الیہ۔ پانی پر پہنچنے والا۔ قافلہ کے آگے جا کر
پانی کی تلاش کرنے والا سقہ۔ (ملاحظہ ہو ۹۸: ۱۱) انہوں نے اپنا سقہ بھیجا۔

== آذَى - اس نے لٹکایا۔ اس نے ڈول لٹکایا۔ اِذْلَازٌ سے جس کے معنی ڈول ڈالنے اور ڈول

کھینچے کے ہیں۔ ماضی واحد مذکر غائب۔

= يَبْشُرُ - واہ خوشخبری۔ اے واہ۔ کلمہ تعجب و انبساط۔

= اَسْرَدَ - اَسْرَدَا۔ ماضی جمع مذکر غائب ؕ ضمیر مفعول واحد مذکر غائب انہوں نے اس کو چھپا لیا۔ سِرَّ سے۔ سِرٌّ مادہ۔ ضمیر واحد مذکر غائب اہل قافلہ کے لئے ہے یا برادرانِ یوسف کے لئے کہ انہوں نے یوسف کی اصلی حقیقت کو چھپایا اور کہا کہ یہ ہمارا غلام ہے ہم سے خرید لو۔

= بَضَاعَ - منصوب بوجہ مال کے۔ بطور مال تجارت کے۔ بَضَاعَةُ بُوخِي۔ سامان تجارت بَضَاعَةُ بَضْعٍ سے ماخوذ ہے جس کے معنی ہیں گوشت کا بڑا ٹکڑا۔ اسی سے۔ بے المنفعة۔ راسم آلہ گوشت کے ٹکڑے کاٹنے کا آلہ۔ نشتر۔ یا کہتے ہیں فَلَانٌ بَضْعٌ مِثْلِي۔ فلاں میرے جسم کا ٹکڑا ہے۔ اَلْبَضْعُ (یا کی کسر کے ساتھ) عدد جودس سے الگ کے گئے ہیں۔ یہ لفظ تین سے بڑے کو تک بولا جاتا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ پانچ سے اوپر اور دس سے کم۔

اور سلمانے لغت کے نزدیک تین سے نو تک کے لئے ہے۔ اسی سورۃ میں ہے

لِضَعِّ سِنِينَ - (۲۲:۱۲) چند سال۔

۲۰:۱۲ = سَرَدَ انہوں نے اس کو بیچا۔ سَرَدَا سے (باب ضرب) جس کے معنی ہیں خرید و فروخت کرنے کے۔ ماضی جمع مذکر غائب ؕ ضمیر مفعول واحد مذکر غائب برائے یوسف اور اگر ۲۱ کو خریدنے کے معنی میں لیا جائے تو ضمیر جمع مذکر غائب اہل قافلہ کے لئے ہوگا۔

= قَنِينَ بَخِيسٍ - موصوف۔ صفت۔ حقیر قیمت۔ قَنِينَ ناقص۔ ظلم۔ کسی شے کے گھٹانے یا کم کرنے کو بَخِيسٍ کہتے ہیں۔

= زَاهِدٍ مِنَ الزَّاهِدِينَ - فِيْهِ میں ضمیر ؕ واحد مذکر غائب۔ حضرت یوسف کے لئے بھی ہو سکتی ہے اور قیمت کے لئے بھی۔

زَاهِدٍ مِنَ الزَّاهِدِينَ سے بے جس کے کوئی حقیر چیز کے ہیں۔ اس لئے کسی چیز سے بے رغبتی کر کے والے۔ یا حقیر سی چیز پر راضی ہو جانے والے کو زَاهِدٌ فِي الشَّيْءِ کہا جاتا ہے پس وَكَانُوا مِنْ الزَّاهِدِينَ وہ اس کے بارہ میں بے رغبت تھے

۲۱:۱۲ = اَكْرَمَ - اَكْرَامَ (اِفْعَالَ) سے امر واحد مؤنث حاضر۔ تو با عزت کر۔

= مَثْوًى - مَثْوًى مضارع۔ ؕ ضمیر واحد مذکر غائب مسافر الیہ۔ اس کی قیام گاہ۔ اس کا ٹھکانہ۔ اس کی مہمانی۔ مَثْوًى ظرف مکان مَثْوًى جمع۔ ٹھکانہ۔ درازدست تک ٹھہرنے کا مقام۔ ثَوًى يَتَوًى (ضرب) ثَوًى وہ اقامت پذیر ہوا۔ قرآن مجید میں اور جگہ

آیا ہے وَاللَّارْمَضَةُ لَكُمْ (۱۲: ۴۷) اور ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے۔

اَنْزَلَ مِنِّي مَثُوْلًا۔ اس کے قیام کو باعزت و اکرام بنانا۔ یعنی اُسے دو اِن قیام عزت و توقیر سے رکھنا۔

= كَذٰلِكَ۔ کات حرف تشبیہ۔ ذٰلِكَ اسم اشارہ۔ اسی طرح یعنی جس طرح ہم نے اس کو بھائیوں کے ہاتھوں قتل سے بچا کر۔ کنویں کی گہرائیوں سے سجات دلا کر اس پر احسان کیا۔ اسی طرح ہم نے اس پر اپنی کرم نوازی سے عزیز مصر کے ہاں عزت و اکرام کا ٹھکانہ دلا کر ملک مصر میں اس کے قدم جما دیئے۔

۱۲: ۲۱۔ فِي الْاَرْضِ۔ اِنِیْ فِیْ اَرْضِ مِصْرَ۔ مصر کی سر زمین۔

= مَكْنًا۔ ماضی جمع مکمل مَكَنَّ یَمْکِنُ تَمْکِنًا (تفعیل) ہم نے اس کو ٹھکانہ عطا کیا ہم نے اس کو جہاد بخشا۔ تمکین دی۔ ہم نے اس کے پاؤں جما دیئے

= دَرَسِلَةً۔ لام تعلیل کے لئے۔ یعنی ہم نے یوسف کے قدم ارض مصر میں جما دیئے اور اس کو جاہ و مکننت عطا کی کہ (اب) اُسے تاویل احادیث کا علم بھی عطا کریں

ابن کثیر کہتے ہیں کہ: پھر ہم نے مصر میں لا کر یہاں کی سر زمین پر ان کا قدم جما دیا کیونکہ اب ہمارا یہ ارادہ پورا ہونا تھا کہ ہم اُسے تغیر خواب کا کچھ علم عطا فرماویں۔

۱۲: ۲۳۔ دَاوُدَ دَعَا۔ اس عورت نے اس کو پھسلا دیا۔ اس سے خواہش کی گفت و شنید کی الدَّوْدُ۔ کے اصل معنی نرمی کے ساتھ بار بار کسی چیز کی طلب میں آمد و رفت کے ہیں

دَاوُدَ یُرَادُ مُرَادًا (مفاعلة) عَنْ نَفْسِهِ وَعَلَى نَفْسِهِ۔ کسی کو گناہ کی رغبت دِلانا۔ اَرَادَ یُرِیدُ اِرَادَةً۔ چاہنا۔ خواہش کرنا۔ رَغِبَتْ کرنا۔ اَرَدَ یُرِدُّ (افعال) اِرَادَةً۔

دَرَدُودٌ نرمی کرنا۔..... فِی الشَّيْرِ نرم رفتار سے چلنا۔

دَاوُدَ عَنْ نَفْسِهِ۔ وہ عورت اس کو گناہ کی رغبت دلانے لگی۔ اَلَّتِیْ هُوَ فِیْ بَیْنِہَا وہ عورت جس کے گھر میں وہ تھا۔

= عَلَّقَتْ۔ اس عورت نے بند کیا (دروازہ) عَلَّقَتْ الدَّابَّ اب اس عورت نے دروازے بند کر دیئے۔

= هَیْتَ لَكَ۔ ادھر آؤ۔ چلے آؤ۔ هَیْتَ لَكَ۔ لَكُمْ۔ لَكُمْ۔ نَكُنْ۔ چلے آؤ۔ تو ایک۔ تم دونو۔ تم سب وغیرہ۔

هَیْتَ۔ اَقْبِلْ۔ اَسْرِعْ۔ اسم فعل یعنی امر۔ آؤ۔ جلدی کرو۔

== مَعَاذَ اللّٰهِ - مَعَاذَ مصدر بھی اور اسم ہے - مضاف - اللّٰهُ مضاف الیہ - اللّٰہ کی پناہ (یعنی یہ گناہ کا کام ہے میں اس کے کرنے سے اللّٰہ کی پناہ چاہتا ہوں)
عَوِذٌ اور مَعَاذٌ - کسی کی پناہ پکڑنی اور کسی سے وابستہ ہو جانا - جیسے اَعُوذُ بِاللّٰهِ میں اگر گناہ
اللّٰہ کی پناہ چاہتا ہوں

== اِنَّہٗ رَبِّیْ - میں کہ ضمیر واحد مذکر غائب کا مرجع عزیز مصر بھی ہو سکتا ہے اور اللّٰہ تعالیٰ بھی - لہذا پہلی صورت میں ربّی (میرا رب) سے مراد (میرا آقا) عزیز مصر ہوگا اور دوسری صورت میں میرا رب یعنی میرا خدا ہوگا - اِنَّہٗ رَبِّیْ وہ میرا رب ہے -

== احْسَنْ - ماضی واحد مذکر غائب - اس نے اچھایا - اس نے اچھا بنایا -
== مَثَوٰی - میرا ٹھکانہ - میری قیام گاہ - میری مہمانی - مضاف - مضاف الیہ
== احْسَنْ مَثَوٰی - اس نے مجھے بہترین ٹھکانہ دیا ہے - اس نے میرے قیام کا نہایت اچھے طریق پر بندوبست کیا ہے -

== اِنَّہٗ لَا یُعْطِیْہٖمُ ظَلٰلَۃً وَّوَنَ - بیشک ظالم فلاح نہیں پاتے -
۱۲:۱۲ == هَمَّتْ بِہٖ - اس عورت نے اس مرد کا ارادہ کر لیا -

اَلْفَمَ کا معنی گہنا، لینے والے غم کے ہیں اور یہ هَمَّتْ الشَّخْصَ فَاَلْفَمَتْہٗ کے محاورہ سے ماخوذ ہے - جس کے معنی ہیں - میں نے چربی کو گھلایا چنانچہ وہ پگھل گئی -

اصل میں هَمَّ کے معنی ارادہ کے ہیں جو ابھی دل ہی میں ہو - راعِبٌ
هَمَّ بِالْاَمْرِ اِذَا قَصَدَہٗ وَعَزَمَ عَلَیْہٖ - هَمَّ کا معنی ہے کسی چیز کا قصد کرنا اور عزم کرنا -

را لکشاف، الفم هو المقاربة من الفعل من غیر دخول فید - هَمَّ کے معنی ہیں کسی فعل سے مقاربت بغیر وہ فعل کئے کے - (الماکان)

هَمَّتْ بِہٖ دَهَمَتْ بِہَا - اس عورت نے اس مرد کا قصد کر لیا تھا اور وہ آدمی بھی اس عورت کا قصد کر لیتا تُوَدَّ اَنْ تَاْتِیْہَا رَدِیْہَ - اگر اس نے اپنے رب کی رخصت دلیل کو نہ دیکھ لیا ہوتا -

متذکرہ معنی کے لحاظ سے کلام میں تقدیم و تاخیر ہے - عام قاعدہ کے مطابق شرط پہلے اور جزا بعد میں آنا چاہئے تھی - اور کلام یوں چاہئے تھا - تُوَدَّ اَنْ تَاْتِیْہَا رَدِیْہَ هَمَّتْ بِہَا - لیکن یہاں جزا کو مقدم لایا گیا ہے اور شرط کو بعد میں لایا گیا ہے - یہ طرز کلام شاذ نہیں ہے قرآن مجید میں اور جگہ بھی ایسا کیا گیا ہے مثلاً دَاخَبَہٗ فُوَاْدُ اُمِّ مُؤَسَّی

فَرِغًا۔ اِن كَافَرَاتِ لَعْنَتِي بِهٖ نَزَّلْنَا اَنْزِلًا وَبَطَّلْنَا مَنِّهَا (۱۰:۲۸) اور اُمّ موسیٰ کا دل ایسا سقرا ہوا کہ قریب تھا کہ وہ موسیٰ کا حال ظاہر کر دیتیں اگر ہم نے اس کے دل کو مضبوط و مربوط نہ کر دیا ہوتا۔ یہاں بھی جز مقدم ہے اور شرط موقر۔

تو گویا اس صورت میں آیت کا مطلب ہوا۔ اس عورت نے اس کا عزم بالجزم کر لیا تھا اور اگر حضرت یوسفؑ نے اپنے رب کی روشن دلیل کو نہ دیکھ لیا ہوتا تو وہ بھی اس عورت کا قصد کر لیتے۔ (لیکن چونکہ انہوں نے اپنے رب کی روشن دلیل کو دیکھ لیا اس لئے ان کے ارادہ کی نوبت ہی نہ آئی)

بعض کے خیال میں حَقَّتْ بِهٖ ذَمَّتْ بِهَا۔ ایک مستقل جملہ ہے اور لَوْلَا اَنْزِلًا بُرْهَانَ رَبِّهٖ نیا جملہ ہے جس کی جزاء محذوف ہے (توضوہ اس کے دام تزدہر میں پھنس جانا) اس صورت میں مطلب یہ ہو گا کہ زلیخا نے اپنی خواہش رانی کا معصوم ارادہ کر لیا تھا اور حضرت یوسف علیہ السلام کا خیال بھی ہو چلا تھا۔ لیکن یہ خیال جس کی پشت پر کوئی عزم نہ تھا کوئی عیب نہیں ہے کہ یہ ایک امطبیعی ہے خلوت کی کیا تائی میں جو ان تندرست مرد کا محض خیال اگر جوان حسین عورت کی طرف جائے خصوصاً جبکہ پیش قدمی اور تشویق (شوق دلانا) عورت کی طرف سے ہو رہی ہو تو یہ عیب نہیں ہے بلکہ دلیل ہے مرد کے صحیح اور تندرست ہونے کی (ضمیمہ القرآن) مال الی مخالطها بمقتضى الطبيعة البشرية كميل الصائم في اليوم الحار الحـ

الماء البارد۔ ومثل ذلك۔ لا يكاد يدخل تحت التكليف (روح المعانی) وہ مائل ہوئے بمقتضائے طبیعت بشریہ جیسا کہ روزہ دار شدید گرمی کے دن کو ٹھنڈے پانی کی طرف مائل ہوتا ہے۔ (لیکن نہ تو اس کی نیت پانی پینے کی ہوتی ہے اور نہ ہی وہ پانی پینے کے لئے کوئی عملی قدم اٹھاتا ہے) اس قسم کا میلان قابل مواخذہ نہیں ہے۔

والمواد بهمد عليه السلام ميل الطبع ومنازعة الشهوة لا القصد الاختياري (بیضاوی) اور حضرت یوسف علیہ السلام کے قصد سے مراد فطری میلانِ طبیعت ہے اور تقاضائے شہوت سے قصد اختیاری مراد نہیں ہے۔

ہاں اگر وہ اپنے رب کی بُرہان واضح نہ دیکھ لیتے تو (ہو سکتا ہے کہ) وہ بھی اس کے دام میں پھنس جاتے۔

الکشاف میں ہے (لولا ان را برهان ربہ) جوابہ محذوف تقدیرہ لولا ان را برهان ربہ لخالطها۔ اس کے ساتھ خلط ملط ہو جاتا۔ (خالط جامع کرنا۔ الفرائد الدائریۃ)

= بُزْهَاتٍ رَتَبَہ - اپنے رب کی برہان - اَلْبُزْهَاتُ کے معنی دلیل اور حجت کے ہیں۔
رُجَحَاتُ کی طرح مُعَلَّاتُ کے وزن پر ہے۔

بعض کے نزدیک، یہ بَزْوۃ بَيَزْوۃ کا مصدر ہے جس کے معنی سفید اور چمکنے کے ہیں
بُزْهَاتُ دلیل قاطع کو کہتے ہیں جو تمام دلائل سے زور دار ہو اور ہر حال میں ہمیشہ سچی ہو۔
روشن دلیل

یہ برہان عالیہ سلسلہ میں کیا تھی اس کے متعلق متعدد اقوال ہیں

(۱) ابن کثیر کے نزدیک حضرت یوسف علیہ السلام کو اس وقت اپنے باپ حضرت یعقوب علیہ السلام نظر
آئے جو اسے اس فعل قبیح سے منع کر رہے تھے۔

(۲) بعض کے نزدیک انہیں عزیز مصر ملنے نظر آیا جس کے دیکھنے پر اس کے احسانات و شفقت
یاد آ گئی۔ اور وہ اس فعل سے باز رہے۔

(۳) بعض کے نزدیک ان کو آیات قرآنی لکھی ہوئی نظر آئیں لَا تَقْرُؤُوا السِّينَا اِنَّهَا كَاَنَّهُ قُرْآنٌ
وَسَاءَ سَبِيْلًا (۳۲:۱۷) زنا کے پاس بھی موت جاؤ یقیناً وہ بڑی بے حیائی اور بُری راہ ہے
= كَذٰلِكَ - ایسے ہی۔ اسی کی طرح۔ (یعنی جس طرح ہم نے اس وقت ایک دلیل دکھا کر برائی
سے بچالیا۔ اسی طرح اس کے اور کاموں میں بھی ہم اس کی مدد کرتے ہیں۔

= لِيُخْرِتَ - تاکہ ہم دُر کر دیں۔ نَصُوْتُ مضارع منصوب بوجہ عمل لام۔ جمع متکلم۔ النَصُوْتُ
کے معنی ہیں کسی چیز کو ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف پھیر دینا۔ نَصُوْتُ حَتَّہُ اس کی
طرف سے پھیر دینا۔

= اَلشَّوۃ - برائی۔ برا فعل۔ گناہ۔ عیب

= اَلْفَحْشَآءُ - اَفْحَشُ فَحْشًا، فُحْشٌ سے اسم تفعیل واحد مؤنث فُحْشٌ مادہ۔ وہ قول یا فعل
جس کی بُرائی کھلی ہوئی ہو۔ اور اس کا سننا یا کرنا برا لگے۔ بیحیائی کی بات۔

= مُخْلِصِيۡنَ - برگزیدہ۔ چُنتے ہوئے۔ خالص۔

۱۲: ۲۵ = دَا سَبَقَا - اِسْتَبَقَ اِسْتَبَقَا (افعال) سَبَقُ مادہ سے ماضی ثنثہ
مذکر غائب۔ وہ دونوں دوڑے۔ ان دونوں نے ایک دوسرے پر سبقت کی۔ اِسْتَبَقَا
کے معنی ہیں ایک کا دوسرے پر سبقت لیجانا۔

= قَدَدَتْ - ماضی واحد مؤنث غائب۔ اس عورت نے پھاڑ دی۔

= قَمِيْحَصۃ - اس مرد کی قمیض کو۔ یعنی زلیخانے یوسف علیہ السلام کی قمیض پھاڑ دی۔ قَدَدَتْ مادہ

== مَن دُجِبَ۔ پیچھے سے۔ دُجِبُوْ۔ پیٹھ۔ پشت۔

== اَلْعِيَا۔ ماضی۔ تثنیہ مذکر غائب۔ انہوں نے پایا۔ اِنْعَاءُ اِنْعَالٍ سے۔ لَفُوْ مَادَّہ۔ اَلْعِيَتْ وَجَدَتْ۔ کسی چیز کو پایا۔ بَلَّ نَتِمْ مَّا اَلْعِيْنَا عَلَیْہِ الْبَاءُ نَا۔ (۱۷۰: ۲) ہم تو اسی چیز کی پیروی کریں گے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا۔

۲۶: ۱۲ = رَاوَدَ نَحْنُ۔ اس عورت نے مجھ کو مھسلا یا۔ ماضی واحد مؤنث غائب ملاحظہ ہو۔ ۲۳: ۱۲

== شَہِدَ۔ ماضی واحد مذکر غائب الْمُشْهُودُ وَالشَّهَادَةُ۔ کسی چیز کا مشاہدہ کرنا۔ خواہ بصر سے ہو یا بصیرت سے اور صرف حاضر ہونے کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔

شہادت حیب اپنی ذات کے متعلق ہو تو اس کے معنی اقرار کے ہوتے ہیں۔ مَثَلًا قَاتِلُوا بَلٰی شَہِدَ نَا۔ (۱۷۲: ۷) انہوں نے کہا کہ ہاں ہم اقرار کرتے ہیں۔

اور کبھی شہادت کے معنی فیصلہ اور حکم کے ہوتے ہیں مَثَلًا آیت ہذا۔ شَہِدَ مَّشَہِدًا مِّنْ اَهْلِہَا۔ اس کے خاندان کے ایک فیصلہ کرنے والے نے فیصلہ دیا۔ (یہاں یہ آدمی موجود تو تھا نہیں۔ لہذا اس کا وقوعہ کو دیکھنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا)

۲۸: ۱۲ = کَیْدٌ کُتَّ۔ تم عورتوں کی چال کَیْدٌ مصدر۔ اچھی تدبیر۔ بُری تدبیر۔ مکر و فریب۔ دَاو۔

۳۰: ۱۲ = شَرَاوَدُ۔ مضارع واحد مؤنث غائب۔ وہ بھلاتی ہے۔ وہ مھسلاتی ہے۔ خواہش رکھتی ہے۔ ملاحظہ ہو۔ ۲۳: ۱۲۔ اور ۲۶: ۱۲۔

== فَتَّہَا۔ اس کا غلام۔ مضاف مضاف الیہ۔

اَلْفَتٰی۔ توجوان۔ فَتَاۃً۔ توجوان عورت فَتَاۃً مصدر۔

بعد ہر دو فَتٰی وَفَتَاۃً غلام اور لونڈی کے معنی میں استعمال ہونے لگے۔

== شَغَفَهَا۔ شَغَفَ واحد مذکر غائب۔ ماضی۔ شَغَفَ یَشْغَفُ اَفْخَمَ شَغَفٌ سے۔

جس کے معنی محبت کا دل کے پردوں میں اتر جانے کے ہیں۔ ہَا فَمِیْرَ مَفْعُولِ واحد مؤنث غائب وہ (آدمی) اس عورت کے دل میں اتر گیا۔ اس نے اس کو فریفتہ کر لیا۔

شَغَافٌ کے معنی پردہ دل کے ہیں فَذَ شَغَفَهَا حُبًّا اس کی محبت اس کے دل میں گھر کر چکی ہے۔ حُبًّا۔ بوجہ تمیز کے منصوب ہے

۳۱: ۱۲ = مَكْرَہَتْ۔ مضاف مضاف الیہ۔ ان عورتوں کا مکر۔ چال۔ مکارانہ باتیں۔

(لاحظہ ہو ۵۴:۳) الکشاف - بیضاوی - مدارک التنزیل میں مکر کو لفظ اغتیاب کا ہم معنی لکھا ہے۔

(اغتیاب بمعنی عیب گیری کرنا۔ ضیبت کرنا، کیونکہ مکر بھی خفیہ ہوتا ہے اور غیبت بھی پیٹھ پیچھے

کی جاتی ہے۔ لہذا مکر بمعنی لعن و طعن و طزو و شیع

== اُرْسَلْتُ إِلَيْهِمْ - اسی دعوت میں - اس عورت نے ان عورتوں کو دعوت دی۔

== اَعْتَدْتُ - ماضی واحد مؤنث غائب اس نے تیار کی - اعتدا (افعال) سے۔ عَتَدَ

وَأَعْتَدَ الشَّيْءُ - تیار کرنا۔ عَتَدَ لَعَتَدَ الشَّيْءُ - تیار ہونا۔ آمادہ ہونا۔ اَلْعَتِيدُ - تیار۔ مَا يَنْفِظُ

مِنْ قَوْلِ اللَّهِ لَدَيْهِ رَجِيبٌ عَتِيدٌ (۱۸:۵۰) وہ کوئی لفظ منہ سے نہیں نکالنے والا مکر ہے۔

اس کے آس پاس ہی ایک تاک میں لگا رہنے والا تیار ہے۔

== مُتَّكَأٌ - اسم ظرف مکان - سہارا لگانے کی جگہ - جس پر ٹیک لگائی جائے۔ گاوٹیکہ

مسند وغیرہ۔ اَلْأُتَّكَأُ اَلْبُكْرَاءُ (افتعال) علی التوین تحت پر سہارا لے کر بیٹھنا۔ تَوَكَّأَ

عَلَى عَصَا - سہارا لگانا۔ ٹیک لگانا۔ مجازاً امراد کھانا ہے۔ یعنی طعام یا ضیافت جس میں لوگ تکیہ لگا کر

بیٹھے ہوں۔ امام رازی کا قول ہے مُتَّكَأٌ سے مراد کھانے کی وہ چیز جس کو چھری سے کاٹنے کی ضرورت

== اُخْرِي - امر واحد مذکر حاضر۔ حَرَجَ يَخْرُجُ (نصر) خُرُوجٌ سے (لے یوسف) باہر تو نکل

== اَلْخُرُوجُ - ماضی جمع مؤنث غائب - ضمیر واحد مذکر غائب۔ اَلْأَنْبَاءُ (افعال) سے ان عورتوں

نے اس کو بڑا سمجھا۔ اسی اعظمت۔ اس کو انہوں نے عظیم پایا۔ مراد یہ کہ اس کے حُسنِ بے مثال کو دیکھ کر

دنگ رہ گئیں۔ دم بخود ہو گئیں۔

== قَطَعْنَ - انہوں نے (باتھ) کاٹ ڈالے۔ قَطِيعٌ (فَعِيل) سے ماضی جمع مؤنث غائب

مراد یہ کہ انہوں نے ہاتھ زخمی کر لئے۔

== حَاسٌ لِلَّهِ - کاردعجب۔ اصل میں حَاسًا لِلَّهِ ہے الف کو تخفیف کے لئے گرا دیا گیا۔

== مَا هَذَا بَشَرًا - میں مَنا فہ ہے اور عالم ہے اور لَیْسَ (فعل ناقص) کا عمل کرتا ہے یعنی

خبر منصوب ہوگی۔ قرآن حکیم میں اس کی اور مثال یہ ہے۔ مَا هُوَ أَهْمًا تَیْمًا (۲:۵۸) وہ عورتیں

(یعنی ان کی بیویاں) ان کی مائیں نہیں ہیں۔

مَا مِثَابٌ يَلَيْسَ کی اور مثال مَا زَيْدٌ قَاتِلًا۔ (زید کھڑا نہیں ہے) اِی لَیْسَ زَيْدٌ قَاتِلًا۔

== اِنَّ هَذَا - میں اِنَّ نافیہ ہے۔

۳۴:۱۲ - لَمُتْنِي - ماضی جمع مؤنث حاضر۔ نِی مفعول لَوُؤْم سے اباب نصر تم

عورتوں نے مجھے ملامت کی۔ لَوُؤْمَةٌ - ملامت۔ لَأَكْمُ - ملامت کرنا والا۔ لَوُؤْمَةٌ لَأَكْمُ

(۵۴:۵) ملامت گر کی ملامت۔

= وینو۔ جس کے بارہ میں

= ذَلِكُنَّ ذَا۔ اسم اشارہ۔ یہ۔ یہی۔ کُنَّ ضمیر جمع مؤنث غائبہ کے لئے ہے۔

ذَلِكَ الْيَوْمِ۔ لے مور تو یہی ہے وہ شخص

= اسْتَعَصَمَ۔ اس نے بچالیا۔ اس نے تمام کیا۔ اس نے روک لیا۔ (اسْتَعَصَمَ) (استغفال) سے ماضی۔ واحد مذکر غائب۔

= لَنْ لَمْ يَفْعَلْ۔ لام غیر عامل ہے۔ اِنْ لَمْ يَفْعَلْ۔ اگر اس نے نہ کیا۔

= مَا أَمْوَهُ۔ مَا موصول ہے۔ اور ضمیرہ کام جمع ہے۔ اِی مَا أَمْوَهُ بِدِمْسِ کایں حکم دوں

یا مَا مصدر یہ ہے۔ اور ضمیرہ یوسف کی طرف راجع ہے۔ اِی وَلَنْ لَمْ يَفْعَلْ اِمْوِ اِیاء۔ اگر اس نے میرا حکم نہ مانا۔

= لَمْ يَنْجَنْ۔ لام تاکید بانون ثقیلہ مضارع مجہول واحد مذکر غائب۔ تو وہ ضرور قید میں ڈالا جائے گا۔

= لَمْ يَكُنْ۔ لام تاکید بانون خفیفہ۔ جو بولنے میں آگیا ہے لیکن کہا نہیں گیا۔ وہ یقیناً ہوگا

= صَاغَرَتْ۔ ذیل و غوار۔ صَغَارٌ سے اسم فاعل کا صیغہ جمع مذکر بحالت جر۔ صَاغَرٌ واحد

صَغُرَ (کَوْمٌ) صَغُرٌ۔ صَغُرٌ۔ صَغَارٌ۔ ذیل و غوار ہونا۔ اور صَغُرٌ۔ صَغُرٌ۔ صَغَارَةٌ۔ چھوٹا ہونا۔ صَغِيرٌ۔ چھوٹا۔

۱۲:۲۳۔ دَبَّ۔ اِی یَا دَبَّی لے میرے رب۔

= أَحَبُّ۔ افضل التفضیل کا صیغہ۔ زیادہ پیارا۔ زیادہ عزیز۔

= يَدْعُو نَجْیَ۔ يَدْعُوْنَ۔ مضارع جمع مؤنث غائبہ سے (باب نصر) فی ضمیر مفعول واحد مکمل۔ وہ مجھے بلاتی ہیں۔

= اِلَّا تَصْرِفْ عَنِّي۔ اِلَّا۔ اِنْ لَّا۔ صَوَفَ عَن۔ کسی کو کسی چیز سے پھیر دینا۔ ہٹا دینا لَّا

تَصْرِفْ۔ مضارع منفی واحد مذکر حاضر۔ اِلَّا تَصْرِفْ عَنِّي۔ اگر تو ان کے چہرے کو مجھ سے پھیر نہ دے گا۔ ہٹانے دے گا۔ یا دور نہ کرے گا۔

= اَصْبَ۔ صَبَا يَصْبُوْا (باب نصر) صَبُوْا وَصَبُوْا۔ کسی چیز کی طرف مائل ہونا۔ اَصْبَ

مضارع واحد مکمل۔ میں مائل ہو جاؤں گا۔ اَصْبَ اصل میں اَصْبُوْا تھا۔ جواب شرط کی وجہ سے واؤ حذف ہو گیا۔

= اَكُنْ اصل میں اَكُنْتُ تھا۔ مضارع واحد متکلم۔ جواب شرط کی وجہ مجزوم ہو کر واو بوجہ اجتماع ساکنین گر گیا۔ میں ہو جاؤں۔

۱۲: ۳۴ = اِسْتَجَابَ۔ اس نے قبول کیا۔ اس نے مانا۔ اِسْتَجَابَهُ (افتعال) سے جس کے معنی قبول کرنے اور ماننے کے ہیں۔

۱۲: ۳۵ = بَدَا۔ يَبْدُوْا رُفْعًا بَدَؤُا وَبَدَءَ سے جس کے معنی نمایاں اور ظاہر ہو جانے کے ہیں۔ ظاہر ہو گیا۔

دوسری جگہ قرآن مجید میں ہے وَبَدَا لَهُمْ سَيِّئَاتٍ مَا كَسَبُوا (۳۹: ۴۰) اور ان اعمال کی برائیاں ان پر ظاہر ہو جائیں گی۔

اَلْبَدْءُ۔ حَضَرَ کی ضد ہے۔ اور آیہ کریمہ وَجَاءَ بِكُمْ مِنَ الْبَدْوِ (۱۲: ۱۰۰) اور قبیلے دھواں سے یہاں لے آیا۔

یہاں بَدَؤُا بمعنی بَادِیَۃً صحرا ہے۔ اور ہر وہ مقام جہاں کوئی عمارت وغیرہ نہ ہو اور تمام چیزیں ظاہر نظر آتی ہوں۔ اسے بَدَؤُا بَادِیَۃً صحرا کہا جاتا ہے۔

= لَهْمُ میں ضمیر عزیز مراد اس کے اہل و اقرباء وغیرہ کے لئے ہے۔ بَدَا لَهُمْ ان پر ظاہر ہو گیا انہوں نے یہی مناسب سمجھا۔ ان کو یہی مصلحت نظر آئی۔

= مِنْ بَعْدِ مَا اِذَا اَذْلَلْتَ بعد اس کے کہ وہ (حضرت یوسف کی پاکبازی کی) نشانیاں دیکھ چکے تھے۔

= لَيْسَ جُنْدًا۔ لام تاکید با نون تثنية جمع مذكر غائب ضمیر مفعول حضرت یوسف کی طرف راجع ہے کہ وہ اسے ضرور قید ہی کر دیں۔ یعنی حالات کے تحت مناسب یہی سمجھا کہ حضرت یوسف کو قید کر دیا جائے۔

۱۲: ۳۶ = اَرْنِي۔ میں اپنے آپ کو دیکھنا ہوں۔ اَرْنَا دُوْنِیَّ سے مضارع واحد متکلم نون و قایم واحد متکلم کی ضمیر۔

= اَعْصِرُ۔ میں پنچوڑتا ہوں عَصَرَ یَعْصِرُ رُضْبًا، عَصْرُ سے جس کے معنی پنچوڑنے کے ہیں۔

= یَبْسُتَا۔ ہیں آگاہ کر۔ یَبْسُتُ (تفعیل، مصدر۔ نا ضمیر مفعول جمع متکلم اَمْسَرَ واحد مذكر حاضر

۱۲: ۳۷ = لَا یَا تَبْتَکُمَا۔ مضارع منفی مجزوم بوجہ عمل لا۔ یہی صیغہ واحد مذكر غائب کُھَا۔

ضمیر تثنیہ مفعول۔ وہ نہیں آئے گا تم دونوں کے پاس

= مَزَدَتْہِم۔ تم دونوں کو وہ یعنی کھانا کھلایا جاتا ہے۔ مضارع مجہول تثنیہ مذکر حاضر ضمیر واحد مذکر غائب طعام کی طرف راجع ہے۔

= بَنَّا کُمْ۔ میں تم دونوں کو آگاہ کر دوں گا۔ ماضی (یعنی مضارع) واحد متکلم۔ کُما ضمیر تثنیہ مذکر حاضر۔

= یَا تَیْکَ۔ مضارع منصوب واحد مذکر غائب کُما ضمیر مفعول ینہ مذکر حاضر منصوب۔ لوبہ تم اُن۔ (چیزیں اس کے کہ تمہارے پاس طعام آئے۔

= ذٰلِکُمْ مِمَّا عَلَّمَنِی رَبِّی۔ یہ (تفسیر) منجملہ اس علم کے ہے جو اللہ نے مجھے سکھایا۔ یہ کہانت اور قیادہ شناسی نہیں ہے)

= تَزَکُّتٌ۔ میں نے ترک کر دیا۔ چھوڑ دیا۔ تَزَکُّتٌ سے مضارع واحد متکلم۔ اس کے یعنی نہیں کہ آپ کبھی اس دین پر قائم تھے بلکہ یہ کہ مجھے اس سے کوئی تعلق نہیں۔ تَزَکُّتٌ بمعنی کسی چیز سے اعراض کرنا۔ اس سے کوئی واسطہ نہ رکھنا۔

= مِلَّةَ دین۔ مَذْہَب

۳۸: ۱۲ = مَا ضَاۡتَ لَنَا اَنْ نُّشْرَکَ بِاللّٰهِ مِنْ شَیْءٍ۔ ہمیں زیب نہیں دیتا کہ ہم اللہ کے ساتھ کسی چیز کو بھی شریک ٹھہرائیں۔

۳۹: ۱۲ = یٰطٰیجِی السَّیْحٰنِ۔ صَاحِبِی۔ دوسا تھی۔ دور فقی۔

صَاحِبِی اصل میں صَاحِبِیْنِ (میرے دوسا تھی) تھا۔ مُنادِی۔ (صَاحِبِیْنِ) ہی (ضمیر واحد متکلم) کی طرف مضاف ہونے کی وجہ۔ ایک ی گری۔ اور یہ مضاف مضاف الیہ ل کر السَّیْحٰنِ (مضاف الیہ) کا مضاف ہوا۔ یٰطٰیجِی السَّیْحٰنِ اسے قید خاذ کے میرے دوسا تھیو!

= اٰذْبَابٌ۔ رَبِّ کی جمع۔ عہزہ استفہام انکاری کے لئے۔

مطلب یہ ہے کہ کیا جُدا جُدا بہت سے رب بہتر ہیں یا کہ ایک اللہ جو سب پر غالب ہو۔ یعنی جُدا جُدا بہت سے رب بہتر نہیں ہیں۔ بہتر یہی ہے کہ ایک اللہ جو سب پر غالب ہو۔

۴۰: ۱۲ = مَا تَعْبُدُوۡتَ مِنْ دُوۡنِہٖ اِلَّا اَسْمَآءٌ۔ یعنی اس کے سوا تم جن چیزوں کے پرستش کرتے ہو وہ محض چند نام ہیں (جن کو تم نے اور تمہارے آباء و اجداد نے من گھڑت نام دے رکھے ہیں)

= مہما۔ میں ضمیر ہا واحد مؤنث غائب کا مرجع وہ معبودانِ باطل ہیں جن کو مشرکین نے ان خود نامزد کر رکھا ہے

= سُنْطَانٍ - حجت - سند۔

= الدِّينُ الْقَيِّمُ - موصوف و صفت وہ دین جو دلائل عقلیہ و نقلیہ سے ثابت ہو۔ درست ٹھیک سیدھا۔

۱۲: ۴۱ = يَسْتَقِيْ مَضَارِعَ و احد مذکر غائب - وہ بلا نیگا - سستی - مصدر رباب ضروب - دَبَّہ - اپنے مالک کو۔

= يَصْلَبُ - مضارع مہول و احد مذکر غائب صَلَبٌ مصدر رَضَوْبَ وہ سولی دیا جاتا تھا = قُضِيَ الذَّمُّ - بات فیصلہ ہو چکی ہے - یہ امر (اسی طرح) مقدر ہو چکا ہے۔

= تَسْتَفْتِيْنِ - تم دونوں پوچھتے ہو - تم دونوں فتویٰ طلب کرتے ہو۔

اِسْتَفْتَاُ (اِسْتَفْعَالُ) سے مضارع تنہیہ مذکر حاضر - فِتْيٌ مادہ - قرآن مجید میں آیات يَسْتَفْتُوْكَ فِی الشَّيْءِ (۴: ۱۲) اور وہ تم سے یتیم عورتوں کے بارہ میں فتویٰ مانگتے ہیں

۱۲: ۴۲ نَجَّحَ - اسم فاعل و احد مذکر - اصل میں ناجحی تھا - نَجَّاهُ مصدر انصر - نَجَّاهُ نَجَّاهُ وَ نَجَّاهُ وَ نَجَّاهُ خلاصی پانا - نجات پانا - نَجَّاهُ مادہ -

= فَالْشَّيْطَانُ الشَّيْطَانُ - شیطان نے اس کو (ذکر کرنا) بھلا دیا

= يَضَمُّ سِنِيْنَ - يَضَمُّ - چند - کئی - بعض کے نزدیک ۳ - سے ۹ تک بعض کے خیال میں ۵ سے ۹ تک کے عدد بجمع میں داخل ہیں - يَضَمُّ سِنِيْنَ - کئی سال -

۱۲: ۴۳ = سَيَّامٍ - موٹی - سَيَّيْنٌ کی جمع جو بروزن فَعِيلٌ صفت مشبہ کا صیغہ ہے۔

السَّيْنُ کے معنی موٹاپا کے ہیں - اور یہ هَذَا کی ضد ہے - قرآن مجید میں ہے لَا يُسْنُوْا وَلَا يُنْنِيْ مِنْ جُوعٍ ۱۵ (۸۸: ۷) جو نہ فرہی لائے اور نہ بھوک میں کچھ کام آئے۔

= عَجَّافٌ - لاغر - دُبْلِي - اَعْجَفَ کے معنی انتہائی لاغر اور دُبْلَا کے ہیں اس کی مؤنث عَجَّافٌ ہے اور جمع عَجَّافٌ - یہ جمع خلافِ قیاس ہے کیونکہ اَصْلُ فَعْلًا فَعْلٌ کے وزن پر اس کی جمع عَجَّافٌ چاہئے تھی۔

در اصل یہ نَصْلٌ اَعْجَفَ سے مشتق ہے جس کے معنی پتلے اور باریک تہ کے ہیں اَعْجَفَ الرَّجُلُ اس کے مویشی دیٹے ہو گئے

= مُنْبَلَّتٌ - بالیں - خوشے - مُنْبَلَّةٌ کی جمع۔

= خَضِرَ - سبز - ہرے - اَخْصَرُ خَضِرًا خَضِرُ کے وزن پر جمع کا صیغہ ہے

= يَلْبِسُ - اسم فاعل جمع مَوْثِ يَلْبِسُهُ کی بمع يَلْبِسُ مصدر (باب سَبَع) سوکھی ہوئی - جو سبز اور تروتازہ نہ ہو۔

= اَخْذُوْنِي - مجھے جواب دو - مجھ کو بتاؤ - اَخْذُوا - اِفْتَاء سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر - ن دتایہ ی ضمیر واحد متکلم (ملاحظہ ہو ۱۲: ۴۱)

= تَخْبِرُوْنِ - اگر تم تعبیر بیان کرتے ہو - يَبْدَأُ سے جس کے معنی تعبیر بیان کرنے کے ہیں - مضاف جمع مذکر حاضر - (باب نصر)

۱۲: ۴۴ = اَصْنَعْتُ اَحْلَامَ - خیالی خواب - پریشان خواب - اَصْنَعْتُ صِفْتُ کی جمع ہے رَیْحَان - خشک گھاس یا شاخیں جو انسان کی مٹھی میں آجائے - قرآن میں ہے خَذَّ يَسِيْدُكَ صِفْعًا (۲۴: ۳۸) اپنے ہاتھ میں مٹھی بھر گھاس لو - اَحْلَامٌ حُلُمٌ کی جمع ہے جس کے معنی خواب دیکھنے کے ہیں - چونکہ گھاس یا شاخوں کے گٹھے میں گھاس یا ٹکڑیاں ملی جلی ہوتی ہیں اس لئے خواب ہائے پریشان کو اَصْنَعْتُ اَحْلَامَ کہتے ہیں (خیالی خوابوں کا مٹھا - مضاف مضاف الیہ۔

اَحْلَامٌ - حِلْمٌ کی بھی جمع ہے حِلْمٌ بمعنی بردباری - عقل -

= اَلْقَحْلَامُ - السَّمَامَاتِ الباطلہ - خواب ہائے پریشان -

۱۲: ۴۵ = نَجَا - اس - نَجَاتِ پائی - ماضی واحد مذکر غائب -

= اِذْ كَرَّ - اس کو یاد آیا - اِذْ كَارُ (افتعال) سے جس کے معنی یاد کرنے کے ہیں اصل میں اِذْ تَكَرَّهْتَ - ت کو دال میں بدلا - اور ذال کو دال میں مدغم کر دیا -

= اُمَّةٌ - مِت - قرآن مجید میں اور بگ آیا ہے - وَكُنْ اٰخِرًا نَحْنُ الْعَذَابِ اِلَى اُمَّةٍ

مُعَذِّدَةٍ (۸: ۱۱) اور اگر ہم ان پر سے عذاب کچھ مدت تک ملتوی کر دیں۔

= اُمَّةٌ کے معنی اُمت - جماعت - طریقہ - دین بھی ہیں

= اُنْبِشْكُمُ - میں تم کو بتانا ہوں - خبر دیتا ہوں - بتائے دیتا ہوں -

۱۲: ۴۶ = اَفْتِنَا - ہمیں بتا - امر واحد مذکر حاضر - نا ضمیر جمع متکلم -

۱۲: ۴۷ = تَزْعُمُوْنَ - تم کاشت کرو گے - مضارع جمع مذکر حاضر - زَرَعَ (باب فتح) سے

معنی کھیتی کرنا - اگانا۔

= دَابَّا - دَابَّ بَنَاب (نصر - فتح) کا مصدر ہے جس کے معنی لگانا کسی کام میں لگنے اور

مشققت برداشت کرنے کے ہیں اور اسی سبب سے ان کا استعمال عادت اور طے کے معنی میں ہوتا ہے۔ یہاں دُا یعنی حسبِ طاقہ سابقہ سبب عادت حسبِ دستور کاشت کئے جاد / قرآن مجید میں ہے کہ: کَذَٰلِكَ اَللّٰہُ فَرَعُوْنَ وَاَلَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ کَذَّبُوْا بِآیٰتِ رَبِّهِمْ (۵۲: ۸) اَل فرعون اور ان سے قبل کے لوگوں کی طرف (یعنی ان کے طاقہ کے مانند انہوں نے کفار مکہ نے) بھی اپنے رب کی آیات کو جھٹلایا۔

== مَا حَمَلَ ثَمَرًا جو کچھ بھی تم کا ٹوا جو فصل تم برداشت کروں حصاد سے (باب نصر) جس کے معنی کمین کاٹنے کے ہیں۔

== فَذَرْهُمْ اس کو چھوڑ رکھو۔ امر جمع مذکر غائب۔ دُ فمیر مفعول واحد مذکر غائب۔

۴۸: ۱۲ = سَبَّحْ بُشْدَاذ۔ سات سال بہت سخت

== یَا صُلُوْج۔ مضارع جمع مونث غائب اَصْلُو سے وہ کھا جائیں گی۔ یعنی یہ سات سال قحط کے کھا جائیں گے (جو ان ساتوں میں استعمال کے لئے تم نے ذخیرہ کر رکھا ہوگا)۔

== مَا قَدَّ مُمْ۔ جو تم نے پہلے سے رکھ چھوڑا ہوگا۔ ماضی جمع مذکر حاضر۔

نَقْدُوْنِم (تفعیل) مصدر جس کے معنی پہلے سے کرنا۔ پہلے سے بھیجنا۔ پہلے زمانہ میں کر چکنے کے۔

== مَا تُحْصِنُوْنَ۔ جو تم بچا رکھو گے۔ جو تم محفوظ رکھو گے۔ اِحْصَانُ (افعال) سے مضارع جمع مذکر حاضر۔

== اِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّا تُحْصِنُوْنَ۔ صرف وہی چھوڑا سارہ جائے گا۔ جو تم احتیاط سے رکھ چھوڑو حِصْنٌ مادہ۔ اس کے تمام مشتقات میں حفاظت۔ بچاؤ۔ احتیاط کا پہلو ہوتا ہے۔

۴۹: ۱۲ = یُعَاثُ۔ مضارع مجہول واحد مذکر غائب اس کا مادہ عَوِثٌ وَغِیْثٌ ہے الغِیْث کے معنی بارش کے ہیں۔ اور العَوِث کے معنی مدد کے ہیں۔ باب استفعال سے مدد مانگنا کے طلب کے معنی میں مستعمل ہے جیسے یَرْحَمُکَ اَسْتَعِیْثُ۔ میں تیری رحمت کا طلب گار ہوں۔

یَا اِذْ لَسْتَعِیْثُوْنَ رَبَّکُمْ (۹۰: ۸) جب تم اپنے پروردگار سے مدد مانگتے تھے۔ اسی باب سے یَسْتَعِیْثُوْنَ (غِیْث) سے پانی مانگنا بھی آتا ہے۔

یُعَاثُ (فعل مجہول) بھی دونوں معنی میں آتا ہے۔ مدد مانگنے کی صورت میں باب افعال سے اَعَاثَ یُعِیْثُ۔ اور دوسری صورت میں (پانی مانگنا) غَاثَ یُعِیْثُ سے (باب غ) آیت ہذا میں یُعَاثُ (مضارع مجہول) غِیْثُ مصدر سے ہے (باب غروب) مینہ برسایا

جائے گا۔ یُعَاثُ النَّاسُ لوگوں کے لئے مینہ برسایا جائے گا۔

== فِتْنَةٍ میں ضمیر عام (رسال) کے لئے ہے ۔

== بُعِثُوا - مضارع جمع مذکر غائب عضو مصدر دباب ضرب ، وہ رس پھوڑا گئے ۔

(یعنی کھیتی اور پھلوں کی فراوانی ہوگی)

۱۲:۵۰ - بَالُ - حال - خبر - جس حال کی پرواہ کی جائے وہ بال کہلاتا ہے اور کبھی جس حالت میں

دل چنے گئے اس کو بھی بال کہتے ہیں اور اسی اعتبار سے مجازاً اس کے معنی دل اور جی کے بھی آتے ہیں

مَا بَالُ النِّسَاءِ (ان عورتوں کی حقیقت حال کیا تھی؟

۱۲:۵۱ - قَالَ - بادشاہ نے عورتوں کو بلا کر پوچھا

== مَا خَطْبُكُنَّ - تم عورتوں کا کیا معاملہ تھا ۔

الْخَطْبُ وَالْمَخَاطَبَةُ وَالْخَطَابُ باہم گفتگو کرنا ۔ ایک دوسرے کی طرف بات اٹھانا اس

خُطْبَةٍ اور خُطْبَةٍ کا لفظ ہے لیکن خُطْبَةٌ وعظ و نصیحت کے معنی میں آتا ہے اور خُطْبَةٍ کے

معنی میں نکاح کا پیغام ۔

الْخَطْبُ - اہم معاملہ جس کے بارہ میں کثرت مخاطب ہو جیسے آیہ ہذا ۔ يٰمَعْخَطِبُكَ

يٰسَامِرِيَّ (۱۲:۲۰) (پھر سامری سے کہنے لگے) کہ سامری تیرا کیا معاملہ ہے ۔

== رَاوَدَتْ - تم عورتوں نے پھسلایا ۔ تم نے بہلایا ۔ مُرَاوَدَةٌ سے جس کے معنی دوسرے

کو کسی کام پر پھسلانا ۔ یا آمادہ کرنا جس کے کرنے کا وہ ارادہ نہ رکھتا ہو ۔ ماضی جمع مونث حاضر ۔

رود مادہ ۔

== حَاشَ لِلَّهِ - کلمہ تعجب ۔ اصل میں حَاشَ لِلَّهِ تھا ۔ الف کو تخفیف کے لئے گرا دیا گیا

لاحظہ ہو ۱۲:۳۱ ۔

== مَا عَلِمْنَا عَلَيْهِ مِنْ سُوءٍ - ہم نہیں جانتیں اس کے خلاف کوئی برائی ۔

== اَلْنِّسَاءُ - اب - ظن زمان ہے ۔ الف لام اس پر بعض کے نزدیک تعریف کا ہے اور

بعض کے نزدیک ترادف اور لازم ہے ۔

== حَضَّضَ النِّحْنَ - کے معنی ہیں کہ حق بات جو کھلی دباؤ کی وجہ سے چھپی ہوئی تھی اب اس

دباؤ کے دور ہونے کی وجہ سے واضح ہو کر سامنے آ گئی ہے ۔ حَضَّضَ وَحَضَّضَتْ (ثلاثی درباری)

دونوں طرح آتا ہے جیسے كَفَّ وَكَفَّفَتْ عَنْ - دور رکھنا ۔ دور کرنا ۔ کسی کو پہچانا ۔ اور كَتَبَ وَ

كَتَبَ الرَّجُلُ عَلَى وَجْهِهِ - پچھاڑ دینا ۔

۱۲:۵۲ - ذٰلِكَ - (یہاں سے حضرت یوسف کا کلام شروع ہوتا ہے) میں نے اس لئے

اس الزام کی تحقیق کرانا چاہی تھی تاکہ عزیز مصر کو المینان ہو جائے کہ میں احسان فراموش نہیں ہوں۔

= لَمَّا أَخَذَتْهُ - لَمَّا أَخَذَتْ - مضارع مجزوم نفی جہد نلیم۔ واحد مکمل ہُ فمیر واحد مذکر غائب عزیز مصر کے لئے ہے۔ میں اس کے ساتھ خیانت نہیں کی۔

= بِالْعَنَیْبِ - اس کی غیر حاضری میں۔ اس کی پیٹھ پیچھے۔

= لَا يَهْدِي - کامیاب نہیں کرتا۔ چال کو سیدھی راہ پر (کامیابی کی راہ پر) نہیں چلنے دیتا

= الْخَائِبِينَ - خیانت کرنے والے۔ دغا باز۔ خِیَانَتٌ سے اسم فاعل کا صیغہ جمع مذکر۔

رُمُوزِ اَوْقَافِ قُرْآنِ مَجِید

ہر ایک زبان کے اہل زبان جب گفتگو کرتے ہیں تو کہیں ٹھہر جاتے ہیں کہیں نہیں ٹھہرتے کہیں کم ٹھہرتے ہیں کہیں زیادہ۔ اور اس ٹھہرنے نہ ٹھہرنے کو بات کے صحیح بیان کرنے اور اس کا صحیح مطلب سمجھنے میں بہت دخل ہے قرآن مجید کی عبارت بھی گفتگو کے انداز میں واقع ہوئی ہے اسی لئے اہل علم نے اس کے ٹھہرنے نہ ٹھہرنے کی علامتیں مقرر کر دی ہیں جن کو رُمُوزِ اَوْقَافِ قُرْآنِ مجید کہتے ہیں۔ ضروری ہے کہ قرآن مجید کے تلاوت کرنے والے ان رُمُوز کو ملحوظ رکھیں۔ اور وہ یہ ہیں :-

جہاں بات پوری ہو جاتی ہے وہاں چھوٹا سادہ لکھ دیتے ہیں یہ حقیقت میں گول ت ہے جو بصورت لکھی جاتی ہے اور یہ وقف تام کی علامت ہے یعنی اس پر ٹھہرنا چاہئے۔ اب لکھ نہیں لکھی جاتی چھوٹا سا حلقہ ڈال دیا جاتا ہے اس کو آیت کہتے ہیں۔ یہ علامت وقف لازم کی ہے اس پر ضرور ٹھہرنا چاہئے اگر نہ ٹھہرا جائے تو احتمال ہے کہ سب کچھ کا کچھ ہو جائے اس کی مثال اردو میں یوں سمجھنی چاہئے کہ مثلاً کسی کو کہنا ہو کہ اٹھو۔ مت بیٹھو، جس میں اٹھنے کا امر اور بیٹھنے کی نہی ہے تو اٹھو پر ٹھہرنا لازم ہے۔ اگر ٹھہرا نہ جائے تو اٹھو مت بیٹھو ہو جائے گا جس میں اٹھنے کی نہی اور بیٹھنے کے امر کا احتمال ہے اور یہ قائل کے مطلب کے خلاف ہو جائے گا!

ط

ج

من

ص

وقف مطلق کی علامت ہے اس پر ٹھہرنا چاہئے مگر یہ علامت وہاں ہوتی ہے جہاں مطلب تمام نہیں ہوتا۔ اور بات کہنے والا ابھی کچھ اور کہنا چاہتا تھا وقف جائز کی علامت ہے یہاں ٹھہرنا بہتر اور نہ ٹھہرنا جائز ہے علامت وقف مجوز کی ہے یہاں نہ ٹھہرنا بہتر ہے۔

علامت وقف مخصص کی ہے یہاں ملا کر پڑھنا چاہئے لیکن اگر کوئی تھک کر ٹھہر جائے تو رخصت ہے۔ معلوم ہے کہ خص پر ملا کر پڑھنا من کی نسبت زیادہ ترجیح رکھتا ہے!

صل : الوصل اولیٰ کا اختصار ہے۔ یہاں ملا کر پڑھنا بہتر ہے۔

ق : قیل علیہ الوقت کا خلاصہ ہے یہاں ٹھہرنا نہیں چاہئے۔

صل : قد یوصل کی علامت ہے یعنی یہاں کبھی ٹھہرا بھی جانا ہے اور کبھی نہیں۔ لیکن ٹھہرنا بہتر ہے۔

قف : یہ لفظ قف ہے جس کے معنی ہیں ٹھہر جاؤ اور یہ علامت وہاں استعمال کی جاتی ہے جہاں پڑھنے والے کے ملا کر پڑھنے کا احتمال ہو۔

س یا سکتہ : سکتہ کی علامت ہے یہاں کسی قدر ٹھہرنا چاہئے مگر سانس نہ ٹوٹنے پائے۔
وقفہ : لمبے سکتہ کی علامت ہے یہاں سکتہ کی نسبت زیادہ ٹھہرنا چاہئے لیکن سانس نہ توڑے۔

سکتہ اور وقف میں یہ فرق ہے کہ سکتہ میں کم ٹھہرنا ہوتا ہے اور وقف میں زیادہ۔
لا : لا کے معنی نہیں کے ہیں یہ علامت آیت کے اوپر کہیں استعمال ہوتی ہے اور کہیں عبارت کے اندر۔ عبارت کے اندر ہو تو رگزر نہیں ٹھہرنا چاہئے۔ آیت کے اوپر ہو تو اختلاف بعض کے نزدیک ٹھہرنا چاہئے بعض کے نزدیک نہ ٹھہرنا چاہئے۔ لیکن ٹھہرنا چاہئے یا نہ ٹھہرنا چاہئے اس سے مطلب میں خلل واقع نہیں ہوتا۔ وقف اُسی جگہ نہیں چاہئے جہاں عبارت کے اندر لکھا ہو۔

ل : کنذ لک کی علامت ہے یعنی جو رمز پہلے ہے وہی یہاں سمجھی جاتے !

ترتیب قرآن مجید منازل القرآن کے مطابق

(۱) المنزل الاول : سورة الفاتحة (شمار سورة نمبر ۱) کی آیت نمبر ۱ سے لے کر سورة النساء (شمار سورة نمبر ۴) کی آخر آیت تک۔

(۲) المنزل الثاني : سورة المائدة (شمار سورة نمبر ۵) کی اول آیت سے لے کر سورة توبہ (شمار سورة نمبر ۹) کی آخر آیت تک۔

(۳) المنزل الثالث : سورة يونس (شمار سورة نمبر ۱۰) کی اول آیت سے لے کر سورة النمل (شمار سورة نمبر ۲۷) کی آخر آیت تک۔

(۴) المنزل الرابع : سورة بني اسرائيل (شمار سورة نمبر ۱۷) کی اول آیت سے لے کر الفرقان (شمار سورة نمبر ۲۵) کی آخر آیت تک۔

(۵) المنزل الخامس : سورة الشعراء (شمار سورة نمبر ۲۶) کی اول آیت سے لے کر سورة يسين (شمار سورة نمبر ۳۶) کی آخر آیت تک۔

(۶) المنزل السادس : سورة صافات (شمار سورة نمبر ۳۷) کی آیت اول سے لے کر سورة الحجرات (شمار سورة نمبر ۴۹) کی آخر آیت تک۔

(۷) المنزل السابع : سورة ق (شمار سورة نمبر ۵۰) آیت اول سے لے کر سورة الناس (شمار سورة نمبر ۱۱۴) کی آخر آیت تک۔

قرآن مجید کی سورتوں کی فہرست

بجائے اختصار

شمار سورت	نام سورت	نمبر	شمار پارہ	شمار آیت	نام سورت	نمبر	شمار پارہ
۱	سورۃ فاتحہ	۱	۱	۲۳	سورۃ مومنون	۱۸	
۲	سورۃ بقرہ	۲-۲-۱	۲۴	۲۴	سورۃ النور	۱۸	
۳	سورۃ آل عمران	۳-۳	۲۵	۲۵	سورۃ فرقان	۱۹-۱۸	
۴	سورۃ نساء	۴-۵-۴	۲۶	۲۶	سورۃ شعراء	۱۹-	
۵	سورۃ مائدہ	۵-۵	۲۷	۲۷	سورۃ نمل	۲۰-۱۹	
۶	سورۃ انعام	۶-۶	۲۸	۲۸	سورۃ قصص	۲۰	
۷	سورۃ اعراف	۷-۷	۲۹	۲۹	سورۃ قنقوت	۲۱-۲۰	
۸	سورۃ انفال	۸-۸	۳۰	۳۰	سورۃ روم	۲۱	
۹	سورۃ توبہ	۹-۹	۳۱	۳۱	سورۃ لقمان	۲۱	
۱۰	سورۃ یونس	۱۰	۳۲	۳۲	سورۃ سجده	۲۱	
۱۱	سورۃ ہود	۱۱-۱۱	۳۳	۳۳	سورۃ احزاب	۲۲-۲۱	
۱۲	سورۃ یوسف	۱۲-۱۲	۳۴	۳۴	سورۃ سبا	۲۲	
۱۳	سورۃ الرعد	۱۳	۳۵	۳۵	سورۃ صافات	۲۲	
۱۴	سورۃ ابراہیم	۱۴	۳۶	۳۶	سورۃ صافات	۲۲	
۱۵	سورۃ حجر	۱۵-۱۵	۳۷	۳۷	سورۃ صافات	۲۳	
۱۶	سورۃ نمل	۱۶	۳۸	۳۸	سورۃ صافات	۲۳	
۱۷	سورۃ بنی اسرائیل	۱۷	۳۹	۳۹	سورۃ زمر	۲۴-۲۳	
۱۸	سورۃ کہف	۱۸-۱۸	۴۰	۴۰	سورۃ مؤمن	۲۴	
۱۹	سورۃ مریم	۱۹	۴۱	۴۱	سورۃ فتح مجید	۲۵: ۲۴	
۲۰	سورۃ طہ	۲۰	۴۲	۴۲	سورۃ شوریٰ	۲۵	
۲۱	سورۃ انبیاء	۲۱	۴۳	۴۳	سورۃ زخرف	۲۵	
۲۲	سورۃ الحج	۲۲	۴۴	۴۴	سورۃ دخان	۲۵	

شماره	نام سورت	نمبر صفحه	شمار پاره	شمار سورت	نام سورت	نمبر صفحه	شمار پاره
۴۵	سورة جاثية	۲۵	۷۰	سورة معارج	۲۹		
۴۶	سورة احقاف	۲۶	۷۱	سورة فوج	۲۹		
۴۷	سورة محمد	۲۶	۷۲	سورة جن	۲۹		
۴۸	سورة فتح	۲۶	۷۳	سورة نزل	۲۹		
۴۹	سورة حجرات	۲۶	۷۴	سورة مدثر	۲۹		
۵۰	سورة قصص	۲۶	۷۵	سورة قیامت	۲۹		
۵۱	سورة ذاریات	۲۶-۲۷	۷۶	سورة دهر	۲۹		
۵۲	سورة طور	۲۷	۷۷	سورة مرسلات	۲۹		
۵۳	سورة النجم	۲۷	۷۸	سورة نباء	۳۰		
۵۴	سورة قمر	۲۷	۷۹	سورة نازعات	۳۰		
۵۵	سورة رحمان	۲۷	۸۰	سورة عبس	۳۰		
۵۶	سورة واقعه	۲۷	۸۱	سورة التکویر	۳۰		
۵۷	سورة حدید	۲۷	۸۲	سورة الفطار	۳۰		
۵۸	سورة مجادلہ	۲۸	۸۳	سورة مطففين	۳۰		
۵۹	سورة حشر	۲۸	۸۴	سورة الشقاق	۳۰		
۶۰	سورة ممتحنہ	۲۸	۸۵	سورة بروج	۳۰		
۶۱	سورة صف	۲۸	۸۶	سورة طارق	۳۰		
۶۲	سورة جمیع	۲۸	۸۷	سورة الاعلیٰ	۳۰		
۶۳	سورة منافقون	۲۸	۸۸	سورة غاشیہ	۳۰		
۶۴	سورة تغابن	۲۸	۸۹	سورة النجہ	۳۰		
۶۵	سورة طلاق	۲۸	۹۰	سورة بلد	۳۰		
۶۶	سورة تحریم	۲۸	۹۱	سورة شمس	۳۰		
۶۷	سورة ملک	۲۹	۹۲	سورة لیل	۳۰		
۶۸	سورة قلم	۲۹	۹۳	سورة فضیٰ	۳۰		
۶۹	سورة حاqqه	۲۹	۹۴	سورة الفجر	۳۰		

ترتیب قرآن مجید بلحاظ پارہ

حصہ اول

نمبر شمار	نام پارہ	صفحہ	نمبر شمار	نام پارہ	صفحہ
۱	الْم	۱	۷	وَإِذَا سَمِعُوا	۴۰۶
۲	سَيَقُولُ	۱۱۵	۸	وَلَوْ أَنَّنَا	۴۵۵
۳	تِلْكَ الرُّسُلُ	۲۱۳	۹	قَالَ الْمَلَأُ	۵۰۱
۴	لَنْ تَنَالُوا	۲۸۵	۱۰	وَاعْلَمُوا	۵۵۳
۵	وَالْمُحْصَنَاتُ	۳۲۹	۱۱	يَعْتَذِرُونَ	۶۰۹
۶	لَا يُحِبُّ اللَّهُ	۳۷۱	۱۲	وَمَا مِنْ دَابَّةٍ	۶۶۰

حصہ دوم

نمبر شمار	نام پارہ	صفحہ	نمبر شمار	نام پارہ	صفحہ
۱۳	وَمَا أُبْرِي	۱	۱۸	قَدْ أَفْلَحَ	۳۷۶
۱۴	رَبِّمَا	۶۱	۱۹	وَقَالَ الَّذِينَ	۴۵۱
۱۵	سُبْحَنَ الَّذِي	۱۲۷	۲۰	أَمْ مَنْ خَلَقَ	۵۴۷
۱۶	قَالَ أَلَمْ	۲۰۸	۲۱	أُنْزِلَ مَا أَوْحَى	۶۲۸
۱۷	إِقْتَرَبَ	۲۹۸	---	---	---

ترتیب قرآن مجید سورتوں کے مطابق

حصہ اول

شمار سورت	نام سورت	نزدلی نمبر	نمبر صفحہ	شمار پارہ	تعداد آیت	تعداد رکوع	مکی	مدنی
۱	الفاتحہ	۵	۲	۱	۷	۱	مکی	
۲	البقرۃ	۱۱	۱۱	۱-۲-۳	۸۶	۲۵		مدنی
۳	آل عمران	۸۹	۲۶۱	۴-۳	۲۰۰	۲۵		"
۴	النساء	۹۲	۳۱۷	۵-۴	۱۷۶	۲۴		"
۵	المائدۃ	۱۱۲	۳۸۵	۶-۷	۱۲۰	۱۶		"
۶	الانعام	۵۵	۴۲۴	۷-۸	۱۶۵	۲۵	مکی	
۷	الاعراف	۳۹	۴۷۸	۹-۸	۲۰۶	۲۴	مکی	
۸	الانفال	۸۸	۵۳۷	۱۰-۹	۷۵	۱۰		مدنی
۹	التوبة	۱۱۳	۵۶۹	۱۱-۱۰	۱۲۹	۱۶		"
۱۰	یونس	۵۱	۶۲۸	۱۱	۱۰۹	۱۱	مکی	
۱۱	هود	۵۲	۶۶۵	۱۲-۱۱	۱۲۳	۱۰		"
۱۲	یوسف	۵۳	۷۰۹	۱۳-۱۲	۱۱۱	۱۲		"

حصہ دوم

۱۳	الرعد	۹۶	۱۸	۱۳	۴۳	۶	مکی	
۱۴	ابراہیم	۷۲	۴۱	۱۳	۵۲	۷		"
۱۵	الحجر	۵۴	۶۰	۱۴-۱۳	۹۹	۶		"
۱۶	نحل	۷۰	۸۴	۱۴	۱۲۸	۱۶		"
۱۷	بنی اسرائیل	۵۰	۱۲۷	۱۵	۱۱۱	۱۲		"
۱۸	الکہف	۶۹	۱۷۳	۱۶-۱۵	۱۱۰	۱۲		"
۱۹	مریم	۴۴	۲۲۰	۱۶	۹۸	۶		"

شماره	نام سورت	نزدون	غیر صغیر	شمار باره	تعداد آیات	تعداد کلمات	مکی	مدنی
٢٠	طه	٢٥	٢٥١	١٦٠	١٣٥	٨	مکی	مدنی
٢١	الانبياء	٤٣	٢٩٠	١٤	١١٢	٤	"	"
٢٢	الحج	٥٣	٢٣٣	١٤	٤٨	١٥	"	مدنی
٢٣	المؤمنون	٦٣	٢٠٦	١٨	١١٨	٦	مکی	"
٢٤	النور	١٠٢	٣٠٩	١٨	٦٢	٩	"	"
٢٥	الفرقان	٢٢	٣٣٩	١٨-١٩	٤٤	٦	"	"
٢٦	الشعراء	٣٠	٢٨١	١٩	٢٢٤	١١	"	"
٢٧	النمل	٣٨	٥٢٣	١٩-٢٠	٩٣	٤	"	"
٢٨	القصص	٣٩	٥٦٦	٢٠	٨٦	٩	"	"
٢٩	العنكبوت	٨٥	٦١٣	٢٠-٢١	٦٩	٤	"	"
٣٠	الروم	٨٢	٦٥٠	٢١	٦٠	٦	"	"
٣١	لقمان	٥٠	٦٦٨	٢١	٣٢	٥	"	"
٣٢	السجدة	٤٥	٦٨٩	٢١	٣٠	٣	"	مدنی
٣٣	الاحزاب	٩٠	٤٠٤	٢١-٢٢	٤٣	٩	"	"

ترتیب نزول
مُرتَّبَةٌ عَلَمَاءِ أَزْهَرُ
مَكِّيُّ

نمبر شمار	نام سورت	نمبر سورت	تعداد آیات در سورت	تفصیل
۱	الْعَلَقُ	۹۶	۱۹	آیات ۱۷ تا ۲۲ اور ۸ تا ۵ مدنی ہیں آیات ۱۰، ۱۱، ۲۰ مدنی ہیں۔
۲	الْقَلَمُ	۶۸	۵۲	
۳	الْمُرْقِطُ	۷۳	۲۰	
۴	الْمُدَّثِّرُ	۷۴	۸۶	
۵	الْفَاذِلَةُ	۱	۷	
۶	الزَّلْزَلَةُ	۱۱۱	۵	
۷	التَّكْوِيْنُ	۸۱	۲۹	
۸	الْاَعْلٰی	۸۷	۱۹	
۹	التَّيْلُ	۹۲	۲۱	
۱۰	الْفَجْرِ	۸۹	۳۰	
۱۱	الْضُّحٰی	۹۳	۱۱	
۱۲	الْمُنَشَّرُ	۹۴	۸	
۱۳	الْعَصْرِ	۱۰۳	۳	
۱۴	الْعُدُیْتُ	۱۰۰	۱۱	
۱۵	الْمُنَشَّرُ	۱۰۸	۳	
۱۶	الْمُنَشَّرُ	۱۰۲	۸	
۱۷	الْمَاعُونُ	۱۰۷	۷	پہلی تین آیات مدنی ہیں
۱۸	الْمُنَشَّرُ	۱۰۹	۶	

نمبر	نام سورت	نمبر آیت	تفصیل
۱۹	الفیل	۱۰۵	۵
۲۰	الفلق	۱۱۳	۵
۲۱	الباق	۱۱۴	۶
۲۲	الفرط	۱۱۳	۴
۲۳	النجم	۵۳	۶۲
۲۴	عبس	۸۰	۴۲
۲۵	القدر	۹۰	۵
۲۶	الشمس	۹۱	۱۵
۲۷	البورج	۸۵	۲۲
۲۸	التین	۹۵	۸
۲۹	قریش	۱۰۶	۴
۳۰	القارعة	۱۰۱	۱۱
۳۱	القبعة	۷۵	۴۰
۳۲	الهمزة	۱۰۴	۹
۳۳	الموسلت	۷۷	۵۰
۳۴	ق	۵۰	۴۵
۳۵	البعد	۹۰	۲۰
۳۶	الطارق	۸۶	۱۷
۳۷	القمر	۵۴	۵۵
۳۸	ص	۳۸	۸۸
۳۹	الاعراف	۷	۲۰۶
۴۰	الجن	۷۲	۲۸
۴۱	یس	۳۶	۸۳
۴۲	الفرقان	۲۵	۷۷ تا ۷۰ مدنی ہے
۴۳	فالح	۲۵	۴۵

نمبر شمار	نام سورت	نمبر سورت	تعداد آیات نمبر سورت	تفصیل
۴۴	مَوْدِم	۱۹	۹۸	آیات ۵۸ تا ۱ مدنی ہیں
۴۵	طہ	۲۰	۱۳۵	آیات ۱۳۰ تا ۱۳۱ مدنی ہیں
۴۶	الْوَاقِعَة	۵۶	۹۶	آیات ۸۱ تا ۸۲ " "
۴۷	الشَّعَرَاء	۲۶	۲۲۷	آیات ۱۹ تا ۲۲ مدنی ہیں
۴۸	التَّمَلُّ	۲۷	۹۳	
۴۹	الْقَصَص	۲۸	۸۸	آیات ۵۲ تا ۵۵ مدنی ہیں اور آیت ۸۵ دوران ہجرت ہجرت کے مقام پر نازل ہوئی
۵۰	الْاِسْرَاء	۱۷	۱۱۱	آیات ۲۶ تا ۳۳، ۳۴، ۳۵ اور ۳۷ تا ۸۰ مدنی ہیں
۵۱	يُونُس	۱۰	۱۰۹	آیات ۴۴ و ۴۵، ۴۶، ۴۷ مدنی ہیں
۵۲	هُود	۱۱	۱۲۳	آیات ۱۱۲ تا ۱۱۷ مدنی ہیں
۵۳	يُوسُف	۱۲	۱۱۱	آیات ۱ تا ۳ اور ۷ مدنی ہیں۔
۵۴	الْحَجَر	۱۵	۹۹	آیت ۸ مدنی ہے
۵۵	الْاَنْعَام	۶	۱۶۵	آیات ۲۰، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰ اور ۱۵۱ تا ۱۵۳ مدنی ہیں۔
۵۶	الصَّفَات	۳۷	۱۸۲	
۵۷	لُقْمَن	۳۱	۳۳	آیات ۲ تا ۲۹ مدنی ہیں
۵۸	سَبَا	۳۲	۵۴	آیت ۶ مدنی ہے
۵۹	الزُّمَر	۳۹	۷۵	آیات ۵۲ تا ۵۴ مدنی ہے
۶۰	الغافر (ثمن)	۴۰	۸۵	آیات ۵۶، ۵۷ مدنی ہے
۶۱	فُصِّلَتْ (خمیس)	۴۱	۵۴	
۶۲	الشُّوْرَى	۴۲	۵۳	آیات ۲۳ تا ۲۵ اور ۲۷ مدنی ہیں
۶۳	الزُّخْرُف	۴۳	۸۹	آیت ۵۴ مدنی ہے
۶۴	الدَّحَان	۴۴	۵۹	
۶۵	الْبَاقِيَة	۴۵	۳۷	آیت ۱۴ مدنی ہے۔
۶۶	الْاَحْقَاف	۴۶	۳۵	آیات ۱۰، ۱۱، ۱۵، ۳۵ مدنی ہیں۔

تفصیل	تعداد آیات	فہرست	نام سورت	نمبر
	۶۰	۵۱	الذَّارِیَّت	۶۷
	۲۶	۸۸	الْعَاشِیَّة	۶۸
آیات ۱ تا ۱۰ مدنی ہیں	۱۱۰	۱۸	الْكَهْف	۶۹
آخری ۳ آیات مدنی ہیں	۱۲۸	۱۶	النَّحْل	۷۰
	۲۸	۷۱	نُوح	۷۱
آیات ۱۸، ۲۹ مدنی ہیں	۵۲	۱۴	إِبْرَاهِیْم	۷۲
	۱۱۲	۲۱	الرَّاسِیَاء	۷۳
	۱۱۸	۲۳	الْمُؤْمِنُونَ	۷۴
آیات ۱ تا ۲ مدنی ہیں۔	۳۰	۳۲	الْحَجَّة	۷۵
	۴۹	۵۲	الطُّور	۷۶
	۳۰	۶۷	الْمَلِك	۷۷
	۵۲	۶۹	الْحَاقَّة	۷۸
	۴۴	۷۰	الْمَعَارِج	۷۹
	۳۰	۷۸	النَّبَا	۸۰
	۴۶	۷۹	الْشُّرُعَات	۸۱
	۱۹	۸۲	الَّذِیْ لِفِطَار	۸۲
	۲۵	۸۴	الَّذِیْ لِفِطَار	۸۳
آیت ۷ مدنی ہے	۶۰	۳۰	الرُّوم	۸۴
آیات ۱ تا ۱۱ مدنی ہے	۶۹	۲۹	الْعَنْکَبُوت	۸۵
	۲۶	۸۳	الْمُطَفِّفِیْنَ	۸۶
-----	-----	-----	-----	-----

مَدَنی

نمبر شمار	نام سورت	نمبر سورت	تفصیل
۱	البَقَرَة	۲	آیت ۲۸۱ حجتہ الوداع میں نازل ہوئی
۲	الْاَنْعَامُ	۸	آیات ۳ تا ۳۶ مکی ہیں۔
۳	الْعِمْرَانُ	۳	
۴	الْاَحْزَابُ	۳۳	
۵	الْمُتَحَنِّنُ	۶۰	
۶	النِّسَاءُ	۴	
۷	الْمَائِدَةُ	۹	
۸	الْحَدِيدُ	۵۷	
۹	مُحَمَّدٌ	۴۷	آیت ۱۲ ہجرت کے موقع پر راستہ میں نازل ہوئی
۱۰	الرَّعْدُ	۱۳	
۱۱	الرَّحْمٰنُ	۵۵	
۱۲	الْبَقَرَةُ	۷۶	
۱۳	الْطَّلَاقُ	۶۵	
۱۴	الْبَيْتَةِ	۹۸	
۱۵	الْحَشْرِ	۵۹	
۱۶	الشُّوْر	۲۴	
۱۷	الْحَجَرِ	۲۳	آیات ۵۲ تا ۵۵ مکہ اور مدینہ کے درمیان نازل ہوئی
۱۸	الْمُنْفِقُوْنَ	۶۳	
۱۹	الْمَجَادِلَةُ	۵۸	
۲۰	الْحُجُرَاتِ	۴۹	
۲۱	التَّحْرِیْمِ	۶۶	
۲۲	التَّغَابُنِ	۶۴	

نمبر شمار	نام سورت	نمبر سورت	تعداد آیات بغیر تفسیر کے
۲۳	الصَّفِّ	۶۱	۱۴
۲۴	الْجُمُعَةِ	۶۲	۱۱
۲۵	الْفَتْحِ	۴۸	۲۹
۲۶	الْمَائِدَةِ	۵	۱۲۰
۲۷	التَّوْبَةِ	۹	۱۲۹
۲۸	النَّحْرِ	۱۱۰	۳

حدیبیہ سے واپسی پر راستہ میں نازل ہوئی !
 آیت ۳ حجۃ الوداع میں عرفات کے میدان میں نازل ہوئی
 آخری دو آیات مکہ میں
 حجۃ الوداع میں منیٰ کے مقام پر نازل ہوئی ۔

مَا خَذَ كِتَابُ

لُغَاتُ

- (۱) المعجم الوسیط (عربی سے عربی)، مولانا ابراہیم مصطفیٰ، حامد عبدالقادر وغیرہ
- (۲) المنجد (عربی سے اردو ترجمہ)
- (۳) فیروز اللغات (عربی - اردو)
- (۴) الغرائد الدریہ - از جے۔ جی ہاؤد (عربی - انگریزی)
- (۵) مفتی الارب فی لغات العرب - از عبدالرحیم بن عبدالکریم مفتی پوری
- (۶) کلمات القرآن تفسیر و بیان - از حسنین محمد مخلوف، مفتی دیار المصریۃ
- (۷) مفردات القرآن - از امام راغب اصفہانی - اردو ترجمہ محمد عید فیروز پوری
- (۸) لغات القرآن از مولانا عبدالرشید نعمانی و مولانا سید عبدالدائم الحبلائی، ندوۃ المصنفین - ۶ جلد
- (۹) قاموس القرآن از قاضی زین العابدین -
- (۱۰) روح المعانی - از علامہ ابوالفضل شہاب الدین الیہ محمود، اوسوی بغدادی
- (۱۱) تفسیر بیضاوی - از ناصر الدین ابوسعید عبداللہ بن عمر بن محمد الشیرازی البیضاوی
- (۱۲) الکشاف - از ابوالقاسم ہارثہ محمود بن عمر الخورشیدی الخوارزمی
- (۱۳) تفسیر الخازن - از ملاؤ الدین علی بن محمد بن ابراہیم البغدادی المعروف بالخازن
- (۱۴) مدارک التنزیل و حقائق التأویل - از ابوالبرکات عبداللہ بن محمود الشافعی
- (۱۵) اضواء القرآن - تفسیر القرآن بالقرآن - از محمد الامین بن محمد المختار الجکیتی و الشنقطی
- (۱۶) تفسیر حلاطین از حلال الدین محمد بن احمد المحلی و حلال الدین عبدالرحمن بن ابی بکر السیوطی
- (۱۷) تفسیر مظہری - از علامہ قاضی محمد ثناء اللہ پانی پتی فارسی سے ترجمہ - از مولانا سید عبدالدائم الحبلائی -
- (۱۸) تفسیر ابن کثیر - از اسماعیل بن عمر بن کثیر البعرونی ثم الدمشقی (لقب عماد الدین)
- (۱۹) قرآن حکیم - ترجمہ و تفسیر (انگریزی) عبداللہ یوسف علی -

- ۲۰۔ تفسیر حقانی۔ از مولانا ابو محمد عبدالحق دہلوی رح
 ۲۱۔ بیان القرآن۔ از مولانا اشرف علی تھانوی رح
 ۲۲۔ ترجمان القرآن۔ از مولانا ابوالکلام احمد آزاد رح
 ۲۳۔ تفسیر مابعدی۔ از مولانا عبدالمجید دریابادی رح
 ۲۴۔ ضیاء القرآن۔ از پیر کریم شاہ ایم لے (الانہر، بیہوہ)
 ۲۵۔ تفسیرم القرآن۔ از ابوالاعلیٰ مودودی

- ترجمہ: ۲۶۔ قرآن مجید انگریزی ترجمہ از محمد علی لاہوری
 ۲۷۔ قرآن مجید (انگریزی ترجمہ) از مارٹین لوتک کپٹھال
 ۲۸۔ قرآن مجید اردو ترجمہ از مولانا فتح محمد جالندھری رح
 ۲۹۔ قرآن مجید۔ اردو ترجمہ شاہ عبدالقادر صاحب دہلوی رح
 ۳۰۔ مرقعہ نحو۔ کتاب الصرف و کتاب النحو۔ از مولانا عبدالرحمن امرتسری رح
 ۳۱۔ علم الصرف و علم النحو۔ از مولوی مشتاق احمد چٹھالی رح
 ۳۲۔ علم الصرف از مولانا عبدالرشید محمد بن یوسف السورقی
 ۳۳۔ قرین النحو از مولانا محمد مصطفیٰ ندوی
 ۳۴۔ شرح مائتہ عامل۔ مصنف عبدالقادر جرجانی۔ شاح الشیخ عبدالرحمن جامی
 ۳۵۔ ایضاح المطالب (شرح کافیہ از علامہ جمال الدین بن حاجب) از مولانا مشیت اللہ دیوبندی
 ۳۶۔ اساس عربی از محمد نعیم الرحمن۔ ایم۔ اے۔ لیکچرار الہ آباد یونیورسٹی
 ۳۷۔ ترکیب القرآن۔ قدرت اللہ۔ جامعہ محمدیہ۔ اوکاڑہ۔ (صرف پارہ اول)
 ۳۸۔ اصطلاحات نحو عربی (انگریزی۔ عربی)
 ۳۹۔ عربی زبان کی گرامر (انگریزی) از ڈبلیو راسٹ۔ ایل۔ ایل ڈی۔
 ۴۰۔ الاتقان فی علوم القرآن دو جلد از علامہ جلال الدین سیوطی رح۔ اردو ترجمہ مولانا عبدالحلیم انصاری
 ۴۱۔ معجم المفہر س للفاظ القرآن الحکیم۔ از محمد فواد عبدالباقی